

سینس ڈائجسٹ کہانی

دلہا

بایسوان حصہ





ہو گئی، وہ جیسے بوتل نکال کر لی رہا تھا اور سونیا کی نصیحتوں سے بیزار ہی ظاہر کر رہا تھا۔ دو فونز ماں بیٹے کے درمیان جو باتیں ہوئیں، وہ بہت مازدارانہ تھیں، کسی کی موجودگی میں کسی نہیں جاسکتی تھیں۔ سونیا کی آخری بات نے چونکا دیا تھا کہ ماریہ کی انگلی میں انڈیکیٹر والی انگوٹھی ہے جس کی ماہنامی میں وہ بھیجیل دل لے اڈے تک پہنچ جانے گی۔

اس آخری بات سے پاسکل بڑبا کو یقین ہو گیا کہ پارس کو اس کی موجودگی کا احساس نہیں۔ اگر وہ ماں بیٹا کوئی ڈراما پیلے کرتے تو اتنی اہم راز کی بات نہ اچھلتے۔ اُس نے فوراً پاس کے ماتحت کے پاس پہنچ کر کہا: تم لوگ دھوکا کھا لے ہو۔ ماریہ کی انگلی سے انگوٹھی نکال کر پھینکو، وہ انڈیکیٹر ہے۔ سونیا یہاں پہنچ جانے گی۔ ماریہ کو دوسری جگہ منتقل کر دو۔

وہ ماریہ کو اس اڈے سے ہٹانے تک ماتحت کے دماغ میں رہا۔ ماتحت نے اس کے حکم کے مطابق اپنے ایک آلہ کار کو وہاں چھوڑا پھر ماریہ کو دوسری جگہ لے گیا۔ پاسکل نے اُس آلہ کار کے ذریعے دیکھا، سونیا وہاں آئی تھی، پاس نے آلہ کار سے پوچھا: «ماریہ کہاں ہے؟»

وہ بولا: «میں کسی ماریہ کو نہیں جانتا۔ میں تو یہاں کا چکریدار ہوں۔ کچھ لوگ ایک لڑکی کو زبردستی ملانے تھے، میں

اس کی اتنی جرأت نہیں تھی کہ یہ معلوم کرنے سونیا کے دماغ میں جاتا۔ وہ بڑی پراسرار اور رازگار سمجھی جاتی تھی۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے دشمن بھی اس سے گزرنے میں اپنی سلامتی سمجھتے تھے۔ یہ بات عام ہو چکی تھی کہ پارس آج کل بہت پینے لگا ہے۔ شام کے بعد اکثر مدہوش رہتا ہے۔ اس کے دماغ میں آسانی سے جگہ بل سکتی تھی۔ جب ماریہ کو جھیل دل لے اڈے میں پہنچا دیا گیا تو وہ معلومات حاصل کرنے کے لیے پارس کے پاس آ گیا۔

اس نے سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ پارس اس کی موجودگی کو سمجھ رہا ہے یا نہیں؟ انسان خواہ کتنی ہی چوری سے سوچے، خیال خرابی کرنے والے اُس سوچ کو پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن جناب شیخ العاص نے اُس پر عمل کیا تھا، اپنی روحانی قوتوں کے ذریعے اس کے دماغ کو بھول بھیجا، بنا دیا تھا۔ کوئی بھی خیال خرابی کرنے والا اُس کے دماغ میں پہنچتے ہی یہ معلوم کرتا کہ پارس کو شراب نے دماغی طور پر کمزور بنا دیا ہے۔ وہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ باپ کی موت، بینسی کی خودکشی اور جو جو کے اغوال نے اُسے توڑ دیا ہے۔ اب وہ نئی انداز میں سوچنے لگا ہے۔

پارس کے دماغ میں پہنچنے کے بعد ان باتوں کی تصدیق

نے صاف کر دیا کہ اغوا کی ہوئی لڑکی کو یہاں چھپانے نہیں
 دلگا۔ میں مالک کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔
 پاسکل اس لڑکار کے ذریعے لوگ رہا تھا۔ اس کا خیال
 تھا، وہ سونیا بھی جالک عورت کو مجھ سے رہے۔ سونیا
 نے اُسے جکڑ دینے کے لیے پوچھا کیا اس لڑکی کی اسمبلی میں
 کوئی انجی ٹھی تھی؟
 وہ لولا "میں نے تو جہنم میں دی۔ البتہ یہ انجی ٹھی ادھر
 فرس پڑھی ہوئی تھی"

اس نے جیسے انجی ٹھی نکال کر دکھائی سونیا نے اُس
 انڈیجیٹر کو دیکھ کر مایوسی کا اظہار کیا پھر شکست خوردہ انداز
 میں اُس آڈے سے نکل کر باہر آئی اپنی کار میں بیٹھ کر اُسے
 اشارت کیا۔ پاسکل اُس کی تنہائی میں آکر دیکھ نہیں سکتا تھا
 کہ وہ لڑکی پھر رہی ہے۔ وہ مطمئن تھا کہ انڈیجیٹر کے بغیر
 وہ ماریہ تک نہیں پہنچ سکے گی۔

اس نے کار آگے بڑھا کر ٹریفکس اور ڈکے میں کود دیا۔
 نتھنسا اسکوین روشن ہوتے ہی ایک چھوٹا سا لہب چلنے
 بچھنے لگا اور تیلنے لگا کہ وہ ماریہ کو کمال لے جا رہے ہیں۔
 سونیا نے کوڑوں میں ریب اور برٹ کرنے کے بعد ایک
 فرانسیسی جاموں سے کہا "تجھا ماشکر، مجھے ماہنٹائی حاصل
 ہو رہی ہے۔ دشمنوں کو شبہ تو نہیں ہوگا؟"

"ہرگز نہیں مادام! میں نے انڈیجیٹر کو نمبر پلیٹ کے
 پیچھے چھپایا ہے۔"
 "پھر ایک بار شکریہ! اُس نے رابطہ ختم کر دیا! اٹلینٹ
 سے کارڈز شروع کرتی ہوئی سوچنے لگی۔ کچھ دیر موجودہ حالات
 پر غور کرنے کے بعد اس نے جاسوس سے دوبارہ رابطہ قائم
 کرتے ہوئے کہا "یہ لوگ ماریہ کو ہانی دے پہلے جا رہے
 ہیں۔ شاید شہر سے باہر جائیں گے۔ ہانی دے کی ہوگی سے رابطہ
 قائم کرو۔ اپنے کسی ذہین ساتھی سے کہو، ان کی گاڑی روک
 کر چیک کی جائے۔ ماریہ کو چیک کرنے کے دوران اس
 کے سینٹیل کی پل سے یا ہینر کاپ سے انڈیجیٹر منسک
 کرنے سے کار کو کوئی پھر سامنا نہیں ہے، وہ اُسے کہیں بھی پھوڑ
 سکتے ہیں!"

"مادام! ایک پوسٹ پر یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ
 اغوا کی جا رہی ہے۔ ایسے وقت ان لوگوں کو حراست میں
 لینا ہوگا۔"

ماریہ دیوانی ہے۔ پارس کی دھن میں ان کے ساتھ
 جا رہی ہے لہذا اغوا کیے جانے کا شبہ نہیں ہوگا۔ میں

نہیں جا سکتی کہ وہ کیڑے جائیں۔ انھیں فرار ہونے کی چھوڑ
 ملتی رہتی چاہیے شکریہ"
 اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

پاسکل معلوم کرنا چاہتا تھا، ماریہ کو تلاش کرنے
 کے سلسلے میں کیا کیا جا رہے ہے؟ یہ معلوم تھا کہ فرانس کی پولیس
 اور اٹلی جس والے ماریہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں
 گئے لیکن وہ سونیا اور پارس کی جدوجہد کے متعلق معلوم کرنا
 چاہتا تھا۔ لہذا وہ پارس کے پاس آ گیا۔

وہ سونیا سے رخصت ہو کر سڑک کے کنارے چل رہا
 تھا۔ اس کے قریب کتنی ہی گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ وہ کسی
 سے لفظ نہیں مانگا رہا تھا۔ اسے گھر پہنچنے کی جلدی نہیں
 تھی۔ نہ ہی ماریہ کی فکر تھی۔ اس کی حفاظت کے لیے سونیا کافی
 تھی۔ وہ دشمنوں پر ظاہر کر رہا تھا کہ اُسے ماریہ سے کوئی خاص
 ڈیپٹی نہیں ہے۔

تھوڑی دُور چلنے کے بعد اُس نے اپنے دماغ میں
 پلانی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ کوئی اس کی اپنی ہی سوچ میں کہ
 رہا تھا "تین پیدل کیوں جا رہا ہوں؟ ایک گاڑی تو بہت ہی
 معمولی سی بات ہے۔ تین ایک فون کے کے یہاں کے اعلیٰ حکام
 اور اعلیٰ افسران کو سڑک کے کنارے ملا سکتا ہوں پھر پیدل
 چلنے کی حماقت کیوں کر رہا ہوں؟"

اُس نے جھبا جھبا سوچا "یہاں تنہائی ہے۔ کوئی مخاطب
 کرنے والا نہیں ہے۔ میں ٹیلنے کے انما میں چل رہا ہوں،
 اور اپنے حالات پر غور کر رہا ہوں۔ پاپا کی وفات کے بعد
 جب بھی میں مستقبل کے متعلق سوچتا ہوں تو..."

اس نے تیز رفتاری کا اظہار کرتے ہوئے بات
 ادھوری چھوڑ دی۔ پاسکل نے چین ہو گیا اس نے اس کی
 سوچ میں کہا "مجھے مستقبل کے متعلق یقین میں نہیں پڑتا
 چاہیے۔ اپنے آپ کو تانا چاہیے کہ میں کیا سوچتا ہوں؟
 پارس نے جو باہر آجائے، میں بتیہ پارس سوچتا ہوں اتنی بار
 ایک ہی عقل کی بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ پیٹھانوں میں
 سے مجھے کسی ایک کا وفادار بن جانا چاہیے۔ ابھی سپر ماسٹر
 مالک میں دونوں ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اگر سپر ماسٹر

کا تاجدار بن جاؤں تو پھر ایک مالک میں دشمن رہ جانے
 گا۔ میں ایک دشمن سے شہنشاہی صلاحیتیں رکھتا ہوں،
 پاسکل نے اس کی بات کو سمجھ لیا "بات سوچ رہا ہوں جو جو تو
 مالک میں کی قید میں ہے۔ مجھے مالک میں کا تاجدار بننا
 چاہیے"

پیلے ماں میں محبوبہ رمال کو رانی دلائے کے لیے
 میں سپر ماسٹر کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔
 یہ یقین سپر ماسٹر کبھی میری وفاداری کا یقین نہیں کرے گا۔
 دوسرے تو مالک میں بھی یقین نہیں کرے گا۔ مگر ان
 کے خیال خانی کرنے والے میرے ڈھکے چھپے خیالات کو
 پڑھ کر اسے آتا ڈن کو یقین دلا سکتے ہیں۔

پاسکل پر باخاموش رہ کر اس کے جو خیالات پڑھنے
 لگا۔ دماغ کی تہیں اترنے کے بعد یہی معلوم ہوا کہ پارس کسی
 ایک سپر طاقت کا وفادار بن کر رہنے کے معاملے میں نہایت
 سنجیدہ ہے۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اگر کیا یا حکمت عملی سے کسی
 ایک سپر طاقت کو اپنی دوستی اور وفاداری کا یقین دلائے تو
 کسی دشمن کی گولی سے مارے نہ جلتے۔ فرزانہ اور بیٹی پھر
 جوانی میں خودکشی نہ کریں۔ کوئی جو جو اور ماما کو اٹھا کر لے کر
 جرات نہ کرنا۔ بڑے بڑے ملک کسی ایک طاقت کی سرپرستی
 حاصل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، میں بھی سپر ماسٹر یا مالک
 کے سامنے میں متعلق حاصل کر سکتا ہوں!

پاسکل نے پیرس کے پاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
 "پارس! اپنی ٹاؤر کے قریب ایک سڑک کے کنارے پیدل چل
 رہا ہے۔ تم اپنی کار میں جاؤ، میں تمہیں گائیڈ کروں گا۔ اسے
 دوست بنانے کی کوشش کرو۔ اس سے کہو کہ وہ ہمارا وفادار
 رہے گا تو جو وہاں کر دی جائے گی۔ ہم ان دشمنوں کا بھی
 سراغ لگائیں گے جنہوں نے ماریہ کو اغوا کیا ہے۔ اس کی
 ماما سوسنی کو بھی سپر ماسٹر کے چنگل سے نکال لائے گی کوشش
 کریں گے"

باس نے فوراً اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ اسی وقت اپنی
 گاڑی میں چل پڑا۔ پاسکل نے پارس تک اس کی راہنمائی
 کی پھر ان لوگوں کے پاس آجا جو مارے کو لے گئے تھے۔ وہ شہر
 سے باہر ایک چھوٹے سے شہرے میں تھی اور پارس سے
 شہنشاہی ہند کر رہی تھی۔ وہ لوگ اسے محبت سے سمجھاتا
 رہے تھے۔ انھیں بتایا گیا تھا کہ لڑکی زہریلی ہے، اُسے غصہ
 آئے گا کہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ باس کے قیاس و قوت
 نفس کی تسلی کے لیے اُس کے سامنے ریسور اٹھا کر لوگوں

ہی تہ زائل کیے پھر کہا "سپر پارس جہاں بھی ہیں، اُن سے
 کہو فوراً یہاں آجائیں اور اُسے سے پہلے فون پر ماریہ سے بات
 کریں۔"

ماریہ غمناک ہو گئی۔ پاسکل نے خاص دقت سے کہا۔
 "اس لڑکی کو یہاں رکھنا مناسب نہیں ہے۔ پورے اور اٹلی میں

والے پہنچ سکتے ہیں"
 "جناب! ارادت میں یہی چیلنگ ہوئی تھی۔ وہ تو فریب
 ہوئی کہ ماریہ نے ہمارے خلاف شہرتیں جما یا یہ پارس سے
 شہنشاہی دھن میں تھی۔ جب تک پارس یہاں نہیں آئے گا
 ہم کہیں لے جائیں سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے، اسے ہلا کر رکھو۔ اگر یہ یہاں سے
 چلنے پر راضی نہیں ہوتی تو بے ہوش کر کے لے جانا ہوگا۔ میں
 ابھی آتا ہوں"

اُس نے مالک میں سے رابطہ قائم کیا۔ ماریہ کے متعلق
 بتایا کہ وہ فی الحال تالور میں ہے۔ پارس کو اپنا وفادار بنانے کی
 کوشش کی جا رہی ہے اور سونیا، ماریہ کی تلاش میں بیٹھ
 رہی ہے۔ مالک میں نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔
 "پیلے ماریہ ضروری ہے۔ اس لڑکی سے صرف پارس نہیں،
 سونیا بھی جذباتی طور پر وابستہ ہے پھر پارسی زہریلی لڑکی کو
 ہم ٹریننگ دے کر اپنی ایک زبردست آواز بنا سکتے
 ہیں۔ اسے برٹن پہنچاؤ۔ وہاں سے پھر اسے ماسکو پہنچا دیا
 جائے گا"

"وہ پارس کے بغیر نہیں چلے گی۔"
 "ہوں" مالک میں سوچ میں پڑ گیا۔ پاسکل نے پوچھا
 "کیا آپ ڈی پارس کے متعلق سوچ رہے ہیں؟"
 "ہاں، مگر بات نہیں بنے گی۔ ہماری طرف سے کوئی
 پارس بن کر جانے کا تو وہ اُسے ضرور پارس کرے گی اور پارس کا
 انجام ہوگا ڈی کی موت۔ اسی لیے پارس اس سے کتراتا ہے۔
 پہلے وہ زہر ملا تھا، اس کے پیار کو برداشت کر لیتا تھا۔ حالانکہ
 تم ہمارے آڈیوں کے ساتھ بھی فون پر ماریہ کو پارس سے گفتگو
 کرانی جائے اور وعدہ کیا جائے کہ دوسرے ملک میں پارس
 سے ملاقات ہوگی۔ یہ کام کہہ کر آؤ پھر آگے بات ہوگی۔"

پاسکل نے خاص دقت سے کہا "اپنے ہی انتقال
 سے کہو کہ پارس کی آواز میں فون پر ماریہ سے گفتگو کرے"
 "جناب! وہ فون پر کیلے گا؟"
 "جو کہنا ہے، اُس کے ذریعے میں کموں لگاؤ میں ابھی
 آتا ہوں"

وہ پھر مالک میں کے پاس آیا۔ اس نے کہا "وہ
 زہریلی لڑکی سونیا کے قابو میں رہتی ہے، اگر ہم کسی تیزخو
 عورت کو سونیا کے تک آپ میں اس کے پاس رکھیں تو وہ
 عورت اُسے بھلا چھوڑ سکتا ہے۔ یہاں لے آئے گی۔"
 "یہی مناسب ہے۔ میں ابھی پیرس کے پاس سے بات

5

اس نے باس کو مخاطب کیا۔ وہ باس کو لفظ سے کراچی رہائش گاہ میں لے آیا تھا۔ پاسکل نے کہا کہ تم اس سے اپنے طلب کی بات کرو اور مجھے یہ بتاؤ ایسی کوئی تیز و طاقتور عورت ہے جو سونیا کا رطل ادا کرے؟

وہ فرسے بولا "میرے پاس تیرا ذمہ قسم کی عورتوں کی کئی نہیں ہے۔ نادیر نام کی ایک زبردست فاضلہ ہے۔ حاضر دماغ اور چالاک ہے، میرے تعاون سے وہ ایک سینیٹو کی مالک بن گئی ہے۔ میری احسان مند رہتی ہے، اگر اس کے لیے لندن میں ایک سینیٹو قائم کرنے کا لالچ دیا جائے گا تو وہ ہمارے اشاروں پر کام کرے گی۔"

"اسے یقین دلاؤ کہ اس کا ہر مطالبہ پورا کیا جائے گا۔ وہ دو گھنٹے کے اندر سونیا بن کر ماریہ کے پاس پہنچ جائے۔ تمہارا کوئی آدمی ماریہ کے متعلق اسے سب کچھ سمجھا کر وہاں لے جانے گا۔"

وہ خاص ماحت کے پاس آیا اس کے ذریعے اس شخص تک پہنچا جو باس کی آواز اور لہجے کی نقل کرنے والا تھا۔ اس نے کہا "ڈیسیور"۔ کئی کئی ڈراموں کو ادا کر ماریہ کی باتیں سنو۔ میں تعین کا بیڑہ بنا رہا ہوں گا۔"

اس نے مطلوبہ خبر ڈراموں کے رابطہ قائم ہونے پر ماریہ کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا "ماریہ! میں باس کو ریلوں پر لے جاؤں گا۔ مجھے ابھی معلوم ہوا کہ تم اس جگہ میں میرا انتظار کر رہی ہو۔" ماریہ نے کہا "تم کہاں ہو؟ فوراً یہاں آؤ۔ میرا مجھے اپنے پاس بلاؤ۔"

"میں دوسرے ملک میں ہوں۔ تعین ہوئی جائیں آنا پڑے گا۔"

"میں اکیلی کیسے آؤں گی؟"

"سونیا تمہارا سے پاس آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ چلی آؤ۔ وہ تو ہماری ملاقات پر اعتراض کرتی ہیں۔ جا دو سے۔ تمہارا دل پھر دیتی ہیں؟"

پاسکل یہ بات سن کر ذرا ہلکا ہوا۔ پھر سنبھل کر بولا "وہ ہماری دشمن نہیں ہیں، صرف یہ جانتی ہیں کہ تم سنائی میں مجھے پیار نہ کرو۔ میرے اندر سے زہر نکال دیا گیا ہے، تم پیار کرو۔ تم ہی تو میرا جان بچاؤ گے۔"

میں نے یہی بات مٹا کر سمجھائی ہے کہ تم بہت سمجھدار لڑکی ہو۔ مجھ سے دوسری صورت سے محبت کرتی رہو گی۔ اچھا میں بات ختم کرتا ہوں۔ تم دو گھنٹے تک پہنچ جائیں گی۔ کل آؤس کے ساتھ تمہاری جاز میں آؤ گی۔ میں بے پستی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ خدا حافظ!

رابطہ ختم ہو گیا۔ پاسکل نے ماریہ کے پاس آ کر دیکھا وہ ریسورٹ کے ریسٹورنٹ میں تھی۔ کام میں کیا تھا۔ اب اطمینان تھا کہ وہ زہر لٹی لڑکی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اور کوئی اعتراض کیے بغیر نادیر کو سونیا سمجھ کر ماسکو تک پہنچا دیا جائے گی۔

سونیا اس جگہ کے قریب پہنچی ہوئی تھی۔ وہ دیکھتا تھا جتنی تھی کہ ماریہ کو آخر کار کہاں پہنچا یا جائے گا۔ اگر وہ خیال کرے تو والا پیرس میں یا فرانس کے کسی شہر میں ہو گا تو وہ لوگ ماریہ کو ضرور وہاں لے جائیں گے۔ اس طرح ایک نئی بیٹی جاننے والا اس سے بچ کر نہیں جاسکے گا۔ اگر وہ ماریہ کو کسی دوسرے ملک پہنچانا چاہیں گے تو وہ راستے کی دیکھا رہ جائے گی۔ ماریہ جو ان سے واپس لے آئے گی۔

وہ اپنی کار میں بیٹھی ان کے اگھے اقدامات کا انتظار کر رہی تھی۔ گورڈین فون کے بند کرنے سے مخاطب کیا۔ اگر نے ڈیسیور اٹھا کر سنبھلا۔ دوسری طرف سے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مامام! آپ سے نادیر ضروری باتیں کرنا چاہتی ہے۔ آپ اس سے رابطہ قائم کریں۔"

اس نے نادیر کے نمبر ڈراموں کیسے کے رابطہ قائم ہونے پر نادیر نے ہنستے ہوئے کہا "سونیا! افسر نے کی بات سنو۔ اس وقت میں تمہارا ایک آپ کر رہی ہوں اور تمہارا دل ادا کرنے ماریہ کے پاس پہنچانی جانے والی ہوں۔"

"کچھ باتیں سمجھ سکتی ہوں۔ کچھ سمجھنا چاہتی ہوں۔"

"وقت ضائع نہ کرو۔ باس کے آدمی ایک گھنٹے بعد مجھے لینے آئیں گے۔ تم جہاں بھی ہو چل پڑو۔ راستے میں گورڈین سے باتیں ہو جائیں گی۔"

میں کہیں والا تھا۔ سونیا نے نادیر کا ایک آپ کو کہہ کر پستی میں لو کر دوڑوں کا نقصان پہنچا یا تھا اور نادیر کو ایک ہی رات میں انسانا فتح پہنچا یا تھا جس کی وہ توقع نہیں کر سکتی تھی۔ وہ سونیا کو دل و جان سے چاہتی تھی۔ اس نے کہا "وہ مجھے بہت بڑا لالچ دے رہے ہیں، اگر میں مدد کرنا کو ماسکو پہنچا دوں اور کچھ عرصے تک اس کے ساتھ وہاں رہوں تو وہ میرے لیے لندن میں ایک بہت بڑا سینیٹو قائم کریں گے۔"

"چلو بیٹے، جٹھانے لندن سے بھی لاکھوں ڈالر لاکر اس میں جس مدد کے ساتھ جاؤں گی تو تمہارا سے لیے چھپ کر رہنا ایک مسئلہ ہو گا۔"

"تم اپنے ذرائع استعمال کر کے مجھے راتوں رات ملک سے باہر بھیج دو۔ میں فالٹ لیسٹ جانا چاہتی ہوں۔ وہاں مختلف ملک کی یہ کرتی رہوں گی۔ یہاں کے سرکاری افسران جب بلائیں گے تو سمجھ لوں گی تمہارا کام ہو گیا ہے۔ میں یہاں چلی آؤں گی۔"

وہ ایک پلاٹک - بند کے ماہر کو لے کر آئی۔ نادیر سے کہا "یہ ڈاکٹر ہمارے راز دار ہیں، ماسک میں کا باس یہاں آئے گا تو میرے چہرے پر ہر چہرہ ہوتی رہے گی۔ ڈاکٹر اسے دوسرے کمرے میں بیٹھنے کے لیے لے گا۔ یوں اسے یقین ہو جائے گا کہ یہیں پلاٹک سر جری کے ذریعے سونیا بنایا گیا ہے۔"

اس نے فون کے ذریعے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "ماریہ کے ایک اہم معاملے میں نادیر کو کچھ عرصے تک روک پوز رہنا پڑے گا۔ اپنے بہن بھائیوں کو کہنے والے سے کہو نادیر کے دماغ سے اس کی اپنی آواز اور لہجہ نکلے۔ اس طرح کوئی خیال خواتین کرنے والا اس کے دماغ میں نہیں پہنچے گا۔ وہ پھٹکا ہوا میرے دماغ میں آئے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ایک بند گاڑی نادیر کے جگہ کیجیے گئے گی اور اسے دوسرے جگہ میں لے جائے گی۔ وہیں اس پر تھوکی عمل ہو گا۔ کل تک وہ جہاں جانا چاہے گی ہم اسے بھیج دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ تفریحی عمل فوراً ہونا چاہیے۔"

چہرے پر پلاٹک سر جری ہو رہی ہے۔ وہ مجھے دیکھنا چاہے تو اس کمرے میں لے آنا۔"

خدا خدے سونیا کے چہرے پر جا بجا چھوٹی چھوٹی پٹیال پیکادی تعین۔ باقی چہرے کو سفید کر کے سے بچھا دیا تھا۔ تفریحی درپردہ باس کے کمرے میں آیا۔ اس نے کہا "میں سوج بھی نہیں سکتا تھا کہ تم سر جری کے ذریعے پکا کام کرو گی۔ مجھے تو دو باتیں یاد تھیں۔ ایک تمہاری آواز سن کر تم سے دعا غی رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا "سوری مسٹر! ابھی یہ ہونٹ نہیں ہلا سکیں گی۔ آپ ایک گھنٹے بعد ٹھکر کر سکتے ہیں۔ کیا آپ ڈراما نگ نام میں انتظار کرنا پسند کریں گے؟"

وہ بولا "میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ ڈاکٹر نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ سونیا نے ڈاکٹر سے پوچھا "کیا آپ پلائی سوج کی لہر میں محسوس کر رہے ہیں؟"

"نہیں ماما، اگر محسوس کروں گا تو آپ کی ہدایت کے مطابق ڈراما شروع کر دوں گا۔"

ڈراما یہ تھا کہ کسی کے دماغ میں کتنے ہی وہ ملک ایک کمرے میں لیتا اور باغیوں کی طرح اپنے بالوں کو نوچ کر سوچتا کہ وہ پانچ برس تک دماغی زمین رہ چکا ہے۔ ایک برس پہلے پاگل خانے سے آیا ہے۔ اب بھی دماغ میں کوئی غیر معمولی سی بات ہوتی ہے یا نامعلوم سا بوجھ ہوتا ہے تو باغیوں جیسی حالت میں رہنے لگتا ہے اور سانس آپ ہی آپ آ کر نہیں آتی ہے۔ چون کہ وہ سانس روک روک کر سوچتا، اس لیے خیال خانی کو سننے والے کو اس کے چہرہ خیالات بڑھنے کا موقع نہ ملتا۔

لیکن پاسکل کو باس کے دماغ میں نہیں آیا جب یہ معلوم ہوا کہ نادیر سر جری کے باعث ابھی نہیں بولے گی تو وہ فوراً باس کے دماغ میں چلا گیا۔ باس اس ڈاکٹر سے زیادہ اہم تھا۔ باس اسے اپنی رہائش گاہ میں شراب اور خرابی کے ساتھ چھوڑ کر آیا تھا، ایسے وقت وہ پھر باس کے چہرہ خیالات پڑھنے لگا۔ باس نے پہلی بار مخاطب کرتے ہوئے کہا "ڈیسیور! باس! میں تمہارا ایک دوست اور مددگار ہوں۔"

اس نے چونک کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ پھر کہا "ادہ گاڈ! شراب نوشی کا یہی ایک نقصان ہے۔ میں پرانی سوج کی لہروں کو محسوس کرنے کے قابل نہیں رہا۔ اب تو کوئی بھی دشمن دوست بن کر آ سکتا ہے۔"

”میں دشمن نہیں ہوں۔ ملک میں کا درست راست ہوں۔“
 اچھی جا رہا ہوں کسی وقت اپنا ملک آکر تھا کہ جو خیالات پڑے
 گا جب یقین ہوگا کہ تم ملک میں کے وفادار رہ سکتے ہو تو
 پھر ہلکے درمیان چند ماہ معاملات طے ہوں گے۔“
 ”اچھا تو اس نے تمہیں بتایا ہے کہ میں کسی ایک
 شہر طاقت کی جھولی میں جانا چاہتا ہوں۔“

وہ تمہارے لگا کر بولا، ”میں کسی باس کا محتاج نہیں
 رہتا۔ میں نے جیکے سے تمہارے خیالات پڑھ لیے تھے۔“
 ”کسی کے گھر میں یا دماغ میں بڑے اجازت آنے والا
 چور بدعاش ہوتا ہے۔ تم تو بالکل اچھے انسان ہو سکتے ہو نہ چاہے
 دوست چلے جاؤ یا ہاں سے۔“

وہ پھر ہنسنے ہوئے بولا، ”میں اپنی مرضی سے آتا ہوں
 اور اپنی مرضی سے جاتا ہوں۔ یاد رکھو، تمہاری بیسی صلاحیتوں
 والے بہت لہلہاتے ہیں۔ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں
 ہے، تمہیں ہماری ضرورت ہے۔ اگر تمہارے سگنے
 میں پناہ نہیں لوگے تو سپر مارٹر سب کو نہیں کر رکھ دے
 گا۔ میں چاہوں تو تمہیں اپنے گھر کا کتا بنا کر وفاداری سے
 دم ہلانے پر مجبور کر دوں۔“

پارس ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر شراب کی
 بوتل اٹھا کر بولا، ”آج تمہاری باتوں نے مجھے جھنجھوڑ دیا ہے۔
 میری سمجھ میں آ گیا ہے کہ شراب آدمی کو کتنا باندھتی ہے۔ اگر
 میں اسے نہ مینا تو تمہارا باپ بھی میرے دماغ میں نہیں آسکتا
 تھا۔ میں پھر اپنی دماغی توانائی واپس لاؤں گا۔ آج سے شراب
 پہ ہزار لعنت۔“

اس نے بوتل کو فرش پر دے مارا۔ پھر چند ایک ٹکڑے
 لیے ساتھیوں کو کھینچ کر بائیں لیٹا گا۔ وہ غبار کرنا چاہتا تھا
 کہ کتنے کے باعث زیادہ دیر ایسا نہیں کر سکے گا۔ پاسکال
 کے دماغ سے باہر نکلا پھر واپس آکر بولا، ”میں جانتا تھا کہ
 تم خندہ سیکڑے سے زیادہ ساتھیوں کو روک سکتے تھے۔ تمہارے
 اندر اتنی توانائی نہیں ہے کہ مجھے زیادہ دیر کے لیے باہر نکال
 سکو۔“

پارس نے تیلیفون کے پاس آکر ریسورٹاٹھا یا پھر
 نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پاسکال نے پوچھا، ”کیا آرمز کی ٹیلی فونی
 کا سامرا لینا چاہتے ہو؟“

”ہم دو دنوں پہلے ہی ٹیلی فونی پتیلیں کا سامرا نہیں لیتے۔“
 رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے ایک پولیس افسر
 کا آواز آئی، ”پارس نے کہا، ”اٹھ! میں پارس بول رہا ہوں۔“

ابھی ریڈیو بار کے پاس کی درپاش گاہ میں ہوں۔ مجھے لگا رہا
 ہے۔ آگے لے جائیں۔“
 پاسکال نے زوردار قہقہہ دگاتے ہوئے کہا، ”تاہم
 نے تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی ہے۔ تم
 گدھے ہو کی قانونی پناہ میں جا کر ٹیلا پتیلیں کے غذاب
 سے بچ سکتے ہو؟“

”کیا تم میرے دماغ میں زلزلے پیدا کر دے گے؟“
 ”تعمیراتی سکھانے اور مٹی کے کپڑے کی طرح ریڈ
 ریڈ کر اپنے پاس آنے کے لیے تمہیں دماغی جھٹکے ضرور
 پتیاؤں گا۔ ذرا اور سوچ لو کہس طرح بچ سکتے ہو؟“

”میں نے بہت پلے ہی خود کو تیار کیا ہے۔ یہ دیکھو۔“
 اس نے اپنی انگوٹھی کے ایک ٹکڑے سے ٹین کو تیار کیا
 اس میں سے ایک سوئی نکلی پھر اس سے پیلے کا پائل کچھ
 سمجھ پاتا، اس نے فرش پر بیٹھا کہ وہ سوئی اپنے بازو میں
 چھوئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ پارس کے دماغ سے نکلا گیا
 دماغی جھٹکے پنپانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ وہ بے ہوش ہو
 گیا تھا۔ اس افسانہ سے بے ہوش ہوا تھا کہ پولیس افسر
 اسے وہاں سے اٹھا کر لے جانے لگا۔

پاسکال دماغی طور پر اپنی جاگہ حاضر ہو کر جھنجھوڑ رہا تھا۔
 اُسے پورا یقین تھا کہ پارس کسی طرح بھی ٹیلی فونی کے غذاب
 سے نہیں بچ سکے گا۔ لیکن اس نے مٹی تو نہیں کھینچ سکتا
 وہی تھی، ایسا کام کر گیا تھا جس کے متعلق پاسکال خواب میں بھی
 نہیں سوچ سکتا تھا۔ سوئی اور پارس سے ٹکرا کر تیار چل رہا تھا
 کہ طاقت اور حاضری دماغی تھی کہ ہوتی ہے اور اچھی تو سوئی کی
 چال سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جب سمجھنے کی گھڑی آئے گی تو وہ
 سر پھوڑ کر بیٹھ جائے گا۔

یوں دیکھا جاتے تو پارس کی رسکاری بھی سمجھ میں نہیں
 آتی تھی۔ سبقتاً وہ کسی قدر زبردست تھا۔ جب ہزار فرسٹیں
 کو تھاتا تو انگوٹھی کی سوئی کی آواز کرتی۔ اس سوئی میں کوئی
 دوا تھی ہی نہیں۔ ایسا صرف پاسکال کو سمجھانے کے لیے
 کیا گیا تھا۔ اصل میں اس نے سوئی چھوڑتے ہی آہستہ آہستہ
 یوں ساتھیوں کی تھی جیسے دھیرے دھیرے ذہن ڈوب
 رہا ہو۔ اس طرح پاسکال اس کے دماغ سے نکل گیا تھا۔
 اس کی حرکتوں سے ہی سمجھ رہا تھا کہ یہ سب کچھ سوئی کی
 کرنے کے باعث ہوا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک جھنجھلا تا رہا پھر ملک میں سے
 دماغی رابطہ قائم کر کے بولا، ”میں پارس کو بہت ہی عزیز
 کرتا ہوں۔“

منزلوں کا۔ اسے اپنے قدموں میں لوٹنے پر مجبور کر دیا
 ”بات کیا ہے؟ پہلے تم نے آکر کہا تھا کہ اسے اپنا
 نائب بنا لینا چاہتا ہے۔“
 ”وہ خطرناک حد تک جا لگا ہے۔ ہم اس پر بھروسہ
 کریں گے تو وہ ہمیں کسی دن لے ڈوبے گا۔“
 ”مجھے بتاؤ آخر ہوا کیا ہے؟“

اس نے پارس کے متعلق تفصیل بتائی، ”ملک میں لے
 کر آیا۔ ہم اس کے پاس جا کر بھول گئے تھے کہ اس کی پرورش
 سوئی لے کر ہے۔ بے شک وہ خطرناک ہے۔ کیا شہر خراب
 نہیں ہوتا؟ وہ آدمی کو چور بھارت کر رکھا جاتا ہے، اس کے
 باوجود آدمی اسے بچرے میں بند کر لیتا ہے۔ سرس کارنگ
 مارٹر اسے اپنے اٹھاروں پر جتنا شامنا بنا دیتا ہے۔ پارس
 چالاک اور خطرناک ہے۔ اسی لیے میں اسے اپنا نائب بنا لے
 پر رضی ہو گیا تھا۔ مگر تم نے کھیل بگاڑ دیا ہے۔“

”میں نے کیا بچاؤ ہے؟“
 ”اس کا شراب میں ڈوب رہنا ایسا ہی تھا جیسے شیر
 پنجبے میں رہنا لگا ہو۔ تم جب چاہتے اس کے چور خیالات
 پڑھ لیتے تھے، اسے طیش دلاؤ۔ تم نے اس کی شراب بھڑائی
 تھی۔ تم اس کے دماغ میں نہیں جا سکو گے۔ ذرا سوچو، ہمارا
 کتنا بڑا نقصان ہوا ہے؟“
 ”اودہ گاؤں میں نے غصے اور غم میں اس پہلو کو نظر انداز
 کر دیا تھا۔ اب کیا ہوگا؟“

”وہ ہم سے دیک گیا ہے۔ اگر اسے لگا لگا لگا تو وہ پلٹ
 کر جھولی میں چلا جائے گا۔“
 ”میں اسے چلنے نہیں دوں گا، جیسے ہی وہ ہوش میں
 آئے گا میں اس کے دماغ پر چھاپوں گا۔“
 ”یعنی پھر اس پر زور کرنا چاہو گے اور وہ پھر کسی چالاک
 سے تمہاری ٹیلی فونی کو ختم کرنے کا؟“

”اس نے ایک بار دھوکا دیا ہے۔ دوسری بار نہیں
 دے سکے گا۔ اب وہ مجھ سے زندگی کی بھینک مانگے گا۔“
 ”ایسی ہی خوش فہمیوں کے باعث تم جیسوں کی
 موت ہوتی ہے یا پھر ایسا ہی نقصان اٹھانے ہو جیسے
 پارس کے سلسلے میں اٹھا ہے۔ جو وہ ہماری طرف مائل
 ہو سکتا تھا۔ مگر تم اسے بدترین دشمن بنا رہے ہو۔ خطرے کی
 بساط پر کام آنے والے ملک کی تعداد دیکھی جاتی ہے۔ میری
 بساط پر تم اور مڈمڈم ٹیلی فونی چھپ جاتے ہو۔ سپر مارٹر کے پاس
 بھی دماغی اور ایک ٹیلی فونی چھپ جاتے والے ہے۔ جو جو کسی شہر

میں نہیں ہے۔ پتا نہیں برین ڈائٹ کے لیے وہ ہمارے کام
 آسکے گی یا نہیں۔ مٹی تو بہترین صلاحیتوں کا مالک ہے۔
 وہ اپنی ملک کی خاطر سپر مارٹر کی طرف بھگے گا۔ اگر ہم پارس کو
 محبت سے دوست بنائیں گے اور ہماری دوستی ثابت
 ہوتی رہے گی تو سوئی بھی پارس کی خاطر ہمارے کام آتی رہا
 کرے گی۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دو دنوں پارس اور سوئی کو زندہ
 رکھنے کا کیا ضرورت ہے؟“

”انہیں ہلاک کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ فریڈ
 اور سوئی کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک مدت
 گزر گئی۔ ان کے بچے پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے۔ آج بھی
 سب طاقتوں پر ان کی دہشت طاری ہے۔ تقریباً پچیس برس
 کے عمر سے میں ایک فریڈ مارا گیا ہے۔ اس کی جگہ دو فریڈ پیدا
 ہو گئے ہیں۔ سوئی اور اول کی طرح ناقابل گرفت ہے۔ ہوائی
 طرح جیسی فیکٹی میں نہیں آتی۔ میری حکمت عملی کو سمجھو انہیں
 بہترین دوست بناؤ۔ جب وہ ہم پر اندھا اعتماد کرنے لگیں
 تو وہ تیار کی طرح پٹری بول کر ایسا کیا جلد کر دو کہ وہ فریڈ کی
 طرح بچ نہ سکیں۔ سیدھے موت کے گڑن میں چلے جائیں۔“
 ”واقعی ہم اس طرح انہیں ختم کر سکتے ہیں جس صلہ
 اپنی شکست کو قبول کر پارس سے دلخوشی کروں گا۔ تم اس کے
 دماغ میں آزادی سے نہیں پہنچ سکو گے۔ اس کے چور خیالات
 نہیں پڑھ سکو گے۔“

”تم بہت جلدی مایوس ہو جاتے ہو۔ پہلے دوشی کر دو
 پھر اسے شراب نوشی پر مائل کیا جا سکتا ہے۔ کسی کے
 بھی دماغ کو کمزور بنانے کی اور بھی کئی تھکنڈے ہیں۔“
 پاسکال نے چونک کر کہا، ”اودہ! میں تو نادیدہ کو پھول
 ہی گیا۔ ابھی اس کے چور خیالات پڑھنا ضروری نہیں۔ وہ مینا
 کا اہم بدلہ ادا کرنے والی ہے۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہا۔ پارس کے پاس آیا۔
 پاس ایک گھنٹے بعد نادیدہ کے کمرے میں آ گیا تھا اور سوئی
 کو دیکھ کر حیرت سے کہہ رہا تھا، ”پلاٹنگ سر جری کے ظہر
 نے کھال کر دیا ہے۔ تم ہزارویسے سے مکمل سوئی بن گئی ہو۔
 وہ ڈاکٹر کہاں ہے؟“

”اس کا کام ختم ہو گیا۔ وہ جلا گیا ہے۔“
 پاسکال جیسی خاکوٹھی سے پاس کے دماغ میں تھا۔
 وہاں سے اس نے نادیدہ کی آواز اور بھڑکنا۔ پھر اس کے

دماغ میں پیچھے کے لیے پرواز کی یہ پرواز ذرا عجیب تھی۔ کیوں کہ نادر یہ بڑی عمل ہو چکا تھا۔ اب سونیا اس آواز اور لہجے کو سنا رہی تھی۔ وہ جھٹکا ہوا اس کے دماغ میں آ گیا۔ وہ نیا خیال خزانے کرنے والا تھا، اس لحاظ سے اس کا دماغ کو سمجھ نہ پایا۔ سونیا کے خیالات بڑھنے میں مصروف ہو گیا وہ صبح رہی تھی۔ میں اٹھنے میں کھل سونیا نظر آ رہی ہوں۔ اب اس کی گفتار اور رفتار کی بھی کامیاب نقل کروں گی تو ماریہ اور پارس وغیرہ کبھی مجھ پر شبہ نہیں کریں گے۔

پاسکل نے اس کی سورج میں کہا میں ایک خطرناک کام کرنے جا رہی ہوں۔ سونیا تو پتا چلے گا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔

سونیا نے سورج کے ذریعے کہا رڈیٹا اور کامیاب سونیا سے کم نہیں ہے پھر اس کی پشت پر اسک میں سے سب میری حفاظت کریں گے۔ سونیا میرے پیچھے ماسکونین آسکے گی اسے یہ کبھی معلوم نہیں ہوگا کہ نادر نے اس کا رول ادا کیا تھا۔ ہلنے چب آسکے میں آؤں گی تو لندن میں ایک کیسینو کی مالک بن جاؤں گی! انٹارٹانا سے حاصل کرنے کے لیے خطرات سے کھینا ہی پڑتا ہے۔ اور نادر سونیا کی ایسی کی ایسی!

پاسکل نے خیالات بڑھ کر مطمئن ہو گیا۔ اس نے پاس سے کہا: تمہارے بیان کے مطابق نادر بہترین نفاذ ہے اسے سونیا کی آواز سنا ڈا اور اس کے متعلق مزید معلومات فراہم کرو۔

پاس نے کہا: میں تمام اختلافات کے ساتھ آیا ہوں میرے پاس سونیا کے ویڈیو اور آڈیو کیسٹس ہیں۔ اگلے ایک گھنٹے تک سونیا اپنی ہی آواز کی کیسٹس سنتی رہی اور وہی اس کی سکرین پر اپنی تیز حرکت نظر دیکھتی رہی۔ پاس کے سامنے اپنی رفتار اور گفتار کی نقل کرتے وقت کبھی غلطی کرتی تھی۔ پاسکل نے پاس سے کہا: تاوی بہت ذہین ہے۔ ایک آدھ گھنٹے کی مشق کے بعد سونیا کی ہر بات اور ہر آواز کی نقاشی کا میاں باس سے کرے گی۔ میں ان کی دماغی کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔

وہ جلا لگا۔ رات کے دو بجے پاس نے کہا: تم بڑی کامیابی سے شغل کر رہی ہو کسی بیٹو سے نادر نے نظر نہیں آ رہی ہو چوتھے سارا سامان بیک کر دو اور میاں سے مل جڑو۔ وہ باس کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر نادر کے بیڈ روم

میں آئی۔ ٹرانسپٹ کمال کر ایک اعلیٰ افسر سے کہا: کچھ لوگ مجھے اور ماریہ کو جی پی پاسپورٹ کے لیے برکن لے جائیں گے متعلقہ افسران کو تاکید کریں کہ کتنی سے چیکنگ نہ کی جائے۔ میں جاننے کی اجازت دے دی جائے پارس کو بتا دیں کہ میں برکن کے بعد ماسکونین رہوں گی۔

اس نے رابطہ ختم کیا ایک ایجنسی میں ضروری سامان لکھا پھر ایک نئے سفر اور نئے ہنگاموں کے لیے روانہ ہوئی۔ فریڈا علی تیمور کی بیٹی میں وہ اپنی عورت تھی جو روس کی زمین پر قدم رکھنے والی تھی۔

رسوئی بستر پر بڑھی ہوئی سورج رہی تھی، میں کمال ہوں اور ان لوگوں میں ہوں؟ میں بیان کیسے پہنچتی ہوں؟

وہ کوری محسوس کر رہی تھی۔ دماغ بھی دڑے کر رہا جو چپکا تھا۔ اتنا اس وہ کچھ سمجھ نہیں پاتی۔ ہاتھ پاؤں ہلنے پھرنے کی بجائے چپ رہی۔ پھر رفتہ رفتہ یاد آئے گا۔ باہر آئے گا۔ ادارے کا ماحول مانتی تھا۔ فریڈا کی موت پر سب ہی سو گوار تھے۔ وہ اپنے کو اڑتیں پریشانی سے نسل رہی تھی۔ اپنے بیٹے علی تیمور کی ولادت کا سلسلہ فریڈا کی زندگی میں فیصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ بیٹا پارس ہے یا علی تیمور؟ پھر پارس نے نئے ہی حالت میں ایک نیا انکشاف کیا

تھا کہ سونیا نے اسے عمر یاد ہے۔ اگرچہ ایسا اس نے نشے میں کیا تھا گلابی انگلی تھا سونیا اور فریڈا کی بیگت ہو سکتی تھی۔ پارس کو سونیا نے پیدا کیا اور ماں کا رشتہ رسوئی سے جوڑتی رہی۔ وہ ایسے ہی خیالات میں الجھی ہوئی تھی کہ ایسے میں اچانک فریڈا نے مخاطب کیا وہ اپنے دماغ میں اس کی آواز اور راجہ سن کر حیران رہ گئی۔ اس کی میت باہا صاحب کے ادارے میں رکھی ہوئی تھی اور وہ دماغ میں لوں رہا تھا۔ میں زندہ ہوں اور ایک جگہ رو بوش ہوں۔ یہ راز صرف تمہیں بتا رہا ہوں۔ تم میری فکر کی بات ہو، ایسے وقت مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے۔ باہا صاحب کے ادارے سے نکلو۔ تمہیں اپنے پاس لاسنے کے لیے میں کاڈیڈ کروں گا۔

رسوئی نے یہ نہیں سوچا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے فریڈا کیسے ہیں۔ ایک تو بلاغ میں بولنے والے نے فریڈا کے کوڈ اور ڈزاد کیسے تھے۔ دوسرے اس بات کی خوشی ہو رہی تھی کہ فریڈا زندہ ہے۔ اب سے پہلے بھی وہ کئی بار اپنی موت کا ڈراما اپنے کچپکا تھا۔ اس لیے اس کی موت کا یقین

نہیں ہوتا تھا۔ ادارے میں کسی فریڈا کی میت ہوتی تھی۔ رسوئی کو اس بات کی بھی خوشی تھی کہ فریڈا اسے راز دار بنا رہا ہے اور سونیا کو اہمیت نہیں دے رہا ہے۔ یہی سب کچھ سورج کر وہ ادارے سے باہر آگئی تھی اور کاڈیڈ ہو کر تھی جا رہی تھی۔

ایسے وقت ایک خیال خوانی کرنے والے نے اسے فریڈا کا گاہ کیا لیکن وہ یقین کرنے کو تیار نہیں تھی۔ فریڈا نے اس کے لیے جی پی کا پتہ بھیجا تھا۔ جب وہ اس میں سوار ہوئی تو فریب کھانے کا یقین ہوا۔ ایسی کا پتہ کی کبھی سید پڑھتے والوں میں سے ایک نے اسے دہرایا تھا۔ دوسرے نے اسے انجینشن لگا کر اس کے بعد اسے ہوش نہیں رہا۔ پھر آیا تو اس نے خود کو ایک بستر پر پارا پار فریڈا زخمی سوختے سے یاد کیا کہ وہ کس طرح دھوکا کھا کر دشمنوں کی قید میں پہنچ گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کسی نے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا: ہیرو رسوئی! ہوش میں آگئی ہو؟

وہ بولی: ہاں، میں ایسے ہی وقت ہوش میں آئی ہوں جب پانی سر سے گریا جاتا ہے۔ تم کون ہو؟

”ایک دوست ہوں“

”مجھے جبراً یہاں لاکر دو سنی کا دعویٰ کر رہے ہو؟“

”میں یہاں نہ لاکر تو سونیا تمہیں جلد ہی ذلیل کرے گی اس نے فریڈا کے ساتھ باقاعدہ نکاح پڑھوایا تھا۔ پارس ان کا ہا کر بیٹا ہے تمہارا بیٹا علی تیمور پیدا ہونے کے بعد کئی بل دشمنوں کے ہاتھ لگ چکا ہے۔ سونیا دعوے سے کہتا چاہتی ہے کہ تمہارا بیٹا بدل گیا ہے۔ یاد دشمنوں نے اصل بیٹے کو مار ڈالا ہے۔“

ایسی خوش باتیں نہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ میرے علی تیمور کو ایسی عمر عے گا۔ یہی میرا اپنا بیٹا ہے۔

میرے شک تمہارا اپنا ہے۔ تم سونیا گھبرا کر کہے گی۔ وہ کسی راز دار جہاں چلتی ہے، یہ تم بھی طرح مانتی ہو تم اس سے دور رہ کر ہی اسے نئے توڑ جواب دے سکتی ہو۔ علی تیمور کی حفاظت کر سکتی ہو اور اپنے بیٹے کے حقوق نوا سکتی ہو۔ میں تمہیں یہاں لاکر دو سنی کا ثبوت دے رہا ہوں۔ وہ سورج میں بڑی تھی۔ پھر بولی: مجھے بے ہوش کر کے لسنے کی کاہن ضرورت تھی؟

”ایک دشمن خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں آکر تمہیں ہمارے خلاف بھڑکارا ہوا تھا۔ اگر تمہیں بے ہوش نہ

کرتے تو وہ دشمن تمہارے دماغ میں رہ کر یہاں تک جلا آتا۔ ہاں۔ بات تو معطل ہے۔ تم کون ہو؟ میں کون ہوں؟

”میں تم سے درخواست کرتا ہوں، ایسے سوالات نہ کرو۔ دشمن کسی وقت بھی تمہارے دماغ میں آکر معلوم کر لے گا کہ تم کہاں ہو اور اس کی پناہ میں ہو۔“

یہ اندیشہ ہمیشہ رہے گا۔ کیا میں کبھی تمہارے دماغ میں معلوم نہیں کر سکتوں گی۔ میں بہت الجھن میں ہوں۔ تمہاری الجھن جلد ہی دور ہو جائے گی۔ میں تو بڑی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو خستہ بنا دوں گا پھر کئی تمہارے اجازت کے بغیر تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔

ہاں میں حتمی کوری محسوس کر رہی ہوں۔ مجھ میں پہلے جیسی توانائی بڑھ کر دور میں جلد از حد خیال خوانی کے ذریعے اپنے بیٹے کی غیرت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔

”وہ بالکل غیرت ہے۔ میں تمہاری آسکی کے لیے پھر اس کے پاس جا رہا ہوں۔ میرے والدین آئے تک تم تو بڑی عمل کے لیے خود کو آمادہ کرتی رہو۔ میں دس منٹ میں آجاؤں گا۔ وہ جلا گیا لیکن اس کے دماغ میں پاسکل بوا بڑی دیر سے تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے پہلے اس نے اسے فریڈا کا گاہ کیا تھا۔ اسے سمجھایا تھا کہ فریڈا کے لیے میں بول رہا ہے، اسے سہلی کا پتہ بھی سوار نہیں ہونا چاہیے لیکن رسوئی سفاک کی بات نہیں مانتی تھی۔ اب بھی وہ بے خوف بن رہی تھی۔ پاسکل نے سوچا ہمارے نصیحت کرنے سے بات نہیں بندے گی۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے کو تباہ کرے گی کہ کوئی اسے دماغ میں آکر نہ کارہا ہے۔ اس نے خاموشی سے تماشا دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈیجرائٹڈ ٹیبلٹ کے دماغ میں آئے۔ ایسے وقت ایک ڈیجرائٹڈ ہتھیار دوسرے نے کہا: رسوئی! تمہارا بیٹا غیرت ہے۔ اس کا اندازہ ہے کہ تمہیں سیر ماشر کے خیال خوانی کرنے والے نے اغوا کیا ہے۔ وہ تمہارا گاہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ چند گھنٹے صبر کرو۔ تمہاری ماما کی دماغی توانائی بحال ہوتے ہی وہ خیال خوانی کے ذریعے تمہارے رابطہ قائم کریں گی۔

رسوئی نے کہا: مجھ پر فوراً عمل کرو۔ میں اپنے بیٹے سے باتیں کرنے کے لیے توانائی حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ سیر ماشر کے پاس وہ خیال خوانی کرنے والے میں اور وہ ڈیجرائٹڈ ٹیبلٹ کھاتا ہے۔ میں ایک ٹیبلٹ نے دوسرے ٹیبلٹ سے کہا: میں بڑی دیر سے رسوئی کے دماغ

میں خاموشی سے جھپکا ہوا ہوں۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا موجود نہیں ہے۔ خشنی کو آڑ بھی نہیں آیا ہے۔ یہاں چھاپوٹ ہے اس پر ابھی تو خنمی عمل کر سکتے ہیں۔ میں جلد ہوں گا۔ وہ جو مجھ کے پاس جا کر معلوم کرتا رہتا تھا کس طرح لکھنے کے تجربے کا راز ڈھکائے اس کا ماحول کر رہے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ جس طرح وہ رسوخی پر خنمی عمل کر رہے ہیں اسی طرح دشمن خیال خوانی کرنے والا جو جو ریل عمل کرے گا ایسے وقت وہ ان کے خنمی عمل کو ناکام بنا دے گا۔

ان کا دشمن بھی کام رسوخی کے دماغ میں لگ رہا تھا۔ ایک ڈیڑھ چھاپکا تھا۔ دوسرا ڈیڑھ اپنے عمل کے ذریعے رسوخی کو ٹھاس میں لارہا تھا۔ ادھر پاسکل نے اس کے کمزور دماغ کو یہ باور کرایا کہ وہ ٹھاس میں آ رہی ہے اور اس کی معمول بن رہی ہے۔

دونوں طرف سے تو جھڑ جاری تھا۔ رسوخی بیخ میں پھنسی ہوئی تھی۔ حال کے جواب میں پاسکل نے رسوخی کی زبان سے یقین دلایا کہ وہ مکمل طور پر معمول بن چکی ہے۔ اور اس کے تمام احکامات کی تعمیل کرنے کی حالت ڈیکھنے لگا۔ "تھا انا نام رسوخی نہیں ہے۔"

وہ بولی "میرا نام رسوخی نہیں ہے۔"

وہ تھا انا نام باسیلا جو نر ہے۔"

"میرا نام باسیلا جو نر ہے۔"

ڈیڑھ نے پوچھا "تھاری عمر کتنی ہے؟"

"میں شاید چالیس برس کی ہونے والی ہوں۔"

"تم پچیس برس کی جوان دو تیرہ ہو۔"

"میں پچیس برس کی جوان دو تیرہ ہوں۔"

"ابھی تھاری شادی نہیں ہوئی ہے تم کسی بچے کی ماں نہیں ہو۔"

رسوخی ایسا کہتے وقت بچکانہ دلی تھی۔ پاسکل یوں ہی نے اسے سنبھال لیا۔ وہ ڈیڑھ کی باتیں ڈھرانے لگی پھر ڈیڑھ نے کہا "جب تم خنمی زندگی سے بیدار ہوگی تو اپنا ماضی پاسکل بھول جاؤ گی۔"

"میں اپنا ماضی بھول جاؤں گی۔"

"تم فریاد و خود دشمن سمجھ کر یاد رکھو گی۔ پارس اور علی تو میرا کوسونیا کی اولاد سمجھ کر ان سے نفرت کر دو گی۔"

وہ سونیا اور پارس کے متعلق ایسا کہہ سکتی تھی لیکن علی تو میرا سے نفرت اور دشمنی کرنے کا سوال میدان میں ہوتا تھا۔ ایسا کرنے سے پہلے اس کی جان بھلی جان علی تو میرا اس کی جان تھا۔

وہ اسی کے لیے زندگی کی سانس لے رہی تھی۔ یعنی اسی کو دیکھ دیکھ کر رہی تھی۔ ادھر خنمی عمل کرنے والا اسے اپنی معمول بنا کر بیٹھے کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔

وہ ایک دم سے بھٹ پڑی۔ آنکھیں کھول کر دیکھتے ہوئے بولی "دشمن کے بچے! ذلیل! کینے! تو ماں کو مرنے کا..."

دشمن بنا رہے اور شیطان کی طرح دوستی کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ تم دنیا چھوڑ سکتی ہوں مگر مرنے کو نہیں چھوڑ سکتی اور بیٹھے کو بچھڑانے والے کی زندگی حرام کر سکتی ہوں۔ اگر بہت سے لوگ لے آ رہے ہیں تو اسے میری دماغی توانائی بھال ہونے لے، پھر تم سے منٹ لوں گی۔"

ڈیڑھ نے کہا "تو اچھا تو وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا اپنی جان بھل چکا ہے۔ کوئی بات نہیں، میں آئندہ محتاط رہوں گا۔ اور رسوخی تم پر غور نہیں کرے گی۔ کھال دو کہ میں تھاری دماغی توانائی بھال ہونے دوں گا تم ایسی ہی کمزور ہو گی۔ میں تمھارا برین واٹش کروں گا۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے کا جواب مننا چاہتا تھا۔ رسوخی نے کہا "میں نے بس ہوں۔ خدا سے دعا کرتی ہوں کہ کسی طرح خیال خوانی کے قابل ہو جاؤں۔ تم کہتے ہو کہ وہ دوسرا ٹیلی پتھی جانے والا میرے دماغ میں ہے۔ میں بھی یہی سمجھتی ہوں۔ اس کے تعاون سے میں تمھارے ذہن میں نہ آسکی۔ میں اس مہربان سے وعدہ کرتی ہوں، اگر وہ تمھارے تھکنے تھکنے لوں سے مجھے بچا کر دنیا سے لے جائے گا تو میں ہمیشہ اس کے کام آتی رہوں گی۔"

ڈیڑھ نے ہنستے ہوئے کہا "بے وقوف عورت! اذرا سوچ سمجھ کر وعدہ کر۔ تمہارے دماغ میں جو چھپا ہوا ہے اسی نے فرزانہ اور خنمی کو خود کشی پر مجبور کیا تھا۔ وہی جو جو کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔"

"مجھ اس کے خلاف جھڑکانے کی فضول سی کوشش کر رہے ہو۔ وہ جتنا بھی بڑا ہو گا تم سے بہتر ہو گا۔ وہ ماں کو مرنے کا دشمن نہیں بن سکتے گا۔"

"ایک دشمن دوسرے سے بہتر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ بدتر ہوتا ہے۔ تم اس کا سہارا لے کر پھنساؤ گی۔ ویسے میں کسی کا سہارا لینے کا شوق ہی کب "دو لگا۔"

پاسکل بولتا تھا "وہ رسوخی! میں بہتر ہوں یا بدتر یہ کہنے والا وقت ہی بتائے گا تم اطمینان رکھو، یہ شیطان کا ڈھنچہ ہے۔ خنمی عمل نہیں کر سکتے گا۔"

ڈیڑھ نے کہا "میں اتنی دیر سے تمھاری باتیں سننے

کے لیے ہی باتیں بنا رہا تھا۔ تم نے ایک شخص کو رسوخی کے سلسلے میں براہوں، تم اس کی آواز میں اس کے دماغ میں آؤ۔ میں کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

رسوخی نے جلدی سے کہا "میں نہیں، میرے مہربان تم نہ جانا۔ یہ تم سے سوئے بازی کرے گا۔ تمھیں میرا دشمن بنانے کی کوشش کرے گا۔"

پاسکل نے کہا "تم اطمینان رکھو۔ میں کوئی نادان بچہ نہیں ہوں۔ ہندو گول کا کتنا ہے کہ دشمنوں کی بھی باتیں سن لیا کرو۔ میں تم کو بھاری داپس آؤں گا۔"

"تمھا کے جلتے ہی یہ دماغی جھکے بہتالے لگا۔"

"تم سیاست کو نہیں سمجھتی ہو۔ یہ تمھیں آؤشیں بہتالے گا تو تم ایک عرصے تک کمزوری کے باعث خیال خوانی نہیں کر سکو گی۔ اور خیال خوانی کے بغیر تمھاری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ اور اس کا سپر اسٹر ایک عام سی عورت کو قیدی بنا کر کیا حاصل کر سکتے ہیں؟"

رسوخی نے پوچھا "کیا میں سپر اسٹر کی قیدی ہوں؟"

ڈیڑھ نے کہا "ہاں، اب تمھارا فضول ہے۔ میں سپر اسٹر کے لیے اور یہ تمھارا نامہ بان مانگ میں کے لیے کام کر رہا ہے۔ اور یہ درست کہہ رہا ہے۔ میں ٹیلی پتھی کے جھکے پہ چا کر تمھارے دماغ کا پورا پورا آرام سے پڑی رہوں۔"

ایک شخص نے رسوخی کے پاس آ کر کہا "میرا سونپی خیال خوانی کرنے والے امین اپنی آواز سن کر جا رہا ہوں۔ یقیناً تم سن رہے ہو۔ میرے دماغ میں چلے آؤ۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔"

وہ رسوخی کے کہنے سے باہر آیا۔ پاسکل نے کہا "میں موجود ہوں۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

ڈیڑھ نے کہا "شکر ہے، تم نے میری بات مان لی۔ میں تم سے دوستی کے لیے نہیں ہوں گا کیوں کہ سپر اسٹر اور مانگ میں آگ اور پانی ہیں۔ ہمارے درمیان دوستی جب بھی ہوگی، دشمنی کے پڑے میں ہوگی۔"

"تم تمہارا بندہ رہے ہو۔ کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ کہ میں بھی جو جو کے مسئلے میں کام لادوں۔"

ان کا بول "کیا بوجھ کر کام لادنا چاہتے ہو؟"

"ظن ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے کام لاد رہے ہیں۔ کے نتائج پر غور کرو۔ بولو ہم ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے

کے ساتھ اور ہماری لڑائی سے فریاد کی نئی کو فائدہ پہنچے گا۔"

"اس بات کو اس وقت سوچنا تھا جب میں رسوخی کو باہر لے کر آئے۔ اس کے لیے سے نکال کر لے جانا چاہتا تھا مگر تم نے فریادیں کر کے مجھ سے بڑا ڈراما لے لیا۔ اور میرے شکار کو چھین کر لے گئے۔ تم مجھ سے دشمنی کی پیل کرنے کے بدگمانتے کی توقع کر رہے ہو؟"

"بدترین حالات میں بھی سمجھو تاہو جاتا ہے۔"

میلے شک ہو جاتا ہے۔ میرا شکار مجھے واپس کر دو۔"

"تم احمقانہ مطالبہ کر رہے ہو۔ جھک میں کتنی ہی بدگمانتے شکار کھیلے جاتی ہیں۔ جو کھلیا ہوا ہے، شکار اسے مل جاتا ہے۔ سو نہیں لگتی۔"

"ابھی نہیں ملا۔ شکاروں کا کھیل ابھی جاری ہے۔ اس کھیل سے بولھلا کر ہی تم نے مجھے یہاں بلا لیا ہے۔"

"کیا تم سمجھتے ہو، رسوخی کو مجھ سے چھین کر لے جاؤ گے۔"

"سمجھتا ہوں، اسی لیے تمھارے سامنے دیوار بن گیا ہوں۔ اگر تمھارے خیال کے مطابق ناکام ہوا تو رسوخی کو تمھارے کام کے قابل نہیں چھوڑوں گا، اسے ذہنی مر لیضہ بنا دوں گا۔"

"میں اس کے جواب میں جو جو کو قتل کر دوں گا۔"

"تمھارے اس طرح بھی ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اس دوزخ میں فریاد کی نیل میں کوئی ٹیلی پتھی جانتے والے نہیں رہے گا۔ ایک آکر رہے وہ کسی کام کا آدمی نہیں ہے اور بہت ممکن ہے، جو جو کے بعد وہ بھی زندہ نہ رہے۔ خود پانی ہی جان سے کھیل جلتے۔"

"اس کا مطلب ہے، سمجھوتے کی کوئی صورت نہیں رہے گی؟"

"تم ذرا کم سمجھتے ہو۔ میں نے تو کہہ دیا ہے سمجھو تاہو گلہ رسوخی کو میرے خلاف کر دو۔"

"خفت ہے تم پر۔ جاؤ جو کر سکتے ہو کرو۔ تم تم سے کم نہیں ہیں۔"

"بڑے بھائی! ناراض کیوں ہوتے ہو، ایک اور صورت بھی ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"رسوخی نہ ہمارے پاس چوڑھما سے پاس اس کے کسی تیسری جگہ رکھا جائے اس تیسری جگہ کا علم ہم دونوں کو ہو گا اور وہ ہماری قیدی رہ کر ہم دونوں کے کام آتی رہے گی۔ وہ تصویر دیر سوچنے کے بعد بول لائے یہ مشورہ احمقانہ

بھی ہے، عجیب بھی ہے، مگر دل کو بھی گھٹا ہے، میں بیٹریٹ
سے مشورہ کروں گا۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو جو جو کوئی اس
تیسری جگہ پہنچانا ہوگا؟
"اس نے لیے میں بھی ملک میں سے مشورہ کہہ لیا گا؟
"اچھی بات ہے، ہم آدھے گھنٹے میں پھر اس شخص کے
دماغ میں ملیں گے۔"

وہ دونوں اپنے اپنے حکام کے پاس آئے، سپرماٹر
نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "جب تک رسونٹی کا دماغ
کنٹرول رہے گا وہ دشمن خیال غوانی کرنے والا نہیں پریشان کرتا
رہے گا۔ تیسری جگہ والی بات ان حالات میں مقبول ہے۔
جب رسونٹی ہمارے ہاتھ سے نکلنے لگے یا دشمن اسے دماغ
مرفوض بنائے لیکن میں ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دلاؤ گا۔
"اب کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"جن ڈاکٹروں نے رسونٹی کا سامنا کیا تھا، ان کی رپورٹ
آگئی ہے، وہ کہتے ہیں، آپریشن کے ذریعے اس کی زبان میں
ایسی تبدیلی لائی جائے گی کہ اس کی آواز اور لہجہ بدل جائے
گیا۔ اگر ہم اس کا چہرہ بھی تبدیل کر دیں تو کوئی اسے پہچان نہیں
سکے گا اور اچھی لہجے کے باعث اس کے دماغ میں نہیں
آسکے گا۔"

ڈیجیٹل نے کہا "السا فوراً ہونا چاہیے، لیکن رسونٹی کا
دماغ جب تک انتہی نئی آواز اور لہجے کا عادی نہیں ہوگا
اور برائی آواز اور لہجے کو نہیں بھولے گا تب تک وہ دشمن
دماغ میں آنا رہے گا۔ اس کا راستہ روکنے کے لیے تو
عمل بہت مزوری ہے، کچھ عرصے کے لیے اس کے دماغ
کو ختم کرنا ہوگا۔"

"تم دیکھ چکے ہو، وہ تو بھی عمل کے دوران رکاوٹ
بن جاتا ہے۔"
اسی وقت دوسرے ڈیجیٹل نے کہا "وہ لوگ جو
کو آپریشن تھیلے کے جا رہے تھے، اس برائٹیوٹ اسپتال
میں ڈاکٹر نرس، رادارڈ بولڈ نے سے لے کر ایک معمولی سپاہی
تک لوگوں کے باہر نہیں جیب میں سے دیکھا کہ جو جو کوئی ہوش
کو دینے کے بعد مجھے پھر کسی کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی تو
نے وہاں اپنے سفر کے ذریعے اسے اس فرس کے ایک انٹرلوڈ

پائلٹ تک رسائی حاصل کی، پائلٹ نے میری مرضی کے
مطابق ایک طیارہ اڑایا اور اس اسپتال پر بمباری کر دی؟
سپرماٹر نے پوچھا "یہ تم نے کیا کیا؟ جو جو بمباری
میں مر گئی ہوگی؟"

ڈیجیٹل نے کہا "اس آپریشن کو روکنے کا اور کوئی
مستعد تھا۔ آپریشن کے بعد جو جو کا ذہن تبدیل ہو جاتا۔ آواز
اور لہجہ بدل جاتا پھر ہم اسے کبھی پا نہ سکتے۔ ماسک میں اس
کی ٹیلی پیچی سے فائدہ اٹھا تا رہا، وہ ہمارے لیے مروجی ہوتی
لہذا اگر بمباری کے نتیجے میں مرے تو کیا فرق پڑتا ہے، جہاں
وہ زندہ ہے، میں اس کے دماغ سے ہو کر آ رہا ہوں۔ آپریشن
کا معاملہ ذرا گھٹائی میں بڑ گیا ہے۔"

"شاہاش، تم نے زبردست کام کیا ہے۔
"سہرا ہماری کامیابی کو قیہ ہے کہ وہ نہایت تجربے کار
اور سر جری کے باہر ڈاکٹر جو دماغ کا آپریشن کرنے والے تھے؟
وہ بمباری سے ہلاک ہو گئے ہیں؟
سپرماٹر نے خوش ہو کر پوچھا "کیا تم ڈاکٹروں کے
دماغوں میں گئے تھے؟"

"نہیں، وہ گورنر بنے رہتے تھے، میں کبھی ان کی آواز
نہیں سکا، جو جو کے دماغ میں وہ رک گیا، فوجی افسر کی رپورٹ
سنی ہے، اس رپورٹ کے مطابق دونوں ڈاکٹر مرنے
پہنچے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے آپریشن کے لیے از سر نو اٹھانا
میں کافی وقت لگے گا، جہاں کسی طرح جو جو کو وہاں سے نکالنے
کی کوشش کرو۔ ناکامی کی صورت میں اس لوگ کو ہمیشہ
کے لیے ختم کر دینا۔"
ڈیجیٹل نے دو جگہ لاکھنوی ایک نے پوچھا "ہم رسونٹی
کو کس طرح دشمن سے چھینا کر رکھ سکتے ہیں؟"

"ابیک ہی راستہ ہے، ہمیں مسلسل رسونٹی کے دماغ
میں خاموش رہنا ہوگا، جب یقین ہو جائے کہ دشمن نہیں
ہے تو اس صورت کو فوراً ٹرانس میں لاکر حکم دو کہ تمہارے
سوا کوئی بھی سوچ کی لہر آئے تو اس کا دماغ محسوس کر لے
اور وہ فوراً اس وقت روک لے تم اتنا کرو، باقی کام آپریشن
سے ہو جائے گا۔"

ڈیجیٹل نے ایک بڑی خاموشی سے رسونٹی کے دماغ
میں پہنچ گیا، لاکھ پائلٹ، جو جو کے معاملے میں مصروف ہو گیا
تھا۔ اسے فرس کے پائلٹ کا بیان تھا کہ اس کے دماغ
پر کسی نے قبضہ نہیں کیا تھا، اس کے بیان کے مطابق
یہی سمجھ میں آتا تھا کہ سپرماٹر کے ٹیلی پیچی جاننے والے
نے اسپتال کو تباہ کر دیا ہے، پائلٹ نے ہلکے میں سے پوچھا "بمباری
کس وقت ہوئی تھی؟"
ماسک نے کہا "ٹھیک دس بج کر دس منٹ پر"

پائلٹ نے کہا "میں دس بجے سے ساڑھے دس بجے
تک ایک شخص کے دل میں رہ کر سپرماٹر کے خیال غوانی
کرنے والے سے گفتگو کر رہا تھا، پھر وہ کیسے اسپتال پر بمباری
کر سکا ہے؟"
"کیا تمہاری گھڑی ٹھیک روسی وقت کے مطابق
ہے؟"

"جی ہاں، میں وقت کا حساب کر کے یقین سے کہتا
ہوں کہ یہ کسی دوسرے خیال غوانی کرنے والے کی بددعا
شعبی ہے۔"
"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سپرماٹر کے پاس کوئی دوسرا
بھی ٹیلی پیچی جاننے والا ہے؟"

"ہو سکتا ہے، دوسرا بھی ہو سکتا ہے، لیکن میں نے ڈانٹا
مشتبہ سے گورنر وقت ایک ہی ٹیلی پیچی جاننے والے
کو دیکھا تھا، جہاں اور بھی باجی ہوں جو جو کو آپریشن سے بچانے
کے لیے ایسا کر سکتا ہے۔"
"لے شک آرمی ایسا کر سکتا ہے؟"

پائلٹ نے آرمی کے پاس آ کر کہا "ہم سمجھتے تھے
تم انسان کے روپ میں فرشتہ ہو، دشمنوں کو بھی جانی نقصان
نہیں پہنچاتے، مگر تم نے اسپتال پر بمباری کر کے کہنے ہی
پہنچ گئے، انہوں کو موت کی نیند سلا دیا ہے۔"
وہ حیرانی سے بولا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو، میں اپنے
کو آرمی میں بیٹھا دعائیں مانگ رہا ہوں، اپنی معصوم جو جو
سلاحتی کے لیے اب میری سب سے التجائیں کر رہا ہوں، دیکھو،
میں صلیب کے سائے میں ہوں، میرا ایمان ہے، میں نے
اور میری بہن نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا، خداوند نے سورج،
جو جو کو بھی نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔"

دوست ہوں یا دشمن؟ ہمیں جاننے تھے کہ اگر کبھی جو جو
نہیں بولتا، پائلٹ نظر نشیطان تھا، لیکن وہ بھی مانتا تھا کہ
اگر صلیب کے سائے میں کبھی جھوٹ نہیں بولے گا، اس
نے پوچھا "اگر پھر وہ اسپتال میں تباہی پانے والا کون ہو سکتا
ہے؟ وہ سپرماٹر کا ٹیلی پیچی جاننے والا نہیں ہے، وہ بمباری کے
وقت مجھ سے گفتگو کر رہا تھا؟"

اگر نہ کہا "تم میڈون کو بھول رہے ہو؟"
"میڈون کو میں دانیال سے چھین کر لایا تھا، وہ میری
فرمان بردار ہے، میرے خلاف ایسا نہیں کرے گی۔"
"تم اس پر اندھا اعتماد کر رہے ہو، ذرا اسے ٹول کر
دیکھو۔"

یہ سننے ہی پائلٹ نے وہاں سے خیال غوانی کی پڑا
کی بھی مرنے دنا کے دماغ میں پہنچا، میں اس نے سانس...
روک لی، دوسری بار اس نے دماغ میں پہنچتے ہی مخصوص
کو ڈور ڈور ادا کر دیا، وہ ناگوار سے بولی "یو نائن سنس! تم
کون ہو؟ اور یہ کیسے الفاظ ادا کر رہے ہو، کیا یہ کو ڈور ڈور
ہیں؟ اگر میں تو ان سے میرا کیا نعلق ہے؟"

"اچھا تو تم کو ڈور ڈور بھول گئی ہو اور میری آواز نہیں
پہنچاتی ہو گی، دانیال کو بھول گئی ہو جس نے علی تیمور کے
حکم پر تمہیں قتل نہیں کیا تھا، تم پر تو یہی عمل کر کے تمہیں باجی
کنیز بنا لیا تھا؟"

وہ دو آنکھوں سے اپنی بے پناہی کو سہلاتے ہوئے
بولی "عظمت، مجھے سمجھنے دو کہ میں کن حالات سے گزرتی رہی
ہوں، ابھی جاؤ؟"

اس نے سانس روکی، پائلٹ کو با دماغی طور پر اپنی
جگہ آگیا، وہ سمجھ گیا تھا کہ دانیال نے میڈون پر جو تو جو عمل
کیا تھا، اس کا اثر ختم ہو چکا ہے، وہ نہیں جانتا تھا، دانیال
نے کتنے عرصے کے لیے اسے اپنی معصوم بنا لیا ہے، اس
نے ایک ہفتے بعد صلیب چاہ کر میڈون کے ذہن کو ٹول کر
دیکھا تھا، وہ میڈون تو جس عمل کے اثر میں تھی، اپنے حاصل
دانیال کو بھولتی تھی اور پائلٹ اس کے عامل دانیال کے
لب و لہجے میں اسے کنٹرول کرتا تھا، اس کا خیال تھا کہ تو
عمل کا اثر جس دن بھی ذرا کم ہو جائے گا، اسی دن وہ میڈون
کو اپنے عمل کے اثر میں لے آئے گا۔

وہ پچھلے چوبیس گھنٹوں سے مار مار کر خواہاں کرنے
سوچتا اور بار بار سننے اور رسونٹی کو حاصل کرنے کی
جدوجہد میں اس قدر مصروف رہا کہ میڈون کے دماغ میں
پہنچنے کا موقع ہی نہیں ملا، وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جو
گھنٹے میں میڈون تو جو عمل کے اثر سے نکل کر آنا ہو جائے
گی ہوں کہ وہ دانیال کے لہجے میں بولتا تھا، اس لیے وہ
پائلٹ کی حیثیت سے اسے نہیں پہچانتی تھی، اور اب آزاد
ہونے کے بعد دانیال کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں
ہو رہی تھی۔

اور میڈون کو ایک ایک بات یاد آگئی تھی دانیال
نے اسے رسونٹی اور علی تیمور سے بچا لیا تھا، اس کے لیے اس
کا نام اور اصلی شخصیت کو تو جو عمل کے ذریعے لگا دیا تھا، وہ
بھی راضی غوشی اس کے زیر اثر آگئی تھی کیوں کہ جان بچانے
کا ذریعہ ایک راستہ تھا۔

اب وہ پہنا ٹیم کے سمر سے نکل کر سورج رہی تھی دیکھا
 مجھے پھر دانیال کے زیر اثر رہنا چاہیے؟ اور اس کی برتری کو قبول
 کرنا چاہیے؟ ہرگز نہیں۔ میں ٹی پی پی جانتی ہوں۔ میں اپنی الگ
 حیثیت نٹوائی رہوں گی!

وہ دانیال کی موت سے بے خبر تھی۔ پاسکل نے دستوں کے
 مطابق ابھی اُسے دانیال کی خبر کا مطالبہ کیا تھا، اس لیے وہ اُسے
 زندہ سمجھ رہی تھی۔ اُس نے سوچتے رہنے کے دوران ایک عمدہ
 سالباں بننا اُسے میں خود کو دیکھا، جسے پرہیزگار ایک ایک
 کیا۔ یہ ایک آپ نہ ہوتا تب ہی وہ بلا کی حسین تھی۔ اُس نے
 پرس میں ابھی غامبی کر رہی تھی پھر اس بلاؤں کا گاہ سے باہر آتی
 اس کی دانست میں دانیال موجود رہا تو کلک کلک جاتا تھا۔
 خود وہاں آکر ایسے آگے گاڑوں کے ذریعے اسے قیدی بنا کر اس
 کے دماغ کو زبردستی کے پھرتی عمل کر سکتا تھا۔ اس طرح وہ کبھی اس
 کے اثر سے نکل نہ پاتی۔ اس کی تابعدار کرن کر زندگی گزارتی رہتی۔
 ابھی یہ سوچنے سمجھنے کا وقت نہیں تھا کہ تنہا کہاں جلتی
 اور کس طرح دشمنوں سے چھپتی رہے گی۔ اس کے خیال میں
 ایک طرف فریاد کی نہیں اس کی جان لینا چاہتی تھی کیوں کہ کسی نے
 اپنے آگے اس کے ذریعے فریاد پر گولی چلائی تھی۔ پھر اس کے من کا
 خیال نوازی کرنے والا ابھی اس کا مخالف تھا۔ دوسری طرف سپر سٹریٹ
 اس کی طویل غیر حاضری سے دشمن بن گیا ہوگا۔ لیکن ابھی وہ دانیال
 کے خطرے سے دور جا رہی تھی۔

اس نے کارڈ ٹیو کر کے ہونے سوچا۔ اگر میں ایک آپ
 کے ذریعے جسے میں تبدیلی کروں تو دانیال مجھے پیمانہ نہیں کے گا
 وہ فرانس کے ایک چھوٹے سے شہر لا مینز میں موجود تھی،
 وہاں بڑے شہر کی طرح خاطر خواہ ایک کاساں میں نہیں مل
 سکتا تھا۔ تلاش کرنے پر اسٹیج ڈراموں کے ایک آپ کی پڑی
 اور کئی طرح کی دیکھ نظر آئیں۔ اس نے اپنی پسند کی چیزیں
 خریدیں۔ پھر تعمیر کے ایک ایک آپ میں کا پتا معلوم کرتے
 اس کے گھر پہنچ گئی۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا اور تنہا رہتا تھا۔
 وہ اسے پانچ سو ڈالر دیتے ہوئے بولی۔ "میرے چہرے پر
 کچھ ایسی تبدیلی لے آؤ کہ پہچانی نہ جا سکوں!"

وہ مسکراتے ہوئے بولا، "زیادہ رقم لے کر جبرہ چھپانے
 والے کو کبھی کسی آتے ہیں۔ مگر ایک لڑکی پہلی بار آتی ہے۔ قانون
 سے چھپ رہی ہوا جہوں سے؟"
 "مہ اپنے کام سے مطلب رکھو، کوئی سوال نہ کرو"
 "تعمیر غلطیوں سے بچانے کے لیے سوالات کر رہا ہوں۔
 تم جواب دینے کو میری نیک نیتی کو سمجھ لو گی!"

اس نے جواب دیا: "میں قانون کے محافظوں اور اپنے
 دشمنوں دونوں سے چھپنا چاہتی ہوں!"
 "کیا تم نے چھپنے کے لیے پھولی تمام نشانیاں مٹا دی ہیں،
 صرف یہ چہرہ رہ گیا ہے؟"

"ہاں۔ میں نے پھولی ہر نشان گاہ اور اپنے استعمال کی تمام
 چیزیں چھوڑ دی ہیں!"
 "اور یہ کار جو ہر گھڑی ہے؟"
 وہ چونک کر بولی: "اُدھ گاڈ! میں تو بھول گئی تھی وہ اس
 گھڑی کے ذریعے یہاں پہنچ سکتا ہے!"

"سوچتی کیا ہو، فرماؤ گاؤ اور اسے کہیں پھینک کر آؤ تم ملد
 گئی ہو، ایک گاڑی کا نقصان برداشت کر سکتی ہو؟"
 وہ تیزی سے چلتی ہوئی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی، اُسے
 ڈرائیو کر بولی تو شہر کے ایک مصروف علاقے میں آئی۔ وہاں گاڑی
 کو پھوڑا پھیر ایک گھوڑے والی گلی میں بیٹھ کر بڑے میکاپ
 مین کے پاس آگئی۔ اس دوران وہ بوڑھے کے خیالات
 پڑھتی رہی، پتا چلا اس نے اب تک کتنے ہی جہوں کو...
 ایک آپ نے ذریعے چھپایا تھا اور ان کے خلاف پولیس
 میں فوری نہیں کی تھی۔ وہ عام انسانوں کی طرح تصور لیا یہاں
 اور تصور کیا انداز تھا جس کا کام کرتا تھا، اُس سے کبھی بھی
 سبے ایمانی نہیں کرتا تھا۔ اس کا نام اور لانا سچا تھا۔ اس
 نے ایک جوان لڑکی کی تصویر دیکھا تو دکھاتے ہوئے پوچھا۔
 "کیا یہ صورت بنا دوں؟"

اس نے تعریف کرتے ہوئے کہا: "بہت خوب صورت
 ہے۔ کون ہے یہ؟"

"میری بیٹی تھی۔ اب اس دنیا میں نہیں ہے!"
 "مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ آؤ اور میرے وجود میں اپنی
 بیٹی کو پھر سے زندہ کرو!"

وہ اپنا کام شروع کرتے ہوئے اپنی بیٹی بار بار کے
 متعلق تفصیل سے بتانے لگا۔ ایک بدعاشی نے بار بار کے
 چہرے پر تیزاب پھینک دیا تھا۔ اس کا چہرہ بڑی طرح جھلس
 گیا تھا۔ پھر وہ مر گئی۔

اور لانا سچا اپنی بیٹی کی دکھ بھرا کھلاستان شہر کے ساتھ
 ساتھ پوری توجہ اور مہارت سے اپنا کام ہی کرنا جا رہا تھا۔
 مینڈنا وہاں کرنا کیہرون کے روپ میں آئی تھی بڑے
 اور تجربے کار ساچا کے دشمنی اُدھ اسے رفتہ رفتہ بار بار بتا رہے
 تھے۔ وہ بولی: "اب تم پھر اپنی بار بار کو زندہ کر رہے ہو لوگوں
 سے کیا ہو گئے؟"

"میں تمہیں زندہ رکھیں تو بہتر ہو گا۔ شام ہو چکی ہے، تھا
 ایک آپ مکمل ہونے تک سات ہو جائے گی۔ تم اندھے سے
 میں چھپ کر جا سکو گی!"

رات کے آٹھ بجے تک ایک مکمل ہو گیا۔ آئینہ نہ کر رہا
 تھا، وہ چہرے کے ایک ایک نقش کے اعتبار سے بار بار
 گنتی ہے۔ ساچا کو تم گھرا اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی بوڑھی
 آنکھیں آنسوؤں سے بھیک رہی تھیں، دیکھنے والے کا "میں تمہارے
 جذبات کو سمجھ رہی ہوں، آؤ مجھے گلے لگا کر سار کر دو۔ میں تمہاری
 بیٹی ہوں!"

وہ آٹھ گھڑی ہو گئی۔ آئینے کے پاس سے گھوم کر ساچا
 کے سامنے آئی، اُس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا یا بھونپتی
 دیر تک ہاتھ پھر اس کی پیشانی کو بولور دے کر لگ گیا۔
 جیب سے پانچ سو ڈالر نکال کر اس کے ہاتھوں میں لگا کر بولا: "میں نے
 ہاپ این کر پیا کر لیا ہے۔ بیٹی سے رقم نہیں لوں گا!"
 وہ مسکرا کر بولی: "میرا ہاپ لوں گی تو رشتہ تیرا بچا ہو جائے گا۔
 میں تمہیں یہاں تباہ نہیں رہنے دوں گی!"

"یہ میری عرش صیہی ہے، تم میرے ساتھ رہو گی!"
 وہ رقم لے کر پرس میں رکھتے ہوئے بولی: "تمہاری بیٹی
 بہت دولت مند ہے۔ آج سے تم کام نہیں آرام کرو گے، میں یہاں
 جاؤں گی، میرے سر پر دست بن کر ساتھ رہو گے!"
 "بیٹی! تم کون ہو؟ مکمل سے آئی ہو؟ کیا کرتی ہو؟ مجھے
 معلوم ہونا چاہیے!"

اس نے اپنی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کیے
 ساچا نے حیرانی سے پوچھا: "تم کیسی پی پی جانتی ہو؟"
 وہ ہنستے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر اس کی
 ایک ایک سورج کو بیان کرنے لگی، بوڑھے ساچا نے قائل ہو
 کر کہا: "میں نے کئی پی پی کے متعلق بہت کچھ سنا تھا۔ آج اپنے
 دماغ کے اندر اس کا عمل دیکھ رہا ہوں۔ بیٹی مجھے بتاؤ، تم نے عمل
 کس دشمن سے چھپ رہی ہو؟"

"ہاں تو دانیال سے چھپنے یہاں آئی ہوں۔ وہ تو میری عمل کے
 ذریعے میرے دماغ پر حادی تھا اور میری بلاؤں کا گاہ سے ولت
 تھا۔ اس کے عمل سے آزاد ہوئے ہی میں نے وہ بلاؤں گاہ،
 چھوڑ دی ہے!"

"کیا وہ تمہارے دفاع میں نہیں آسکتا؟"
 "وہ آتا ہے۔ میں سانس رک لیتی ہوں۔ اس کی سورج کی
 لہروں دماغ سے باہر چلی جاتی ہیں۔ وہ معلوم نہیں کر کے گائے
 ٹھکے پاس اس مکان میں ہوں!"

"میں بیٹی جی جانتے دلے اور کتنے دشمن ہیں؟"
 "سب سے خطرناک فریاد ملی تیمور ہے۔ میں نے ایک
 آگے اس کا کوسہ ذریعے اُسے گولی مار دی تھی۔ پتا نہیں وہ زندہ ہے
 یا مر گیا؟"

"وہ مر چکا ہے۔ ملک کے تمام اخبارات نے اس کی موت
 پر ہیڈ لائن کا پیاں شائع کی تھیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے
 اس کی موت کی خبر نشر کی گئی تھی!"

میں ڈنڈا کا سر جھٹکا گیا وہ آہستگی سے بولی: "میں نے
 اچھا نہیں کیا۔ سپر سٹریٹ کے حکم پر میں نے خود ہی فریاد کو دشمن بنا
 لیا تھا۔ آج میں سپر سٹریٹ کے پاس نہیں جا سکتی، میری اتنی طویل
 غیر حاضری سے اسے یقین ہو گیا ہوگا کہ میں اس کے دشمنوں کے
 لیے کام کر رہی ہوں، وہ بہ ظاہر مجھے معاف کرے گا۔ مگر بڑے
 قتل کرانے گا۔ میں گھڑی رہی نہ گھاٹ کی!"

"بیٹی! سورج سمجھ کر تمام اٹھایا گیا اور قتل کی بات یہ ہے کہ
 دوست بناؤ، دشمن نہ بناؤ، کسی سے دوستی نہ کرنا چاہو تو کوئی
 ہمت نہیں ٹکر کسی عمل میں دشمنی نہ کرو۔ دشمنی سکون بچتی
 ہے!"

"میں اس فیصحت پر عمل کروں گی!"
 "خود کو مدد کرنے کے لیے لوگوں کے دماغوں کو
 چھپ چاہ پڑھتی رہو اور خود کو ظاہر کیے بغیر ان کے کام آتی
 رہو، پھر دیکھو، تمہیں کس قدر روحانی سکون ملے گا!"

"بابا! میں نے فریاد کا ریکارڈ پڑھا تھا، وہ ایک اچھا
 انسان تھا، جس کا دوست بن جانا تھا، اس کے لیے جان کسے
 بازی لگا دیتا تھا۔ اس کی موت نے مجھے اندر سے جو بھرا لیا ہے،
 میں اس کی موت کی ذمے دار ہوں!"

"اپنے دل کا پوچھ نہ بڑھاؤ، میرا انسان سے غلطی ہوتی ہے
 تم لوگوں اس طرح سمجھاؤ کہ سب بھی موقع ملے گا، اس قتل کی
 تلافی کرو گی اور فریاد کے بیوی بچوں کے بڑے وقت میں آئندہ کام
 آتی رہو گی!"

"ہاں اس طرح میرے دل کا پوچھ کر ہو سکتا ہے!"
 "اور بتاؤ کتنے دشمن ہیں؟"

"فریاد کی بیوی روتھنی ٹی پی پی جانتی ہے، وہ میری تاک
 میں ہو گی، اس نے میری آواز سنی ہے، ایک بار مجھے دماغی
 جھٹکے پہنچا چکی ہے، میں میراں ہوں کہ وہ شوہر کی موت کا بدلہ
 لینے میرے پاس کیوں نہیں آ رہی ہے؟ اُس نے ایک بار
 بھی خیال خروانی کے ذریعے مجھے پریشان نہیں کیا!"
 "غیر معمولی مصلحت رکھنے والی عورت! اپنے شوہر کا خون

صاف نہیں کرے گی۔ میرا خیال ہے ابھی وہ کسی مصیبت یا لعین میں ہے اس لیے تمہیں نظر انداز کر رہی ہے، جب وہ آئے تو سانس روک لیا کرنا جب تک میں نہ لوں اس سے بات نہ کرنا یہ بھی یہی بات ہے، ایسی عورت سے براہ راست ہونے والی گفتگو ناکام رہتی ہے۔ ہم اس کے بچوں کے ذریعے اسے بوم کرنے کی کوشش کریں گے؟

» پاپا! تم بڑے تجربے کی باتیں سمجھا رہے ہو۔
» آئے ہو اور کتنے دشمن ہیں؟«

» سیر ماسٹر کے پاس ایک خیال خوانی کرنے والا ہے، اور دوسرا خیال خوانی کرنے والا شاید ماسک مین کے لیے کام کر رہا ہے۔ سیر اول کتا ہے، اگر کسی طرح سونیا مجھے صاف کر دے تو رسونٹی بھی صاف کر دے گی۔ فراد کی نیسی میں سونیا سب سمجھ دار عورت ہے۔ میں اس کی بناہ میں بیچ جاؤں تو دشمن آسانی سے مجھ پر حملہ نہیں کر سکیں گے۔ وہ فراد ہے فولاد بن کے سر پر عورت سے ہاتھ رکھتی ہے اسے بھی فولاد بنا کر چھوڑتی ہے۔«

» ایسی بات ہے تو ہم سونیا تک پہنچنے کی کوشش کریں گے، وہ کہاں ل سکتی ہے؟«
» ہم پیرس میں ہوگی۔«

» ہم کل بیچ میاں سے روانہ ہوں گے۔«

» پاپا! تم یہاں مطمئن نہیں ہوں۔ دانیال کے آدمی یہاں آسکتے ہیں، وہ مجھ نہیں پہچانیں گے مگر دانیال ان کے ذریعے تمہارے دماغ میں بیچ کر سب کچھ معلوم کر لے گا۔«

» اس کا مطلب ہے، میں تمہارے لیے خطرہ ہوں۔«

» ایسی بات نہیں ہے، تم اپنا دل اور دماغ راضی خوشی میری طرف مائل کر لو تو میں تم پر تو می عمل کروں گی۔ اور تمہارے دماغ میں یہ بات نقلی خوردوں کی کریں تمہاری بیٹی ہوں۔ امریکہ سے آئی ہوں اور کچھ عرصے تک تمہارے ساتھ رہوں گی۔ اس طرح یہ بات تمہارے دماغ سے نکل جائے گی کہ تمہیں کسی لڑکی کو اپنی بار بار کا روپ دیا ہے۔«

» اُسے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا، وہ تو یومی عمل کے لیے راضی ہو گیا۔«

» تمہیں بیچنے

پاسکل بوا پریشان تھا۔ یہ اندیشہ سر اٹھا رہا تھا کہ ریڈنا سیر ماسٹر کے پاس جی جانے کی تو ادھر ٹیپی پیجی جانے والوں کا پڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس کے آدمی لا مینز شہر میں اُسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے، وہ ایک چھوٹا سا شہر تھا، وہاں کسی

یہی خطرہ کات تعلیم کا کوئی ایجنٹ یا آلڈ کرائمن تھا۔ پاسکل اپنے آلڈ کاروں کو پہلی کاسٹر کے ذریعے وہاں پہنچا سکتا تھا۔ غیر بات فرانس کی حکومت کے علم میں آجانی کہ ریڈنا پور کے پاس نے لا مینز شہر میں اپنے آدمی بیچے ہیں اور وہ ریڈنا کو گرفتار کرنے سے پہلے یہ بات کسی کے علم میں لانا نہیں چاہتا تھا۔

مختصر یہ کہ پاسکل کے اہم آدمی کاروں کے ذریعے رات کے نو بجے اُس شہر میں پہنچے، اس دوران پاسکل نے لا مینز کے ایک پولیس افسر کو فون کیا تھا اور کہا تھا کہ ریڈنا کیمرن ناکس ایک لڑکی نے اپنے آشنا کو قتل کر کے اس کی لاش کہیں چھپا دی ہے۔ وہ فلاں نیگے میں رہتی ہے، اُسے فوراً گرفتار کریں، میں قتل کے ثبوت کے ساتھ شام تک وہاں پہنچ جاؤں گا۔ پولیس افسر نے پوچھا، تم کون ہو؟

اس نے اپنا فرضی نام اور پتہ بتا کر اس کے دماغ پر قبضہ چھلایا، پھر اس افسر کے اندر رہ کر ریڈنا کے بیچے میں گیا۔ وہ عقل تھا، افسر دروازے کا لاک توڑ کر اندر گیا، وہاں سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ریڈنا کیمرن کی تصویر بھی نہیں لی، ایک بڑوسی نے اس کا مہم ساحلیہ بتایا، پاسکل، افسر کو پورے شہر میں دوڑاتا رہا، شہر سے باہر جانے والے راستوں کے پولیس چوکیوں میں جا کر اس طیلے کی لڑکی کے بارے میں پوچھا گیا جواب میں مایوسی ہوئی۔

پاسکل کے ساتھ ماسک مین بھی پریشان تھا وہ کسی بھی قیمت پر ٹیپی پیجی جاننے والی سڈنا کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا، اس نے کہا کہ پاس کے آدمی اس شہر میں بیچ کر اسے تلاش کرتے رہیں گے، تم پاس سے کہو، اپنے آدمیوں کو فرانس کے مختلف شہروں میں پہنچا دیں، میں یقین سے سے لیتا ہوں، وہ لڑکی ایک آپ میں چھپی ہوئی ہے، کسی چھوٹے شہر میں جا کر پناہ لے گی۔ فراد کی نیسی کے خوف سے پیرس کا رخ نہیں کرے گی۔«

پاسکل نے ماسک مین کا حکم ریڈنا پور کے پاس کو سنا دیا، پاس نے کہا، میرے آدمی اس ملک کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں جا کر اسے تلاش کرتے رہیں گے۔

ریڈنا کے چکر میں پاسکل کئی گھنٹے تک رسونٹی کے پاس نہ جاسکا، جب وہ گیا تو مایوسی ہوئی، رسونٹی نے سانس روک لی تھی، اس کا مطلب یہی تھا کہ ڈیجیٹوی عمل کے ذریعے رسونٹی کے دماغ کو حواس نہانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب وہاں پاسکل کی دال نہیں گل سکتی تھی۔ مایوسی صرف پاسکل کے نصیب میں نہیں تھی صرف

ملک میں بازی نہیں ہار رہا تھا۔ سپر مارٹر کو بھی مات ہو رہی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹہ میں آکر کما کر سزا ہم دھوکا کھا گئے۔ ملک میں نے جھوٹی خبر پھیلانی تھی کہ دونوں مجرمیے کا ڈاکٹر مار سے گئے ہیں۔ اب جو بڑے آپریشن میں تاخیر ہوگی۔ جب کہ دونوں ڈاکٹر زندہ ہیں۔ انھوں نے آپریشن سے پہلے جو جو کو بیہوش کر لیا ہے۔ اب میں اس کے دماغ میں جا کر یہ معلوم نہیں کر سکتوں گا کہ کس اسپتال میں آپریشن ہو رہا ہے۔ سب سے آہستہ آہستہ ہے۔ جو جو کو ہلاک کرنے کا بھی کوئی ذریعہ ہمارا ہے۔ ہاں نہیں ہے۔ سپر مارٹر نے کہا۔ کوئی بات نہیں۔ ہم نے سوچنی کو دشمن خیال توانی کرنے والے سے پہلایا ہے۔ معلوم کرو دشمن جو جو کے مسئلے میں کیا کر رہے ہیں؟

اب جو جو تک پہنچنا دشوار تھا۔ کسی کو اس کے دماغ میں جگہ مل نہیں سکتی تھی اور ملک میں اسپتال میں بیماریاں کے بعد بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ اسی طرح سپر مارٹر، سو سو تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر چکا تھا۔ دونوں کے خیال توانی کرنے والے فی الحال بے بس تھے۔ پاسکل بوبا کی تمام توہمیں اب میڈیٹنا تک پہنچنے کے لیے تھی۔ وہ اپنی دانشت میں سوینا اور پادری کی کمزوریوں سے کھینچنے کے لیے ماریرہ کو اغوا کر چکا تھا۔ سپر مارٹر اور ڈبل ڈیوٹر اس تک میڈیٹنا سے بے خبر تھے۔ انھیں بہت پہلے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ مر چکی ہے۔ پاسکل بوبا کی آن کی لامعلیٰ سے جلد از جلد فائدہ اٹھالینا چاہتا تھا۔ اس کے آدمی لامینز شہر میں اسے تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے دو شخص آدمی مات کے بعد اور لاٹو ساچا کے مکان پر پہنچے۔ انھوں نے اندازہ لگایا تھا کہ میڈیٹنا چھیننے کے لیے بوڑھے ایک آپ میں کا سہارا لے سکتی ہے۔ میڈیٹنا نے دعوازے پر دستک نہیں کر پوچھا۔ کون ہے؟

باہر سے آواز آئی۔ "پولیس۔ دعوازہ کھولو"۔ اس نے بولنے والے کے دماغ میں جھلاٹنگ لگائی۔ تیزی سے ان کے خیالات پڑھے۔ یہ معلوم ہو گیا تو وہ ریڈ پاور کے آدمی ہیں اور تواریں دو ہیں۔ اس نے دعوازہ کھول کر پوچھا۔ "آدمی مات کو مہتر شہر پولی کی تیندی خراب کرنا کس کا قانون ہے؟"

ایک نے کہا۔ "زیادہ قانون کی بات نہ کرو۔ تم کون ہو اور وہ بوڑھا ایک آپ میں کہاں ہے؟"

"وہ میرے پاپا ہیں۔ اس وقت سو ہے۔ میں آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"

"شام کو ایک لڑکی بیان آئی تھی۔ تمہارے باپ نے

ایک آپ کے ذریعے اس کا چہرہ بدل دیا۔ کیا یہ درست ہے؟"

"غلط ہے۔ بیان کوئی لڑکی نہیں آئی تھی۔"

"تم کہاں سے آئی ہو؟ پڑوسیوں نے بتایا ہے کہ بوڑھے کی بیٹی شاہی کے بعد امریکیا میں رہتی ہے۔"

"میں امریکیا سے آئی ہوں۔ اگر تم پولیس کا شناختی کارڈ دکھاؤ گے تو میں اپنا پاپورٹ وغیرہ دکھاؤں گی۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر ایک نے کہا۔ "ابھی بات ہے۔ ہم اپنے اسرار کو بھلا کر لاتے ہیں، وہ اپنا شناختی کارڈ دکھائے گا۔"

وہ ہاہر چلے گئے۔ میڈیٹنا دروازہ بند کر کے ان میں سے ایک کے دماغ میں آگئی۔ وہ کسی میڈیٹنوں توہم میں جا کر میڈیٹنا کے پاس سے پاسکل بوبا سے رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے اور کہنا چاہتے تھے کہ بوڑھے ایک آپ میں کی بیٹی شوک ہے، اس کے دماغ میں پہنچ کر حقیقت معلوم کی جائے۔

پبلک کال توہم وہاں سے کافی دور تھا۔ چلتے چلتے ان میں سے ایک نے ریا اور نکال کر کہا۔ "ہمارا مشیر درست ہے۔ دی لڑکی کرنا کیمرون ہے۔ اب وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گی فوراً اپنا رول اور نکالو۔"

"تم رول اور نکالنے کا مشورہ کیوں دے رہے ہو؟"

"میں نہیں پتہ چرگولی جانا ملا رہی نہیں سمجھتا۔"

وہ حیرانی سے بولا۔ "کیا وہ لڑکی تمہارے دماغ میں ہے؟"

"تم وقت متانے کر رہے ہو۔ میں میں تک گئے ہی کوئی جلاہوں گا۔"

دوسرے نے گنتی شروع ہونے سے پہلے ہی رول اور نکال کر کہا۔ "ہمیں بھاڑ کی تیر کرنی چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم دونوں رول اور واپس رکھ دیں۔ پھر اسے ہاتھ نہ لگائیں۔ اس کی بات ختم ہوتے ہی تمہاری سے گولی مٹی۔ وہ لڑکی ہوا اور کھلیف سے کہتا ہوا چھپے گیا۔ پھر اس نے ٹولی چلانے والے کو نشانہ دیا۔ باہر سے گولی آئی تو اچھلا پھر زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد دونوں نے ایک ساتھ دوسری بار فائرنگ کی۔ اس پاس کے مکانوں کی گھڑکیاں ٹکٹنے لگیں۔ گھڑکیوں سے جھانکنے والے بیچ راستے پر دو خون آلود لاشوں کو دیکھ سہے تھے۔

میڈیٹنا نے دس بجے توہمی عمل ختم کر کے اور لاٹو ساچا کو سلا دیا تھا۔ دو گھنٹوں میں توہمی تندر پوری ہو چکی تھی۔ اس نے ساچا کو جگمگاتے ہوئے کہا۔ "فرار میاں سے نکل چور دشمن میاں تک پہنچ سکتا ہے۔"

وہ بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھوٹی کسی لمبی میں اپنے اور بڑے دونوں کے لیے ایک ایک جوتھا رکھا۔ کچھ توہمی کاغذات بھی رکھے۔ وہ بولی۔ "میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت کے وقت ہر چیز حاصل کروں گی۔ دروازے کو لالک کر کے چلو۔"

وہ باہر گئے۔ دروازے کو متعلق کیا۔ پھر ایک طرف چل پڑے۔ چہرہ فائرنگ ہوئی تھی اور دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ دروازوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شہر کے دوسرے حصوں میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ دیران راستوں کے فٹ پاتھ سے گزرتے گئے۔ چھوٹے سے شہر میں رات کے وقت شادنا دنا رہی تھی کسک نظر آتی ہیں۔ وہ کسی طرح اس شہر سے دور نکل جانا چاہتے تھے لیکن ایسا کوئی ذریعہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ایک راستے کے موڑ پر کسی نے آواز دی۔ "لوگ جاؤ، وہ لوگ گئے۔ حکم دیا گیا۔ ادھر آؤ۔"

انھوں نے ادھر دیکھا۔ دو سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ان کے قریب گئے۔ ایک سپاہی نے کہا۔ "اے مسٹر ساچا! اتنی رات کو کہاں جا رہے ہو؟"

ساچا نے کہا۔ "یہ میری بیٹی ہے۔ دو بجے والی ٹرین سے مارینز جا رہی ہے۔ اسے اسٹیشن تک پہنچانے جا رہا ہوں۔"

سپاہیوں نے چلنے کی اجازت دے دی۔ ساچا نے کچھ دور جا کر کہا۔ "بیٹی! ہمیں ٹرین سے ہی جانا ہو گا۔"

وہ بولی۔ "دشمن مختلف ذرائع سے تیز رفتار ٹرین میں پہنچ جائیں گے۔ شاید ریورے اسٹیشن کے پاس نہیں جاسکیں گی۔"

دوڑ سے ایک کار آتی ہوئی دکھائی دی۔ ہیڈ لائٹس کے روشنی میں کار والے نے ایک حسینہ کو بوڑھے کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔ اس نے زور سے دست کر دی۔ قریب آکر گاڑی روک لی۔ پھر پوچھا۔ "کیا تم کوئی درد کر سکتا ہو؟"

ساچا اس سے باتیں کرنے لگا۔ میڈیٹنا نے اس کی سوچ پڑھ کر سمجھ لیا۔ "گجرت عیاش ہے۔ میرے اشاروں پر چلے گا؛ وہ سکتا ہے۔ ہونے قریب آئی پھر بولی۔ "ہم بہت مدد مانا چاہتے ہیں۔"

وہ جوا ہاسکرا کر لولا۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بچے گی تو بہت مدد تک پہنچاؤں گا۔"

"تالی دونوں ہاتھوں سے بچے گی۔"

ساچا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اجنبی نے پوچھا۔ "یہ کاشنکون ہے؟"

"کوئی بھی ہے۔ مگر جھینے والا نہیں ہے۔"

موتو پور کو کت ہوں، آجاؤ۔"

وہ اس کے باہر والی سیٹ پر آگئی۔ ساچا کھلی سیٹ پر بیٹھ گیا، کار آگے بڑھی۔ اجنبی نے سوچا۔ ہاتھ بڑھا کر حسینہ کے بدن کو چھونا چاہیے۔ لیکن وہ کوشش کے باوجود اسٹیئرنگ پیسے ہاتھ نہ چھاسکا۔ پھر اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ چلنا تو اس سے ہی چھوٹا شروع کرنا چاہیے۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے تڑپ کھولا، وہ منہ آپ ہی آپ بند ہو گیا۔ اس نے دوسری بار تڑپ کھولا تو کاشنکون کی آواز نکلنے لگی۔ میڈیٹنا نے پوچھا۔ "تم کسی تکلیف میں مبتلا ہو؟"

وہ جواب دینا چاہتا تھا مگر منہ سے مدد ناک آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ بولی۔ "کوئی بات نہیں۔ تمہارے اوزان کو زحمت دے دو۔ خاموش رہو۔"

ایک پولیس چوکی پر انھیں روکا گیا۔ ایک افسر نے پوچھا۔ "تم لوگ کلن ہوا اور کہاں جا رہے ہو؟"

کار والے کو پہلی بار خیال آیا کہ وہ شہر سے باہر آ گیا ہے۔ لیکن وہ اپنی حیرانی اور پریشانی کو ظاہر نہ کر سکا۔ میڈیٹنا کی مرضی کے مطابق بولا۔ "میں لاہور سمیت ہوں۔ یہ میری واقع ہے اور پیچھے میرے فادر ہیں۔"

اس نے ڈشٹ پر ڈر کھول کر کاغذات نکالے۔ افسر نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ کاغذات دہن دے۔ آپ جاسکتے ہیں۔"

اس نے گاڑی آگے بڑھادی۔ سوچنے لگا۔ "میں شہر سے باہر کیسے چلاؤں؟ اب یہی بے اختیار اس راستے پر چلاؤں کر رہا ہوں۔"

ایک ایک وہ قدم لگاتے ہوئے بولا۔ "یہ کار آگے جا کر روکے گی۔ جھڑوڑ کے گی۔ اسے کوئی شیطانی قوت زبردستی نہیں چلا سکے گی کیوں کہ ٹیپل ختم ہو رہا ہے۔"

میڈیٹنا اور ساچا نے دیکھا، انہرمن کی نشان دہی کرنے والی سونی صفحہ کی طرف آ رہی تھی۔ راجر خوش ہو رہا تھا۔ اس نے بند آوازیں کہا۔ "بہتر ہے کہ میں گاڑی والوں موٹر لولاب کوئی ناہیہ وقت مجھے روک نہیں سکے گی۔"

اس نے گاڑی کو ٹولرن دینے کے لیے رفتار سست کرنی چاہی مگر کار اور تیزی سے چلنے لگی۔ وہ صفحے سے بولا۔ "میں دیکھتا ہوں، ایسا ہنر کے لیبر کیسے چلے گی۔ دو چار میل کے بعد اسے رکن ہونے کا۔"

انداز تیار ہوا تھا کہ وہ ضرورت کے بغیر کسی سے بات کرنا گوارا نہیں کرتی۔

سونیا نے پوچھا: "ماریہ! کیا سوچ رہی ہو؟"
وہ چونک گئی، خیالات کی دنیا سے نکل کر بولی: "ماں کو کے ایر پورٹ پر پارس مجھے لینے کے لئے گانا؟"
"اُسے ضرور آنا چاہیے میرا خیال ہے تم اس عورت سے جا کر پوچھو جو راتیں جانب کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوتی ہے؟"
"کیا وہ پارس کو جانتی ہے؟"

"شاید جانتی ہوگی، پارس ان کے ملک میں رہتا ہے۔ یہ عورتیں ہی اس کے بارے میں کچھ بتا سکیں گی۔"
ماریہ اپنی سیٹ پر سے اٹھ کر اس عورت کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ایک چھوٹا سا کمپوزر لٹا کر اسے اس میں کچھ یادداشت محفوظ کر رہی تھی۔ ماریہ نے پوچھا: "کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"

اس عورت نے مینیاٹی پر بلی ڈال کر اُسے دیکھا پھر پوچھا: "کیا تمہیں اپنی سیٹ پر تکلیف ہو رہی ہے؟"
ماریہ نے کہا: "میں اپنی تکلیف دور کرنے آئی ہوں، مجھے بتاؤ ایر پورٹ پر پارس مجھے لینے کے لئے گانا یا نہیں؟"
"تم کس پارس کے متعلق پوچھ رہی ہو؟"

"اُسے وہ! کیا میرے چاہنے والے دس پارس ہیں؟ ایک ہی تو ہے۔ پوری دنیا میں ایک ہی پارس ہے وہ جسے تمہارے ملک میں سے کیا تم نہیں جانتی ہو؟"
"مجھے انہوں سے، میں نہیں جانتی۔ اب اپنی سیٹ پر جاؤ۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ پہلے بتاؤ، کیا وہ دوسری عورتیں پارس کو جانتی ہیں؟"
"ان سے ہی پوچھ لو۔"

ماریہ ذرا فاصلے پر بیٹھی ہوتی دوسری عورت کے پاس آئی۔ اس سے بھی وہی سوال کیا۔ اسے بھی پارس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ غصے سے بولی: "لعنت ہے تم پر جو یہ پارس کو نہیں جانتی ہو تو تمہارے جہاز میں مرنے کیوں آئی ہو؟"

اس عورت نے برسم ہو کر کہا: "تم بہت بد مزاج ہو۔ میں تمہاری جیسی عورتوں کو چننے کی بجائے درست کر دیتی ہوں۔ یہ نہ سمجھا، اپنے زہر سے مجھے نقصان پہنچا سکو گی، میں بچاؤ کی تدبیر جانتی ہوں۔"

سونیا ایک آن کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی لیکن وہ ان کے گڑھے ہونے کی خبر دیکھتی ہی اٹھ کھڑی تھی۔ تیزی سے ماریہ کی طرف بڑھتی ہوئی بولی: "کیا بات ہے؟ تم پھر غصے میں نظر آ رہی ہو۔ میں نے کتنی بار سمجھایا ہے، غصے تمہیں نقصان پہنچائے گا۔"

ماریہ نے کہا: "ہاں! اسے اور اچھی طرح سمجھا دو۔ میرے ہاتھوں زبردست نقصان اٹھانے کی۔"

سونیا نے کہا: "تم ایک نادان لڑکی کو اور زیادہ غصے سے ڈال رہی ہو؟"
وہ بولی: "میں بہتر سمجھتی ہوں کس سے کس قسم کی گفتگو کرنی چاہیے؟"

سونیا، ماریہ کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہوئی اپنی سیٹ پر لے آئی۔ اُسے سمجھائی رہی کہ وہ کبھی نہیں میں ہیں۔ اُسے بات بات پر غصے نہیں کرنا چاہیے۔ پارس اگر ماسکو میں ہرگز تو ضرور انہیں ایر پورٹ لینے آئے گا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے آکر کوڈر ڈز ادا کے پیر کہا۔ "جو عورت کھڑکی کے پاس بیٹھی کپور ڈو کوئی سوری فیڈ کر رہی ہے، وہ دوسری فوج کے ایک اہم شخص سے تعلق رکھتی ہے۔ فوجی ضرورت کے مطابق بلین گئی تھی۔ وہاں سے اسی علیا کے میں بڑے گارڈ راتیں جا رہی ہے۔ آپ لوگوں کے معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

سونیا نے کہا: "اس کی آواز اور لہجے کو یاد رکھو۔ کبھی کام آسکتی ہے۔ وہ جو ماریہ کو چیلنج کر رہی تھی، اس کے متعلق بتاؤ۔"
"اس کا نام تاتیانہ ہے۔ وہ لٹری انٹیلی جنس کی ایک نہایت ہی خطرناک جاسوس ہے۔ اس نے فراڈز سونجی اور تمہارے متعلق بہت شائستگی کی ہے۔ ویڈیو فلموں میں سے تمہیں دیکھا ہے۔ اس قدر ذہین ہے کہ آج تک تمہاری حکمت سکات سے تم پر سونیا ہونے کا شہید کر رہی ہے۔ وہ گرم مزاج نہیں ہے، انھیں تمہارا رد عمل دیکھنے کے لیے ماریہ کو چیلنج کر رہی تھی۔"

"پھر تو واقعی یہ عورت ذہین ہے اور قابل تعریف ہے۔ آگے بڑھو۔"

"یہ آگ ہے، پتا نہیں کتنوں کو بھونک چکی ہے۔ آگھی ہے، دشمنوں کو تنکے کی طرح اڑا دیتی ہے، چول کے ذہین اور بے حد دلیر ہے۔ اس لیے تمہاری قدر کرتی ہے۔ لیکن محبت ظن ہے۔ اپنے ملک کی خاطر اپنی محبتوں اور دشمنوں کو بھی قربان کرنے کا فخر رکھتی ہے۔"

"اس کی آواز اور لہجے کو یاد رکھو۔ میرا خیال ہے یہ ہماری نگرانی کے لیے تمہارے ساتھ رہے گی۔"

جی ہاں۔ اگر یہ نظروں کے سامنے نہ رہی تب بھی پھپھ کر نگرانی کرتی رہے گی۔"

"اگر وہ دیکھو، تاتیانہ اس جو تھی عورت سے باتیں کر رہی ہے۔ جاؤ اس آخری عورت تک پہنچو۔"
اگر چلا گیا، ماریہ غصے سے کہہ رہی تھی: "اگر پارس نہیں آئے گا تو میں اسی طیارے سے واپس چلی جاؤں گی۔"

سونیا مجبور تھی۔ اسے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ یہاں ایک قیدی ہے اور پارس ہزاروں میل دور پیرس میں رہ گیا ہے۔ اگر وہ حقیقت بتا دیتی تو وہ غصے میں یہ باتیں دشمنوں کے سامنے آگ دیتی۔ اس نے سمجھاتے ہوئے کہا: "ماریہ! تم نے وعدہ کیا تھا، اپنی سزا کی ہر بات پر عمل کرو گی پھر غصے کیوں برداشت نہیں کرتی ہو؟"

"میں بڑے سے بڑا ظلم برداشت کر سکتی ہوں۔ گورپاں کی جڈائی برداشت نہیں ہوتی۔"

"تم نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جب تک تمہاری تربیت مکمل نہیں ہوگی تم پارس سے نہیں ملو گی۔"
"میں نے شہید نہیں ہونے کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ یہاں ملنے والا ہے تو کیوں نہ ملوں؟"

"وہ دونوں اہل فوجوں کی اہمیت ہوتی ہے۔ وہ ملنے آئے تو اس سے کہہ دینا چاہیے کہ تم تربیت حاصل کر کے اس کے شایان شان بن کر ملو گی۔"
"انہیں تمنا! وہ آکھوں کے سامنے ہوگا اور میں ملنے سے انکار کر دوں گی تو میرا اٹھنا چھوٹ جائے گا۔"
"اگر وہ ماسکو ایر پورٹ پر نہ آئے تو تمہیں صبر کرنا پڑیگا۔"

"وہ کیوں نہیں آئے گا؟"
"وہ یہاں ایک سرکاری کام میں مصروف ہے۔ آئے گی تو کبھی وہیں ہو سکتی ہے۔ تمہیں اپنی محبت پر یقین رکھنا چاہیے۔ وہ بعد میں کہیں مل سکتا ہے۔"
"فلائی ٹائل مل سکتا ہے؟"

"جہاں ہمارا اقامت ہوگا وہاں آسکتا ہے۔ مگر کام سے فرصت پانے کے بعد۔"

وہ مایوس ہو کر سوچنے لگی۔ آرمی نے آکر کہا: "ملازم! ایک بہت ہی بوجھناکے مالی اطلاع ہے۔ وہ جو تھی عورت سانس روک لیتی ہے لیکن میں ایسے وقت پہنچا جب اس کے دماغ میں دوسرا بول رہا تھا۔ اس لیے وہ میری سوچ کے گردوں کو محسوس نہ کر سکی۔"

"وہ دوسرا کون تھا؟"

"میں بوجھناکے مالی سے بات کر رہی ہوں۔ وہ سپر ماسٹر کا ایک خیال خوانی کرنے والا ہے۔ اس عورت کا لوہا تو فٹ نام ہے اس کی ماں دوسری اور باپ امریکی تھا۔ وہ ایک سیاسی سازش میں مارا گیا۔ لوہیا کی پرورش سرکاری تربیت گاہ میں ہوئی لیکن وہ ہمیشہ باپ سے متاثر رہی۔ یہاں ایک امریکی سیکرٹ ایجنٹ سے اس کا رابطہ رہا۔ وہ ایجنٹ ٹری رازداری سے اس پر توجہ عمل کرانا رہا تاکہ پاسکل لویا اس کی اہلیت معلوم نہ کر سکے۔"

"اب ان کی تلاش کیا ہے؟"
"لوہیا، سپر ماسٹر کے چلی پھٹی جاننے والے کو جو جنگ پہنچانا چاہتی ہے۔ اس کی سوچ کے مطابق جو جو کارپوریشن ہو چکا ہے اور اسے کوہیلن کے علاقے میں ایک جگہ منت پرانے میں رکھا گیا ہے۔"

"اُس جگہ کی تفصیلات معلوم کرو۔"
"لوہیا صرف اتنا جانتی ہے کہ کسی سرکاری عمارت کے تہ خانے میں جو جو رکھا گیا ہے۔"

"لوہیا تمہارے متعلق کیا جانتی ہے؟"
"وہ ماسکو پوئینگ کراچی ڈیوٹی پر چلی جانے لگی۔ اس لیے اُسے ماریہ کے متعلق نہیں بتایا گیا ہے۔ یہ بات اسے ابھی معلوم ہوئی ہے۔ جب ماریہ نے تاتیانہ سے پارس کے متعلق دریافت کیا تھا، وہ ابھی سپر ماسٹر کے خیال خوانے کو لے کر گورپاں تھی کہ ماریہ اور نادر کے تعلق پارس سے ہے۔"

"تم لوہیا کے پاس رہو۔ اور بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔"

"اگر وہ خیال خوانی کرنے والا جا چکا ہوگا تو وہ مجھے محسوس کر لے گی۔"

"پہلے تم تاتیانہ کے پاس جاؤ، اُس کے ذریعے لوہیا کو دیکھو۔ اگر وہ سوچ میں کم ہوگی تو اس کے چہرے کے تاثرات سے معلوم ہو جائے گا۔"
وہ تاتیانہ کے دماغ میں گید لوہیا ایک رسالہ کھولنے مطالعے میں مشغول تھی۔ آرمی نے اُس کے چہرے کے تاثرات بدلنے دیکھے تو یقین ہو گیا کہ وہ سوچ کے ذریعے گھنٹو کر رہی ہے۔ وہ چیک سے اس کے دماغ میں پہنچا، اس میں سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا بول رہا تھا۔ "میں عیار ہوں۔ ابھی پرورش شروع ہو چکا ہے ہمیشہ کی طرح غیر جانب دار رہی۔ ٹوٹا کٹا اینڈ گڑبانی۔"

وہ اس کی گردن کو دو فوں پاؤں میں چبھنا کر بولی یہ میرا شیطان ہے ایک جھٹکے میں گردن ٹوٹ جائے گی۔ جلدی بلو تو کہہ سکتے ساتھی میں اور پانٹ روم میں کیا کر رہے ہیں؟ وہ ہانپتے ہوئے بولا صرف ایک ساتھی ہے اس پانٹ کو گن پانٹ پر رکھا ہے۔

سونیا خاموش تماشاخی کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگی کہ انداز کو اس کی ذہانت کو دیکھنا چاہتی تھی۔ نے ریو اور اسٹاکر خالی کیا۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔

اس نے جیب سے رومال نکال کر جہرے کو اس طرح صاف کیا۔ اپنی انگلیوں سے بالوں میں لکھی کا لباس کو ادھر ادھر سے کیچنگ کر درست کیا۔ پھر ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔

اس نے دروازے پر دستک دی اندر سے بول گیا۔ یور آئی ڈیفینیٹ؟

اسٹیو رڈ نے کوڈر ڈوڈا دیکھے وہ سمجھ گیا کہ حکم کی تعمیل نہ کرنے پر بے موت مارا جائے گا اور پٹا بے دردی سے مارا جائے گا۔ کوڈر ڈوڈا سنتے ہی دروازہ دیا گیا۔ تاتیانہ دھکا کھا کر اندر گئی۔ وہاں دوسرے ریو والے نے ایک طرف بٹھ کر صورت حال کو سمجھنا چاہا۔ تاتیانہ نے اچھی طرح سمجھا دیا۔ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔

ان کے ساتھ سفر کرنے والے ایک شخص نے کہے ہاتھ پاؤں باندھ دیے پھر تاتیانہ سے کہا۔ مارا! نے کھال دکھا رہا ہے۔ ایک لائٹس سے اتنی دُور تک شعا کر یہ اسٹیو رڈ گھبرا گیا۔

وہ لوہنا کے دماغ سے رخصت ہو رہا تھا اس لیے آرم بھی وہاں سے نکل گیا۔ اس نے سونیا کے پاس آکر کہا۔ وہ لوہنا کے دماغ سے اچھی گیا ہے۔ کہہ رہا تھا، ابھی کوئی آپریشن شروع ہونے والا ہے۔

یعنی کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے۔ اگر ابھی ہونے والی ہے تو زیادہ سے زیادہ اس طیلے کو اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ایسے وقت آپ کیا کریں گی؟
اغوا کی کوشش نامکمل بنانے کے لیے سوچ رہی ہوں۔ تم یہاں سے فوراً واپس جانے کے لیے نہیں، جو جو کو ساتھ لے جانے آئی ہوں۔ تم پانٹ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔

اس نے اپنا پرس کھول کر ایک لپ اسٹک نکالی۔ اس اسٹک سے سرخی والا حصہ نکال کر پرس میں رکھ لیا۔ پھر لپ اسٹک کو اسٹک کی خالی جگہ تھوڑا سا پٹول ڈال کر اس لپ اسٹک کو بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک شخص ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔ پھر وہ ریو اور اسٹیو رڈ کو دیکھنے لگی۔

یہ کہتے ہی اس نے اسے گولی مار دی۔ دوسری گولی اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو لگی۔ تاتیانہ نے حیرانی سے پوچھا۔ تم تمہارے آڈی ہو کر ہم سے غداری کر رہے ہو؟ کس کے لیے ایسا کر رہے ہو؟ تمہارا مقصد کیا ہے؟ اس نے کہا۔ تاتیانہ! ابھی مجھے بتا چلا ہے کہ تم بہت خطرناک عورت ہو۔ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تمہیں قتل کر دینا چاہیے۔

اس کی بات ختم ہوتے ہی سونیا نے لپ اسٹک کے نچلے حصے کو ہاتھ میں لے لیا۔ کچھ حصے کی طرف لائٹس کو روشن کیا۔ پھر زور کی بیچوں بیچ ماری۔ اسٹک کے اندر کا پٹول، لائٹس کی آگ سے گزرتا تو شعلہ دُور تک لہراتا ہوا گیا اور تھیک ریو اور

والے کے منہ پر پڑا۔ اس شعلے سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لیکن یہ نفسیاتی حملہ تھا۔ وہ بھروسہ ہو کر ڈگمگا گیا۔ تاتیانہ کے لیے اتنی سہولت کافی تھی۔ اس نے سیٹ پر سے اٹھتے ہی ایک لگ جمانی۔ ریو اور اسٹیو رڈ سے نکل کر ڈور گیا۔ پھر تاتیانہ نے فائٹس ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ دو چار ہاتھ لیسے جانے کہہ بیروں پر کھڑا رہ سکا۔ فرش پر چاروں شلے نہ چت ہو گیا۔

تاتیانہ نے سونیا کو دیکھ کر سہلے ہوئے کہ کیا یہ حاضر
دماغی کا بہترین مظاہرہ تھا۔ ہمارا شکر ہے، تم نے مجھے اس قدر
سماوتیہ دیا؟

سونیا جو اب اسکر کر رہی تھی تاتیانہ نے اسٹیورٹ سے
پوچھا اس کے لیے کام کر رہے ہو؟
وہ بولنا جانتا تھا مگر اس کی سانس رک گئی۔ اس نے
ایک ایک کر کہا: آہ... آہ... آہ... مر...

وہ اس کے کچھ نہ کہہ سکا۔ سانس لینے کے لیے تڑپنے لگا۔
تاتیانہ نے فوراً ہی دوسرے دشمن کی گردن دو بوجھ کر کہا: تم
فردا تاؤ سبچ ہووے تو میں تمہیں بچاؤں گی؟

اس نے کہا: وہ سبچ... اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔
اس کی سانس رک گئی۔ وہاں ایک ہی ڈیڑھ گھنٹہ دو سڑاؤ
کے بعد صرف ہوگا۔ اگر دونوں ساتھ ہوتے تو پتہ چارہ افواہوں کے
والے دونوں آگے کاروں کو بیک وقت ختم کر دیتے۔ ایک ڈیڑھ

دوسرے کی سانس روکنے کی تو اسٹیورٹ نے بیچ کر کہا: یہ کیا
ذلاکت ہے، ہم جان پر کھیل کر اپنے ملک سے فدا کر کے
کے تھامے لیے جانا خواہاں کر رہے تھے اور تم ہمیں مار ڈالنا
چاہتے ہو، تو میرا شکر کے خیال خواتین نے دل کے شیطان ہوں

راز فاش ہو چکا تھا، اس کے باوجود ڈیڑھ گھنٹے دونوں کو
یکے بعد دیکھے مار ڈالا۔ وہ جانتا تھا کہ لوینا پرسی طرح
آنچ نہ آئے، تاتیانہ اس محبت کی لاش کے پاس آئی جو کھڑکی
کے پاس تھی۔ اس کے سامنے چھوٹا سا کپڑا لٹکا ہوا تھا۔

اس کپڑے کے اوپر اس کا ایک بے جان ہاتھ تھا۔ اس
ہاتھ کی ہتھیلی میں ایک کاغذ تھا۔ تاتیانہ نے اس
کاغذ کو ہتھیلی سے نکال کر دیکھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا: لوینا
فدا رہے۔ وہ ایک عرصے سے سپر ماسٹر کے لیے کام کر
رہی ہے۔ اس کا سب سے بڑا

تاتیانہ سوچ میں پڑ گئی کہ مرنے والی کو لوینا کے
متعلق بہت کچھ معلوم تھا۔ پھر اس نے اپنی زندگی میں
سرکاری طور پر اطلاع کیوں نہیں دی۔ اس نے ابھی یہ برقی
کیسے لکھی؟ کیا اسے معلوم تھا کہ ایک چائیک ایک شخص پانٹ نام

سے باہر آئے ہیں؟ اسے کوئی مارنے کا؟ کیا اس نے بیسے سے
یہ برقی لکھ کر اسے ہتھی میں ڈالی تھی، اور کوئی لکھا کر گئی تھی؟
یہ سب استغناء انداز سے تھے۔ مرنے والی کو کچھ نہیں معلوم
تھا جسے معلوم تھا، وہ اس طریقے میں ابھی زندہ تھی یا تھا۔
وہ خود کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی یا چاہتا تھا۔

تاتیانہ نے جو نظروں سے سونیا کو دیکھا پھر وہ
لے کر ہوندا کے پاس آئی اس تصویر کو دکھا کر پوچھا: تم آج
صفائی میں کیا ہو گی؟

لوینا نے اس کا فذ کو جھپٹ لیا۔ پھر لاٹھ مارا
کاغذ کو جھلانے لگی۔ تاتیانہ نے ناٹاری سے کہا: اگر یہ
ٹھوس ثبوت ہوتا تو میں اسے جھلانے کا موقع نہ دیتی۔
اسے جاکر مرنے فدا رہنے کے ثبوت دیا ہے۔ اب جو
بچ کر کمان جاؤ گی، کیا سپر ماسٹر تمہیں بچالے گا؟

ایچانک ہی تاتیانہ کو لڑکھائی۔ اس کے حلق سے
مکھی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو محکم کر رہے تھے۔
بول رہی تھی: بڑھل گئے! میں طویل ہمارے کے بعد ڈرا
آئی ہوں۔ اگر لوری طرح صحت مند ہوتی تو مجھے میرے
دماغ میں کبھی جگہ نہ ملتی۔

وہ شاید کچھ اور کہنا چاہتی تھی مگر اس کی سانس
رک گئی۔ سونیا اٹھ کھڑی ہو گئی۔ ڈیڑھ آہستہ ذہن اور دل
کو اپنے آگے کاروں کی طرح آسانی سے مار ڈالنا چاہتا
تھی۔ سانس لے کر زندگی کی طرف آئے کی پھر پورے

کر رہی تھی مگر دماغ دشمن کے قبضے میں تھا۔ وہ اپنی
اور حاضر دماغی کو کام میں نہیں لاسکتی تھی۔
ایچانک سونیا نے قریب آ کر تاتیانہ کے سر کو رو
ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ پھر ایک جھپٹ کا دے کر لولی ڈرا
میری آنکھوں میں دیکھو، میں حکم دیتی ہوں میری آنکھ
میں دیکھو...

تاتیانہ نے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔ سونیا کی ہنسا
آنکھوں سے نظریں نہ ہٹا سکی۔ ان لمحات میں سونیا
آنکھیں ہیناٹا کر مرنے والوں کی طرح بے حواس ہو گئی۔
تاتیانہ مسرتوں کر رہی تھی اس کی نظریں شیطان کی گرفت
نہیں ہیں۔ سانس جو عورت ہے اس کی آنکھوں سے
چھوٹ رہا ہے۔ وہ فوراً جسم کے ایک ایک حصے میں
دماغ کے ایک ایک گوشے میں پھیل رہا ہے۔ اب

آسانی سے سانس لے رہی تھی۔ اس کے دماغ پر قبضہ کیے
والے کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ وہ بول رہا تھا: لوینا
یہ عورت کون ہے۔ یہ ابھی آنکھوں سے کیا سما دیا؟
ہے میری خیال خواتین کو رو کر گئی ہے۔
اسے جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس نے حکم دیا: اس کا
محبت کو مخاطب کر لاد مجھے اس کی آواز سننا۔ روز میں ہے؟

سانس رو لوں گا؟
تاتیانہ نے سوچ کے ذریعے کہا: شیطان کے بچے!
اس عورت کی آنکھوں کا نور کہہ رہا ہے کہ زندگی اور موت پر
صرف خدا کو قدرت حاصل ہے۔ تیرا باپ بھی مجھے نہیں مارتا
سکتا تھا؟

ڈیڑھ گھنٹے پھر اس کی سانس روکنے کی کوشش کی مگر
نا کام رہا۔ اس نے فوراً ہی دوسرے ڈیڑھ کو مخاطب کیا۔
پھر اسے موجودہ صورت حال سے آگاہ کرنے کے بعد کہا:
"میں نے پہلی بار ایسی آنکھیں دیکھی ہیں جو دماغ کو توڑتی ہیں
کے بغیر متاثر کرتی ہیں اور سٹیجیٹیٹی کا راستہ روکتی ہیں۔
دوسرے ڈیڑھ نے پوچھا: کیا ان کو کوشش نام
ہو گئی ہے؟"

"ہاں تاتیانہ بہت زبردست عورت ہے، اس نے
ہمارے دونوں آگے کاروں کو ختم کر دیا۔ میرا خیال ہے وہی لولی
آنکھوں والی اس کی مدد کرتی رہی ہے؟"
"اس مدد کرنے والی کا کوئی نام تو ہو گا؟"

"میں اب تک اس کی آواز نہیں سنے کا تو نام کیسے معلوم
کرتا؟ دوسروں کے ذریعے معلوم ہو سکتا تھا مگر حالات
اتنی تیزی سے بدل گئے کہ میں لوینا کو بچانے اور تاتیانہ کو
مار ڈالنے کی کوششوں میں مصروف رہا۔"

"آؤ اب ہم معلوم کریں گے۔ طریقے کو پھر افلاک کیا
سکتا ہے۔ مجھے پانٹ کے دماغ میں پہنچاؤ؟"
ایک ڈیڑھ نے دوسرے ڈیڑھ کو پانٹ کے دماغ
میں پہنچایا۔ اس نے پانٹ سے کہا: اب دو خیال خواتین کرنے
والے تھے ہیں۔ ایک تمہارے دماغ پر قبضہ جاکر طریقے کو
اپنی منزل مقصود کی طرف لے جائے گا۔ دوسرا تاتیانہ کو مار
ڈالے گا۔ وہ لولی آنکھوں والی تمہارے بچانے کی؟"

پانٹ نے پوچھا: "تم کس کی بات کر رہے ہو؟"
"وہی جسے مارنے کے ساتھ لائے ہو؟"
پانٹ نے سسکا کر کہا: اس کا نام سٹین لینا قوم لوں
"وہ سونیا ہے؟"

دو لوں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔ ایسے کہا
"سونیا؟"
یہ عورت کون ہے۔ یہ ابھی آنکھوں سے کیا سما دیا؟
ہے میری خیال خواتین کو رو کر گئی ہے۔
اسے جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس نے حکم دیا: اس کا
محبت کو مخاطب کر لاد مجھے اس کی آواز سننا۔ روز میں ہے؟

دوسرے نے کہا: یقین نہیں آتا، وہ اتنی آسانی سے
اسے جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس نے حکم دیا: اس کا
محبت کو مخاطب کر لاد مجھے اس کی آواز سننا۔ روز میں ہے؟

دوسرے نے کہا: یقین نہیں آتا، وہ اتنی آسانی سے
اسے جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس نے حکم دیا: اس کا
محبت کو مخاطب کر لاد مجھے اس کی آواز سننا۔ روز میں ہے؟

سہولت مدد کر رہی ہے اس لیے یقین کرنا پڑے گا؟
مگر ہم اپنا سب کچھ ڈرہا کی طور پر حاضر نہیں ہوتے
ہیں؟

"احتیاطی تدابیر کے لیے۔ ہمیں شروع سے باہر تاکید
کی گئی ہے کہ جہاں سونیا ہو، وہاں سے نہ گزرو۔"
"لیکن کامیابی نظر آرہی ہو تو پانٹ کے دماغ سے
ضرور گزریں گے۔"

انہوں نے پھر خیال خواتین کی پرواز کی پانٹ کے
دماغ میں آئے۔ اس پر قبضہ جاکر طریقے کو اغوا کرنا چاہا۔
پتا چلا، کوئی پہلے سے قبضہ جہانے بیٹھا ہے اور اس کے ذریعے
طیارے کو ماسکولے جا رہا ہے۔ وہ سمجھ گئے ماسک میں
کا خیال خواتین کرنے والا وہاں پہنچ گیا ہے اور یہ درست تھا

پانٹ کو بوا تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ صورت حال کی نزاکت
سمجھتے ہی پانٹ کو اپنے ممکن کنٹرول میں لے کر طریقے سے
کو اپنی منزل تک لے جا رہا تھا۔
ڈیڑھ سپر ماسٹر کے پاس آئے۔ اسے ناگامی کی
پوری روداد سنائی۔ اس نے سن کر کہا: انہوں نے پہلے جو
کو اغوا کیا پھر ماریہ کو لے جا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے
وہ پارس کو اہمیت دے رہے ہیں اس کی گذریوں سے
کھینچنا چاہتے ہیں۔ سونیا کی وجہ سے بھی پارس، ماسک بین کی
جھولی میں چلے گا؟"

ایک ڈیڑھ نے کہا: لیکن یہ سونیا جو بھی نہیں آ رہی ہے
سپر ماسٹر نے کہا: میں ابھی آجھ گیا ہوں۔ وہ کا عورت
کوئی زبردست ڈراما ہے کر رہی ہے، ماسک بین کی قدی بھی
ہے اور اس کا تختوں کی مدد بھی کر رہی ہے۔ کیا ماسک بین
اس کی رکاز جانوں کو نہیں سمجھ رہا ہے؟ کیا آج اندھا
اعتقاد کر رہا ہے؟"

اس نے اپنے نائب سے کہا: ہارٹ لائن پر ماسک بین
سے بات کراؤ؟
پانچ منٹ کے اندر رابطہ قائم ہو گیا۔ سپر ماسٹر نے کہا۔
"میں تمہیں ماریہ کو حاصل کرنے کی ہدایت با دیتا ہوں؟"
ماسک بین نے کہا: اور میں تمہاری ناگامی پراسس کرتا
ہوں، تمہارے آدمی طریقہ ارغوان کر کے؟"

"گرتے ہیں ششورای میدان جنگ میں رہائی دینے
یہ سونیا کس طرح کاروں ادا کر رہی ہے؟"
"اس کا جواب سونیا ہی دے سکتی ہے؟"

اس کا جواب سونیا ہی دے سکتی ہے؟

اس کا جواب سونیا ہی دے سکتی ہے؟

یہ کیا تمہیں اندیشہ نہیں ہے کہ اس نے جو جو تک پہنچنے کے لیے طیکے کے اعزاز کو ناکام بنا دیا وہ ہر حال میں ماسکو پہنچنا چاہتی ہے اور تم اسے قیدی بنا کر بہت بڑا نقصان اٹھانے والے ہو۔“

وہ اتھاڑا شکر یہ مجھے پیش آنے والے نقصان سے آگاہ رہ رہا۔ یہ تم میرے ہمدرد تک سے بن گئے ہو؟
 میں سمجھ گیا۔ وہ قیدی بن کر نہیں دوست بن کر تمہارے تک میں جا رہی ہے۔ اسی لیے تمہارے آدمیوں کی مدد کر رہی تھی۔ تم جو کو اس کے حوالے کرنے والے ہو سونیا کو ہمیشہ دوست بنانے رکھنے کا ہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔“

”خوب سمجھے براہر کیا اسی لیے رابطہ قائم کیا ہے؟“
 میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں۔ ہماری آپس کی دشمنی سے فریاد کی فیملی کو فائدہ نہیں پہنچنا چاہیے۔ ایک طویل عرصے کے بعد وہ جگہ کے بعد ہم نے فرما دیا کہ اس کی ٹیلی فون پیس کے ساتھ فنانس کیا ہے۔ رسونجی کو میں نے اور جو جو کو تم نے قائل میں کیا ہے۔ اب ان کے پاس ٹیلی فون پیس کی کوئی بڑی طاقت نہیں ہے۔ اگر نہ ہونے کے برابر ہے۔ تمہارے ہاں جو جو کو دماغی آپریشن ہو رہا ہے۔ اس میں کامیابی ہوگی۔ اس کا بیچگانہ ذہن ختم ہوگا اور وہ اپنی عمر کے مطابق ذہانت کا مظاہرہ کرے گی تو کئی پیس بھی اس ذہانت سے استعمال کرے گی۔ لہذا جو جو کو سونیا کے لئے نہ کرو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ لڑکی تمہارے کام کی نہیں ہے۔ ذہنی سے سو دو کرو۔ ہم دونوں سہ طاقت کھاتے ہیں اسی اور یہ طاقت حاصل نہ کرے دو۔ فریاد کی فیملی ذہانت اور ناکامیوں کی پستی میں جا رہی ہے، اسے جانے دو۔“

”تم نے بہت ہی مدلل تقریر کی ہے اور مجھے باہمی فائدے کی باتیں سمجھائی ہیں۔ مجھے سمجھ لیتا جا ہے۔ لیکن بزرگوں نے کہا ہے کہ دشمن کی عمدہ نصیحتوں اور معقول مشوروں کے پیچھے بھی دھوکا چھپا ہوتا ہے۔ اگر دشمن ایسی ہی نیک نیتی سے تمہیں ماہ دکھائے تو پھر دشمن کیوں کھلائے؟ معاف کرنا چاہتی! کوئی اور بات کرو۔“
 ماسک میں رابطہ ختم کر کے مسکراتے لگا۔ وہ اس بات پر مسکرا رہا تھا کہ یہ ماسٹر نازیدہ کو سونیا سمجھ رہا ہے۔ یقیناً تقدیر ماسک میں کی خوش فہمی پر مسکرا رہی ہوگی۔
 دوسری طرف سیر ماسٹر نے ڈیوٹی آئیڈیو لیکر سے کہا۔
 ”ماسک میں کی گفتگو سے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ جو جو کو دماغی آپریشن سونیا کی مرضی سے ہو رہا ہے اور اب وہ مکار عورت

جو جو اور پارس سمیت ماسک میں کے لیے کام کرے گی۔ ایک ڈیوٹی کرنے کا۔“ سیر ایک سونیا کی وجہ سے ماسک میں بہت مضبوط ہو جانے کا پتہ پارس بھی کچھ کم خطرناک نہیں ہے۔“

سیر ماسٹر نے کہا۔ ”میلوس نہیں ہونا چاہیے۔ میری یہ بات نوٹ کر لو کہ ماسک میں، سونیا کے ہاتھوں زبردستی نقصان اٹھانے گا۔ اس کے پاس ایک ہی خیال خواتی کرنے والا دفا دار ہے۔ جو جو کا پتا نہیں کیا ہے۔ میرے پاس تم دفا دار دفا دار ہو۔ دفا دار روز میں رسونجی بھی میری دفا دار بن جائے گی۔ مال کی وجہ سے علی میور سہا ہی طرف بھگتے پر مجبور ہوتا رہے گا۔ ہمارے پاس ٹیلی فون پیس کی قوت زیادہ ہے۔“

دوسرے ڈیوٹی کرنے کا۔ ”آج میڈ فنانس ہوئی تو ہم اور زیادہ طاقت ور ہوتے۔ وہ ایسی لاپتہ ہوئی ہے کہ آج تک اس کا سراغ نہ مل سکا۔ میرا دل نہیں مانتا کہ وہ مر چکی ہے۔ سیر ماسٹر نے کہا۔ ”ایسی لڑکی کو مرنا ہی نہیں چاہیے اس نے فرما دیا تھی میور کو ہلاک کر کے ایک ناقابل فراموش کا زانہ انجام دیا تھا۔ آخری بار وہ ٹرین میں سفر کر رہی تھی اس کے بعد ہی لاپتہ ہو گئی۔“

سیر ماسٹر خاموش ہو کر میڈ فنانس کو قصور میں دیکھنے لگا۔ اس کی دماغی گروہ لڑکی زندہ رہے اور دل تپتا ہی کہتا ہے اس کا سراغ مل جائے۔

وہ کار بہت قیمتی تھی۔ اس کار کو دیکھ کر اس کے مالک کی رہنمائی شان و شوکت کا پتا چلتا تھا۔ وہ اسٹیٹ سیٹ پر بیٹھا کھڑکی کے باہر میڈ فنانس کے حسن و شمار کو مرسے پاؤں تک دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے مسکاکر کہا۔ ”پاؤں میں جھپٹے ہوئے ہوں اور نزل ڈنڈر ہو تو میری کار: قریب لے آئی ہے۔“

اور لاٹا سا جانے بوجھا۔ ”بیٹی! کیا خیال ہے، تم سے باتوں میں لگاؤں؟“
 ”جی ہاں۔“ وہ مختصر سا جواب دے کر کار والے۔ دماغ میں پہنچ گئی۔
 ادھر سناچا کہ لاٹا تھا۔ ”موسیو! ہم بے گھر ہو گئے۔ میری جوان بیوی نے مجھے اور میری بیٹی کو گھر سے نکال دیا ہے۔“
 ”کیوں نکال دیا ہے؟“

”وہ کہ بہت کستی ہے، میری بیٹی بہت مسین ہے۔ کسی دولت مند کی داشتہ بن کر ہمیں دولت مند بنا سکتی ہے۔“

”کیا تم دولت مند نہیں بننا چاہتے؟“

”دولت کون نہیں چاہتا مگر عزت چاہتا ہوں۔“

”اگر عزت بھی ملے اور دولت بھی تو؟“

”سچا بچہ کتنا چاہتا تھا۔ میڈوٹانے اس کے دماغ میں لگا کر کہا۔ اسے ٹر فادو۔ یہ آدمی ہمارے لیے خطر ناک ہے۔“

”سچا بچہ کے مارنے سے کیا؟ معاف کر دو سو۔ آج میری جہاں بیٹی کے لیے یہ آفر ہے رہے ہو۔ میں نے بغیر نہیں ہٹا۔“

”وہ فلیٹ کو میڈوٹانے کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ فلیٹ پانچ پر چلنے لگا۔ وہ کار مشین کے ان کے برابر جلتا ہوا بولڈ ٹیوٹ اولڈ من! ہم اعلیٰ ناس سے کار میں بیٹھ کر بائیں کر سکتے ہیں۔“

”سچا بچہ کہا؟“ مجھے اتنوس ہے، میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ بیٹے ہمارا بیچھا چھوڑ دو۔“

”وہ کار کی رفتار بڑھا کر آگے چلا گیا۔ میڈوٹانے کہا۔“

”یہ ریڈیو کار کا باس ہے، ہر ملک کے ہر شہر میں ریڈیو تنظیم کے باس جوتے ہیں۔ ان سب کا آقا ماسک مین کھلاتا ہے۔ ماسک مین کے پاس بھی ایک ٹیلی بیٹی جانتے والے ہیں۔“

”اسی ہی بیچھا دانیال سے نہیں چھوٹا ہے، میں ایک اور۔۔۔ خیال خالی کرنے والے کو اپنے جیسے لگا تا نہیں چاہتی۔“

”شکر کہ وہ تھکے پاس یہ علم ہے تم بڑا وقت آنے سے پہلے دشمنوں کو بچان لیتی ہو۔ ڈرا دیکھو، وہ باس تھکے لیے کیا سوچ رہا ہے؟“

”وہ جلتے جلتے باس کے پاس پہنچ گئی۔ اس کی ترنا گنے والا زیادہ ڈر نہیں گیا تھا۔ اس نے آؤنگ ایریا میں گاڑی روک دی تھی۔ گھڑکی سے جھانک کر ڈر سے آتی ہوئی میڈوٹانہ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر کار کے کٹر ڈیشے پر چکر لڑنے کے ذریعے اپنے ماتحت سے کہہ رہا تھا۔ بیچہ بیگ سٹیک کے پاس آؤ۔ ایک ٹری کو اٹھا کر لے، وہ میری نظر دہلی سے اپنے باپ کے ساتھ فلیٹ پانچ پر جا رہی ہے، اگر راستہ بدلے گی تو میں پھر راستہ کے ذریعے کانیز بکروں گا۔“

”اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اب اسے اپنے ماتحت کا انتظار تھا۔ اس نے انتظار کرنے کے لیے جھکی کی بول کالی۔ اسے کھول کر گن سے لگا یا۔ وہ تھوڑی سی بیٹیا چاہتا تھا۔ صبح کے وقت بیٹے کی خواہش نہیں ہوتی تھی۔ مگر غضب کا شبن و شباب دیکھ کر موٹوں میں آگیا تھا۔ میڈوٹانے اس کے دماغ میں بیٹھ کر کئی گھنٹوں پلا دیے۔“

اس نے کٹر ڈیشے کے پیچھے کھینچا۔ میڈوٹانہ نے فلیٹ پانچ پر اپنے باپ کے ساتھ آرہی تھی۔ اس نے سوچا۔ اور نہیں بیٹا چاہیے۔

”یقین اور بیٹی کا پھر بول کو بند کرنا چاہا۔ وہ اپنے اختیار میں نہیں تھا، میڈوٹانہ کی جوانی اس کے اندر انگریزوں کی رائے رہی تھی۔ اس نے آدمی بول ختم کر دی۔ کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔ میڈوٹانے سوچا۔ اس کی سخت کوششیں تھیں جانتے دلے اور نہ جاننے والے تمام دشمنوں کا علم ہوگا۔ اس سے معلومات حاصل کرنی چاہیے۔“

”وہ ساچلے کے ساتھ فلیٹ پانچ چھوڑ کر دوسرے راستے پر آگئی۔ پھر باس کے دماغ میں آئی۔ وہ پریشان ہو کر گاڑی چلنے کے بعد سوچ رہا تھا۔ یہ میں کہاں آئی ہوں؟ وہ لوٹا کی کسار ہے؟ نہیں نے زیادہ ہی کٹھن کی ہے۔“

”وہ کار سے نکل کر دیکھنے لگا۔ اس کی مطلوبہ حسینہ یہاں نظر نہیں آ رہی تھی۔ مطلوبہ حسینہ نے اسے پھر کار پر بیٹھا دیا۔ اس کے منہ سے بول لگا کر اس کی سوچ میں بولی۔“

”ہمارا بیٹی بیٹی جانتے والے ابھی کہاں ہوگا؟ کیا بیچھا سا نام ہے اس کا؟“

”باس نے بے اختیار سوچ کے ذریعے کہا۔ پاسکل بولیا۔“

”ارے پاسکل کہیں تم میری تھوڑی تو نہیں گھما رہے ہو؟“

”وہ اس کی سوچ میں بولی۔ میں غلط سوچ رہا ہوں، پاسکل تو اپنا آدمی ہے۔ وہ دشمن دانیال ہوگا۔“

”وہ منہ سمیٹ کر بیٹھنے لگا۔ پھر بولیا۔ واقعی شراب مجھے چکھلا رہی ہے، میں کسی بے نیکی بات سوچ رہا ہوں۔ دانیال کو تو پاسکل بولیا ہے۔ سونیا کی قید میں مار ڈالا تھا۔“

”میڈوٹانے اس کی سوچ میں بوجھاؤ فریڈ کی موت کا بعد رسوئی، میڈوٹانہ کے پیچھے پڑ گئی ہوگی۔“

”وہ ناگوار سے منہ بنا کر بولیا۔ وہ معنی میڈوٹانہ کی بات سے میرے آدمیوں کو پریشان کر رہی ہے۔ پاسکل بھی خیال خالی کے ذریعے اس خزانہ تک نہیں پہنچ سکا۔ میڈوٹانہ اس کی سوچ میں بات کرنے کے بجائے دماغ کے ترخانے میں پہنچ کر معلومات حاصل کرنے کی بیچھا، رسوئی کو سپر مارٹر نے، جو جو اور مارے کی کوسا کاٹنے آغا کیا ہے۔ سوڈیا، یارس اور علی میور بیس میں؟ پاسکل نے فرزانہ اور شبنی کو خودکشی پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ فریڈ کی قیدی پر بہت وقت آیا ہے اور ایسا صرف میڈوٹانہ کے گولی جلائے۔“

ہوا ہے۔ وہ ناست سے ساچا کو دیکھ کر بولی۔ ”یا بابا اتم نے کہا تھا میں پھل غلطیوں کی تلاش کو کستی ہیں، رسوئی، جو جو اور مارے معیت میں ہیں، رسوئی ان حالات میں کبھی خاموش نہیں بیٹھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے، اسے رسوئی وغیرہ تک پہنچنے کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔ یارس اور علی میور بھی بے بس ہو گئے ہوں گے۔ میں جلد سے جلد ان کے لیے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔“

”یہ جلد سے جلد کچھ کرنے کا خیال دماغ سے نکال دو۔ انسان جہلت میں ہر پہلو پر نظر نہیں رکھ سکتا۔ اس سے لازماً غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ پہلے یہ بتاؤ اس ریڈیو کار کے باس کا کہنا؟“

”اوہ! میں تو اسے بھول گئی تھی۔“

”دیکھتا ہے؟ دوسرے سٹیل کی طرف جلتے ہوئے پیٹلے سٹیل کو ریڈیو طرح مل کر نا بھول گئی تھیں۔ کرنے باس کو اتنی دیر سے دماغی چکر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خلیں خیال خالی کرنے والی سمجھ لے۔ پہلے اس سے نمٹ کر آؤ۔“

”وہ باس کے پاس پہنچ گئی۔ بیٹھا، ابھی دو منٹ پہلے اس نے ٹرانسٹر کے ذریعے اپنے ماتحت کو اس جگہ بلایا ہے جہاں میڈوٹانے سے بیچھا دیا تھا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ اسے کسی کی خیال خالی کا شہ نہیں ہے۔ وہ سوچ رہا تھا، زیادہ فی لینے کے باعث وہ ہیک کر ادھر جلا آیا ہے۔ اب پیرس کے تمام ماتحتوں کو اس حسینہ کی تلاش میں دوڑانے چاہئے۔ میڈوٹانہ کو حاصل کرنے کی عہد ہو گئی تھی۔“

”میڈوٹانے ساچا کو یہ باتیں کہہ بولواؤ۔ فانیال اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ وہ آئندہ کسی کام آئے گا۔ یہاں سے کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈر بھول جانا چاہیے۔ باس کے گتے ہماری تلاش میں آنے والے ہیں۔“

”اس نے ایک گونے والی ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ وہ پاسکل کو گتے ڈروں چھٹی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ساچلے ڈرائیور سے پوچھا۔ ”تم کتنی دیر نہیں ٹیکسی میں گھما سکتے ہو؟“

”میں رات ایک بجے سے صبح نو بجے تک گاڑی چلاؤں گا۔“

”یہاں پھر اسے مالک کے حوالے کر دیتا ہوں، ابھی سلت نچ کر بچاؤ سنٹ ہونے میں ایک گھنٹے اور گاڑی چلاؤں گا۔“

”چلو ایک گھنٹا ہی سہی، میں اس شہر کے اہم مقامات دکھاؤ۔“

”ٹیکسی چل پڑی۔ ڈرائیور سے باتیں کرنے کا مقصد اس کی آواز سننا تھا۔ وہ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ ایک

عام سا آدمی تھا۔ ایک غلطی میں تنہا رہتا تھا۔ کبھی شادی کے کے فلیٹ آباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے عورت سے نہیں صرف تاش کے بول سے عشق تھا جو کما کرتا تھا۔ گرتے میں بار جاتا تھا اور کبھی کبھی جیت کر خوش ہو جاتا کرتا تھا۔

”ساچلے میڈوٹانے سے معلومات حاصل کرنے کے لیے ڈرائیور سے کہا۔ ہم اس شہر میں اجنبی ہیں، تم ہماری رہائش کے لیے کوئی مناسب جگہ بتا سکتے ہو؟“

”وہ بولا۔ ”اخبارات سے بہت سی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں، ان میں کرائے پر دیے جانے والے فلیٹوں اور مکانات کی تفصیلات اور پتے ہوتے ہیں۔“

”ساچلے کہا۔ ”میں اخبار سے زیادہ انسان کو معتبر سمجھتا ہوں۔ اگر تم کچھ جانتے ہو تو بتاؤ۔“

”ایک نیا بلاز اتھر ہوا ہے۔ وہاں فلیٹس قہرمانا بھی ملتے ہیں اور کرائے پر بھی۔ کیا وہاں جیتا پسند کر دو گے؟“

”انھوں نے رضامندی ظاہر کی تو ڈرائیور نے میں منٹ میں وہاں پہنچا دیا۔ چون کہ اس بلاز میں نئے لوگ آباد ہونے آرہے تھے اس لیے سب ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے۔ ساچلے کا یہ ادا کر کے ڈرائیور کو رخصت کر دیا۔ پھر دفتر میں جا کر ایک فلیٹ خریدنے کی بات کی پوری قیمت ادا کرنے پر وہ فلیٹ جو میں گتے کے اندر ان کے حوالے کیا جاسکتا تھا۔ ان کے پاس پوری رقم نہیں تھی۔ میڈوٹانے کچھ بیٹھی ادا کر کے کہا۔ ”اور لاؤ سواچلے کے نام یہ کاغذات تیار کرو۔“

”ہم ایک گھنٹے میں آکر باقی تمام رقم ادا کر دیں گے۔“

”وہ دفتر سے باہر آئے۔ ساچلے کہا۔ ”باس اپنے آدمیوں کو ہمارا لباس اور جلیہ بتا چکا ہوگا۔ ہمیں کم از کم لباس تبدیل کر لینا چاہیے۔“

”ڈور سے ایک ڈیبا رٹنٹل اسٹور نظر آ رہا تھا۔ میڈوٹانے کہا۔ ”ہمارا ساتھ گھونٹا سب نہیں ہے۔ وہ لوگ ایک بوڑھے اور جوان لڑکی کی تلاش میں ہوں گے۔ لباس بدلنے کے بعد ہم فلیٹ کی رقم ادا کریں گے۔ پھر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ ہمارے درمیان ٹیلی بیٹی کے ذریعے رابطہ رہے گا۔“

”انھوں نے ڈیبا رٹنٹل اسٹور میں اپنے اپنے لیے لباس پسند کیا۔ ڈرائیور کے روم میں جا کر اسے بتا، اس کا دل ادا کیا۔ پھر میڈوٹانے کہا۔ ”یا بابا اتم بلاز کے دفتر میں انتظار کرو۔ میں رقم لے کر آؤں گی۔“

”وہ ساچا سے الگ ہو کر ایک ریٹوران میں آئی وہاں

ایک پر سکون گوشے میں مینے کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ ناشتے اور چائے کا آرڈر دیا پھر پاس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اپنی نراش گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ زیادہ نشہ ہونے کے باعث شاور کے نیچے بیٹھا تھا۔ پانی سے کھوٹ پڑی درست کر رہا تھا۔ اس کی بیوی لائم جوس پیش کر تھی۔ کچھ دیر بعد صبح سویرے اتنی بیٹنی کی ضرورت آئی تھی۔ کچھ اپنے بڑھاپے کا تو خیال کر دے۔ اسے ایک سانس میں ہی پورے نشہ کو ہرجائے گا۔ وہ لائم جوس نے کھڑکڑائی ہوئی بیڈ روم میں آئی۔ وہاں سے کوئی دوسری بیٹی ایک نوجوان نے پہچان ہی اٹھا کر کہا: "ہو جاتے گا۔ نہیں ہوگا تو ڈاکٹر کو بلا جائے گا۔" میڈیٹا ناس نوجوان کے دماغ میں پہنچی۔ وہ باس کا پھیلا بیٹا تھا۔ اس کی ماں بڑھاتی ہوئی عین کی طرف تھی۔ وہ باپ کے بیڈ روم میں آ کر بیٹھے کے پاس سے چایا اٹھا جسے ایک طرف رکھ کر بیٹے کو کھولا۔ اس میں سے دلا کھ ڈال رکھا۔ بیٹے نے نوٹوں کی دو کڑیاں لے کر بیڈ روم میں آ سکتی تھیں۔ اس نے نوٹوں کو مینے کے اندر ڈالا۔ اس کے من لگانے سین کو بند کر کے چایوں کو پیے کے پاس رکھا۔ پھر باہر آ کر ایک کار میں بیٹھ گیا۔

میڈیٹا خاموش بیٹھی آہستہ آہستہ ناشتا کر رہی تھی۔ جب اس نے چائے کا آخری کھونٹ پی کر یہیالی رکھی تو وہ آکر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ادھر ادھر دیکھ کر مینے کے اندر سے گڑبائی نکالیں۔ مینے کے نیچے میڈیٹا نے پر س کھول رکھا تھا۔ وہ گڑبائی اس کے اندر پہنچ گئیں۔ نوجوان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ میڈیٹا نے گھر بیٹھا نے تک چائے کی دوہری پیالی سے نشہ ختم کر رہی۔ پھر وہ بیڈ روم میں اور ٹپ دے کر لیڈوٹان سے باہر آ گئی۔

باس کے بیٹے نے شہید خانی سے خود کار کی اسٹیٹنگ سٹیٹ پر دیکھا۔ کار اس کے شاندار بیگے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے سوچا۔ یہ کیا بھی کوئی دوسری تھی سے ہاں کر رہا تھا۔ پھر یہاں کار میں گیا۔ پہنچ گیا۔

میڈیٹا کی عمر مینے کے مطابق اس نے دست و پا چکھی۔ پھر پریشان ہو کر پڑ آیا۔ مینے سوانو بیگے کو بیڈ روم میں سے ڈیڑی کی خریدی پوچھ رہا تھا۔ مینے نے سوچا تھا۔ ڈیڑی نازل ہوا کے توان سے دس ہزار ماٹنگ کا۔ لیکن اب میری کھڑی دس ہزار ہے۔ مینے نے اتنا وقت کہاں گزارا؟ کیا وہ ڈیڑی کا... شیلی پہنچی جانے والا میرے دماغ سے کھیل رہا تھا؟ کچھ بھی جا کر ڈیڑی کو سب کچھ بتا چاہیے۔

میڈیٹا نے جلدی پھر کر مینے میں کہا: آرام سے بیٹھے رہو۔ بے شک میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ سے کھیل چکا ہوں۔ لیکن میں تمہارے ڈیڑی کا شیلی پہنچ جانے والا دوست نہیں ہوں۔ بلکہ سیر ماٹر کا خاص آدمی ہوں؟

وہ سہم کر بولا: تم مجھ سے کیا جانتے ہو؟

"جو چاہتا تھا وہ ہوجاتا ہے، اپنے ایک مقصد کے لیے تمہیں اس کار میں بٹھا کر ایک جگہ لے گیا تھا۔ میرا احسان مانو تو تم خیریت سے واپس آ گئے ہو۔ میں چاہتا تو تمہیں کسی بھی کار یا کیریڈنٹ میں ملا داتا۔ کیا میں ایسا نہیں کر سکتا تھا؟ وہ ہاں ہاں کے انداز میں سر ملانے لگا۔ میڈیٹا نے کہا: "جو کچھ تمہارے ساتھ ہوجاے، اُسے بیڈ روم میں رکھو۔ باہر نکالو گے تو میں کسی وقت بھی تمہیں شیلی پہنچی کی چٹھی میں مل دلاؤ گا۔"

وہ نہیں نہیں کے انداز میں سر ملاتے ہوئے بولا: میں خاموش رہوں گا۔ کسی سے کچھ نہیں یوں گا۔

"اؤکے بیٹھے! تم خاموش بہو گے۔ کسی سے کچھ نہیں بولو گے تو سب کو تمہارے گونگے ہیں پر توش ہوگی۔"

"مگ میرا مطلب ہے، میں تمہارے پاس سے کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔"

"شام باغ گھر جاؤ۔ میں پھر کبھی آؤں گا۔ گڑبائی: وہ اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ بلازاکے دفتر میں پہنچ کر اس نے باقی تمام رقم ادا کی۔ پھر باہر آکر ساچا گوپاس ہزار ڈاکر نے وہ بولا: "میں اپنی رقم کی یاد رکھوں گا؟"

"نکھ لو۔ خوب خرچ کر دو۔ کم نہیں گے تو اور آجائیں گے۔ فلیٹ کا قبضہ ملے گا تو ہم یہاں ساتھ رہیں گے۔ یہاں سے باہر نکل کر پھر ایک ہو جاؤ یا کویں گے؟"

"بیٹی! تم پچھلی رات سے جاگ رہی ہو۔ نیند کہاں پوری کرو گی؟"

"اس کے لیے کچھ سوچوں گی۔"

"جب بھی پریشانی ہو، مجھے مطلع کر لینا؟"

"ہاں ہاں! میں سونیا، پارک اور شلی تیمور کے کام آنا چاہتی ہوں۔ رسوئی، جو جو اور مارٹر کو ان کے پاس پہنچانا چاہتی ہوں۔ تم مجھ سے رابطہ رکھتی رہو۔ میں کوئی تدبیر سوچتا ہوں۔ مگر یاد رکھو، ان کے کام آنے کی گمن میں ان کے سامنے نہ جلی جانا۔ وہ تم سے ناراض ہوں گے۔ پہلے چھپ کر گناہ رو کر ان کے لیے کچھ کارنامے انجام دو۔ پھر وہ حضور نصاریٰ ایک بڑی غلطی کو معاف کر دیں گے؟"

وہ ایک دوسرے سے پوچھ گئے۔ میڈیٹا ایک طرف چل پڑی۔ ناشتا کرنے کے بعد آرام سے سونے کی خواہش ہو رہی تھی۔ سوال پیدا ہوا تھا، وہ کہاں نیند پوری کرے؟ پچھلی رات سے تھک کر سونے والے گئے کچھ کر نہیں تھے، اب پاس کے آدی بھی اسے ہٹوں اور شنگ ٹھیکٹ والے مکانوں میں ڈھونڈتے پھر کر گئے۔ باتیں کو معلوم ہو گیا تھا کہ باپ بیٹی بگھڑے ہوئے ہیں، وہ ایسی ہی کسی جگہ پناہ لیں۔ مینے لڑائی نیند پوری کرنے کی ہوس میں نہیں جانتی تھی۔ کسی ملک مکان کو بھیجیں گھٹنے کے لیے پیٹنگ گیسٹ رکھنے کے لیے نہیں کہہ سکتی تھی۔

بڑی مشکل ہے، ایک حسین اور جوان عورت دنیا کے کسی حصے میں تنہا محفوظ نہیں رہ سکتی۔ مرد کو بھی دریا کے کنارے درخت کے سائے میں بانٹ یا پتھر پر کھٹے عام نیند پوری کر سکتا ہے، ایک حسین عورت ایسا کرنا چاہے تو فریب اپنے جھونپڑے اور میر اپنے محل چھوڑ کر فریب یا پتھر پر اس کے پاس سونے کے لیے قطار میں کھڑے ہو جائیں گے۔

وہ جلتے جلتے جھیل کے کنارے آگئی۔ دن کے بارہ بج رہے تھے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ساچا گوپاس پریشانی بتائی۔ وہ بولا: جھیل کنارے امیر کبیر لوگوں کے بیٹے ہوتے ہیں، اگر وہاں بھی ہیں تو باری باری ہر بیٹے کے مالک یا ڈاکٹر کے دماغ تک پہنچو۔ کوئی نہ کوئی بھلا ضرور خالی لگا۔ وہاں کے چوکیدار کو ٹپ کر کے تم اندر جا سکتی ہو اور نیند پوری کر کے واپس آ سکتی ہو۔"

وہ ساچا جی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ جھیل کے کنارے دھردھریک خوبصورت کا بیج بنے ہوئے تھے۔ وہ ایک فرنی نام اور تاپو پھتے ہوئے ایک ایک کا بیج کے سامنے سے گزرتی تھی۔ اُسے نفی میں جواب دینے والوں کا دماغ معلولات کا ذریعہ تھا۔ وہاں ہر بیٹے کا مالک اپنے بیوی بچوں کے ساتھ موجود تھا۔ مینے شاپنگ یا کاروباری مقصد کے لیے گیا ہوا تھا۔ کوئی ٹوکرا اپنے ملک کی واپسی کے متعلق نہیں جانتا تھا۔ میڈیٹا کو یقین ہوا کہ کوئی جارا پھرتے لہرانے والا ہے تو وہ اس کے کا بیج میں جا کر کم از کم دھنسنے تک سوتی تھی۔ وہ مایوس ہونے لگی۔

تب ایک کا بیج نظر آیا۔ اس کا مین گریٹ کھلا ہوا تھا۔ وہاں حاطے میں آئی کوئی جوکیدار یا دوسرا ملازم نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے آواز سے مینے پہنچ کر آواز دی۔ "مخوئی ہے؟ کیا یہاں مسٹر جوزف رہتے ہیں؟"

اُسے جواب نہیں ملا۔ وہ کا بیج کے دائیں جانب سے پیچھے گئی۔ بائیں جانب سے واپس برآمدے میں آئی وہاں کھولنے کے لیے آدی تو آدی ایک کتاب بھی تھا۔ مینے غیب کی بات تھی، اُس نے دروازے پر دستک دی۔ جواب کا انتظار کیا مگر خاموشی رہی۔ پھر اُس نے دروازہ بیٹھے کے لیے ہاتھ مارا تو وہ دروازہ کھل کر بند ہو گیا۔ اس نے سیرانی سے سوچا: یہاں کوئی نہیں ہے اور دروازہ کھلا ہوا ہے۔ کیا یہ کا بیج۔

دیران ہے؟

وہ محتاط انداز میں دروازہ کھولتی ہوئی اندر آئی ایک ڈرائنگ روم خوب صورت سے سما ہوا نظر آیا۔ اس نے آواز دی: "مسٹر جوزف! کیا تم موجود ہو؟"

پرستور خاموشی رہی۔ اس نے دیے قدموں چلتے ہوئے پورے کا بیج کو اندر سے دیکھ لیا۔ ایسا لگتا تھا کوئی اس کے ہر کمرے کو ضرورت کے تمام سامان سے سجا کر چلا گیا ہے اور جاننے والا اتنا احمق یا بے پروا ہے کہ کسی دروازے کو لاک نہیں کیا۔ میڈیٹا سوچتے سوچتے اذیت لگی۔ اُسے پوری بات جاننے کی عادت نہیں تھی۔ اگر کبھی دیر تک جا سختی تو دن بڑھے تک سوتی رہتی تھی۔ اُس نے ایک ایک کھڑکی سے جھانک کر باہر دور تک نظریں دوڑائیں۔ کوئی اس کا بیج کی گزرتی کرنا ہوا دکھائی نہیں دیا۔ اس نے نیند سے پریشان ہو کر سوچا: جو جو گا دکھا جائے گا۔ اگر یہاں آنے والا دشمن ہوگا تو اس کی شناسا آ جائے گی!

اس نے تمام دروازوں کو اندر سے بند کر دیا۔ ایک خوب گاہ میں آکر باس اتارا۔ ایک بیٹی سی جا رہی تھی، لیکن ایک ہی لباس تھا۔ مینے کو سونے سے نکلیں پڑ جائیں۔ بہر حال وہ بہتر پر آرام سے لیٹ گئی۔ انھیں بند کرنے کے بعد اپنے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ جا کر کھٹے تک گہری نیند سوتی رہے گی۔ اگر کوئی کا بیج کی چار دیواری میں قدم...

وہ ہدایت پوری نہ کر سکی۔ نیند ایسی غالب آئی کہ وہ غفلت کے اندھیرے میں ڈوب کر رہ گئی۔ زندگی کے عملی میدان میں حوصلے اور برداشت کی قوت لازمی ہوتی ہے، وہ ایسی ہی تھی کہ نیند کا غلبہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اُسے اور بھی کسی طرح کے تجربات سے ابھی گزرتا تھا۔ ساراچا اُس کے ساتھ نہ ہوا تو وہ کچھ رات ہی باسکل ہوا کے پیچھے چڑھ جاتی۔ بہر حال وہ نمائندے کے مطابق کھوٹے سے بیچ کر سوتی۔

ٹھیک اُس کے سامنے والے کا بیج میں ایک شخص کھڑکی کے پرے کے کچھ کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا بیلیٹون

کے پاس آیا۔ رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے کوڈرز گزرا دیا کیے۔ جواباً دوسری طرف سے بھی کوڈرز کے جواب دیے گئے پھر اس شخص نے کہا "جناب ایک نوجوان لڑکی آپ کے کاٹیج میں داخل ہوئی ہے۔ میں آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں، وہ ابھی تک باہر نہیں آئی ہے؟"

دوسری طرف سے جواب ملا "وہ باہر آئے تو اسے جانے نہ دینا۔ جب تک اندر رہے، اسے مخاطب نہ کیا جائے۔ میں جلدی آنے کی کوشش نہیں کروں گا۔" رابطہ ختم ہو گیا۔

ریڈ پاور کا پاس نازل حالت میں تھا۔ اسے اطلاع ملی تھی چار بجی تھی کہ ابھی تک اس حدیث اور اس کے باپ کا سراغ نہیں ملا۔ اسے ان کی تلاش جاری ہے۔ دن کے ایک بجے تک ایسی چھ لڑکیوں کی تصویریں اس کے پاس پہنچ گئی تھیں جو اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ دیکھی گئی تھیں وہ بھجنلا کر بولا۔ "ان میں سے کوئی نہیں ہے۔ وہ لڑکی اسٹیج کی فرینسیسی رقاصاؤں جیسا لباس پہنے ہوئے ہے؟"

ایک ماتحت نے کہا "باس! اتنی دیر میں اس نے لباس بدل لیا ہوگا۔"

دوسرے ماتحت نے کہا "وہ بوڑھا اپنی بیٹی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ ہو سکتا ہے بیٹی کو کسی شاسا کے ہاں چھوڑ کر کہیں بھٹک رہا ہو۔ ہم بیٹی کے بغیر اس بوڑھے کو نہیں پہچان سکیں گے۔"

باس سوچ میں پڑ گیا۔ ایسے ہی وقت پاسکل بولانے اسے مخاطب کیا: "ہیلو باس! اس نگریں ہو؟"

اس نے جواب دیا "ایک حدیث میرے لیے چیلنج بن گئی ہے۔ میں اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں بہت دیر سے تمہارے دماغ میں ہوں تمہاری ضد اور ہوس کو سمجھ رہا ہوں۔ تم اتنے ہوس پرست ہو کر اپنے فرض سے غافل ہو گئے ہو؟"

"مجھے کس مخالفت پر الزام دے رہے ہو جب کہ میں بخوبی اپنے فرائض ادا کرتا آ رہا ہوں؟"

"میں پچھلی رات سے تمہارے آدمیوں کے ساتھ لائینز شہر میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں۔ ایک وقت کئی جگہ مصروفیات کے باعث صرف میڈونار پور تھوڑے نوے سکھائے تھے لیکن پھر تم آوری تو تھوڑے ہی ہو گئے۔ مگر تم کسی اور لڑکی کے چکر میں پڑ گئے ہو۔ اسے حاصل کرنے کی چوکن میں صبح سویرے

ضرورت سے زیادہ پی پی اے اس لڑکی کو نظر میں رکھنا تھا مگر ڈرائیو کرتے ہوئے کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ کیا یہ حماقت نہیں ہے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "میری سمجھ میں نہیں آتا میں زیادہ کیسے پی گیا، پھر نشے میں گاڑی کیسے ڈرائیو کی یہ کیسا نشہ تھا کہ میں نے سدر بونٹی کے باوجود اپنے ماتحت سے فرائض سر پر مات کی اور اسے اپنے پاس بلایا۔"

پاسکل نے چونک کر کہا "یہ متضاد باتیں قابل غور میں ذرا اچھی طرح سوچو کیا تمہیں ایسا لگ رہا تھا کہ تمہارا دماغ تمہارے اپنے قابل میں نہیں ہے؟"

"میں تعین سے نہیں کہہ سکتا مگر زندگی میں پہلی بار صبح کے وقت میں نے بے اختیار اپنے بچھے باؤا رہے، ایک بار میں نے بوتل کو بند کرنا چاہا۔ اس کے باوجود پیتا گیا۔"

"باس! مجھے شبہ ہے کہ کوئی تمہارے دماغ سے کھیل رہا تھا۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "وہ کون ہو سکتا ہے؟"

"سپراسٹر کا ڈی ہو سکتا ہے۔ میڈونار بھی ہو سکتی ہے؟"

"کیا اس بوڑھے کے ساتھ میڈونار تھی؟"

وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے۔ پھر پاسکل نے کہا "یہ ممکن ہے اس نے لائینز شہر چھوڑ دیا ہے۔ پچھلی رات وہاں سے فرار ہو کر صبح پیرس آئی ہے۔ یہ بڑی حد تک ممکن ہے۔ ہمیں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ وہ میڈونار ہو سکتی ہے؟"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پاس نے رسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔"

دوسری طرف سے ایک ماتحت نے کہا "ایک لڑکی اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ نظر آئی ہے۔ وہ ایک اسٹور سے کچھ خرید رہی ہے؟"

باس نے پاسکل سے پوچھا "کیا تم میرے ماتحت کی بات سن رہے ہو؟"

"ہاں رسیور رکھ دو۔ میں ابھی لڑکی کی اہمیت معلوم کرتا ہوں۔"

وہ ماتحت کے دماغ میں آیا۔ اسے اسٹور کے اندر لڑکی کے قریب لے گیا۔ اس کے ذریعے لڑکی کی آواز سننا چاہتا تھا۔ بوڑھے باپ کی آواز سنائی دی۔ یہی باتی تھا۔ اس کے

سورج پڑھ کر معلوم ہوا اس کے ساتھ میڈونار نہیں ہے۔ لیکن وہ مطمئن نہیں ہوا۔ اس نے باپ کے ذریعے بیٹی سے گفتگو کی اس

کے دماغ کو ٹھلا پھر پاس کے پاس آکر کہا "وہ میڈونار نہیں ہے؟" وہ جھنجھلا کر بولا "وہ حراہ نہاں غائب ہو گئی ہے؟ اس کی رپورٹیں بتا رہی ہے کہ ٹیلی پیجی کے ذریعے اسے چھپنے میں آسانی ہو رہی ہے۔ اور ہم ناکام ہوتے جا رہے ہیں۔"

وہ جھنجھلاتے کیوں ہو؟ دراصل تمہارے آدمی ناکارہ ہیں۔ دو چارے حد چلا کر اور عیقا ر قسم کے آدمیوں کی خدمات حاصل کر دو میڈونار حوزہ جاکے ہاتھ آئے گی۔"

باس نے جی بجا کر پوچھا "بارس کے متعلق کیا خیال ہے۔ وہ فرینس بھی ہوئی تو وہ اسے ڈھونڈنے کا لے گا۔"

پاسکل نے کہا "ہاں اس نے مارک میں کا دفنا دار بننے کا وعدہ کیا ہے۔ اسے آزمانا چاہیے۔ وہ کتنی وفاداری اور کتنی دیانتداری سے ایک خیال کوئی کرنے والی کہتا ہے۔ قہریلوں میں لائے گا۔"

وہ بے شک اسے آزمانا چاہیے۔ تم اس سے رابطہ قائم کرو۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بارس اپنی کارڈرائیو کرنا

تعداد اور اپنے دماغ میں کسی کو محسوس کر رہا تھا۔ اس کے چور احساسات پاسکل کی سمجھ میں نہیں آسکتے تھے۔ صرف وہی نہیں، کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس خوش فہمی میں رہتا تھا کہ وہ بارس کے دماغ میں چھپ کر اس کے خیالات پڑھ رہا ہے۔

تقریباً ایک منٹ کے بعد پاسکل نے ہنستے ہوئے کہا "تم نے دعویٰ کیا تھا، اب شراب نہیں پیو گے، تمہارا دماغ ختم ہو جائے گا۔ پھر تم سانس روک کر اس میں بھج گا دیا کرو گے۔"

بارس نے کہا "نہ نشہ چھوڑتے ہی دماغ حساس نہیں ہو جاتا۔ اب میں صبح اٹھ کر دوڑنا کرتا ہوں۔ ورزش کرتا ہوں۔"

انشاء اللہ جلد ہی تم جیسوں کو دماغ سے بھجگا دیا کروں گا۔"

"تمہاری ناراضگی بجا ہے۔ پچھلی بار میں نے تم سے توڑنے کی گنت گوئی تھی۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ مارک میں سے وفاداری کرو گے۔ میں یقین دلاتا ہوں۔"

"تم یقین دلانے کی زحمت نہ کرو۔ میرے باپ نے کبھی کسی کی غلامی نہیں کی۔ تم لوگ وفاداری کے نام پر مجھے غلام بنا نا چاہتے ہو۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے، میں

نشے میں نہیں ہوں اور جو ہوش و حواس میں ہوتے ہیں، وہ کسی کے غلام نہیں بنے اور نہ کسی کے دباؤ میں آتے ہیں۔ کیا تم میرے دماغ سے جانا پسند کرو گے؟"

"میں تمہارے دماغ میں زلزلہ میدیا کرنا پسند کروں گا۔"

"تمہارے دل میں حسرت نہ رہے۔ کوشش کرو۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ پاسکل کو یوں

لگا جیسے لات مار کر باہر نکال دیا گیا ہو۔ وہ اس بار غصے سے آیا یا ارادہ تھا جیسے ہی چند سیکنڈ کے لیے جگہ ملے گی وہ دماغی اذیتیں پہنچانے کی انتہا کرے گا۔ لیکن جگہ نہیں ملی۔ دماغ کے دواؤں سے بندھے۔ اس نے کئی بار کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ اسے میرا اتنی کڑی کہہ سنی دیر سے سانس روکے ہوئے ہے۔ ایک بار پتا چلا، وہ سانس لے رہا ہے۔ لیکن اس کے سینے ہی اس نے پھر دم سا دھ لیا۔ پاسکل نے باہر آ کر حیرانی سے سوچا "اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں آیا ہوں؟ کجا یہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا ہے اور مجھے آتو بتا رہتا ہے؟"

اس نے پاس کے پاس آکر کہا "وہ سونیا کی طرح مکار ہے۔ ہمیں آتو بتا رہا تھا۔ وہ مجھے دماغ میں محسوس کر لیتا ہے۔ تمہیں ڈنکے سلسلے میں گئے تھے۔"

"جب وہ ہم سے تعلق نہیں ہے تو میں یہ بلاؤں اسے کیوں بتاتا کہ میڈونار ہاتھ سے نکل گئی ہے اور ہم اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں؟"

"ہاں، وہ سونے کی چڑیا ہے۔ پارس کو اس کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہیے۔"

پاسکل تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ ٹیلی پیجی کا ظلم حاصل کرنے کے بعد اس نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ صرف رسوختی کے معاملے میں مات کھائی تھا۔ کیوں کہ مقابلے میں دوسرا خیال خوانی کرنے والا تھا۔ لیکن بارس خیال خوانی نہیں جانتا تھا۔ اس سے مات کھا کر وہ تملار ہا تھا۔ اسے کسی طرح ایک بار دماغی جھٹکے پہنچا کر اپنی برتری قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ بارس کے دماغ غم پہنچا لیکن جلد کرنے سے پہلے ہی باہر نکل آیا۔ پارس نے سانس ٹوک لی تھی۔

پارس اطمینان سے کارڈرائیو کرتا ہوا اپنے کاٹیج کے قریب آیا۔ کارڈرائیو رسیور اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ اسے ڈوڈرز اور ایسے دوسری طرف سے کہا گیا "جناب! وہ ابھی تک کاٹیج کے اندر ہے۔ باہر نہیں آئی ہے۔ کیا آپ کسی کارڈرائر بھیجنا چاہیں گے؟"

"مہنیں میں خود جا رہا ہوں۔"

اس نے کار کاٹیج کے سامنے روک دی۔ مین گیٹ کھول کر احاطے کے اندر آیا۔ بلا کہ سے میں پہنچ کر دیے قدموں چلتا ہوا دروازوں اور کھڑکیوں کو دیکھتا گیا۔ پورا کاٹیج اندر سے بند تھا۔ وہ کاٹیج کے چاروں طرف چکر لگانے

کے بعد صحبت پر بڑھ گیا ایک رستے کو آگے لے گیا جیسی سے باندھ کر اس کے اندر سے لٹکانا اپنی خواب گاہ کے آتش دان میں بوجھ گیا۔ وہاں سے سر اٹھا کر دیکھا ایک کافر حسین اس کے لہجہ پر حسن و شباب کا خزانہ لیے بڑی بھیسی کی آنکھیں اس پر نہ مٹھ سکیں۔ جو چاروں رو پیٹھے پڑی تھی، وہ نیند میں ادھر سے ادھر ہوتی تھی۔ دل دھڑک دھڑک کر رہا تھا۔ رہے دیکھنے کی جڑ، اسے بار بار دیکھ اور شرافت کٹی تھی، کسی کی خلعت کو تماشا نہیں بنانا چاہیے؛

وہ آتش دان سے رینگتا ہوا گھر سے کے قائلین پر آیا۔ پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سامنے آدم تھا، اس نے وہ بھوت نگ رہا تھا۔ چینی کی کالک اس کے چہرے اور لباس تک لگی ہوئی تھی، وہ خود کو بیان نہیں سکتا تھا۔ اس نے دینے قدموں سے آگے بڑھ کر چادر اٹھائی اور اس پر ڈال دی۔ اسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔

وہ شاید ڈراؤنا خواب دیکھ رہی تھی۔ سامنے بھوت کو دیکھتے ہی چیخ پڑی۔ پارس نے فوراً ہی ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھا۔ وہ سر سے ہاتھ کی انگلی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ سوالیہ نظر سے دیکھنے لگی۔ پارس نے اشاروں کی زبان میں سمجھا یا کہ وہ چوری کرنے آیا ہے۔ لہذا وہ شور نہ مچائے سیف کی جانی اس کے حوالے کرے۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر ناگاری سے بولی، "اچھا تو تم چوری کے رائے سے آئے ہو، مگر تمہیں مایوسی ہوئی۔ یہ میرا گھر نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس چابیاں ہیں۔ اگر ہو میں تب بھی میں نہ دیتی۔ میرا ذوق ہے کہ میں اس گھر کو نقصان نہ پہنچے، دل"۔

وہ جنگ کے پاس سے چلتا ہوا الماری کے پاس آیا پھر جیسے چابیاں رکھ کر الماری کھولنے لگا۔ مگر وہ نہ لگا کر کہ۔ "غیر وار میں تمہیں نقی چابوں سے الماری نہیں کھولنے والی گی پیچھے ہٹ جاؤ"۔

وہ اپنے پرں سے رول اور نکال کر اسے نشانے رکھے ہوئے تھی۔ پارس نے کہا، "پس جگ گولی نہ چیلانا میں اس گھر کا مالک ہوں"۔

مگر وہ نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا، اسی لمحے پارس نے زبانی سورج کی لہروں کو محسوس کیا۔ اس نے سوچا، پاسکل بویا پھر آیا ہے۔ وہ سامنے روک کر سکرلنے لگا۔ مگر وہ نے سمجھا، شاید وہ سامنے والا اس کی خیال خوانی کو سمجھ کر سکر رہا ہے۔ وہ سمجھتے ہی بولی، "کیوں سکر رہے ہو؟"

پارس نے پوچھا، "کیا تمہیں زندہ دل پسند نہیں ہے؟" "جو اس مدت کو۔ پہلے تم چوروں کی طرح مجھ سے چابیاں مانگ رہے تھے۔ پھر مالک مکان بن گئے، کیا مالک مکان نہ بڑے مالک لگا کر آتے ہیں؟"

"تمہاری مہربانی سے یہ علمین کیا ہے۔ تم نے تمام دروازوں اور کھڑکیوں کو اندر سے بند کر لیا تھا۔ مجھے تمہیں کے راستے آتش دان میں چیلنا پھر میں نے جو رن کرنا زمانا کہ چوری سے یہاں آئے والی چور کا ساتھ دیتی ہے، ہاں میں نے تم اچھی لڑکی ہو۔"

"اگر تم مالک ہو تو ایک ہی جانی سے الماری کھول سکو گے، جو رک کی طرح لٹی کی جابوں کو نہیں آزماؤ گے"۔ اس نے ایک ہی جانی سے الماری کے دونوں ہٹ کھول دیے، وہ اٹھ گئی۔ اس کے مالک مکان ہونے کا کسی حد تک ثبوت مل گیا تھا، لیکن وہ سامنے روک کر کیوں مسکرایا تھا؟ کیا اپنے سامنے والی کی خیال خوانی کو سمجھ گیا تھا؟ آخر یہ ہے کون؟ یہ جو گولی بھی ہے، شلی پتھی سے بچاؤ کے طریقے جانتا ہے۔ یعنی یہ خیال خوانی کرنے والوں سے بھگواتا رہا ہے۔

اس نے آزمائش کے طور پر پھر اس کے دماغ میں ایک جھلاک لگائی۔ پارس نے اس بار ناگاری سے کہا، "اگر تم نے سچے کیوں سمجھ کر پڑا ہے، تو ہمیشہ نا کام رہے گا۔" مگر وہ نے تجاہل بن کر حیرانی سے پوچھا، "یہ تم کیا کہ رہے ہو؟"

وہ الماری سے اپنا لباس نکالتے ہوئے بولا، "تم نہیں سمجھو گی۔ یہ ایک شلی پتھی کا جکڑ ہے"۔

"میں نے شلی پتھی کے متعلق پڑھا ہے اور اس کے بارے میں بہت کچھ سنتی رہی ہوں، کیا ابھی کوئی معاملہ دماغ میں آیا تھا؟"

"ہاں ایک دشمن ہے، مگر تم کون ہو؟ میرے کانچ میں آگ لیں گری نیند سو رہی تھیں جیسے اپنے گھر میں ہو۔"

کیا کسی کی آواز کا ہو؟

"مجھ ایسی ہی باتیں تمہارے بارے میں سوچ رہی ہوں، کیا تم ان دشمنوں کے لیے کام کر رہے ہو جن سے چھپنے کے لیے میں نے یہاں پناہ لی ہے؟"

"میں کسی کے لیے کام نہیں کرتا ہوں"۔

"پھر کیا کرتے ہو؟"

"کچھ نہیں کرتا، کچھ نہ کرنا ہماری خاندانی روایت ہے۔"

میرے باپ نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی کام نہیں کیا، نہ ملازمت کی، نہ کاروبار کیا، ساری عمر دشمنوں سے لڑتے لڑتے گزر دی۔ میں بھی یہی کر رہی ہوں۔ نہ کرنا چاہوں، تب بھی یہی کرنا پڑتا ہے۔ دشمن خود بخود آتے ہیں، ابھی ایک دماغ میں آیا تھا، اور کوئی تم رول اور تانے چادر میں لٹی ہوئی ہو، اسباب چارہ گرسے گی تو نہیں اٹھائے گا؟"

"جو اس مدت کو اپنا نام بتاؤ"۔

"مجھے پارس کہتے ہیں"۔

وہ ایک دم سے جو بک کر اسے فور سے دیکھنے لگی۔ دل دھڑک رہا تھا اور رول اور والا ہاتھ کا نپ رہا تھا۔ وہ بولا، "تم تو لڑکھ رہی ہو جیسے مجھے پچھتاہی ہو۔ یا میرا نام جانتی ہو؟"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم پارس ہو؟"

"ہاں میرے دشمنوں نے تمہیں ایسا ہی کہہ یقین ہوتے ہی مجھے گولی مار دو؟"

"فائر گاڑیک مجھے یقین دلاؤ، ورنہ گولی میں چلے گا"۔

اس نے الماری کے اندر ایک ہاتھ والا وہ لنگار کر بولی، "کوئی جال کی نہ دکھانا، بڑی آہستگی سے ہاتھ نکالو"۔

اس نے حکم کی تعمیل کی، الماری کے اندر سے دھڑے دھڑے ہاتھ باہر آیا، اس نے ایک بڑی سی تصویر پکڑ لی تھی، وہ اب بیٹھے کی تصویر تھی۔ مگر وہ ناظر کی تصویر دیکھتے ہی سکتے نہ عالم میں رہ گئی، پارس نے تصویر اس کے سامنے اچھال دی، وہ بہتر پڑا، اگر گری، اس نے کہا، "یہ میں اور میرے پاپا کو یاد ملی تیور ہیں، فی الحال میرے پاس یہی ثبوت ہے، میں قتل کر کے یہاں دل کر آتا ہوں"۔

وہ چلا گیا۔ ہاتھ روم کے شاور سے پانی گرنے کی آواز

آنے لگی، وہ وہاں سے پوچھ رہا تھا، کیا میرے پارس ہونے کا یقین ہو گیا؟"

اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا، پھر پوچھا، "تم خاموش کیوں ہو؟ کیا مجھے گولی مارنے سے تعبیر نہیں ملتی ہو؟"

اسے جواب نہیں مل رہا تھا، اس نے غسل کرنے کے بعد توریے سے بدن کو خشک کیا، دوسرا لباس پہنا پھر ہاتھ روم سے نکلے ہوئے بولا، "کمال ہے اپنا تعارف کرانے بغیر گولی ماری۔"

وہ کمرے میں آتے ہی خشک گیا، وہ چادر میں لپیٹی خاصی طرح گم صدم بیٹھی ہوئی تھی، ہاتھ میں رول اور بھی تھا، پارس پھر نشانے برکھڑا تھا، مگر رول اور سے گولی نہیں، اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے، پارس نے تعبیر سے پوچھا، "تم روری ہو؟" اس کا ضمیر زلزلہ مارتا تھا، وہ تھوڑے دیکھ رہی تھی کہ اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے اس نے فریاد ملی تیور برکھڑی چلائی ہے۔ وہ پھاڑے ہوئی زلزلہ نہ کر سکا، اس کی گولی نے اسے ہمیشہ کے لیے گمراہ بنا دیا تھا۔

وقت وقت کی بات ہے آج فریاد کا بیٹا اس کے نشانے پر تھا، وہ ہلک بھلکے ہی اسے بھی ناؤ درک سکتی تھی، مگر اندر نہ جھکتا، کی آندھی میں رہی تھی۔ آنسوؤں کا سیلاب ٹھاٹھیں مار رہا تھا، اچانک رول اور گر پڑا، وہ بیٹھے بیٹھے سجدے میں گر پڑی، پھر پھوٹ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ فوراً ایک طرف ہٹ گیا، سجدہ خشک کا ہوا تھا، آواز کا وہ صرف مینور کے لیے ہوتا ہے، معاف بندہ نہیں کرتا تھا، کرتا ہے۔



کلام

- ☆ جرائم
- ☆ جادو
- ☆ ارواح
- ☆ شیطان ازم
- ☆ ذہانت
- ☆ حفاظت
- ☆ اسرار
- ☆ طنز و مزاح

- ☆ ایک نافرمانی کردار زندہ ہو گیا تھا۔
- ☆ ایک سیرت کا گھر قید ہو رہی تھی، بدل سکتا تھا۔
- ☆ ایک جہول ساری جن کے پاس پاس میں ڈولہ لکھتا تھا۔
- ☆ وہ شخص جس نے نیات ابدی کا راز بیان کیا۔
- ☆ ایک پرامن پڑھنے جس کے پاس مولانا کا تالیف تھیں۔
- ☆ ایک گھر جس کے اندر ایک جن بندھا۔
- ☆ وہ استاد ہی قوم جس نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔

حیات - ۲۰ روپے

مکتبہ نفسیات • پتہ جس میں ۱۳۱ • لاہور

سونیا

ہاتھ دہاڑا اور فرس کا کوئی اڈا تھا۔ کچھ چینی طیارے اور فوجی دروی میں طیاروں سیاہی آتے جاتے یا کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ ایک چھوٹی سی عمارت نظر آرہی تھی جہاں غالباً فوجی دفاتر تھے۔ طیارے کے رکنے کے بعد تین گاڑیاں قریب آکر رکی گئی تھیں۔ وہ حفاظتی نہ کھول کر ماریہ کے ساتھ اٹھ گئی تاتیا نے اس سے پہلے ہی اٹھ کر دروازے کے پاس چلی گئی تھی۔ اس نے بلطف کو سونیا کو دیکھا تاکہ گوارا نہیں کیا تھا۔ تاتیا نے ہی جگہ کوئی اور ہوتی تو سونیا کے قدموں میں گر جاتی۔

میں نے اسے خیال خوانی کرنے والے دشمن سے بچایا تھا۔ اس سے پہلے ڈیڑھ گھنٹے دوسرے دشمنوں کی سانسوں روک روک کر انھیں مار چکا تھا۔ ایسے وقت شاید کوئی دوسرا شہی پستی جانے والا ہی مرنے والے کو بچا سکتا تھا۔ جب کہ سونیا نے علم نہیں جانتی تھی تاتیا نے کی سانسیں چراب سے رہی تھیں وہ مرنے کی دالی تھی۔ ایسے میں سونیا نہ ہوتی تو طے سے لے جاتی جانے والی لاشوں کے ساتھ تاتیا نے ہی لاش جاتی۔

تاتیا نے جیسے پھر سے جنم پایا تھا۔ اس نے نئی زندگی کی سانسیں لیتے ہوئے ایک لمحے کے لیے سونیا کو احسان نگر سے دیکھا تھا۔ رسمی طور پر فکریہ ادا کیا تھا۔ اپنی جگہ بیٹھ کر کئی ٹیٹوٹائی ہوئی نظروں سے سونیا کو دیکھنے لگی تھی۔ اس کا دماغ چہرے پر کبھی نہ دیکھا۔ یہ نادیہ نہیں ہو سکتی۔ ہمارے اعلیٰ حکام نادیہ کو سونیا کے روپ میں یہاں لاکر بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ سونیا سے کچھ بعد نہیں ہے۔ اس نے نادیہ کو سونیا کا روپ اختیار کرنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جو گاؤں کی جگہ خود آگئی ہوگی۔ مارک مین کے ساتھ خیال خوانی کرنے والا مالک لگا بھی دھوکا کھا رہا ہے۔ وہ اسے سونیا کے ایک آپ نہیں

نادیہ سمجھ رہے ہیں۔ تاتیا نے دماغ میں سوال پیدا ہوا۔ کیا خیال خوانی کرنے والا کسی کے چہرے خیالات بڑھ کر تھی دھوکا کھا سکتا ہے؟ تاتیا نے سوچا۔ یہ ممکن ہے جو عورت مجھ سے انھیں لاکر میرے دماغ پر قبضہ جانے والے دشمن کو بچا سکتی ہے۔ یہ سونیا وہ اپنے اندر آنے والے دشمن کو بھی بچا سکتی ہے۔ یہ سونیا ہے۔ اگر نہیں ہے تو نادیہ بھی نہیں ہے۔ کوئی بہت ہی خطرناک عورت ہے اور جابجا بھی ہے۔ اس نے دوبار میری جان بچائی ہے۔ میرا دل جیت رہی ہے۔ لیکن میں اپنی سلامتی سے خوش ہو کر ایک دشمن عورت کو اپنے ملک میں من مانی نہیں کرنے دوں

گی۔ یہاں سے مارک مین کو دھوکا دینے والی ہماری دوست نہیں ہو سکتی۔ میں اسے جلد ہی بے نقاب کر دوں گی۔ وہ سب طیارے سے باہر آئے۔ سونیا کا خیال تھا کہ اس کے اور ماریہ کے لیے آئی ہے۔ لیکن تاتیا نے اس میں جھگڑا چلی گئی۔ ایک فوجی انصر نے سونیا کو تھکلی پتلا ایک ہنگامی میں بچا دیا۔ چنبرہ سیاہی سے لے گئے۔ سونیا اور ماریہ تیسری گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ ان کے ساتھ مریہ تھی جو ان کے لیے مترجم کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ چند مسلح سپاہی تھے جو ان کی تحفظ کے لیے متعین کیے گئے تھے۔

ماریہ ڈور ڈور تک دیکھ رہی تھی جب گاڑی چلی چلی ٹری تو بالوں ہو کر لوبی ڈپارٹس نہیں آیا۔ میں اس سے بات نہیں کر سکی۔

”میں نے تمہیں سمجھا یا ہے، ذرا صبر کرو۔ وہ کہیں ہونے کا فرصت ملے ہی تمہارے پاس آجائے گا۔“

ان کی گاڑی مارکس کے مختلف علاقوں سے گزر رہی تھی، مریہ انھیں علاقوں، بڑھکوں اور عمارتوں کے نام بتا رہی تھی۔ کومیلین کی ایک کشادہ مڑک سے گزرتے ہوئے سونیا دور تک دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔ اسی علاقے کی کسی عمارت کے ترخانے میں جو جو کچھ نظر آ رہا تھا۔ جلد سے جلد اس عمارت کا سراغ لگانے کا کوئی راستہ ڈھونڈنا ضروری ہے۔ اس نے مریہ سے پوچھا: ”کیا لپچ کے بعد شہر کی سیر کراؤ گی؟“

مریہ نے کہا: ”میں اعلیٰ اخراج سے درخواست کر دوں گی درخواست منظور ہوگی تو ضرور سیر کراؤں گی۔“

”کیا یہاں شاپنگ کرنے یا انفرنج کے لیے بھی اجازت لینی پڑتی ہے؟“

”جی ہاں۔ یہاں کے شہری اپنے ساتھ شناختی کاغذات رکھتے ہیں جن پر شہر ہوتا ہے۔ اس کے کاغذات چیک کیے جاتے ہیں۔ باہر سے آنے والوں کے لیے قدم پر یا بندریاں عطا کی جاتی ہیں جن سفر کے لیے جو ہوٹل مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی ہوٹل میں اپنی مرضی سے قدم نہیں رکھ سکتا۔ اپنے ہوٹل سے نکلنے وقت مہارے کے رجسٹر پر اسے لکھنا پڑتا ہے کہ وہ کس وقت ہوٹل سے جا رہا ہے؟ کہاں جا رہا ہے اور کس ملک واپس آئے گا؟ اگر وہ وقت مقررہ پر واپس نہ آئے تو پوزیشن والے اُسے پکڑ لے آتے ہیں۔ اُسے ملک سے باہر نکل جانے کا حکم دیتے ہیں پھر یہ حال میں حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔“

سونیا سوچنے لگی۔ یہاں آسانی سے وال نہیں لگے گی۔ بیٹھنا بیٹھا

یورپ یا امریکا نہیں ہے کہ جس کی جہاں مرضی ہوتی ہے، دن رات کے کسی حصے میں بھی انفرنج کرنا پھرنا ہے۔ روس کے شہر ہر قبضے میں سونے چھانگنے کا کم کرنے اور انفرنج کرنے کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ جو لوگ رات کو چیک کے جاتے ہیں انھیں ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ ناش ڈیوٹی سے باہر کسی قریب یا تھیرے آئے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ نگرانی کرنے والوں کو جھکا دے کہ جو لوگ ٹکاشس میں نہیں جا سکتی تھی۔ وہ جہاں جاتی، جس راستے یا نکلے سے گزرتی، وہاں پولیس والے اس کا صحابہ کرنے کے لیے موجود ہوتے۔ یہی کیا تمہارا خیال ہے؟ اس کا صحابہ کرنے کے لیے میں پانچہرہ لاکھ گاہ سے چھپ کر نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔

انھیں ایسے علاقے کے ایک جنگلے میں بچنا یا گیا جہاں نہ بس آتی تھی نہ کوئی ٹیکسی وغیرہ۔ جنگلے کے احاطے میں صرف ایک سرکاری گاڑی تھی جس کے ذریعے شہر تک جا کر واپس آیا جاسکتا تھا۔ یعنی سرکاری اجازت کے بغیر آمد و رفت کا بھی کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ سونیا نے جنگلے کے اندر ہر حصے میں جا کر دیکھا، برآمدے کو ریور ڈرائنگ دوم اور دوسرے کمروں میں سے طاققت ورنایک لگے ہوئے تھے، جن کے ذریعے اس کی اور ماریہ کی باتیں کہیں دوسری طرف منتقلی جاسکتی تھیں۔

سونیا ایک اینڈ چیر پر بیٹھ گئی۔ ماریہ نے کہا: ”آپ مہربان سے کہنے کو کہتی ہیں۔ میں پوچھتی ہوں آخر صبر کی انتہا کیا ہے؟“

سونیا نے فریٹ سے کہا: ”پتیز، فون کے ذریعے معلوم کرو، اس کا پاس کمال ہے؟“

مریہ ٹیلی فون کی طرف جا رہی تھی۔ اسی وقت گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا: ”ہیلو“ پھر دوسری طرف کی بات سن کر لوبی ڈپارٹس ماریہ! اہتمام فون ہے۔“

وہ غصے سے لوبی ڈپارٹس سے بات نہیں کر سکی۔ ”تو میں پارٹس سے کہہ دوں، تم بات کرنا نہیں چاہتیں؟“

وہ ایک دم سے اچھل پڑی۔ ”دوڑتی ہوئی آئی آپ سے ریسیور چھین کر لوبی ڈپارٹس سے کہہ دوں، جو میں تمہیں سوتے جاتے، کھانے پینے یا دکر کرتی ہوں، تمہارے لیے میں نے ناک چھوڑا۔ تمہیں ناک ٹکس کرنے ہوتے تھے، ابھی تھی، وہاں سے میری آنی ادھار ہاں کو پہنچی ہوں۔ مجھے کتنا دوڑنا پڑا۔ مجھے نہیں شرم نہیں آئی۔ مجھے لینے آ کر لوہڑ بھی نہیں آئے۔ کیا مجھ سے زیادہ تمہارا کام ضروری ہے؟ کیا تمہیں مجھ سے نہیں کام سے محبت ہے؟ یہ بھی کوئی مزاحفت ہے۔ ایک طول عرصے کے بعد ملے ہو تو مجھے کہتے ہو، اتنی دیر سے میں لوبی جا رہی ہوں۔ کیا تم مجھ سے لوبنا بھی پسند نہیں کرتے ہو۔ اسے کچھ لوبنا۔“

دوسری طرف سے آواز آئی: ”خدا کے لیے خاموش ہو جاؤ۔ میں پارٹس نہیں ہوں۔ کیا تم دوسروں کو بولنے کا موقع نہیں دیتی ہو؟ پتیز اب کچھ نہ بولنا! میں پارٹس سے رابطہ کر رہا ہوں۔ ہلڈن گینز۔“

وہ جھجکا کر لوبی ڈپارٹس نہیں ہوتے پہلے کہیں نہیں بتایا! تمہیں شرم نہیں آتی، پہلے خوب میری باتیں سنیں۔ اب پارٹس سے بات کرانے کی بات کرتے ہوئے سب کچھ بیٹے نہیں کہہ سکتے تھے؟“

سونیا نے کہا: ”ماریہ! خدا کے لیے چپ ہو جاؤ۔ غلطی نہ کھا کی ہے۔ لیسیور! تمہیں لیتے ہی تم نے لوبنا شروع کر دیا۔ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ وہ بے جاہ تمہیں کیسے بتاتا کہ سلسلہ کیا ہے۔ اب پارٹس سے سلسلے کا، خاموش رہو۔“

دوسری طرف سے پارٹس کی آواز سنائی دی۔ وہ پتیز ڈیوی پارٹس تھا۔ ماریہ کو وہاں خوش رکھنے کے لیے ایک ڈیوی پیش کی جا رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا: ”ماریہ! مجھے انٹوں ہے۔ میں کام کی زیادتی کے باعث ان پورٹ نہ آسکا۔ تم غیرت سے ہونا؟“

وہ بہت خوش تھی۔ خوشی میں نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔ پارٹس! میں غیرت سے ہوں۔ تمہارے پیچھے نہ جانے کمال کہاں کی ٹھوکریں کھا رہی ہیں۔ میں تنہائی میں بھی نہیں بلکہ کر کے روٹی ہوں۔ اب مجھ میرے پاس نہیں آؤ گے تو میں رونا شروع کر دوں گی۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں، جب محبت کرنے والی مدتی ہے تو محبت کرنے والا موم کی طرح جھکنے لگتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ محبت آنسوؤں سے شروع ہوتی ہے اور آنسوؤں میں ختم ہو جاتی ہے۔“

سونیا دونوں کانوں میں آنکھیاں مٹھوئیں کر دو مڑے کچھ میں کئی وہاں ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گئی۔ اسی وقت آڈر نے آکر کو ڈور ڈرا دیا کہ پتیز کہاں تاتیا نے آپ لوگوں سے الگ ہو کر طشری اٹھنے جس کے دفتر تھی۔ وہاں اس نے ایک لمبی رپورٹ ٹائپ کی۔ طیارے کو افرار کرنے کے سلسلے میں جو واقعات پیش آئے تھے، انھیں تفصیل سے بیان کیا۔ مارک مین کا خیال خوانی کرنے والا لوینا کے دماغ میں جا کر اُسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ دشمنوں کے تنوخی عمل کے اثر میں رہ کر کوئی بات نہ چھپائے۔ درنہ اسے اعصابی کمزوری کا۔۔۔ ایکشن دیا جائے گا۔ پتیز اس کے کمزور دماغ سے سب کچھ معلوم کر لیا جائے گا۔ لوینا ملک سے غذا کی کا اعتراف کر رہی ہے۔“

سونیا نے پوچھا: ”کیا تاتیا نے میرے متعلق کوئی رپورٹ لکھی ہے؟“

”جی ہاں۔ اُسے شہ ہے کہ آپ سونیا میں یا پھر کوئی خطرناک عورت۔ وہ آپ کو بے نقاب کرنے کے لیے اعلیٰ افسران سے اجازت طلب کر رہی ہے۔“

”کیا اس نے مجھے بے نقاب کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے؟“

”نہیں، اجازت ملنے پر کوئی تدبیر سوچے گی پھر اس پر عمل کیسے گی۔“

”کیا تم اس کے ذریعے ملٹی نیشنل جنس کے چھوٹے افسران اور سرخ رسالوں تک پہنچ رہے ہو؟“

”کوشش کر رہا ہوں۔ اب تک چار اعلیٰ افسران اور دو نامور سائنس دانوں تک پہنچ چکا ہوں۔ ان کی آوازوں اور لہجوں کی نقل ٹیپ میں ریکارڈ کر چکا ہوں، کوئی کام ہو تو بتائیں۔ میں مزید افسران کے دماغوں میں جگہ بنانے جا رہا ہوں۔“

”مجھے تاتا نے ڈیڑھ گھنٹہ اور سماجی زندگی کے متعلق بتاؤ۔“

”میں تقریباً ڈیڑھ آؤں گا۔“

وہ تاتا کے پاس آیا۔ وہ اچھی تک دفتر میں تھی، ایک کورڈر سے گزرتی ہوئی ہیڈ آف ڈی ڈی پارٹنٹ کے سامنے حاضر ہونے جا رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔ بحالیہ بیماری نے اسے حساس دماغ کو ذرا کمزور کر دیا ہے۔ دفتر میں پرانی سوچ کا لہجہ کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہوں۔ کیا جناب بھی کوئی میرے دماغ میں ہوا میں محسوس نہ کر پاتے ہیں؟

”کسی نے سوچ کے ذریعے کیا یہی بات ہے تم مجھے محسوس نہیں کر رہی ہو؟“

وہ چلتے چلتے ہلکے گئی پھر بولی، ”کون، پاسکل بولیا ہلکے تم ہو تو فوراً گورڈو ڈیڈا کرو۔“

اس نے گورڈو ڈیڈا سنائے۔ وہ مطمئن ہو گئی۔ سامنے آؤں گا دروازہ کھول کر بولی، ”کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟“

اُسے آنے کے لیے کہا گیا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ہیڈ آف ڈی ڈی پارٹنٹ بیٹھا ہوا تھا۔ میز کے اطراف دوسری کرسیوں پر دوسرے سینئر افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیڈ آف ڈی ڈی پارٹنٹ تاتا نے ہانکے ڈیڈا پارٹنٹ کو اور ہماری حکومت کو تو پرناز ہے۔ تم نے بیماری سے اٹھ کر ڈیڈا بولی بر آتے ہی سب ماسٹر کو کھڑے توڑ جواب دیا ہے۔ ہمارے طیارے کو اغوا کرنے کا منصوبہ ناکام بنا دیا ہے۔“

وہ بولی، ”شکر ہے جناب! میں آخری سانس تک اپنے ملک کے لیے جان کی بازی لگانے میں آمادہ ہوں گی۔“

”تعماری رپورٹ ناویہ کے متعلق بڑی جارحانہ ہے۔“

وہ یہاں سونیا کے روپ میں آئی ہے۔ ناویہ کو قابو میں رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا۔ تم اسے اصل سونیا سمجھ رہی ہو۔ آخر کس بنا پر؟“

”اس نے دو بار میری جان بچائی ہے۔ پہلی بار اغوا کرنے والا مجھے راستے کا کاٹنا سمجھ کر فرار گولی مارنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت ناویہ نے حیرت انگیز طور پر جامہ دماغی کا ثبوت دیا۔ ذہن پر نفسیاتی حملہ کیا کسی ہتھیار کے بغیر اسے بدعاشی میں مبتلا کر دیا۔“

اس نے ایک ذرا وقت سے کہا، ”دوسری بار دشمن خیال خوانی کرنے والا میری سانس روک رہا تھا۔ مجھے سانس بند ہونے کا خطرہ تھا۔ وہ بلا پاسکل بولیا جو نہیں تھا۔ ایسے میں میری موت یقینی تھی لیکن ناویہ نے مجھے اپنی آنکھوں کے سحر میں جکڑ لیا۔ یہ تباہی نہ چلا کہ میں کس طرح دوبارہ زندگی کی سانس لینے لگی اور وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا اب ادھ کماں جھانک رہا ہے۔“

”کماؤں نے کماؤں نے تمہاری جان بچائی ہے۔ مگر اس واقعے کے بعد شکوک ہو گئے ہیں۔ ایک قمار خانے کی مالک اپنی آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش رکھتی ہے کہ تمہیں زندگی کا طرفلے آتی ہے اور دشمن کو بھانسنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ریپر س کے پاس سے ہم معلوم کر چکے ہیں۔ وہ بھی ناویہ کی آکس پراسرار صلاحیت کے متعلق کچھ نہیں جانتا اور ہم دشمن بن کر ناویہ پر شبہ نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ وہ ہمارے کام آ رہی ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ ریپر س کا بال اس کی زندگی کا نہر راز جانتا ہو۔ اکثر لوگ ایسی پراسرار صلاحیتوں کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ ناویہ بھی ایسی کر رہی ہے اور ایسا کرنا قانون کے خلاف نہیں ہے۔ وہ ایسا کرنے کا حق رکھتی ہے۔“

دوسرے سینئر افسر نے کہا، ”میں تاتا نے ناویہ کے خلاف خود نہیں سوچ رہی ہو۔ بلکہ تمہیں سوچنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔“

وہ چونک کر بولی، ”کیا آپ کو پتا ہے کہ دشمن خیال خوانی کرنے والا مجھے ناویہ کے خلاف بھڑکا رہا ہے؟“

”بے شک، بمقام از ان بھی پرانی سوچ کی لہروں کو لائی میں قبول کر رہا ہے۔ وہ دشمن جانتا ہے، جس ناویہ کے باعث طیارے کے اغوا کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔ اُسے تمہارے ہی ہاتھوں ختم ہوا ہے۔ ناکامی کے بعد پراسرار نے ملک میں سے رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ بھی ناویہ کو سونیا سمجھ کر ملک میں سے کہہ رہا تھا کہ ہم سونیا کو ماسکو بلکہ اپنے بیرون پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔“

اس کم نبت کو پتا نہیں ہے کہ جسے وہ سونیا کہہ رہا ہے۔ وہ دراصل ناویہ ہے۔ اس کا خیال خوانی کرنے والا بھی ہی سمجھ کر تمہارے دماغ میں چپے سے آتا ہے اور تمہاری ہی سوچ میں ناویہ کے خلاف غصے بھڑکا رہا ہے۔“

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پاسکل بولیا نے کہا، ”میں تمہارے دماغ میں ہوں اور تمہاری دماغی حالت کو خوب سمجھتا ہوں۔ تم ایک بیولوگ نظر انداز کر رہی ہو۔ اگر وہ سونیا ہوتی تو آکر سر تمہارے دماغ میں آکر سونیا کی حمایت میں تمہیں قائل کرتا۔ اس نے دو بار تمہاری جان بچائی اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ آرمز اس حوالے سے تمہارے اندر دوستی کا جذبہ پیدا کر سکتا تھا۔ تمہیں سونیا کا گرویدہ بنا سکتا تھا۔“

تاتا نے قائل ہو کر بولی، ”ہاں یہ درست ہے۔ میں ناویہ ہوں میری دماغی کمزوری نے مجھے دشمن کے ہاتھوں میں کھلوانا دیا ہے۔“

پھر وہ ہیڈ آف ڈی ڈی پارٹنٹ سے بولی، ”میں ناویہ کو اتنی حاصل کرنے تک چھپی کرنا چاہتی ہوں۔ کوئی ضروری کام ہوا تو حاضر ہو جاؤں گی ورنہ ناکام کروں گی۔“

”ہم بھی جی چاہتے ہیں۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا تمہارے ذریعے ہمارے منصوبوں کو ناکام نہیں بنائے گا۔“

وہ بولی، ”صاف کیجئے گا۔ وہ دشمن آپ لوگوں کے دماغوں میں بھی بیچتا ہو گا۔“

”بے شک وہ ہمارے اندر آتا ہو گا۔ لیکن اُسے کوئی مثال کاسا بنی نہیں ہوگی۔ جتنا ہم منصوبوں کا علم ہمیں بھی نہیں ہے۔ اور جسے، وہاں تک وہ دشمن نہیں پہنچے گا۔ پھر یہ کہ وہ ایک بار تمہاری جان لینے کی کوشش کر چکا ہے۔ دوسری بار بھی لایا کر سکتا ہے۔ تم ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں تم... جلد سے جلد دماغی توانائی حاصل کرو۔ اور جب تک یہ حاصل نہ ہو تو ناویہ کے قریب رہو۔ وہ دشمن انجانک حملہ کرے گا تو ناویہ ہی تمہیں بچائے گی۔ پاسکل بولیا جو میں تمہیں تمہاری نگہ رانی نہیں کر سکے گا۔“

”میں سمجھ رہی ہوں میرے ساتھ ملتی جلتی کچھ نہیں کیا ہے۔ میں تمہاری دماغی حالت کو سمجھ رہی ہوں، اسی کے پاس میری صلاحیت ہے۔ وہ عورت خواہ تھی، ہیڈ آف اسرار جو میری دشمن نہیں ہے۔ کیا میں بھی فون پراس سے بات کر سکتی ہوں؟“

”ضرور بات کرو۔“

تاتا نے اُسے بڑھ کر لایا اور مٹھایا۔ نمبر ڈائل کیے۔ پھر رابطہ قائم ہونے کے بعد کہا، ”مریم! ناویہ سے بات کراؤ۔“

چند کیلنڈر کے بعد گائی آواز آئی، ”ہیلو! کیا تم تاتا نے بل رہی ہو؟“

”ہاں، میں ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔“

”پوچھنے سے پہلے وہ بات تمہارے دماغ میں ہوگی۔ دشمن اس بات کو سمجھ گیا ہو گا۔ اس ہم نکتے کو ہمیشہ یاد رکھو اور اب پوچھو۔“

”ناویہ! واقعی تم ذہین ہو۔“

”ہیلو! مجھے سونیا کہو۔“

”وہ چونک کر بولی، ”کیا تم واقعی سونیا ہو؟“

وہ ہنسنے ہوئے بولی، ”جب تک یہاں مار کے ساتھ ہوں، میرا ہی نام ہے۔ اچھی مریم نے مجھے ناویہ کہہ کر مقاب کیا تھا۔ مارے سننے لے گی تو کوئی بڑھو جاوے گی۔“

”تم ٹھیک کہتی ہو۔ آئندہ ہم محتاط رہیں گے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں جس طرح تم نے دشمن خیال خوانی کرنے والے کو میرے دماغ سے بھگا دیا تھا، کیا اسی طرح ہمیشہ اس کم نبت کو مجھ سے فوری کر سکتی ہو؟“

”میں ایسا کر سکتی ہوں۔ مگر کیسے کر سکتی ہوں، یہ نہیں بتاؤں گی۔ وہ دشمن ہی سمجھے گا کہ میں تو ہی عمل سے تمہارے دماغ کو لاک کر دوں گی۔ وہ اس سے زیادہ نہیں سمجھے گا کہ میں اسی قریب میں اُسے مبتلا کر کے اچانک تمہیں اُس کی بیٹی جیٹی سے ڈھلے جاؤں گی۔“

”اوہ ناویہ! تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔“

”تم مجھ سے ناویہ کہہ رہی ہو۔“

”سوسوری! آئندہ قطعی نہیں ہوگی۔ میں شام تک تمہارا پاس آؤں گی۔“

”میں بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گی۔“

تاتا نے ریسپونڈ کر رکھ کر کہا، ”سرا! وہ بہت ذہین ہے۔ قدر تک سوچتا ہے۔ اُسے بھی یقین ہے کہ دشمن میرے دماغ میں رہتا ہے۔ وہ دشمن کو خوش نہیں ہیں۔ مبتلا کر کے اچانک میرے دماغ کو لاک کر لے گا۔“

”ہیڈ آف ڈی ڈی پارٹنٹ نے یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کی بات ہے۔ اعلیٰ احکام تمہاری سلامتی چاہتے ہیں۔ ناویہ ہلکے لیے بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ وہ لندن میں ایک کیسینو تعمیر کرنے کے لالچ میں پھیل آئی ہے۔ وہ دولت کی خاطر ہمارے لیے اور بڑے بڑے کام کر سکتی ہے۔“

ایک سینئر افسر نے کہا، ”ہمارے دشمن اسے ہم سے زیادہ لالچے کر خرید سکتے ہیں۔“

"ہاں لالچی عورت کہیں بھی کب جاتی ہے؟" تاتیانہ نے کہا "آپ نادیر کو مجھ پر بھیڑوں میں اپنی حکمت عملی سے یوں اُٹے تھی میں لالچی کی کہ وہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے گی۔"

بہڑنے کا وہ ہیں تم سے یہی امید ہے؟

پاسکل بولا "تاتیانہ! اگر وہ تمہارے دماغ کو لالک کرے گی تو میں تم سے دماغی رابطہ کیسے قائم کروں گا؟"

تاتیانہ نے کہا "میں سب سے پہلے میں اپنی سلامتی چاہتی ہوں میرے دماغ میں تمہارا آنا زیادہ ضروری نہیں ہے، ضروری ہوگا تو دیکھا جائے گا۔"

"تو پھر میں جلا جاؤں؟"

"کیا تم دشمن تو اپنی شخصیت کی اطلاع دے رہے ہو تاکہ وہ مجھے مار ڈالے۔ پہلے مجھے سونیا کے پاس پہنچنے دو۔ پھر چلے جانا۔"

وہ چیپ چاپ اس کے دماغ سے نکل گیا تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ پھر سونیا کے پاس آکر بولا "ہیلو نادیر! اپنی کچھ پوچھنے آیا ہوں؟"

"تم کون ہو؟"

"میں دوست خیال خوانی کرنے والا ہوں۔ مجھے بتاؤ تم تاتیانہ کا دماغ کیسے لالک کرو گی؟ کیا اس کے بعد میں اس کے دماغ میں جا سکتا ہوں؟"

سونیا نے کہا "کیا تم مجھے نادان سمجھتے ہو۔ الیسی راز کی باتیں پوچھنے والا دوست نہیں ہو سکتا۔ جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ پاسکل کو غصہ آیا۔ مگر پھر خیال آیا۔ نادیر درست سوچ رہی ہے، وہ دشمن دوست ہیں تو آسکتے اور میں نے اب تک نادیر کے پاس آئے کے لیے خاص کوڈ ڈیزائن کر رہی تھی۔ غلطی میری ہے؟"

وہ پھر تاتیانہ کے پاس آ گیا۔ وہ دفتر کے باہر آگئی تھی۔ اپنی کار اسٹارٹ کرتے ہوئے رہائش گاہ کی طرف جارہی تھی۔ وہ اس کے اندر آکر پہلے اس کے دل کا حال معلوم کیا کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا، وہ اس کی غیر معمولی صلاحیت سے متاثر ہو کر اس کے بازوؤں میں آجائے گی لیکن وہ فلاڈی دماغ اور فلاڈی ارادے رکھتی تھی کسی مرد سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ خود اس کی طرف نہیں آ رہی ہے تو وہ چیپ چاپ دماغ میں رہ کر اس کی سوچ بدلنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے سہی بار اس کی سوچ میں کہا۔ "یہ پاسکل بولتا ہے اندر بولتا ہے تو میرا دل دھڑکنے

لگتا ہے؟"

تاتیانہ نے حیرانی سے بولا "میرا دل کیوں دھڑکنے لگا ہے؟"

پاسکل بولا "جوئی بصورت شیطاں ہے یا میں ڈر ہو گیا ہوں؟"

اس نے اس کی سوچ میں کہا "میرا دل ڈرے نہیں، محبت سے دھڑکتا ہے۔ پاسکل بولنا محبت سے۔"

"میرا دل صرف وطن کی محبت سے دھڑکتا ہے۔ پھر میں نے اب تک پاسکل کو نہیں دیکھا اور دیکھ کر کروں گی بھی کیا؟ بے شک وہ یہی پتھی جاتا ہے لیکن وہ اس دنیا کا فریادعی تیسرے نہیں بن سکتا۔"

"میں بن سکتا ہوں۔ فریاد کی طرح ساری دنیا پر ہرشت بن کر ملی پتھی کا شہنشاہ کہلا سکتا ہوں۔"

تاتیانہ نے ناگواری سے کہا "اچھا تو اتنی دیر سے تم میرے ہی لیے میں بول رہے تھے۔ تمہیں شرم آئی چاہیے۔ ہمارا رشتہ صرف وطن سے ہے۔ میں اسی رشتے سے تمہیں دماغ میں آنے دیتی ہوں۔ آئندہ ایسی حرکت کرو گے تو سانس روک لیا کروں گی۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

اس نے سانس روک کر اُسے دماغ سے باہر کر دیا تھا۔ اس روز سے پاسکل بولنا ملتا رہا تھا۔ اُسے ضد ہو گئی تھی۔ اُنہی اُس نے ملک میں سے کہا "میں تمہارے لیے بڑے بڑے کارنامے انجام دیتا ہوں۔ اس کے بدلے ایک انعام چاہتا ہوں۔"

ملک میں نے ہتھے ہوئے کہا "تم زمین کے ایک برس سے دو برس سے ملک جو چاہو تو ملی پتھی کے ذریعے حاصل کر سکتے ہو۔ تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے پھر میری انعام چاہتے ہو۔"

پلوٹون میں کیا دے سکتا ہوں؟"

"میں تاتیانہ کو اپنے بڑے بیٹا جتا ہوں۔"

ملک میں نے حیرانی اور پریشانی سے پوچھا "یہ کیا تم ہوش میں رہ کر ایسی بات کر رہے ہو؟ وہ سوویت روس کی عزت، وقار، رعب اور دبدبہ ہے۔ سوویتی ملک سے آئے والے سیکرٹ ایجنٹ ہزار جلا لائیوں کے باوجود اس سے بچ کر نہیں جاتے۔ وہ واحد جاسوس ہے جو کسی پائمنٹ کے بغیر صرف اپنا شناختی کارڈ دکھا کر تمام اعلیٰ حکام سے اچھی رات کو بھی مل سکتی ہے۔"

"میں اُس کے بلے میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔ یہ میری ضد ہے، میں اُسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضد کرو گے تو بات بگڑ جائے گی۔ ہم تاتیانہ کے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتے اور نہ ہی ملکر اس کی طرف جبر کر سکتے ہیں کہ وہ تمہیں پسند کرنے لگے۔"

"میں ملی پتھی کے ذریعے اُسے مجبور کر سکتا ہوں۔"

وہ تم تک اُسے ملی پتھی کے شکنجے میں رکھو گے؟"

جب بھی وہ آزاد ہوگی، ہم سے تمہارا مقابلہ کرے گی۔ تاتیانہ نے ہنسنے لگا "میرا دل اس کے ضد کرے گی۔ تم دونوں ہمارے ملک کے اہم ستون ہو۔ ہم کسی ایک کو نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتے۔"

"میں جانتا ہوں، ہر دونوں اس ملک کے لیے بے حد اہم ہیں۔ ہمیں آپس میں ملنا نہیں چاہیے۔ کوئی بات نہیں، میں ایسا طریقہ اختیار کروں گا کہ وہ مجھے پہچان نہیں سکے گی اور میری مراد بھی پوری ہو جائے گی۔"

"دیکھو پاسکل! وہ شیر نی ہے۔ اگر کسی طرح اُسے تمہاری جال ہانی کا غم ہو جائے گا تو وہ تمہاری موت بن جائے گی اور تم بھی بظن ہو جائے گی۔"

"آپ اطمینان رکھیں۔ آپ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔"

"ہاں تمہارے اعمال کا فائدہ دار نہیں ہوں۔ لیکن پہلے تمہیں اہم معاملات کو نشا نا ہوگا۔ تاتیانہ ابھی بیمار ہے۔ تم اُدھر نہیں جاؤ گے۔"

"یہی تو بہترین موقع ہے۔ بیماری کی وجہ سے اس کا کمزور دماغ میری کنٹرول میں ہوگا۔ میں جہاں چاہوں گا اسے بلاؤں گا۔"

"تم جذبات میں اندھے ہو رہے ہو۔ وہ کوئی معمولی ہستی نہیں ہے۔ فطری اسپتال میں زیر علاج ہے۔ وہ سب فوجیوں کی حفاظت میں رہتی ہے۔ تم سوستی کو حاصل کرنے میں ناکام ہے۔ میڈیکل اڈا تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ اگر تم اسی طرح جذبات میں اندھے ہوئے رہے تو ہر مہلے میں ناکام رہو گے۔ میرے مشورے پر عمل کرو۔ پہلے ماریہ کو ماسکو پہنچنے دو پھر تمہاری مرضی ہو چکا ہو کہ تے رجو مٹو چھٹانے کے لیے میرے پاس نہ آنا۔"

ملک میں نے فطری انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران کو بھی رازداری سے یہ بتا دیا کہ پاسکل بولنا ہوس میں مبتلا ہو کر تاتیانہ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہذا بڑی رازداری سے پاسکل کی نگرانی کی جائے۔ اُدھر پاسکل سوچ رہا تھا، ماریہ ماسکو پہنچ گئی ہے۔ میڈیکل ٹیم تلاش جاری ہے۔ جلد ہی اس کا سراغ مل جائے گا۔ اب تاتیانہ کو حاصل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ دماغی توانائی حاصل کر لے گی تو پھر اُسے تالوں میں گرفتار کرنا مشکل ہوگا۔

تاتیانہ کا ڈر اور کمزوری ہوتی، اپنی رہائش گاہ تک آئی پاسکل اُس کے دماغ میں بھی تھا اور اپنی کار میں اس کا تعاقب بھی کر رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈروم میں جا کر لباس اتارنے کے بعد باقی

میں آئی اور غسل کرنے لگی۔ پاسکل کو اطمینان ہو گیا، وہ غسل سے فارغ ہو کر ہی باہر آ سکتی تھی۔ اس نے وہاں سے باؤں اس کی رہائش گاہ میں آکر بیڈروم کی جانب دیکھا پھر کچن میں آیا۔ جیب سے ایک ٹریسنگ کلاس کے مقوف کو ملک پاؤڈر میں ملا دیا۔ وہ غسل کے بعد جھرا کافی بیٹنے کے لیے ملک پاؤڈر استعمال کرنے والی تھی۔ اس کے استعمال کے بعد وہ اعضاء کی لڑکی میں مبتلا ہو جاتی۔ پھر اس کی جسمانی اور دماغی تمام صلاحیتیں کسی کام کی نہ رہتیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے لگنے کا تاحا دیکھتی اور ہزار کوششوں کے باوجود اپنا جواز نہ کر پاتی۔

وہ کچن سے اپنا کام کر کے باہر آ گیا۔ وہاں سے پھر دوڑ اپنی کار میں آکر بیٹھنے کے بعد تاتیانہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ آرمی بھی تاتیانہ کے دماغ میں تھا۔ جب وہ غسل کے ارادے سے لیا اس اتارنے لگی تو وہ سونیا کے پاس آ گیا اور اس کے متعلق پورٹ دینے لگا۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ پاسکل کس شیطانی منصوبے پر عمل کر رہا ہے۔ وہ تاتیانہ کے دماغ سے صرف اتنا معلوم کر سکا تھا کہ ایک بار پاسکل نے اُسے بھانسنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔

سونیا نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "پاسکل کسی وجہ سے غیر حاضر ہوگا تو وہ دشمن تاتیانہ کو نقصان پہنچانے کا بعض دہاں رہنا چاہیے۔"

"میں کیسے جا سکتا ہوں۔ وہ غسل کر رہی ہے۔"

"وہ عملی میدان میں ایک سپاہی کی طرح زندگی گزارتی ہے۔ نہانے اور ہوک پکڑنے میں زیادہ وقت ضائع نہیں کرے گی۔ تم جاؤ۔"

اس نے آکر دیکھا۔ وہ غسل کے بعد دو سرالاس پہنچی تھی اور لکچن کی طرف جا رہی تھی۔ اگر خود نہ جاتی تو پاسکل اس کے اندر چائے پینے کی خواہش پیدا کرتا۔ لیکن قدرتی طور پر ایسی خواہش ہوتی ہے۔ سرور میں اسے اتار لوگ غسل کرنے کے بعد چلنے یا کالانی بیٹے ہیں۔ اس نے چائے تیار کی، پیالی میں چینی اور ملک پاؤڈر ڈالا۔ پھر چلنے ڈال کر کچن بلاتی ہوئی بیڈروم میں آکر بیٹھ گئی۔

چائے پینے کے بعد سونیا کے پاس جانے کا ارادہ تھا۔ چند گھنٹے پہنچنے کے بعد اُسے چلنے کا ذائقہ عجیب سا لگا۔ وہ پیالی میں پھر واپس رکھنا چاہتی تھی لیکن پاسکل نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ آرمی کو بتایا جلا کہ کوئی تاتیانہ کے دماغ پر چھاپا ہوا ہے اور وہ بے اختیار ناپسندیدہ چلنے کو مقصد سے آتا ہے جا رہی ہے۔

اُس نے سونیا کے پاس آکر یہ بات بتائی پھر پوچھا "کیا

مجھے اس کے کام آئے کے لیے خود کو ظاہر کرنا چاہیے؟“
 خود کو برکت ظاہر نہ کرنا۔ دشمن خیال خوانی کرنے والا
 اسے تنہا رہائش گاہ میں ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔ تم اسے وہاں
 سے بھاگنا اور میرے پاس پہنچنا دو!

آزمنے والے اس آکر دیکھا۔ وہ چائے پینے کے بعد گھڑی
 محسوس کر رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ ٹریپ کی جارہی ہے۔
 آکر مر کے پتھر کرنے سے پہلے ہی وہ اٹھ کھڑی، تیزی سے چلتی
 ہوئی بیدروم میں آئی۔ کار کی چابی لی، پھر لڑھکائی ہوئی باہر
 اسی کار میں بیٹھ گئی۔ ایسے وقت وہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ
 دشمنی سے صرف سونیا نجات دلا سکتی ہے۔

پاسکل تھوڑی دیر کے لیے دفاعی طور پر جامن ہو گیا
 وہ ایک لمبی ڈرائیونگ کے بعد رہائش گاہ کے پیچھے آکر بیٹھ
 چرے پر بائک چڑھا کر تاتیانہ کی خواہش میں جانا چاہتا تھا
 تاکہ وہ اپنے نوٹس والے کو بچانے سکے۔ اسے یقین تھا، وہ
 گھڑی کے باعث رہائش گاہ سے باہر نہیں نکل سکے گی لیکن
 تھوڑی دیر بعد وہ حیران رہ گیا۔ تاتیانہ گھڑی کے باوجود کار
 ڈرائیونگ کرتی ہوئی جارہی تھی۔ اس نے دماغ پر قبضہ جمانا یا بائک
 ناکام رہا۔ یہ ناکامی تباہی تھی کسی اور نے قبضہ جمانا ہے
 یا وہ غیبی سموری قوت آزادی سے ڈرائیونگ کرتی جارہی ہے۔

آزمن خیال خوانی کے ذریعے اس میں دفاعی توانائی پیدا کر
 رہا تھا۔ پاسکل اس کی موجودگی کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن تاتیانہ
 کا یہ خیال بڑھ چکا تھا کہ وہ سناہ کے لیے سونیا کے پاس جا
 رہی ہے۔ کیوں کہ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے پر شک کر رہی
 ہے۔ سونیا نے دیوار اسے بچایا تھا لہذا تیسری بار بھی اس
 کے پاس ہی جارہی تھی۔

پاسکل خیال خوانی کی پروا کرنا ہوا امریکہ کے پاس پہنچا۔
 اس نے فریک کے دماغ پر قبضہ جمانا، وہ اس کی مرضی کے مطابق
 مارے کے کمرے میں گئی۔ پھر ایک ٹھکانا اٹھا کر بیٹھنے سے اس
 کے سر پر ضرب لگائی۔ وہ جھکا کر گر پڑی۔ اس نے فریک کے
 ذریعے ٹھکانے کو دیکھا، پتا چلا وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔
 پھر اس نے فریک کو بیدار کر لیا۔ اس کا دماغ صرف دو منٹ
 کی کوشش کے بعد وہ گھڑی بند ہو گئی۔ پھر وہ نادیر (سونیا)
 کے پاس آیا۔ وہ جانتا تھا، اس پر بڑی مشکل سے قابو پانے
 گا مگر ضرورتاً قابو پالے گا۔ وہ سو رہی تھی، پاسکل خوش ہو گیا۔ اس
 نے اس کے خوابیہ دماغ کو اپنے قبضے میں کر کے اور گھڑی بند
 سلا دیا۔ اب میدان صاف ہو چکا تھا۔
 تاتیانہ بڑی مشکل سے ایک طویل فاصلے پر گئی ہوئی

سونیا کی رہائش گاہ تک آئی۔ کار سے اتر کر ڈنگائی ہوئی
 برآمدے میں پہنچی۔ گھڑی کے باعث ٹھکے ہوئے کی بھی
 سکت نہیں تھی۔ آکر سر کی طرح اسے سنبھال رہا تھا۔ اس نے
 کال بیل کا بٹن دبا یا۔ دیوار کا سہارا لیتی ہوئی دروازے تک پہنچی۔
 دروازے کا سہارا لیتا جا تا تو وہ کھٹا جھل گیا۔ آکر کو تعجب ہوا
 کہ کال بیل کی آواز دشمن کو کوئی دروازے تک کیوں نہیں آیا۔ اس
 نے سونیا کو مخاطب کیا تو بے حیران ہوا، وہ گھڑی بند نہیں تھی۔
 اس نے آزادی، لیکن وہ اس سے سن نہ ہوئی۔ اس نے ماریہ
 کی خبر لی، پتا چلا، وہ بے ہوش ہے۔ مریم کے پاس پہنچا تو وہ
 بھی گھڑی بند نہیں تھی۔

بات صاف تھی، دشمن نے سب کو قفلت کی نیند سلا
 دیا تھا۔ آکر یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ سونیا پر کوئی عمل کر سکتا
 ہے۔ وہ تاتیانہ کے پاس آیا۔ تاتیانہ کو کوئی شخص چرے پر بائک
 پہنچے ہوئے ہے۔ اس نے تاتیانہ کو بازوؤں میں اٹھا لیا ہے
 اور ایک خواب گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ وہ بے بسی سے کراہ
 رہی ہے۔ صحت سے پیچھے اڑنے والی بڑی نقاہت سے دشمن
 کو مار رہی ہے مگر دشمن پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ آکر پھر
 سونیا کے پاس آیا اور لولا، مادام! اٹھیں! دشمن اس
 چار دیواری کے اندر ہے۔ تاتیانہ کو اٹھا کر ایک بیدروم
 میں لے گیا ہے۔

وہ تجھ کو بے ہوش کرنے لولی! میں ہی جانتا چاہتی تھی
 کہ دشمن نے ٹریپ کرنے کے بعد کیا سلوک کرنا چاہتا ہے۔
 وہ تیزی سے اٹھ کر چلتی ہوئی دوسری خواب گاہ میں پہنچی
 پاسکل نے تاتیانہ کو بستر پر پھینک دیا تھا۔ وہ نقاہت سے لڑی
 رہی تھی۔ تم کیسے مرد ہو۔ ایک عورت سے مقابلہ کرتے ہوئے
 ڈرتے تھے۔ اس لیے میری چائے میں کوئی دھالا دی!

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ تم بہت مغرور اور خود سر
 کسی مدد سے قریب ہونا نہیں چاہتی تھیں۔ آج میں تمھاری ہی
 نظروں میں تمھیں گردوں گا!
 یہ کہتے ہی اس نے تاتیانہ کے گریبان پر ہاتھ ڈالا۔
 پھر لباس کے اس حصے کو ایک جھٹکے سے پھاڑ ڈالا۔ اس
 کے بعد لوجیا کہاں گئی تمھاری وہ طاقت اور ذہانت جن
 کے بے پروا تھا، ان کا ناکام شکست کھلائی تھیں۔ آج تم خود کو بچا
 سکتی ہو، نہ کوئی تمھیں بچانے بیان آ سکتا ہے۔
 اس نے پھر لباس پھاڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس
 وقت ایک ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ وہ مار کھا کر پیچھے گیا پھر
 سونیا کو دیکھ کر بول کھلا گیا۔ تم... تم نادیر! تم بیدار ہو!

تاتیانہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئی تھی۔ سونیا نے کہا۔
 ایک تو تم نے اس بے چاری کو بے دست دیا کر دیا۔ دوسرے
 زنبق بین کر آئے ہو۔ کون ہو تم؟ ذرا اپنا اصلی چہرہ دکھاؤ!
 پاسکل نے چاکلٹ کھا کر مگر وہ سونیا تھی۔ چاکلٹ
 حملہ اسے کئے ہیں بدمذمتی کے لیے خبری میں ہوا اور سونیا
 کبھی بے خبر یا غافل رہنے کی حماقت نہیں کرتی تھی۔ پاسکل اچھا
 فائز تھا۔ ناکامی کے بعد اس نے دوسرا حملہ کیا، پھر مان گیا کہ
 نادیر کچھ نہیں ہے۔ وہ دولا میں کھا کر دولا سے جا کر گھر گیا تھا۔
 اس نے سچا اب ایک زبردست حملہ کر کے کھا پھر بھاگ
 مگلوں کا دور نہ لٹائی کے دوران نقاب چرے سے ہٹ سکتا
 ہے۔ میری اصیت کا پتا نہیں چلنا چاہیے!

وہ پینتے سے دلالت ہوا مقابلے پر آیا۔ سونیا نے ایک ہاتھ
 بڑھا کر کہا: کیوں وقت ضائع کرتے ہو۔ ایک بار پھر لڑو۔
 جیت جاؤ تو پھر چانا میں تمھارا دستہ نہیں دوں گی۔
 عورت سے پنجگروانا شرم کی بات ہے۔ لیکن وہاں
 سے فرار ہونے کے لیے بلا لڑائی تھا۔ جھلا عورت کا ہاتھ ڈرنا
 کون سی بڑی بات تھی۔ اس نے سونیا کی انگلیوں میں انگلیاں
 پھنسا کر بلی ہی گرفت میں لول لگا جیسے آہنی سلاخوں میں
 انگلیاں پھنسا بیٹھا ہو۔ اس نے ہاتھ پھلانے کی کوشش کی
 تو حلق سے جرح نکل گئی۔ انگلیوں کی پٹریاں کوڑھانے لگی تھیں۔
 اس نے دوسرے ہاتھ سے حملہ کیا۔ سونیا نے اس ہاتھ
 کی انگلیوں کو بھی گرفت میں لے لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ زہ
 گئے تھے۔ وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ خود کو پھلانے سے کھا
 بڑی تکلیف سے کھاتے ہوئے لولا تم کیا نلا ہو پھر دو
 مجھے۔ مجھ سے دوستی کرو۔ میں ٹیلی پیچی جانتا ہوں، تمھاری
 ہر خواہش پوری کر دے گا۔ وہ مادہ کا ڈا! میری انگلیاں ٹوٹ
 جائیں گی!

سونیا نے کہا: تاتیانہ! یہ تکلیف کی شدت سے اصل
 آواز اور لیے میں لول رہا ہے۔ تم نے اسے یقیناً پیمان لیا ہو گا!
 ہاں! یہ پاسکل ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے
 کہ ہمارے ملک کا وفادار ہے۔ یہ شیطاں کا بیٹہ میری عزت کی
 جھڑپا لڑنے آیا تھا۔ میں نارول ہو کر اسے کتنے کی موت مار
 سکتی ہوں۔ لیکن میں اس کیس کو مٹھی کر پٹا تک پہنچاؤں گی۔
 اسے جانے نہ دو، صرف زخمی کر کے یہاں پھینک دو۔ میں بڑ
 بتاتی ہوں۔ میرے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کو صورت حال
 سمجھا دو!
 سونیا نے بڑی سفاکی سے کہا کہ پاسکل بولنا کو دیکھا

پھر دونوں ہاتھوں کو دور کا جھٹکا دیا۔ اس کے حلق سے جھنجھ
 نکلنے لگیں۔ دس انگلیوں میں سے نہ جانے کتنی انگلیوں کے
 پٹریاں کو ٹوٹا کر اس کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی تھیں۔

وہ بہت زبردست سجدے کی حالت میں جھکی ہوئی تھی اور
 پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اس کے قریب ہی بستر پر پھر
 ہوا اور پڑا ہوا تھا۔ یارس حیران سے اور شوشلی ہوئی نظروں
 سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا، وہ جلد ہی سجدے
 سے اٹھ کر بیٹھ جائے گی اور یوں روکنے کی وجہ بیان کرے
 گی لیکن اس کے آنسو نہیں ٹھہر رہے تھے۔

آخر وہ قریب آکر بیٹھ گیا پھر لولا! آخر تم کون ہو؟ اور
 اس طرح کیوں رو رہی ہو؟
 وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ آنسو اب تک بہ رہے تھے۔
 آنکھوں کو کھجور سے تھے۔ گلابی ریشاروں کی چٹنا ہٹ کر پھسل
 رہے تھے۔ اس نے برس سے نشوونما نکال کر آنسوؤں کو خشک
 کیا پھر لولا اور اٹھا کر اسے دیتے ہوئے کہا: اسے لوار مجھے
 گولی مار دو!

یارس نے لولا اور لینے ہوئے کہا: اتنی سی بات کے
 لیے روکنے کی کیا ضرورت تھی۔ پیلے ہی گولی مارنے کو کہہ دیتیں
 اب تو یہ آنکھیں آنسوؤں سے دھل کر کونوں ہو گئی ہیں۔ چہرہ
 ترتر ہو کر تازہ گلاب کی طرح کھل گیا ہے۔ تم دیکھتی ہو نہایت
 ڈھنگ لگتی ہے۔ ایسے میں ہاتھ کاٹ جانے کا نشانہ
 جھک جائے گا۔ مجھے آنسو ہے، میں تمھیں گولی نہیں مار
 سکتی گا!

تم میری بات کو مذاق میں اٹھا رہے ہو۔ میں تم کو گول
 کی دشمن تھی۔ میں نے ہی تمھارے بابا کو گولی ماری تھی۔
 وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا گیا۔ پھر اس سے
 ذرا دور ہو کر لولا! میں کیسے یقین کروں؟
 ”میرا ایک آلہ کار ماشینی بائیکاٹ کو ٹھہری میں گیا تھا۔ میں
 اس کے دماغ میں تھی۔ جیسے ہی تمھارے پاپائے دروازہ کھولا،
 میں نے آلہ کار سے گولی چلا دی!“
 بارخ اسے شوشلی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پچھا
 ”تم تو یہ پہنچتی جاتی ہو؟“
 ”ہاں تھوڑی دیر پہلے ہی میں تمھارے دماغ میں دیوار
 آئی تھی۔ تم سمجھ رہے تھے تمھارا کوئی دشمن پریشان کر رہا ہے“
 ”لیکن تم بیٹھا نا ہو؟“
 ”ہاں، میں چھپتا ہوں اسے کی آگ میں جل رہی ہوں۔ میرے

ایک بزرگ نے سمجھا یا کہ میں چھپ کر رہوں اور فرار کی قسم لے کے کام آتی رہوں جب میں ان کے برسے وقتوں میں کام آتی رہوں گی تو میرے ضمیر کا بوجھ بکا ہوتا رہے گا۔ لیکن ایسا تک تمھارے سامنے آکر میں اندر سے لوٹ رہی ہوں۔ میرا دل، میرا دماغ کتا ہے، میں ساری عمر لوگوں کی خدمت کرتی رہوں گی تب بھی تمھارے پاپا کو واپس نہیں لاسکوں گی۔ مجھے مرانا چاہیے مجھے مار دو مجھے کوئی مار دو۔“

پارس نے ریو اور سدھا کیا اسے نشانے پر رکھا پھر نفرت سے پوچھا یہ کیا تھیں توئی مادے سے پاپا واپس آ جائیں گے؟“

”میں کیا جواب دوں میرے دل میں یہ نہیں آتا میرا جی سمجھتا ہے کہ تمھارے قاتلوں کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ مجھے بھی یہ سزا دو۔“

وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا ”میرا تو نہیں ملے گی کر یہ جھوٹ ہے کہ تم چھپتا دے گی آگ میں جل رہی ہو۔ اگر چھپتا ہوتا تو تم گھر میں چند اڈال کر دیا میں کو کر یا کسی گاڑی کے نیچے آکر گر جائیں۔ یوں میرے پاس نہ آئیں۔“

”میں تم سے کسی کے سامنے اقبال جرم کے بعد جیل دینا چاہتی تھی۔“

”اگر یہ بات ہے تو یوں ریو اور اپنی کنپٹی سے لگا کا اور گولی چلا دو۔“

پارس نے ریو اور کو اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا پھر اس سے دو جاگہ اسے دیکھا۔ وہ ریو اور کو اپنی کنپٹی سے لگا چکی تھی اور اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا ”مجھ سے رقم دلی کی توقع نہ کرو۔ اور نہ پچھ سوچو کیوں کہ مرنے والے سوچتے نہیں میں۔“

”میں نہ ڈرتی ہوں نہ رقم دلی کی توقع رکھتی ہوں مگر چاہتی ہوں کہ مرنے سے پہلے تم میری ایک خواہش پوری کر دو۔“

”خواہش مفقول ہوئی تو ضرور پوری کروں گا۔“

”یہ موت میرے لیے کوئی سزا نہیں ہے۔ یونہی مر جاؤں گی تو میری روح بے چین رہے گی۔ میرے پاس آؤ اور ایک بار میرے ہتھ پر بٹھو کہ دو۔ میں فوراً مر جاؤں گی۔“

”بعض نفرت ایچہ ازاد رہے تو کھو کا جاتا ہے مگر تم ایسی گئی گوری ہو کہ تم پر اپنا حقوق منافع کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہونا چاہتی ہو تو مرنے اور نہ یہاں سے چلی جاؤ۔“

”میرا نہ مانے ایک سرفراہ بھری ریو اور کو دوبارہ کنپٹی سے لگا یا پھر آنکھیں بند کرتے ہوئے ٹرائیکر کو دبا دیا۔ کھٹ

کی آواز کے ساتھ خاموشی چھا گئی۔ اس نے چند لمحوں تک انتظار کیا، جیسے یقین نہ ہو رہا ہو کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ اس نے دوسری بار ٹرائیکر دیا۔ پھر آنکھیں کھول کر پارس کو دیکھا، اس کے بعد ریو اور کو دیکھا۔ اس کا چہرہ خالی تھا وہ حیران سے بولی ”یہ بھرا ہوا تھا۔ میں نے اسے لو ڈیا تھا۔“

”میں نے اسے خالی کر دیا۔“

”کیوں؟“

”اس لیے کہ تم نے جو گولی چلائی تھی، وہ آپریشن کے ذریعے نکال لی گئی تھی۔ پاپا بیچ گئے تھے۔ ان کی موت دشمن خیال خانی کے خزانے والوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اگر ان کی طرف سے اندیشہ نہ ہوتا تو انھیں کو ماس نہ رکھا جاتا۔ کو ماسی طوالت ان کی موت کا سبب ہے۔ کیا ان دشمن ٹیلی بیٹی جانتے والوں کی طرح تم بھی میرے پاپا کی ناگ میں تھیں؟“

”نہیں، ہاں تک نہیں۔ مجھے ذرا نیاں نے تو مومی عمل کے نکلے سوزدہ کر دکھا تھا۔ میں خود کو بھولی گئی تھی۔ اب سے چالیس گھنٹے پہلے تو مومی عمل کا سحر ختم ہوا۔ تب چلا، میں کسی ٹھکانے کھا رہی ہوں۔ ماسک میں کا خیال خانی کو نہ والا میرے پیچھے بڑ گیا۔ وہ مجھے ماسک میں کا دفا دار بنا نا چاہتا ہے۔ میرے کسی ہی تابع وارن کر نہیں رہنا چاہتی۔ میرے ایک بزنس پارٹنر میں انھیں یا باکتی ہوں۔ ابھی ان کی مٹی کے روپ میں ہوں ان کا نام اور لاؤسا چاہیے۔ انھوں نے نصیحت کی ہے کہ میں اپنی زندگی فرادہ کی قسمی کے لیے وقف کر دوں۔“

”اچھا تو تم اپنی زندگی وقف کرنے یہاں آئی ہو؟“

”میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ تمھارا کایج ہو سکتا ہے اور تم سے ایسا تک ملاقات ہو سکتی ہے۔“

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سوچنے لگا۔ اگر یہ چاہتی تو مجھے ریو اور کا نشانہ بنا سکتی تھی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ چہرہ خالی ہے۔ اس کے آئینہ مگر مجھ کے نہیں تھے۔ اسے سٹاپ بچھتا دار لاؤسا تھا اور اس نے میرے فیصلے کے مطابق خود کو گولی مارنے سے دریغ نہیں کیا تھا۔ ایسی عورتیں جب پکھلتی ہیں اور تھوڑی کرتی ہیں تو پھر زندگی کی ہر آزمائش میں سچی اور دفا دار رہتی ہیں۔ اسے آئندہ آزمائے رہنے میں کوئی حزن نہیں ہے۔“

وہ لیٹر سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئی پھر فرش پر اس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بولی ”میں سمجھتی ہوں، تم مجھے مارنا نہیں چاہتے اور شاید مداف کرنا بھی نہیں چاہتے۔ میری ایک بات ماننا

چاہو تو مجھے آزمائش کے طور پر کچھ عرصے کے لیے اپنے قدموں میں بندو۔ دشمنوں نے تمھاری ماما اور ججو کو اغوا کیا ہے۔ میں اپنی بیٹی بیٹی اور تمھاری ذہانت کے ذریعے انھیں دشمنوں کی قید سے نکال لاؤں گی۔ مجھ پر ایک بار پھر دوسرا کے دیکھو۔“

وہ بول رہی تھی، پارس اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے پوچھا ”یہ تمھارے چہرے پر عارضی ایک باپ ہے؟“

”ہاں، میرے پاس مستقل ایک باپ کا وقت نہیں تھا۔ لیکن اس چہرے کے پیچھے خود کو چھپا رکھا ہے۔“

”میرا نہ مانے اس کا بیج میں آتے ہی دروازے بند کرنے کے بعد اپنا لباس اتار دیا تھا کیوں کہ ایک ہی لباس تھا، اسے پہن کر سونے سے تشکین بڑ جائیں، وہ جاہر لیڈ کر سکتی تھی۔ اس وقت بھی چادر لیٹے پارس کے قدموں میں بیٹھی ہوئی تھی پارس نے کہا ”اپنا لباس اٹھاؤ۔ ہاتھ روم میں جاؤ اور ایک باپ اتار کر آؤ۔“

وہ فوراً حکم کی تعمیل کے لیے لباس اٹھا کر چلی گئی۔ وہ سوچنے لگا۔ تمھارے جس جی ہیں۔ جو جوار مار یہ اسی ملک میں ہیں۔ ماما ایک میں قید ہیں۔ میں اتنے دنوں سے کوشش کر رہا ہوں کہ دشمنوں سے ٹکرانے کا کوئی بہانہ ملے اور میں ملک میں باسیہ مارٹر تک پہنچ جاؤں۔ اس کے لیے شرابی ہیننگ ایکنگ کی تاک دشمن مجھے شرب کریں۔ پارے کو دشمنوں کے ساتھ جانے دیا۔ لیکن ہری جگہ تمارے کے ساتھ چلی گئیں۔ مگر اسے اس وقت تمکا کا ہی داؤ چل رہا تھا گراب میڈرنا کے روپ میں ایک اندھی میرے پاس آگئی ہے۔ میں تمام طوفانوں کو اپنی طرف بلاؤں گا اور یہ طوفان مجھے تنگ کرنا نہیں گے اور میری محنت تک مجھے پہنچائیں گے۔“

اس نے ریو اور اٹھا کر ٹھہرا ڈال کے وہ جانا تھا، علی تیمور خاموش نہیں ہوگا۔ کچھ گزرنے کے لیے یہ قول رہا ہو گا۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بجی رہی۔ علی تیمور ریو اور اٹھا نہیں دلا تھا۔ پارس نے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کر کے پوچھا ”علی تیمور کہاں ہے؟“

اعلیٰ افسر نے جواب دیا ”میرے علی تیمور نے اب سے تقریباً تین گھنٹے پہلے یہ ملک چھوڑ دیا تھا۔ میں علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہوں گے۔“

پارس نے ریو اور کو دیکھا اور دیکھا کہ وہ روم سے اپنے اصلی روپ میں پارس کی تو پہلے سے زیادہ حسین اور جاذب نظر لگ رہی تھی۔ جی بھر کے دیکھ کر وہ چاہتا تھا وہ اسے سر سے پاؤں

تک دیکھتے ہوئے بولا ”تم اپنے اصل روپ میں قیامت ہو۔ لہذا تمھیں اسی روپ میں رہنا چاہیے۔“

وہ خوش ہو کر بولی ”تم میرے حسن کی تعریف کر رہے ہو، میرے لیے اس سے بڑی بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ میں ساری عمر اپنے اصلی روپ میں رہوں گی، لیکن دشمن پیچھے پڑ جائیں گے۔“

”کیا تم ڈرتی ہو؟“

”تم مجھے سہارا دو گے تو ٹھوکر دوں میں دشمنوں کو اڑھاؤں گی میں۔“

”تمھارے پاس ٹکی پتی جیسا غیر معمولی علم ہے۔ میرے سہارے کی کیا ضرورت ہے؟“

”میرے پاس ذہانت نہیں ہے۔ تم منصوبے بنایا کرو اور مجھے حکم دیا کرو، میں تعمیل کرتی رہوں گی۔“

”میرا اہلکار ہے کہ اپنی باقی زندگی پوری کر دو۔ میں دوسرے کمرے میں جا رہا ہوں۔“

”میرے پاس ایک ہی لباس ہے۔ اس میں تشکین پڑ جائیں گی۔“

پارس نے لیسور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر کہا ”اپنا نام تو بتاؤ۔“

وہ بتانے لگی۔ اس نے فون پر کہا ”یہ نام لوٹ کر دو۔ اور مختلف ڈیزائن کے زنانہ بلوسٹ، سینٹیل اور چپکین وغیرہ شام تک یہاں پہننا دو۔“

وہ ریو اور کو دیکھا کہ اسے کمرے سے جاتے ہوئے بولا۔ ”دروازہ اندر سے بند کر لو۔ تم آج کی رات اپنے اصلی روپ میں رہو گی اور میرے ساتھ کلبوں اور قمار خانوں میں وقت گزارو گی۔“

وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ گھٹے ہوئے دروازے کو دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی سوچ رہی تھی۔ ”میں نے پہلے بھی ناچا سٹیج میں ضرور کسی کے ساتھ بیٹی کی ہوگی جس کا اتنا بڑا صلہ مل رہا ہے۔“

اس نے اور لاؤسا جیسے رابطہ قائم کیا اور اسے اپنی اور پارس کی ملاقات کے بارے میں تفصیل سے ہر بات بتائی۔ وہ بولا ”بیٹی! خدا تم سے خوش ہے، اسی لیے تم صبح جگہ پہنچ گئی ہو۔ میری نصیحتیں یاد رکھو۔ غرور اور خوشی سے بچا کرو۔ خود کو فک نہ بناؤ اور پارس کے ہر حکم کی تعمیل کرتی رہو۔ تم زبردستی محسوس کرو گی کہ تمھارے ضمیر پر سے بوجھ اتر گیا ہے اور کہیں ہر طرح کا تھکا تھکا حاصل ہو گیا ہے۔“

”پاپا! میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کروں گی۔“

”اب مجھے اجازت دو۔ میں اپنے شہر والیں جاؤں گا۔“
 ”نہیں پایا! اس شہر میں اب آپ کا کوئی نہیں ہے۔“
 آپ یہاں رہیں گے۔ میں آپ کا خیال رکھوں گی۔ اب لکڑی کا
 چاہیں اور اپنے نام سے اکاؤنٹ کھولیں۔ اس اکاؤنٹ
 میں رقم جمع ہوتی رہے گی اور آپ دل کھول کر خرچ کرنے
 رہیں گے۔ ویل پاپا یا پھر آؤں گی خدا حافظ؟“
 اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دروازہ بند کرنے کے لیے وہ
 آگے بڑھی تو پاس آ گیا۔ اس کی آمد سے دل دھڑکنے لگا۔
 لیکن اس نے کمرے میں قدم نہیں لگھا۔ باہر سے پوچھا یا کیا تم
 میرے دماغ میں ابھی آنا چاہتی تھیں؟“
 ”نہیں تو۔ میں ابھی پایا سے باتیں کر رہی تھی۔“
 اس کا مطلب یہ دہی دشمن تھا۔ بہتر ہے تم مخصوص
 کوڈ ورڈ یاد رکھو تاکہ میں تمہیں اپنے دماغ میں پہچان سکوں۔“
 وہ کوڈ ورڈ کیا ہے؟“
 ”تم میرے دماغ میں آ جاؤ گی۔ تم ہی بتاؤ۔“
 وہ دروازہ پر سوچ کر بولی ”میں جیبت بھی آؤں گی تو کھول گی
 میڈونا زائما بھی بگاڑ آؤں گی اور میڈونا تمہاری وجہ سے شہنشاہ
 ”میں یہ کوڈ ورڈ یاد رکھوں گا۔“
 باورس جلا گیا۔ وہ دروازہ بند کرنے کے لیے بند رہنے پر
 چاروں شانے چیت ہو گئی۔ نیند اس سے کوسوں دور تھی۔
 وہ دماغ خود ہدایات دے کر گہری نیند سو سکتی تھی۔ مگر ابھی کھلی
 آنکھوں کے پلنے میں مزہ لہا تھا۔

رسوئی نے آنکھیں کھول کر دیکھا، ایک اجنبی کا ہاتھ،
 اس نے دماغ پر زبردست چڑھا، اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ
 اس کمرے میں پہلے کبھی آئی تھی۔ وہ بیٹروم بڑی خوبصورتی سے
 سما گیا تھا۔ کسی ملک کی عائد عالیہ کی خواب گاہ وہی آتھی
 دلکش اور خوبصورت ہو سکتی تھی۔ اس بیگ کا گدا آنا سلام
 اور آرام دہ تھا جیسے وہ مال کی گود میں بیٹی ہوئی ہو۔ وہ لٹنگ
 ایک دائرہ نمائیلٹ فارم پر بیٹھا۔ اس طرف سر لانے ایک
 ریشمی پیسڈ نائٹگ رہا تھا۔ اس پیسڈ نے سے ایک کارڈ نائٹنگ
 بٹھا جس پر لکھا تھا۔ ”میں گول کھوم سکتا ہوں۔ ہنڈولے کی طرح
 جھلک سکتا ہوں اور خواب آور موسیقی سن سکتا ہوں۔“
 اس نے ریشمی پیسڈ کے کو بیگ کو ڈرا کھینچا۔ چند سیکنڈ بعد
 ہی محسوس ہوا وہ پورا بیگ دائرہ نمائیلٹ فارم کے ساتھ بہت
 آہستہ آہستہ کھوم رہا تھا۔ یہی وہی موسیقی بہت چھل گئی تھی
 تھی۔ وہ بیگ بہت دھیرے دھیرے دائرہ نمائیلٹ میں یوں ہلنے

لگاتھا جیسے بڑی محنت سے بچنے کو پالنے میں جھلایا جا رہا ہو۔
 جب دائرے کا ایک حصہ مکمل ہوا اور رسوئی نے ریشمی
 پیسڈ کے کو بیگ پر دیکھا، اس کی گردش ختم ہوئی۔ موسیقی بند
 ہو گئی۔ خواب گاہ میں پہلے جیسا تھا سنا گیا۔ بائیں جانب
 سر ہلنے جو ریشمی پیسڈ تھا، اس کے کارڈ پر لکھا تھا ”کالری۔“
 رسوئی نے اس پیسڈ کے کو بیگ کو دیکھا۔ بہت دور تک
 چلے جانے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ خواب گاہ کا دروازہ آہستہ آہستہ
 کھل گیا۔ کتنی ہی جوان لڑکیاں ساڑھی اور بلاؤز میں نظر آئیں۔
 ان سب کے چہروں میں جانے کی پائیٹیں تھیں۔ وہ ہم جیم کی آواز
 کے ساتھ چلتی ہوئی بیگ کے قریب آئیں۔ پھر سڑوں کو جھکا
 کر ہاتھوں کو ہنسنے کے انداز میں جوڑ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان سب
 نے لہجے بالوں کی جوٹیاں گوندھی ہوئی تھیں اور جوڑوں میں سفید
 پیلے اور موٹے کے بھول ہنک رہے تھے۔ رسوئی آٹھ کر بیٹھ
 گئی۔ اٹھیں جراتی سے دیکھ کر بولی ”تم کون ہو؟“
 سب نے ایک آواز میں کہا ”ہم آپ کی داسیاں ہیں۔“
 اس نے پوچھا ”میں کون ہوں؟“
 ”آپ ہماری داسیاں ہیں۔“
 دیکھنے یا کوئی نہیں آتا کہ میں تمہاری مالکن ہوں؟ میرا
 نام کیا ہے؟“
 ”آپ شریجی رسوئی دہوی ہیں۔ دشمنوں نے آپ پر
 حملہ کیا تھا۔ آپ کے سر پر زبردست چوٹ آئی تھی تب سے
 آپ پھیلی زندگی بھول گئی ہیں۔“
 ”یہاں میرا کوئی اپنا ہو گا۔ کوئی رشتہ دار ہو گا؟“
 ”آپ کے بچے بچا کر رکھو۔ دیر تک سو رنگہ سو رنگہ پاس ہو
 گئے۔ آپ بیوہ ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ کے
 صرف ایک بھائی نندو رنجیت سنگھ اور آپ کی بھانجی
 کمار کی لاج دہی ہیں۔“
 اسی وقت ایک عورت ساڑھی میں بیوس خول گیا
 میں آئی پھر رسوئی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی ”دیدی...
 بھگوان کی کرپا سے تم تند رست ہو گئی ہو۔ ہر تھکے آستان
 کے لیے پانی گرم ہے۔ جلدی سے نہلو۔ پوجا کا وقت ہو
 چکا ہے۔“
 وہ تعجب سے بولی ”یہ پوجا کیا ہوتی ہے؟“
 ”اود دیدی! تم سب کچھ بھول گئی ہو۔ تم ایک ہندو
 ناری ہو۔ ہندو عورتیں صبح آستان کرنے کے بعد پیلے بھگوان
 کے سامنے پوجا کے لیے ہاتھ جوڑ کر بیٹھی ہیں۔ اس کے بعد
 گھر گراہتی اور دنیا داری کے تمام کام کرتی ہیں۔“

یہی تمہاری لاج دہی ہو؟“
 دہی ہاں، بھگوان کا شکر ہے، تم نے مجھے پہچان
 لیا ہے۔“
 ”میں تمہیں خاک نہیں پہچان رہی ہوں۔ سبھی میں نہیں
 پہچانے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے پہنے کی کوئی بات یاد نہیں
 آ رہی ہے۔“
 ”ڈاکٹروں نے بہت علاج کیا ہے۔ وہ ماہوس ہو
 چکے ہیں، کہتے ہیں شاید کبھی حادثاتی طور پر تمہاری یادداشت
 واپس آ جائے۔ درنہ علاج کے ذریعے تم کبھی خود کو پہچان
 نہیں سکتی۔“
 ”اود کا ڈاڈا میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیا میرے
 بھائی کا نام رنجیت سنگھ ہے؟“
 ”جی ہاں، تمہارے بھائی میرے بچے ہیں۔ ان سے ناشتے
 کی تیرے ملاقات ہوگی۔ اب چلو پھر چوری ہے۔“
 ایک داسی نے رسوئی کی چپٹیں لگا رکھیں۔ وہ آٹھ کر
 کھڑی ہوئی تو دوسری داسی نے اس کے بدن سے ناشتہ اٹاری
 تیسری نے ریشمی گاؤن بھرتا بنا دیا۔ پھر تمام داسیاں اس کے
 اطراف چلتی ہوئی کمار کی لاج دہی کی راستہ میں ایک دروازے
 پر آئیں۔ وہ دروازہ کھلنے لگا۔ دوسری طرف نہانے کے لیے
 صاف دشتات نیم گرم پانی سے بھرا ہوا سٹن تھا۔ پانی کی
 حرارت کا اس کی پسند کے مطابق رکھا گیا۔ وہ بڑے شاہانہ
 انداز میں غسل کرنے کے دوران اپنے ہاتھوں میں بار بار سوچ
 رہی تھی کمرے کبھی یاد نہیں آ رہا تھا۔
 اس کی رہائش کے لیے ایک محل بنا کوٹھی تھی۔ اس کوٹھی
 کے ہر حصے میں خفیہ کیمبرے نصب کیے گئے تھے۔ دریاں سے
 دور ایک عمارت میں نائب سپر اسٹریٹس کی دیواروں پر
 دیکھ رہا تھا۔ غسل کے بعد لاج دہی اسے ایک کمرے میں لے
 گئی۔ اس کمرے کو پوجا رکھنا گیا تھا وہاں شری کرشن بھگوان
 کی ٹی سی سوری رکھی تھی۔ ایک چٹائی نے کہا ڈو بیٹی!
 بھگوان کے چہروں میں بیٹھو اور پڑھنا کہ کہ وہ تمہیں من کرے
 شانتی اور دھرم کا پان کرنے کی تمہیں دے۔ تم اڈل ہندو جو،
 آفر ہندو ہو۔ تم نے ایک ہندو گھرانے میں جنم لیا تھا۔ ایک
 ہندو تمہاری پرورش ہوئی۔ تم اس ہندو میں جوان ہو گئی ہو۔ یہی
 تمہے پوجا اور شری چٹھی کا علم حاصل کیا۔ ایک مسلمان فریڈائی ٹو
 نے تمہارے ساتھ جھیل کپٹ کیا۔ تمہیں ہندو سے مسلمان بنا دیا۔
 بھگوان کی لیلاناری ہے، وہ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی ہی
 کہتے دیتا ہے۔ تم پھر اپنے دھرم کی طرف واپس آ گئی ہو اور وہ

پیدا لیے ایک کا نام پارس اور دوسرے کا نام علی تیمور ہے۔ وہ دونوں بیٹے بھی رسوخی سے نفرت کرتے تھے اور اپنی ماں سونیا کی حمایت میں رسوخی پر ظلم کیا کرتے تھے۔

وہ لاج دختی کے خیالات پڑھ رہی تھی اور غصے سے تلملا رہی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے کے دماغ میں وہ کبھی کارہا بھاتا اس مسلمان کے خاندان نے مجھ بند عورت کو براہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ میں بھی ایک ایک کوچن کو غمخوہی سے شادوں کی۔

اس نے پوجا کے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا: لاج دختی کیا تم سونیا اور اس کے دونوں بیٹوں کی تصویریں دکھانے سے ہرے؟

”ہاں سے پاس ان کی تصویریں، ویڈیو فلمیں اور ان کی پوری ہسٹری موجود ہے۔ پہلے تم ناشتا کرو۔“

”نہیں، پہلے میں ان کی تصویریں دیکھوں گی، ان کی... آوازیں سنوں گی۔ پھر ان کے دماغ میں پہنچ کر انھیں گہری کا ناپ چنچاؤں گی۔ انھیں بڑا تڑپا کر باہر دوں گی۔“

”دید یابہ اتنا ہی آسان ہوتا تو سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے انھیں بہت پہلے نہ کر چکے ہوتے۔ وہ لوگ پوجا کے ماہر ہیں۔ سائنس روک کر انھیں دماغ سے باہر نکال دیں گے۔“

”یہ سپر ماسٹر کون ہے؟“

”وہ تمہارا اور ہمارا محسن ہے۔ تمہارے بی بی کی موت کے بعد اس نے انھیں اپنے ملک میں پناہ دی ہے۔ یہ عمل ایسی کا ہے۔ وہ جی تمہارے شاہانہ اخراجات برداشت کرتا ہے۔“

”وہ میرے لیے بڑب بڑ کچھ کیوں کر رہا ہے؟“

”اس لیے کہ وہ جمہوروں کا ہمہ داور مددگار ہے جب اس نے دیکھا کہ ڈراؤ تمہارے بی بی کے بعد انھیں مایا مار ڈالے گا یا بیسے کی طرح اپنی داشتہ بننے کا تو وہ انھیں اپنے ملک میں لے آیا۔ اس کے خیال خوانی کرنے والے نے فرما دیا کہ مار ڈالا۔ تمہاری سلامتی اور عزت اسی میں ہے کہ تم سپر ماسٹر کی وفادار بن کر رہو اور اس کی مدد سے سونیا اور اس کے بیٹوں کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرتی رہو۔“

”میں سپر ماسٹر سے ملوں گی اور اس کا شکریہ ادا کر دوں گی۔ وہ دانشکدہ روم میں آئی۔ وہاں ایک بڑی مونیوں والے جوان نے مجھ سے کہا کہ دونوں ہاتھ جوڑ کر پرامن کیا پھر پوچھا۔ کیا دیدی اپنے پیارے بھائی رنجیت سنگھ کو پہچان رہی ہیں؟ رسوخی نے کہا: میں نے تمہارا ذکر سنا ہے۔ میری سے یادداشت اس قابل نہیں ہے کہ میں تم سے مل کر بہت زیادہ

خوشی کا اظہار کروں۔ ویسے یہ میرے لیے اطمینان کی بات ہے کہ میں انہوں میں ہوں۔“

وہ ایک منبر کے اطراف بیٹھ کر ناشتا کرنے لگے۔ اس دوران رنجیت سنگھ سپر ماسٹر کے گن کارہا اور رسوخی کو اس سے وفاداری برائے گن کارہا ڈیڑھ گھنٹے کے دماغ میں رہ کر انجام سے رہا تھا۔ وہ کافی پینے کے بعد ایک کمرے میں گئے۔ وہاں رسوخی کو سونیا، پارس، اعلیٰ تیمور، لومی، واسکو دیکا اور آرمی کے تصویریں دکھانی گئیں۔ بڑے سے اسٹریٹ پران کی ویڈیو فلمیں بھی دکھانی گئیں۔ اس نے سب سے پہلے سونیا کے دماغ میں پہنچنا چاہا مگر ناکامی ہوئی۔ اس نے کوڈور ڈیڑھ پونجی نہ تباہی۔ سونیا نے سائنس روک کی درود دماغی طور پر حاضر ہو کر لومی نہ رنجیت! وہ سونیا مجھ سے کوڈور ڈیڑھ پونجی رہی تھی۔ کیا ہمارے درمیان کوڈور ڈیڑھ کا تیار ہوتا تھا؟“

رنجیت نے کہا: ”جب تک تم ان کی وفاداری نہیں تک خیال خوانی کے ذریعے ان کے لیے بڑے بڑے کام کرتی تھیں۔ ان کے دماغ میں آنے کے لیے کوڈور ڈیڑھ مقرر تھے اور وہ الفاظ ہی تھے۔ رسوخی کو لومی اور ماسٹر ٹیم نے الفاظ سونا اور اس کے بیٹوں کے دماغ میں ادا کر دیے۔ ہوسکتا ہے، وہ تم سے باتیں کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔“

لاج دختی نے پوچھا: مگر دیدی! تم ان سے کیا بات کرو گی؟“

رسوخی نے جواب نہیں دیا۔ فوراً خیال خوانی کی پرواز کی اور پھر سونیا کے دماغ میں پہنچنے ہی بولی ”رسوخی تو سائنس یور مائنڈ۔“

سونیا نے کہا: ”یہ بہت پرانے کوڈور ڈیڑھ میں سپر ماسٹر کے شیلی پیچھے جانے والوں کو تمہارے دماغ سے یہی کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ بہر حال تم بہت انتظار کر لے کے بعد آئی ہو۔“

”یہ نہ پوچھو میں کمال ہوں۔ کیوں کہ موت کیسے بھی ہونے والے سے زیادہ دور نہیں ہوتی۔ میں انھیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

”مجھے اندازہ تھا دشمن تمہیں یہی کیسے سکھائیں گے اور تم ان کے اشاروں پر ناپ چننا شروع کر دو گی۔“

”جب تک میں جمہور تھی، تم نے اور فرار نہ چھلنے اشاروں پر ناپ چا۔ وہ مجھ سے اپنی داشتہ بنا کر میری عزت سے کیلنا را اور تم خوش ہوتی رہیں۔ تمہارے دونوں بیٹے مجھ سے نفرت کرتے رہے۔ یاد رکھو! اچھی میں انھیں زندہ رکھوں گی اور تمہاری

بھول کے سامنے تمہارے بیٹوں کو گھسنے کی موت ماروں گی۔“

”خدا تم پر رحم کرے۔ سپر ماسٹر نے تمہیں بہت زہر ملا بنا دیا ہے۔ نئی افعال میری کوئی نصیحت تم پر اثر نہیں کرے گی۔ تمہیں ہر پرہیز سہی خدا پر تو بھروسہ ہے۔ اس مجبور کے آگے ہاتھ چلیا کر دھا ماکو کہو کہ تمہیں سب اور بھوٹ کو...“

وہ بات کاٹ کر بولی ”یوشٹ! آپ۔ خدا ہو گا تمہارا۔ میں جنہم جہ سے ایک ہندو عورت ہوں۔ تم نے اور فرار نہ کیجئے تہا کہنے کی ناکام کوششیں کی ہیں لیکن میں ناکام نہیں رہوں گی۔ جاؤ اور اپنے بیٹوں کو بچا سکتی ہو تو بچا لو۔“

وہ دائمی طور پر حاضر ہوئی۔ خورد رنجیت سنگھ نے کہا۔ ”وہ یہی بات بہت فتنے میں نظر آ رہی ہو۔“

وہ ڈانٹ کر بولی ”خاموش رہو۔ میں غصے میں بھولی گئی کہ سونیا کے دماغ میں زلزلے پیدا کر سکتی ہوں۔ مگر وہاں ابھی آئی ہوتی۔ وہ پھر سونیا کے پاس پہنچی پھر ایک لمحہ پھر ضائع کے بغیر اس کے دماغ کو زبرد کا جھٹکا پہنچایا مگر کچھ نہ ہوا۔ سونیا نے پوچھا ”رسوخی! کیا یہ حقیقت تم کو رہی ہو؟“

وہ دائمی طور پر حاضر ہو کر حیرانی سے بولی ”میری... شیلی پیچھی کا تمہارا اس پر اثر کیوں نہیں کرتا؟“

اس کا سبب تو سونیا سمجھ میں بھی نہیں آیا۔ وہ سونیا سے گھٹکے دوران رسوخی کے دماغ میں تمہارے پھر سونیا کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ پیرس میں ہے یا سائیکوس، لیکن اس کی سورج سے کوئی جڑ نہیں ملا۔ اس کا دماغ تیار ہوا کہ وہ دھواں دھواں سے ماحول میں ہے اور کس جگہ ہے۔ یہ دھوئیں کے باعث سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

جب رسوخی اسے دائمی جھٹکا پہنچانے میں ناکام رہی تو ڈیڑھ گھنٹے خود ہی کوشش کی۔ اسے دائمی آفتوں میں مبتلا کرنے کی ہر ممکن تدبیر کرنا پڑا۔ آخر سونیا نے ناگوار سے اوندھا کہہ کر سائنس روک کی تھی۔

یہ بات اس نے دوسرے ڈیڑھ اور سپر ماسٹر کو بتائی۔ سپر ماسٹر نے کہا: ”وہ عورت ناقابل فہم ہے۔ اسی لیے میں تم دونوں کا ہتلا سے سمجھاتا آ رہا ہوں۔ کبھی اس سے ٹکرانے کی حقیقت نہ کرو۔ اگر تمہاری سبھی اسے سامنے لے آئے تو اس سے کترا کر نکل جاؤ۔ تم دونوں میرے پاس شیلی پیچھی کے آگے ہتھیار جوڑ لیا تمہیں سے کسی کو اس کے ہاتھوں مرتے نہیں دیکھنا چاہتا۔“

”اچھ رسوخی اپنی غواب گاہ میں آئی پھر ایک شاہانہ طرز کا روم وہ کرسی پر بیٹھ کر بولی ”میں نہانی چاہتی ہوں یہاں سے جاؤ۔“

لاج دختی اور رنجیت سنگھ وہاں سے چلے گئے۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کے دماغ میں آجما۔ اس رسوخی عمل کے دوران ان کے دماغ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ دونوں ڈیڑھ کو اپنے اندر کبھی محسوس نہیں کرے گی۔ ان کے علاوہ کوئی بھی سورج کی لہر آئے گی تو وہ نے اختیار سائنس روک لیا کرے گی۔ اس وقت اس نے انھیں بند کیں۔ پارس کو تھوڑی سی دیکھا، اس کی آواز اور بچے کو گزرتے میں لیا۔ پھر دماغ میں پہنچنے ہی بولی ”رسوخی تو سائنس یور مائنڈ۔“

پارس نے خوش ہو کر کہا: ”اوہ ماما! خدا کا شکر ہے۔ میں آپ کی آواز سن کر ہوا ہوں۔ آپ کہاں ہیں؟“

وہ بولی ”مجھے ماما نہیں اپنی موت کو۔“

”پلیز، آپ چند سیکنڈ کے بعد تشریف لائیں۔“

اس نے سائنس روک کی رسوخی کو دماغ سے باہر کیا۔ پھر میڈیٹا سے کہا: ”ابھی ماما میرے دماغ میں بول رہی تھیں۔ ان کے سوچوں جیسے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سپر ماسٹر نے ان کی برین دانشکدہ کی ہے۔ تم میرے اندر آؤ اور میرے دماغ پر قبضہ جمانے رکھو تاکہ وہ دائمی جھٹکے پہنچانے میں ناکام رہیں۔“

میڈیٹا نے اس کی ہدایت برعکس کی جیسے ہی اس نے قبضہ جمایا، رسوخی دوبارہ وہاں آگئی۔ نفرت سے بولی ”تمہاری ماں کی افعال مجھ سے بچ گئی تو نہیں بچ سکتے۔“

یہ کہتے ہی اس نے دماغ میں زلزلہ پہنچانے کی تکنیک استعمال کی۔ ڈیڑھ گھنٹے میں ہی ایک پھر پارس نے سائنس روک کی۔ رسوخی کی سمجھ میں نہیں آ سکی۔ ڈیڑھ گھنٹے سمجھ لیا کہ کوئی خیال خوانی کے ذریعے پارس کی حفاظت کر رہا تھا اور اس کے خیال کے مطابق وہ آ کر رہی ہو سکتا تھا۔

وہ آ کر مرے دماغ میں آیا۔ آ کر مرنے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ بولا: ”میں کوئی بھی ہوں، یہ پوچھنے آیا ہوں کہ تک پارس کی حفاظت کر سکتے ہو؟“

”میں کچھ سمجھتا نہیں!“

”کیا تم ابھی پارس کے دماغ میں رہ کر اس کی حفاظت نہیں کر رہے تھے؟“

”یہ دنیا جانتی ہے کہ میں کبھی چھوٹ نہیں ہوتا اور سب یہ ہے کہ میں نے پچھلے ہی ٹھنڈوں سے خیال خوانی نہیں کی ہے۔“

”پھر وہ پارس کے دماغ میں کون تھا؟“

”خدا گواہ ہے، میں نہیں جانتا۔“

”کیا وہ جو جو ہو گی؟“

”اگر وہ پارس کے پاس آئے گی تو میرے پاس بھی

کے گی۔ میں صرف اس کا بھائی نہیں، باپ بھی ہوں۔ لیکن وہ خیال غواٹی نہیں کر رہی ہے۔ تمہا اس کے دماغ میں جا پاتا ہوں، وہ سانس روک لیتی ہے۔

ہو سکتا ہے، وہ تم سے نہیں صرف پارس سے رابطہ رکھتا چاہتی ہو۔

پارس جو جو کے لیے میری محبت کو سمجھتا ہے، اگر وہ اس سے رابطہ رکھتی تو پارس مجھ سے یہ بات کبھی نہ چھپاتا یہی نصرت میں مجھے اس کی نصرت سے آگاہ کرتا۔

ڈیوچس اس کے دماغ سے آگے دوسرے ڈیوچر کے آگے نہیں بھی آسکے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اس کے جو خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ سچ کہہ رہا ہے، تھوڑی دیر پہلے وہ پارس کے پاس نہیں تھا۔ جو بھی نہیں ہو سکتی۔ اسک میں کا خیال غواٹی کرنے والا جو جی سکتی ہے تمہاری کر رہا ہوگا۔

ہمیں یہ اسرار معلوم کرنا چاہیے کہ ابھی پارس کے دماغ میں کون تھا؟

”نی اللعالم روضتی کے پاس چلو اب وہ علی تیمور سے باتیں کر رہی ہوگی۔“

وہ دونوں روضتی کے دماغ میں آئے۔ وہ غصے سے علی تیمور کو گالیاں دے رہی تھی۔ بتا چلا، وہ بار بار اس کے دماغ میں جاتی رہی اور دوسرے سانس روک کر اسے جھکا تا رہا۔ اس نے کو ڈورڈوڑا دیکھے اس کے باوجود اس نے دماغ میں اسے پھرنے نہیں دیا۔ ہر بار سانس روکتا رہا۔

ڈیوچر اینڈ ڈیوچر اچھا طرح جانتے تھے کہ علی تیمور اپنی ماں کو بہت جانتا ہے۔ بے انتہا چاہت کے باوجود وہ ماں کو دماغ میں جیکر نہیں دے رہا تھا۔ اس نے نصرت کا ایک لفظ بھی ادا کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ ماں دشمن کی تہی تھی، اس کی بھی پرہائیں تھی۔ بس وہ لوں سانس روکتا رہتا جیسے اسے تمام سازش کا علم ہو چکا ہو۔

ایسی بات نہیں تھی۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اسے دل دجان سے چاہنے والی ماں جان کی دشمن بن گئی ہے۔ دراصل اس نے طے کر لیا تھا کہ ماں کو بھی دماغ میں اس لیے نہیں آنے دے گا کہ اس کے پیچھے دشمن بھی آئیں گے اور یہ چپ چاپ معلوم کر لیں گے کہ وہ پیرس سے ڈیفرنٹ پیٹنٹ کیسے ہے اور اب عارضی ایک آپ کے ذریعے علیہ بدل کر نیویارک جانے والا ہے۔

وہ اپنی ماں کو نہیں سے دیکھتا اور سمجھتا آیا تھا۔ وہ جلد ہی دوسروں کی باتوں میں آ جا پاتی تھی۔ اس کے غلط فیصلے کی تھی وہ یہ بھی نہیں سوچے گی کہ دشمن خیال غواٹی کرنے والے ماں کا سہارا لے

بیٹے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس نے سوچا تھا۔ میں نیویارک جا رہا ہوں۔ ماں کو نیویارک یا واشنگٹن کی کسی عمارت میں جھکا کر رکھا گیا ہوگا۔ میں کسی دوسری طرح مانا گیا جاؤں گا پینے خود کو ان سے چھپاؤں گا اور انہیں دشمنوں کے آڑے نکالوں گا اور نہ وہ ان کی باتوں میں آکر سمجھے بھی ان کا تہی بنا دیں گی۔ دشمنی ہی ہے کہ کالیباہی حاصل ہونے تک ماں سے بھی کوئی رابطہ نہ رکھا جائے۔

وہ ایک نئے نام اور نئے چہرے کے ساتھ ایک نیا پاسپورٹ حاصل کر چکا تھا، شام کی فلائٹ سے روانہ ہونے والا تھا۔ وہ پیرس سے بھی نیویارک کے لیے براؤز کر سکتا ہے۔ یہ خوب جانتا تھا کہ دشمن اس پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ جہاں بھی جلا گا، وہ سانس کے طرح ساتھ لگے رہیں گے۔ انھوں نے فریڈنکرفٹ تک بھی پہنچا ہوا گا جس ہوکل میں اس کا قیام تھا، وہاں بھی ان کی نظر ہوگی اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ اسے ایک آپ میں پہچان رہے ہوں۔ اس نے جان بوجھ کر ناٹریوں جیسا... تک آپ کیا تھا۔ پیرس سے انھیں سمجھا تا رہا تھا کہ کئی خوش فہمی میں مبتلا ہے انداز اپنی دانست میں دشمنوں کو دھوکا دے کر نیویارک جا رہا ہے۔ یہ کہنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا کہ کون کس سے دھوکا کھا رہا ہے۔

جان بوجھ کر فریب کھانے کا یہ فائدہ تھا کہ دشمن اسے ڈھونڈ دوسرے فریب کرتے ہوئے ضرور ماں تک پہنچائیں گے اور ماں کو اس کے سامنے مجبور اور بے بس بنا کر بیٹے کو بھی کھنے میں مجبور کر دیں گے۔ اس نے آخر کو بہت پہلے سمجھا دیا تھا کہ دو دن بعد پیرس کے وقت کے مطابق وہ پیرس سے اس سے دماغی رابطہ قائم کرے۔ اس کے لیے کو ڈورڈوڑا مقرر ہو گئے تھے۔ اس نے کہہ دیا تھا، مقررہ وقت سے پہلے وہ امر کو بھی دماغ میں نہیں آنے دے گا۔

وہ دن کے گیارہ بجے ایک بہت بڑے ڈیپارٹمنٹل ہاؤس میں آیا سفر کے لیے چند چوڑے کیڑے اور کچھ ضروری سامان خریدنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ نگرانی کرنے والے دشمنوں کو بھی پہچاننا چاہتا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے خریداری کر رہا تھا۔ اپنے آس پاس متواظفوں سے دیکھ رہا تھا۔ کبھی دور تک نظریں دوڑاتا تھا، ایک بار اسٹور کے داخلی دروازے پر نظر پڑی تو وہ چونک گیا۔ چند لمحوں کے لیے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ اس نے دوسری بار دیکھا۔ فرزند کا منہ سے ری تھی۔ وہ فرزند جو اس کے سامنے آگ میں جل گئی تھی، جس نے اس کی آغوش میں دم توڑا تھا۔ وہ پھر زندہ ہو کر نکلا

کے سامنے آگئی تھی۔ اس کے بالکل قریب گزرتے ہوئے زندہ ہوسات کے شور دم کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ایک بڑھی عورت اور ایک جوان لڑکا تھا۔ وہ اسٹور کے دوسرے حصے میں جا کر نظر دل سے اوجھل ہو گئی تھی لیکن تیمور اس جگہ کو دیکھتا ہوا سوچ میں گم ہو گیا تھا، جہاں وہ نظر دل سے اوجھل ہوئی تھی۔

اس نے سوچا کہ یہ وہ عورت کے شور دم میں جانا چاہیے! خود مدغے نہ سمجھایا، یہ دشمنوں کی پیال ہو سکتی ہے۔ وہ تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ ایک آپ کے پیچھے علی تیمور ہے اور اگر ہے تو فرزند کی ہم شکل کے پیچھے بے اعتبار جانے کا لہذا وہ بے اعتبار ہوسات کے شور دم میں چلا آیا۔ پیچھے دشمنوں کو بائیں نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ اپنے لیے لباس کا انتخاب کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ آنے والا جوان کہہ رہا تھا، اچھا! یہ لباس تم پر خوب چھے گا! وہ بولی، ”جی نہیں، مجھے گرا سرخ رنگ پسند نہیں ہے۔“ بڑھی عورت نے کہا، ”بیٹی! ابھی اپنے بھائی کی پسند کو سمجھ لیا کہ اگر آخر یہ مرد ہے سمجھتا ہے کہ عورت کو کیسا پہننا چاہیے۔“

اچھے نہ کہا، بے شک راجہ مرد ہے۔ لیکن بھائی ہے ایک بھائی اور کسی آئیڈیل کی پسند میں بڑا فرق ہوتا ہے۔“ راجہ نے کہا، ”تمہارا آئیڈیل تو اس دنیا میں نہیں ہے۔ پتا نہیں تمہارے دماغ میں کیا ہے، جو بھی تم میں دلچسپی لیتا ہے، تم اسے اونہ کہہ کر مستور کر دیتی ہو۔“

وہ ناولاری سے بولی، ”بیٹا راجہ! ہم یہاں شاپنگ کے لیے آئے ہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں کوئی آئیڈیل نہیں مٹا کھولتا ہے اسے خرید کر چلو۔“

علی تیمور قریب ہی کھڑا اس پسینہ کرنے کے سہانے لمبی کو دیکھ رہا تھا اور اس کی بائیں سکن رہا تھا۔ اس کا نام ابراہن لوجہ نزان سے مختلف تھا۔ اس کے باوجود وہ سر سے پاؤں تک فرزند کھائی سے رہی تھی۔

کوئی ضروری نہیں تھا کہ یہ دشمنوں کی مجال ہو۔ قدرت کے کارخانے سے نکلتے ہی ہم شکل اس دنیا میں آتے ہیں زمین کے ایک سر سے دوسرے سر سے تک کوئی نہ کوئی کسی دوسری کام شکل نظر آ رہی جاتا ہے۔ ایسی، اس کی بوڑھی ماں اور راجہ کی باتوں میں قطع کی جھلک نہیں تھی اور نہ ہی کسی طسرح کی ایک لگ کا شہرہ ہو رہا تھا۔

وہ لباس کے بعد ایک آپ کا سامان خرید رہی تھی۔

جب تک وہ شوق کی چیزیں پسند کرتی رہی وہ اسے ادھر ادھر جا کر دیکھتا رہا۔ یہ جانتا تھا، مرنے والے کبھی وہاں نہیں آتے۔ مگر اسے لگ رہا تھا کہ وہاں آگئی ہے۔ وہ دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا، دل تو بیکٹے، بہلانے اور بائیں دھونکنے کے لیے ہوتا ہے۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ مجھے ہمیشہ بیدار رہنے دینا سکھا یا گیا ہے۔ میں دماغی طور پر عیال ہوں گا اور دل کے اعتبار سے غافل رہوں گا۔ دل شراہت میں رہے گا اور دماغ عہدت میں رہے گا۔

لیکن پھر جانک اس کے دیکھتے دیکھتے اور سوچتے سوچتے وہ جانے لگی۔ علی تیمور نے اپنے سامان کا بل ادا کیا پھر اس کے پیچھے تھوڑا فاصلہ رکھ کر جانے لگا۔ وہ جو کسی کے حسن و شباب میں دلچسپی نہیں لیتا تھا، سمجھ رہا ہو کہ پیچھے جا رہا تھا۔

ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے باہر نطف پانچ پر مردوں، عورتوں اور بچوں کی اچھی خاصی آمد و رفت تھی۔ ایمنے اپنی کارٹا یہ کہیں دوڑیارک کی تھی اسی لیے وہ ماں اور بھائی کے ساتھ بیڈل جاری تھی۔ اچانک ایک جوان علی تیمور کو دھوکا دے کر دوڑتا ہوا اچھی کے پاس پہنچا۔ اس کی ماں کو بھی ایک طرف لگا کر اس نے اچھی کا پرس چھینا، پھر بھلے لگا۔ اس واردات سے لوگ پریشان ہو کر ایک طرف ہو گئے تھے۔ پرس چھیننے والے کو بھانگے کا صاف راستہ مل گیا تھا لیکن اچھی نے کیا گارڈ چھلانگ لگائی۔ نضام قلابازی کھائی، پھر اس کے سر پر سے گزرتی ہوئی سانسے آ کر دیوار بن گئی۔

پرس چھیننے والے کو سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ اس کے منہ پر ایک لگ تھی۔ وہ بڑی تیز اور تھک تھی۔ اس نے کھوم کر دوسری لگ ماری۔ پرس اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ قریبی عمارت کی دیوار سے جا کر ٹکرا یا پھر فٹ پاتھ پر گر پڑا۔ اسی لیے اپنا پرس اٹھایا پھر اس کی جانب دیکھے بغیر اس طرح اطمینان سے جانے لگی جیسے یقین ہو کہ ایک بدعاش کے لیے آئی ہوئی خوراک کافی ہے۔

فٹ پاتھ پر اچھی خاصی بھڑک گئی تھی۔ پولیس والے اس جوڑ کو زمین پر سے اٹھا رہے تھے۔ علی تیمور بھڑک کر بھاگا ہوا آگے بڑھا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھ کر تھی اور وہ کار ایک پوزیشن لے رہی تھی۔ علی تیمور کی کار بہت پیچھے فٹ پاتھ کے کندھے تھی۔ وہاں تک جا کر اچھی کا قاتل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اتنی دور میں وہ جانے کہاں چلی جاتی۔ اس نے اس پاس نظر ڈرانا کوئی نہیں سمجھی دکھائی نہیں دی۔ اچھی کی کار دوڑ جا کر ٹرینک کے تھک میں گم ہو گئی تھی۔ اس نے بڑی حسرت سے کہا، ”آدی کو اتنا ہی مٹا“

سے عینا تقدیر دیتی ہے اور اگر یہ دشمنوں کی مہربانی ہے تو یہ مہربانی پھر ہوگی؟

وہ ابھی کاہن آکر بیٹھ گیا۔ اہلینان سے ڈرا سو کر تارہا ہونے پہنچا۔ وہاں اس نے ہونک کی کاروائی کی، اہل اندام کی پھر پٹی لے کر نکل پڑا۔ ابھی روانہ ہی ہوئے پانچ گھنٹے باقی تھے۔ وہ ایک تھکی میں بیٹھ گیا پھر ڈرائیور سے بولا: "اپنے شکر کی سیر کرواؤ ایک گھنٹے بعد اگر ٹیورٹ پہنچا دینا"

تیسری صبح پڑی۔ وہ کھڑکی سے باہر گھومتے ہوئے لوگوں کو دیکھنے لگا۔ دن کتنا تھا کہیں ابھی نظر آجائے گی۔ وہ ایک چرو دیکھنے کے لیے کئی طرف ہزاروں چروے دیکھتا چلا گیا اور پانچویں کھنٹی سے پھٹی جس کی جستجو وہ صحیحاً نہیں ملا۔

ایک گھنٹے بعد وہ ان ٹیورٹ پہنچ گیا۔ وہاں بھی اس کی نظریں جھکتی رہیں۔ وہ دروازے والی کا ایک چتر لگا کر کاؤنٹر پر کیا۔ بورڈنگ کارڈ لے کر ڈینک روم میں پہنچا۔ وہاں بھی وہ نہیں تھی۔ اس نے ایک کولڈ ڈرنک لیا پھر پیئے ہوئے دل پہل میں کہا: "اس ڈرائیور میں جو نکادینے والا موٹر آئے گا اب وہ طیارے میں ضرور ملے گی"

جب وہ طیارے میں پہنچا تو اندازہ درست نکلا۔ وہ کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے برابر والی سیٹ علی تیمور کی تھی۔ بہت ہی گھسیٹا ڈراما تھا جس شدت سے ابھی کی تلاش تھی، اُسے باگراتی خوشی نہیں ہوئی۔ وہ آرام سے سیٹ پر بیٹھ کر بولا: "ہیلو ابھی!"

اس نے چونک کر اُسے دیکھا، پھر لوچ پھار دم کھن ہو؟ مجھے کیسے جانتے ہو؟

"میں اپنا نہیں تم مسٹر ہو یا میں لیکن میں تمہیں میں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آج ڈسٹرینشل اسٹور میں تمہیں دیکھا تو دل ہار گیا۔ میں تمہارے پیچھے گھر تک جانا چاہتا تھا مگر دروغ نے سمجھا یا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آج نیویارک تک میرے ساتھ سفر کرے گی"

"مجھے اچھی ہوئی باتیں پسند نہیں ہیں۔ سیدھا سا جواب دو تم مجھے کیسے جانتے ہو؟"

"میرے دماغ میں کوئی اگر بولتا ہے جس کے متعلق جاننا چاہتا ہوں، وہ اس کے پاس سے میں پوری معلومات فراہم کر دیتا ہوں۔"

"کون ہے وہ؟"

"میں نے تو نہیں پوچھا کہ ابھی تمہارے دماغ میں کون بول رہا تھا؟ وہ فراہم ہوئی۔ پھر سچل کر بولی: تم کو اس کے بارے میں ہر معلوم ہوتا ہے، یعنی پیچھے کی کتابیں پڑھتے ہو یا فراہم دہلی تیمور کی طرح تم بھی

خیال خوانی کے خواب دیکھتے ہو؟

"اچھا تو تم فراہم دہلی تیمور کو جانتی ہو؟"

"آں۔ ہاں۔ جانتی ہوں مگر آنکھوں سے کبھی اُسے نہیں دیکھا اور جب تک آنکھوں سے نہ دیکھ لوں، یہ کبھی یقین نہیں کروں گی کہ دوسرا کوئی ہمارے دماغ میں آکر بول سکتا ہے۔"

"لیکن میرے سنا کر کوئی..."

وہ کہتے کہتے گی کی پھر اسی سے بولا: "ذرا ایک منٹ کے لیے خاموش ہو رہا ہوں۔ وہ سوچ کے ذریعے مجھ سے کوئی خاص بات کہہ رہا ہے۔"

اتنا کہ وہ خاموش ہو گیا۔ طیارے کے اندر ایک طرف یوں کھنٹے لگا دیے دماغ کے اندر کسی کی خاص بات سن رہا ہو۔ اسی وقت اس نے بولی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر کہا: "میں سمجھ رہا تھا ابھی کے دماغ سے نکل کر میرے دماغ میں اس لیے آئے کہ کوئی مجھ سے برا بیٹھ جائے۔ ایسے میں میں دوسری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا۔ تمہاری احمقانہ آمد کا شکر ہے، اب جاؤ"

اس نے سانس روک لی۔ ڈیڑھ باہر نکل گیا پھر ابھی کے دماغ میں آکر دوسرے ڈیڑھ سے بولا: "یہ شیطان کے بچے ہیں، اپنے پاس بھی زیادہ حالاک ہیں، اس کے دماغ میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے ابھی کی اہلیت معلوم کرنے کے لیے باتیں بنائی تھیں اور تم نے اس کی باتوں میں آکر مجھے اس کے دماغ میں جانے کے لیے کہہ دیا"

وہی واقعی اس کے اندر کوئی نہیں تھا؟

"جب وہ اپنی دل کو اُسے نہیں دیتا تو کبھی کسی دوسرے کو کیسے آئے دے گا۔ میرے پیچھے ہی اس نے ہم پر طنز کیا اور سانس روک لی"

ابھی نے علی تیمور کی چال کی پراسے کن انکھیلوں سے دیکھا اور سوچا: "مائی گاڈ! مجھے یار اور علی تیمور کے متعلق بہت کچھ جانتا گیا ہے مگر اس کے شاذ و نادر طریقہ کار کو دیکھ کر پتا چلتا ہے، ابھی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کرنے کو رہ گیا ہے۔ کاش میں اس کی اصلی صورت دیکھ سکتا!"

ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے پوچھا ابھی کی تم اس سے متاثر ہو رہی ہو؟ وہ ناگوار سے بولی: "جو اس مت کر وہ علی تیمور کیسے لینے سے عقل نہیں آجاتی۔ تم نے اس کے دماغ میں جانے کی غلطی کر کے کھیل بگاڑ دیا۔ میں اس کھڑکی کو بنانے کی کوشش کروں گی ورنہ یہ نیویارک پہنچنے سے پہلے ہی اہلینان سے مل جائے گا۔"

"ہیں بتاؤ تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"میں تمہاری پابندی نہیں ہوں، جاؤ سب باسٹرسے کچھ عقل چمک کلاؤ"

"تم ہماری توہین کر رہی ہو، غلطی ہر ایک سے ہوتی ہے، آئندہ ہم متاثر نہ ہوں گے، ہمیں بتاؤ تم کیا کر رہی؟"

"مہم دوروں میں غلطی کر رہے ہو، اس کو سمجھنے کے لیے اپنی عقل بھی نہیں ہے، علی تیمور مجھے ڈیڑھ پانچ گھنٹے اسٹور سے نازتا آرہا ہے، وہیں آکر میری آواز سننی ہوئی اور اسے بتایا ہو گا کہ میرا نام ابھی ہے اور میں اس کے ساتھ سفر کرنے والی ہوں"

"مگر تم سانس روک لیتی ہو، آکر تمہارے دماغ میں کیسے آئے گا؟"

"میں ایسے وقت اُسے محسوس کر سکتی ہوں جب میرے دماغ میں کوئی نہ ہو مگر تم دونوں میں سے کوئی نہ کوئی آتا جانا رہتا ہے۔ اس وقت بھی وہ سن رہا ہو گا کہ میرا اگلا طریقہ کار کیا ہو گا۔"

"کیا میں بتاؤں؟"

"نہیں، ہم لوچ کر دوسری بار غلطی کر رہے ہیں۔ ہم تمہاری دیر کے لیے جا رہے ہیں۔ تم اپنے طور پر کام کرو"

وہ دونوں چلے گئے۔ سوچ کے ذریعے باتیں کرتے وقت ابھی کی آنکھیں بند تھیں۔ اس نے آنکھیں کھولی کر دیکھا پھر چونک کر گئی۔ علی تیمور اپنی سیٹ پر نہیں تھا۔ کیا وہ سفر کا ارادہ بدلتی کہ کے طیارے سے اترتی ہے؟

اس نے ہر گھما کر دیکھا وہ دروازے کے پاس کھڑا ہوا ایک اسٹور سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ جلدی سے اُٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی پھر بولی: "تم سیٹ چھوڑ کر کیوں آئے؟"

اسٹور نے بولا: "یہ ابھی سیٹ بدلنا چاہتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں تمہارا گوبرواز کرنے دیں۔ کوئی سیٹ خالی رہی یا کوئی سیٹ تبدیل کرنے پر راضی ہوا تو یہ جگہ بدل سکیں گے۔"

ابھی نے علی تیمور کے ہاتھ سے بورڈنگ کارڈ چھٹ لیا پھر بولی: "سیٹ تبدیل نہیں ہوگی میری جان! اہمیت میں بخوار ہوئی جا رہی ہے، اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ تم مجھ سے ڈر ہو کر میری سلفٹ کرو"

اس نے علی تیمور کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور طرف کھینچا۔ اسٹور نے کہا: "یہ اب لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے، بلکہ اہمیت کا معاملہ ہے، پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں۔ میں ہر طرح قدرت کے لیے حاضر ہوں"

وہ ابھی کے ساتھ آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کوئی نیا ڈراما شروع کر رہی ہو؟

"ہاں نہیں۔ میں نے سانس روک کر اہلیت بھگا دیا ہے"

"اہلیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک سے زیادہ خیال خوانی کرنے والے ہیں"

"کیا تم نہیں جانتے کہ وہ دو ہیں؟"

"سب کچھ بتا رہی ہو"

"تمہارا آکر میرے دماغ میں آکر بہت کچھ پڑھ سکتا ہے۔ میں اسے کھلی چھٹی دونوں کی۔ وہ میرے چور خیالات پڑھ کر اہلیت یقین دلانے کا کراب میں تمہارے لیے مخلص اور مستعد ہوں، صرف اس وقت فراہم کروں گی جب وہ دونوں میرے دماغ میں آئیں گے"

"وہ کون ہیں؟"

"میرے باسٹرس اہلیت ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے سے ڈراما شروع کر رہی ہیں۔ ان کے ذریعے ایک دوسرے کی تمام صلاحیتوں کو ان میں منتقل کیا گیا ہے۔ وہ عادتوں اور صلاحیتوں کے اعتبار سے ہزاروں بھائی لگتے ہیں۔ اس لیے ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے لگاتے ہیں۔ میری دانست میں وہ قابل شکست فائز ہیں، وہ ہیں اور حاضر دماغ ہیں لیکن آج تمہارے جیسے بیزار کے سامنے وہ اونٹ لگ رہے تھے۔"

"تم ایسے لوگوں کے خلاف بول رہی ہو؟"

"میں انتظار کر رہی ہوں کہ میرے دماغ میں آکر آئے اور تمہیں صحیح بات بتائیں۔ میں بتاؤں گی تو تم یقین نہیں کرو گے"

"میں یقین کرنے کی کوشش کروں گا"

"میں اچھی فائز ہوں۔ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے کے مقابلے میں دیر تک میدان میں چھوڑتی۔ ذہانت میں ان دونوں کو چیلنج کر سکتی ہوں۔ سب باسٹرس جیسے کسی قابل سمجھتا ہے اسی لیے فرزانہ کاروں اور کرنے کی اجازت دی ہے۔ مخفی یہ کہ میرے پاس جتنی بھی صلاحیتیں ہیں ان سے میں فراہم دہلی تیمور کی جیسی کون فائدہ پہنچانا چاہتی ہوں"

"اس لیے تم پٹری بدل رہی ہو؟"

"تمہارے لیے میں طنز ہے، میں جانتی ہوں کہ زبان سے اپنی سچائی کا یقین نہیں دلا سکتی گی"

"ہاں یہ مجھوری ہے۔ میرے پاس کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے، ورنہ وہ اہلیت معلوم کر لیتا"

"کیا تم آکر میرے فائدہ نہیں اٹھاتے؟"

"میں نہیں تم نے عہد کیا ہے جب تک اپنی ماں کو دلایں نہیں لاؤں گا کسی کو دماغ میں آئے نہیں دلاؤں گا۔ آکر میرے کوئی کام لوں گا تو اسے دماغ میں آئے کی اجازت دیتی ہوگی لہذا میں اُسے بھی آئے نہیں دیتا"

”یہ کوئی واقف مندی نہیں ہے سیرہ ماسٹر اور مالک میں کے پاس بیٹھی بیٹھی جانتے والوں کا اضافہ ہو رہا ہے تمھارے لیے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں اور تم اگر مدد لینے سے انکار کر لے ہو، یہ سراسر نادانی ہے“

”میری نادانی تو کچھ تو زیادہ بتاؤ تم نے میری اما کو دیکھا ہے؟“

”ہاں دیکھا ہے“

”اگر تم جاری نہیں کیے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہتی ہو تو میرے لیے اما نامک پہنچا دو“

”میں ضرور پہنچاؤں گی لیکن تمہیں مایوسی ہوگی“

”تم سمجھتی ہو، میں اپنی مال کو واپس نہیں لاسکوں گا؟“

”یہ بات نہیں ہے، تم بہت کچھ کر سکتے ہو مگر رومنٹی دلوی اب تمھاری مال نہیں رہی“

”تم کتنا کیا چاہتی ہو؟ اور یہ تم میری مال کو دلوی کیوں کہہ رہی ہو؟“

”اس لیے کہ وہ اپنے بندو دھرم کی طرف لوٹ گئی ہیں“

”نہیں، ساما ایسا نہیں کر رہی گی“

”ایسا سوچو چکا ہے وہ اب اپنی چھٹی زندگی بھول گئی ہیں۔“

انھیں سمجھا گیا ہے کہ وہ لاد لاد ہیں۔ تم اور یارس ہونی لگے بیٹے ہو تم سب سے مل کر انھیں ستاہ و رہاؤ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑو، تمھارا باپ ان کے ایک بندو شوہر کا قاتل تھا اس طرح وہ تم سب کے خون کی پیاسی بن گئی ہیں“

”اوہ خدا یا، یہ میں کیسے رہا ہوں؟“

وہ اپنی مال کے متعلق سوچ میں گہرے سوچ رہا تھا

برین ڈانٹنگ کے بعد ماسٹر کو بھول جائیں گی، صرف وہی یاد رکھیں گی جو دشمن چاہیں گے پھر بھی اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ اسے دل و جان سے چاہنے والی صرف اس کے لیے جینے اور مرنے والی مال اپنے بیٹے کے خون کی پیاسی ہوگی۔

ای کی باتوں کے دوران دونوں ڈیکور ہو جوتھے بعد میں ایک چلا گیا تھا۔ دوسرا کہہ رہا تھا ”تمھاری ذہری چیل خوب ہے، علی تیمور تم پر بھروسہ کرنے لگے گا“

وہ ”نہ اٹھیں گے“ سے علی تیمور کو دیکھتے ہوئے بولی۔

تمھارے جانتے ہی چھپے ہوئے آدمی کو محسوس کر لیتی ہو لیکن علی تیمور کب رہا ہے۔ ہم ابھی طرح جانتے ہیں یہ اپنی مال کو بھی مدد میں نہیں آنے دیتا۔ کسی بھی خیال خزانے والے دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے آدمی کو بھی ڈر رکھنا ہے“

”یہ تم نے اچھا کیا جو سیرہ ماسٹر کے خلاف رومنٹی معلق اسے سب کچھ بتا دیا“

”نیو یارک میں مل بیٹے کا سامنا ہونے والا ہے، ماسٹر وقت علی تیمور کو جتنی باتیں معلوم ہونے والی ہیں، اتنی ہی باتیں میں نے پہلے سے بتا کر اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن یہ ابھی تک سوچ میں گم ہے۔ کاش تم میں سے کوئی اس کے دماغ میں پہنچ سکتا۔ کم بخت کہیں میرے خلاف نہ سوچ رہا ہو“

دوسرے ڈیکورنے ”اگر کما ایسی ماسٹر ہو۔ میں سیرہ ماسٹر کو تمھارے موجود طریقہ کار کے متعلق بتا سکتا ہوں تم سے بہت خوش ہے وہ تمھیں سونیا کی طرح مکار سمجھتا ہے اور یہ تمھارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے“

وہ خوش ہوئی تھی اور سیرہ اختیار مسکرا رہی تھی علی تیمور نے سوچنے کے دوران کن انھیلوں سے اسے دیکھا تھا جھنگ گیا اس کی غیر معمولی ذہانت نے سوال کیا، کیا یہ اچھا نہیں رہی خوش ہو رہی ہے؟

یہ اس کی خردی ہے۔ آدمی اپنے مخالف کو پریشانی سے سوچتے دیکھ کر اپنی کامیابی پر مسکراتا ہے اور سونیا کی طرح مکار دکھلانے والی ایسی سے یہ غلطی ہو چکی تھی۔

تینا نہیں سونیا نے اس کے دونوں ہاتھوں کی کتنی ہانگیوں کو توڑ ڈالا تھا۔ پاسکل بو با کو یوں لگ رہا تھا جیسے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں۔ اگر کسی نے اسے نہ سچا یا تو دونوں پاؤں بھی ٹوٹ جائیں گے اور اس طرح وہ ہمیشہ جینے کے لیے دست دیا کھائے گا۔

سونیا نے اسے چھوڑ دیا ایک طرف ہٹ کر بولی ”تو شہ زور ہے، تم اسے قابو میں نہیں کر سکتے تھے اس لیے شیطا چال ملی۔ اس کے اعضاء خرد کر دیے جس لڑکی کے قد یوں کے چابکوں کو بڑے بڑے خطرناک مجرم چھین گئے ہیں، وہ اب بے دست و پا ہو کر پڑی ہے۔ میں نے بھی تمھارے ساتھ ساتھ سلوک کیا ہے، جاؤ وہ حسین اور پریشان ہوا ہے۔ کیا تم سیرہ ماسٹر سے مراد ہو تو اپنی جوس پوری کر لو“

وہ تکلیف سے کہتے ہوئے بولا ”ناویرا یہ نہ بھڑو“

ہم اسے ملک میں ہو، میں تمھارا جینا عمل کر دوں گا۔ تم اپنی کھلائی جا رہی ہو تو مجھے طبی امداد پہنچانے کے لیے فوراً ڈاکٹر اور لیبلرین طلب کرو“

سونیا نے پوچھا ”کیوں تاتیانہ! تمھارا کیا خیال ہے؟“

”وہ ہلکا ہے۔ یہ کیمن ہے مگر ہمارے ملک کا سرمایہ ہے، اسے خیال خانی کے لیے اور ملک کی خدمت کرنے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔ میں خبر دہریا ہوں تم میرے سر ہید آف دی ڈیپارٹمنٹ سے بات کرو“

اسی وقت کسی نے ”الٹ، کما سونیا نے دروازے کی طرف دیکھا، ایک فوجی جوان ان لیے کھڑا تھا دوسرے کسی مسلح جوان اندر آ رہے تھے۔ تاتیانہ نے کہا ”اس شخص کو حراست میں لے لو اور سید آف دی ڈیپارٹمنٹ کے پاس لے چلو، وہ اس کے لیے طبی امداد فراہم کرو“

ایک فوجی افسر نے کہا ”میں بتا گیا تھا کہ کوئی شخص یہاں کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ ہم آپ کی نگرانی کرتے رہتے تھے آج یہ گرفتار ہو گیا، ہم اس سے اہلیت اگلوں گے“

”اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ ہی اس کی گرفتاری کا ذکر کسی سے کیا جائے، اس کا فیصلہ سید آف دی ڈیپارٹمنٹ کے دستوں پر چھوڑو“

ان سنیخ تو جیوں سے پاسکل بو با کی اہلیت چھپائی جا رہی تھی۔ وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ سونیا نے خبر پلانے کے بعد رسیور تاتیانہ کو یاد دہانے سے کان سے لگا کر بولی ”پاسکل بو با میرے لیے اسٹین کا سانپ ثابت ہوا ہے۔ اسے ایک مجرم کا طرح آپ کے سامنے لایا جا رہا ہے، اس کی کینگی کے باعث میں کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ ابھی آپ کے سامنے حاضر نہیں ہو سکتی، اس لیے فون پر لوری تفصیل بیان کر رہی ہوں، وہ شروع سے آخر تک بتانے لگی۔ سید آف دی ڈیپارٹمنٹ نے لوری کو روک دیا، سنیخ کے بعد کما ”میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا ہمارا پاسکل ایسی لگی ہوئی حرکت کرے گا۔ وہ اس ملک کے لیے اتنا ہی خردی ہے جتنا کہ ہماری زندگی کے لیے سانس ہوتی ہے۔ ہر حال میں ہمارا آدمی تو ہم اس کے متعلق کسی نتیجے پر پہنچنے کے تمھارے لیے ڈاکٹر آرہا ہے“

”میں ناویرا کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں“

”میں سمجھتا ہوں، ماسٹر کے پاس ڈیپٹی پارٹنر پہنچ رہا ہے۔ اس کے ہاتھ لڑکی کو قابو میں رکھنے کے لیے اب ناویرا کو سونیا کا دل اٹا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ویسے یہ ناویرا سونیا سے کچھ کم نہیں ہے، اس نے دوبارہ تمھاری جان بچائی اور تمھارا عزت پر

آج نہیں آنے دی۔ ہر بار اس نے حیرت انجیر صلاحتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ اپنی انھیلوں کی پراسرار قوت سے دشمن خیال خانی کے دماغ کو بھگا دیا تھا اور آج کسی نامعلوم داؤد بچ کے ذریعے پاسکل کی انھیلوں کو توڑ دی ہیں۔ یہ عورت بہت خطرناک ہے، تمھیں ہوشیار رہنا چاہیے“

”میں نے اپنی زندگی میں کسی پر بھروسہ نہیں کیا۔ ناویرا پر بھی نہیں کر دوں گی لیکن تمام اس کی احسان مند رہوں گی اور اپنی جان کی طرح اسے عزیز رکھوں گی“

اس نے کچھ اور باتیں کرنے کے بعد رسیور رکھ دیا پھر سونیا نے کہا ”میں نے اپنے اعلیٰ افسر سے جو کچھ کہا ہے وہ تمہیں سناتا ہے۔ میں تم پر کبھی بھروسہ نہیں کر دوں گی لیکن محبت اتنی کروں گی کہ تمھارے لیے وقت آنے پر جان کی بھی بازی لگا دوں گی“

”تم مجھے چاہتی ہو یہی کافی ہے، یہاں ڈیپٹی یارس آرہا ہے میری ضرورت نہیں رہی ہے مجھے واپس جانے دو“

”پیرس میں تمھارا کوئی گھر والا نہیں ہے بچے نہیں ہیں۔ کیسینو کی آمدنی تمھارے بینک میں جمع ہوتی رہے گی یا تمھارے وفادار سے کالا دھن بنا لے رہیں گے، وہاں جا کر کیا کرو گی میرے ساتھ رہو مجھے تمھاری ضرورت ہے“

”جہاں میری ذات رکھو وہاں ہو، وہاں میں نہیں رہتی“

”ناویرا! مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہمارے ملک میں ایسے جاسوس بھی کہتے ہیں جو ہمارے اعلیٰ افسران کا بھر پورا اعتماد حاصل کرتے ہیں، جب وہ یہاں سے کوئی اہم ماز خرما کر کے جاتے ہیں باچار لے جاتے ہیں پہلے مارے جاتے ہیں، اب عقل کافی ہے کہ ملکی معاملات میں کبھی کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ میں تمھیں جی سی پر مشورہ دیتی ہوں کہ تم کبھی بھی زیادہ اعتماد نہ کرو۔ اگر میں نے کبھی اپنے ملک کے خلاف تمھیں کوئی قدم اٹھانے کی لیا تو تمھیں دوسری سانس لینے کی مہلت نہیں دوں گی“

”تم مجھے اپنے ساتھ کیوں رکھنا چاہتی ہو؟“

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

”تم ذہین ہو، کیا اس سوال کر رہی ہو۔ پہلے سیرہ ماسٹر کا خیال خانی کرنے والا سیرہ ماسٹر تھا۔ اب یہ پاسکل بو با کی مکمل کردہ شہیہ ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہوگی۔ ڈانٹنگ سے کچھ توڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی پھانسی سے لٹھکانے سے بچنا ہے۔ مجھے کوزر بنا کر داغی پھینک دینا ہے گا اور الزام سیرہ ماسٹر کے خیال خانی کرنے والے کوڑے گا۔ صرف ایک نامی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو، جب تک دشمن

خیال غواہی کرنے والے فنا نہیں ہوں گے، میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔

”یعنی تم مجھے جبراً روک سکتی ہو؟“

”السا وقت نہ آنے دو، تم سمجھ دار ہو۔“
”مجھ پر جبر کر دیگا اور مجھ سے توقع بھی کر دی کہ میں خیال غواہی کرنے والوں سے تمہیں بچا کر رکھوں گی کیا یہ تمہاری داناہی ہے؟“
”جب تمہیں جبراً روکا جائے گا تب میں تم سے دوستی اور دفنا داری کی توقع نہیں کروں گی۔ فی الحال تم دوست بھڑو سنا انڈاز میں فیصلہ کر دو۔“

سونیا ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہوئے بولی۔
”میں تمہارے ملک میں آئی تو پاسکل لویا کی موت آنے آتے رہ گئی۔ میں چاہتی تھی وہ ابھی زندہ نہ رہتا۔ اگر تم اپنے ذراغ سے سپر مارشنگل پہنچا دو تو میں اس کے خیال غواہی کرنے والے کو ختم کر دوں گی۔ جب تمہارا دشمن نہیں ہوگا تو تمہیں میری ضرورت بھی نہیں رہے گی۔“

”تم میرے دل کی بات کہہ رہی ہو، میں خود امیر کا جاننا چاہتی ہوں۔ آج کل جو جو لوگ ایک تجربے سے گزارا جا رہا ہے۔ کل تک اس کا نتیجہ معلوم ہوگا۔ جب میرے اعلیٰ حکام کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ پاسکل کے علاوہ جو جو خیال غواہی بھی ہمارے کام آ رہی ہے تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت مل جائے گی۔ تم میرے ساتھ چلو گی۔“

سونیا نے کہا: ”میں نے سنا ہے جو جو کا ذہن بچکانہ ہے وہ سبلا اس ملک کے لیے کیا کام کرے گی۔ جب کہ اس نے فرناؤ کی زندگی میں کچھ نہیں کیا تھا۔“

وہ سکڑتے ہوئے بولی: ”یہی تجربہ کیا جا رہا ہے۔ پہلے وہ عمر رسدہ کی تھی اب اپنی عمر کے مطابق ذہانت سے پھر لورن جانی جا رہی ہے۔ اس کے دماغ کا آپریشن کیا گیا ہے۔ ڈاکٹروں کو یقین ہے کہ خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے۔“
”یہ روسی ڈاکٹروں کا حیرت انگیز کارنامہ ہوگا کیا میں جو جو کو دیکھ سکوں گی؟“

”سوری، اس کے پاس مالک مین کے علاوہ ڈاکٹر لورڈ ورسز ہی جا سکتی ہیں۔ میں اپنے خصوصی اجازت نامے کے ذریعے جا سکتی ہوں۔ لیکن جانا ضروری نہیں سمجھتی۔“
”کیا یہ سبس پیدا نہیں ہوتا کہ بچکانہ ذہن رکھنے والی اپنی عمر کے مطابق کیسے ذہین ہوئی اور اب وہ کیسی لگے گی؟“
”ہاں اسے دیکھنے کو جی چاہتا ہے گز جلدی کیا ہے میں اہم ملکی معاملات کے دوران اس سے کہیں نہ کہیں ضرور مل

لوں گی۔“

سونیا نے جو جو کے متعلق مزید گفتگو نہیں کی۔ تاہم بہت شہ کی مزاج تھی وہ کبھی یہ نہ بتاتی کہ جو جو کو کہاں رکھا گیا وہاں تاتیا نے کے علاج کے لیے ڈاکٹر کنگے تھے۔ ماربر اور گری نیند سے بیدار ہو گئی تھیں۔ ڈمی پارس بھی پہنچ گیا تھا۔ ماریا سے سہل رہی تھی۔
ڈاکٹر نے تاتیا کو دوا میں کھانے کے لیے دیں، اور کنگے بھی لگا پھر کر ڈاکٹر لوش کی بات نہیں ہے۔ بس تاتیا نے آئینہ کے اندر نازیل ہوجا میں گی۔

ڈمی پارس نے سونیا سے تنہائی میں ملاقات کی کہ: ”میں نازیل! آپ سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ میں نے سنا ہے آپ زبردست فائنس میں اور کوئی بڑا علم جانتی ہیں۔“

”تم کیا جانتے ہو، تاتیا ونا کہ میں بھی خوش ہو سکوں۔“
”میں تو جی ترتیب حاصل کر رہا ہوں۔ بیسٹرن ٹا سمجھا جاتا ہوں اس لیے پارس کا رول ادا کر رہا ہوں۔“
”جب یہاں جو جو لائی گئی تھی، تب بھی تم پارس بنا ہوئے تھے؟“

”ہاں، وہ بہت معصوم لڑکی تھی۔“
”بھئی کا مطلب کیا ہوا؟“

”یہی کہ اب معصوم سچی نہیں ہے گی۔ اپنی عمر مطابق چالاک تیر و طرار بنانی جا رہی ہے۔“
”سنا ہے اس کے دماغ کا آپریشن کیا گیا۔“
”ہاں، ہمارے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام آپریشن نتائج کا بے عیبی سے انتظار کر رہے ہیں۔“

”کیا اس کی صورت اور دل دیکھ بھی بدل جائے گا؟“
”تائیں، کیا کچھ تجویزیاں آئیں گی۔ اسے بڑے میں رکھا گیا ہے۔“

اسی وقت آڈر نے دماغ میں آتے ہی کو ڈورڈا ہوش میں آگود بارہ آنکھیں بند کر لیں۔ ڈاکٹر نے سمجھا کہ کوئی کیے۔ سونیا نے ڈمی سے کہا: ”اچھا میں ذرا ہاتھ روم جس کے باعث سو رہی ہے۔ آنکھ ملنے سے اسے آرام کرنے کے لیے رہی ہوں۔“

اس نے ڈمی کو ٹال دیا، ہاتھ روم میں جا کر بولی: ”میں اس کے دماغ میں یہ بائیں نقش کر چکا ہوں کہ وہ صحت مند ہونے کے بعد میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔“

”جی ہاں، جو جو ہوش میں آگئی ہے چون کہ ابھی کوئی اگر محسوس کرے تو انہیں نظر انداز کر دے گی۔ اب وہ تو محسوس ہے اس لیے پلائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔“
”آڈر ایہ بہتر من مرنے ہے تم تو میری عمل کے دستہ سے اپنی معمول بنا سکتے ہو۔“

”لیکن وہاں پاسکل موجود ہوگا۔“

”میں نے اس کی انگلیاں توڑ دی ہیں ابھی وہ خیال غواہی کے قابل نہیں ہے۔“

”خدا پر ہم مہربان ہے۔ میں ابھی اتنا کام کرتا ہوں۔“
وہ چلا گیا۔ سونیا ہاتھ روم سے باہر آئی، ماریا نے ہاتھ پر تپا لیا۔ ہاتھ تھپی خوش ہو کر بولی: ”تم! میں پارس کے ساتھ کھوئے جا رہی ہوں۔“

”جاؤ بھئی، عمر میری نصیحت یاد رکھو۔ غصہ برداشت کرنے کی کوشش کرتی رہو۔“
وہ ہنس کر بولی: ”اب مجھے غصہ نہیں آئے گا، میرا پارس میرے ساتھ ہے۔“

وہ اس کے بازو میں بازو ڈال کر چلنا چاہتی تھی، ڈمی گھبرا کر پیچھا پٹا گیا۔ ”میں نے وعدہ کیا ہے ہم ایک دوسرے سے کہہ کر ایک باہر تانت ڈور میں گئے۔“
وہ سرد آہ پھر کر بولی: ”تائیں میرے اندر سے یہ نہ کہھی ختم ہو گیا نہیں؟ آہ! محبت کرنے والا بھی مجھ سے خوف کھاتا ہے۔“
وہ اس سے فاصلہ رکھتی ہوئی باہر چلی گئی۔ تاتیا نے بڑے آٹھ ٹال رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ”میں ابھی خاصی توانائی محسوس کر رہی ہوں، تم مجھے دو دھواؤ میں تلاؤ۔“

مرم اس کے لیے گرم دودھ میں اڈیٹین ملائے لگے، تاتیا نے سونیا کو دیکھ کر کہا: ”ڈاکٹر کی دوائے خوب اثر کیا ہے۔“
”میں توانائی محسوس کر رہی ہوں۔“

”پاسکل کی دوا بھی عارضی کمزوری کے لیے تھی چلو اچھا ہوا تم نازیل ہو گئی ہو۔“
”میں ابھی باہر جاؤں گی۔ تم بھی تیار ہو جاؤ۔ تاتیا نے سامان لے کر چلو اس سے تم میرے ساتھ رہو گی۔“

وہ اپنے کمرے میں آگئی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد تاتیا نے انتظار کرنے لگی۔ آڈر نے اس کا کام ہو گیا جو جو نے اسے ہوش میں آگود بارہ آنکھیں بند کر لیں۔ ڈاکٹر نے سمجھا کہ کوئی کیے۔ سونیا نے ڈمی سے کہا: ”اچھا میں ذرا ہاتھ روم جس کے باعث سو رہی ہے۔“

”میں اس کے دماغ میں یہ بائیں نقش کر چکا ہوں کہ وہ صحت مند ہونے کے بعد میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔“

”خدا شاک! تم نے بہت بڑا کام کیا ہے آئندہ بھی اس کے دماغ میں جو جو محسوس کرتے رہو کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔“

اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ ویسے اس کی ذہنی حالت کیسی ہے؟“

”افسوس، اب وہ پہلے والی جو نہیں رہی۔ وہ بچپن سے اب تک کے تمام رشتوں کو بھول چکی ہے۔ تاتیا نے جو جو کا نام لیا اور اس نے دماغ کے کس حصے کا آپریشن کیا اور کتنے حصوں کو چھوڑ دیا جو جو کو وہ تمام علم و ہنر یاد میں جو وہ حاصل کر چکی ہے۔ اسے خیال غواہی کی تکنیک یاد ہے۔“

”مالک مین کو صرف اس کی ٹیلی پتھی سے دلچسپی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپریشن کے بعد بھی ٹیلی پتھی کی صلاحیت باقی ہے۔ در زدہ لوگ جو جو کا کارہ سمجھ کر مار ڈالتے۔“

”مجھے پتہ ہے کہ میری جو جو۔“
کی طرح زندگی گزارے گی۔ ٹیلی پتھی کا علم بھی برقرار رہے گا۔ اس طرح وہ زندگی کی تمام خوشیاں حاصل کرے گی۔“
”ہاں اگر میرا ہم سب کے لیے خوشی کی بات ہے۔ شو کی دشتی سے جو جو کو بہت بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔“

”دو گھنٹہ بعد تو میری نیند لوری ہو جائے گی۔ میں اس کے دماغ میں رہا کروں گا۔“

”ٹھیک ہے اسے زیادہ سے زیادہ اٹینڈ کر دو لیکن ہر آدھے گھنٹہ بعد مجھ سے رابطہ قائم کرتے رہو مجھے کسی وقت بھی تمہاری ضرورت پیش آسکتی ہے۔“

وہ آڈر کے جانے کے بعد سوچنے لگی۔ ایک بہت بڑا مرحلہ طے ہو گیا ہے، اگر مجھ سے جا بے جا جو جو کے پاس پہنچ جائے گا اور مجھے بھی اس کے صحیح حالات معلوم ہوتے رہیں گے۔ اب دو بہت ہی مشکل مرحلے رہ گئے ہیں ایک تو یہ کہ جو جو کسی طرح خفیہ آڈر سے بچا لانا، دوسرا یہ کہ اسے اس ملک کی سرحد سے باہر لے جانا۔ یہ تقریباً ناممکن ہے، یہاں قدم قدم پر پابندیاں ہیں۔ یہاں غیر ملکی طیارے، باسلی کا پٹر خفیہ راز میں گزرتے اور اس ملک کے کسی طیارے کو اخراج کر کے لے جانا ناممکن نہیں ہے۔ لیکن ناممکن کو کسی طرح ممکن بنانے کی کوشش کروں گی۔

وہ خیالات سے چونک سی۔ تاتیا نے کمرے میں آکر پوچھا: ”رہی تھی؟ کیا سوچ رہی ہو؟“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی: ”تم مجھے اپنے ساتھ لکھنا چاہتی ہو۔ یہ میرے لیے بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ لیکن میں محسوس کر رہی ہوں کہ میں اب قیدی ہوں اس ملک کی اور اس شہر کی جی بھر کے سیر نہیں کر سکوں گی۔“

تاتیا نے جیسے ہوئے بولی: ”یہ تمہارا خیال ہے جہاں میں جاؤں گی وہاں تم جاؤ گی۔ اس طرح تم صرف ماسکو شہر کو ہی نہیں

پوستے سوویت روس کو دیکھ سکوگی، میں ابھی تمہیں شہر کی سیر کرانی
گئی تھی تو ٹا پیدل بھی چلوں گی تاکہ تو اتانی اور تھکن کا اندازہ ہو سکے
اور تھکادی بھی جاؤں پوری ہو سکے“

سونیا اپنی انچی اٹھا کر اس کے ساتھ باہر آئی دوست
گارڈز وہاں موجود تھے۔ انھوں نے تاتیانا کو سیورٹ کیا سونیا
کی لہجے کے گڑبگڑ میں رکھی وہ دونوں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ
گئیں۔ تاتیانا نے کارڈریس ریسور کے ذریعے اٹیل جنس
دالوں کو تیار کروا دیا وہ کے ساتھ شہر کے کون کون سے
علاقوں اور بازاروں میں چلنے کی اور کہاں کلاسی پھود کر
پیدل چلے گی پھر واپس گاڑی میں اس کا اپنی رہائش گاہ میں
پہنچے گی۔ یہ اطلاع دینے کے بعد اس نے گاڑی اسٹارٹ
کی پھر اسے آگے بٹھاتے ہوئے اٹیل جنس سے ڈرائیور کرنے لگی۔
سونیا نے پوچھا ”یہاں تھکاری حیثیت کسی اعلیٰ حاکم
سے کم نہیں ہے پھر پھر تم رداختی سے قبل رپورٹ دیتی
ہو۔ کیا یہ پابندی نہیں ہے؟“

”اعلیٰ حاکم بھی باندھتے ہیں اور میری طرح رداختی
سے پہلے پورا پردہ کرنا کم طے کر لیتے ہیں اور ایسا یہ ملک
کے حکام کرتے ہیں۔ ایسی پابندیاں سخت نظر آ رہی ہیں“
وہ مختلف موضوعات پر باتیں کرتی ہوئی ہنستی لولتی
ہوئی ایک بازار کے قریب پہنچ گئیں۔ پھر تاتیانا ایک چوک
گاڑی پارک کر کے بولی یا آؤ یہاں کے بازار کی سیر کرے
اور جو چیز پسند آئے خرید لو“

”میرے پاس یہاں کی کرنسی نہیں ہے“
”کیسی یہاں کی چلتی پھرتی کرنسی ہے۔ آگے دکا نڈا مجھے
جاتے ہیں اور جو نہیں جانتے میرا خصوصی شانہ خجی کارڈ دیکھ
کر یہل میرے دفتر میں بیچ دیتے ہیں“

سونیا نے اس کے ساتھ بازار کی سیر کی۔ اسے خریداری
کا شوق نہیں تھا۔ تاتیانا نے، ”یہاں جاؤ اور میرا پاس
ایک لباس خرید لیا۔“ سونیا نے اسے دیکھی میں آکر بیٹھ گئیں۔
سونیا نے پوچھا ”کیا تم تھکن محسوس کر رہی ہو؟“

”بالکل نہیں، میں پہلے کی طرح نارمل ہوں، جسمانی
تھکن نہیں ہے۔ اگر وہ کم قیمت یا سکل دھوکے سے دو انہ
کھلاتا تو میں اب تک دماغی توانائی بھی حاصل کر لیتی“

”فکرو نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں“
”لے شک تمہاری موجودگی میں کوئی خیال تولنی کرنے
والا مجھے نقصان نہیں پہنچانے گا کیونکہ وہ ابھی چرپ
ہوگا۔ یہ سوزن کرے جینی سی ہوتی ہے، میں مجبور بن کر

نہیں رہنا چاہتی جلد از جلد دماغی توانائی حاصل کر سکتی
اندھے چھپے ہوئے دشمنوں کو بھگانا چاہتی ہوں“
اس نے ایک بہت بڑے پارک کے سامنے گاڑی

روک دی وہ پارک بہت خوبصورت تھا۔ رنگ برنگ
خوشگام پھول اپنی اپنی بہار دکھا رہے تھے صحت مند خوردنی
مرد پتے اور لہڑھے وہاں ٹھہر رہے تھے یا دھوپ میں بیٹھے
سردی اور سوزن کی ہلکی چوپک لطف اٹھا رہے تھے۔
تاتیانا سبز ملامت گھاس پر چلتے ہوئے بچوں کے بل اچھٹے
وہ دوڑنے اچھٹے کوڑنے اور دشمنوں سے مقابلہ کرنا
کے دوران تھکنی نہیں تھی۔ اس وقت آزمانا چاہتی تھی
بیجاری اور اعصابی کمزوریوں سے گزرنے کے بعد بار
کتنی دیر تک محنت کر سکتی ہے۔

دندش کے دوران سونیا آگے مسکرا کر دیکھ رہی
آہر حسب وعدہ آگے گھٹنے بعد آیا تھا اس طرح وہ دروازہ
آپ کا تھا۔ دوسری بار سونیا نے کہا تھا ”مارا یہ کی خیریت
کر رہی ہے؟“ وہ اپنے تم مار یہ اور ڈی پارک کا حال
کر سکتے ہو۔ بلکہ اس ڈمی کے دماغ میں جاؤ، ہو سکتا ہے
معلومات میں مزید اضافہ ہو جائے“

آہر تیسری بار اس وقت آیا جب تاتیانا پارک
اچھل کود رہی تھی۔ اس نے سونیا سے کہا ”مارا یہ تفریح
کے بعد واپس آئی ہے۔ وہ پارک پارک بہت خوش آ رہی ہے۔
میں ڈمی کے دماغ میں گیا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں
کیا، معلوم ہوتا ہے وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہے گا۔
مارا یہ میں بے حد کشش محسوس کر رہا ہے۔ زہر کے خورد
سے دور بھی رہتا ہے اور قریب بھی جانے کے لیے محسوس ہوتی“

”میں مجھ کو کے دماغ میں تھا، ماسک میں آگے دیکھنے
”مارا یہ میں خطرناک حد تک زہریلی کشش ہے، تمہارا وہ
بے حد شین بھی ہے۔ مضبوط وقت ارادگی رکھنے والی سیر کے
خود کو اس کے قریب جانے سے بچا سکتے ہیں۔ ڈمی ہا ہے۔
کے ارادے میں کمزوری پیدا ہوگی تو حرام موت مرے کے
تاتیانا بچوں کے بل اچھٹتی ہوئی آئی پھر باہتی
بولی ”میں مزید ایک گھنٹہ تک باہی چھلی دندش کے
ہوں، جھکاؤ کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ تمہارا کیا خیال
”ہاں خود کو زیادہ نہ تھکاؤ، تمہارا یہی حوصلہ
چپاروں میں دماغی توانائی بحال ہو جائے گی“
”وہ کار میں آکر بیٹھ گئیں۔ آہر نے کہا میں جا رہا ہوں
وہ بولی ”آہر! مجھے اپنے دماغ سے بھی بچ کر رہنا
پڑے گا۔“

کو دم کتنی دیر سے تاتیانا کے پاس نہیں گئے۔ اس کا دماغ
پڑے ہوئے جاؤ“
وہ جلاگا، شاید تاتیانا کے دماغ سے کوئی خاص بات

معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے وہ واپس نہیں آیا سونیا
رہی تھی، تاتیانا نے اٹیل جنس والوں کو اپنی تفریح کا جو
پرگرام اور وقت بتایا تھا، اسی وقت کے مطابق وہ اپنی
باتیں گاڑی میں پہنچ گئی تھی۔ اس کو خوبصورت سا بنگلا چار
گروں پر مشتمل تھا، صرف ایک کمر سونے اور آرام کرنے کے
لئے تھا۔ باقی کمرے اس کی ضروریات کے سامان سے
جبرے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں ہر طرح کے جدید تھیٹرا
ویڈیو کیمرے، وی سی آر ڈی وی اور ہزاروں ویڈیو گیمز تھے
جن کے ذریعے دنیا بھر کی معلومات حاصل ہوتی تھیں۔

دوسرا کمرہ ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنا ہوا تھا۔ اس کا
باپ ایک مشہور سائنسدان تھا۔ اس نے اپنے باپ سے بہت
کچھ حاصل کیا تھا۔ فرصت کے وقت اس لیبارٹری میں کچھ
کچھ کر کے تھی پھر اظہار ہوا دار تھا۔ وہاں دندش کرنے
اور جراثیم کی مشق کرنے کا تمام سامان موجود تھا۔ سونیا
نے کہا ”یہ کمرہ میری ضرورت اور شوق کے مطابق ہے۔“

”یہ کمرہ میری ضرورت کا شوق ہے؟“
وہ اپنے شوق کے متعلق بتانے لگی ”یا قوں کے دوران
کے بعد واپس آئی ہے۔ وہ پارک پارک بہت خوش آ رہی ہے۔
میں ڈمی کے دماغ میں گیا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں
کیا، معلوم ہوتا ہے وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہے گا۔
مارا یہ میں بے حد کشش محسوس کر رہا ہے۔ زہر کے خورد
سے دور بھی رہتا ہے اور قریب بھی جانے کے لیے محسوس ہوتی“

”میں مجھ کو کے دماغ میں تھا، ماسک میں آگے دیکھنے
”مارا یہ میں خطرناک حد تک زہریلی کشش ہے، تمہارا وہ
بے حد شین بھی ہے۔ مضبوط وقت ارادگی رکھنے والی سیر کے
خود کو اس کے قریب جانے سے بچا سکتے ہیں۔ ڈمی ہا ہے۔
کے ارادے میں کمزوری پیدا ہوگی تو حرام موت مرے کے
تاتیانا بچوں کے بل اچھٹتی ہوئی آئی پھر باہتی
بولی ”میں مزید ایک گھنٹہ تک باہی چھلی دندش کے
ہوں، جھکاؤ کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ تمہارا کیا خیال
”ہاں خود کو زیادہ نہ تھکاؤ، تمہارا یہی حوصلہ
چپاروں میں دماغی توانائی بحال ہو جائے گی“
”وہ کار میں آکر بیٹھ گئیں۔ آہر نے کہا میں جا رہا ہوں
وہ بولی ”آہر! مجھے اپنے دماغ سے بھی بچ کر رہنا
پڑے گا۔“

”ہاں، سونیا نے مجھ پر غلطی میک آپ کیا تھا وہ بہت
آہستہ جڑوا تھا میں نے مجبوراً وہ میک آپ آنا دیا۔ سونیا
میں ایسی کار میں تھی جس کے شیشے ٹکڑے ہیں باہر سے
کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا“

”تم کار سے تھوڑی دیر کے لیے باہر نکلی ہو گی یا کسی
ضرورت سے شیشہ تو ہٹا ہوا ہوگا۔ وہاں باس نے تمہیں دیکھ لیا
ہے اس کے تمام سامت تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں“
”اوہ، یہ تو بہت بُرا ہوا سونیا مجھے سے ناراض ہوجائے گی“
”اچھے بچو بچو انہیں ہے، آئندہ محتاط رہو۔ اس سہرا کی
بھنگی کھڑکی سے بھی باہر نہ جھکاؤ، دشمن تمہیں تلاش نہیں کر
سکیں گے، میں پھر آؤں گا“

آہر نے سونیا کے پاس آکر رپورٹ دی، اسی وقت
میلی فون کی گھنٹی بجنے لگی تاتیانا نے ریسور اٹھا کر کہا ”ہیلو
تاتیانا دس اینڈ“

سونیا نے کہا ”آہر! تاتیانا کے پاس جاؤ“
اور دوسری طرف سے اٹیل جنس کا ایک اعلیٰ افسر کہہ
رہا تھا جس نے تاتیانا تمہیں ہوشیار بننے کی ضرورت ہے جس
کے پاس نے اپنے شہر میں نادیہ کو دیکھنا اگر وہ نادیہ ہے
تو تمہارے ساتھ کون ہے؟ اور تمہارے ساتھ نادیہ ہے
تو وہ ہر کسی کو مارنے والی کون ہے؟ اسے باس کے
سامت تلاش کرنے ہے، اہل جلد ہی حقیقت سامنے آجائے
گی۔ میں نے تمہیں ہوشیار کرنے کے لیے یہ اطلاع دی ہے،
میرے آئندہ فون کا انتظار کرو“

تاتیانا نے ریسور رکھ کر سونیا کو چھٹی ہوئی نظروں
سے دیکھا وہ انجان بنی آرام سے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔
آہر سے فون پر ہونے والی باتیں تیار ہوا تھا۔ وہ بولی ”تاتیانا
کے پاس رہو اور اس کے ارادوں سے مجھے باخبر کرتے رہو“
پھر اس نے تاتیانا کو، ”اس کے بعد جو تک کر لوں
”کیا بات ہے؟ تم مجھے پیچھا کر رہے ہو؟“

”میں تمہیں دیکھ رہی ہوں اور سوزن رہی ہوں، میری
چھی جس کو کبھی غلط نہیں ہوتی، لیکن میں نے تمہارے معاملے
میں اپنی چھی جس کو کبھی جھٹلا دیا تھا“
”تم پہیلی نہ بچھو آؤ“

”تم نے طیارے میں جس حاضر دماغی سے لاٹری
کے ذریعے شعلہ چھید کا تھا اور دشمن کو نفسیاتی حملے
سے بدحواس کر دیا تھا اسی وقت میرے دماغ نے جین

کر کہا تھا تم سونیا ہو!
 وہ سونیا کا راجہ لہجے دیکھنے کے لیے ذرا چپ ہوئی پھر بولی۔
 ”لیکن میں نے اس لعین کو بھٹلا دیا کیونکہ پاسکل بوبانے
 تھکے دماغ کو پھڑکھڑکے لعین سے کہا تھا، تم نادیدہ ہو
 یوں بھی میں نادیدہ کی برہنہ نہیں جانتی تھی اس لیے مان
 گئی کہ وہ خود بھی سونیا کی طرح چالاک اور حاضر دماغ
 ہو سکتی ہے۔“

وہ پھر ذرا چپ ہوئی، اس کے بعد بولی وہ جب
 دشمن خیال خوانی کرنے والا چھپرے لگا پھرتی تھی کا ہتھیار استعمال
 کر رہا تھا تو تم نے مجھے اپنی آنکھوں میں دیکھنے کے لیے
 کہا میں نے دیکھا اور حیرانہ نہ گئی، تمہاری آنکھوں میں
 کوئی شیطانی قوت نہیں تھی، لہذا یہ نور تھا۔ تم نے مجھ پر
 کوئی عمل نہیں کیا مگر میرا دماغ دشمن کی دی ہوئی اذیت
 کو بھول گیا حتیٰ کہ دشمن بھی دماغ سے چلا گیا۔ اس وقت
 بھی میرے دماغ نے حیرت کر کہا تم سونیا ہو۔“

سونیا نے پوچھا ”یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ سونیا
 کوئی پراسرار علم جانتی ہے۔“
 وہ بولی اس وقت تمہاری سگاری میری جھڑکی نہیں
 آتی تھی، اب سمجھ گئی ہوں طبیبے میں پراسرار کا خیال خوانی
 کرنے والا دشمن میرے پاس نہیں آتا تھا۔ تم نے آدھو میرے
 دماغ میں پھبھا تھا اور اسے سمجھا دیا تھا کہ جیسے ہی میں
 تمہاری آنکھوں میں دیکھتا شروع کر دوں وہ چلا جاتے اور
 میں تمہاری احسان مند ہوجاؤں کہ تم نے ٹیلی ویسیجی جاننے
 طے دشمن سے مجھے بچا ہے۔ تمہاری سگاری سمجھ میں
 نہیں آتی، جب سمجھ میں آتی ہے تو پانی سر سے گزر چکا
 ہوتا ہے۔“

وہ پھر چپ ہوئی سونیا نے کہا شاید جب میں نے
 پاسکل کی انگلیاں توڑیں تو تمہارا بارہا ہاتھ بھی دور ہو گیا
 اور تم نے مجھ سے یہ تک سونیا سمجھ لیا اور سمجھ گئی تھی
 اپنے ساتھ لے کر بازاروں میں گھومتی رہیں۔ پارک میں جانا
 کے قریب دکھاتی رہیں اور مجھ پر پھر دسانہ کرتے ہوئے بھی
 بھروسہ کرتی رہیں۔“

”یوشٹ آپ، مجھے ابھی فون پر اطلاع ملی ہے کہ
 ”نادیدہ پیرس میں ہے۔“
 ”اچھا تو یہ وجہ ہے تمہاری طوطا چشمی کی، وہاں چونکہ
 میری ہم شکل ہے، اسی لیے میں نادیدہ نہیں ہوں۔“
 ”وہ تمہاری ہم شکل نہیں بلکہ تم اس کی ہم شکل بن کر

آئی ہو۔“

”کیا اس نادیدہ کو ابھی طرح پرکھ لیا گیا ہے؟“
 ”میں مگر جلد ہی پرکھ لیا جاتے گا۔ چند گھنٹوں میں
 اصلیت سامنے آجائے گی۔“
 ”تم نے چند گھنٹوں تک میری نہیں کیا اور مجھ پر حملے
 کرنے کی تیاری کی ہو۔ اس کی وجہ؟“

”اس کی وجہ یہی تھی جس سے یہ میری غیر معمولی جر
 ہے، اس کی بدولت میں نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی
 ہیں۔ میں پورے لعین سے تمہیں سونیا کہتی ہوں۔“
 سونیا نے مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا ”تاہم
 تمہارے لعین کو کبھی نہیں پوچھا ہو گی، بے شک میں سونیا
 ہوں اب بتاؤ میرے ساتھ کیا سلوک کرو گی؟“
 ”تاہم ابھی اچھا کر اس کے سامنے تنگمی چھوڑ لو اور
 سلوک جو ایک محبت وطن کو اپنے وطن کے دشمنوں سے
 کرنا چاہیے۔“

”تاہم اب تم اس شکل کی چار دیواری میں تنہا ہو، ما
 ہوں کہ بڑی شہ زور ہو۔ آج تک اپنے دشمنوں پر بھاری
 پڑتی رہی ہو اگر آج بھاری شہ زور تمہیں کوئی نیا
 آنے گا؟“

”تاہم ان کے ایک مقدمہ لگایا پھر کہا وہ میں نے پہلے
 بتا دیا تھا کہ کسی پر پھر دسانہ نہیں کرتی۔ تم پر بھی نہیں کر دوں
 تمہیں یہاں لانے کا مقصد یہ بھی تھا کہ ہماری تمہاری
 ریکارڈ ہوتی ہے۔ جس طرح مارہ کی رہائش گاہ کے ہر حصے
 مائیک لگے ہوئے ہیں اس طرح یہاں بھی مائیک ہیں جو
 نہیں آتے۔ ہماری انگلی دو سر ہر طرف سنی جا رہی ہے۔ اس
 سے پہلے کہ تم مجھ پر بھاری پڑو، یہاں مسلح سپاہی پہنچ جائے
 گے، تمہاری سگاری آج ختم ہو چکی ہے۔ ہا ہا ہا ہا ہا
 وہ تمہارے سگاری تھی جس ملک میں قدم قدم پر
 ہو وہاں کے ایک جنگل سے سونیا کا بیج نکلتا بالکل ایسی
 تھا۔ تاہم ان کے فاتحانہ حوصلے کرنے کی چار دیواری میں گور
 رہے تھے۔“

”میرا تو ہتھیار ہی دیر تک پاس کو دیکھتی رہی پھر
 مل گیا سوچ ہے ہو؟ تمہاری ماما اب دماغ میں نہیں آئی
 وہ خیالات سے چونکہ کر لانا وہاں شایر میں
 ”میں حیران ہوں وہ وہاں ہو کر تمہیں دماغی جھٹکے
 چاہتی تھیں۔“

وہ اداسی سے مسکرتے ہوئے بولا ”وہ پہلے ہی مجھے
 یہ تسلیم نہیں کرتی تھیں۔ سپراسٹر نے انہیں میرے خلاف
 اور بھڑکا دیا ہو گا۔“

”جب وہ تمہیں نہیں صرف علی تھوڑے کو ٹپا سمجھتی ہیں تو
 تمہیں انہیں نظر انداز کرو، ایک دن انہیں اپنی غلطی کا احساس
 ہو جائے گا۔“
 ”ماں نادان ہے، بیٹا تو نادان نہیں بنے انہوں نے
 مجھے جنم دیا ہے اسی لیے میں قدرتی طور پر ان کے منفی شعیرے
 سے داس ہو جاؤں گا۔“

”وہ میرے پرکھنا ناگوار تھا جب وہ چلا گیا تو پاس
 نے کہا یہ تم خاموشی سے کھانا کھاؤ اور مار کے دماغ میں بیج
 کر ان کے موجودہ حالات کو سمجھو۔“
 ”کیا وہ مجھے دماغ میں آنے دیں گی؟“
 ”جا کر آزماؤ، جگہ نہ ملے تو لوٹ آنا کسی کو تم پر شبہ
 نہیں ہو گا۔“

پاس اسے خیال خوانی میں لگا کر نہایت اطمینان سے
 اس کے حسن اور شباب کو دیکھ رہا تھا۔ بلکہ لگا ہوں کی انگلیوں
 سے جی بھر کے ٹھول رہا تھا اس نے عسکری کیا وہ برائے نام
 کھادی تھی رہ کر بھولو بدل رہی تھی اور اب ہی آپ شرما
 رہی تھی۔ پاس نے پوچھا ”تم خیال خوانی میں مصروف نہیں ہو؟“
 ”وہ سر جھکاتے کانٹے اور بچے سے کھیلنے لگی۔ اس نے
 پوچھا ”تم لڑکیاں یہ کیسے سمجھ لیتی ہو کہ تمہیں کوئی نظر بھر کے
 دیکھ رہا ہے؟“

وہ مسکراتے لگی پھر بولی ”میں عورت ٹیلی ویسیجی جاتی ہے
 اپنے مرد کے مزاج کو خصوصاً اس کے روحانیت کو خوب
 سمجھتی ہے اس لیے دیکھ لیں پوچھ لیں پھر لیں یہ ہے کہ اس
 کا چلنے والا اس وقت کیا جانتا ہے۔“

”تم میری چاہت کا مسلح نگار ہی ہو۔ ماما کے پاس
 نہیں گئیں؟“
 ”میں چندہ منٹ ان کے دماغ میں رہ کر آئی ہوں
 تمہیں یہ سن کر دکھ ہو گا کہ ماما نے تمہارے مذہب کو چھوڑ
 دیا ہے۔ اب انہندو دھرم پھر اختیار کر لیا ہے۔ اس کا ایک شتی
 کوہر برکت منگھ ہے اور ایک بھالی لاج وتی ہے یہ ہارٹ
 کی اطوری کے سلطان ماما کے شوہر تھا کہ گھوڑے رنگہ کو تھا کہ
 پالنے قبل تھا اور ماما کو دائرہ بنا کر رکھا تھا وہ سونیا ماما سے
 ملی تھوڑے اور تم سے اپنی ذلت اور برادری کا انتقام لینا
 چاہتی ہیں۔“

سپراسٹر کے زیر سایہ رسوئی دیوی جونیا ڈور لہا لہ کر رہی

خوفنا!

ایک ایسا مسئلہ جس سے ہر شخص دوچار ہے
خوف سے آدمی پریشان ہوتا ہے۔
خوف سے آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔
خوف سے زندگی ناکام ہو جاتی ہے۔
خوف سے ازدواجی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔
خوف سے آدمی خودکشی کر لیتا ہے۔
خوف دیکھ کی طرح زندگی کو چاٹتا رہتا ہے۔
شرم بھی خوف ہی کا ایک پہلو ہے اور اتنا ہی خطرناک

اُردو کے جازے سہانے شاعر نے نسیات کی ادیب اسلام حسین کے قلم



خوف و شرم

اور اس کا سدباب
 کا مطالعہ کیجیے
 اور ان کمزوریوں سے نجات حاصل کر کے
 کامیاب اور خوش و خرم زندگی گزار لیں

قیمت ۲۵ روپے
مکتبہ نسیات پوسٹ بک ۸۹۳۲ کراچی

تھی اس کے متعلق مدینا جاتی رہی۔ پارس نے کہا دوامانے اپنی زندگی میں کبھی اپنے معاشخ سے کبھی سبک کرنا نہیں کیا۔ ان کی ایک کمزوری سے سپر مارٹھریل سہا ہے۔ علم غمی تیمور کے پاس جا ہوا اور اسے ماما کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر علی تیمور کے معاشخ میں پہنچے ہی دایس آگئی اس نے دو دایس لیا کہا پھر دایس نے سانس روک لی مدینا نے پارس سے کہا "تمہارے بھائی سے بڑا ڈر لگتا ہے اس نے مجھے موت کی سزا سنائی تھی۔ وہ بہت چالاک ہے اس نے بتائیں تو مجھے دشمن خیال خوانی کرنے والی کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔"

اب تو دشمن نہیں ہو۔ اس کے ہاتھوں سے فون پر رابطہ قائم کرے۔ میں تمہاری طرف سے صفائی پیش کروں گا۔ میں اس سے کیسے کہوں وہ دماغ میں آتے ہی نہیں دیتا میں تین بار کوشش کر چکی ہوں۔"

مدہوں، علی تیمور وہی کہہ رہا ہے جو میں کہ رہا ہوں۔ دشمن ہر سائنسدان کو کسی وقت بھی دماغی اذیت پہنچا سکتے ہیں۔ بہتر یہی اسی میں ہے کہ وہ دستوں کو بھی دماغ میں نہ آنے دیا جائے۔

"پھر مجھے کیوں آنے دیتے ہو؟"

"تم میرے سامنے رہتی ہو جو ہم کسی اہم لنگو کے لیے اشارہ کرتی ہو لیکن دماغ کے مدد سے کھول دیتا ہوں۔ میری نظروں سے اوجھل ہو کر دماغ میں آنا چاہو گی تو پہلے خاص کو ڈیوڈنگ سٹون کا۔ اس کے بعد آئے دیکھا گا؟"

"یہاں کسی اعلیٰ افسر کے ذریعے علی تیمور سے رابطہ ہو سکتا ہے؟"

"نہیں، کوئی نہیں جانتا، وہ کہاں ہو گا۔"

ہوٹل کا مینیجر اپنے ہاتھوں میں ایک پلے کا ڈھکنے ڈانڈنگ بال کے مختلف حصوں سے ڈر رہا تھا اس پلے کا ڈھکنے پر سن میڈیا لکھا ہوا تھا میڈیا نے کہا یہ پارس! وہ دیکھو پلے کا ڈھکنے پر میرا نام ہے تمہارے منصوبے کے مطابق کسی نے مجھے پہچان لیا ہے۔"

پارس نے میجر کو اشارے سے بلایا۔ پھر قریب آنے پر بلا لیا کیا پیغام ہے؟

اس نے کارڈ پوسٹ ریسپورڈ بڑھا دیا۔ پارس نے وہ ریسپورڈ پڑھ لیا۔ وہ اسے آہریٹ کر رہے تھے کہان سے لگا کر فون پر سٹیٹس میں میڈیا ٹول ہیں ہوں۔"

دوسری طرف سے طاہر آئی بیٹم اصل سبب میں ہوا اور اپنے

مٹھنا ہونے کا اعتراف کر رہی ہو، میں اس جرأت پر بہتر حیران ہوں۔"

وہ بولی تیرا جان ہونے والے کا کوئی نام اور کام بھی ہوگا، دنم نام لپو پھینکے کا نکلن کر رہی ہو۔ جبکہ میرے دماغ میں اگر بہت کچھ معلوم کر سکتی ہو۔"

"میں اس وقت کھانے کی میز پر ہوں۔ تمہارا معاشخ ثابت ہوا تو ایک تقریبی نہیں کھا سوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے پارس کو اشارہ کیا پھر دماغ میں پہنچ کر پوچھا کیا بات آگے بڑھاؤں؟

پارس کے متع کرنے پر اس نے ریسپورڈ کو آف کیا پھر اسے پانچ ڈالر کے ساتھ میجر کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ میجر کے ادا کر کے چلا گیا۔ پارس نے کہا یہ تم اطمینان سے کھانے کے بعد اس کے دماغ میں جانو گی تو ویسے دشمنوں نے تمہاری نگاہ شروع کر دی ہو گی۔"

"میں کھاتی ہوں۔"

"کیا دشمنوں کے خوف سے بھوک مر گی؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی تجویب سے تمہارا ساتھ نصیب ہوا ہے، میں خود کو دنیا کی سب سے شہزادہ عورت سمجھ رہی ہوں۔ میں اس میز پر سے تمہوں کی توسینا تان کر باہر جاؤں گی۔"

وہ رستہ واپس کو دیکھ کر بولا: "تو بیچ کر نہیں منٹ ہوئے ہیں۔ ہم ساتھ دس بجے تک نادی کے کیسینو جا رہے تھے وقت گزارنے کے لئے کافی بی جا رہے؟"

وہ آگ میں انکار کر رہی تھی۔

"میں انکار کی وجہ پوچھوں گا؟"

"میں کھلی فضا میں تمہارے ساتھ گھومنا چاہتی ہوں ہم ساتھ چلیں گے، دشمن جلیں گے، ہم کسی اسٹیک بدل میں تک کر کافی بی لیں گے۔"

وہ بل ادا کر کے اٹھ گئے، میڈونا نے پوچھا کیا مجھے اس شخص کے متعلق کچھ معلوم نہیں کرنا چاہیے؟

پارس نے کہا نہیں جانتے ہوئے بھی کر تم میڈونا ہوا اس نے فون پر تم سے بات کی۔ دوسرے نفلوں میں اپنے دماغ کے اندر تھیں آتے کی دھوت دی۔ اس جرأت کا مطلب ہے وہ پلٹی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے اور سانس روک سکتا ہے تم اس کی توقع کے خلاف اسے نظر انداز کر رہی ہو۔ وہ بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔ دشمن کو زیادہ اہمیت نہ دے کر اسے احساں کمزری میں مبتلا رکھنا چاہیے۔"

وہ ہوٹل سے باہر بلا لنگ ایریا میں آئے اپنی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے، میڈونا نے کہا میں بیٹل چل چاہ رہی تھی۔

"ہم تھوڑی دیر بعد پیدل چلیں گے، بخوانی کرنے والوں کو ذرا اپنے پیچھے دوڑنے دو، ان کے تعاقب سے ہٹا چلے گا گا کی ایک ہے یا ایک سے زیادہ۔"

اس نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے پارکنگ ایریا سے نکلے ہوئے بولا: "میری کچھ زیادہ سے تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ مسکرا کر قریب آگئی اس سے لگ کر بیٹھ گئی پارس نے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ کو سنبھالا پھر اسے دوسرے ہاتھ سے سیٹ کر کہا: "اب تو میری کے موسم کو بھی بسینہ آئے گا؟" وہ ہنسنے لگی۔ کار کی سائن رینڈر سے دو ڈر تھی ایک شاہراہ سے دوسری شاہراہ پر جا رہی تھی، اس نے کہا: "اب تک دو گاڑیاں نظر میں آئی ہیں ایک ہمارے سامنے جا رہی ہے، دوسری پیچھے آ رہی ہے۔"

"تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ ہالہ تعاقب کر رہی والی کی گاڑیاں ہیں؟"

"ابھی آرزو واجب ہماری کار کی گاڑی کے بارے پر جاتی رہے تو تم ڈر نہیں کرنے والے کو مخاطب کرو گی۔"

وہ رفتار بڑھا کر اگلی کار کے برابر آ گیا میڈونا نے کھڑکی سے جھانک کر اس گاڑی کے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ رفتار بڑھا کر آگے کل گیا وہ دہلایا۔ "واقعی یہ دشمن ہیں انھیں سمجھایا گیا ہے کہ ہم گئے لنگو نہ کی جانے ورنہ کھوپڑی سلامت نہیں رہے گی۔"

"وہ کیا پیچھے آتے والی گاڑی کے لوگوں کو بھی آنا ہو گی؟"

"میں انھیں سزا دینا چاہتی ہوں۔"

"بسنھل کر بیٹھو، ابھی سنا رہے گی۔"

اس نے اپنی کار کو ڈرائیور پر کرتے ہوئے اچانک بریک لگائے۔ پیچھے آنے والی گاڑی کا تھوڑا سا اگلا حصہ دیکھنے والی گاڑی سے ٹکرایا جس کے نتیجے میں تیز رفتار گاڑی گھوم گئی۔ بریک کی جرحر ہٹ ورنہ سٹانی دی۔ ایک گاڑی کے کھونٹے سے پیچھے آنے والی تمام گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرائی گئیں۔ پارس نے اپنی گاڑی سے نکلنے پر توجہ دیا۔ وہیں بھی رپورٹ میرے معاشخ میں آ جاؤ۔"

وہ کلاس سے نکلنے ہی بد وقت ہوا تعاقب کرنے والی گاڑی کے پاس آیا، دوسرے لنگو آگے سے تھے۔ اس نے دوکان ایک جھگڑے سے کھول کر ڈرائیور کے لئے گاڑیوں کو پڑھایا پھر کلاس سے

باہر کھینچے ہوئے بولا: "اندھے ہو کر اور ٹیک کر رہے تھے۔ گاڑی چلانی آتی ہے یا نہیں؟"

وہ شہرے گاڑیوں کو کھولتے دیکھ کر بول کھلا گیا تھا۔ برکلا ہوئے بولا: "میرا قصور نہیں ہے۔ تم نے جا چکا ہے بریک لگائے تھے۔"

پارس نے سوچ کے ذریعے پوچھا کیا تم نے اس کی آواز اور لہجے کو یاد کیا؟

"ہاں میں اس کے دماغ میں جا رہی ہوں۔"

پولیس والے آگے تھے پارس نے پولیس افسر کو اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ اس نے اسٹاپ ہو کر سلیوٹ کیا۔ اس کے بعد کچھ کھنے سننے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھانے لگا۔ میڈونا نے کہا: "یہ تعاقب کرنے والے کر کے آ دی ہیں، یہ نہیں جانتے کس نے کسے پرائیویٹ حاصل کیا ہے ایک ایجنٹ کے ذریعے سوادے پایا ہے کہ اگر یہ نہیں خرید کر کے روٹن کھڈلت ہیں سے جا رہے تو ان میں سے ہر شخص کو دس ہزار ڈالر دیے جائیں گے۔"

پارس نے گاڑی کو روٹن کھڈلت کی طرف موڑ دیا میڈونا نے کہا: "ان کر کے آ دیوں کو سختی سے سزا دینا چاہیے کہ میرے سامنے نہ ہانکھوں اور نہ ہی مجھ سے انھیں ملائیں۔"

"وہ ہاں نہیں چاہتے تھے، ہمیں اس جگہ کا علم ہو چکا ہے وہ ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔ اگر دشمن خیال خوانی کرتا ہے تو اسے معلوم ہو چکا ہو گا کہ اس کے ایک آدی نے ہمارے سامنے زبان کھول دی ہے۔"

"پھر تو وہ روٹن کھڈلت میں نہیں ہوں گے۔"

مدچل کر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے ویسے اب اس شخص کے دماغ میں پہنچنے کا وقت آ گیا ہے جس نے تمہیں فون پر مخاطب کیا تھا۔"

"میں ابھی جاتی ہوں۔"

اس نے پرواز کی، اس کے دماغ میں سبھی، وہ ہنسنے لگا۔ پارس کا اندازہ درست تھا، اس نے میڈونا کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بولا: "بڑا انتظار کر لیا میری جان کیا پارس سے چپکنے کے بعد اسے چھوڑنے کو بھی نہیں چاہتا؟"

وہ خاموش رہی۔ اس نے پوچھا کیا میری بات کا جواب نہیں دو گی؟

اس نے جواب کا انتظار کیا پھر ہنستے ہوئے کہا: "اچھا کچھ مگیا اچھاپ میرے خیالات بڑھ رہی ہو۔ مجھے انہوں نے

یہ تھماری خاموشی برداشت نہیں کروں گا، آئندہ کچھ لوٹا ہو تو آنا اور خدا حافظ!

اس نے سانس روک لی، میڈونا واقعی طور پر حاضر ہو کر لہوئی، اس کا نام جھکاٹا ہے۔ سپر اسٹرک ایک خطرناک ایجنٹ ہے اس نے مجھے تھمے سے ساتھ ہوئی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ جب وہ ایال نے مجھ پر تنویجی مل گیا تھا اور میں لڑایا ہو گئی تھی تو سپر اسٹرک نے میری تعبیریں تمام ملکوں کے لیبٹوں کے پاس بھیجی تھیں۔ جھکاٹا کو یقین نہیں آیا کہ میں تھمے سے ساتھ ہوں وہ بھی اسی ہوئی میں تھا اس نے فون کے ذریعے میرے میڈن ہونے کی تصدیق کی پھر اپنے کچھ آدمیوں کو ہدی بنگانی کے لئے مقرر کر کے حکم دیا کہ میں روٹن کھنڈرات میں گھیر کر لایا جائے۔

”میں سپر اسٹرک کا خیال خرابی کرنے والا اس کے ساتھ نہیں ہوں۔“
”جھکاٹا نے ہاٹ لائن سپر اسٹرک کو اطلاع دی ہے کہ میں زندہ ہوں اور تھمے سے ساتھ ہوں۔ خیال خرابی کرنے والے کو فوراً میرے دماغ میں بھیجا جائے۔ شاید وہ خیال خرابی کرنے والا کو میں مصروف ہے اسی لیے ابھی تک کوئی میرے دماغ میں نہیں آیا ہے۔“

”تم جھکاٹا کی ذاتی زندگی کے متعلق معلوم کرو اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہونا چاہیے۔“
”وہ پھر جھکاٹا کے دماغ میں پہنچی وہ بولا۔ تم پھر خاموش رہنے کے لئے آئی ہو تو جلی جاؤ۔“

اس نے کہا میں تھمے سے جو خیالات پڑھ کر یقین کرنا چاہتا ہوں کہ تم واقعی سپر اسٹرک کے وفادار ہو یا نہیں؟
”میری جان! تمھاری وفاداری کو کیا ہو گیا ہے۔ تم نے سپر اسٹرک سے رابطہ کیوں قائم کر دیا؟“
”میرے میں تمھیں نہیں بتا سکتی سپر اسٹرک کا خیال خرابی کرنے والا میرے دماغ میں آئے گا تو اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ تم زیادہ نہ بولو مجھے اپنے خیالات پڑھ کر یقین کرنے دو۔“
”سواری میں تھمے سے پاس اپنی کوئی کمزوری چھوڑنا نہیں چاہتا۔“

اس نے سانس روک لی، میڈون نے پارس سے کہا۔
”جھکاٹا کیا رہ رہیں اسٹرک میں رہتا ہے یعنی کی یومی مریجی ہے ایک دن سالہ بیٹا ہے جسے وہ جان سے زیادہ چاہتا ہے۔“
”وہ کیا تم سپر اسٹرک کا خیال خرابی کرنے والے کے دماغ میں جا سکتی ہو؟“
”میں نے اس کی آواز کبھی نہیں سنی اور نہ ہی اسے دیکھا ہے۔ پارس نے کہا تو میں فون کے ذریعے ایک اعلیٰ افسر سے

رابطہ قائم کیا پھر کہا جھکاٹا نامی ایک شخص گیارہ رہا رہا اس میں رہتا ہے۔ وہاں اس کا دس سالہ بیٹا ہو گا اسے اپنے دماغ میں لے آئیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے اسے زیر غلام بنانا چاہتا ہوں آپ فریڈے کا کریں، شکر ہو۔“

اس نے دوسری طرف سے کچھ باتیں نہیں پھر لیریر رکھ دیا۔ میڈون نے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟
”میں جس افسر سے باتیں کر رہا تھا تم نے اس کی آواز سنی ہے؟“

”میں اس کے دماغ میں جا سکتی ہوں۔“
”مجاؤ اور دیکھو اس لڑکے کو جب انعام کیا جائے؟“
”مجھے بتاؤ نا۔“

”وہ بیٹھے بیٹھے افسر کے پاس پہنچ گئی۔ پارس نے ایک جگہ ٹرک کے کنارے گاڑی روک دی۔ آگے جانے والی گاڑی بھی کچھ دور جا کر رک گئی کسی کا تعاقب کرنے والے پیچھے رہتے ہیں محروم آگے آگے جا سکتے تھے کیونکہ میڈونا کی کار خود بخود ان راستوں پر جا رہی تھی، جہاں سے گذر کر وہ روٹن کھنڈرات تک پہنچنا چاہتے تھے اس کے اچانک لڑنے پر انھیں بھی رکتا پڑ گیا۔ ایک نے کہا یہ کسبخت کیوں رک گئی ہے؟“

”دوسرے نے کہا یہ لوشٹ آپ، ہمیں گونگلاں کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔“
”وہیں میڈون کے سامنے زبان کھولنے سے منع کیا گیا ہے اور وہ تم سے دور ہے۔“

”معلوم ہوتا ہے تمھیں اپنی منزل تک لے جانے کے لیے اب زبردستی کرنی پوئی؟“
”ان مرتبے لینے اپنے رول اوڈوں کو چیک کیا انھیں اپنی اپنی جیب میں رکھا پارس سے باہر آئے۔ پارس کی کار نیم تار میں تھی۔ وہ سب اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر محتاط انداز میں آہستہ آہستہ پھر ایک نے کہا ہم سب صلح میں فائرنگ کیا حاققت نہ کرنا۔ ورنہ گولیوں سے چھلکنی کر دیے جاؤ گے۔“

وہ دھمکیاں دیتے ہوئے قریب آئے پھر چونک گئے۔ کار خالی تھی۔ میڈونا اور پارس نہیں تھے۔ ایک نے کہا ”وہ غلط ہونا چاہتے ہیں مگر زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے تم اُدھر جاؤ، تڑا دھر میں ٹرک کے کنارے دوڑنا ہوا جانے گا۔ شاید وہ کسی گاڑی والے سے لطف لے کر جھگانا چاہتے ہوں۔“
وہ تینوں ان کی تلاش میں جانا چاہتے تھے پھر پارس

کی آواز سن کر رک گئے ان کی اپنی کار اسٹارٹ ہو کر گئے میں بتا ہے۔ وہاں اس کا دس سالہ بیٹا ہو گا اسے اپنے دماغ میں لے آئیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے اسے زیر غلام بنانا چاہتا ہوں آپ فریڈے کا کریں، شکر ہو۔“
اس نے دوسری طرف سے کچھ باتیں نہیں پھر لیریر رکھ دیا۔ میڈون نے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟
”میں جس افسر سے باتیں کر رہا تھا تم نے اس کی آواز سنی ہے؟“

”میں اس کے دماغ میں جا سکتی ہوں۔“
”مجاؤ اور دیکھو اس لڑکے کو جب انعام کیا جائے؟“
”مجھے بتاؤ نا۔“

”وہ بیٹھے بیٹھے افسر کے پاس پہنچ گئی۔ پارس نے ایک جگہ ٹرک کے کنارے گاڑی روک دی۔ آگے جانے والی گاڑی بھی کچھ دور جا کر رک گئی کسی کا تعاقب کرنے والے پیچھے رہتے ہیں محروم آگے آگے جا سکتے تھے کیونکہ میڈونا کی کار خود بخود ان راستوں پر جا رہی تھی، جہاں سے گذر کر وہ روٹن کھنڈرات تک پہنچنا چاہتے تھے اس کے اچانک لڑنے پر انھیں بھی رکتا پڑ گیا۔ ایک نے کہا یہ کسبخت کیوں رک گئی ہے؟“

”دوسرے نے کہا یہ لوشٹ آپ، ہمیں گونگلاں کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔“
”وہیں میڈون کے سامنے زبان کھولنے سے منع کیا گیا ہے اور وہ تم سے دور ہے۔“

”معلوم ہوتا ہے تمھیں اپنی منزل تک لے جانے کے لیے اب زبردستی کرنی پوئی؟“
”ان مرتبے لینے اپنے رول اوڈوں کو چیک کیا انھیں اپنی اپنی جیب میں رکھا پارس سے باہر آئے۔ پارس کی کار نیم تار میں تھی۔ وہ سب اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر محتاط انداز میں آہستہ آہستہ پھر ایک نے کہا ہم سب صلح میں فائرنگ کیا حاققت نہ کرنا۔ ورنہ گولیوں سے چھلکنی کر دیے جاؤ گے۔“

وہ دھمکیاں دیتے ہوئے قریب آئے پھر چونک گئے۔ کار خالی تھی۔ میڈونا اور پارس نہیں تھے۔ ایک نے کہا ”وہ غلط ہونا چاہتے ہیں مگر زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے تم اُدھر جاؤ، تڑا دھر میں ٹرک کے کنارے دوڑنا ہوا جانے گا۔ شاید وہ کسی گاڑی والے سے لطف لے کر جھگانا چاہتے ہوں۔“
وہ تینوں ان کی تلاش میں جانا چاہتے تھے پھر پارس

کی آواز سن کر رک گئے ان کی اپنی کار اسٹارٹ ہو کر گئے میں بتا ہے۔ وہاں اس کا دس سالہ بیٹا ہو گا اسے اپنے دماغ میں لے آئیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے اسے زیر غلام بنانا چاہتا ہوں آپ فریڈے کا کریں، شکر ہو۔“
اس نے دوسری طرف سے کچھ باتیں نہیں پھر لیریر رکھ دیا۔ میڈون نے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟
”میں جس افسر سے باتیں کر رہا تھا تم نے اس کی آواز سنی ہے؟“

”میں اس کے دماغ میں جا سکتی ہوں۔“
”مجاؤ اور دیکھو اس لڑکے کو جب انعام کیا جائے؟“
”مجھے بتاؤ نا۔“

”وہ بیٹھے بیٹھے افسر کے پاس پہنچ گئی۔ پارس نے ایک جگہ ٹرک کے کنارے گاڑی روک دی۔ آگے جانے والی گاڑی بھی کچھ دور جا کر رک گئی کسی کا تعاقب کرنے والے پیچھے رہتے ہیں محروم آگے آگے جا سکتے تھے کیونکہ میڈونا کی کار خود بخود ان راستوں پر جا رہی تھی، جہاں سے گذر کر وہ روٹن کھنڈرات تک پہنچنا چاہتے تھے اس کے اچانک لڑنے پر انھیں بھی رکتا پڑ گیا۔ ایک نے کہا یہ کسبخت کیوں رک گئی ہے؟“

سے زیادہ مان اور ترے ملے گا۔“
”مجھے مان اور مرتبہ دولت اور شہرت نہیں چاہیے، میرا دل میری جان اور میری دنیا صرف پارس ہے۔“
”میرے تو بھرتے خوشی کی بات ہے ہلا مافر پارس کی موت کے بعد اس کی فیملی کے تمام افراد کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنا چاہتا ہے تم تمام عمر پارس کے ساتھ رہو، ہم اسے دوست بنا کر رکھیں گے۔“

”اور مان کو بیٹوں کا دشمن کا دشمن بناتے رہیں گے کیا خوب دوستی ہے۔“
”وطن زد کر و اگر پارس اور علی تمہارے ہمارے بن کر رہیں گے تو ہم سو توئی کے دماغ سے نفرت اور دشمنی نکال دیں گے۔“

”جو لوگ اپنے دماغ سے دشمنی نہیں نکال سکتے وہ وہ دھڑل کی جھوٹی کیا کریں گے، سپر اسٹرک سے کہو، میں پارس کو اس کا دوست بناؤں گی، میں بھی اس کی وفادار رہوں گی اس کے لیے صرف ایک شرط ہے، میں کو بیٹوں کے پاس پہنچا دو۔“
”پہلی طاقت میں معاملات طے نہیں ہو سکتے۔ میں سپر اسٹرک سے ان معاملات کو کوئی مناسب حل معلوم کر کے بتاؤں گا۔“

”میرے دماغ میں آنے کی کبھی رحمت نہ کرنا۔ فون کے ذریعے اطلاع دو گے تو میں تھمے سے دماغ میں آہوں گی؟ وہ واپس آکر پارس کو تمام باتیں بتائے گی۔ وہ بولا پھر ابھی تہذیب میں رہے گا۔ ماما اور تم ٹیلی بیجی جانتی ہو۔ وہ کسی کو پھولنا نہیں چاہے گا۔ یہ اندیشہ رہے گا کہ تم اس کی وفادار نہ رہیں تو ماما کسی بھی طرح تمھیں اپنے بس میں کرے گا اور اگر ماما اس کے قریب سے نکل آئیں گی تو ہماری پوری فیملی کبھی اس کے دباؤ میں نہیں رہے گی۔“

”میرا خیال ہے وہ مجھے انوکھانے کی کوشش کرے گا۔“
”صحیح خیال ہے، ان حالات میں وہ بھی کرے گا۔ تم جھکاٹا کے پاس جاؤ اور وارننگ دو کہ اس کے سچ آدمی نے آئندہ وہ چلا پھینکا یا اس نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو دوسری بار اس کا بیٹا انعام ہونے کے بعد نہیں ملے گا۔“

وہ جھکاٹا کے پاس جا کر لہوئی، ”بیلا، تمھارا ایک ڈیوٹی گریڈ پاس آیا تھا۔“
اس نے جرنل سے پوچھا کیا ڈیوٹی گریڈ پنا نام بتایا ہے؟
”میں نے تم سے پنا نام بتایا تھا، دماغ میں ڈس سی دیسک لیے جگہ مل جائے گا اندر کی ہوتی ہے، ہمیں معلوم ہو جاتی

کی آواز سن کر رک گئے ان کی اپنی کار اسٹارٹ ہو کر گئے میں بتا ہے۔ وہاں اس کا دس سالہ بیٹا ہو گا اسے اپنے دماغ میں لے آئیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے اسے زیر غلام بنانا چاہتا ہوں آپ فریڈے کا کریں، شکر ہو۔“
اس نے دوسری طرف سے کچھ باتیں نہیں پھر لیریر رکھ دیا۔ میڈون نے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟
”میں جس افسر سے باتیں کر رہا تھا تم نے اس کی آواز سنی ہے؟“

”میں اس کے دماغ میں جا سکتی ہوں۔“
”مجاؤ اور دیکھو اس لڑکے کو جب انعام کیا جائے؟“
”مجھے بتاؤ نا۔“

”وہ بیٹھے بیٹھے افسر کے پاس پہنچ گئی۔ پارس نے ایک جگہ ٹرک کے کنارے گاڑی روک دی۔ آگے جانے والی گاڑی بھی کچھ دور جا کر رک گئی کسی کا تعاقب کرنے والے پیچھے رہتے ہیں محروم آگے آگے جا سکتے تھے کیونکہ میڈونا کی کار خود بخود ان راستوں پر جا رہی تھی، جہاں سے گذر کر وہ روٹن کھنڈرات تک پہنچنا چاہتے تھے اس کے اچانک لڑنے پر انھیں بھی رکتا پڑ گیا۔ ایک نے کہا یہ کسبخت کیوں رک گئی ہے؟“

”دوسرے نے کہا یہ لوشٹ آپ، ہمیں گونگلاں کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔“
”وہیں میڈون کے سامنے زبان کھولنے سے منع کیا گیا ہے اور وہ تم سے دور ہے۔“

ہیں۔ پھر ماٹر کے پاس ایک نہیں تو خیال خواتی کرنے والے ہیں
 اودھو ڈیگر اڈو ڈیگر کھلائے ہیں؟
 ”وہ دوسری نہیں کہوں گی تم ہاں سے ماٹر کی وفادار نہیں ہوگی؟
 ”یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ تمہیں سمجھانے آئی ہوں
 کہ آئندہ تمہارا کوئی آدمی یہ اتفاق نہ کرے۔“
 ”وہ متھے ہوتے بولا۔ تم کھاری ہو یا اور ہنگامے
 رہی ہو؟“
 ”وہ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ ذرا فون پر اپنے بیٹے
 سے بات کرو۔“
 ”وہ پریشان ہو کر بولا۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو؟“
 ”کچھ نہ بوجھو، فون کرو۔“
 اس نے فوراً ریسپورڈ اٹھا کر تھرڈ فل کے دو دوسری طرف
 گھٹی سمجھتی رہی۔ بیٹے نے فون نہیں اٹھایا۔ وہ غصے سے ہاتھ
 ہوسے بولا۔ تھرڈ فل واپس آیا۔ کیا کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ۔ منہ میں
 موت بن کر تمہیں فنا کر دوں گا؟“
 ”کیا میرے فنا ہونے سے بٹیا مل جائے گا؟“
 اس نے تھکا کر پوچھا۔ تم کیا چاہتی ہو؟
 ”تم تمہیں اپنے معاملے میں شریف آدمی دیکھنا چاہتی
 ہوں، تم میرا ماٹر کے لیے مجھے خلاف کرتی کام نہیں کرو گے۔“
 ”تمہیں کروں گا میرا بٹیا کہاں ہے؟“
 ”پھر ماٹر تم سے مایوس ہو کر جے ہاں سے پھینک گئے
 گم اس کا نام اور بتاؤ گے۔“
 وہ دہراڑتے ہوئے بولا۔ بتاؤں گا، بتاؤں گا، میرا
 بٹیا کہاں ہے؟“
 ”وہ ایک منٹ ابھی بتاتی ہوں۔“
 وہ ہارس سے بولی۔ ”جس کا تیری باتیں مان رہا ہے لظیر
 سے کہہ دو اس کے بیٹے کو واپس کر دیا جائے۔“
 ہارس نے ایک تیلی فون بوتھ کے پاس گاڑی روکی کیونکہ
 دشمنوں کی کلار میں کارڈ میں خون نہیں تھا۔ اس نے افسر سے
 بات کی، افسر نے کہا ایک سپاہی ابھی لڑکے کو گھر پہنچانے
 جا رہا ہے۔“
 وہ ریسپورڈ رکھ کر بوتھ سے باہر آیا، کار میں بیٹھ کر
 اسے اشارت کرتے ہوئے بولا۔ افسر یا لڑکے کے دماغ میں
 جا کر دیکھو۔“
 وہ لڑکے کے پاس آئی پھر اس کے باپ کے پاس
 پہنچ کر بولی۔ ”تمہارا بٹیا گھر پہنچ رہا ہے جا کر دیکھ لو۔“
 وہ فوراً ہی اٹھ کر ہوٹل سے باہر آیا پھر اپنی کار میں بیٹھ

کر گھر کی طرف جانے لگا جب لڑکا خیریت سے گھر پہنچ گیا
 دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اطمینان کی سانس لیتے ہوئے
 ”اب ہلا کوئی اتفاق نہیں کرے گا۔“
 ”یہ تمہارا خیال ہے؟ دشمنوں کو ہم سے بے حد
 ہے وہ بچھا چھوڑنا نہیں چاہتے۔“
 میڈون نے گھوم کر پوچھا۔ دیکھا کتنی ہی گاڑیاں آئی، عمومی تھیں ابھی پاس بدلنے لگا۔ پھر اس نے سیرٹ کو آن کیا
 دکھائی دے رہی تھیں پارک لولا۔ ”ایک بار دیکھنے سے تم کو سوسا شب پر تھی۔ شب کی حرارت کے باوجود کمرے کو
 نہیں آئے گا۔ بار بار سر گھماؤنگی تو گردن دکھنے لگی، اوجھ رہنا ضروری تھا۔ اس نے دیکھا کہ رڈ میں ایک کیسٹ لگا
 آئینے میں دیکھو، گڑھی دیر میں ادھر ادھر کر کے آن کیا۔ پھر کالج کے مختلف حصوں میں جا کر تمام بٹیاں بچھا
 ہے۔ صرف ایک سفید کار ہاں سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ وہ اپنے کمرے میں ملکی خواب آور ڈھٹی رہنے دی۔ میڈون ہاتھ
 دیکھا آن کار والوں کو بھی چکر دو گے؟“
 ”نہیں تم بار بار قریب آ کر موسم بدل رہی ہو لولا۔ گتات کچھ چوٹی کھیل رہی تھی۔ صاف چھپتی تھی نہیں تھی اسنے
 کولچ پل رہے ہیں۔“
 وہ دوا ڈھائی، ذرا مسکرائی پھر بولی۔ ”اور یہ دشمن
 ”ان کا انتظام ہو جائے گا۔“
 ”یہ جہاں کا ہاں نہیں آ رہا ہے۔“
 ”نہیں میڈون! ابھی وہ بیٹے کو گلے لگا کر چوم فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ میڈون کو لیے ہوئے ستر پر گر پڑا پھر
 اب ہم سے دشمنی کی جرات نہیں کرے گا۔ یہ کوئی اور کھیل بولا۔ آہ! اسے دشمنی کہتے ہیں۔ پچی دشمنی کرنے والے ایسے
 ”وہ اسک میں کے آدمی ہوں کے۔“
 ”یہ دقت اٹھانے میں؟“
 ”یہودی تنظیم کے افراد بھی ہو سکتے ہیں۔“
 وہ ستر چھپا کر ہنسنے لگا۔ اُس نے کہا۔ ”میرے حال پر
 اس نے کالج کے سامنے گاڑی روک دی ہے۔ ہزاروں دیر سے دماغ میں آ کر دیکھو، فون کرنے والا کون ہے
 والی سفید گاڑی ان کے قریب سے گزرتی ہے۔“
 وہ اس کے دماغ میں آگئی۔ اس نے کہا کہ کوٹ ہو کر رہنے
 جھیل ہے۔ دور جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ وہ میڈون کے
 ساتھ کالج میں آیا۔ دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر رکھے ہوئے فون کا ریسپورڈ اٹھا یا پھر کراہتے ہوئے بولا۔ آہ!
 کون سا ڈائل کیے، رابطہ قائم ہونے کے بعد بولا۔ میں کون ہوجاتی؟“
 ”میری طرف سے ریڈ پارڈ کے پاس نے کہا؟ ہیلو پارڈ کا
 میں ہوں۔“
 ”وہ سراسر ایس نے ابھی آپ کو ایک لڑکی کے ساتھ بول رہا ہوں؟“
 ”مجھ بولتے تو میا بگڑ جاتا؟“
 ”کیا بات ہے؟ ہتھاری آواز سے پتا چل رہا ہے، تم
 گئی ہے۔“
 ”دشمن میری رہائش گاہ دیکھ کر گٹھے ہیں۔ کسی ذر
 بھی آسکتے ہیں۔“
 ”آپ اطمینان سے سو جائیں جو آئے گا اسے۔“
 ”دشمن میری رہائش گاہ دیکھ کر گٹھے ہیں۔ کسی ذر
 دیں گے۔“
 ”میں دشمنوں کی کار سے آیا ہوں، میری کار میں
 میں سڑک کے کنارے ہو گئی۔“

پاس ہے۔ قسم سے کتابوں، مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے، وہ
 ہتھارے پاس ہی محفوظ رکھ سکتی ہے۔ میرا خیال سٹو وہ جاگ
 رہی ہوگی اور پھر اسے ڈرے میری آواز سن رہی ہوگی اگر وہ میرے
 دماغ میں آئے گی زحمت کرے تو میری خوش نصیبی ہوگی؟“
 ”یہ خوش نصیبی کل صبح ملے تو کوئی حرج ہے؟“
 ”اکن، کل صبح، ابھی رات کو نہیں؟ اچھا اچھا سمجھ گیا؟“
 ”کمال ہے! میں دیر سے کیوں سمجھا، جب کہ میں بھی جوان رہ چکا
 ہوں، بلکہ اب بھی جوان ہوں اسی لیے تو سمجھ گیا۔ ہا ہا ہا...“
 ”پارس نے ریسپورڈ رکھ دیا۔ میڈون کے ساتھ خود کو کھیل
 میں جھپٹا لیا۔ میڈون کا ایک ہاتھ آہستہ آہستہ رنگت ہوا...
 شیشہ فون تک گیا پھر اس نے ریسپورڈ کو کڑیل سے ہٹا کر ایک
 طرف رکھ دیا۔“
 کمرے میں خاموشی تھی۔ کیسٹ ریکارڈ چل رہی ہو چکا
 تھا۔ صرف سانسیں تھیں جو کچھ کہہ رہی تھیں اور کچھ نہیں رہی
 تھیں۔ باہر ایک فائبر کی آواز سنائی دی۔ پھر تانا تانا گیا۔
 تھوڑے وقفے کے بعد کتا تار فائبرنگ کی آواز گونجتی ہوئی
 آئی پھر خاموشی چھا گئی۔ بول گتھا تھا، پیار کے دشمن ٹوٹ پڑنا
 چاہتے ہیں۔ پارس بیار کی مندر میں طے کرتا ہوا چاند بڑا آگیا تھا۔
 اسی لمحے ہٹکا سا کھٹکا سنائی دیا۔ اُس نے فوراً ہی ایک کر وٹ
 بدلی، تیکے کے نیچے سے رول اوور نکالا اور روشن دان کی طرف
 ٹھٹھائیں سے گول جلا دی۔ فائبر کی آواز کے ساتھ ہی کسی کی آخری
 چیخ سنائی دی، وہ پھر کر وٹ بدل کر چاند پر پہنچ گیا۔“

”مرد فولاد کو توڑ دیتے ہیں مگر پھولوں سے ٹوٹ

جاتے ہیں۔ میں ٹوٹتا نہیں جاتا،
”تم کبھی مسکراتے نہیں ہو؟“

”معلوم بیچوں کو دیکھ کر مسکراتا ہوں“

”وہ چلتے چلتے جیک کر لوبی۔ مجھے بھی سچھ کر سکاؤ؟“

اس نے اپنے بازو سے ایسی کا بازو ایک کیا پھر
ایک انگلی بڑھا کر لولا۔ اسے پکڑ لیا۔ ”انگلی پکڑ کر
چلتی ہیں“

وہ ایک گہری سانس لے کر لوبی۔ ”تم سے جتنا مشکل

ہے، میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔ اگر تم مجھے اپنے

بازو سے لگا کر نہیں چلو گے تو لوگ کیا سوچیں گے۔۔۔

میں تو بہن محسوس کروں گی“

”ہم عاشق یا مایاں بوسی نہیں ہیں۔ اگر اپنی اسلٹ

سمجھتی ہو تو آگے پیچھے کتنے ہی مرد ہیں، کسی کے بازو

سے لگ جاؤ“

”تم فلسفے کی طرح خشک، پتھر کی طرح سخت اور چٹان

کی طرح اٹل ہو۔ شاید اسی لیے میں تمہیں چاہنے لگی ہوں۔

میں کسی اور سے فری ہو جاؤں گی، یہ خیال دل سے نکال

دو۔ ایسی باتیں نہ کرو جو کسی بازو یا عورت سے کہ

جاتی ہیں“

”اور تم ایسی حرکتیں نہ کرو جو کسی تماش مرد سے کی

جاتی ہیں۔ تم بازو نہیں ہو، میں تماش نہیں ہوں۔ اس

لیے ہم الگ الگ مہذب انسانوں کی طرح چل رہے ہیں۔

اور اتنے بھی الگ نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کی انگلی

نہ پکڑ سکیں“

وہ وہ بیٹنگ مدم کے بگ اسٹال پر آئے۔ ایسی نے

ایک فیشن میگزین خرید کر پھر اس سے لوبی لیا۔ ”کیا بیو گے؟“

”تم نے پرواز کے درد ان دیکھا ہے، میں نے کبھی

نہیں بیا چائے بھی نہیں پی۔ صرف رات کا کھانا کھایا“

”تعب ہے، تم چائے بھی نہیں پیٹے“

”کبھی ضرورت محسوس کرتا ہوں تو پی لیتا ہوں۔ باقی

دکھ دے تم مجھ میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہو؟“

”کیا تم بھی ایک مجھ پر شبہ کر رہے ہو؟“

”جب تم ملنا سے ملا دو گی تو پھر بھی شبہ نہیں کروں گا۔“

اس نے باتوں کے دوران ایک جانب دیکھا ایک

جان عورت ساری پیمنے ہوئے تھی۔ ماتھے پر بندیا چٹک

رہی تھی۔ یورپ میں ہندوستانی لباس بہت نئی نگاہوں کا

مرکز بن جاتا ہے۔ اس لیے علی تیمور کی نگاہ اس پر لگی تھی۔

اس کے ساتھ ایک مرد بہترین سوٹ میں تھا۔ وہ

ایک انگریز سے باتیں کر رہے تھے۔ ایسی نے

دیکھا پھر چونک کر لوبی۔ ”ارے یہ تو وہی ہیں“

علی نے لوبی کو لہا ہوا؟

”کنور رنجیت سنگھ اور اس کی دھرم پتی لاج“

یہ تھکری ماما کے بھائی اور بھانجے تھے۔

”چلو اچھا ہوا یہیں مل گئے۔ انشا اللہ“

نویارک تین پہنچیں گے“

وہ پریشان ہو کر لوبی۔ ”تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“

”کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا۔ تم نے کہا تھا کہ میرا

آؤگی“

”ہاں مگر ابھی تمہاری حمایت میں کچھ کروں گا“

لوگ مجھے ذہن سمجھیں گے۔ پھر تمہیں ماما کے

نہیں پہنچا سکیں گی“

”تم فعل کر میری حمایت نہ کرو۔ جو کوں اس پرنا

سے عمل کرو“

اس نے جب سے ایک چھوٹی سی شیشی لگا

اس میں سے دو گولیاں نکال کر اسے دیتے ہوئے

”ایک گولی بانی، چائے یا مشرب میں ڈال دی جائے

یہ فوراً ہی عمل جاتی ہے، اُسے پینے والا نیم باگل ہو

رہے۔ رنجیت سنگھ اور لاج دینی طیارے میں ضرور

نہ کچھ پئیں گے۔ تم موقع پا کر دو گولیاں ان کے مشروب

ڈال دینا“

وہ ہچکچاتے ہوئے لوبی۔ ”موقع کیسے ملے گا“

”تم نادان بچی کی طرح سوال کر رہی ہو۔ کیا ذرا

پسل کوئی کھسکتا ہے کہ موقع کب یا کیسے ملے گا“

نے ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے باہر تمہاری تیزی اور پختہ

ہے۔ تمہاری جیسی تیز و طرار لوگ موقع کا انتظار نہیں

بلکہ خود موقع نکالتی ہے“

”اچھی بات ہے، یورپی کو شمش کر رہی گی“

”تم اپنی ہوشیار ہو کر خیال خالی کرنے والوں کو

چور خیالات پڑھنے نہیں دیتیں۔ مجھے امید ہے تم ان

کا معاملہ ڈیکورینڈ ڈیکورینڈ سمجھنے نہیں دو گی“

”اگر یہ معاملہ ان تک پہنچے گا تو انہیں یہ بھی

جانے گا کہ میں ان کے خلاف تمہارا ساتھ دے رہا

تم اطمینان رکھو، انہیں خبر نہیں ہوگی“

ساتھ واپس جانا چاہتی تھی، اسی وقت لاج دینی نے قریب

مگر مخاطب کیا۔ ”ہیلو ایچی، تم اور ماما“

ایک نے مسکرا کر معافہ کرتے ہوئے کہا: ”میں“

نویارک جا رہی ہوں اور تم؟“

”مجھے ہم سفر سمجھو یہ میرے ہی کنور رنجیت سنگھ ہیں“

ایچی، رنجیت سنگھ سے مسکرا کر معافہ کرتی ہوئی

رہی علی ادا کرنے لگی۔ علی تیمور لہجائی ہوئی نظروں سے کاری

لاج دینی ٹوک رہا تھا اور اس کے چہرے پر خاطر خواہ رد عمل

دیکھ رہا تھا۔ ایچی نے کہا: ”یہ میرے بوائے فرینڈ مسٹر

علی تیمور ہیں“

وہ دونوں ٹوک کر اُسے دیکھنے لگے۔ ”ان کی ایکٹنگ

ماف سمجھ میں آ رہی تھی۔ رنجیت سنگھ کے تورا جانا ک

بل گئے۔ وہ نفرت سے بولا: ”اچھا تو تم اس ذہن کے

بیٹے ہو جس نے میری دیدی رنجیت کی زندگی تباہ کر دی“

وہ مسکرا کر بولا: ”جہاں تک میری معلومات کا تعلق

ہے، ہمارے خاندان کا کوئی فرد تمہاری بہن رنجیت کو

نہیں جانتا۔ ویسے یہ محض ایک اتفاق ہے کہ میری والدہ

کا نام بھی رنجیت ہے“

”میں اسی رنجیت کی بات کر رہا ہوں جسے تم اپنی

مال کر رہے ہو“

”مسٹر رنجیت سنگھ! تمہیں غلط فہمی ہے۔ تمہاری

ہندو بہن میری ماں نہیں ہو سکتی اور میری مسلمان ماں

تمہاری بہن نہیں ہو سکتی“

وہ باتوں کے دوران کبھی کبھی لاج دینی کو یوں دیکھ

لیتا تھا جیسے اس کے حسن و شباب کا دیوانہ ہو رہا ہو۔

لاج دینی نے کہا: ”رنجیت! ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہو رہی

ہو۔ وہاں دیر سی ہیں انٹر پورٹ پر لینے آئی ہیں گی۔

کے سامنے حقیقت کھل جائے گی۔ دیدی خود باتیں گی کہ

یہ بیٹے ہیں یا دشمن“

علی نے کہا: ”مسٹر رنجیت سنگھ! آپ جتنی حسین ہیں

اتنی ہی ذہین بھی ہیں۔ ہماری دوشی یا دشمنی کا فیصلہ تمہاری

مل ہوگا۔ سفر کے دوران ہم دوست رہیں گے“

رنجیت نے کہا: ”تم کیسی باتیں کرتی ہو۔ دیدی اس

پر وہیے کو نہیں پہنچائیں گی۔ یہ مسٹر میک اپ میں اصلی چہرہ

پھیلنے ہوئے ہیں“

علی نے ہنسنے ہنسنے کہا: ”شرط کا ڈاؤ۔ اگر میں میک اپ

سسی کلب میں ڈانس کروں گا اور ڈنر کھاؤں گا“

وہ ناگواری سے بولا: ”یہ بلائیک سرجری ہوگی“

لاج دینی نے سس کر اپنی ٹوٹی کو پھیرا ہی تھی کہ وہ لوبی

اس کے ساتھ ڈانس اور ڈنر کا خواہش مند ہے۔ وہ لوبی۔

”رنجیت! تم میک اپ ثابت نہیں کر سکتے پھر بحث کیوں

کر رہے ہو“

ایچی نے تائیدی: ”ٹھیک تو ہے۔ بات بڑھانے

سے کیا فائدہ؟ چلو رڈ انٹی کا وقت ہو رہا ہے“

وہ چاروں انٹر پورٹ کی علامت سے باہر آئے۔

ایچی نے علی تیمور سے کہا: ”میں رنجیت کے ساتھ چلوں

گی۔ اس سے دوشی کرنے کے لیے یہ تاشروں کی کہ میں

تمہارے سلسلے میں اس کی غلط فہمی دور کرنے اس کے ساتھ

چل رہی ہوں“

وہ چلتے چلتے ذرا پیچھے ہو گیا۔ وہ رنجیت کے ساتھ

چلتے ہوئے لوبی: ”میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی تھی“

رنجیت اپنی بوی کو پیچھے چھوڑ کر ایچی کے ساتھ

جانے لگا۔ ان کے دماغوں میں ڈیکورینڈ ڈیکورینڈ تھے۔ وہ دونوں

لہی، لاج دینی اور رنجیت کو گائیڈ کر رہے تھے اور

اب لاج دینی سے کہہ رہے تھے کہ آہستہ چلو اور علی تیمور

کے ساتھ ہو جاؤ۔

علی خوب سمجھ رہا تھا کہ ان کے درمیان کیا کھڑی

پک رہی ہے۔ وہ خود لاج دینی کے پاس آ کر آہستہ

سے بولا: ”اگر تم اپنی زبان سے رنجیت کو جتنی نہ کہیں تو میں

کبھی یقین نہ کرتا کہ تمہاری شادی ہو چکی ہے۔ میں نے عقیدہ

کینے پر مجبور ہوں کہ الیازنگ روپ پہلے کسی نہیں دیکھا:

میں تم میں ایک عجیب سی کشش محسوس کر رہا ہوں“

وہ خوشی سے پھول رہی تھی۔ اپنی باسی جولان کے

پھر پورا انڈیا کی لینا چاہتی تھی، ڈیکورینڈ کے ذریعے

کہا: ”خیر دار! یہ تمہیں آؤ بنا رہا ہے“

وہ ناگواری سے لوبی: ”ایک تو تم لوگ اجازت کے

بغیر دماغ میں آ جاتے ہو پھر ہمارے ذاتی معاملات میں

مداخلت کرنے لگتے ہو۔ کیا میں نادان ہوں کہ انہیں سے

جاؤں گی“

”عورتیں بہت چالاک ہوتی ہیں۔ مگر اپنے حسن و جوانی

کی تعریف سن کر اپنی عمر کی کاغذیں کر کے الون جاتی ہیں“

”دیکھو مسٹر! ہمارا منصوبہ ہے کہ علی تیمور کو ٹریپ کر کے

شپر ماسٹر کی قید میں لے جائیں۔ یہ ہم کر رہے ہیں۔ اگر تم سمجھتے

ہو کر میں اس جوان کے ساتھ مل کر تھیں دھوکا دوں گی تو غلط سمجھتے ہو۔ اپنی ٹیلی پیٹی بیچو دوسرا کرو۔ میری ننداری تم سے چھپی نہیں رہے گی۔ فی الحال میں غدار نہیں ہوں پریز جاؤ میرے پورے بولوں کو نہ پڑھو۔
 ڈیجیٹل نے رنجیت کے پاس آکر کہا: لاج وقتی، علی تیمور پر لٹو ہو رہی ہے؟
 رنجیت نے کہا: میں کیا کر سکتا ہوں۔ ہم کوئی اصلی میاں بیوی نہیں ہیں وہ میری حرافہ ہے۔ وہ جوان پسند آگیا ہے تو اس کے ساتھ ضرور کچھ وقت گزارے گی؟
 دو سمرے ڈیجیٹل نے کہا: ابھی ایسی نے بتایا ہے کہ علی تیمور نے اسے دو گولیاں دی ہیں۔ وہ تم دونوں کے مشروب میں وہ گولیاں حل نہیں کرے گی۔ لیکن تمہیں پاگل ہونے کی ایکننگ کرتے رہنا ہوگا۔ یہی بات لاج وقتی کو بھی سمجھا دو۔

ایسی، علی تیمور کے پاس آگئی۔ رنجیت لاج وقتی کے ساتھ چلتے ہوئے اسے سمجھانے لگا۔ وہ سب طیارے میں آکر بیٹھ گئے۔ طیارہ اپنے وقت پر وہاں سے روانہ ہوا۔ لاج وقتی نے فریڈک کہ وہ علی تیمور کے ساتھ بیٹھے گی۔ یہ بھی ان کے پروگرام کا ایک حصہ تھا۔ رنجیت اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ علی تیمور نے اس کی جگہ بیٹھ کر لاج وقتی سے کہا۔
 تم نے تو مجال کر دیا۔ اپنے پتی کی جگہ مجھے دے دی؟
 وہ ہنستے ہوئے بولی: میں اپنے پتی کو اسمگل کے انداز سے پریشان ہوں!

علی تیمور اس کے ساتھ ہنسنے لگا۔ دوسری طرف رنجیت ابھی سے کہہ رہا تھا: لاج وقتی نے علی تیمور سے عاشق ہو کر اچھا چکر لگایا ہے۔ اب وہ چکر لگایا نہیں دیکھ پائے گا کہ تم وہ گولی میرے مشروب میں ملا کر دے دے ہی ہو یا نہیں؟

ابھی نے پوچھا: لیکن لاج وقتی کا کیا ہوگا علی تیمور اس کے مشروب میں گولی ضرور حل کرے گی؟
 "فکر نہ کرو۔ اسے علی تیمور کی سازش سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ وہ کسی طرح اپنا بچاؤ کر لے گی؟"
 ایک گھنٹے بعد رنجیت سٹگہ ہنستے ہوئے اپنی سیٹ سے اٹھ گیا۔ پھر اپنی آواز میں بولا: یہ جہاز میرا ہے۔ میں اس جہاز کا بادشاہ ہوں۔ باہا باہا!
 مسافروں نے پریشان ہو کر اسے دیکھا ایک فلائٹ اسٹورڈ نے آکر کہا: مسٹر آرام سے بیچو جاؤ۔ معلوم ہوتا

ہے تم نے زیادہ پی لی ہے؟
 وہ جیب سے قلم نکال کر دیوالیہ کی طرح دکھاتے ہوئے بولا: خبردار! میرے ہاتھ میں ایٹم بم ہے۔ کوئی قریب آئے گا تو میں جہاز کو تباہ کر دوں گا!
 جن مسافر عورتوں نے اس کے قلم کو نہیں دیکھا تھا، وہ اجماع کی بات سنتے ہی جھپٹے اور رونے پڑے۔ لاج وقتی اپنی جگہ سے اٹھ کر رنجیت کے پاس آتے ہوئے بولی: یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم تو اچھے بھلے تھے!
 اسٹیورڈ اس سے قلم چھین کر مسافروں کو دکھاتے ہوئے کہہ رہا تھا: "آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ ان صاحب کو نشہ ہو گیا ہے۔ مس کیا یہ آپ کے ساتھ ہیں؟"
 لاج وقتی نے کہا: ہاں یہ میرے شوہر ہیں۔ میرے حیران ہوں کہ اچانک انہیں کیا ہو گیا ہے۔ بہر حال میں انہیں سنبھال لوں گی؟

وہ رنجیت کو بچاؤ کر اپنی سیٹ کی طرف لے آئی۔ علی تیمور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ رنجیت کو بٹھانے ہوئے بولی۔
 "مسٹر تیمور! مجھے افسوس ہے۔ ہم زیادہ دیر ساتھ نہ رہ سکتے پتا نہیں یہ پاگلوں جیسی حرکتیں کیوں کر رہے ہیں؟"
 رنجیت پاگل پن کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ وہ پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ علی تیمور نے اس کی گردن دلوچ کر بٹھانے ہوئے کہا: لاج وقتی! اسے ساری کے اچھل سے باز رکھو۔ ہم نیویارک میں ملیں گے!

وہ ابھی کے پاس آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔
 "تم نے لاج وقتی کے مشروب میں وہ گولی نہیں ملائی؟"
 "وہ کم بخت نہ کچھ کھاتی ہے، اندہ پتی ہے۔ خود کو بڑوں کی جگہ سے۔ جو ذات کے برہمن ہوتے ہیں، وہ باہر کا کھانا نہیں کھاتے۔ پانی بھی نہیں پیتے۔ لمبا سفر تو گھر کا دانہ پانی لے کر پلتے ہیں۔ ویسے بھی ایک ہی کا پاگل ہو جانا کافی ہے؟"

وہ مسک کر بولی: "یہ میرا کمال ہے مجھے نہ ہے تم نے جان بوجھ کر لاج وقتی کو گولی نہیں کھلائی؟ اس پر تیار ہو رہے تھے؟"
 "بڑی زبردست خدمت ہے۔"
 "تم میری تو بہن کر رہے ہو۔ کیا میں ایسی گئی گوری ہوں کہ میرے سامنے اس کی تعریف کر رہے ہو؟"
 "ناراض کیوں ہوتی ہو۔ آئندہ نہیں کروں گا۔"
 وہ ناراض سے مزید کہہ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اسی وقت آدھرنے

علی تیمور کے دماغ میں آکر کوڈر وڈو زادہ کے پھر کہا: تم نے جو وقت مقرر کیا تھا اسی کے مطابق آیا ہوں۔ مگر تم ابھی بل طیارے میں ہو۔ کیا جہاز لیٹ جا رہا ہے؟"
 "ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔ نیویارک پہنچتے ہی ماما سے ملاقات ہونے کی آمد ہے۔ آپ وقتے وقتے سے میرے پاس آتے جاتے رہیں؟"
 "کیا تم سونا چاہتے ہو؟"
 "سوئے گا وقت ہو گیا ہے۔ مگر جاگنا پڑے گا۔ آپ ابھی کے خیالات پڑھتے رہیں۔ میں اس سے بات کر رہا ہوں؟"
 اس نے اڑی کو دیکھا۔ وہ بھی ناراضگی سے دیکھنے لگی اس نے کہا: مشکل تو یہ ہے کہ مجھے کسی حسین لڑکی کو مانا بھی نہیں آتا!"

"جب انارڈی ہو تو مجھے فغہ کیوں دلاتے ہو؟"
 "اب غصہ نہیں دلاؤں گا۔ طیارے کے اندر ٹھکانا منع ہے۔ میں تمہیں غصہ قحط کرنے کے لیے بھی نہیں کر سکتا!"
 وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی: "ایک شرط پر مانوں گی۔ میرے ساتھ کافی بیجو!"

"تم میرے دل کی بات کر رہی ہو۔ جب تک رات کو جاگ ہوں تو کافی ضرور بیٹا ہوں!"
 ایسی ہوسٹس بولا کہ کافی کا آمڈر دوتے لگی۔ آدھرنے آکر کہا: تمہیں کافی نہیں پی چکی ہے۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں، تم نے اسے دو گولیاں دی تھیں جنہیں مشروب میں ڈال کر بیٹھے والا پاگل ہو جاتا ہے۔ وہ اب بھی کولا نہیں پیتا۔"
 "انگل! فکر نہ کریں۔ وہ بے ضرر گولیاں ہیں۔ میں نے لڑکی کو آزمائے کے لیے وہ گولیاں دی تھیں۔ اس نے ڈیڑھ اینڈ تک کے ذریعے یہ بات رنجیت اور لاج وقتی کو بتادی۔ میرے گھنے کے مطابق رنجیت کو وہ گولی نہیں کھلائی۔ مگر رنجیت پاگل ہونے کی ایکننگ کر رہا ہے!"

"آؤ اس تماشے کا فائدہ کیا ہے؟"
 "آپ دیکھتے جائیں، میں پاگل بن کر کس طرح دشمنوں کو پاگل بناؤں گا۔ آپ ذرا دیکھیں، کیا ہوسٹس نے کافی تیار کر لی ہے؟"
 آدھرنے پھر فوراً ہی واپس آکر بولا: وہ کافی لے کر آ رہا ہے!"

علی تیمور نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایسی سے کہا: میں ایک منٹ میں ٹوائلٹ سے آ رہا ہوں!"
 وہ مسافروں کی درمیانی راہداری سے گزرتا ہوا ٹوائلٹ آ رہا ہے!"
 علی تیمور نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایسی سے کہا: میں ایک منٹ میں ٹوائلٹ سے آ رہا ہوں!"
 وہ مسافروں کی درمیانی راہداری سے گزرتا ہوا ٹوائلٹ

میں آیا۔ آدھرنے کہا: تم نے اسے کافی میں گولی ڈالنے کا موقع دیا ہے؟
 "ہاں آپ ان کے دماغ میں رہ کر کچھ کہنے سے بغیر اسے دونوں گولیاں کافی میں ڈالنے پر مجبور کر دیں!"
 اس نے جیب سے شیشی نکال کر اس کی تمام گولیاں کوڈ میں ڈال دیں۔ آدھرنے واپس آکر کہا: مجھے کچھ کہنا نہیں پڑا۔ اس نے خود ہی دونوں گولیاں تمہاری کافی میں ملا دی ہیں۔ کیا تم چاہتے تھے کہ جینی تجربے کے لیے اس کے پاس گولی نہ رہے؟"
 "ہاں ایسی لیے میں نے اپنے پاس کی گولیاں بھی کوڈ میں چھینک دی ہیں!"

وہ ہاتھ روم سے نکل کر آیا پھر ایسی کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا: "آہا، دور ہی سے کافی کی مست کر دینے والی خوشبو آ رہی ہے!"
 ایسی نے ایک پیالی اس کی طرف بٹھائی اس نے پیالی لے کر ایک گھونٹ پیا۔ وہ کن آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ دوسری طرف رنجیت اپنی سیٹ پر آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا، جیسے نیند آگئی ہو۔ وہ سلسل پاگل کی آداکاری نہیں کر سکتا تھا اس لیے سونے کا بہانہ کر رہا تھا۔ لاج وقتی نے رنجیت کی طرف جھک کر سرگوشی میں کہا۔

"علی تیمور کافی پی رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں اس پر پاگل پن کا دورہ پڑے گا۔ پھر ہمیں پاگل بننے کی ضرورت نہیں پڑے گی!"
 رنجیت نے آنکھیں کھول کر کہا: یہ درست ہے کہ جو دوسروں کے لیے کڑا کھوڈتا ہے، وہ خود اس میں گرفتار ہے۔ علی تیمور جن گولیوں سے ہمیں پاگل بنا چاہتا تھا ان سے خود۔"

اس کی ادھوری بات علی تیمور کے تمقوں نے لوری کر دی۔ تمام مسافر اٹھا اٹھا کر آدھر دیکھنے لگے۔ کتنے ہی لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ ایسی کو بھنبوڑ کر کہہ رہا تھا۔
 "میں سکڑ رہا ہوں، تمہارے جیسے حسین جزیروں کو کونج کرتا ہوں، میں ابھی تمہیں کاڈھے پر اٹھا کر جہاز سے چھلانگ لگاؤں گا۔ کہاں ہے میرا پیراشوٹ؟"

اس کے بڑی طرح جھنجھوڑنے پر ایسی خوف سے جھین مار رہی تھی۔ دو اسٹیورڈ دوڑتے ہوئے آئے، انہوں نے علی تیمور کو پیچھے سے جلا کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ تشہر لگا کر کہہ رہا تھا: آگے! میرے دشمن آگئے۔ مگر مجھ سے اس

صحنِ جزیرے کو چھین نہیں سکیں گے۔ ہا ہا ہا ہا۔۔۔
ایک مسافر نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا اس
طیارے میں پاگلوں کو سفر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے؟
دوسرے نے کہا: یہاں کی کافی میں کوئی گڑ گڑ ہے۔
دونوں پاگل ہونے والوں نے پہلے کافی پی لی تھی!

ایک عورت نے کہا: کافی تو میں نے بھی پی ہے اور
مجھے کئی مسافروں نے پی ہے۔ اس لڑکی کا مجھ سے کدو
کے پاس بیٹھ کر کافی پینے والے دونوں مرد پاگل ہو گئے!
سب نے یہی پر سوالات کی پھار کر دی! "ٹھیک
تو ہے، پہلے پاگل ہونے والی وہی اس کے پاس بیٹھ کر پاگل
ہوا تھا!"

دوسرے نے کہا: اس لڑکی سے پوچھو یہ اپنے
پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ جاتی کیا ہے؟
"اس حسین بڑا کو قانون کے حوالے کیا جاتے!"
"ہاں ہاں، قانون کے حوالے کیا جاتے!"

سب ایک آواز میں ایسی کے خلاف مطالبہ کرنے
لگے۔ اتنی دیر میں علی تیمور نے بیوقوفی نظر آنے کے لیے
آنکھیں بند کر لیں اور آکر سے کہا: "انکل ارات سونے کے
لیے ہوتی ہے۔ آپ مجھے گہری نیند سلا دیں!"

ایک اٹیوورڈ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر مسافروں
سے خاموش رہنے کی درخواست کی۔ پھر کہا: "آپ لوگ سکون
اور اطمینان سے بیٹھیں۔ ہم اس لڑکی کو کین میں لے جا رہے
ہیں۔ نیویارک میں پولیس والے اس سے منٹ لیں گے!"

دوسرے اٹیوورڈ نے کہا: شاید یہ بیوقوف ہو گیا ہے
یہاں کوئی ڈاکٹر ہو تو جائز آکر اسے چیک کرے اور ہوش
میں لانے کی کوشش کرے!"

وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں تھا۔ ایسی کو اپنی جگہ سے اٹھنے
کے لیے کہا گیا پھر دو سیٹیوں کی ایک ہتھ بنا کر علی تیمور کو
وہاں لٹا دیا گیا۔ ایک ڈیکر ایسی کے دماغ میں رہا تاکہ اس
کے ساتھ کین میں ہونے والے سوالات سن سکے اور

جوابات میں اس کی مدد کر سکے۔ دوسرے ڈیکر نے سپر ماسٹر
کے پاس آکر تمام واقعات بتائے۔ پھر پوچھا: "کیا ہمیں
علی تیمور کے دماغ میں جانا چاہیے؟"

سپر ماسٹر نے کہا: "اگر وہ بیوقوف ہے تو اس کے دماغ
سے کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ پھر بھی ایک بار جا کر دیکھو!"
وہ علی تیمور کے دماغ میں آیا۔ آکر اسے گہری نیند
سلا کر جا چکا تھا۔ اس نے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ

نیند کے دوران سوچ کی لہریں بے حد کمزور ہوں گی۔ ڈیکر
نے واپس کر لیا۔ سپر ماسٹر سے کہا: "اس کی سوچ بے حد کمزور
ہے۔ کچھ معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ وہ واقعی بیوقوف ہے!"
آدھ گھنٹے بعد آکر مریو لیٹن ہو گیا کہ خیال خالی کرنے

والے علی کے دماغ سے ناکام ہو کر گئے۔ ہوں گے آڑھ
اس کے ہوش میں آنے کے بعد اس کی سوچ پڑھنے آئی
گے۔ علی اب ایک پاگل کی حیثیت سے سانس نہیں روک
سکتا تھا۔ دشمنوں کے لیے اس کے دماغ کے دوازے
کھل گئے تھے۔

اس نے علی تیمور کے قوانیدہ دماغ پر توجہی عمل شروع
کیا، اسے معمول بنانے کے لیے تیمور یا کہ جب بھی وہ پرانی
سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گا۔ اس کی اپنی سوچ کی لہریں
گڑ بڑ جائیں گی۔ وہ ترتیب سے کوئی بات نہیں سوچ سکے
گا اور نہ ہی کسی کی سوچ کا مقبول جواب دے سکے گا۔ یعنی

پہنچ کر پاگل ہو جائے گا۔
آخر میں آکر اس کے دماغ کو حکم دیا: "میرے
لیجے اور آواز کو یاد رکھو۔ میری سوچ کی لہریں دماغ میں آئیں
گی تو تم ناسل رہو گے۔ میں تمھارا عامل ہوں اور دوسروں
سے مختلف ہوں!"

یہ عمل کرنے کے بعد اس نے علی کو توجہی نیند پوری
کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ سپر ماسٹر نے احکامات جاری کیے
تھے کہ نیویارک سمیٹنے پر ایسی کو جرأت میں نہ لیا جائے۔ اس
کے برعکس علی تیمور کو مشق افرادی لڑی ٹرانی میں رکھا جانے۔
اس کے متعلق رسوئی فیصلہ کرے گی کہ وہ بیٹھا ہے یا دشمن؟

اور اگر دشمن ہے تو وہ انتقاماً اسے قتل کرے گی یا
سپر ماسٹر کا قیدی بنائے گی؟
علی تیمور نیویارک سمیٹنے سے پہلے بیدار ہو گیا تو
دیر تک طیارے کی کچھت کو دیکھتا رہا۔ پھر کہتے ہوئے
بولتا: "میں کہاں ہوں؟"

اس پاس کے مسافر اچھل پڑے۔ وہ جہاں لیٹا
ہوا تھا، وہاں سے دوڑ بھٹنے لگے۔ دو اٹیوورڈ پھر دوڑتے
ہوئے آگئے تھے۔ وہ اپنی سیٹ پر سے اٹھ کر پوچھ رہا
تھا: "میرا ساہ سالار کہاں ہے۔ اسے بلاؤ۔ دشمن میرے
صحنِ جزیرے کو چھین کر لے گئے ہیں!"

اٹیوورڈ اسے تھپک تھپک کر خاموش رہنے کے
لیے کہہ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ اپنے کین کی طرف لے
جا رہے تھے۔ تاکہ دوسرے مسافروں کو سکون سے بیٹھنا

نصیب ہو سکے۔ کمزور رجحیت سنگھ اپنی لانگ ذہنی کے
پاس آکر اسے بیٹھا سکر رہا تھا۔ اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے
مسافر اس سے بھی سمجھتے تھے۔ مگر کسی قدر مطمئن تھی
تھی کہ وہ بڑی دیر سے پاگلوں جیسی حرکتیں نہیں کر رہا
تھا۔ علی تیمور کو کین میں لاکر ایک طرف بٹھا لیا گیا۔ ڈیکر

اپنی ڈیکر کو ایسی اور لانگ ذہنی کے ذریعے پتا چلا علی تیمور
ہوش میں آ گیا ہے، انھیں ایک پاگل کے دماغ میں جھکول
کئی تھی۔ لہذا وہ علی کے پاس پہنچنے اس نے جیسے مجھے
پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا، اس کی اپنی سوچیں الٹ لیٹ

نہیں۔ کین سوچ اپنی جگہ ترتیب سے نہیں تھی۔ جس کے
نتیجے میں سچ سچ اس پر پاگل بن کا وہ پڑا۔ اس نے بیٹھے ہی
بیٹھے ایک اٹیوورڈ کو مات ماری، وہ ایک طرف جا کر گر
دوسرے نے اسے دلچ لیا وہ دوچار کے بس کا نہیں
تھا۔ اپنے حواس میں ہوا تو ایک ہی واڈ میں دوسرے اٹیوورڈ

کو بھی لڑھکادیتا۔ مگر وہ خود لڑھک گیا۔ گنہ سے ایسی
آوازیں نکالنے لگا جیسے کوئی اجنبی زبان بول رہا ہو۔ جیسے
سوچ گڑ بڑ گئی تھی ویسے ہی زبان سے بے نیچے الفاظ
ادا ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ذرا ناسل ہوا۔ کیونکہ ڈیکر اپنے
ڈیکر اس کے دماغ سے نکل گئے تھے۔ اس کی آنکھیں
سیدھی سوچوں نے اسے پاگل ثابت کر دیا تھا۔ ناسل
ہونے کے بعد تپا پلا اسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا

نیویارک پہنچ کر بھی اسے اسی طرح رسیوں سے جکڑا کر
رکھا گیا۔ انٹرویوٹ کی عمارت میں سپر ماسٹر کے خاصے
ماحتہ موجود تھے۔ انھوں نے اسے پتھلاڑی اور پاؤں
میں بیڑیاں پہنائیں پھر رسیاں کھول دیں۔ علی تیمور ہنس رہا

تھا اور کہہ رہا تھا: "میں خوب سمجھتا ہوں اب مجھے
پورے کے دربار میں لے جاؤ گے۔ پورس پوچھے گا بتاؤ
تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ نہیں سکتا رہا غلط ہونا
اسے جواب دوں گا، وہی سلوک کرو جو ایک بادشاہ

دو مہرے بادشاہ سے کرتا ہے ہا ہا ہا ہا۔ میں پورس کا
جواب پورس کے گنہ میرا دوں گا!"

وہ کہتے کہتے رک گیا۔ جندھلوں کے لیے پاگل پن
کو محسوس کیا۔ اچانک ماں پر نظر پڑ گئی تھی۔ اس کا دل
سلطنتیاد دھڑکنے لگا تھا۔ وہ بیوہ خور توں کی طرح سفید
سار کی پٹنہ ہوئے تھی۔ دوسروں کے لیے ایک باوقار

قانون اور مل بھیجی کی سحرہ تھی۔ بیٹے کے لیے صرف

ماں ہی ماں تھی۔ دشمنوں میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ وہ
پاگل کیا اپنی ماں کو پہچان رہا ہے؟ ایک ڈیکر نے
اس کے دماغ میں جھلا جھک لگائی اس کے دماغ الٹ
پلٹ ہو گیا۔ وہ بے اختیار پاگلوں کی طرح ہنسنے اور مسخ

دشمنوں کو مارنے کے لیے لپکنے لگا۔ مگر پاؤں کی بیڑیاں
اسے روک رہی تھیں وہ فرضی پر اوندھے گنہ کر پڑا تھا۔
رسوئی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔

ماں کے پاؤں بیٹے کے گنہ کے قریب تھے ڈیکر دماغ
سے چلا گیا تھا۔ اس نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے
مراٹھا کر ماما کو دیکھا۔ پھر مہر جھکا کر پاؤں کو قوم لیا۔۔۔
رسوئی نے فوراً ہی پیچھے ہٹ کر اس کے منہ پر جھک کر

ماری، غزا کر پوچھا: "یہ ابھی تک ایک اب میں کیوں
ہے۔ میں دشمن کے بیٹے کا اصلی چہرہ دیکھ کر پہلے تو کین
گی۔ پھر اس کی قسمت کا فیصلہ سناؤں گی!"

ایک ماحتہ نے ادب سے کہا: "دیوی جی، اہم
اسے آپ کے محل میں لے جا رہے ہیں۔ وہیں ہی کا لیک اپ
آنا رہا جائے گا!"

علی تیمور قہقہہ لگانے کے بعد بولا: "دیوی جی، ہا ہا ہا ہا
دیوی جی! تمھارے دیوتا میں کہاں ہیں۔ انھیں بلاؤ اور تبادو
کہ میں سکندر اعظم ہوں!"

رسوئی نے اسے گھور کر دیکھا۔ پھر دماغ میں پہنچ
گئی۔ علی سچ پاگل پن میں مبتلا ہو گیا۔ وہ پتھلاڑی کے
دماغ کو پڑھنے کی ناکام کوشش کرتی رہی۔ کوئی سوچ اپنی
جگہ قائم نہیں تھی۔ وہ اسے ناگوار سے دیکھ کر دماغ سے

نکل گئی۔ وہاں سے پلیٹ کر رجحیت اور لانگ ذہنی کے
درمیان چلتی ہوئی عمارت سے باہر آئی۔ ایک خوبصورت
اور منہگی کار کا بیچھلا دروازہ اس کے لیے کھولا گیا۔ وہ
بیچھل سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ وہاں نائب سپر ماسٹر بیٹھا

ہوا تھا۔ ڈرا تیمور نے کار اسٹارٹ کر کے آگے چھلنا
رسوئی نے کہا: "ماسٹر! میں اس کے دماغ میں گئی تھی۔
وہ سچ پاگل ہو رہا ہے!"

نائب نے پوچھا: "آپ اسے پاگل خانے بھیجا
چاہیں گی؟"
"ہرگز نہیں اس طرح میرا انتقام پورا نہیں ہوگا۔ تم
ویا یو فلم تیار کرنے والوں کو میرے محل میں بیچ دو۔ میں
روز سب وشام اسے طرح طرح سے اذیتیں پہنچاؤں گی۔
اس کی فلم تیار ہوتی رہے گی۔ اور یہ فلم بابا صاحب کے

ادارے کے ذریعے سونیا تک پہنچائی جائے گی۔ وہ اپنے بیٹے کو انتقام کے مذاب سے گزرتے دیکھنے کی اور پھر رو رو کر دیواروں سے سر چھوڑتی سہے گی۔

نائب سیر ماسٹر مسکرا ہوا تھا اس کے دماغ میں بیٹھے ہونے ڈیڑھ گھنٹے کا ہمارا سیر ماسٹر غضب کیے جا رہا تھا ہے۔ واقعی سونیا یہ دیکھ کر اپنا سر پیٹنے کی کہ دل دجان سے چاہنے والی ماں اپنے ہی ہاتھوں سے بیٹے کو تڑپا کر مار رہی ہے۔

نائب نے کہا: ہمارا سیر ماسٹر ابھی علی تیمور کو مرنے نہیں دے گا۔

”اُسے زندہ کیوں رکھا جائے گا؟“

”پہلی بات تو یہ کہ وہ پاگل ہو چکا ہے۔ اب ہمارے لیے خطرناک نہیں رہا۔ دوسرے یہ کہ ماں بیٹے کی یہ دیوانہ پنم پارس کے پاس بھی بھیجی جائے گی۔ اس فلم کے آخر میں اُس سے کہا جائے گا کہ علی تیمور ابھی زندہ ہے۔ اگر وہ بھائی کی موت نہیں چاہتا تو میڈیون کا ہمارے پاس بھیج دے۔ علی تیمور کو آزاد کر دیں گے۔“

روستی کو بتا نہیں تھا اداں کے پاس بیٹھے ہوئے نائب کے دماغ میں کسی کھوپڑی تک رہی ہے۔ اگر وہ نائب کے دماغ میں ابھی پہنچ جاتی تو اُسے کچھ سچی باتوں کا علم ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ سوچ رہی تھی۔ علی تیمور تو قیدی بن چکا ہے۔ اب سونیا اور پارس باقی ہیں۔ میں جلد ہی انھیں بھی اپنی ٹھوکروں میں لے آؤں گی۔

ان کی کار ایک خوبصورت کوچی کے پورچ میں آ کر رکی۔ وہ سیر ماسٹر کی رہائش گاہ تھی۔ وہ نائب کے ساتھ کار سے اتر کر کوچی کے اندر آئی نائب ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ سیر ماسٹر کسی کے روبرو نہیں آتا تھا۔ روستی کو خوش کرنے کے لیے آج وہ اُس سے ملاقات کر رہا تھا اور ملاقات کے وقت وہ اپنے اصلی روپ میں نہیں تھا۔ اس نے ایک خوبصورت سے، ذاتی ملاقات کے کمرے میں اس کا استقبال کیا۔ پھر کمرے کی دیواریں آج تک کو رو برو دیکھ کر مجھے صرف خوشی نہیں فخر بھی حاصل ہو رہا ہے۔ میں ٹیلی میٹھی چلنے والی ایک عظیم ہستی سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔“

وہ مسکرا کر بولی: ”ڈیڑھ اینڈ ڈیڑھ بھی تو میل پیٹھی جاتے ہیں۔“

”وہ خیال خواتی کے معاملے میں ابھی طفل مکتب ہیں۔“

پھر یہ کہ وہ دونوں میرے ماتحت ہیں۔ میرے اکلدار کے پابند ہیں۔ بھلا علوم کو لوگوں سے مل کر کیا خوشی ہوگی آپ ایک آزاد ہستی ہیں۔ آپ کے آج بھائی بقی کو رو برو نے زبان دی تھی کہ اُن کی دھرم پتی یعنی کہ آپ مجھ ہمارے ملک کے کام آتی رہیں گی۔“

”بے شک میں اپنے سو رنگ باسی جی کی بار بار جھوٹی منٹیں ہونے دوں گی۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔“

”سونیا ماسٹر میں ہے۔ وہ نادیدہ نامی ایک ٹیڈ کے میک اپ میں چھپی ہوئی ہے۔ وہاں کے حکام اور اعلیٰ افسران کو بڑی کامیابی سے فریب دے رہی ہے۔ اگر وہاں تم اُسے بے نقاب کر دو تو اُسے بھاسکے راستہ نہیں ملے گا۔ وہ جہاں چلے گی تم اُس کا راستہ چھوڑتی ہے۔ جرح سچی ایک ایک کر چوہے کو کھپاتی ہے، پھر چھوڑتی ہے۔ پھر کچھ کچھ مارتی ہے پھر چھوڑتی ہے۔ مگر جھانکنے اور بیچنے کا موقع نہیں دیتی، اسی طرح تم اُسے کزور بنا کر خیال خواتی کے پیٹے مارتی رہو گی، ماسٹر کی آخر اُسے مار مار کر تڑپا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا ہے۔“

”میں نے پوچھا تھا، آپ مجھ سے کیا کام لینا چاہتی ہیں۔ لیکن آپ تو میری ہی دشمن کی بات کر رہے ہیں۔ اُسے مارنا میری پہلی اور آخری خواہش ہے۔ آپ میرا رہنمائی کریں کہ میں اُسے کس طرح ٹریپ کر سکتی ہوں۔“

”ہمارے کچھ ایجنٹ ماسٹر میں ہیں۔ ڈیڑھ اینڈ ڈیڑھ نے وہاں ایک ایسے شخص کے دماغ کو تڑپ کر لیا ہے جو ایک مشہور جاسوس تائیڈ کا اسسٹنٹ ہے اور تائیڈ انا جیبل سونیا عرف نادیدہ کو اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ تم اسٹنٹ کے دماغ میں رہا کر دو اور سونیا کی حرکات پر نظر رکھو۔ مجھے رپورٹ دینی رہو۔ جب وہ کسی ایسے مرحلے سے گزرے جہاں اسے ٹریپ کرنا آسان ہو اور اس کے فرار کے راستے مسدود کیے جاسکتے ہوں اُسے بے نقاب کر دو گی۔“

”مجھے رہنمائی حاصل ہو گی تو میں جلد ہی اسے خرابک انجام تک پہنچا دوں گی۔“

”ایک ڈیڑھ تمہارے ساتھ رہا کرے گا۔ وہ تمہارا ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ تم صرف ایک بات کا خیال رکھو۔ نائب میں سونیا پر حملہ کرنے کو نہ کہوں تم نہ کرنا خواہ تمہارا کتنا ہی اچھا موقع کیوں نہ ملے۔ تم سیاسی چالوں کو نہیں۔“

بعض اوقات دشمن بالکل غافل اور کمزور دکھائی دیتے ہیں لیکن درپردہ محتاط ہوتے ہیں۔ کسی بھی نامگانی حملے کا ٹوڑ کر لیتے ہیں۔“

”میں آپ کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھائیں گی۔“

ادھر علی تیمور کو روستی کی رہائش گاہ میں پہنچا دیا گیا تھا۔ وہاں ایک کمرہ بالکل خالی تھا۔ علی تیمور پہلے ہی زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ اسے اُس کمرے میں لاکر چھت کیسے اڑھی دیواریں لٹکا دیا گیا تھا۔ وہ چھت سے یوں لٹکا رہا تھا جیسے جانور کو ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنے کے لیے لٹکا دیا جاتا ہے۔

”اگر تم نے اُسے ہی کو ذور ڈرا دیا کیسے پھر پریشان ہو کر کہا: بیٹے میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تم اس مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ تمہیں ان زنجیروں سے بلکہ اس محل سے فوراً نجات حاصل کرنی چاہیے۔“

”انگل! اب پریشان نہ ہوں۔ ماما کے قدموں تک پہنچنے کے لیے میں نے تھے پاؤں پیلے ہیں۔ میں دکھنا چاہتا ہوں کہ ایک ماں اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو کسی کس اذیت پہنچاتی ہے اور بیٹا اپنی ماں کی کیا کوئی بے برادری سکتا ہے۔“

”تم قسمت زیادہ نظرات مول لینا چاہتے ہو۔“

”آپ بے رحم ہیں، یہاں کیا کر رہے ہیں؟“

”ابھی تمہارے پاس رہ کر کسی کا انتظار کروں گا کوئی تمہیں مخاطب کرے گا تو میں اس کے دماغ میں جسگے پاؤں گا۔“

”اس بات کا خیال رکھیں۔ ماما کے تمام خدمت گزار لوگ کے ماہر ہو سکتے ہیں۔ سیر ماسٹر نے یہاں سخت پہرہ لگایا ہوگا۔ آپ کسی کے دماغ میں جا سکیں گے تو اسے پتا چل جائے گا کہ کوئی میری حمایت میں چلیں گے آپ سے۔“

”میں محتاط رہوں گا۔ ایک لائٹ دینی کا لامع ایلے ہے جس کے ذریعے یہاں کام کرنے والوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔“

”تو پھر آپ کو اس کے دماغ میں رہنا چاہیے۔“

”وہ عمل کرنے والی ہے غسل سے پہلے جسمانی شُکوہ برقرار رکھنے کے لیے جانے کیسے کیسے لوشن لگاتی ہے اور مالش کر داتی ہے۔ چنانچہ وہ کب غسل سے فارغ ہوں گی۔“

”گور روختی سنگھ کی کر رہا ہے؟“

”اس سے لاج دینی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ صرف

تمہاری ماما کے سامنے میاں ہوئی بن کر بیٹھتی ہیں۔ روخت سنگھ جب غسل میں آنے کا تو میں اُس کے ذریعے بھی اس محل میں اپنے لیے جگہ بناؤں گا۔“

یوں تو روستی کے دماغ میں بھی جگہ مل جاتی تھی۔ برین واشنگ کے بعد اس نے ابھی مکمل طور پر دماغی توانائی حاصل نہیں کی تھی۔ لیکن وہ اپنے خدمت نگاروں کی اصیبت سے بے خبر تھی۔ اس کے ذریعے صحیح معلومات حاصل نہیں ہو سکتی تھیں۔

علی تیمور کے کمرے میں کچھ لوگ آنے لگے۔ وہ دیواریں کھیر لائے تھے اور بہت سی لائٹیں مختلف جگہ سیٹ کر رہے تھے۔ انھیں سمجھا یا گیا تھا کہ وہ آپس میں باتیں نہ کریں اور قیدی کو اپنی آواز نہ سنائیں۔ اسی لیے سب خاموشی سے کام کر رہے تھے۔ تیمور کی دیر بعد روستی آئی۔ اُس کے ہاتھ میں چابک تھا۔ اس نے کہا: ”کھیرا آن کر دو۔ ویڈیو فلم دیکھنے والے دستوں کو معلوم مہتر چلیے گا۔ تیمور میں اور آسمان کے درمیان، زندگی اور موت کے بیچ لٹک رہا ہے۔ میں نے اس کے پاؤں سے زین چھین لی ہے اور اسے اذیت پہنچا پہنچا کر اس کی زندگی بھی چھین لوں گی۔ لائٹیں آن کر دو۔“

کئی لائٹیں آن ہو گئیں۔ کھیرا علی تیمور کو فلینڈ کرنے لگا۔ وہ اوپر لٹک رہا تھا۔ روستی کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے پاؤں پر ایک چابک رسید کیا۔ بیٹے نے کہا: ”میں نے تلوار پہن رکھی ہے۔ پاؤں میں جو تے ہیں، مجھے چوت نہیں لگے گی۔ آپ کا شوق پورا نہیں ہوگا۔“

وہ غصے سے بولی: ”سانپ کے پیچھے اچھے طعنے دینا ہے۔ میں چابک مار مار کر تیری کھال اتار دوں گی۔“

وہ نفرت سے اُس پر تھوکتا چاہتی تھی، پھر خیال آیا، مسکاتھا کہ تھوکے کی تو تھوکا اپنے ہی منہ پر آئے گا۔ وہ بولی: ”اسے نیچے اتارو۔ اس کے کپڑے پھاڑ دو۔“

اُس کے احکامات کی تعمیل ہوئی۔ چھت کی کڑیوں سے نیچے اتار کر اس کے تمام کپڑے پھاڑ دیے گئے۔ صرف ایک اندر وڈ رہ گیا۔ روستی چابک مارنے لگی۔ وہ ماں کے نازک ہاتھوں سے چابک کھاسا تھا اور مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا: ”آپ کے ہاتھ دھکنے لگیں گے۔ گور جوہر اڑائیں ہوگا۔ کیونکہ زنجیریں چابک کا راستہ روک رہی ہیں۔“

وہ جھنجھلا کر اپنے ملازموں سے بولی: ”گور جوہر کے ہتھوکیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ اسے یہ

زنجیریں بچا رہی ہیں؟“ ملازموں نے فوراً ہی زنجیریں کھول دیں۔ مسیح کارڈز نے اپنی رائفیں سیدھی کر لیں تاکہ قیدی بھی لگانا چاہے یا دلوئی جی پر حملہ کرنا چاہے تو اسے زخمی کیا جاسکے۔ رسوئی کے ہاتھ واقعی ڈھکنے لگے تھے۔ اس نے ایک کارڈ کو چابک دے کر اسے مارنے کا حکم دیا۔ کارڈ نے وہ چابک سے لیا۔ علی تیور نے کہا: ”رگ جاؤ۔ میں صرف اپنی ماں سے مار لکھا سکتا ہوں اگر کسی اور نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو اس حمل میں زلزلہ آجائے گا۔“

وہ بولی: ”کیئے، توہیں دھکی دیتا ہے؟ اسے مارو۔“ کارڈ نے چابک چلائی تو علی نے چابک کو پکڑ لیا۔ کارڈ نے ایک جھٹکے سے چھوڑنا چاہا۔ وہ جان بوجھ کر لیوٹ کھینچا چلا آیا جیسے جھٹکا برداشت نہ کر سکا ہو، کارڈ نے اسے دوسرے ہاتھ سے گھونسا مارنا چاہا۔ اس نے جھک کر اس کے ہوسٹر سے ریڈ اور نکال کر اسے ایک طرف دھکا دیا پھر ماں کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا: ”خبردار اگر کسی نے کوئی چلائی تو دلوئی جی زندہ نہیں رہیں گی۔ اپنے ہتھیار چھینک دو۔“ وہ سہم کر بولی: ”اسے مرنے کی دیکھتے ہو۔ ہتھیار چھینک دو۔“ سب نے اپنے ہتھیار اعلیٰ کے سامنے چھینک دیے۔

اسی وقت اس نے سانس روک لی۔ کوئی دماغ میں آنا چاہتا تھا وہاں چلا گیا۔ ڈیکر نے ایک کارڈ کی زبان سے پوچھا۔ ”تم چھوڑی دیر پہلے سانس نہیں روک سکتے تھے۔ ہم نے تمہارے دماغ میں آکر دیکھا تھا، تمہاری جوچیں بے ترتیب تھیں۔ اب نارمل کیسے ہو گئے؟“

”میں نے اپنی ماں تک پہنچنے کے لیے پاگل پن کا ڈھونگ رچایا تھا۔ آئندہ میرے دماغ میں آنے کی زحمت نہ کرنا۔“

کارڈ نے ہنستے ہوئے کہا: ”جسے ماں کہتے ہو اسے گولی مارنے کی دھکی دیتے ہو۔ فردا اپنے دل میں جھانک کر دیکھو کیا دلوئی جی کو نقصان پہنچا سکتے گے؟“

علی نے کہا: ”تم نے میری پوری بات نہیں سنی۔ میں اس دلوئی جی کو ماں سمجھ کر پاگل بن رہا تھا۔ ابھی ابھی آکر میرے دماغ میں آکر انکشاف کیا ہے کہ یہ عورت میری ماما کی ڈمی ہے۔ یہ بھی خیال خوائی جانتی ہے، اس لیے اسے رسوئی دیوی بنا کر دھوکا دیا جا رہا ہے۔ پیر ماٹرسے گواہ اب یہ میرے لیے ذرا ابھی اہم نہیں ہے۔ اس کی گواہیت تم لوگوں کے لیے ہے اور تم لوگ اپنی خیالی خوائی کرنے

والی کو میرے ہاتھوں مرنے نہیں دو گے۔“

اسی وقت آرم نے آکر کوڈرڈز زاد اسکے پھر کسا ملاج وقتی غسل سے فاسح ہو کر یہاں آکر بیٹھی۔ اس نے اسے باہر گاڑی کے پاس پہنچا دیا ہے۔ تم خود آدھر آؤ۔ علی نے کہا: ”میری ایک بات سن لیں۔ میں نے خیال خوائی کرنے والے دشمن سے کہا ہے کہ آپ کے ذہن انکشاف کے مطابق یہ میری ماما نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ذہن ہے۔ دشمن آپ کے پاس پہنچنے آسکتے ہیں کہ آپ نے جھوٹ کیوں کہا آپ جواب دیں گے کہ وہ لوگ ماں کے ہاتھوں سے بیٹے کو ختم کرنا چاہتے تھے آپ جھوٹ بولا۔ میرے ہاتھوں سے ماں کو ختم کرنا چاہتے ہیں ایسی دشمن کا نہ رہنا ہی بہتر ہے۔ اب آپ چلیں میں آ رہا ہوں۔“

وہ ہلکا ہلکا اس دوران ڈیکر اس کارڈ کے ذریعہ رہا تھا: ”نادانی نہ کرو۔ یہاں قدم قدم پر موت ہے تم اپنی ماں کو۔ ہم میرا مطلب ہے دلوئی جی کو یہاں سے نہیں لے جاسکتے۔“

وہ اپنی ماں کو نشانے پر رکھ کر دروازے سے باہر جاتے ہوئے بولا: ”میں دیکھنا چاہتا ہوں اور دلوئی جی کو دکھانا چاہتا ہوں کہ ان کی زندگی اہم ہے یا نہیں؟ اگر اہم ہے تو ہمارا راستہ روکنے کی طاقت نہیں کریں گے۔ جیسے ہی مجھے نقصان پہنچے گا، میں دلوئی جی کو گولی مار دوں گا۔“

رسوئی نے بیچ کر کہا: ”ڈیکر! کوئی ایسا قدم نہ اٹھا جس سے مجھے نقصان پہنچے۔ پیر ماٹرس کو اطلاع دو۔“

ایک ڈیکر گنر ماٹرنو صورت حال بتا رہا تھا۔ دونا ڈیکر آرم کے پاس آکر غصے سے پوچھ رہا تھا: ”یہ تم کی طاقت کر رہے ہو؟ کیا مال کو بیٹھے کے ہاتھ سے لے کر لانا چاہتے ہو؟“

اس نے جواب دیا: ”میں ایسا نہ کروں تو بیٹا ماما کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ میں مصروف ہوں۔“ جاؤ۔ یہاں سے۔“

اس نے سانس روک لی۔ پھر چند سیکنڈ کے بعد ملاج وقتی کے دماغ میں آیا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ میں نے اس کے بعد لباس پہن کر میک اپ کرنے والی تھی۔ یہ مکمل کے باہر کاکے پاس کیسے آگئی؟ کیا ڈیکر کوئی مشرتا رہا ہے؟“

ڈیکر نے کہا: ”ملاج وقتی فوراً حمل میں واپس جاؤ اور کار کی چابی بھی نکال لو۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اسے لے کر ذرا

ہونا چاہتا ہے۔“

اس کی بات ختم ہوتے ہی آرم نے ملاج وقتی کو سانس روکنے پر مجبور کیا۔ جس کے نتیجے میں ڈیکر کے ساتھ خود بھی دماغ سے نکل آیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں واپس جا کر ملاج وقتی کے دماغ پر پوری طرح قبضہ چلا لیا۔ علی اپنی ماں کو کھینچتا ہوا حمل کے باہر لے آیا تھا۔ اور ایک کار کی طرف جا رہا تھا۔ باہر کھڑے ہوئے تمام مسلح افراد نے اپنی گنیں سیدھی کر لیں۔ سیکورٹی افسر نے لٹکا کر کہا: ”جنورا! دلوئی جی کو چھوڑ دو۔ ورنہ ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔“

ڈیکر نے ایک مسلح شخص کی زبان سے کہا: ”علی تو یہ تمہارے ہی بیچا کا سر نہیں کر رہے ہو۔ کیا تم حمل کے احاطے سے، پھر اس علاقے سے، پھر اس شہر سے اور پھر اس ملک سے باہر جاسکتے؟“

اس نے کہا: ”میں جان کی بازی لگا کر اس ملک میں آیا ہوں۔ اگر میری ماں کو میرے حوالے نہ کیا گیا تو میں اس ٹیل بیٹھی جانے والی ڈمی کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک یہ میرے پاس رہے گا تم لوگ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے گے۔“

وہ کار کی چھیل سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ملاج وقتی نے کلم اشارت کی پھر اسے آگے بڑھایا۔ چاروں طرف سے گولیوں کو بوجھ ہونے لگی۔ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ رسوئی کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔ اس لیے وہ گاڑی کو نشانہ بنا رہے تھے۔ ایک گولی ہیٹے میں آکر لگی۔ ٹائٹر برسٹ ہوا۔ کار ایک جانب گھوم کر ایک دیوار سے ٹکرا کر رگ گئی۔ جھٹکے کا ہل کوئی موقع نہیں تھا۔

ڈیکر نے ایک مسلح شخص کی زبان سے کہا: ”اب تمہیں کوئی دوسری گاڑی نہیں ملے گی۔ تم شاید لگ فرنا ڈوڈ کے پہلی کارڈ پر انٹرویو سے استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن حکومت نے اس کے پہلی کارڈ پر انٹرویو کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے تمہیں کہیں جانے کے لیے دو بیٹوں کی سائیکل بھی نہیں ملے گی۔“

علی نے اپنی ماں سے کہا: ”دلوئی جی! انھیں تھکاری نہ لگا لے دو انہیں ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو ان سے پوچھو، مجھے کون مجبور کر رہے ہیں کہ میں تمہیں کوئی مادہ رسوئی نے بلندہ آواز سے کہا: ”ڈیکر! تم میرے دماغ میں آکر نہیں آتے، یہ کیا پیر ماٹرس نے مجھے دشمن کے ہاتھوں

مرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے؟“

اس نے کئی بات ڈیکر کے دماغ میں جا کر بوجھی۔ اس نے جواب دیا: ”اس گاڑی کا ٹائٹر برسٹ کے کسے آپ کو اٹھا ہونے سے بچا گیا ہے۔ آپ ذرا حوصلے سے کام لیں۔ وہ بچوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے۔ آپ کو یہاں سے لیجا نہیں سکتے گا۔“

علی نے آرم سے پوچھا: ”انکل! کیا بات ہے؟ کیا مجھے مدد نہیں پہنچے گی؟“

آرم کے جواب دینے سے پہلے ہی ایک ہیل کا پٹر ا، آواز سنائی دی۔ وہ فوجی ہیل کا پٹر تھا۔ اسے دوسرے ڈیکر کے حمل کے مسلح محافظوں میں ہو گئے۔ یہ اطمینان صرف ایک منٹ کا تھا۔ ہیل کا پٹر میں بیٹھے ہوئے افراد نے قریب پہنچتے ہی حمل کے احاطے میں ہم چھیننے شروع کر دیئے۔ وہاں جھک کر بیٹھی گئی۔ حمل کے محافظ آدھر آدھر بھاگ کر فرار ہونے لگا چاہتے تھے لیکن دھواں اس قدر تھیل گیا تھا کہ کچھ دکھانا نہیں دے رہا تھا۔ وہ تیراں تھے کہ ہیل کا پٹر کہاں سے آیا ہے؟

کلک فرنا ڈوڈ کو نظر بند کیا گیا تھا۔ یہ اس کا پہلی کارڈ نہیں تھا۔ نہ ہی دلوئی یا ڈاکٹر روکی وغیرہ اس کی مدد کو آئے تھے۔ وہ ماسک میں کے آڑی بھی نہیں تھے۔ دوسری کسی خطرناک تنظیم کے افراد بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہاں جان بوجھ کر ایسے ہم چھیننے گئے تھے جو حرکت سے دھواں پیدا کرتے ہیں۔ اس دھواں دھواں سے ماحول میں ہیلی کا پٹر کا دروازہ کھلا۔ ایک سیڑھی لٹکتی ہوئی نیچے آئی پھر اعلیٰ لی نے کھلے ہوئے دروازے سے جھانک کر کہا: ”علی! کم آں۔ ہری آہ۔“

علی نے قبولی ہوئی سیڑھی پکڑ لی۔ پھر کہا: ”دلوئی جی! گولی چل جائے گی۔ اس سے پہلے چھوٹا شروع کر دو۔“

وہ چلنے لگا۔ اس کے پیچھے علی نے سیڑھی پر پاؤں جمائے۔ پہلی کارڈ بلند ہو کر وہاں سے جانے لگا۔ آرم ملاج وقتی کو چھوڑ کر رسوئی کے دماغ میں آیا۔ پھر سیڑھی پر بڑھ کر پہلی کارڈ کے اندر پہنچنے میں اس کی مدد کرنے لگا۔ پیچھے سے ٹائٹر برسٹ ہو رہی تھی۔ دھواں کے باعث مسج نشانہ نہیں لیا جاسکتا تھا۔ پھر وہ ہیل کا پٹر بیچ سے باہر نکل گیا۔ وہ اندر پہنچ گئی، اعلیٰ لی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پوچھا: ”رسوئی! مجھے پہنچا ہی ہو؟“

وہ نا تواری سے بولی: ”میں رسوئی کی ڈمی ہوں۔ اپنے

اس جوان سے پوچھ لو؟

علی نے پاس بیٹھتے ہوئے ماں کا ہاتھ تھام کر کہلایا۔
"نیس نے دشمنوں کو ابھی جاننے کے لیے لایا تھا۔ وہ یہ سوچ کر پریشان ہو گئے کہ میں آپ کو کوئی سبھتے ہوئے کسی وقت بھی کوئی مار سکتا ہوں!"

"دشمن ہر حال دشمن ہوتا ہے، تم کسی وقت بھی کوئی مار سکتے ہو؟"

"نہیں ماما! میں تھوڑی دیر کے لیے مصالحتی دشمن ہو گیا تھا، اگر میں اب کو مان تسلیم کرتا تو دشمن بھی میری دھمکیوں میں نہ آتے۔ انھیں یقین ہوتا کہ میں اپنی ماما پر بھی کوئی نہیں چلاؤں گا!"

اعلیٰ بی بی نے کہا: "رسومتی! سپر ماسٹر نے تمہاری برین واشنگ کر لی ہے۔ انشا اللہ جہم اس کا ٹوڑ کریں گے؟" علی نے پوچھا: "آئی! جہم کہاں جاسکتے ہیں۔ فوجی ایٹھ کا پڑا اور طراسے ہمیں گھیرنے کے لیے پرواز کر رہے ہوں گے، جہم اس ملک کی سرحد سے باہر نہیں جا سکیں گے؟"

وہ بولی: "جہم شمال کی سمت جا رہے ہیں۔ مغرب اور جنوب کی طرف کئی ہزار میل تک یہ ملک پھیلا ہوا ہے۔ مشرق میں سمندر ہے۔ وہاں کے تمام جزیروں میں فوجی ہیں۔ پھر جہم کی جزیروں میں انٹر کے تو جا رہے ہیں۔ فوجی گھیر لے جائیں گے۔ جہم جہم جا رہے ہیں، ادھر گھنے جنگلات ہیں، فی الحال وہیں پناہ لی جاسکتی ہے؟"

"آپ نے یہ فوجی، ایلی کا پڑ کیسے حاصل کر لیا؟"

اس نے پائلٹ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ جان کارن ہیں۔ یہاں کی فضا تیر میں لپکتی ہے، لیکن میرے بہترین دوست ہیں۔ واپس جا کر بیان دیں گے کہ وہ دماغی طور پر سوچو جھگڑ ہو گئے تھے جب بوڑھی وواں میں آئے تو کوئی دماغ نہیں کہہ رہا تھا کہ انھیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ان کے دماغ پر قبضہ تھا کہ جہم ہزار میل تک پرواز کی گئی ہے۔ کچھ لوگوں کو شمال کی سرحد پار کر لی گئی ہے۔ باقی تمہارا سپر ماسٹر سمجھ لے گا کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟"

اعلیٰ بی بی نے پائلٹ جہم کی زبان میں کہہ کر ہی تمہاری ٹوٹی ہوئی سمجھ کے۔ اگر پائلٹ جان کارن کے متعلق معلوم ہوتا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے سپر ماسٹر کو ساری باتیں بتا دیتی۔ دیگر اُس کے دماغ میں کافی دیر رہنے کے بعد سپر ماسٹر کے پاس آیا۔ پھر لولا، اعلیٰ بی بی اور علی تیموری ایرانی زبان میں باتیں

کر رہے ہیں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے؟"

"کہ تم پائلٹ کے دماغ میں نہیں جاسکتے؟"

"وہ تو اور دبا ہوا انسانا گیا ہے۔ رسومتی کا خیال ہے اس کے دماغ پر قبضہ جایا گیا ہے۔"

"تم رسومتی کے ذریعے دیکھو، ایلی کا پڑ کہاں کہاں گند رہا ہے۔ میں نے ابھی فضا نیس کے ماورے معلوم کی ہے۔ یہ ایلی کا پڑ کا انڈیکر کام نہیں کر رہا ہے یا انھوں نے اُسے ریکارڈ بنا دیا ہے؟"

ڈیکو، رسومتی کے پاس آیا پھر لولا لیا کیا تم کھڑکی کے پاس نہیں بیٹھ سکتی؟ میں تمہارے ذریعے معلوم کرنا چاہتا ہوں، یہ لوگ کن راستوں سے گزر رہے ہیں؟"

رسومتی نے اعلیٰ بی بی سے کہا: "مجموعی ہائیڈریمینٹ پر آجاؤ۔ میں کھڑکی کے پاس بیٹھوں گی۔"

"رسومتی! تمہیں یہ یقین کرنا چاہیے کہ فاضوں ہو گا کہ ہم تھوڑی دیر بعد تمہاری آنکھوں پر مٹی باندھنے والے ہیں۔ تم جہاں بھی بیٹھو گی، جہم اسے لیے فرق نہیں پڑے گا؟"

ڈیکو جیالوں ہو کر سپر ماسٹر کے پاس آیا۔ وہ فون کے ایک میجر سے رپورٹ حاصل کر رہا تھا۔ رپورٹ کے مطابق وہ پہلی کا پڑ بھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ انڈیکر کے جہم کی پڑوں اور طیاروں میں اسے تلاش کر رہے تھے۔ سپر ماسٹر کہہ رہا تھا: "شمال کی طرف زیادہ زور دو۔ ادھر گھنے جنگلات ہیں۔ اگر جہم فرار ہو کر آسمان سے گزرتے ہیں پھر ان خطرناک جنگلات سے واپس نہیں آ پاتے۔ جہم کی موت آتی ہے، وہ جہم کا گزرتا ہے۔ جہم نے رسومتی کو ہر حال میں ادھر جانے سے روکنا ہے۔ جہم نے اس پر بڑی محنت کی ہے، فارسیٹ آفیسر کو اطلاع دو اور اسے تاکید کرو کہ کوئی بھی ایسی کا پڑ ادھر سے گزرسے تو فوراً ہمیں اطلاع دے؟"

دو گھنٹے تک کوئی سراخ نہیں ملا۔ تین گھنٹے بعد فارسیٹ آفیسر نے اطلاع دی کہ بہت دور سے ایک ایسی کا پڑ کی آواز سنی گئی ہے۔ دور بین کے ذریعے اس کا ایک جھلک دکھائی دی پھر وہ سبز مہالوں کے جھم کے ہو گیا۔ راطلا اطلاع ملنے ہی تمام ایلی کا پڑوں اور طیاروں کا رخ اس جنگلی کی طرف ہو گیا۔ کسی بڑے ملک کی فضا یہ حرکت میں آ جائے تو فرار ہونے والے ہر جہاز نہیں کر سکتے۔ شمال امریکا میں یہ سولت تھی۔ سال کے آٹھ مہینے سے لاکھ میل تک پھیلا ہوا جنگلی برف سے ڈھکا رہتا تھا۔ بانی

میں نے ہر حال ہی ہوتی تھی۔ برف جھل کر اکٹھا ہوا اور دیاؤں کی صورت میں ہستی تھی۔ خطرناک درندوں اور جنگلی باشندوں سے متعلقہ ہونے یعنی سخت جان بجرم ہر حد پار کر لیتے تھے۔

آمر نے علی کے پاس ٹاکر کہا: "اب میں تمہاری ماما کے پاس جانا چاہتا ہوں!"

علی نے کہا: "انگل! میں سوچ رہا ہوں پائلٹ ہانا کا ہکا داپس کا نام سب نہیں ہے۔ سپر ماسٹر کے خیال کوئی کرنے والے! اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اس کے بعد خیالات پڑھ لیں گے۔ آپ ذرا پائلٹ سے بات کریں؟"

آمر نے پائلٹ اور اعلیٰ بی بی سے بات کی پائلٹ نے کہا: "اگر میرے بیان پر شبہ نہیں ہو گا تو وہ میرے دماغ کو کمزور نہیں بنائیں گے۔ لیکن دوسرے پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا: "جان کا واپس نہ مانا زیادہ مناسب ہے۔ انھوں نے بڑی محنت سے رسومتی کو حاصل کیا تھا اور بڑی محنت سے انہوں نے اس کی برین واشنگ کی تھی۔ اس کے بعد یہ ہمیشہ ان کے کام آنے والی تھی۔ ایسی خیال خوانی کرنے والی ہستی ان کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ وہ جہم کا پڑ بھی جان کو سزا دیں گے اور اس کے جو خیالات پڑھنے کے بعد تو اسے کہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے؟"

یہ تمام باتیں اور امر کے ذریعے ان تینوں کے دماغوں میں ہو رہی تھیں۔ آخر جان ان کے ساتھ جنگل میں رہنے پر راضی ہو گیا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا: "آمر! تم ابھی سونیا کے پاس جا رہے ہو، ضرور جاؤ۔ تمہارے پاس بھی آتے رہنا۔ رسومتی کو زندگی کی حالت میں معمولی نانا بہت ضروری ہے۔ ورنہ یہ خیال خوانی کے ذریعے دشمنوں کو ہمارا ٹھکانا بتاتی ہے گی؟"

آمر چلا گیا۔ جان کارن نے پہلی کا پڑ کو ایک چھوٹے گیسے گلاس کے میدان میں اتارا۔ اس کے چاروں طرف اونٹنے لگے درخت تھے۔ وہ پہلی کا پڑ کو میدان میں جلاتا ہوا درختوں کے درمیان لایا۔ پھر وہ سب نیچے آئے۔ رسومتی نے کہا: "اب تو آنکھوں سے پتی پتا دو؟"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا: "کیا تمہارے خیال خوانی کرنے والے دوست بہت بے چین ہو رہے ہیں اور ہمارا ٹھکانا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

علی نے کہا: "ان سے کہہ دوں، یہ عارضی ٹھکانا ہے،

ہم کسی وقت بھی یہاں سے پرواز کریں گے۔ اور آپ کو بے ہوش کر کے لے جائیں گے؟"

"یہ غلط ہے۔ میں ہوش میں رہوں گی۔ تم مجھے ماں بھی کہتے ہو اور ننگ بھی کرتے ہو؟"

"آپ میری سگی والدہ ہیں۔ آپ نے مجھے جنم دیا ہے اگر سونیا ماما نے مجھے جنم دیا ہوتا تو میں آپ کی خاطر مصیبتیں اٹھانے کے لیے اس ملک میں نہ آتا۔ لیکن میری ماں آپ کی سمجھ میں نہیں آئی گی۔ دشمنوں نے بالکل ہی دماغ الٹ کر رکھ دیا ہے۔"

وہ خدا دیر خاموش رہی پھر بولی: "اعلیٰ بی بی! میرے پاس آؤ، میں کچھ کہنا چاہتی ہوں!"

اعلیٰ بی بی اس کے قریب گئی۔ رسومتی نے اس سے آہستگی سے کچھ کہا۔ وہ بولی: "ابھی بدلتے ہوئے آہستہ آہستہ وہ رسومتی کا ہاتھ پکڑ کر ایک سمت چلنے لگی۔ علی تیموری نے پوچھا: "مسٹر جان! کیا آپ لوگ بڑی جھلت ہیں۔ ہماری مدد کے لیے آئے تھے؟"

"ہاں جھلت کر سکتے ہیں۔ ویسے آمر صاحب نے آپ کی آمد کے متعلق پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے کئی طرح کے تمہارے کارٹوس اور گھلنے مینے کا سامان جمع کر رکھا تھا۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ تم اتنے سخت پرے سے نکل آؤ گے۔ مسٹر اعلیٰ بی بی نے مجھ سے شرط لگائی تھی، ہر حال میں شرط ہاں کر گیا۔"

وہ پہلی کا پڑ کے اندر آئے پھر اس کے پھلنے جتنے میں جا کر کھانے مینے کا سامان اور ہتھیاروں کو ڈنکھنے لگے۔ وہاں کھانا پانی اور توتوں کے بیڈل ٹارچیں، مشعلیں اور آگ روشن رکھنے کا سامان بھی تھا۔ پہلی کا پڑ کے لیے داخل ایڈمن بھی موجود تھا۔ اعلیٰ بی بی نے جنگل میں آکر چھپنے کا منصوبہ بہت پہلے ہی بنا لیا تھا۔

جان نے کہا: "تمہاری مدد! بڑی دشواریاں پیدا کریں گی!"

مقبول سائیکس کا وسیع اقبال کی ذمہ داری تھی۔ یہ کتاب میں دو مکمل سائیکس

عمرات عظیمہ	پہلی کتاب	عمرات عظیمہ	پہلی کتاب
عجیب جنگلے	ریکارڈنگ چوری	عجیب جنگلے	ریکارڈنگ چوری
پانچواں کام	موت کا راستہ	پانچواں کام	موت کا راستہ

تاریخات سب کی پیشکش: پورے سہ ماہی کے ساتھ

”ہاں۔ اُن کا کچھ علاج کیا جائے گا۔“
 اُس نے گلہ می دیکھ کر کہا: ”اسی دیر ہو گئی، ماما اور
 آئی اے جی، ہنگ واپس نہیں آئیں۔“
 اُس نے آگے بڑھ کر آواز دی: ”آئی! آپ
 کہاں ہیں؟“

اُسے جواب نہیں ملا۔ جان نے بھی آگے بڑھ کر
 کہا: ”ہمیں جواب دو۔ ورنہ ہم آجائیں گے۔“
 انھوں نے چند سیکنڈ تک انتظار کیا پھر اپنی اپنی
 گن سنبھال کر آگے بڑھنے لگے۔ وہ وہ دوسرے دوسرے
 قدم پر آواز دیتے تھے۔ پہلے ہی جواب نہ ملنے پر سمجھ
 میں آیا تھا کہ خلاف توقع کوئی بات ہو گئی ہے۔

وہ ایک جھاڑی کے پاس ٹھٹک گئے۔ اعلیٰ بی بی
 گھاس پر آؤنگی پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے منہ کے کچھلے جتنے
 سے خون بہ رہا تھا۔ بات سمجھ نہ آئی۔ رستہ میں تونگ
 پارکسری مضبوط کلائی کو اٹھا کر پیچھے سے چل گیا۔ ہوگا جان
 نے کہا: ”میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔ تم اپنی مالاں کو
 تلاش کرو۔“

اُس نے مالاں کو بلند آواز سے پکارا۔ کچھ کبھی ادھر
 کبھی ادھر جنگل کے مختلف حصوں میں دوڑنے لگا۔ وہ
 حیران تھا کہ ماما بھاگ کر کبھی درجلی کبھی ہی پکا ماں چُپ
 گئی ہیں۔

وہ دوڑتے دوڑتے دیکھتے دیکھتے پکارتے ایک جگہ
 ٹک گیا۔ دور تک دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ لے تیری سے
 آگے جوئے درخت لگا ہوں کے سامنے حائل ہو جاتے تھے۔
 ایسے ہی وقت پیچھے سے مالاں کی آواز سنائی دی: ”میرے
 بیچے! میرے بچے کے ٹکڑے۔۔۔“

اُس نے فوراً ہی سرگھا کر دیکھا پھر اُسے سنبھلنے کا
 موقع نہیں ملا۔ رستہ میں اپنے ہاتھوں میں درخت کی ٹوڑے
 ہوتی ایک پلانی شاخ پکڑے ہوئے تھی۔ شاخ پلانی تھی
 مگر سنبھوٹھی۔ پل کے پلٹنے ہی وہ سنبھوٹ سڑی سر پڑتی
 آنکھوں نے سامنے تارے نہا کر گئے۔ وہ ایک قدم آگے
 کی طرف لڑکھڑایا۔ پھر گھاس کے فرش پر دم سے چادوں
 خانے چپ ہو گیا۔

”میرے بیچے! میرے بچے کے ٹکڑے! ابا بابا بابا...
 بابا بابا...“

ایک مالاں کے وحیانہ قہقہے جنگل میں دور تک
 گونج رہے تھے۔

علی تیمور

جنگل کی ہری بھری گاس پر چاروں
 شانے چت پڑا ہوا تھا۔ رستہ کی ہاتھوں میں ایک درخت
 سبکی ہوئی شاخ تھی جس سے ابھی اسی نے بیٹے پر حملہ کیا
 مضبوط شاخ بیٹے کے سر پر پڑی تھی جس کے نتیجے میں وہ زلجلا
 ہو گیا تھا۔

حالات ماں اور بچوں کو کبھی زندگی کا ایسے موڑ پر
 آتے ہیں۔ وہ ماں جو بیٹے کی ایک مٹی کی آہ پر تڑپ جاتی تھی
 اس کی آہ کے نتیجے میں مٹی بیٹے کے زلزلے پیدا کر دیتی تھی اور
 کے بیٹے کی بلکہ اپنا خون بہاتی تھی، آج وہ اسی بیٹے کے خون
 پیاسی ہوئی تھی، اُس پر ہلا حملہ کرنے کے بعد حقیقت لگاتار
 کہہ رہی تھی: ”میرا بیچہ، میرے بچے کو کھڑا بااااا...“

ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 تھے۔ واہ دلوی جی، آپ نے تو کال کر دی ہے۔ اعلیٰ بی بی اور بچوں
 پر آج تک کوئی ہاتھ نہ اٹھا سکا۔ پھر اٹھا تھا اٹھانے والا ہوا
 موت مر گیا۔ آپ دلوی ہیں۔ آپ زخمہ نہیں لگائی اور ایسے
 دشمنوں کے پلٹتے رہیں گی۔ پلٹتے رہیں گی۔ علی تیمور کا سر کچل دیا
 ایک حملہ کانی نہیں ہے۔ وہ بگبگ بڑا سنت جا رہا ہے۔“

وہ دونوں ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 اور مزید حملے کرنے پر آمادہ کر رہے تھے لیکن درپردہ اُس کی ہلا
 قوت بنے ہوئے تھے۔ رستہ میں ناک ہاتھوں سے بڑی سی شاخ
 اٹھا کر اعلیٰ بی بی اور علی تیمور پر حملے میں کبھی ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 اُس کے ہاتھوں میں مضبوطی سے شاخ کو پکڑا ہوا تھا اور اُس کا
 آسری بھر پور قوتوں کو جھجک کے حملہ کرتے رہے تھے۔ اُن کا
 اعلیٰ بی بی پر وقتی طور پر کامیاب ہوا تھا لیکن علی تیمور پر یہ
 رہا تھا۔

واٹسور کی نے پارس اور علی تیمور کو مارنے کا فن سکھانے
 سے پہلے اچھی طرح مارکھانے، نگلیں، برواشت کرنے اور اٹھا
 تکلیف کے دوران حاضر و ناہ رہنے کی ٹریننگ دی تھی۔ ڈا
 نے ماں کے ذریعے بیٹے کے سر پر زبردست حملہ کیا تھا۔ دوران
 ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 تھا۔ وہ صحن یہ دیکھنے کے لیے گر پڑا تھا کہ مالاں کے اندر مالاں
 سی بھی رتن ہو گئی ہے یا نہیں؟

وہ دیر سے چھپا کر سناکت پڑا۔ اُن کا ہاتھ رستہ کی لے گیا۔
 مر چکا ہے۔“

ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 فریاد کے دونوں بیٹے سنتے جا رہے ہیں۔ آپ اُس مضبوط شاخ
 اُس کے سر پر تھیں لگاتی جائیں؟

رستہ نے دوسری بار حملہ کیا۔ اُس نے مٹی میں دو ٹونگ ڈیگرا بند
 اپنی قوت استعمال کی لیکن علی تیمور نے شاخ کو پکڑ لیا پھر اُس نے
 پچھا: ”مالا، کیا آپ کے دل میں میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے؟ ہاں، ہاں، ہاں، ہاں
 تڑپ بھی پیدا نہیں ہوتی؟“

وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے شاخ کو
 پکڑے ہوئے اپنی طرف پہنچ رہی تھی۔ ایسے ہی کی گرفت سے چھڑا کر
 پھر ایک پھر پھر حملہ کرنا چاہتی تھی۔

مالا، اپنی قوت سے آپ جھٹکے دے کر اُسے چھڑانا چاہتی
 ہیں؟ اُس سے انکار ہوتا ہے کہ آپ کے دماغ میں خیال خزانہ کرنے
 والے شیطان اپنا زور لگا رہے ہیں؟

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ رستہ کی شاخ کو اپنی طرف کھینچ کر پوری کوشش
 کر رہی تھی۔ اُس نے ماں کو کھینچ لیا۔ وہ بیٹے کو پکڑ کر کھینچنے سے بول
 ”خبردار! میرے بان کو ہاتھ نہ لگانا۔ تمہیں شرم نہیں آتی؟ میں تمہاری
 ماں کے برابر ہوں؟“

وہ جھینگی سے بولا: ”خدا کا شکر ہے کہ کسی طرح تو آپ نے خود
 کو میری ماں سمجھا ہے۔ مجھے اپنے دل کی دھڑکنوں سے لگا کر دیکھیں
 ہر طرف میرے لیے میں ماں ماں پکار رہی ہوں؟“

وہ ماں سے لٹ گیا۔ ویسے نظر نہ اٹھاتی تھیں تھا۔ محبت
 کی شدت سے تڑپ کر کسی رشتے سے لپٹا ہوا انسانیں کرتا تھا کبھی
 کبھی رستہ ہی اسے گئے سے لگایا کرتی تھی۔ اُج پٹی ہاں ہاں سے
 بد بانی انداز میں بیٹے ہی اس کی رستہ واضح سے ایک تھی ہی سوئی
 نکلی پھر اس کی گردن میں ہر سوت ہو گئی۔ دوسرے ہی ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 اُس کے دماغ سے آپ ہی آپ نکل گئے۔ اپنی جگہ حاضر ہو کر ایک
 نے کہا: ”یہ کیا ہو گیا؟“

دوسرے نے کہا: ”رستہ نے اپنی گردن میں تین محسوس کی
 تمہاری اُس کے بعد ہی اُس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ علی تیمور نے
 اسے بے ہوش کر کے ہمارا رستہ روک دیا ہے۔“

تیرے ماں کے فوجی الگ الگ نہیں ہو سکیں گے۔ پلٹ کر کے ذریعے
 جنگل کے قہقہے محسوس میں پہنچ گئے تھے۔ ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 دماغ میں ہر معلوم کر رہے تھے کہ اعلیٰ بی بی اور علی تیمور جنگل کے
 کن راستوں سے گزر رہے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟ یہ بہت
 پہلا نظریہ تھا کہ علی تیمور نے اُس ایک ذریعے کو تیمور کی دیر کے
 لیے بے کار کر دیا تھا۔ اب ان تلاش کرنے والے فوجیوں کی رہنمائی
 تمہیں ہو سکتی تھی۔

اُس نے ماں کو ٹپ سے پیار سے سلام گھاس پر لٹا دیا۔ پھر اٹھ
 کر ہاں طرف نظر میں دوڑا۔ اعلیٰ بی بی اور اٹھ جان کا کن
 ایک سمت چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اعلیٰ بی بی کے سر پر

پتی بندھی ہوئی رستہ کی رستہ کے محلے سے جو چوٹ آئی تھی اُس کی ہر ہر پتی
 ہو چکی تھی۔ وہ ذیل کا پتہ کی طرف جا رہے تھے۔ مالاں کو اٹھا کر
 کاندھے سے برلا دھار خود بھی اُدھر ہی چلے لگا۔

اُس کی ماں زیادہ دیر بے ہوش رہنے والی نہیں تھی۔ ہندو ہندو
 منٹ کے بعد ہوش میں آسکی تھی کراں کے لیے بھی وہ اپنی کمزوری
 کے باعث ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 نے اپنی کا پٹر کے پاس پہنچ کر اعلیٰ بی بی سے کہا: ”ماں ایک گھنٹے تک
 اطمینان رکھے گا۔ ماما کسی دشمن کو ہمارے راستے پر نہیں آسکتی تھی۔ اُس
 اُس نے ماں کو گھاس پر لٹا دیا۔ جان کا رکن کھڑی سے چھایا

اور چوں بھری شاخیں کاٹ دیا تھا۔ ہاں جھاڑیوں اور پتوں سے
 پہلی کا پٹر کو دھانپا ہے۔ دوسرے پہلی کا پٹروں سے برلا کر کے
 والے دشمن اب بھی اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن اُسے گئے وقتوں
 کے سامنے میں لڑکھڑایا گیا تھا۔ تمام مزید امتیاز علی تیمور لائی تھی۔
 علی تیمور بھی ایک جڑا سا چھلے کر جھاڑیوں کاٹنے لگا۔ اعلیٰ بی بی نے

کہا: ”اُس کو ہمارے پاس آنا چاہیے۔ وہ تو ہمیں مل کے ذریعے رستہ
 کے دماغ میں گہرا ڈال دے گا۔ پھر دشمن خیال خزانہ کرنے والے ہمارے
 بارے میں آسانی سے معلومات حاصل نہیں کر سکیں گے۔“

علی تیمور نے پھر ایک طرف رکھ دیا۔ ماں کو دونوں ہاتھوں
 میں اٹھا کر اعلیٰ بی بی سے کہا: ”آپ میرے ساتھ آئیں۔ ماما کراہاں
 سے دور ہے جا کر رکھنا ہوگا۔ ورنہ یہ دشمن کو تباہی لگا دے گا۔ پلٹ کر
 کوجھاڑیوں اور پتوں سے چھپا لیا گیا ہے۔“

وہ خود ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 اوجھل ہو گیا تو اُس نے ماں کو ایک درخت کے سامنے میں لٹا کر کہا
 ”میں جانتا ہوں آپ بڑی ہی دار ہیں۔ ماما کے محلے سے بے ہوش
 نہیں ہو سکتی تھیں۔ ذرا صبر دشمن خیال خزانہ کرنے والے بھی اپنی قوت
 استعمال کرتے رہتے ہیں؟“

وہ ایک رستہ سے رستہ کے ہاتھ پاؤں باندھتے ہوئے بولی۔
 ”مجھے اُدھر نے بتایا ہے کہ وہ دشمن ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند ڈیگرا بند
 ماں کے ہاتھ پاؤں بندھے رہیں گے تو زندہ وہ چھ پر حملہ نہیں
 کر سکیں گے۔“

علی نے واپس آکر جھپٹا اٹھا پھر جھاڑیوں کاٹنے لگا۔ اُس
 نے اور جان کا رکن سے جلد ہی پہلی کا پٹر کو جھاڑیوں کے ڈھیر میں
 چھپا دیا پھر علی نے ٹرانسٹ کے ذریعے امریکہ میں تیم ایک ٹرک
 جاسوس سے رابطہ قائم کرنے کے بعد کہا: ”ماما کو فوراً امریکہ خبر پہنچاؤ۔
 ہم انتظار کر رہے ہیں۔“

اُس نے رابطہ قائم کر دیا۔ ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ ماں ہوش میں
 آچکی ہوئی وہ اُدھر چلے لگا۔



بات اس وقت بگڑی تھی جب ہاں کے آدمیوں نے نادیر کو جوں میں دیکھا تھا اور ادھر سونیا ماسکوں میں نادیر کا دل ادا ہو گیا تھا۔ اس نے بروقت سونیا کو اس گلہ بڑے آگاہ کیا۔ پھر اس کی ہدایت کے مطابق تانیا نے ڈاکہ ڈال دیا۔ تانیا نے ریورس کران سے لگائے سونیا سے دراصل صلے پر بیٹھی ہوئی تھی اور ایسا محسوس کے ایک افسر کی رپورٹوں پر ہی تھی۔ مگر سونیا کو دیکھتے ہی جا رہی تھی۔

سونیا نے پوچھا تھا کیا بات ہے تم ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ اس پر تانیا نے طنزیزہ انداز میں کہا تھا یہ میری بیٹی تھی جس جیسے دھوکا نہیں دیتی۔ تم نے پہلی بار جس انوکھے انداز سے میری جان بچائی تھی تب ہی میں نے سمجھا تھا کیا تم سونیا ہو؟

سونیا نے کہا میں نے دوبارہ تمہاری جان بچائی ایک بار عزت بچائی۔ اگر سونیا ہو تو تمہیں زندہ نہ چھوڑتی۔ ویسے تم مجھے سونیا کیوں کہہ رہی ہو؟

”اس لیے کہ تم نادیر نہیں ہو۔ نادیر ہمیں میں موجود ہے“ سونیا اور تانیا نے دے درمیان تھوڑی سی بحث ہوتی رہی، آخر سونیا نے کہا میں تمہیں یہ بتا چاؤں گی کہ میں نے شکستہ میں سونیا ہوں۔ اب بتاؤ میرے ساتھ کیا سلوک کرو گی؟

تانیا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے کئی پھیر بولی۔ وہ بھی سلوک جو ایک تحفہ دل کو اپنے دل کے دشمنوں سے لڑا بیٹھے سونیا نے کہا تانیا تم آہم اس جگہ میں تمہا ہر مانتی ہو گی کہ بڑی شہ زور ہو۔ آج تک اپنے دشمنوں پر بھاری بڑی تڑپ رہی ہو اگر آج بھاری د پڑیں تو تمہیں کون بچائے گا؟

تانیا نے ایک قسمہ لگایا پھر کہا تمہیں یہاں لانے کا مقصد یہ تھا کہ ہماری تمہاری کشتگو دیکھا رہتی رہے۔ جس طرح ماری کی رہائش گاہ کے ہر حصے میں ٹائیک لگے ہوئے ہیں اس طرح یہاں بھی ٹائیک ہیں جو نظر نہیں آتے۔ ہماری کشتگو دوسری طرف نشی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم میرے بھاری بڑے میاں سے سہاہی بیٹھ جائیں گے تمہاری کشتگو کی آج ختم ہو چکی ہے۔ اہا ہا ہا ہا ہا اس کا خیال درست تھا اس ملک میں تم قدم قدم پر میرا ہوا ہوا کے ایک جنگلے سونیا کا بیج لگانا اہل کی نامکن تھا تانیا نے نہ فائن تھا نہ تھوٹے وہاں کی چار دیواری میں کوئی بے تھے۔

سونیا نے اچانک سونیا کو ایک اٹا تھا تانیا نے کہ نہ نہ یہ یہ کیا کہتے کیا باری رک گئے وہ پیچھے جا کر سونے پر گر گیا پھر اچھل کر کھڑی ہوئی۔ شیخ لیسے میں بولی اچھا تو گرفتار ہونے سے پہلے دو دو ہاتھ کرنا چاہتی ہو۔ میری آرزو تھی کہ تم سے کبھی ملو تو یہ سونیا کو آخر تم کیا چیز ہو؟

سونیا نے کہا: افسوس! تم نے میرا ریکارڈ بھی طرح میں لکھا تھا میں نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہی ہوں اور لڑنے میں وقت ضائع نہیں کرتی۔ یعنی تم مجھ سے بچ کر بھاگنا چاہتی ہو مگر سب کچھ کہاں ہاؤ؟ سب سے پہلے میں تمہاری خوش نشینی ختم کروں کہ میری بھرتیوں کی نوک میں پاؤں چبچے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھو؟

اس نے پاؤں لٹائی پھر پارا نوٹیک جوتی کی نوک سے پاؤں کو اٹکے وہ بولی: میں نے یہاں داخل ہوتے ہی اس پاؤں سے ٹائیک کے تار کاٹ دیے تھے۔ تمہارے فوجی جوان اور افسران اس بات سے بے خبر نہ رہیں کہ اس رہائش گاہ میں کیا بائیں ہتھیکی ہیں اور اسے کیا کاٹا ہونے والا ہے؟

یہ سنتے ہی تانیا نے فون کی طرف لپکی۔ سونیا نے کہا: آہمرا اسے روکو اور اس کے داغ پر بری طرح قبضہ چلاؤ۔ وہ فون کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ آڈر کرنے اسے بھاری طرز قلوبوں رکھتے ہوئے پوچھا: آپ بہت بڑا خطرہ مول لے رہی ہیں۔ آخر کون کیا چاہتی ہیں؟

”یہ بات تو تم کوئی دیر اسے اپنے قلوبوں رکھ سکتے ہو؟“ آپ جتنی دیر چاہیں گی!“

”اسے سنانے موٹے پر بھاگ کر کھو!“ وہ دوسرے کمرے میں جا کر اپنی آنچا اور ایک بڑا سا آئینہ اٹھا کر لے آئی۔ تانیا نے حوزہ ہی ہو کر سونے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سونیا نے اٹھی کھولی۔ لٹا لٹا ہوا ایک سرجری کا سامان نکالا پھر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگی۔

ایک گھنٹے بعد ٹیٹنوں کی گھنٹی بجنے لگی۔ سونیا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ریورس اور اٹھایا۔ پھر تانیا نے آواز میں کو ڈور ڈور لایا۔ دوسری طرف سے کہا گیا کہ اس تانیا نے اپنی کمر میں دیکھی جلتی آئی۔ نادیر کے متعلق ابھی تک کوئی دوسری رپورٹ نہیں ملی ہے۔ تمہارے ساتھ جو نادیر ہے اسے گریڈ کے کوشش کرو۔ اپنی رہائش گاہ کے ٹائیک کا سوچنا آ رہا۔ ہم یہاں تمہاری اور اس کی کشتگو نہیں لگے۔

”ابھی بات ہے۔ آپ ابھی ہماری کھٹو سن لیں گے“ وہ ریورس کر کے گئے ہوئے تار کے پاس آئی۔ پھر کسے جڑ کر دوبارہ ایک آپ کرنے بیٹھ گئی۔ وہاں سے تانیا نے آواز میں بولی: نادیر! تمہارے سبب میں دوبار فون آچکا ہے۔ کیا تمہاری کوئی بڑھاپا بہن بھی ہے؟

ایک آپ میں مہارت حاصل ہے تم نے یہاں آنے سے پہلے اپنے چہرے پر بلا شک سرجری کروائی تھی اور سونیا کا روپ اختیار کیا تھا۔

”ہاں، بڑے یادگار اس اس بات کا گواہ ہے وہ میری بلا شک سرجری کے دوران میری رہائش گاہ میں موجود تھا۔“

”چھ رہائش گاہ کے کسی دوسرے کمرے میں تھا۔ تمہارے سامنے بہت آواز اٹھانے کا تا تم نے ہر سے کوئی ایک آپ ہی نہیں کیا تھا۔ تم نے نادیر کو اس کی رہائش گاہ سے فائدہ لے کر ادا اور تھوڑی دیر بعد اس کے سامنے جا کر میرا تاقرو باکم ایک آپ کے ذریعے سونیا کی جی پیکٹ کے سر سے پاؤں تک پیدا لٹائی طور پر سونیا ہو۔“

”ہاں، تانیا تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔“

”سونیا تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اصل نادیر کو بھاری گئی ہے۔ وہ اس کی قید میں ہے اور اس نے اپنے بیان میں تمہارا فزاد ظاہر کر دیا ہے۔“

تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر سونیا نے تانیا کی آواز میں پوچھا: تم خاموش کیوں ہو۔ ذرا لہجہ اپنی دیکھو تم ابھی تھوڑی دیر کے لیے ہاتھ دہرائی تھیں۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا تو یہ بلا شک سرجری کا سامان رکھا ہوا تھا۔ تم نے یہ کس قسم کے لیے رکھا تھا؟

وہ ذرا وقت کے بعد بولی: تمہارے پاس اب کوئی جواب نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں تم یہاں کی ایشلی جنس میں کام کرنے والی ایک عورت کا روپ اختیار کرنا چاہتی تھیں اور کسی طرح جو تک پہنچنا چاہتی تھیں۔

ایسا کہنے کے دوران وہ اپنا بائیں انا دیکھتی تھی اور اب تانیا کا ہاں انا رہی تھی اور سونیا کی حیثیت سے قسمے لگا کر کہہ رہی تھی۔

”میں جانتی ہوں تانیا، تم بڑی ہلاک ہو چکا تم جی ہو۔ اپنی رہائش گاہ میں لاکر تھان میں میری لیلوں کھول رہی ہو۔ اب کون میرے ہاتھوں سے تمہیں بچائے گا؟“

چہرہ تانیا نے کی حیثیت سے بولی: میں جانتی ہوں سونیا تم بڑی شہ زور ہو مگر میں تم سے کم نہیں ہوں۔“

انہی درمیان وہ تانیا نے اپنا لباس پہنا لیا تھی۔ پھر اس کا ہاں پہنتے ہوئے اس نے سونے کو ایک طرف اٹھ دیا۔ شیخ کر بولی: اچھا تو یہ تمہارا حقد تھا اب جو بائیں کھٹو سنبھالو۔

بولی: تو ہے اڈا رول ادا کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ آڈر سے لیا بڑی میں سے پھو جلدی کرو۔“

وہ تیزی سے چلتی ہوئی لیا بڑی میں آئی۔ وہاں کی بہت سی بوتلوں کو دور دوسرے سامان کو توڑنے لگی۔ سونیا کے ساتھ بڑے دست ہنگ ہوتی رہی ہو۔ تانیا نے سحر زدہ سی چلتی ہوئی وہاں پہنچی۔ سونیا نے کہا: آڈر! اس کے داغ کو زانو چھوڑو۔ آڈر نے اپنی گرفت ڈھیل کی۔ تانیا نے نہ تو جھک کر اپنے سامنے دوسری تانیا نہ دیکھا۔ سونیا نے کہا: آج سے میں میری جی تانیا نہ ہوں۔ میں جانتی تو تمہیں ٹیلی بیٹھی کے لیے ہلاک کر سکتی تھی لیکن میں کوئی دہائی ہوں کہ تم میرے مار ڈالو۔ ورنہ وہ تیرا بیک کی تو لگی ہے، میں تمہاری صورت بگاڑ دوں گی۔“

اس کی بات سن کر ہوتے ہی تانیا نے اس پر بھلا ہنگ لگائی۔ یہ بہت ہی گھسا ہوا تھا۔ سونیا جھک کر دوسری طرف ہوئی۔ وہ فضائیں اچھتی ہوئی آفرش پر گر پڑی۔ پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی مگر سونیا اس سے زیادہ پھرتی تھی۔ اس نے پیچھے سے پیچھی کا داؤ استعمال کر کے اسے جلا لیا۔ پھر کھلے میں نے تجھے بساؤ گا۔ موقع دیا تھا کہ تو نے اسے گنوا دیا۔ اب میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ فوجی جوان یہاں پہنچنے والے ہیں۔ انھیں سونیا کی لاش ملنی چاہیے۔“

یہ کہتے ہی اس نے تانیا کے سر پر ایک بول کو کسے مارا۔ بول کے ٹوٹنے ہی تانیا نے کے سق سے فلک شکاف بیج اٹھری۔ چوتھو بول پشانی کی گزرتے ہوئے تھی۔ اس لیے تیرا بند پر پڑا۔ سونیا نے اس کی دونوں ہتھیلیاں بھی تیرا ب میں ڈال دیں۔

میز پر پھیلے ہوئے تیرا ب پر اس کے چہرے کو ادھر ادھر سے رگڑتی رہی۔ پھر اس نے ٹوٹی ہوئی آڈر کو کھڑکیا۔ تانیا نے بالوں کو مستحکم میں جکڑا اور اس کے بعد اس کی تھوڑی کے پھیلے تھے۔ یہ نرخرے کو بول کے ٹکڑے پر لے مارا۔ ایسا دو تین بار کیا۔ نرخرے کاٹ چکا تھا۔ سانس کی ڈور ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے بالوں کو پھوڑا۔ وہ لکھی ہوئی شاع کی طرح میز پر سے چلتی ہوئی فرس پر گر پڑی۔

وہ چند منٹ تک بائیں کرتے رہے پھر گڑبوں اور فوجی بورڈوں کی آواز سنائی دی۔ وہ سب اپنی گھین تان کر تھلا تھلا کر میں آئے پھر لیبارٹری میں تاتیا نے دو کچھ کرارٹ ہو گئے۔ ایک نسر نے قریب آکر پوچھا "میں تاتیا ہر اہم خیر سے ہے ہو؟" وہ تھکے ہوئے انداز میں بولی "میں ٹھیک اور کڑوری سموس کر رہی ہوں۔ یہ سونیا کی لاش ہے۔ اسے یہاں سے اٹھالو" "تم کھم کر دو۔ ابھی اسپتال جاؤ۔ تمہارے علاج کے بعد اس سلسلے میں بائیں ہوگی"

ایک انفرسارے اپنے ساتھ باہر لایا پھر اس کی گاڑی میں آئے بشکار ڈرائیو کر رہا ہوا اسپتال آ گیا کسی اسپتال میں پاسکل کو بائیں علاج تھا کہ یہ بات آئے معلوم نہیں تھی۔ اس کے ساتھ آئے والے انفرسارے لکھا "اسی اسپتال کے چاروں طرف سخت بہرا ہے۔ کیونکہ اس ملک کی دو بارے نازہ بستیاں یہاں زیر علاج رہیں گی۔ ایک تاور دو را پاسکل کو بائے ہے"

سونیا نے کہا "میرے سلسلے اس شیلان کا نام نہ لو۔ اگر سونیا مجھے نہ بھائی تو وہ میری عزت خاک میں ملادیتا۔ انفرسارے سونیا کو مارنا نہیں چاہتا تھی مگر میری عزت، پہلے والی اپنی جان بچانے کے لیے میری جان کی دشمن ہو گئی تھی"

ڈاکٹر نے کمرے میں آکر کہا "میں آپ زیادہ نہ بولیں آرام سے لیٹی رہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ چند گھنٹے پہلے آپ کو اعصابی کڑوری میں مبتلا کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود آپ نے سونیا کو موت کی گود میں پہنچا دیا۔ ہمارے کڑوری قوم کو آپ بہرنا ہے"

وہ سونیا کا معائنہ کرنے اور وہاں توجہ نہ کرنے لگا۔ وہ سورج کے ذریعے آکر سے بولی "تم ایسے فرشتے ہو کہ کسی کی جان لینا نہیں چاہتے۔ اب ہمارے دو مریبان فرزندیں ہا ہتھاری کی شرفیلا کڑوری ہمارے لیے مسکن بن جاتی ہے"

"کیا میں آپ کے لیے مسکن بن گیا ہوں؟" "میں جانتی تھی تم تاتیا کی ساس روک دو پھر خیال آیا تم بہر طرح ہمارے درد کو روکنے کے لئے کوشش کی جان نہیں لوگے۔ لہذا مجھے جلد سے جلد تم سے نم کرنا پڑا"

"ماما! میں خرمندہ ہوں۔ دو اصل میرا دل بہت کمزور ہے۔ میں کسی چیز کی کو بھی دیکھ کر سوچتا ہوں کہ اس تھی کسی جان کو بھی خدا کو کرم ہے ہی جان دی ہے۔ مجھے اس کی جان میں لینا چاہیے" "اگر کوئی تمہاری جو جو جان لینا چاہے تو کیا تم اسے سے جان لینے کے لیے زندہ چھوڑ دو گے؟" "خدا ان کے کہ میری جو جو کڑوری آج آئے۔ یہاں آپ

موجود ہیں اسفانہ کوئی دشمن میری بن کر نقصان نہیں پہنچا سکے گا" "تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ کیا تم ایسے دشمن کو زندہ چھوڑ دو گے جو تمہاری جو جو کو جانی نقصان پہنچانا چاہتا ہو؟" "میرے اندر ایسا کیا جواب دوں؟ ماما! مجھے آزادانہ نہیں نہ ڈالیں۔ جو جو کچھ ہوا تو میں مریاؤں گا"

مارو گے؟ "آخر آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟" "اے کیے کہ جو جو کو خواہ کرنے والا پاسکل کو بائیں اسپتال میں زیر علاج ہے۔ وہ تاتیا نے نہی عزت سے کیا تھا چاہتا تھا صحت یاب ہونے کے بعد جو جو رہی تھی بری نظر رکھے گا"

"اگر وہ ایسا کرنے کا تو میں اسے سزا دوں گا" "تم اچھی سزا دے سکتے ہو۔ وہ زخمی ہے تمہارے ٹی بی تھی کے حملوں کو روک نہیں سکے گا لیکن صحت یاب ہونے کے بعد تمہیں اپنے دماغ میں آئے نہیں دے گا۔ تم اس کا پھر نہیں بگاڑ سکو گے" "اچھا میں اس کے پاس جاتا ہوں"

"وہاں بیٹھتے ہی اس کے دماغ میں جو جو کا تصور پیش کرو پھر اس کے پورے خیالات پڑھو اس کے بعد اپنے اندر جھانکنا تھا خیرت خود فیصلہ کرے گی"

وہ پاسکل کے پاس پہنچا چپ چاپ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ آرام سے ستر پڑھتا ہوا تھا۔ انگلیوں پر پلا سٹیک دیا گیا تھا۔ وہ صحت کی جانب متوجہ ہوا سوچ رہا تھا۔ میں نے تاتیا کو حاصل کرنے کا زبردست منصوبہ بنایا تھا۔ راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی مگر یہ بدختم ناویر توقع سے زیادہ صحت یاب بن گیا ہے اب میں کبھی تاتیا نہ کو حاصل نہیں کر سکوں گا۔ اس کے سامنے بے نقاب ہو چکا ہوں۔ شاید وہ آئندہ میرے ساتھ کام کرنا پسند نہیں کرے گی اور اپنے دماغ میں بھی آئے نہیں دے گی۔ ہمارے اعلیٰ حکام مجھے زیادہ سے زیادہ تھپکڑکتے ہیں مگر سزا نہیں دے سکتے۔ میں ایس ملک کی رٹھ کی ہڈی ہوں۔ وہ مجھے سزا دے کر اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی مکتور تان نہیں جا رہی گے"

آکر مرنے اس کی سوچ میں کہا "تاتیا نہ میرے تواس چھائی ہے۔ میں ناکام ہو چکا ہوں آئندہ بھی اسے کسی حاصل کرنے کا کوئی چانس نہیں ہے۔ اس کے باوجود اسی کے متعلق سوچنا چاہتا ہوں۔ کیا ستاروں سے آگے اور جہاں جہاں نہیں ہیں؟"

"ہاں میں دنیا جہاں کی سمیٹاؤں کو چھٹی بج کر حاصل کر سکتا ہوں" تاتیا نہ کے متعلق اس لیے سوچ رہا ہوں کہ شرمناک شکست برداشت نہیں ہو رہی ہے۔ میں انتقام لوں گا لیکن اس سے پہلے تارہ کو

کھانے کھانوں گا اس عورت کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اب بھی کھانے پونکر اس عورت نے کس تکلیف سے میری ضرورت لگائیں اور اسے اپنا نہیں ہی آئینہ کسی سے بچہ لڑا سکوں گا یا نہیں؟ آرمیہ سب کچھ میں ہاتھ اور جرح کے متعلق اس کے خیالات معلوم کرنے کے انتظار میں تھا۔ اسی وقت وہ فوجی انفرسارے کے پاس اپنے پاسکول بولنے کے لیے آیا بائیں ہاتھ بردھاتے ہوئے لکھا "اس عورت نے دھوکے سے میرا دایاں ہاتھ بے کار کر دیا۔ میں دماغی توانائی حاصل ہوتے ہی اس کی زندگی برباد کر دوں گا"

وہ دونوں انفرسارے کے قریب بیٹھ گئے۔ ایک نے کہا "ہم دونوں آپ کے وفادار ہیں۔ ہم نے قسم کھائی تھی کہ ناویر کو تمام موت دہرائیں مگر انہوں نے ہم سے پہلے تاتیا نہ آئے مار ڈالا"

وہ تیرانی سے بولا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ناویر نے اس کی عزت چھینی تھی۔ اس سے پہلے وہ بار اس کی جان بچا چکی ہے۔ تاتیا نہ جان فرار نہیں ہو سکتی"

"تاتیا نہ محبت و نون ہے۔ جب یہ انکشاف ہو کر ناویر کے پیش میں سونیا پہنچی ہوئی ہے تو کون نے..." "پاسکل کو بائیں یہ تیرانی سے بولا "سونیا کیا وہ ناویر نہیں ہوتا ہے؟"

"ہنہیں تھی۔ وہ مریاؤں ہے" "سونیا مریاؤں ہے یا پاسکل نے ہنستے ہوئے کہا "ایک ہی وقت میں بائیں کمرے ہو گیا وہ اتنی ہی بیٹھی گئی تھی کہ تاتیا نہ نے گل لیا ہے؟ میں بھی یقین نہیں کروں گا کہ ناویر کو تان لیا ہوں؟"

دونوں انفرسارے نے تانے لگے کہ کس طرح ناویر میں کس کی بیٹی ہے اور تاتیا نہ کے ہنگامے میں ناویر نے جو باتیں کی تھیں وہ غیر ایک کے ذریعے دیکھا روٹی گئی ہیں۔ سونیا نے اعتراف کیا تھا کہ وہ ناویر کے ہمیں مانتی ہے پھر اعتراض کرتے ہی انہماں پر کھڑکی تھا دونوں میں لیبارٹری کے اندر زبردست لگھم مچا تھی میں سونیا کا چہرہ اور جسم کے کئی حصے تیرا بے جل لگے۔ دہر چکے۔

انہوں نے پوچھا "سونیا کے فنگر پرنٹس چیک کیے گئے ہیں؟" "اے اس کے ہاتھ پاؤں کی کمال آگرتی ہے۔ پھر بھی جس حد تک ایک ہو سکتی ہے وہ ہو چکی ہے"

"تم لوگ بھی کبھی کو مجھے یقین نہیں آ رہا ہے" "میں نے ان کے لاشے کی بات ہے۔ ہمارے پرنٹس دی ڈیٹا پرنٹس کے سامنے تاتیا نہ کے ہاتھوں ناویر یا سونیا کو کوئی بھی ہلاک نہیں ہو سکتی ہے کہ ایک نظر ان عورت میں نقصان پہنچانے کے پھیلنے کے انجام کو پہنچ گئی ہے۔ سونیا کی موت کا یقین کرنا فی الحال

مزدوری نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کی موت کا اعلان کریں گے اس کا ایک بڑا فائدہ ہے۔ اگر سونیا واقعی مریاؤں ہے تو یہ پاسکل جیسے مختصر کو نہ اس کی لاش شکی اور نہ ہی انھیں شیطانیوں سے بھرانے والی عورت کی موت کا بھی یقین آئے گا۔ ہم ڈی سٹیا پر ملکر کے اس کی مدد شت طاری کرتے رہیں گے۔ اگر وہ زندہ ہوگی تو ہماری ڈی کو جھٹلانے سے نظر عام برآئے گی۔ کوئی ساری زندگی رو پوش نہیں رہتا۔ وہ ضرور خود کو ظاہر کرے گی"

پاسکل بولنے کا حال ہو کر کہا "یہ درست ہے۔ سونیا مریاؤں چکی ہوتی ہیں فی الحال یقین نہیں کرنا چاہیے۔ آئے والا وقت اس مکتور عورت کو نظر عام برے گا۔ بائی دی سے ہوتا تاتیا کے ہاتھوں ماری کی ہے؟" وہ یقیناً ایک بلا تھی۔ کوئی زبردست چال چلنے یہاں آئی تھی مگر یہ امر ایسا نہیں ہو سکتا ہے"

ایک فوجی انفرسارے فرسے کہا "ہم نے ملک میں فرار کی گئی تھی نے کبھی قدم رکھنے کی ہرات نہیں کی اگر وہ ہرات کرتا تو اس کا انجام بھی سونیا جیسا ہوتا"

ان کی باتوں کے دوران آرمی فوجی انفرسارے کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں پاسکل کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے اور خوش آمدانہ انداز میں اسے روس کا لیے تاج بادشاہ کتے تھے ایک انفرسارے دسمی آواز میں پاسکل سے کہا "جو جو کا آبرو یقین کامیاب ہوا ہے۔ وہ سخت بہرے میں ہے۔ اگر تمہاری مدد تھی تو اتنی بحال رہتی تو اس کے حالات جیسے سے معلوم کر لیتے"

دوسرے انفرسارے کہا "پاسکل آتاتیا نہ سے زیادہ جو جو حسین ہے۔ پھر وہ ذہین شکی تھی جاننے والی کی حیثیت سے نظر عام پر آئے گی اگر تم اسے محبت سے دوست بنا لو ملکہ اسے کھینچنا بنا لو تو اس ملک میں تمہاری اہمیت پہلے سے زیادہ ہو جائے گی"

پہلے انفرسارے کا ہارونی اور فراد کے بعد تم اور جو جو چلی تھی جاننے والے جوڑے کی حیثیت سے نظر عام بہاؤ گے تو پھر پاسکل کے ڈیٹا پرنٹس کو کر ڈر پڑ جائیں گے"

پاسکل نے کہا "واقعی میں نے تاتیا نہ کے پگڑ میں جو جو کو نظر انداز کر دیا تھا۔ جب اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی انفرسارے تاتیا نہ کے سلسلے میں مجھے بائیں سنائیں گے تو میں کہوں گا کہ انہوں اس لیے گناہ کے راستے پر چھٹ گیا تھا۔ اگر میری شادی جو جو سے کوئی جائے تو بھی شکیات کا کوئی حصہ نہیں دوں گا"

"یہ ہونی نامات۔ ہمیں یقین ہے اعلیٰ حکام یہ شادی اس نغظ نظر سے بھی کرائیں گے کہ وہ شکی تھی جاننے والے ایک شے میں ہوش کے لیے مستعد رہیں گے۔ جو جو کے دماغ میں ہمارے ملک سے وفاداری کوٹ کوٹ کر بھر دی جائے گی یہاں تک کہ اعلیٰ حکام کو اطمینان

ہے گا کہ جو جرحی و فساداری تھیں مجھ کو کسی دلگاہے نہیں دے گی۔
 آ رہے یہ باہم سننے کے بعد کہا "پاسکل! یہ کیوں بھول
 گئے کہ آج کل تمہاری کوپڑی فری پورٹ ہے۔ کوئی بھی خیال خواتین
 کرنے والا آسکتا ہے۔"
 وہ گھبر کر بولا "کون ہے؟ ڈرگم ریڈو ڈرگم؟ نہیں تم آ رہو ہو؟"
 "رہتی اور میڈو ڈرگم کیوں بھول گئے۔ وہ میرے بچے میں
 بول سکتی ہیں۔"
 "اب سگر تم آ رہو۔ میں تم سے دشتے دار کی بات کرنا
 چاہتا ہوں۔"
 "وہ سن چکا ہوں۔"
 "تم میرے جو خیالات پڑھ لو جو جو کے لیے نیت بڑی
 تمہیں ہے۔ میں بیٹھ کے لیے یہاں اس کا محافظ بن سکتا ہوں۔
 مجھے یقین ہے تم اس دشتے سے انکار نہیں کرو گے۔"
 "اگر تمہاری دامنی تو اتنی بھال رہتی تو میرے انکار کی پڑا
 نہ کرتے ابھی تو تمہاری جان میری آسٹیل پر ہے ایک چھوٹک
 سے اڑا سکتا ہوں اس لیے بڑی سعادت مندی سے اجازت حاصل
 کرنا چاہتے ہو۔"
 "موجودہ حالات میں میڈو ڈرگم اگر مجھے ہونک سے لڑا سکتی
 ہے میں تم سے زندگی کی نہیں جو جرحی بیک بائک رہا ہوں۔"
 "کوئی لڑائی اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں
 کر سکتی۔ اگر جو جو کے لیے نیت بڑی نہیں ہے تو اسے اس کے بیرون
 ساتھی پارکس کے پاس بنچا دو۔"
 "یہ میرے بس نہیں ہے۔"
 "بیٹا ہتلائی سے شادی کرنا تمہارے اختیار میں ہے وہ ایک
 بات یاد رکھو۔ میری بہن کو ہاتھ بھی لگانا چاہو گے تو تمہیں بہن میں
 پنچا دوں گا۔ یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے۔"
 اگر مرد دامنی طور پر حاضر ہو کر تمہاری ڈرگم سوچتا رہا۔
 سونیا چاہتی تھی پاسکل کو باگروا کی کمزوری کی حالت میں تم کو دیا
 جانے ایک ٹیل پیچس جاننے والا ڈسٹن کہہ کر جانے گا۔ اس سے چھا
 موقع شاید پھر نہ ملے مگر آ رہی طبیعت اور مزاج کے مطابق
 سوچ رہا تھا۔ اسے پہلی اور آخری وارننگ دے چکا ہوں۔ وہ
 جو جو کو ہاتھ لگانے کی حماقت نہیں کرے گا۔
 پھر خیال آیا۔ اگر وہ دامنی تو اتنی بھال ہونے پر جو جو کو
 نقصان پہنچانے کا تو میں بہن کو کیسے چاؤں گا؟
 اس خیال کے تحت اس نے وہاں کے ایک ڈاکٹر کے
 دامغ میں جگہ بنائی اس کے ذریعے پاسکل کو باگروا عصافی کمزوری
 کا ایک تشخیص کیا گیا۔ جب وہ کمزوری کے باعث سو گیا تو اس

نے خوابیدہ دامغ کو طرائف میں لیا اسے اپنا معمول بنا کر
 ذہن میں نقش کر دیں۔ ایک تو یہ کہ وہ جو جو کو کسی ہاتھ
 لگانے کا۔ دوسرے یہ کہ دامنی تو اتنی حاصل کرنے کے
 کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ تیسری بات یہ کہ
 ایک بار ٹیچر کے تھانی میں اعصابی کمزوری کی دوا استعمال
 اور اس کا ڈرگم سے نہیں کرے گا۔
 ان احتیاطی تدابیر کے بعد اس نے سونیا کو سکل
 وہ بے بسی سے بولی "میں اپنے مزاج سے مجبور ہوں۔ میں
 کے دل پر مجبور نہیں کروں گی جو جو کیسے وہی کافی ہے۔
 "میں نام ہوں میں طور پر آپ کے کام نہیں آ رہا ہوں۔
 "کوئی بات نہیں میں خود اسے ٹھکانے لگانے کا
 نکلوان گی۔"
 وہ چونک کر بولا "ایک اہم بات بتانا بھول گیا۔
 معروف تھیں میں نے سوچا بعد میں بتا دوں گا۔"
 "کیا بات ہے؟"
 "جس میڈو ڈرگم کو دشمن تلاش کر رہے ہیں وہ وہاں
 کے ساتھ رہتی ہے۔ آپ کو ڈرگم ڈرگم میں وہ آپ کے پاس
 گا آپ اپنی مرضی کے مطابق اس کے کام سے نہیں گی۔
 سونیا نے کو ڈرگم ڈرگم سے آرزو پارکس کے پاس کیا
 نے سانس روک لے دو فون بھائیوں نے خیال خواتین کرنا
 کے لیے دامغ کے دروازے بند کر دیے تھے۔ آ رہے ہیں
 اعلیٰ انٹر سے کہا "پارکس جہاں بھی ہے اس سے فون پر لڑا ہوا ہے ہوں۔"
 کہیں اور بتائیں کہیں ہاٹ لائن پر بات کرنا چاہتا ہوں۔
 افسر نے فون کے ذریعے پارکس سے کہا "آپ سسرال کے
 بات کر لیں۔"
 تمہاری ڈرگم اور سونیا کے دامغ میں کو ڈرگم ڈرگم
 اس نے کہا "آپ بڑا نہیں ہیں اسٹیٹیا کا خیال خواتین کرنے
 دور رہتا ہوں۔"
 "یہ ابھی بات ہے۔ میں تمہاری ملکی خاطر آیا ہوں۔
 میڈو ڈرگم ضرورت ہے۔ وہ ان کو ڈرگم ڈرگم کے ذریعے ان
 میں جا سکتی ہے۔ اس سے امید رکھنا چاہیے کہ امید ہو
 پارکس نے افسر کے ماننے کے بعد میڈو ڈرگم کو اپنی لڑکیوں
 کر کہا "امید سے امید رکھنا چاہیے کہ امید ہو
 وہ گرون میں بائیں ڈال کر بولی تھیں یا لینے کے
 کوئی امید نہیں رہتی۔ میری ساری امیدیں اور آرزویں پوری
 کی حالت سے امید نہیں رہتی ہو کہ وہ تمہاری عقل
 "ہاں ماننے معاف کیا تو مجھ کو سب نے معاف
 اور باقاعدہ بنائے گا۔"

میں سے امید رکھتی ہوں۔"
 "تو میرے ما کے دامغ میں جاؤ اور وہی کو جو ش کس رہا ہوں۔"
 "کیا وہ مجھ سے بات کرنا پسند کر سکتی گی؟"
 "انہوں نے خود تمہیں بتایا ہے۔"
 وہ چند ساتوں تک حیران سے پارکس کو دیکھتی رہ گئی۔ وہ
 کی تھیں یہی نہیں آ رہا ہے؟
 "تم اتنی بڑی بات بھوت نہیں بولو گے لیکن اچانک بیٹے
 نے جس کیسے معلوم ہوا کہ ماں سے بائیں کرنا چاہتی ہیں ہم تو آ رہے
 "میں ان کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا تھا کہ نکل ہاٹ لائن پر
 ضروری بات کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے دامغ کے دروازے کھول
 افسر نے کہا۔ میڈو ڈرگم کو ڈرگم ڈرگم کے کھلنے
 کے لیے وہاں آ رہی ہے۔"
 "مجھے کو ڈرگم ڈرگم بتاؤ۔"
 "امید سے امید رکھنا چاہیے کہ امید ہو پوری ہوگی۔"
 "وہ تو پوری ہو رہی ہے تم کو ڈرگم ڈرگم بتاؤ۔"
 "یہ تو ڈرگم ڈرگم میں۔"
 "کیا واقعی؟"
 "پارکس نے کہتے ہوئے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ
 کے لیے دامغ کے دروازے بند کر دیے تھے۔ آ رہے ہیں
 اعلیٰ انٹر سے کہا "پارکس جہاں بھی ہے اس سے فون پر لڑا ہوا ہے ہوں۔"
 کہیں اور بتائیں کہیں ہاٹ لائن پر بات کرنا چاہتا ہوں۔
 افسر نے فون کے ذریعے پارکس سے کہا "آپ سسرال کے
 بات کر لیں۔"
 تمہاری ڈرگم اور سونیا کے دامغ میں کو ڈرگم ڈرگم
 اس نے کہا "آپ بڑا نہیں ہیں اسٹیٹیا کا خیال خواتین کرنے
 دور رہتا ہوں۔"
 "یہ ابھی بات ہے۔ میں تمہاری ملکی خاطر آیا ہوں۔
 میڈو ڈرگم ضرورت ہے۔ وہ ان کو ڈرگم ڈرگم کے ذریعے ان
 میں جا سکتی ہے۔ اس سے امید رکھنا چاہیے کہ امید ہو
 پارکس نے افسر کے ماننے کے بعد میڈو ڈرگم کو اپنی لڑکیوں
 کر کہا "امید سے امید رکھنا چاہیے کہ امید ہو
 وہ گرون میں بائیں ڈال کر بولی تھیں یا لینے کے
 کوئی امید نہیں رہتی۔ میری ساری امیدیں اور آرزویں پوری
 کی حالت سے امید نہیں رہتی ہو کہ وہ تمہاری عقل
 "ہاں ماننے معاف کیا تو مجھ کو سب نے معاف
 اور باقاعدہ بنائے گا۔"

"اس کا مطلب ہے تم نے صرف وہ خیال کی آواز سنی ہے پہل
 ہو گیا کہ دامغ میں نہیں پہنچ سکتی۔"
 "جی ہاں وہ کچھ دنوں بہت پر اسرار بنا رہا ہے۔"
 "وہ اسی اسپتال میں ہے۔ میں ابھی تمہیں اس کے پاس پہنچاتی
 ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ تم اس سے کیا سلوک کرو گی؟"
 "جیسا ایک دشمن سے کرنا چاہیے۔ اور جہاں تک ٹیل پیچس
 جاننے والوں کا تعلق ہے ان کی تعادوش کی ہونا چاہیے۔ آپ
 حکم دیں گی تو اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"
 "ابھی تم ایک نرس کے ذریعے وہاں پہنچو گی لیکن فوراً عمل نہیں
 کرو گی بلکہ میں شبہ ہو گا کہ نرس میرے کمرے سے آئی تھی لہذا
 ٹیل پیچس جاننے والی میڈو ڈرگم سے دامغ سے نرس کے دامغ
 میں چھرا پاسکل کے دامغ میں پہنچ گئی مجھ سے سوالات کیے جا سکیں
 گے کہ میڈو ڈرگم تک کیسے پہنچی؟"
 "میں سمجھتی ہوں۔ پاسکل کے پاس جب کوئی فوجی افسر گئے گا تو میں
 اسے مخاطب کروں گی اور اپنی موجودگی ظاہر کروں گی۔"
 "شکایتیں میں نرس کو ظاہر ہی ہوں۔"
 "اس نے کہاں کی بات کا شین دیا۔ ڈاکٹر سے لے کر وار ڈیوٹ
 تک سب ہی فوجی ملازم تھے سب ایک نرس نے گرداب سے پوچھا۔
 "میں ماؤم۔"
 سونیا نے کہا "مردم چھ کے لیے رضی نے مجھے گلہ نہیں سمجھا تھا
 میں جواب دینے کے لیے جہاں جا رہی ہوں بلکہ اسے پہنچا کر اس سے کہو
 مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ اس کی تہذیب پوچھ لینا۔"
 نرس وہ گلہ تھے کہ کوئی میڈو ڈرگم کے اندر پہنچ گئی تھی
 پاسکل کے پاس پہنچنے تک نرس کے خیالات پر تہذیب ہی تھی۔ بیٹا جلا
 وہ جا سوسب سے نرس کی اسٹیبل منس سے اس کا تعلق ہے سونیا کو تیار
 سمجھا جا رہا تھا اس کی مخالفت کے لیے کسی جا سوس یا جا سوس کی ڈیوٹی
 بدلتی رہتی تھی۔ وہ پاسکل کے پاس پہنچ گئی۔ سونیا کے پیغام کے ساتھ
 گلہ تہذیب کی آواز خوش ہو کر بولا "معلوم ہوتا ہے نا تیار بننے دل
 کے کسی گوشے میں میرے لیے جنت چھپی ہوئی ہے۔ یادہ سونیا پر چھوڑنا
 کہ جسے چھتار ہی ہے بہر حال میری طرف سے فخر ہے ادا کرو اور کو
 میں اس کے پاس عیادت کے لیے آنا چاہتا ہوں۔ جیسے ہی اعصابی
 کمزوری دور ہو گی میں حاضر ہو جاؤں گا۔"
 میڈو ڈرگم اس کی باتوں کے دوران اس کے دامغ میں جگہ بننا سکی
 تھی۔ سونیا کے پاس آ کر بولی "کیا آپ کی تیار کاروں ادا کرو گی پھر؟"
 سونیا نے اسے اپنے حالات بتانے تاکہ اس کے ذریعے
 پارکس کو اس کے موجودہ حالات کا علم ہو جائے۔ میڈو ڈرگم تمام
 روداد سننے کے بعد کہا "پہلے تو میں یہ بتا دوں کہ جو نرس یہاں

گئی ہے وہ ایک جاسوس ہے۔ آپ پر پتہ نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ آپ کی حفاظت کے لیے جاسوس لگائے گئے ہیں۔
 یہ بات مجھے معلوم نہیں تھی جولوچھا ہوا تم نے بتا دیا۔
 مگر میں یا سکل کے پاس جاؤں؟
 میں نے تم سے پوچھا تھا اس سے کیا سلوک کرو گی تم نے وی جراب دیا جو میں چاہی ہوں۔ تم سے زندہ نہیں چھوڑ دینگے یا پھر اسے مردوں کی طرح بیٹھے کے لیے چھوڑ دیں گے۔
 یعنی اس کے بچ رہنے کا پانس ہے۔
 ہاں تم جو جو کچھ بھول رہی ہو تم یا سکل کو ٹیلی فون کی کھینچی میں پوری طرح جاکر کرو جو کچھ طلب کرسکتی ہو۔
 ادو کا ڈراما اس پہلو سے سوجنا ہوں گی تمہی۔
 اس لیے کہ تمہارے دماغ میں اتنا کام کی خواہش شدید تھی جب کوئی ایک خواہش شدت اختیار کرسکتی ہے تو آدمی دوسرے پہلووں پر غور کرنا بھول جاتا ہے۔
 آپ درست کتنی ہیں۔ میں آپ سے بہت کچھ سیکھتی رہوں گی۔
 ابھی تم پارک کے پاس جاؤ۔ اس سے کوڑھ صاحب شیخ الغفار سے رابطہ قائم کر کے ان سے درخواست کر کے ادارے سے سونیا کی ڈی کو میڈیاں مل میں لایا جائے۔ پھر تم یہاں کے اعلیٰ حکام کو چیٹنگ کرو گی یا سکل کی جان تمہاری نہیں ہے۔ اگر وہ اسے پہچان چاہتے ہیں تو باہر جاسوس کے ادارے میں سونیا سے رابطہ قائم کریں۔ میڈو نادامی طور پر حاضر ہو کر خوشی سے پارک کے گلے پر ٹنگ پارک نے پوچھا کیا تمہارے بہت زیادہ پیار دیا ہے؟
 بہت زیادہ اعتماد کیا ہے۔ مجھے بڑے بڑے کام لے ہی ہیں۔ تم سے کہہ رہے ہیں شیخ الغفار سے درخواست کر دو کہ باہر جاسوس کے ادارے میں موجود ڈی سونیا کو میڈیاں مل میں لائیں۔ ابھی یا سکل میری کھینچی میں ہے۔ وہ لوگ اسے پہچانے کے لیے سونیا سے رابطہ قائم کریں گے۔ ڈی سونیا باہر کی تمام کے انداز میں ان سے یا سکل کے بدلے جوہر کو طلب کرے گی۔
 پارک نے جناب شیخ الغفار سے رابطہ قائم کیا۔ ان سے اس سلسلے میں گفتگو کی۔ ادارے میں فرما ڈی سونیا پارک اور علی تیموری ڈی کے طور پر کتنے ہی افراد ڈیٹنگ حاصل کر چکے تھے۔ فرما دینا والوں کے لیے یہ سچا تھا۔ رسوئی دشمن بن چکی تھی۔ اس کے باوجود دونوں کے کئی ڈی افراد وہاں موجود تھے۔ جناب شیخ الغفار نے سونیا کے تمام حالات معلوم کرنے کے بعد پارک سے کہا۔ اپنی حالت سے کوئی چیز کو حاصل کرنے میں جھلت سے کام نہ لیا جائے۔ اس کا راز بھی آپ پر نہیں ہوا ہے۔ وہ دنیا کے بڑے چور ہے کاڈاکٹروں کے زیر علاج ہے، اس کی سابقہ زندگی بیتی کی اس صلاحیتوں کو بحال رکھنے کے لیے اسے کتنے

ہی ہتی مراحل سے گزرا جائے گا۔ بہتر سے ابھی یا سکل جانے۔ آبر اور میڈو ناچے طور پر یا سکل کو کوزر مٹانے اور جو کچھ نگرانی کرتے رہیں گے۔ جب یہ سکل رپورٹ ہر اعتبار سے ذہین، منجید اور تہی پستی کی صلاحیتوں پر مبنی ہے تو اس کے بعد یا سکل کے بدلے اسے طلب جناب شیخ صاحب کے مشورے کے بعد سیکرٹری قبول نہیں رہتا تھا۔ انھوں نے کہا۔ سونیا جو جوان ہے وہ درست ہے۔ آج یا سکل کو باس کمزوری کا شکار ہے۔ ایسے مواقع فراہم کر لے۔ ایسے مواقع فراہم کر لے۔ سونیا کے خیال کے مطابق جو کچھ باقی ملاحظہ یہاں ہو رہا ہے وہ بھی بین الاقوامی شہرت کے حامل ڈاکٹر موجود ہیں لیکن اس کا تبدیل ہونا مناسب نہیں ہے۔ جنھوں نے کامیاب آپ کو جو کچھ بھی نگرانی میں ہتی مراحل سے گزرنا چاہیے۔ جب سونیا نے شیخ صاحب کی بائیں سینے کو ٹوکا تو نے خوف فرمایا ہے وہی ہوگا۔ تم جو کچھ ملاحظہ سکل ہوسکتی کریں گے یا سکل کے مقدر میں ابھی زندگی کی بہت سی آگے سانس بیکار رہنے دو۔ میڈو نادامی اب تم علی تیموری کا نائب راستہ بتائیں۔
 وہ ماں کو روپس لائے گیا ہے۔ رسوئی تک پہنچا تم اس کے دماغ میں جاؤ۔ وہ سانس روکے گی تو پھر ہمارا آدمیوں کو پریشان کرنا شروع کر دیتا۔
 ایک ڈیگرنے میڈو نادامی کے دماغ میں ایک پارک لیکن میڈو نادامی کے بعد کہ اسے دماغ سے نکال دیا کہ کسی کو نہیں آنے دے گی۔ ڈیگرنے اسے اپنے دماغ میں موقع دیا۔ اور اسے سپر ماٹر کا وفادار بنانے کی کوشش پارک کا چسکا بڑی گیا تھا۔ وہ جھلاسی ہو کر وفادار کیا ہوا اس رابطے سے ڈیگرنے کا وہ معلوم ہو گیا تھا۔
 اس نے سونیا کے مشورے کے مطابق بیٹھے سونیا پہنچا جا۔ اس نے سانس روک لی۔ تب اس نے ڈیگرنے کو وہ خوش ہو کر بولا۔ آہ تم بہرہ میں خوش آمدید کرتا ہوں۔ شام کو کھانا کھانے کے لیے مجھ کو بلائیں گے۔
 میں بھول کر باہر جاتا نہیں آتی ہوں۔ معلوم ہوا کہ سپر ماٹر میرے لیے کیا کرسکتا ہے؟
 تم جو کچھ چاہتی ہو کرے گا۔ تمھاری تمام معمولات کرسے گا۔ بلکہ کو کیا چاہتی ہو؟
 رسوئی سے دو بائیں کرنا چاہتی ہوں۔
 اس کا مطلب ہے تمہیں اس کے دماغ میں

ہاں۔ تم کو تو کھیل جانے گی۔
 ڈیگرنے سانس روک لی۔ میڈو نادامی نکل گئی۔ اسے غلظت تھا کہ کچھ درد دماغ میں رہے گا تو جو خیالات پڑھ لے گی اسے رسوئی کے اعوا ہونے کا علم ہو جائے گا۔ پھر علی تیموری کو مدد ملے تو رسوئی کو واپس لے جانے کے لیے سونیا اور پارک وغیرہ کی ٹیم یہاں آجائے۔
 اس نے سوچا میڈو نادامی سلسلے میں سپر ماٹر سے رابطہ قائم کرسکتی ہے۔ اس کا سانس روکنے کے لیے وہ نائب سپر ماٹر کے ہاں پہنچا۔ اس نے بولا۔ ابھی میڈو نادامی سے ذریعے سپر ماٹر سے گفتگو کرنا چاہیے گی۔ تم اسے تھوڑی دیر کے لیے بھی دماغ میں جکڑ دو گے تو وہ رسوئی کے اعوا کے متعلق معلوم کرسکتی۔ اس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ علی تیموری ماں کو لے گیا ہے۔
 میڈو نادامی ڈیگرنے کے دماغ سے نکل کر نائب سپر ماٹر کے دماغ میں پہنچا ہوتی تھی۔ ماں کی بائیں سینہ میں تھی۔ اگر ڈیگرنے اپنے آئی تو نائب سپر ماٹر سانس روک لیتا۔ ابھی ان دونوں کو اس کی رسوئی کا علم نہیں تھا۔ میڈو نادامی نے نائب سپر ماٹر سے کہا۔ ہاں وہ معلوم کرسکتی ہے کہ علی تیموری ماں کو تخت پہلوں سے نکال کر۔
 میڈو نادامی بات ادھور کی چھوڑ دی۔ نائب نے خیال کی روان میں کہا۔ مثال جھلکات کی سمت لے گیا ہے۔
 ڈیگرنے سخت لہجے میں پوچھا۔ تمہیں یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے کہ وہ کہاں سے لیا ہے؟
 نائب نے کہا۔ سوری میری زبان سے بجا اختیار یہ بات نکل گئی۔
 میڈو نادامی کہا۔ کوئی بات ہے اختیار نہیں ہوتی۔ وہ بیٹے شعور یا شعور کے نکلنے میں ہوتی ہے۔ تم میری سوچ کے مطابق سوچتے ہوئے بول رہے۔
 میڈو نادامی نے سونیا کے پاس لکڑی پورٹ دی۔ سونیا نے کہا۔ تم نے بڑی ذہانت سے رسوئی کے اعوا کے متعلق معلوم کیا ہے۔ آؤ مجھے بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ تم نہیں جناب شیخ الغفار سے رابطہ قائم کرسکتی اجازت دیتی ہوں۔ انھیں رپورٹ سناؤ۔
 وہ خوش ہو کر بولی۔ یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔
 کیا جناب شیخ صاحب مجھے سے گفتگو کرنا پسند فرمائیں گے؟
 تم جا کر پھرو۔
 اگلے دن جناب شیخ صاحب کے پاس اس کے نام لکھ کر انھوں نے سلام کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ آؤ میڈو نادامی کو رپورٹ ہے؟
 وہ تیزی سے بولی۔ آپ واقعی باکاں بزرگ ہیں۔ میں نے

ہم نہیں بتایا کہ انہیں بتا دیا اور آپ نے سمجھا دیا۔
 بیٹی ذہانت کتر تر کر کے کے لیے عبادت اور ریاضت لازمی ہے۔ تمہیں پہچاننے کے لیے بہت زیادہ ذہانت کی ضرورت نہیں تھی۔ ایک گمشدہ پھلے میں نے جو جو کچھ واپس لانے سے منع کیا تھا۔ یہاں سے دوسری افواہ ہونے والی رسوئی ہے۔ ظاہر ہے اب میرے پاس جو رپورٹ اس کے کہ وہ رسوئی کے متعلق ہوئی۔ فرماؤ رسوئی اور اس کے سوا کوئی میرے دماغ میں نہیں آسکتا تھا۔ یعنی اپنے آئی ہے۔ آئی بیگانہ جرات نہیں کرسکتے۔ پارک کے حوالے سے تم ہماری ہوا اس لیے میں نے سپان لیا۔
 یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے مجھے اپنوں میں جکڑ دی۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اپنی غلطیوں پر پشیمان ہونے والے سے توہر کی جائے اور توفیق کا راستہ اختیار کیا جائے تو توفیق سے زیادہ دلی سزا حاصل ہوتی رہتی ہیں۔
 اس نے بتایا کہ علی تیموری ماں کو سپر ماٹر کی تہ سے نکال کر مثال جھلکات کی سمت لے گیا ہے۔ وہ کیسے لے گیا ہے کہاں لے گیا ہے؟ کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ شیخ صاحب نے کہا۔ مجھے اس کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے۔ ان کے ساتھ علی بی بی اور ایک پائلٹ سے ماں کا کہی کا پتہ لکھنے مشکل میں آتا تھا۔ اس کے بعد ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔ تم کوشش کر رہی ہو شاید رسوئی کے دماغ میں جکڑ جائے۔
 وہ ان کی ہدایت کے مطابق بار بار رسوئی کے پاس جانے لگی۔ مگر ناکامی ہوتی رہی۔ ایک بار ان نے سونیا سے مشورہ لینے کے لیے رابطہ قائم کیا۔ وہ بولی۔ میڈو نادامی تمہیں اپنا رہے ہیں۔ جناب صاحب نے تمہیں رسوئی کے پاس جاتے رہنے کے لیے کہا ہے۔ تم خوشی کے مارے کچھ بولھلائی ہو۔ ایسی صرف رسوئی کی طرف دوڑتی جاؤ گی جو تم یہ کیوں بھول گئیں کہ اس جنگل میں اعلیٰ بی بی علی تیمور اور ایک پائلٹ بھی ہے۔ تم نے ان کے پاس جانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟
 ایک بار علی تیمور سے سامنا ہوا تھا۔ میں اس کا نائب دلچسپ بھول گئی ہوں۔ اعلیٰ بی بی کی آواز میں سے کبھی نہیں سنی۔
 باہا صاحب کے ادارے میں جاؤ۔ جناب شیخ صاحب تمہیں ریکارڈ روم کے انچارج سے متعارف کرائیں گے۔ تم ان کی آواز کی کے کیسٹ سن سونگی کام کے وقت ہر سپر سونیا کے ساتھ جاؤ۔ وہ پھر جناب شیخ الغفار کے پاس نکلی۔
 رسوئی نے ہوش میں آکر انھیں کھلیس وہ کہہ دی محسوس کر رہی تھی۔ اس نے آنکھ کی کوشش کی۔ پتہ چلا تھا پاؤں رستوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ وہ غصے سے سچیتے ہوئے بولی۔ کھول دو

ان رتوں کو کھول دو۔ علی تورو کے پتے اتیرا اب بھی شیطان تھا تو
 بھی شیطان ہے۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔
 وہ اتنا نہ کہرا بننے لگی۔ اس کی گھٹیا آ رہا تھا کہ کوری کے
 باعث زیادہ بول نہیں سکے گی۔ گلہ جادوگر جینے کی وجہ سے بھولنے
 لگا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک انھیں بند کیے سوچ کے برے بھوکے کو ڈر
 کرنے پر پا لئی کرتی رہی یہ جھک گئی لیکن ہوا سے اسی نے کہا۔ اسے دور
 ملک کوئی نظر نہیں رہا تھا کسی کو آواز نہیں آ رہی تھی۔ وہ بے نشان پوکر
 بولی دیکھیں اس جگہ میں اکیلی ہوں یا کیا دشمن ہیں یہاں چھوڑ گئے
 ہیں جو ہے سیگاں! یہاں تک ورنہ ہوں گے۔ مجھے پیر جھاڑ
 کر رکھا جائیگا۔

اس نے تیرا کافرادی وادارے کو بی ہے؟
 اس کی آواز بھنگ میں دور تک گونجنے لگی۔ کوئی ہے ہے ہے ہے
 چرچانے دماغ میں ڈنگر کی آواز سنائی دئی۔ وہ دیو کی جہا ہے آپ
 کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟
 دوسرے ڈینگر نے کہا آپ کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے
 ہیں۔ وہ غلام جو ان آپ کو اس حالت میں چھوڑ کر کہاں گیا ہے؟
 ”مجھے کلم معلوم کر وہ کہاں مر گیا ہے۔ تم لوگ اتنی دیر سے کیا
 کر رہے ہو؟ تمہارا چٹا سر شاہد دیکھ رہا ہے۔ تم لوگوں کو شرم آنی چاہیے
 وہ لڑکا بے شمار پہرے داروں کے بیچ سے مجھے زبردستی لے گیا اور
 سب کے سب تیرے پیچھے رہ گئے۔

”اگر اس لڑکے کو گولی ماری جاتی تو پتہ تو آپ کو مار ڈالتا۔ آپ کی
 سلامتی کی خاطر پہرے داروں نے مجھ کو ہتھیار چھینک دیے تھے۔
 ” میں کیا نہیں جانتی یہاں اگر میرے ہاتھ پاؤں کھولو“
 ” کچھ معلوم تو ہو کر آپ کہاں ہیں وہاں جنگ میں تھر رہا پیاس
 فوجی جوان اوروں انسان بیچھے کے ہیں۔ وہ محتاط لوگوں میں رہ کر
 آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپ جہاں ہیں وہاں کی کچھ نشانیوں بتائیں
 ” میں کیا بتاؤں۔ بس یہ ایک جنگ ہے۔ آئری کتنا زبردست دہشت
 ہے کہ ہتھارے فوجی مجھے دو موٹوں کالنے میں نام ہو رہے ہیں۔“

یہ جنگ ڈیڑھ دوپہر اسل کے رتھے پر چھاپا ہوا ہے۔ آپ
 وہاں کے دستوں بزندوں اور جانوروں کے متعلق کچھ بتائیں۔
 ” یہاں کوئی جانور ہوتا تو کیا میں اسھی تک زندہ رہتی؟ کچھ جانوروں
 یہاں کوئی جانور نہ آئے۔ میں تو اسے دیکھتے ہی مرجاؤں گی۔“
 ” وہاں کے درخت اور پرے پر سے کیسے ہیں؟ کیا اس پاس
 پہاڑیاں یا ٹیلے وغیرہ ہیں؟
 ” مجھے دستوں کی بجائ نہیں ہے۔ سب ایک جیسے موٹے
 بھارتے اونچے اور گھنے ہیں۔ سرسبز رنگ کے ٹولے ہیں۔ سفید
 آبی پرے سے بھی ہیں۔“

” یہ ہونی کا ہی بات۔ آبی پرے بندے کی موجودگی سے تیار رہنا
 قرب ہی کوئی دیا ہے۔ ہمارا ایک سرجنگ بارٹی دیا کے لئے
 کیب لگانے ہوئے ہے۔ میرا سٹی ڈگر انھیں متھارے متعلق
 بتانے گیا ہے۔ جلد ہی آپ کو تیلی کا پٹر کی آواز سنائی دے گی۔ اس پر
 گھاس پر لڑا کرتی ہوئی دستوں کے سامنے سے نکل آئیں تاکہ ہلاک
 کرنے والے فوجی آپ کو دیکھ سکیں۔“
 وہ ڈگر کے شوشے کے مطابق لڑا کرتی ہوئی ڈرا ڈور گئی پھر
 تھک کر بولی ” میں کتنی دور جاؤں۔ چاروں طرف سایہ دار دستوں
 ہیں مشکل سے ڈرا ڈرا آسمان نظر آتا ہے۔ تیلی کا پٹر والے جگہ میں
 دیکھ سکیں گے۔“

تھوڑی دیر بعد تیلی کا پٹر کی آواز سنائی دی۔ وہ دور سے کہا
 تھا گردش کرتے ہوئے پھٹے کا شور تدریج بڑھتا جا رہا تھا۔ ہونی
 بولی ” کیا تم میرے سامنے تیلی کا پٹر کی آواز سن رہے ہو؟“
 اسے جواب نہیں ملا۔ دوسرا ڈگر بھی تھوڑی دیر کے لئے
 کسی ضروری کام سے چھٹا لگھا تھا۔ وہ بیچ بیچ کھینکی کا پٹر والوں کو گرا
 گئی ” میں یہاں ہوں تم لوگ چروا کر کھاتے ہوئے سیٹھ بٹہ کر
 رہے ہو۔ یہ جگہ مالک کے لوگوں میں اکیلی ہوں جلدی آؤ مجھے ڈنگر
 رہا ہے۔ کیا تم لوگ میری آواز دے۔“
 وہ آگے نہ بڑھی۔ اعلیٰ بی بی نے اگلا اس کے فٹ پیر ہاتھ
 دیا۔ وہ سرگردا میں بائیں جھٹک کر تندرہ برس کے اس کا ہاتھ پھانسیا
 تھی اعلیٰ بی بی نے کہا ” تمھاری آواز قیامت تک بھی تیلی کا پٹر والوں
 ہوگی۔“

ملک میں بیچھے کے گی میں اس لیے بیچھے سے متفرک رہی ہوں کہ
 ہوں تو نہ خواہ تو کو ہکان زندہ اور ہتھارے بیچھے سے ظاہر ہو رہا ہے
 کہ ہتھارے پاس کوئی خیال خواتی کرنے والا موجود نہیں ہے۔
 اعلیٰ بی بی نے پیر سے ہاتھ پھانسیا کر کے کانوں میں روٹی ڈھونڈی
 لگی۔ وہ جھٹک کر بولی ” یہ کیا کر رہی ہو؟“
 ” اب تمھارے مددگاروں سے تیلی کا پٹر کی آواز نہیں آئی
 پائیں گے تم بھی سب نہیں پاؤ گی کہ تیلی کا پٹر کہاں سے گزر رہا ہے۔“

اس نے ایک کان میں روٹی ٹھونسنے کے بعد کہا ” اب
 آواز بھی نہیں سن سکتی گویا یہ یاد کرو اور اپنے مددگاروں سے کہیں
 کہ میں کوئی تیلی کا پٹر تلاش کرنے آئے گا تو تم تمھیں جھوکا پیاسا
 گئے زیادہ خطرہ پیش آئے گا تو سب مشین گن سے تیلی کا پٹر کے
 آڑ میں گئے۔“
 یہ کہتے ہی اس نے دوسرے کان میں بھی روٹی ٹھوسنی
 آنکھوں پر چھٹی باز بندھی تاکہ وہ آسمان کو بھی نہ دیکھ سکے۔ سمجھ
 سے چلتی ہوئی علی اور جان کا رکن کے پاس آئی۔ وہ دونوں اپنے اپنے
 سے ضرورت کا تمام سامان نکال چکے تھے۔ کاٹرو لباس ایسا تھا

میں ہلکے کے ہتھیار کھینکنے کی گمانشہ تھی۔ اوپر کی دو جیبوں کی جگہ دو
 بیڈ گز بیڈ گز کے ذریعے لگے ہوئے تھے۔ ملکی بیڈٹ میں ہر چھ
 لاکڑوں کے بعد ایک دستی بم منسلک تھا۔ اس بیڈٹ میں کھوکھوں
 دونوں دلہنے جا قوشے ہوئے تھے۔ پشت پر بندھے ہوئے کٹ بیڈ
 میں کمان کے سامان کے علاوہ نارنج لاسٹ جھاتی اوریشی ڈاکر کا گز
 اور لاسٹ ایٹلی ضروری چیزیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک شانے سے
 بیٹوں کا بیڈل دو سرے شانے سے پائی کی بوتل نکال رکھی تھی ایک
 جہز میں مشین گن اور دوسرے ہاتھ میں کھانا تھی۔

اعلیٰ بی بی نے بھی ویسا ہی کاٹرو لباس پہن لیا اسی طرح ضرورت
 کا تمام سامان کھلیا ڈھانڈھا۔ اشارہ مرمول ہو رہا تھا۔ اعلیٰ تورو نے
 فٹ سے نیک کو آگ کرتے ہوئے کہا ” ہانی گورڈر ڈرا ڈرا دلہنے ہے۔“
 گورڈر ڈرا ڈرا سے رسوئی ڈیل لے سے اعلیٰ تورو اور اعلیٰ بی بی
 اوجھ سے جان کا رکن کے نام بیٹھے تھے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ” میری تیرا دلہنی ڈک آؤ اور باندھو ڈک آؤ رماٹ لان پر رہیں۔“

” اھ۔ ہٹ لان الارا دین۔“
 اس نے ٹرا سیر شروٹ کر دیا۔ ایک منٹ کے اندر تیلی اکر
 نے ڈنگر ڈورڈا اس کے پھر کہا۔ ” میں ڈونا ن کل ہار کے ساتھ ہے
 لاما سونا اور جانب شیخ صاحب اس کے پریشی اسٹا کو رہے ہیں تم سے
 کہہ رہے ہیں۔ مجھے وہ بھی دو خوشیوں کو ڈورڈے کے ساتھ آئے اس سے سب خوش
 دیا۔ وہ سرگردا میں بائیں جھٹک کر تندرہ برس کے اس کا ہاتھ پھانسیا
 تھی اعلیٰ بی بی نے کہا ” تمھاری آواز قیامت تک بھی تیلی کا پٹر والوں
 ہوگی۔“

علی نے کہا ” میں اس سے رابطہ قائم کروں گا لیکن ابھی وہ
 ہلکے پاس ہلکے ان کا دماغ گز رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تھوپی علی
 گز رہے ان کے دماغ کو لاک کر دیا جائے تاکہ دشمن انھیں آڑہ کار
 اعلیٰ بی بی نے منہ پر سے ہاتھ پھانسیا کر کے کانوں میں روٹی ڈھونڈی
 لگی۔ وہ جھٹک کر بولی ” یہ کیا کر رہی ہو؟“

” میں ابھی میل دتا گیا ہے بائیں جھٹکا آہوں۔“
 وہ چھاپا۔ علی نے پیر سے تیلی کا پٹر کی آواز نہیں آئی
 سنائی تھی۔ وہ تیلی کا پٹر کہاں سے گزر رہا ہے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا
 ” لاما سونا اور جانب شیخ صاحب اس کے پریشی اسٹا کو رہے ہیں تم سے
 کہہ رہے ہیں۔ مجھے وہ بھی دو خوشیوں کو ڈورڈے کے ساتھ آئے اس سے سب خوش
 دیا۔ وہ سرگردا میں بائیں جھٹک کر تندرہ برس کے اس کا ہاتھ پھانسیا
 تھی اعلیٰ بی بی نے کہا ” تمھاری آواز قیامت تک بھی تیلی کا پٹر والوں
 ہوگی۔“

یہ کہتے ہی اس نے دوسرے کان میں بھی روٹی ٹھوسنی
 آنکھوں پر چھٹی باز بندھی تاکہ وہ آسمان کو بھی نہ دیکھ سکے۔ سمجھ
 سے چلتی ہوئی علی اور جان کا رکن کے پاس آئی۔ وہ دونوں اپنے اپنے
 سے ضرورت کا تمام سامان نکال چکے تھے۔ کاٹرو لباس ایسا تھا

ہم بڑی نہیں کہہ رہے ہیں میرا دھوکا ہے کہ ان دو جیبوں میں کوئی
 بولانی نہیں ڈال سکے گا۔ یہ انداز ہے جسے گھرے ہیں انھیں ادھر سے
 سبناہت شکل ہے۔“

علی تورو نے پتے چلتے چلتے سانس روک لی۔ پھر آہستہ آہستہ سانس
 لیتے ہوئے بولا ” کون؟“
 ” میں ڈنگر ایڈو لوگوں کو اپنی طرف آٹھانہ رہوں گا۔ سطر امر
 یہاں مارا ہل کرتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں کوئی شورہ دینا چاہیے
 نہیں کیا جاتا تم تیلی ذہانت سے کام لیتا ہو میرا مشورہ
 ہے پیر پاسکو دوستی کرنے کا لاٹج دو۔ ان سے کوئی تروٹی کو آورڈ ریپ
 کر تاکہ وہ تمھیں کوئی نہیں کر سکے گا تو تم معلوم کر سکتی ہو کہ ہم جنگ میں
 کہاں ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔“
 ” فکری علی! میں تمھارے شوروں پر عمل کروں گی غلاما فاطمہ
 وہ چلتی گئی۔ علی نے اعلیٰ بی بی اور جان کا رکن سے کہا ” ہم ابھی
 لہلکے پاس نہیں جائیں گے دور رہی سے شگرتی کریں گے۔ ان تھوپیوں کی
 ہونے والا ہے۔“

اعلیٰ بی بی نے کہا ” شیک ہے۔ ہمیں کھانے پینے کا وقت
 مل رہا ہے۔ کیا کچھ پکڑ کر کھانا کھالائے؟“
 جان کا رکن نے کہا ” ان کھانوں کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ کسی
 ذہم شکر کے پیٹ کی ضرورت پوری کریں۔“
 علی نے کہا ” میں مارا کچھ ڈورڈے نہیں جاؤں گا تم شکر کھانا
 چاہو تو آٹھی کے ساتھ جا سکتے ہو۔“
 دونوں نے اپنی پشت سے کٹ آؤ اس گھاس پر دھکیے
 شکر کے لینے یا دور دروازے کا ارادہ نہیں تھا۔ اتنا پتو چھلے جانا
 مناسب نہیں تھا۔ انھوں نے ایک ایک اور اپر وشر طیا۔
 باقی ضروری ہتھیار ان کے کاٹرو لباس میں تھے۔ وہ علی تورو کو سختی
 سے کھانے پر مجبور کر ایک طرف چل پڑے۔ کچھ دور جا کر جان کا رکن
 نے کہا ” میں نے یہاں تیلی کاٹرو تار سے سے پیلے ایک دریا دیکھا
 تھا۔ وہ کوئی تین چار میل کے فاصلے پر ہوگا۔ مرغابیاں اور ہرن وغیرہ
 اُڑھ پائی پتے آتے ہوں گے۔“

اعلیٰ بی بی نے کہا ” ہم چار میل جائیں گے اور چار میل واپس
 آئیں گے تو پڑی ویر چھلے گی۔ ویسے جانا چاہیے دشمنوں کی نقل و حرکت
 کا پتا چلا سکتا ہے۔“

یہ کہتے ہی اس نے دوسرے کان میں بھی روٹی ٹھوسنی
 آنکھوں پر چھٹی باز بندھی تاکہ وہ آسمان کو بھی نہ دیکھ سکے۔ سمجھ
 سے چلتی ہوئی علی اور جان کا رکن کے پاس آئی۔ وہ دونوں اپنے اپنے
 سے ضرورت کا تمام سامان نکال چکے تھے۔ کاٹرو لباس ایسا تھا

پلتے پلتے کارن نے پوچھا: "اعلیٰ بی بی! یہ یعنی کون ہیں
کیسا لگتا ہوں، دیکھو نہیں نے تمہاری خاطر اپنا تیرا تہا کر لیا ہے۔
فوج کی ملازمت اپنی ترقی اپنی عزت اور ایک شاندار مستقبل کو کھٹکا
کر رہا ہے کیا ہوں؟"

"میں نے یہاں لانے سے پہلے تمہیں کہہ دیا تھا کہ تمہارا ایک
نقصان ہوگا تو میں دس فائدے پہنچاؤں گی!"
"مجھے ایک ہی فائدہ پہنچاؤ میری دلی تیار پوری کر دو!"
اعلیٰ بی بی چلتے چلتے جیسی بڑکی تھلا میں بیٹھنے لگی۔ پھر اس کے
منہ سے ایک سرواہ نکلی۔ وہ بولی: "جان! مجھے افسوس ہے تم ایسی
نیت سے کسی مجھے اتنا نہیں لگا سکو گے!"

"مجھ میں کیا کمی ہے؟"
"اپنی کوشش کو کم سمجھو۔ میں تمہاری اہمیت نہیں کرنا چاہتی۔
ویسے تمہیں بتا دوں کہ فریاد کے ساتھ رہنے والی کوئی عورت اور کسی مرد
کو ضرور نہیں سمجھتی!"

وہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے جلتا رہا۔ اعلیٰ بی بی کچھ رہتی تھی
کہ وہ اپنی توہین سے تھلا رہا ہے کوئی دوسری عورت ہوتی تو دوران
جنگ میں اس کی ایسی کمی ہو سکتا۔ اعلیٰ بی بی کی خطرناک مسامحتوں
سے اچھی طرح واقف تھا اس لیے دہشت میں مارا تھا اس نے
کچھ دور چلنے کے بعد کہا: "مرا سے کہتے ہیں جو عورت کے انکار
کو اقرار میں بدل دے۔ اگر میں تمہارے انکار کو اقرار میں بدل دوں تو
وہ سننے گی، اس کی ہنسی دیکر وہ تکس ہرائی جا رہی تھی۔ وہ بولا۔
"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"تمہارا سوال منطقی نہیں ہے۔ جب تم مجھے اقرار پر مجبور کرو گے
تو پھر کوئی سوال کیا نہیں ہے گا۔ ہائی ڈی سے آج تک جتنے شہزادوں کو
نے مجھے حاصل کرنا چاہا وہ مردانہ وارسانے نہیں آئے انہوں نے
ہیشہ حال پھینچا یا اور اپنے تڑکی کھلتے رہے!"
"میں ایسا نہیں ہوں تمہیں اپنی محبت اور وفاداری سے
متاثر کر کے حاصل کروں گا!"

"میں پہلے ہی تمہاری وفاداری کی قائل ہوں۔ تمام عورتوں کی
قدر کرتی رہوں گی۔ ہیشہ تمہارے کام آتی رہوں گی۔ اس سے آگے
کچھ دوسروں کو جو عورت کی مرضی کے خلاف اس کے انکار کو اقرار میں
بدلنے کے لیے مکاری سے کام لیا ہے تاہم وہ اور کئی قسم نقصان
پہنچانے گی!"

وہ گھنے دشتوں کے چنڈے سے نکل آئے تھے۔ اب بھی پتھار
دشت تھے مگر ایک دوسرے سے دور دور تھے۔ کھلا آسمان نظر
آ رہا تھا۔ تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر دریا بہتا دکھائی دے رہا تھا۔
کئی طرف کے پرندے دشتوں پر لہتی لہتی بولیاں سنارہے تھے۔

ایک پہاڑی بکرگانہ سے پرکھڑا پانی رہا تھا۔ جان کارن نے اپنی
گن سیدھی کی۔ اعلیٰ بی بی نے اس کی نال بکڑ کر آسمان کی طرف اٹھانے
ہوئے پوچھا: "تم بکرے کا شکار کرنا چاہتے ہو یا دشتوں کو تہہ بھرا
کا راہ ہے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا: "یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں دشتوں
کی قید میں جانا پسند کروں گا؟"

"جان شکار بہت دور ہے۔ یہیں کچھ قریب جانا چاہیے اور
ہم ابرو شوٹراں سے لائے ہیں لیکن استعمال نہ کریں۔ بڑے بڑے گول
کی آواز نیلوں دور تک گونجی جائے گی!"
دونوں دیے تھوڑے دشتوں کے پیچھے چھپ چھپ کر آگے
بڑھنے لگے۔ وہ شکار کے قریب پہنچتے جا رہے تھے۔ ایسے ہی
وقت فائرنگ کی آواز پورے جنگل میں گونجنے لگی۔ بکرا اچھل کر لڑا ہوا
تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

دشتوں کی موجودگی کہیں قریب ہی ظاہر ہو گئی تھی۔ جان کارن
نے کہا: "میں دوسری طرف سے چھپ کر جانا ہوں تم ان کے حلوں کا
جواب دو طرف سے دینا گے!"
"نہیں جان! ہمیں دیکھ رہا اور دیکھو کون اس شکار کا
آتا ہے اور اسے کہاں لے جاتا ہے؟"

"تمہاری ذہانت دھری رہ جائے گی۔ اگر تم شکار کا تانیلا
رہیں گے اور دشمن اطراف سے آکر نہیں شکار کریں گے!
"جب تک دشمن نظر نہیں آتے ہیں گے ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے!
وہ نظر آگئے۔ ایک کشتی میں جی میں مستحق تھے کس سے کہیں
چتو چلا تے ہوئے بکرے کے پاس پہنچ گئے۔ اسے اٹھا کر کشتی میں لایا
لیا پھر ان کی کشتی واپس جانے لگی۔ جان کارن نے کہا: "تم یہاں
میں کنارے کنارے چھپ کر جاؤں گا اور معلوم کروں گا انہوں
نے کہاں کیپ لگا یا ہے!"

اعلیٰ بی بی وہاں رگڑ گئی۔ جان کارن جلتے لگا۔ دھلتے
ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی جب وہ نظروں سے اوجھل
تو وہ ایک بہت ہی اونچے دشت کے پاس آئی پھر تیزی سے
چڑھتی ہوئی ایک اونچی شانہ پر پہنچ گئی۔ وہاں سے وہ نظر قائم
ایک دشت کے پیچھے سے نکل کر دوسرے دشت کی آڑ میں جا رہا
تھا اور کشتی میں جلتے والوں کو دیکھ رہا تھا لیکن اس کی ایک بڑی
شبہ پیدا کر رہی تھی، وہ جیسی بھی پلٹ کر پھیرے اور جیسی دیکھا تھا
اعلیٰ بی بی کو چھوڑ کر گیا تھا سوال یہ تھا کیا اسے اعلیٰ بی بی کے قریب
آنے کا اندیشہ تھا وہ اندیشہ نہیں تم کا تھا؟
پھر کسی حد تک شبہ کی تصدیق ہونے لگی۔ وہ ایک دشت
کی آڑ میں کھڑا ہوا کبھی راستہ واپس کو توڑے دیکھا ہوا کچھ

اس نے اپنی کلائی کی گھڑی کو منہ کے قریب کیا تیار ہوا کہ سہا پہنچا
ہوئے کے لیے گھڑی کو کان سے تکی لگا رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ ٹرانس
کے ذریعے کسی سے باتیں کر رہا ہے اور جوا باہمیں سن رہا ہے۔
اعلیٰ بی بی نے پہلے سے جاگروہ ٹرانسٹر کے ذریعے سنی تھوڑے گونجوں
کی پوزیشن بتا رہا ہے۔ پھر یاد آ کر جان کارن نے کہیں پہنچے پاس ٹرانس
کی پوزیشن بتا رہی تھی۔ وہ کلائی کی گھڑی کو گھڑی ہی کی تھی اس
نے کہیں نہیں بتایا کہ وہ ٹرانسٹر ہے۔

وہ فوراً ہی دشت سے اتر گئی۔ دوڑتی ہوئی علی کی طرف چلنے
لگی۔ ٹرانسٹر کو چھپانے والا ٹھکانے سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا۔ وہ
کوئی اور جال چل رہا تھا۔ اس کی چال بعد میں معلوم ہو سکتی تھی۔ ابھی
علی تھوڑے گونجوں کے دھنکی حرکتوں سے باخبر رکھنا ضروری تھا یہی سنی پہلے
اپنا تحفظ لازمی تھا۔

وہ دوڑتی اور اپنی تھوڑی رسونی کے قریب پہنچ گئی۔ رسونی
گھاس پر غافل پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر لوری کر رہی تھی۔ سنی تھوڑ
دوڑتے ہوئے قدروں کی آواز سن کر چھپ گیا تھا پھر اعلیٰ بی بی کو کچھ
کرساتے آگیا۔ وہ بولی: "جان کارن سے خطو ہے کیا اس نے سنی
بتایا ہے کہ اس کی رستہ واپس ایک ٹرانسٹر ہے؟"
"نہیں مجھے سنی ذکر نہیں کیا!"

"ابھی وہ ایک جگہ چھپ کر واپس ٹرانسٹر کے ذریعے کسی سے باتیں
کر رہا تھا۔ اندازہ کرو وہ کس سے رابطہ قائم کرتا ہے؟"
علی نے کہا: "پھر ٹرانسٹر سے رابطہ میں کر کے گھنڈی کر ماکو دوں
سے نکال لائے میں اس نے ہماری مدد کی اور پھر اس کو اپنا ڈسٹن بنایا۔
ہاں میں میری ماکو حاصل کرنے کے لیے لڑی ہوئی کارن اور لگا ہوا
ہے۔ جان کارن اس کے لیے کام کر سکتا ہے لیکن یقینی بات یہ ہے
کہ وہ بیوقوف تنظیم کے لیے کام کر رہا ہے!"

"یہ راجھی بی بی نیاں ہے۔ رسونی کو یہاں سے لے لو جان کارن
دشتوں کو یہاں بٹلا رہا ہے۔ ہمیں دوسری پناہ گاہ تلاش کرنا چاہیے"
علی نے ہاں کو ہاتھ ملے سے اٹھا کر اپنی کا پٹر کی طرف چلتے ہوئے
کہا: "یہاں سے دور چلنے کے لیے ہمیں کا پٹر میں پر داز کرنے کا نسخہ
مول لینا ہوگا!"

"میں مشورہ نہیں دوں گی۔ اس جنگل میں کئی فوجی پہنچ چکے ہیں
جو بھڑکے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارا تاقب کریں گے ہمیں فرار کا راستہ نہیں
ملے گا۔ تمہاری ماں پھر پھر ماسٹری قید میں پہنچ جائے گی۔ مجھے اپنی
بلا تو نہیں ہے مگر تم بھی قیدی بنائے جاؤ گے!"
"آپ درست کہہ رہی ہیں لیکن ان حالات میں خطرہ مول
لینا ہمارے لیے ہے گا!"
"تم اپنی ماں کا بوجھ اٹھا کر سنی دور چل سکتے ہو؟"

"ماں بوجھ نہیں ہوتی۔ میں اپنی ماکو اسی طرح اٹھا کر دنیا کے
آخری سرے تک جا سکتا ہوں!"

"تو پھر اسی طرح دور نکل جاؤ۔ رسونی کو کسی محفوظ جگہ پہنچا دو۔
جان کارن دشتوں کے ساتھ آئے گا تو میں اس کا راستہ دوں گی"
"میں آپ کو تمہا خطرات کا سامنا کرنے کے لیے نہیں چھوڑوں گا"
"کیا میں ساری زندگی تمہارے سامنے میں رہ کر دشتوں سے
لڑتی رہ رہی ہوں، کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ہم سب باہم
کے ادارے میں رہ کر تنہا اپنی اپنی جنگ لڑا سکتے رہے ہیں جو یہاں
ہے، اس سے انکار نہ کرو۔ جاؤ یہاں سے دشت میں جنگ جگانا جاتی ہو"
"اٹھی آپ کی ذہانت کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ میں آپ سے کچھ
سیکنا چاہتا ہوں۔ بتائیں آپ مجھے اسی طرح جگانا لگی؟"

"یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے۔ ہمیں ماں کی حفاظت کے لیے میرا
ساتھ چھوڑنا ہوگا اور میں ساتھ چھڑانے کے لیے اضر دوڑتی جاؤں
گی پھر جان کارن کو چھوڑ کر آئی ہوں۔ کیا تم ماں کو اٹھا لے ہوئے
میرے ساتھ دشتوں کی طرف جاؤ گے؟"

"اوه! میں اتنی سہی بات بھول گیا تھا آپ ماکو میری کمزوری بنا
لیں گی لیکن اس کا ایک اور پہلو ہے۔ میں ماکو لے کر آپ کے ساتھ
دشتوں کا سامنا کروں گا کیا آپ انہیں خطرات میں ڈالنا چاہیں گی یا
میرے ساتھ یہاں سے دور جانا چاہیں گی؟"

"میں جاؤں گی تو دشتوں کا راستہ کون روکے گا؟"
"دشتوں کو تاقب کرنے دیں آپ میرے ساتھ اسی طرح چھٹی
رہیں۔ دیکھیں ہم باتوں باتوں میں اتنی دور نکل آئے ہیں!"
وہ چلتے چلتے رگڑ کی پھر بولی: "دشمن یہاں دگنی دھنساے سکتے
ہیں۔ تمہارے باپ کے زمانے سے جن اصولوں پر ہم چلتے آئے
ہیں اسی پر چلنا چاہیے۔ اپنی جنگ آپ لڑنا چاہیے!"

اس نے ایک تڑکیا ہرا کا غریب سے نکالا وہ جنگل کا نقشہ
تھا اس نے اسے کھولا پھر نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے بولی: "ہم یہاں
ہیں اور ہمیں جنگل کے اس شاہ جتے میں پہنچنا ہے۔ اڑھریں ایک
کاٹیج بنا ہوا ہے۔ اس کا بیچ کے قریب ہی ایک میدان میں ہمارے
پلے ہئی کا پٹر لگے گا تمہاں کو لے کر جاؤں میں وعدہ کرتی ہوں پوچھی
گھٹنے کے اندر ہاں پہنچ جاؤں گی!"

اس نے کاغذ کو منہ کے قریب کر کے جیب میں رکھا پھر خدا حافظ کہہ کر
دوڑتی ہوئی اپنی کا پٹر کی طرف جانے لگی۔ ان کے پاس فضائی راستے سے
فرار ہونے کی سولت تھی لیکن جنگل میں دشتوں کے جیسی ٹیڈ کا پٹر تاقب
کے لیے موجود تھے۔ اگر وہ کسی طرح جنگل سے نکلنے میں کامیاب بھی ہوجاتے
تو شمالی جتے کو عبور کر کے کینڈا کی فضاؤں میں پر داز نہیں کر سکتے تھے
کیونکہ وہ فوجی ایلی کا پٹر تھا کینڈا کی فضا انہما ٹیڈ کو اطلاع دینے بغیر

اس علاقہ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ ہمیشہ کا پٹر کے پاس آگئی۔ اس کے سلاٹ ٹرنگ ڈور کو ایک جانب سرکاروں سے ضروری جنگی سامان نکالنے لگی۔ یہی کامیابی کے کیم چکارا رکھنے لگی۔ جین کی توقع تھی وہ ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ اسے جلد خیرہابی ٹرنگ چکارا رکھنے کا موقع مل رہا تھا۔

جان کارزن اعلیٰ بی بی کی کو باہمی ہمت اور دفاعی کامیابی کا ثبوت دیتے ہوئے روٹنی اور علی تورو کو اس جنگل میں لے آیا تھا اور پھر مارکو اپنا دشمن بنا چکا تھا۔ یہ جنگ وہ علی بی بی کا دلیرانہ تھا اسے حاصل کرنا چاہتا تھا تاہم کو روٹ کو روٹ اس کے خواب دیکھتا تھا اور یہ اچھی طرح سمجھتا آیا تھا کہ اسے دولت سے طاقت سے اور آواز کی سے حاصل نہیں کرے گا کسی سرکاری سے ہی وہ خواہاں کو بغیر نہ سکتی ہے۔ اعلیٰ بی بی کو معلوم تھا کہ وہ یہودی ہے۔ تمام یہودیوں کے ناموں پر نہیں ہوتے۔ ان کی ہمت اور اعلیٰ بی بی کی شائستگی موجود ہیں یہودیوں کی اعلیٰ بی بی دشمنوں سے کام نکالتا جانتی تھی۔ ان کے مزاج اور تورو کو سمجھتی رہتی تھی۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ جان کارزن پھر مارکو کے خلاف ضرور ساتھ تھے گا لیکن یہودیوں کے خلاف شاید دھوکا لگے جانے۔

اس کا خیال درست نکلا وہ پھر مارکو کے خلاف روٹنی کو اس کی قیادت نکال لیا تھا وہ ڈھری چال میں رہا تھا۔ ایک طرف اعلیٰ بی بی کی ہمت کا دم چھڑا رہا تھا اور دوسری طرف روٹنی کو پھر مارکو کے ہتھکڑے سے نکال کر جنگل میں لاکر اسے یہودی یقیہم کے افراد کے ہتھکڑے کرنے کے مراحل سے گزرتا جا رہا تھا۔

اس نے یہودی تنظیم کے سربراہ کو بتا دیا تھا کہ روٹنی کو اغوا کرنے میں کامیابی ہوئی تو وہ اس جنگل کے کسی حصے میں لے جانے لگا۔ اس نے منصوبے کے مطابق تین کا پٹر کو ہیں پینچا پیتھا اور بڑی بڑی لگانے سے اپنے لوگوں کا اخطار کر رہا تھا۔ جب اس کے دل دیکھتا رہا کہ اسے کاشکار کرنے والوں کو دیکھتا تو ناکامی کا اندیشہ ہوا اور وہ تھکا کر کہنے والے پھر مارکو کے آدمی تھے۔

وہ سنا کر کے اعلیٰ بی بی سے دو لگا پھر پھر مارکو کے ذریعے یہودی سربراہ کو مخاطب کیا۔ تم کہاں ہو؟ کیا کہہ رہے ہو؟ پھر مارکو کے آدمی روٹنی تک پہنچنے والے نہیں؟

دوسری طرف سے جواب ملا ہمارا ایک ٹیم پھر مارکو کے آدمیوں سے ٹکر گئی تھی۔ پتا نہیں اس ٹیم کا بنا جتنا ہم راستہ بدل لیتے ہیں اس لیے یہودی وہی ہے۔ نقشہ جاری ہے، پاس ہے ہم کو بے گننے کے اندر پہنچ جائیں گے۔ کیا پھر مارکو ٹیم تمھاری نظروں میں ہے؟

”ہاں“ ساحل کے جس حصے میں مارکو کی طرح ایک اونچی چٹان

سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کا مطلب ہے تورو کو علی بی بی اور علی تورو پر تھکر کر کے تو فائرنگ اور پھر مارکو کی آواز میں دشمنوں کے کیمپ تک جا سکی گی۔

”تھکر کر کے دیکھیں، پاس زبردست گوریلا فوج ہے، پہلے آپ فوجیوں سے دوسری کو انوکھ کر کے کوشش کریں گے۔ ناکامی ہو جائے تو فائرنگ مگر یہ ہوگی۔ پھر مارکو کے آدمی آتے ہیں تو آئے وہ تو ہاتھ لیں گے۔“

جان کارزن رابٹھو تکم کے تیزی سے چلنا ہوا اس وقت تک پاس آیا جہاں اعلیٰ بی بی کو چھوڑ گیا تھا۔ وہ وہاں نہیں تھی۔ اس نے چاروں طرف گھوم گھوم کر نظر میں دوڑا۔ اسے اونچا آواز نہیں ملتی۔ مناسب نہیں تھا اعلیٰ بی بی کا نام دشمنوں کے کانوں تک پہنچ کر نہ پھر خیال آیا وہ دشمنوں کے ہتھے نہ پڑ سکتی ہو۔ وہ دوڑ پڑھنے پہلی کانپڑی طرف جانے لگا۔ اسے اسرائیلی حکومت سے دوڑ پڑھنے نیا کاروبار کرنے کی سہولتیں اور پانچ کروڑ ڈالر کے علاوہ انعامی پائلے والی تین گز کردہ دشمنوں کے ہاتھ تک جانی تو آدمی ہمت پر پائی ہوتی وہ پوری رفتار سے دوڑتا ہوا آواز آیا جہر گھاٹا پیرینڈھانہ لٹی ہوئی تھی اور علی تورو چرائی کر رہا تھا۔ وہاں ہائی ہینٹے تھے اس نے آہستگی سے اعلیٰ بی بی اور علی کو آواز میں دیکھ لیا وہ دوڑتا ہوا اپنی کانپڑی طرف جانے لگا۔ اسی وقت اسے ایک ہتھیار ساٹھا وہ اوندرے منہ کرتا اس کے ساتھ ہی سر پیچے اور پاؤں اور ہونگے۔ وہ آٹھ لٹا ہوا پھوپھو کر گیا پھر دھتکے کی ایک اونچی آواز سے نکلے ہوئے جو نہ لگتا اس کا ایک پیر گھاس میں چھپے ہوئے تھے۔

کے پھنڈے میں چھپ گیا تھا جس کے نتیجے میں صرف کوٹڑی نہیں لگتی تھی اس کا سراپا اٹھ کر گیا تھا۔

اعلیٰ بی بی چھپ کر دیکھ رہی تھی خیال تھا کہ اس کے پیچھے بھی آ رہے ہوں گے لیکن وہ دیر تک تمنا تھا۔ ہا اور مدد کے لیے نہ رہا تو کون ہے؟ پھر سے کون دشمنی کر رہا ہے؟ پلیز ٹیسٹے آؤ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرا قصور کیا ہے؟

اعلیٰ بی بی ایمان سے بٹینی ہوئی اس کے پاس آئی وہ اونچی آواز کی گھڑی کو دوسرے ہاتھ سے آپرٹ کر کے یہودی راستوں کو نشان سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا گھڑی پر سے ہاتھ ہٹاؤ میں نہیں چاہتی کہ دوسری طرف ہاری باہمی نہیں جائیں۔“

وہ جلدی سے ہاتھ ہٹا کر لولا یہ کیا کہہ رہی ہو یہ تو گھڑی ہے۔ دوسری طرف کون آ رہے ہیں۔ یہ کیا کہتا ہے مجھے شک ہے۔ ”ہاں“ اس نے آگے بڑھ کر طے ہوئے ہاتھ کو پکڑ لیا اس کا ہاتھ سے گھڑی آ رہی تھی۔ وہ ہاتھ پھرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے ہاتھ تو نکال کر کہا میں ڈھریں آوازوں کی۔ کوئی کاٹ کر گھڑی لگا

وں کی؟

اس نے پھر جہد جہد نہیں کی۔ اعلیٰ بی بی نے گھڑی کو آواز دیکھا پھر پھوپھو کر کے باہر سے تمھارا گھنٹہ جوتہ ہے؟

کسی سے نہیں ہے تم خواہ مخواہ شیرہ کر رہی ہو یہودی دوستی اور دفاعی کامیابیوں سے ہمیں نے تمھارے لیے ساری دنیا کو دشمن بنا لیا ہے۔“

اعلیٰ بی بی نے ان کی بڑی کی پھر اسے نشانے پر رکھتے ہوئے بولی ہقم دوست ہوتے تو اس گھڑی کی حقیقت کو نہ سمجھتا ہے۔ اگر بتاؤ مجھے تمہارے کس دشمن کو یہاں آنے کی دعوت دیکھے، تو میں گولی نہیں ماروں گی، دشمنوں مارنے کے بعد تیرا پائل جانے کا یہ کوئی کھانے لالے ضرور آ رہیں گے اور ایسی اہلیت بھی دکھائیں گے۔“

وہ خوف سے تڑپتے ہوئے ابھریں اُٹھ جھوٹے ہوئے لولا دیکھو گولی نہ چلانا۔ میں قسم لگا کر کہتا ہوں یہاں کوئی نہیں آئے گا لگنے لگا تو وہ ابھی دشمن ہو گا۔“

”جب میں کسی پھر دوسرا نہیں کرتی تو پھر کسی اور دوست نہیں سمجھتی میں نشانہ نہ رہی ہوں۔“ دیکھو گولی تمھارے ہم پر نہیں تمھارے کاٹڈیاں کے کسی ہم پر لگے گی پھر دھکے سے تمھارے پہنچے آ رہے ہیں گے۔“

وہ تیزی سے تڑپتے ہوئے اٹھا جھوٹے ہوئے چیخنے لگا۔ ”میں اتن دمھا کر کے غلطی کروئی۔ آواز میں دور تک کو بختی ہوئی دشمنوں تک پہنچی ہیں۔ پلیز میری باتوں کا یقین کرو۔ میں جو ٹھٹھا اور فریبی نہیں ہوں۔“

وہ بولتا جا رہا تھا کاٹڈیاں اور کارٹوں بیلٹ آٹاڑتا ہوا تھا نگاہوں کی طرف نہ دیکھے۔ اس نے لباس کا اوپری حصہ آٹاڑ کر روٹنی کو دیکھ لیتا تھا چھپک دیا۔ وہ بولی دیکھا اس سے نہایت حاصل کر کے موت سے بھی نجات حاصل کر لوگے؟

”تم کیوں میرے پیچھے بڑھی ہو؟“

”اس کا جواب تمہیں مل جانے گا۔ میں جا رہی ہوں یہاں قربانیاں چھپ کر ہوں گی۔“

دور گھاس پر جان کارزن کا چھپنا ہوا اس پر اٹھا دوڑتا ہوا تھا کہ قربانے آئی۔ وہ زمین سے چھوٹ کی اونچائی پر اٹھا لٹک رہا تھا اس نے لباس کو کھینچا اس کے سر کے نیچے ڈال دیا وہ گہرا لولا۔

”یہ... یہ کیا کہہ رہی ہو؟“

”میں چھپ کر دھتکتی رہوں گی اگر تم آئے والوں کو میرے پیچھے کے متعلق بتاؤ گے یا وہ لوگ تمہیں دوستانہ انداز میں مخاطب کر لیں گے تو میں اس لباس سے شکر رہنے والے ہوں پروردہ فائرنگوں کی دھماکا ٹھیک تمھارے سر کے نیچے ہو گا۔“

”وہ گاڑا میں کیا کروں، ہر قسمی سوچ سے بھی زیادہ خطرناک بنلا ہو۔ مجھے معاف کر دو۔ اس چھند سے سے نجات دلا دو مجھے کم لاکر کہتا ہوں۔ آئینہ سازش نہیں کروں گا۔ ایک گنٹے سے بھی زیادہ حفاظت میں کر رہوں گا۔ آخری بار مجھ پر پھر وار کر دو۔“

وہ بولتا جا رہا تھا اور وہ دور ہونے جاری تھی۔ حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ تڑپنے لگا اس کے نتیجے میں اٹھا جھوٹے لگا۔ چند چیخ کر کہنے لگا۔ تم ذیل نہیں ہو لیکن ہاتھیں خراب دی تورو کا واسطہ دیتا ہوں، میرے سامنے آؤ۔ مجھ پر گولی نہ چلاؤ، وہ آئے والے کی ہمت مجھے دوستانہ انداز میں مخاطب کریں گے۔ میں انہیں روکنا چاہوں گا۔ تمھارے پیچھے کے متعلق بتاؤں گا تو تم فائرنگ نہ کرو گی کسی صورت سے میرا بچاؤ نہیں ہو گا۔“

وہ بولنے کے دوران لڑکی کی طرف سے گھبراہٹ بھر رہا تھا۔ اپنے ایک ہیکر کو پکڑ کر رستی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت بہت سے قتلوں کی آواز آنے لگیں۔ وہ ان کے آنے سے پہلے رستی کو پکڑ کر اور پشیم تک پہنچنا چاہتا تھا۔ جلد جھندے سے نجات حاصل کر کے نیچے رکھے ہوئے جھول سے دور ہونا چاہتا تھا لیکن یہ اتنا آسان نہ تھا جتنا وہ سوچ رہا تھا۔ وہ دو شخصیں کرتا رہ گیا اور آئے والے آگے۔

وہ دشمنوں کے چھنڈے سے فورا ہلے تھے۔ چار چار پھر پھر افراد ایک ایک لوہیوں کی صورت میں تھے چاروں طرف سے ظاہر ہو کر اس سے دو دھکے ہوئے تھے۔ اپنے انفرادی کو اٹھاتے دیکھ کر سمجھ گئے تھے دھکے میں آس پاس ہے۔

تقریباً ایک منٹ تک فوجی رہی۔ وہ لوگ آہستہ آہستہ محتاط انداز میں چاروں طرف گھوم کر دیکھ رہے تھے۔ دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کھڑے تھے، پتوں بھرے گھنے دشمنوں میں یا پتھروں کے نیچے جھپکا سکتا تھا کبھی ہوتی جھاڑوں اور تھروں میں چھپا ہوا پہلی کا پٹر جھک رہا تھا۔ آنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا، اعلیٰ بی بی اور علی تورو پھر پھر مارکو کے پیچھے نہیں ہیں۔ تمھارے دوست ہیں۔ داماد روٹنی کو بابا صاحب کے ادارے تک پہنچانے کے لیے تمھاری مدد کرتے آئے ہیں۔“

اعلیٰ بی بی کی آواز کو بختی ہوئی آئی، پہلے یہ بتاؤ تم لوگ کون ہو اور ہم سے پھر وہی کیوں کہنے آئے ہو؟

”میں حکومت کے باغی ہیں۔ داماد روٹنی کو پھر مارکو کی قیادت میں اس ملک سے نکال کر تمھارے کام کو روٹنی کی اہم کارکنانہ پستہ ہیں۔“

”تم پھر فریب نہ کرو۔ سامنے آ جاؤ۔“

”اعتوا ہم بارو کے ڈھیر ہو گئے ہو۔ روتھ کوٹ لٹھولہ

میرے ہاتھ میں ہے۔ ایک ٹن دیکھو گا اور تم لوگ دھماکوں سے اڑنے جاؤ گے۔

ڈسٹنرول کے ایک سرخند نے جان کارن سے پوچھا جان آپ نے تو دیکھا ہوگا کیا یہاں ریوٹ کنٹروولنگ مہم چھپانے گئے ہیں؟ میں نہیں جانتا۔ میں نے انہیں نہیں دیکھا ہے۔ البتہ میرے سر کے نیچے جو ہاں کی پڑا ہوا ہے اس میں تم رکھے ہوئے ہیں ان کا تعلق ریوٹ کنٹرولر سے نہیں ہے۔ اعلیٰ بی بی فائرنگ کے ذریعے بلاسٹ کر سکتی ہے۔

سرخند نے اپنے ایک آدمی کو حکم دیا ان اس لباس کو اٹھا کر دوڑ چھینک دو۔

وہ حکم کا بندہ لباس کی طرف جانے لگا۔ جان کارن نے چیخ کر کہا "خبردار اسے ہاتھ نہ لگانا۔ وہ چھپ کر لباس میں رکھے ہونے بولیں پھر فائر کرے گی۔ میں مریاؤں گا۔ میرے قریب نہ آؤ۔ اس لباس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔"

مگر وہ قریب آگیا۔ لباس کو اٹھاتے ہی دوڑ تک دوڑتا ہوا گیا پھر آسے پھینکا ہی چاہتا تھا کہ اعلیٰ بی بی نے گولی چلا دی۔ اس کے ساتھ ہی زوردار دھماکا ہوا۔ ایک بم نے دوسرے بم کو بلاسٹ کیا۔ دوسرے نے میرے گواہ اس طرح کی دھماکوں میں لباس اٹھانے والے کا پتہ نہ چلا کہ اس کا گوشت کھر گیا اور ہڈیاں کھال چلی گئیں۔

دھماکوں کا آواز سن کر ڈریسنگ گونجی رہی۔ پھر اعلیٰ بی بی نے کہا جان کارن ا دیکھو تو تھا ابھی یہی انجام ہوتا تھا اس لیے زندہ ہو کر تم نے دشمن سے ہی سہی سگڑ سوتی کو یہاں تک لانے میں بڑا ساتھ دیا تھا۔ تمہاری عداوتی مریاتی کے بدلے یہ زندگی مل رہی ہے۔ لیکن ہاں تم اپنے لوگوں کو یہاں سے واپس لے جانے میں ناکام ہو گے تو ان کے ساتھ فنا ہو جاؤ گے۔

اس کے ساتھیوں نے اسے پھندے سے نجات دلائی۔ وہ اٹاٹا تھا سیدھا ہونکر زمین پر آتے ہی ایک درخت کی آسپاس چلا گیا وہاں سے چیخ کر بولا "وہ جھوٹ بول رہی ہے اگر یہاں ریوٹ کنٹرولر سے شک کم ہوئے تو وہ کیوں زندہ نہ چھوڑتی۔ وہ بچوں کی طرح ڈرا کر میں جھگانا چاہتی ہے۔ اسے ڈھونڈو وہ یہیں میں چھپی ہوئی ہے۔"

"جو مجھے تلاش کرنے کے لیے حرکت کرے گا مرے گا۔" سرخند نے کہا۔ اب سمجھ میں آیا یہ تہلہ ہے۔ اس نے رسوتی اور اعلیٰ بی بی کو جھگانا دیا ہے۔ ہمارا ستر دوکنے کے لیے بائیں بنا رہی ہے۔ جاؤ اسے تلاش کرو۔ یہی نہیں رسوتی تک پہنچانے کی۔"

کتنے ہی سچے افراد اور دھڑا دھڑا تلاشی نظروں سے دیکھتے ہوا جانے لگے۔ ان کے حرکت کرتے ہی ایک جگہ زوردارا وانسنہا ہوا اس پاس کے کئی جوان فٹنڈا میں کوشے تھوں کی طرح اڑنے پھرا پتے ٹکڑے گئے۔ تمام ندرے۔

ان کا خیال تھا دوسری سمت ایسا نہیں ہوگا لیکن وہاں حرکت کرنے والوں کی پیلے شامت آئی، پھر صورت آئی۔ وہ وہ سے جلتے تھے۔ جان بواہماوں کی زد میں آجاتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بائیں کا نیسلہ ہونے لگا۔ وہاں خوف پانچ آدمی رہ گئے تھے جن کی جان کا ٹکڑا بھی ان کے سرخند نے شفتے سے کھانا۔ جان بھنے تو کھانا بھی رہی کھوٹ کنٹرولر سے بلاسٹ ہونے والے ہم نہیں ہیں۔ تمہاری ایک غلط اطلاع نے میرے پیاس آدمی مراد دیا ہے۔ اب سب کیا دیکھتے ہو۔ ہتھیار چھینک دو۔

جان کارن نے ان کے ساتھ اپنے ہتھیار چھینتے ہوئے کہا "اعلیٰ بی بی ایدر کھڑا ہم نے ہتھیار چھینک دیے ہیں۔ شکست ہوئی فرج کے سیاہی غلام بن جاتے ہیں۔ ہم تمہارے غلام ہیں۔ اس کی آواز آئی "میں تم سے ایک آدمی سیدھا کھانے کا باقی آٹے شکائے جاؤں گے۔ چلو فوراً ایک دوسرے کو اٹاٹاٹو۔" سرخند نے کچھ ناچا ہوا۔ اس کے پیروں کے پاس سلسل نازنگ ہوتی پھر آواز آئی "کوئی بحث نہ کی جائے فوراً چلا دو کیوں کو اٹاٹاٹا ہے۔ مگر آن ہری آپ۔"

یہ کہتے ہی پھر فائرنگ ہوئی، وہ زمین کی طرح حرکت میں لگے۔ جان کارن اور سرخند نے تین آدمیوں کے پاؤں باندھ کر انہیں رکے کے ذریعے شاخوں سے شکا دیا پھر سرخند نے کہا جان اب تمہاری باری ہے۔

وہ بولا "میں پہلے بھی ٹھگ پھراں۔ اب تمہاری باری ہے۔ دونوں میں تکرار ہونے لگی۔ وہ کہیں میں بحث کرتے رہے پھر ایک نے کہا "اعلیٰ بی بی ہے اٹاٹاٹاٹے کو کسے گی وہی شکے گا۔"

ایک نے آواز دی "اعلیٰ بی بی تم فیصلہ کرو۔" دوسرے نے پوچھا "ہم میں سے کسے کھانا چاہیے؟" جواب میں ملا۔ انہوں نے بار بار اسے پکارا پھر سرخند نے اعلیٰ بی بی سے کہا "وہ ہمیں اوتھوگا چلی گئی ہے۔"

جان کارن نے کہا "ایسا نہ کہو۔ وہ اچانک ہی چل کر ہے۔ گی۔ وہ اس طرح دھوکے میں گھسی ہے۔ پھر چھگنے کا رسوتی میں تھا۔ ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔ وہ روکنا چاہے گی تو ضرور چکے ہوئے گی۔"

وہ دونوں ایک قدم آگے بڑھے پھر رک گئے۔ بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ

ہر ماشکے فوجی اپنے ہیں۔ آخر زبردست دھماکوں کی آوازیں ہیں اور تک کو غشی رہی تھیں اور کھاتی رہی تھیں کہ یہ سب کچھ دنی کے لیے ہو رہا ہے۔

وہ دونوں کان لگا کر ایسی سمت معلوم کر رہے تھے جہاں سے آواز سنائی ہوئی تھی اور سر سے فزار کا موقع مل جاتے لیکن کسی نے ہلکا کرنا اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ نیچے پڑے ہونے ہتھیاروں دھانسنے کی حالت نہ کرنا ہم آ رہے ہیں۔

ایک منٹ تک خاموشی رہی پھر ایک فوجی افسر چند پاس پیرا پیرا سے نظر آیا۔ وہ انہیں گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے بولا "جان کارن! خوب غدار کی۔ فوجی پہلی کا پیر پڑا۔ پھر رسوتی کو فوٹو کر کے غلط اور قسم سے غدار کے تمام ریکارڈ تو ڈوبے لیکن نہیں تمہیں یہ کیوں سے کیا محبت ہوگی تم سہوی ہونی ہوئی رہو گے۔ ہر حال میں تم جانتے سے پہلے بتاؤ رسوتی کہاں ہے اور تم لوگ یہاں کیا رہ رہے ہو۔"

جان کارن بتانے لگا کہ سانپ نکل گیا ہے اور وہ گریپوٹ ہے۔ اعلیٰ بی بی انہیں بڑی دیر تک وہاں اٹھاتی رہی۔ سنی برینڈ تک نہیں بنا اپنی ماں کو کہہ کر کہاں چلا گیا ہے۔ البتہ اعلیٰ بی بی زیادہ دیر نہیں گئی ہوگی۔

جان کارن اپنے تین آدمیوں کو اٹاٹاٹا کر رہے تھے۔ وہ بھڑکی تھی لڑتے دھماکوں کے نتیجے میں پیرا مشرکے فوجی اور ضرور آئیں گے۔ مذادہ دیر کے قریب بیچ کر ایک درخت پر چڑھ گئی بہتوں سے ہری ہوتی شاخوں کے درمیان چھپ کر اٹھا کر گئے۔ وہ وقفے وقفے سے ٹھنڈ تک دھماکے کرتی رہی تھی پھر دھماکے ہوئے اٹھا کھڑا دیکھا تھا۔ فوجی محتاط تھے جہاں دھماکے ہوتے تھے وہاں لڑکا اٹھاٹا سے پینٹا چاہتے تھے۔

آخر وہ نظر نہ گئے۔ سیکڑوں کی تعداد میں کئی کشتیوں پر لپکتے تھے ٹوٹوٹو کبھی بیچوں سے چلا رہے تھے تاکہ ان کی آواز غمازوں تک نہ پہنچے۔ انہوں نے ایک جگہ ننگ میں ڈالا۔ دریا کے کنارے ایک میل دور تک کشتیوں سے فوجی جوان آتے تھے۔ بارہ تھے اور گولیوں کے انداز میں اس علاقے کو گھیرنے کے لیے بڑھتے جا رہے تھے۔ جب وہ در جاتے ہوئے نظروں سے غائب ہوئے تو وہ درخت سے اتر کر دوڑتی ہوئی کشتیوں کے پاس آئی وہ لوگ کھینکوں کے پیر پھرو گئے تھے اور مطمئن تھے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر لوٹنے سے گھبرتے ہوئے جا رہے ہیں اس لیے کوئی دشمن کشتیوں کے طرف سے پہلے نظروں میں آجائے گا۔

وہ ایک بوٹ میں آئی اس میں بھڑوں سے بھرا ہوا ٹن کھا

ہوا تھا۔ وہ توڑا توڑا پٹرول برشٹی اور ٹوٹوٹو پیر پھرتی گئی تھی صرف ایک بوٹ اپنے لیے کھی۔ درخت کی ایک ٹوٹی ہوئی شاخ کے سرے پر پیرا لیسٹ کر مشعل بنائی۔ اپنی بوٹ اٹارٹ کر کے مشعل کو سگایا پھر بوٹ میں بیچ کر تمام کشتیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں آگ لگاتی گئی تھی۔

کچھ بوٹس میں بارود کی سامان رکھا ہوا تھا۔ آگ لگنے سے دھماکے ہوئے۔ ان کی آواز دوڑ تک گئی ہوئی۔ سیرا مشرکے فوجیوں نے دھماکوں کو سنا ہوگا سمجھا بھی ہوگا کہ اس کا سہلی کشتیوں پر کئی گز درزی ہے۔ لیکن کچھ کر کے کا وقت گزر چکا تھا۔ کشتیاں جل چکی تھیں اور چلاتے والی جا چکی تھی۔

علی بی بی کو اٹھاٹے دریا کے کنارے جا رہا تھا اور اعلیٰ بی بی نہیں تھا۔ نقشے کے مطابق اسے دیا جا کر نا تھا اور پار اترنے کے لیے کشتی نہیں تھی اسے ایک جگہ رکنا پڑا۔ اس کے ہم سفر حرکت میں ہو رہی تھی۔ شاید تو سہی نیند پوری ہو چکی تھی۔ اس نے آہستہ آہستہ گھاس برشٹا دیا۔ وہ انہیں گولیوں کو رسوتی کے انداز میں اور دھڑا دھڑا دیکھ رہی تھی۔ پھر اعلیٰ بی بی دیکھتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ناگاری سے بولی۔ "کیا سیرا بچھا نہیں چھوڑو گے۔ مجھے کہاں لے آئے ہو؟"

"آپ کو دشمنوں سے دور لے جانے کا کوشش کر رہا ہوں۔ یہ سیرا حاکم تھا مجھ سے اور محنت تھی۔ حاکم اس لیے کہ آپ کو چھانی طور پر چینی بھی دور لے جاؤں درخت تو دشمنوں کے پاس ہی ہے گا۔"

"پھر جان بوجھ کر حاکم کیوں کر رہے ہو؟" "سرسٹھان عمل کا توڑ ہوتا ہے۔ سچا سٹرنے آپ بہر جو عمل کر لیا ہے انشاء اللہ اس کا توڑ باہا صاحب کے ادارے میں ہوگا۔"

"میں تمہارے ساتھ کسی ادارے میں نہیں جاؤں گی؟" وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی کچھ کرنا چاہتی تھی مگر چانک اس نے سانس روک لی۔ پھر آہستہ آہستہ سانس لینے لگی۔ چند سیکنڈ کے بعد اس نے پھر سانس روک لی۔ علی اسے غم سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سرخام کر سانس لیتے ہوئے بولی "ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ پرانی سوچ کی لہر محسوس کرتے ہی بے اختیار سانس رک جاتی ہے۔" علی نے کہا "آپ بہت سوشل عمل کیا گیا ہے۔ اب دیگر اینڈ ڈیکر آپ کے مارش میں نہیں آسکیں گے۔ سچا سٹرنے تمام لوگوں سے آپ کا رابطہ ختم ہو چکا ہے۔"

وہ پاؤں بیچ کر ایک طرف جاتے ہوئے بولی "تم محبت جتا ہوا اور مجھے اپنے لوگوں سے دور کر کے دشمنی کرتے جاتے ہو؟" "وہ آپ کے لوگ نہیں ہیں مگر آپ مجھے جوڑنا اور دشمنی سمجھ رہیں گی۔"

اس نے بازو پر کمر کا رطل کی طرف پلٹے ہوئے کہا: "اگر نہ
جائیں تو میں کنا سے کنا سے چننا ہے آگے جا کر شاید یہاں پار کرنے
کی کوئی سورت نکل آئے"

وہ ایک جھگے سے اچھا بازو جھڑک کر بولی "بے خبر دار مجھے
ہاتھ دنگے مانیں۔ برہمن ہوں کسی کو بچھونا باہر داشت نہیں کر سکتی؟
"سیرا سٹرنے خوب جا دو ملا ہے۔ بہر حال آپ میری باتیں
مانتی رہیں گی تو آپ کو ہاتھ نہیں لگوں گا؟"

وہ خاموشی سے چلتی رہی۔ ڈیڑھ گریڈ ڈیڑھ گریڈ کے لب و لہجے کو
یا کہ نہ کسی کو شش کرتی رہی لیکن سیرا سٹرنے کسی بھی ماتحت کا ناتو
نمبر یاد آ رہا تھا اور نہ ہی وہ خود کو خیال خزانے کے قابل باری تھی۔
اترا اس نے جھجھکا کر پوچھا "مجھ پر کس نے تو سبھی عمل کیا ہے؟ میری
یادداشت کمزور ہو گئی ہے اور خیال خزانے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے؟"

عملی نے جواب نہیں دیا۔ سوچ چاہ جتا رہا۔ ایسے ہی وقت
نور دار دھمکے کی آواز آئی۔ وہ ڈرگ گیا پلٹ کر ادھر دیکھنے لگا مگر
سے آواز آئی تھی وہ تقریباً تین چار میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا۔ رسوتی
نے خوش ہو کر کہا "اب کہاں بچ کر جاؤ گے؟ سیرا سٹرنے آدمی آپ سے
یکے بعد دیگرے اور کسی دھماکے سنائی دیتے رہے۔ عمل نے
کہا: "وہاں محتایے میں صرف میری آنٹی ہیں۔ انھیں مارنے کے
لیے اتنے دھماکے نہیں ہوں گے سنیوں اور دھماکے ہر سہے ہیں۔
اس کا مطلب ہے؟ دشمنوں کی شامت آ رہی ہے۔ بیڑا سب کا
سے ہٹ کر درختوں کے چھنڈ میں سے چلیں؟"

"کبھی اچھلا تے ہو کبھی اچھڑ جاتے ہو کتنے بڑے آخر کیوں؟"
"میدان جنگ کا شور سن کر دشمنوں کی دوسری پادشاہی میں منتقلی
اور دریاں راستوں سے گزریں گی۔ ہم چھپ کر آگے بڑھیں گے۔ کیا میں
ہاتھ بڑھ کر سے چلوں یا آپ خود چلیں گی؟"

وہ خود ہی راستہ بدل کر عملی کی مرضی کے مطابق چلنے لگی۔ غلہ پت
ہی حفاظ انلاڑ میں چا دوں طرف دیکھا ہوا چل رہا تھا۔ ایک بار اس
نے ان کو گھسنے کا اشارہ کیا۔ وہ رگ گیا۔ بیٹا کانا لگا کرتے ہوئے بلا
بلکہ لوگ آ رہے ہیں؟"

وہ فوراً ہی جھک کر سب کے کھال میں گیا چھڑ زمین سے
کان لگا کر سننے لگا۔ چند منٹ کے بعد اٹھ کر بولا "وہ لوگ ادھر
ہی آ رہے ہیں۔ نعلوں میں جا رہا ہے پانچ سے زیادہ نہیں ہیں؟"
رسوتی نے پوچھا "وہ کتنی دور ہوں گے؟"

"تقریباً پانچ سو یا چھ سو گز کے فاصلے پر۔"
یہ سنتے ہی وہ چپیتے ہوئے ادھر چھلنے لگی۔ بچاؤ کے پہاڑ
میں رسوتی ہوں۔ میں وہی ہوں جسے تم تلاش کر رہے ہو؟
وہ چپیتے جا رہی تھی۔ عملی نے ان کو بے بسی سے دیکھا وہ

لگے جا کر اسے پوچھا تھا تمہارا منہ فائدہ نہ ہوتا آواز دشمنوں
پہنچ چکی تھی۔ رسوتی کو خوف تھا کہ عملی پیسے سے آکر بیکر کے
جھانکنے کے دوران پلٹ کر دیکھتی جا رہی تھی۔ چپیتے وہ چھپ
کھڑا ہوا نظر آؤ ڈھری بار پلٹ کر دیکھنے پر دکھائی نہیں
گم ہو گیا تھا۔ یہ اور تو فزورہ کرنے والی بات تھی۔ وہ کسی طرف
بھی اچانک آکر بڑھ سکتا تھا۔ وہ پھر چپیتے ہوئے جھانکنے
کسی نے لگا کر کہا "بارٹ؟"

وہ ایک جھگے سے رگ گئی۔ ایک طرف سر گھما کر دیکھا
جو ان عورت فوجی انروال اور دی میں تھی۔ اس کے پیچھے
تھے عورت نے رسوتی کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا "تھیں کون
آخر عملی نے گہری کیا تھا اور کون بچا کر رہا ہے؟ تم خوفزدہ
"ہاں عملی تیرے کہیں چھپا ہوا ہے۔ وہ ہی وقت بھی مجھے
جاننے لگا کیا تمہارے آدمی مجھے اس سے بچا سکتے ہیں؟"

"ادام! ہم سب آپ کے خادم ہیں۔ سیرا سٹرنے کا لازم
ہم آپ کو صحیح سلامت یہاں سے لے جانے آئے ہیں؟
دوسرے نے کہا: "آپ فکر کریں۔ عملی تیرا دھرا کرتا
زندہ نہیں جانے گا۔ اس جنگ میں اس کی موت لکھی ہوئی ہے۔
بات ختم ہوتے ہی ایک تیراں کے سینے میں آکر بیڑا
اس جنگ میں دوسرے کی موت پڑنے والا ایسا موت کی کوئی
پہنچ گیا اس کے گرتے ہی سب کے سب درختوں اور شہ
کے پیچھے جھانکنے لگے۔ جھانکنے جھانکنے ایک اور گرا پھر اٹھ رہا
وہ عورت اور باقی دو ماتحت مشاف درختوں کے پیچھے چپ
رسوتی کھل چکر کھڑی ہو گئی۔

عملی نے جان کارکن کی آواز اور پیسے میں کہا "ادام رسوتی
عملی جنھیں ماں کتا ہے۔ وہ تین نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ
گولی مار سکتا ہوں جو لوگ تمہارے محافظ ہونے کا دعویٰ کرتے
اس سے کہو تمہارا جینک کر تمہارے سامنے آجائیں۔ ان گولوں
تو تمہاری حفاظت کرنے کا دعویٰ غلط ہو جائے گا کیونکہ تم
نشانے ہو رہو؟"

مگر عملی اپنی آواز میں رسوتی کو مارنے کی دھمکی دیتا تھا
کبھی یقین نہ کرتے۔ جان کارکن سے وہ صحیح تھی کہ وہ گولی مارنے
رسوتی سم کر بولی "اسے اہم تینوں کیوں چھپ گئے ہو؟ کیا اس
حفاظت کی حالت ہے؟ بلکہ تمہارا جینک کر تمہارے سامنے آؤ؟"
اس فوجی عورت نے کہا "ادام! آپ عملی کے پاس ہاں
اس طرح جان کارکن آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں
رہوں گی جان کو کھانے لگانے کے بعد عملی سے جانتی ہوں
عملی نے اس درخت کے پاس ایک دم چھپ کر اس کے

پہنچا اور اس فوجی عورت ہو یہی اور ایک سلامتی اسی میں ہے کہ
میں فوراً جنھیں گولی مار دوں؟"
اس نے کئی سیڑھی کی ایسی اچھل کر رسوتی کے پیچھے ہو گئی سم
کر بولی "مجھے نہ مارو میں تمہارے کام آؤں گی؟"
"پہنچے تھینے سے موت نہیں لٹے گی۔ میں دونوں گولی مار دوں گی؟"
"کیا کچھ ہانک کرنے کے لیے اپنی ماں کو گولی مارو گے؟ نہیں
جھوٹ بول رہے ہو؟"

عملی نے کہا "اما! یہ عورت دوسری بار آپ کو میری ماں کہہ رہی
ہے۔ دشمن ہمارے خون کے رشتے کو پانی کرنا چاہتے ہیں آپ بتائی
کو کچھ ہی کو شش کریں؟"
رسوتی نے ایسی کی طرف گھوم کر غصے سے پوچھا "تم باہر
مجھے اس کی ماں کیوں بنا رہی ہو؟ کیا ماں باں جانے سے یہ نصیب نہ
چھوڑے گا؟"

"اگر مجھے نہ لے لے اور زندہ رہنے مجھے تو میں حقیقت بیان
کر دوں گی؟"
"تم سچ بولو گی تو میں تمہیں سعادت کر دوں گا؟"
"مجھے یقین ہے تم فرادی طرح زبان کے پلے ہو گے؟"
رسوتی ناگاری سے بولی "میرے سامنے فراد کا نام نہ
ایسی نے کہا "فراد سے نفرت کرو گی تو حقیقت نہیں بدلے
گی۔ وہ تمہاری زندگی کا پہلا اور آخری مرد تھا۔ یہ عملی تیرا بھائی اور
اس کی جنت کی زندہ مثال ہے تم نے اس جوان کی پرورش اپنے
خون سے نواہا ہنگ کی پھر لے کر اپنا دودھ پلائی رہیں۔ سیرا سٹرنے
برین واٹنگ کے ذریعے ماں کو بیٹے کا دشمن بنا دیا ہے؟"

رسوتی نے کہا "یہ تم اپنی جان بچانے کے لیے کہہ رہی ہو؟"
وہ بولی "جب جان جانے کا یقین ہو جائے تو انسان سچ بولتا
ہے۔ ادام! میں تم کھا کر کتنی ہوں تم عملی تمہاری حقیقتی ماں ہو تم نے
اسے ختم دیا ہے؟"

رسوتی نے بیزار سی سے ہنسنے پھر لید عملی نے ایسی سے کہا۔
"اما کو ابھی یقین نہیں آئے گا۔ وقت برباد نہ کرو۔ یہ بتاؤ تم کس کی سہ
سے آ رہی ہو؟"

"وہ بے شک باہر ہاں کی سہ ہے۔ سب مل دھماکوں کی آواز میں
سننے کے بعد بے شمار فوجی جوان آواز کی سمت گئے ہیں؟"
عملی نے پوچھا "وہ کتنیوں کے ذریعے گئے ہوں گے؟ دھما
والی جگہ یہاں سے کئی میل دو ہے۔ تم کہاں کیا کر رہی تھیں؟"
"ہمارے جیسے کتنے ہی فوجی چار یا چھ گولیاں میں تھیں اور
اما دام کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں؟"
وہ ساحل کی سمت چلتے ہوئے آہن کر رہے تھے۔ وہاں پہنچ

پہنچا اور اس فوجی عورت ہو یہی اور ایک سلامتی اسی میں ہے کہ
میں فوراً جنھیں گولی مار دوں؟"
اس نے کئی سیڑھی کی ایسی اچھل کر رسوتی کے پیچھے ہو گئی سم
کر بولی "مجھے نہ مارو میں تمہارے کام آؤں گی؟"
"پہنچے تھینے سے موت نہیں لٹے گی۔ میں دونوں گولی مار دوں گی؟"
"کیا کچھ ہانک کرنے کے لیے اپنی ماں کو گولی مارو گے؟ نہیں
جھوٹ بول رہے ہو؟"

عملی نے کہا "اما! یہ عورت دوسری بار آپ کو میری ماں کہہ رہی
ہے۔ دشمن ہمارے خون کے رشتے کو پانی کرنا چاہتے ہیں آپ بتائی
کو کچھ ہی کو شش کریں؟"
رسوتی نے ایسی کی طرف گھوم کر غصے سے پوچھا "تم باہر
مجھے اس کی ماں کیوں بنا رہی ہو؟ کیا ماں باں جانے سے یہ نصیب نہ
چھوڑے گا؟"

"اگر مجھے نہ لے لے اور زندہ رہنے مجھے تو میں حقیقت بیان
کر دوں گی؟"
"تم سچ بولو گی تو میں تمہیں سعادت کر دوں گا؟"
"مجھے یقین ہے تم فرادی طرح زبان کے پلے ہو گے؟"
رسوتی ناگاری سے بولی "میرے سامنے فراد کا نام نہ
ایسی نے کہا "فراد سے نفرت کرو گی تو حقیقت نہیں بدلے
گی۔ وہ تمہاری زندگی کا پہلا اور آخری مرد تھا۔ یہ عملی تیرا بھائی اور
اس کی جنت کی زندہ مثال ہے تم نے اس جوان کی پرورش اپنے
خون سے نواہا ہنگ کی پھر لے کر اپنا دودھ پلائی رہیں۔ سیرا سٹرنے
برین واٹنگ کے ذریعے ماں کو بیٹے کا دشمن بنا دیا ہے؟"

رسوتی نے کہا "یہ تم اپنی جان بچانے کے لیے کہہ رہی ہو؟"
وہ بولی "جب جان جانے کا یقین ہو جائے تو انسان سچ بولتا
ہے۔ ادام! میں تم کھا کر کتنی ہوں تم عملی تمہاری حقیقتی ماں ہو تم نے
اسے ختم دیا ہے؟"

رسوتی نے بیزار سی سے ہنسنے پھر لید عملی نے ایسی سے کہا۔
"اما کو ابھی یقین نہیں آئے گا۔ وقت برباد نہ کرو۔ یہ بتاؤ تم کس کی سہ
سے آ رہی ہو؟"

"وہ بے شک باہر ہاں کی سہ ہے۔ سب مل دھماکوں کی آواز میں
سننے کے بعد بے شمار فوجی جوان آواز کی سمت گئے ہیں؟"
عملی نے پوچھا "وہ کتنیوں کے ذریعے گئے ہوں گے؟ دھما
والی جگہ یہاں سے کئی میل دو ہے۔ تم کہاں کیا کر رہی تھیں؟"
"ہمارے جیسے کتنے ہی فوجی چار یا چھ گولیاں میں تھیں اور
اما دام کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں؟"
وہ ساحل کی سمت چلتے ہوئے آہن کر رہے تھے۔ وہاں پہنچ

جہم دیا ہے بلکہ آپ کو دودھ بھی پلایا ہے۔

رسوئی سن رہی تھی اور پریشان ہو کر سوچتی ہوئی نظروں سے علی تو روک دیکھ رہی تھی سلتے غرے بعد وہ پیلے بار سوچنے پر مجبور ہوئی تھی کہ پھر اس طرح با محنت موت کو سامنے دیکھ کر یہی ایک بات کیوں کہتا ہے کہ میں ہندوؤں کے مسلمان ہوں اور ذلیلی ماں ہوں۔ وہ بھاگ کر آنے والا فرجی جوان چھتیار چھیک پکا تھا۔ گھٹے ٹیک رہا تھا۔ وہ بولی کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ پھر با سطر جیسا دوست میرا دشمن ہے یا کیا وہ ہے جو اتنی بڑی فوج کو میرے لیے آگ اور بارود میں جوڑنا رہا ہے؟

”آپ کے پاس ٹیکل پیٹری کی طاقت ہے۔ وہ خود غرضی آپ کی طاقت اپنے کام میں لانے کے لیے آپ کے بیٹے کو آپ ہی کے ہاتھوں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔“

”میں تم موت کے ڈرے جھوٹ بول رہا ہوں؟“

اسے یقین نہیں آ رہا تھا لیکن اندر سے کسی حد تک قابل ہونے لگی تھی۔ پھیلاؤ لٹنے والے جوان نے کہا میں جھوٹ نہیں بولوں گا کیونکہ میں فرجی ایک نڈھال تھا چکا ہوں۔ میری گلی گانے آج سے دن برس پہلے اپنے عاشقی سے شادی کی خاطر میرے باپ کو قتل کر لیا۔ وہ مجھے بھی قتل کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے ماں کے مہر مرنے کا خیال نہیں کیا اسے گولی مار دی۔“

وہ ایک ذرا توقف سے بولا: ”آخر میں ہے تمہارے بیٹے علی پر نام ہے اسے ہلاک کرنے کے لیے پھر با سطر کی فوج لگا دی۔ مگر یہ شخصیں دل کی دھڑکنوں سے لگائے دشمنوں سے دوسرے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔“

رسوئی کو اس دلیل سے بھی متاثر کیا مگر وہ غصے سے بولی۔ ”تم ذلیل اور کینے ہو۔ کیا مجھے اپنی ماں کی طرف سے ہو کر کسی عاشق کے لیے شوہر کو قتل کرنا چاہی ہوں اور میرے شوہر کو مارنا چاہتی ہوں؟“

ہوں کہ تمام گزریاں تمہا ہو چکی ہیں مگر ٹھہرے نظر تو وہ ہیں ہمارے لیے دو گھوڑے لے آؤ۔“

وہ ہتھیار اٹھا کر بولا: ”اس پہاڑی کے دامن میں ایک غار ہے اس غار میں ایک فلائنگ مشین ہے۔ اس میں دو فائرنگ ساز رکھتے ہیں۔ یہ فلائنگ مشین دراصل ایک فلائنگ ایسٹال ہے۔ اس سٹنٹ ڈاکٹر کے ساتھ ہمارے کیمپ سے دوسرے کیمپوں کی طرف پرواز کی گئی تھی۔ جہاں پہلی امداد کی ضرورت ہوتی تھی وہاں پہنچ جاتی تھی۔“

”میں فلائنگ مشین پر دیکھ کر دشمنوں کے تھکے کا پٹر تھکا تب کریں گے۔ ویسے بھی اس کیمپ کے فوجی یہاں پہنچنے والے نہیں تھے۔ ہمیں فوراً یہاں سے جانے کے لیے فلائنگ مشین کا استعمال کرنا پڑا۔“

زباہان کے لیے کھانے کا کچھ سامان لے آیا علی مشین کو جلاوا ہوا غار سے باہر لایا۔ اپنی ماں کو ساتھ جٹایا پھر زباہان کا ٹکڑا ادا کرتے ہوئے وہاں سے پرواز شروع کی۔ رسوئی کھانے میں مصروف تھی ایسے ہی وقت ماس روک لی پھر علی کو دیکھا۔ علی نے کہا: ”ڈیڑ گھنٹہ آپ سے رابطہ قائم کرنے کے لیے بے یقین ہیں۔“

وہ پھر سانس لی گئی۔ تمہاری دیر بعد فلائنگ کے ڈرائیور سے اٹارہ موصول ہونے لگا۔ علی نے کہا: ”آج اس میں سے آؤ۔“

”اس کا مطلب ہے اب تمہاری شہادت آگئی ہے۔“ اس نے جواب نہیں دیا۔ وہ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ فلائنگ مشین کی طاقت کیوں ہے۔ اس کا تھک گیا ہوا بول: ”موت جو اب کیوں نہیں آتی؟“

مشین کا سفر خطرناک ہے۔ اسے چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا۔ وہ ایک مخالف فوجی کو زیر کرنا آ رہا تھا۔ کبھی مخالف زیر ہو سکتے تھے اور وہ مخالف اسی امید کے ساتھ دشمن کے جنگی ٹینک منگ لیا ہے۔“

پیرس کا باں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اب اس سے باں کا عہدہ چھین لیا جائے گا۔ مالک میں نے کہا تھا تم آئی سٹال میں کام رہے ہو۔ تمہیں کہا گیا تھا پارک کو دوست بناؤ مگر تم نے اسے دشمن بنا لیا۔“

باں نے جواب دیا: ”تمہارا اسکل کو باگرم مزاج رکھتے ہیں۔ پارک کو دوست بنا چکا تھا مگر پارک نے اسے چیلنج کر کے کام لگا دیا۔“

”میں سٹر پاس اچال گا کہ اسے کہتے ہیں، جو دھوکے سے بھی فریب میں نہ آتے۔ سونیا تو بہت بڑی چیز تھی تم میڈونا سے بھی دھوکا کھائے۔ ہمیں سے تمہارا سامنا ہوا تھا تم اس کی اصلاحات معلوم کرنے کے بھانے اس کے حسن و شباب کو دیکھ کر لپکا گئے۔ تمہاری عیاشی اور زلیخا کا کردہنی کے باعث وہ میں بیٹھی جاننے والی ہے۔ ہاتھ سے نکل گئی اور پارک کے پاس پہنچ گئی۔ اب بتاؤ تمہیں باں کے عہدے سے ہٹا دیوں نہ چاہتے؟“

”مالک بھی ایسا پھیلے سات برس سے تمہارے ملک کے لیے کام کر رہا ہوں۔ ہم چند عداوت انجام دیتا رہا ہوں۔“

ہوٹوں کیوں اور فریج گا ہوں میں گھومتی پھرتی ہے۔ یاد رکھو اگر تم ناکام رہے تو جوش گھٹے بعد بحیرہ راسن کو وہاں کا باں بنا دیا جائے گا۔ دشمن آگ۔“

مالک میں کے نائب نے ڈرائیور آف کر دیا۔ وہ نائب پیش مالک میں کن کر تمام ملکوں کے باں سے اہم معاملات پر گفتگو کرتا تھا کیونکہ مالک میں کی بیٹی جاننے والوں کے خوف سے کسی کو اپنی آواز نہیں سنا آتا تھا۔ اس کی طرف سے دشمنی کر باں پریشان ہو گیا تھا۔ کوئی بھی اونچے عہدے سے نیچے کرنا نہیں چاہتا۔ پورے فرانس میں اس کی ٹھکر کا بد معاش ایک بحیرہ راسن ہی تھا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو مالک میں اسے کئی دشمنی نہ دیتا۔

میڈونا بڑی دیر سے اس کے دماغ میں رہ رہ کر مالک میں سے ہونے والی گفتگو سنتی رہی تھی اور اب اس کی بے یقینی اور پریشانی کو دیکھ رہی تھی اس نے باں کی سوچ میں کہا: ”صرف ایک بحیرہ راسن میری ٹھکر کا بندہ ہے۔ اگر میں پورے مینڈوں میں میڈونا کو حاصل کروں اور بحیرہ راسن کو بھی کسی طرح منھ کانے لگا دیتے کہ کوشش کروں تو کسی ایک تصدق میں ضرور کامیابی ہوگی مجھے بحیرہ راسن کو موجودہ منھ کانے کے متعلق بھی معلوم کرنا چاہیے۔“

باں نے قائل ہو کر اپنے ایک خاص ماتحت کو بلا دیا پھر اس سے بحیرہ راسن کے متعلق سوالات کیے اس نے اس کا پتہ اور ڈون نمبر بتلایا۔ باں نے دیکھ کر ہتھیار ڈال دیے۔ دوسری طرف رابطہ قائم ہونے پر بحیرہ راسن نے پوچھا: ”ڈیڑ گھنٹہ میں کون ہوں؟“

اس نے کہا: ”تمہارے بحیرہ راسن کو چاہئے میں اس کا پتہ ہوں، اس سے بات کراؤ۔“

”تمہیں بھی پتا ہونا چاہیے کہ بحیرہ راسن سے بات نہیں کرتا اس کی طرف سے یہ فائدہ ہو جو ہے جو یہ فائدہ دو گے بحیرہ راسن جانے گا۔“

”میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ میں بیٹھی جاننے والی میڈونا کے متعلق کیا جانتا ہے؟“

”وہ بہت کچھ جانتا ہے۔ اپنی معلومات کے مطابق جوش گھٹے کے اندر میڈونا کو مالک میں کے ملک میں ڈرائیور کرنے کا۔“

107

وہی وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اپنے تمام چھوٹے بڑے ذرائع استعمال کر کے بھی وہ پارک سے نہیں بھگا سکا گا۔ اس نوجوان کی ذاتی خصوصیتیں ایک طرف تھیں۔ دوسری طرف بابا صاحب کا ادارہ تھا۔ فرانس کی حکومت تھی۔ ہائے کنفی، ہائے منصفیہ، آئینہیں اس کی نگرانی اور ضمانت کرتی تھیں۔ ایسے میں میڈونا کا اس سے چین کر لے آنا بچوں کا کھیل تھا نہ بڑوں کا۔ اس کے باوجود یہ فکر تھی کہ میں یہی کر سکتا ہوں کہ میں کامیاب نہ ہو جائے۔

وہ شہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ میڈونا کے داغ نکلے کر جبری کے اس ماتحت کے پاس کئی تھی جو اس سے لون پر بائیں کر چکا تھا۔ بائیں نکلے اور سوچنے کے دوران فون کے بائیں آکر بیٹھا۔ اسے ایک آئیٹھ چال سوچ رہی تھی۔ اگر وہ پارک کو جبری کے عزائم سے آگاہ کر دے تو وہ بھی میڈونا کو حاصل نہیں کرے گا۔ پارک اس کے بارہ بجائے گا۔

اس نے ریسورڈر آٹھا کہ خبر ڈال کیے۔ رابطہ قائم ہونے پر کسی نے پوچھا "فرمائے"

"میں بائیں ہوں پارک سے بات کرنا چاہتا ہوں"

"مسٹر پارک کا موجودہ فون نمبر کسی کو بتایا نہیں جاتا تم ریسورڈر رکھ دو وہ خود تم سے رابطہ قائم کرے گا"

اس نے ریسورڈر کو جواز پارک نے جگہ بدل دی ہے۔ میڈونا کے ساتھ کسی ایسے جگہ میں رہتا ہے جس کا فون نمبر کسی کو بتایا نہیں جاتا ایک منٹ کے بعد ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسورڈر اٹھا یا پھر پارک کی آواز سن کر بولا "یہ تم نے اچھا کیا جو جگہ بدل دی آجھی میں نے کاغذ میں فون کیا تھا"

پارک نے کہا "کام کی بات کرو"

"میں تمہیں ایک سائنس سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں تم جبری رائیں کو جانتے ہو گے؟"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جبری یہاں کا بائیں نکلے کے لیے جو بیٹھے کے اندر میڈونا کو اٹھا کر لے والا ہے"

"کمال ہے! میں یہ اطلاع دے کر تمہیں چوں کا ناما جانتا تھا"

"بالیوں کیوں ہوتے ہو تم جھے ایک خطرے سے آگاہ کرنے آئے تھے اس کے بدلے میں تمہیں جبری تک پہنچا دوں گا۔ جاؤ اور آئے تم کو دور اور اپنے مہم سے سے گر پڑو گے"

پارک نے اسے جبری کا پتا بتا کر ریسورڈر رکھ دیا کہ روٹ ہلا کر میڈونا کے پاس آ گیا۔ وہ مسکرا کر بولی "تمہارے پاس ہوں گا پرواز کروں؟"

پارک نے اس پر جھجکا کہ ہونوں سے سرگوشی کی پھر کہا پٹیلے جال بچھا کر تو؟

وہ محنت کی آغوش میں رہی اور خیال خونی کی پرواز کرتی ہوئی جبری رائیں کے دماغ میں پہنچ گئی۔ جبری بائیں کا مہمہ حاصل کرنے کی کوشش برسوں سے کر رہا تھا اور اس کے لیے ایسے انتظامات کرتا رہا تھا کہ اپنے ماتحتوں سے سائنس نہ ہو سکوں اس کی آواز نہ سن سکے اس کا حکم چھٹا رہے اور سارے مجرمان کام ہوتے رہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کوئی آواز نہ سنے کوئی ایک خاص ماتحت فرار دار اور ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک خاص ماتحت کے ذریعے میڈونا کے دماغ میں جگہ بنائی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا۔ دنیا میں سب سے طاقتور ہتھیار دولت ہے۔ اس سے صرف غریب ہی نہیں اس میں آرمی بھی خریدے جاسکتے ہیں۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو بھی ڈال دیا ہونے کے ذریعے محکوم بنایا جاتا ہے۔ فرار دانے اپنی زندگی میں حکومتی فرانس کو نہیں بیٹھی کے ذریعے خرید لیا تھا۔ یہاں کے اعلیٰ افسران اس کے راز دار اور فوادار تھے مکروہ دور گزار چکے۔ میں نے ایسے ہی ایک اعلیٰ افسر کو خرید لیا ہے۔ کیونکہ ایسے چند افسروں کو ڈاکو کی ٹیم بیٹھی ہے خطرے میں ہے۔ وہ سیدھا سادہ آدمی بڑی محدود خیال خونی کرتا ہے۔ بہر حال جو افسر جبری بھی میں نے اس نے جھے میڈونا اور پارک کا موجودہ ٹھکانا بتایا ہے۔ آجندہ بھی اس کے بہتری معلومات حاصل ہوتی رہیں گی۔

میڈونا یہ سنتے ہی دماغی طور پر پارک کی آغوش میں حاضر ہو گیا اسے بتایا تم آج جگہ میں محفوظ نہیں ہیں۔ ایک غدار افسر نے جبری کو یہاں کا پتا بتا دیا ہے۔ اس کے آدمی دور ہی دور سے اس جگہ نگرانی کر رہے ہیں اور جبری تک رپورٹ پہنچا رہے ہیں کہ نظر اب یہاں ہمارا کوئی دستخ گارڈ نہیں ہے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہمارے ایسے طرح کی احتیالی تہذیب کی کئی ہیں"

پارک نے کہا "اس غدار افسر نے خفیہ احتیالی انتظامات کے متعلق جبری کو بتایا جو تم اس افسر کے دماغ میں جاؤ لیکن ابھی اس سے بچھو دانا۔ ورنہ جبری ہوشیار ہو جائے گا"

"مجھے اس افسر کی آواز سناؤ"

پارک نے ریسورڈر آٹھا کہ خبر ڈال کیے پھر ایک افسر سے پوچھا کیا ہمارے جگہ کے آس پاس مشکوک افراد ہیں؟

"جی نہیں۔ لیکن افراد آپ کے سامنے والے جگہ پر ڈسٹر کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ مزور ہیں تاہم میں اپنے جگہ سے ان پر نظر رکھ رہا ہوں"

پارک نے اس غدار افسر کے متعلق پوچھا کہ یہ مسٹر بھولا ہیں؟

"جی نہیں۔ پندرہ منٹ بعد فریڈی بولے گی۔ میں جاؤں گا تو وہ میری جگہ آئیں گے"

مسٹر بھولا سے کہو۔ میڈونا جگہ جبریوں کی فرمائش کر رہی ہے۔ وہ یہی میڈونا سے فون پر بات کر کے پھر یہاں ٹیوٹی برا تفت وہ چیز ہی ساتھ لے آئے"

جی بہت اچھا! فریڈی دینے والے افسر نے پارک سے رابطہ نہ کیا۔ پھر بھولا کے خبر ڈال کیے۔ میڈونا اس کے پاس موجود تھی، رابطہ قائم ہونے پر اسے بھولا کی آواز سنائی دی۔ جب اسے بتایا گیا کہ میڈونا کی فرمائش کر رہا ہے اور اسے فون پر ابھی اس سے بات کرنا چاہیے تو وہ گھبرا گیا۔ اس کے دل میں چور تھا۔ وہ چور کبہرا تھا میڈونا سے بات ہوئی وہ دماغ میں پہنچے گی تو اس کی غدار کی چچی نہیں ہسکتا۔ بھولانے کہا "میں ابھی میڈونا سے بات کروں گا"

اس نے ریسورڈر رکھ دیا۔ پارک اسے پارک کے جگہ کا فون نمبر ڈال کر کے میڈونا سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن وہ سہا ہوسا نہیں کر دیا۔ پھر ہاتھ وہ ٹیوٹیوں کی ٹیم بیٹھی جلتے والی کو اس کے چور اور بے ایمان خیالات تک پہنچانے کا یہ بات بیٹھی تھی اور اس بات کا بھی یقین تھا کہ اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ فون پر بات نہ کرنے کا کوئی بہانہ نہیں کر سکتا تھا۔ پھر جبری تیزی سے کوئی ہتھیار سونچ رہا تھا۔ کیا میں ابھی وزارت سے استعفا دے دوں، اس فرط میں ابھی فون کرنے سے بچ جاؤں گا۔ وزارت جاتی ہے تو جگہ جان توڑی رہے گی۔ جبری نے جھے بیٹھی دولت دی ہے اس سے میری اولاد کی اولاد پیش کرتی رہے گی"

پھر اس نے سوچا۔ اہا ہا استعفا دینے سے منظور نہیں ہوگا ابھی بڑی بڑی ہٹو پور کرنا ہوگی۔ اس کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ میں بیار پڑ جاؤں"

اس نے بیٹھ پکڑ کر جھینٹے ہوئے اپنے ملازم کو آواز دی۔ ملازم دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا "ڈاکو کو ہلاؤ۔ میرے پیٹ میں بہت تکلیف ہے"

ملازم نے ریسورڈر آٹھا کہ کوئی ڈاکو فون کیا اسے صاحب کی حالت تیار کر دی آئے گی تاہم۔ صاحب نے ملازم سے کہا۔ "اب میرے سینئر افسر کو فون کر کے بتاؤ میری کیا حالت ہے اور میں ڈیڑھ گھنٹہ میں ہر سکوں گا"

میڈونا نے پارک کو یقین بتائیں۔ اس نے کہا "تمہارے دماغ میں یہ ہو رہا ہے ایسا ڈرا کر کے کے بعد جبری سے رابطہ قائم کرے گا۔ بھولا وہ کیا بھولتی رہتا ہے؟"

وہ پھر اس کے پاس گئی۔ پارک کا خیال ڈرت نکلو۔ غدار افسر بھولا نے فریڈی کے بعد جبری سے فون پر کہا "میں تمہاری مدد کے سمیت میں بھولا ہوں۔ ابھی میں نے نیار کی کہا ہمارا کہہ کر جان بچائی ہے" جبری نے پوچھا "آخر بات کیا ہے؟"

وہ بتانے لگا۔ میڈونا کی کچھ فرمائش سننے کے لیے اس سے فون پر بات کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ دماغ میں آجاتا اور اس کے چور خیالات پڑھتی تھی پھر اسے بھی مار ڈالتی اور جبری کو بھی بچ کر جانے کا راستہ نہ ملتا۔

جبری نے کہا "میں بھولا کی اس سے پہلے کہ وہ تھکے مبالغ میں بیٹھے بھلا سے اٹھا کر لیتا جاویں گے تم نے میرا ساتھ دیا ہے۔ ایسے وقت میں تمہارا ساتھ دوں گا اسے تمہارے دماغ میں بیٹھے گا موقع نہیں دوں گا صرف آدھا کھٹا انتھار کر رہے ہیں ایسا چکر چلا رہا ہوں کہ اس کی خیال خونی دھری کی دھری جاتا ہے؟"

میڈونا نے جبری کے بائیں بیچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ اس وقت وہ اپنے خاص ماتحت کے سر رہا تھا۔ مسٹر بھولا کو منڈا منٹ کے امداد سناں چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر وہ زندہ ہے تو خیال خونی کرنے والی میرے دماغ میں آجاتے گی۔ فرار دانے ٹھکانے لگاؤ۔ خاص ماتحت نے ایک خطرناک قاتل سے رابطہ قائم کیا۔ اسے حکم دیا۔ مسٹر بھولا کو ہر حال میں پندرہ میں منٹ کے اندر ختم کر دو کام ہوئے پھر میں منڈا مٹا کر قتل کر جائے گی"

کرانے کے قاتل نے کہا "وہ بہت بڑا پولیس افسر ہے۔ اسے قتل کرنا آسان نہیں ہوگا۔ بڑی مشکلات پیش آئیں گی۔ میں بیچیں ہزار ڈالوں گا"

"جو اس کر کے وقت ضائع نہ کرو۔ میں کہہ چکا ہوں تمہیں منڈا مٹا کر قتل کر جائے گی"

میڈونا تھوڑی دیر تک اس قاتل کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ بہت شاک تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ ایک نامی پولیس افسر کے گھر میں گھس کر اسے قتل کیا جا سکے گا۔ یا تو اسے کسی بہانے پر ہٹا دیا جائے یا کوئی نہیں بدل کر اس کے گھر میں داخل ہوا جائے۔ آخر اس نے سوچ لیا کہ اسے کیا کرنا ہے؟ میڈونا نے بھولا کے پاس آ کر اسے مخاطب کیا۔ پہلے تو وہ جھینٹیں پایا مگر کم سوچنے لگا۔ کیا یہ میرے دماغ میں کسی عورت کی آواز آ رہی ہے اور وہ میرا نام بھی لے رہی ہے؟

وہ بولی "ہاں میں تمہارا نام لے رہی ہوں بہت دیر سے انتظار کر رہی ہوں کہ تم ہاں کو فون کر گے اور میں وہ فون آئینڈ کروں گی۔ تمہاری آواز سنوں گی۔ تمہارا بھلا یاد کروں گی۔ پھر تمہارے دماغ میں آکر تمہارے چور خیالات پڑھوں گی۔ کیا تم اپنے خیالات پڑھتے دو گے؟"

وہ پریشان ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ دونوں باتوں سے سرخام کر بولا "یہ میرے دماغ میں کسی باتیں آ رہی ہیں کیا کچھ چرچا ہو رہا ہے؟"

میڈو تانے اس کے داغ کو ایک جھکا پٹنچایا۔ وہ ملکیت سے جینے مارتے ہوئے پیچھے گیا۔ سونے سے مڑا یا پھر اس پر گڑھا لیا۔ وہ جس کے جھٹکے سے داغ کو کھد ہاتھا۔ اسے تین ہونگیا تھا کہ میڈو تانے پٹنچائی ہے۔

وہ بول رہی تھی۔ ابھی جھکا پٹنچایا ہے۔ جب زلزلہ پیدا ہوگا تو تمہاری داغی حالت کیا ہوگی؟

"مجھے معاف کرو۔ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔"

"اتنی جلدی معافی مانگ رہے ہو۔ ابھی تو میں نے تمہارے چہرہ خیالات میں نہیں پڑے۔"

"پڑو۔ پڑو۔ میرا داغ ماحضر ہے۔ اس لمحے سے میں تمہارا غلام ہوا ہوں۔ تمہارا دوا دار ہوں۔ تمہارا لائق ہوں۔"

"ایسا نہ کہو۔ بلکہ یوں سوچو کہ میں تمہاری کٹیگی سے بے خبر ہوں۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ تم نے ایک دشمن کو ہمارے نئے خفیہ بیگ میں پٹنچایا ہے۔ وہ دشمن پارس کو قتل کیسے مجھے زبردستی اٹھا لے گیا ہے۔ اس کا پیالہ کے بعد وہ سال کا بائیں کیا ہے۔ پھر تم کس کے غلام ہو گئے کس کے گتے ہو گئے؟"

"مجھے معاف کرو۔"

"ریکارڈنگی کوئی طرح ایک ہی بات پر اٹھے ہوئے ہو کہ مجھے معاف کرو دیکھیں کس سے معافی مانگ رہے ہو میڈو تانے تو ابھی پھر ہے پارس کا قتل ہو چکا ہے۔"

"خدا پارس کو بڑی زندگی دے رہا ہے۔ تمہیں کوئی اتنا کر کے کی بولت نہیں کہے گا۔ میں آ رہا ہوں۔ تمہارے دروازے کے سامنے محال ہوں کہ گڑھا ہو جاؤں گا۔ اتنا کر کے دوائے آئیں گے تو انہیں سترم میں پٹنچا دوں گا۔"

"تم ہماری نہیں اپنی فکر کرو۔ جبری نہیں چاہتا کہ تم زندہ رہو اور میں تمہارے داغ میں مگر اپنے غایت معصوموں کو چڑھوں۔ اس سے پہلے وہ تمہارے داغ کو پیشہ کے لیے سلاہ بنا چاہتا ہے۔"

"نہیں، وہ ایسا نہیں کر سکتا۔"

"اکی اس لیے نہیں کہے گا کہ تم اس کے گتے جو کئی نام میں پٹتے کرنا پلٹ کر ایک کو کھانا چاہے تو اسے گولی مادی جاتی ہے۔ اگر یہ حقیقت نہیں جانتے تو جبری سے خون پر پڑو۔"

"آس نے یہ سیدو اتنا کر نہ ڈال کیسے پھر رابطہ قائم ہوتی پڑھا۔ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تاکہ میڈو تانے میرے داغ کے ذریعے تمہارے داغ تک نہ پہنچ سکے۔"

"ہاں، میرے لیے خطہ پیدا ہو گیا ہے۔ تمہیں مر جانا چاہیے انہوں کی تم پناہ مانگتے میڈو تانے اور پارس کے پاس نہیں جاسکتے۔ وہ بھی تمہیں موت کی سزا دیں گے۔ میرے حساب سے چندہ منٹ

گزر چکے ہیں۔ اب تک قاتل کو تمہاری شہرت تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

"اسی وقت کال میں کی آواز سنائی دی۔ میڈو تانے کا نمونہ لیں کہ وہ موت دیکھ سے وہی ہے۔"

"اس کے ہاتھ سے رہ سیدو پھرت گیا۔ وہ دھڑکا ہوا لالچے پاں گیا۔ اس کی دراز میں سے ریو اور نکلا۔ اس کے پیچھے ایک پھر وہاں سے دھڑکا ہوا چمچے دروازے سے باہر آیا۔ وہ سویرا باقی اعلیٰ کے گیٹ پر سرخ سپاہی موجود تھے۔ پھر کون قاتل دراز تک کیسے پہنچ گیا؟"

"میڈو تانے کا۔ وہ تمہارے بڑے صاحب کاروں کی کر گیا ہے۔ اسی لیے تمہارے پاس ہوں نے اسے اعلیٰ میں داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔"

"وہ اپنے بیٹے کے پیچھے جتے سے چھپتا ہوا اگلے حصار کی طرف آیا۔ دروازے کے سامنے کوئی شخص ایک چہرے کی وردی میں کھڑا کال میں کے من کو بار ہاتھا۔ اس نے لٹکا کر کہا: ہاٹ دروزں ہاتھ اٹھا کر دیوار کے سامنے نونہر کے کھڑے ہو جاؤ کوئی چالاک دکھانا چاہو گے تو حرام موت مر گئے۔"

"قاتل نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دو رنگ نظریں دوڑائیں تاکہ لٹکانے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بڑی جبری سے ریو اور لٹکا کر اپنی جگہ سے چلا گیا۔ گتے ہوئے حصار کی دیوار کی سمت سے شروع کیا۔ اسے تین ہونگیا تھا کہ بات مکمل کی ہے۔ وہ گرتا ہوا گایا سے گولی مادی چلتی۔ ٹھیک اسی وقت بخور لے کر ڈالنا قاتل اچھل کر گرا پھر زمین پر ترپنے لگا۔ پیرا سے دوائے سپاہی دیکھ ہوئے آئے۔ ان کے پیچھے تک وہ خندا پڑ چکا تھا۔"

"میڈو تانے جبری کے پاس آ کر دیکھا۔ وہ اپنے بائیں کے اللہ ریو اور پھر چھپا ہوا ہاتھ پارس کو گولی مار کر میڈو تانے کے لیے جانا چاہتا تھا۔ وہ بولتے: خود چل کر آئے اس کے لیے گھر سے باہر نکلنا چاہیے۔ ٹوٹیں گئی۔"

"وہ پرتیبک کر ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ جھکی کوشش کرنا لگا۔ کیا یہ میری اپنی سوچ ہے؟ نہیں یہ سوچ کمرہ ہی ہے ٹوٹیں گئی کیا کیا وہ میرے داغ میں اٹھی ہے؟"

"وہ اشتہار کرنے لگا۔ اگر وہ اٹھی ہے تو پھر کچھ لوگے کی دلیل کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ داغ کے اندر نکلنا تھا۔ وہ ریو اور لٹکا چار ہاتھ۔ لہی ہی حالت میں ہاتھ جیب کے اندر رکھا تھا۔ اس نے جیب میں سے ہاتھ نکالنا چاہا مگر وہ نہیں نکلا۔ اس نے لٹکا لگایا۔ زور زور سے وہ نہ لگا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے پٹکر سے نکلنے کی کوشش کی۔ پھر گرج کر اپنے خاص ماتحت کو

دی۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ پھر ادب سے بولا: بس باس! اس نے پریشانی سے کہا: یہ ہاتھ نصیب سے نہیں نکل رہا ہے! اسے نکالو۔"

"ماتحت نے بیانی سے باس کو دیکھا۔ اگے بڑھ کر اس ہاتھ کو پکڑا۔ پھر اسے آہستگی اور سولت سے باہر نکال دیا۔ یہ شدید بیانی کی بات تھی۔ وہ بولا: زور لگا رہا تھا اور نام ہوتا رہا تھا۔ ماتحت کا ہاتھ گتے ہی وہ ہاتھ آسانی سے نکل گیا تھا۔ اس نے پوچھا: کیا بات ہے باس آپ پریشان ہیں؟"

"وہ جینے کر لولا۔ پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔ یہ ہاتھ میرے بس میں نہیں تھا۔"

"یہ کتے ہی اس نے تڑان کی زور دار آواز کے ساتھ ماتحت کو ٹھپو دیا۔ بے چارہ ماتحت تھا جو ابی تجھ میں مار سکتا تھا۔ اپنے پاس کی اس حرکت پر بولوں سے نکلنے کا جیسے پاگل کو تک رہا ہو۔"

"جبری دہشت زدہ ہو کر کچھ ہتھے ہوئے بولا: یہ... یہ میں پاگلوں جیسی کر رہا ہوں۔ حالانکہ پاگل نہیں ہوں۔ میڈو تانے میرے اندر پہنچ گیا ہے۔"

"ماتحت نے سم کرتا نیکو کی بے شک یہی بات ہے۔ آپ نے پہلے بھی مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھا یا تھا۔ ایک ایک ہو گا باس؟"

"جبری نے خالی خالی نظروں سے ایک جانب دیکھے ہوئے کہا: میڈو تانے مجھ سے بات کرو۔ میں تمہارا رستار ہوں۔ تم سے منے لڑی خواہش ہے۔ تمہاری آواز سن کر آدھی ملاقات ہو جائے گی۔ اڑی خواہش پوری ہو جائے گی۔"

"وہ چپ ہو گیا۔ انتظار کرنے لگا۔ ماتحت نے پوچھا: کیا بات ہو رہی ہے؟"

"نہیں کوئی جواب نہیں مل رہا۔ میرے داغ میں صحت میری ہی سوچ ہے۔"

"تو تمہو داغ میں نہیں ہے۔"

"کیا تم مجھے ہڈیاں پاگل ہوں اور میں نے پاگل پن میں تم پر ہاتھ اٹھا ہے؟"

"اس کا کوئی جواب دونوں کے پاس نہیں تھا۔ انٹر کالم کی آواز سن کر ماتحت نے اس کا ٹیڈن دیا۔ اعلیٰ کے گیٹ سے دربان نے کہا: کوئی صاحب ملنے آئے ہیں خود کو باس کہتے ہیں۔"

"ماتحت نے کہا: ہاتھ دوائے سے بات کرنا۔"

"پھر باس کی آواز سنائی دی۔ میں بول رہا ہوں۔ جبری سے کہو اور توں کی طرح مت نہ پھیلے۔ وہ ایسی بیٹھ گیا ہے۔ میں آؤں گا وہ باہر آئے گا۔"

"جبری نے پوچھا: باس کا عمدہ جینے تک اس کا سامنا

نہیں کرے گا لیکن وہ اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ بے اختیار باہر چلا آیا۔ اس کی جھکے کے سامنے میڈو تانے اور پارس بھی پہنچ گئے تھے۔ وہ کہ سے اڑ کر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دشمن کی طرف چلے گئے تھے ہاں نے جبری کو دیکھے ہیں ریو اور نکل کر کہا: میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ مگر زندہ چھوڑوں گا کہ یہ لوں ریو اور نکل کر رہا ہوں۔"

"وہ ریو اور نکل کر کہنے لگا: میڈو تانے کے داغ سے نکل کر جبری کے اندر پہنچی۔ اس نے بھی اپنا ریو اور نکل کر کہتے ہوئے کہا: بے شک ہمیں کسی ہتھیار سے مرے یا مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو یوں ہی مرنے والے ہیں۔"

"باس کی نظر پارک ہو گئی۔ وہ خوش ہو کر بولا: بس ٹھیک رہی ہے! میں آپ کے دشمن کو ہلاک کرنے آیا ہوں۔"

"اس نے میڈو تانے کو دیکھا پھر کہا: اوه کا ڈال سے میں نے تک با ایلن ٹاور کے پاس دیکھا تھا۔ میں سوچے بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ اپنے اندر رکھی ہتھیار کا بارود کرتی ہے۔"

"جب جبری کو معلوم ہو کر پارس کے ساتھ آنے والی میڈو تانے تو پیچھے وہ پھر اپنا پھر جلدی سے جھک کر ریو اور نکل کر پہنچی ہوئی گویا اٹھانے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا: اگر اس نے کئی کر دوں تو یہ خیال کوئی کے قابل نہیں رہے گی۔ میرے داغ میں نہیں آگے کہ میں اس بولا سے محفوظ رہوں گا۔ پھر دوسری گولی پارس کے سینے میں آ کر دوں گا۔"

"وہ نیچے سے ایک گولی اٹھا رہا تھا۔ پھر اسے جھیک کر دوسری کو اٹھا رہا تھا۔ پھر اس کی کھٹ میں اٹھانے سے سکر دیکھا میڈو تانے اسے گھور رہی تھی۔ وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ گڑا گڑا بولا: مجھے معاف کر دو۔ میں گولیاں سبیل رہا تھا۔ میرا مطلب ہے گولیاں بچانے ہیں۔"

"کئی کئی دینا چاہتا تھا۔ پھر کئی کئی بات کہنے ایک گولی ہاتھ میں نہیں رہتی ہے ایک گڑا جاتی ہے دوسری ہاتھ میں آجاتی ہے۔"

"باس نے کہا: اٹو کے پیچھے! یہ ہمارا میڈو تانے کا کال ہے۔ شکر کرو مٹر پارس کا تاشائی بنے ہوئے ہیں۔ ورنہ اب تک تم اٹھنے لگے نظر آتے۔"

"پارس نے کہا: میں نے معلوم کرنے آیا ہوں تم دونوں میں سے کون آئندہ باس بن کر رہنا چاہتا ہے؟"

"جبری نے کہا: میں۔"

"باس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: میں ہوں اور آئندہ بھی میں ہی رہوں گا۔"

"لیکن ماگسٹرن کی شرط ہے تو میں گھنٹے کے اندر میڈو تانے کو اٹھا کر لیا جائے۔ تم دونوں کتے خوش نصیب ہو۔ میڈو تانے سامنے پہنچ گئی ہے۔"

"دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کے

سامنے منزل تھی مگر وہ نہ لگی آخری منزل تھی وہاں تک پہنچے ہی مرنا ضروری تھا۔ دنیا کی کوئی طاقت انھیں بچا نہیں سکتی تھی۔ بچانے والا صرف خدا ہوتا ہے اور وہ اسی طرح جانتے تھے کہ خدا ان سے ناراض ہے۔

باس نے کہا: "ہم میڈو ناگو ہاتھ لگانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ میں ابھی ماسک میں سے لاپرواہی کروں گا اس سے مسات مانت کہ دونوں کا قیامت تک کوئی کسی کی یہ شرط پوری ہے اس کے پاس نہیں بن سکے گا۔"

جبری نے کہا: "میں بھی ماسک میں سے ہی کونوں گا۔"

اسی وقت ایک گاڑی تیزی سے آ کر لگی ایک جھلے سے دروازہ کھلا پھر وہ تدارا فرسچوڑا ہوا۔ جبری کو دیکھتے ہی ریلو اورنگال کر بولا: "ذلیل کیلئے ایم تری وہر سے تقدیرین کر لے گا ہا نہ گھاٹ کا۔ تو نے میڈو ناگی کیلئے ہمیں سے بچنے کے لیے مجھے ہلاک کرنا چاہا تھا۔ میں نے تیرے پیچھے ہرے قافل کو ختم کر دیا اب تیری لاش گرانے آیا ہوں۔"

وہ ہنسا نہ لے کر فائر کرنا چاہتا تھا پاس سامنے لگی۔ دیکھتے ہی ریلو اورنگال گرفت دھسی ڈرگٹی۔ پھر میڈو ناگ سامنے آئی۔ اس نے نظر پڑتے ہی وہ بو کھلا گیا ہاتھ سے ریلو اورنگال۔ فوراً ہی زمین پر گھٹنے ٹیک کر بولا: "مجھ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی کوئی کرنے دو میں جبری کو مار ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں کس نے روکا ہے؟"

"تمہیں دیکھتے ہی ریلو اورنگال پڑا۔ یقیناً یہ تمہاری بیٹی تھی کا کال ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کیا یہ تمہارے دامان میں بیٹھی ہوئی ہر ہشت کال ہے۔"

پارک نے کہا: "تم تین میڈو ناگ کے خلاف سازش کے لیے اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن مفاد کوئی ایک حاصل کرے گا۔ فیصلہ کرو تم میں سے کون خوش نصیب ہے جو مفاد حاصل کرنے کے لیے زندہ رہے گا اور باقی دو بد نصیب مرحلے کے اور اس کے ہاتھوں میں گئے جو زندہ رہنا چاہے گا۔"

وہ میڈو ناگ کہیں ہاتھ ڈال کر اطمینان سے چلتا ہوا اپنی کار کے پاس آیا۔ میڈو ناگ نہیں تھی بڑی تیزی سے تینوں کے خیالات باری باری پڑھ رہی تھی۔ ان میں سے دو پہلے ہی اپنے بلوڈ خالی کر چکے تھے صرف بھرا جا بھرا ہوا ریلو اورنگال ہی زمین پر پڑا ہوا تھا۔ وہ جس کے ہاتھ آ جا گا وہ زندہ رہتا باقی دو اس کے ہاتھوں میں جاتے۔

زیادہ سوچنا گویا خطرے کو دعوت دینا تھا۔ تینوں نے

بیک وقت ریلو اور پھر جھلانگ لگائی۔ پھر زمین پر اوندھے ہوا ایک دوسرے سے ریلو اور چھینے گئے۔ ایک انار تھا تین بیٹا رتہ وہ بھی اس کے اوپر کھینے کے ہاتھ تھا تھا۔ پھر ہاتھوں سے پڑا جاتا تھا۔ میڈو ناگ اور پارک کا میں بیٹھے تماشا دیکھتے تھے۔ پارک نے کہا: "کب تک یہ کھیل جاری رکھو گی۔ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ میڈو ناگ نے خیال خرابی چھوڑ دی۔ اسی وقت پارک نے کہا: "میں ریلو اور آجاتا تھا۔ اس نے بخور کو لگو کر مادی۔ جیمری ٹرینڈر کر اٹھا مگر پیچھے لڑا کھ گیا۔ جلدی سے سامنے ہوئے بولا: "لو لگاؤ پلا نا۔ میں تمہیں باس تسلیم کرتا ہوں۔ میں یہ شہر یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

"تم دو پھر پڑ کر کھیلے جاؤ۔"

باس نے اسے بھی گولی مادی پھر خوشی سے آپھیل کر کہا: "جیت گیا۔ اب میرے مقابلے پر کوئی نہیں ہے۔"

پارک نے کار اشارت کر کے آگے بڑھائی۔ پاس نے کہا: "لوگ جاؤں دوست ہوں۔ مجھے ساتھ لے چلو۔"

میڈو ناگ نے اس کے دامان میں کہا: "ہم اپنے ساتھ کیسا جائیں۔ تمہیں تو موت لے جا رہا ہے۔ دیکھو تمہارے ریلو اورنگال کدھر ہے۔"

اس نے دیکھا پھر خوف سے پیچھے پڑا۔ ریلو اورنگال اس کی ناک کی طرف تھی۔ اس نے جلدی سے آگے بٹایا۔ جیسے موت ہی مٹی ویسے ریلو اورنگال ہٹ رہا تھا اور مری پارک کی ناک میں پڑا آگئی۔ وہ کار کے پیچھے دوڑتے ہوئے بولا: "یہ انصاف نہیں ہے۔"

وہ وعدہ کیا تھا ایک آدمی زندہ رہے گا۔

"ہاں آدمی زندہ رہے گا مگر تم آدمی نہیں ہو پارک کہہ رہا ہے میں تمہیں جلدی ختم کروں۔ پیٹرو اورنگال دھاؤ۔"

وہ دوڑتے دوڑتے لگا گیا۔ پارک طرف دیکھتے ہوئے دنیا والوں سے کہنے لگا: "مجھے پیچھا ڈرو مگر عام قتل ہو رہا ہے۔ مجھے بچاؤ۔ یہ کیسی دنیا ہے ایک آدمی کو نہیں بچا سکتی وہ گا دیکھنا اور میرے ہاتھ سے ریلو اورنگال ختم ہو گا۔"

پھر لوگ فریادیں کر لاس کی مدد کو بٹھے اس نے جبے اختیار ان کی طرف فائر کیا۔ مدد کو آنے والے جھانگ گئے۔ اب وہ بال سمجھا جا رہا تھا۔ لوگ اس کے ریلو اورنگال کو دیکھ کر اُدھر دھڑکھڑا رہے تھے۔ آٹھ دوڑتا ہوا اٹھنا مار کر لفظ کے پاس پہنچا لفظ کے ذریعے اوپر گیا۔ اوپر آئی جا لیاں گئی ہوئی تھیں۔ کوئی وہاں سے پھلانگ لگا کر خوشی نہ کرے۔ اس نے ایک باج کے دروازے پر پکا کر تانے پر فائر کیا۔ ٹالا ٹوٹ گیا۔ وہ جا لیا۔ بالوں میں آ گیا۔ وہاں سے جیس شہر نظر ٹیک دکھائی دیتا تھا۔

اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا: "دیکھو میں باس ہوں۔ میں سہتا تھا باس کا عمدہ اٹھنا۔ سوچا تھا آج ہوتا ہے مگر آج میں اس کی بندی پر ہوں اور موت کی پستی میں گر رہا ہوں۔ دنیا کا کوئی عمدہ کوئی مقام اور اپنا نہیں ہوتا۔ میں زمین پر بیٹھنا چاہتا ہوں۔ میں زمین پر آ رہا ہوں۔"

اس نے جھلانگ لگادی۔ نیچے پہنچ کر اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہی ہوگی۔ میڈو ناگ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اپنا سر پارک کے شانے پر رکھ دیا۔ وہ بولا: "تمہیں ہوا یا نہیں؟"

ہو گیا۔ سوری تھیں انھیں انتظار کرنا پڑا۔

"تمہیں ابھی طرح سمجھا جا ہوں کہ مجھے ٹھیک پتی کا سما لیند نہیں ہے۔ تمہاری خواہش پوری کرنے کے لیے میں نے ان تینوں کو تمہارے حوالے کیا تھا۔ آئندہ تم میرے دشمنوں سے دور رہو گی۔"

"یہ تو اپنا نیت نہ ہوئی۔ مجھے یہ معلوم ہو گا کہ تم کس حالات سے گزر رہے ہو؟"

"میرے ساتھ ہو گی تو معلوم ہوتا رہے گا۔ میں بتاتا ہوں گا مگر کبھی خیال خرابی کے ذریعے میرے معاملات میں مداخلت نہ کرنا۔"

"میں کروں گی اور کوئی حکم؟"

"میں حکم نہیں دیتا۔ محبت سے کام لگا لیتا ہوں۔"

"میں تمہارے جو کچھ کہتا ہوں چاہیے جا رہی ہوں۔"

"میں ان تینوں کے معاملات میں آجھی گئی تھی۔"

"اس کھل کو بہت لمبا کر دیا تھا۔ وقت کا خیال نہیں رکھو گی تو ہر طرف کی فتنے دریاں پوری نہیں کر سکو گی۔"

"غلط ہو گی۔ کان پڑتی ہوں۔ آئندہ کم سے کم وقت میں دشمنوں سے نشا کروں گی میں جاؤں؟"

"ہم بندہ مرٹ میں اپنے جگہ تک نہیں گئے۔ تم اتنی دیر میں دنیا کا ایک ٹکڑا کر آ سکتی ہو۔"

وہ اتنی ہوئی سوچا کہ پاس کی بیٹی تھی۔

سوچا آتا تھا کہ روپ میں بیمار کرنا یہاں کرنا یہاں تھی۔ اس کے پیچھا لگانے کے لیے ریتے رفتہ رفتہ ظاہر کرتی رہی تھی کہ اعصابی کمزوریاں دور ہوئی جا رہی ہیں۔ ڈاکٹر خوش تھے کہ ان کی توجہ اور دوا میں توقع سے زیادہ کام آ رہی ہیں۔ اکتیل جس کے اعلیٰ افسران بھی چاہتے تھے کہ تیار دہلا جلد ڈرونی پر آجائے۔ اس لیے وہ بھی خوش تھے۔ سوچا کہ یہی خوشی دشمنوں کو خوش رکھی تھی اور ان کی خوشی سے انھیں آتو بہائی تھی۔

وہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نرس نے آکر کہا: "میں نے آپ

کا گلدستہ پہنچا دیا تھا اور کوئی حکم؟"

"شکر ہے" میں فدا پہنچا دیا ہے۔ کوئی ضرورت ہوگی تو تمہیں بلاؤں گی۔"

نرس جلی گئی۔ سوچا کہ اس کے ہاتھوں سے پاسکل بوبا کے پاس گلدستہ بھیجا تھا تاکہ میڈو ناگ کے ذریعے پاسکل کے دماغ میں پہنچ جائے۔ میڈو ناگ نے اس کے مکرور دماغ کو کھینک کر کھلا دیا تھا۔ پھر اس کے خواب دیدہ دماغ کو ہدایت کی تھی کہ وہ دماغی توانائی حاصل کرنے کے لیے بھی خیال خرابی نہ کرے اور سوچ کی لہروں کو مکرور سمجھا رہے اور میڈو ناگ سوچ کی لہروں کو کبھی ٹھیک نہ کرے۔

دوسری طرف آ رہے جو کہ نئے دماغ کو اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ اگر سوچا پاسکل بوبا کی انگلیاں نہ لٹوئی تو وہ دماغی طور پر توانا ہوتا۔ خیال خرابی کے ذریعے جو جو قبضہ ہاتھ رکھتا اور آ کر لو اس کے پاس پھینکتے بھی دیتا۔ بہرحال تقدیر یہاں تھی اور اسی تقدیر کی نامہ رہانی پر ماسک میں اور وہاں کے اعلیٰ حکام پریشان تھے۔ ایسے وقت جبکہ جو جو کا دماغی آپریشن کا ماسک ہو گیا تھا اس کے دماغ میں پاسکل بوبا کی موجودگی بے حد لازمی تھی اس سے جڑی بد نشی کیا ہو گی کہ ان کا ٹیلی پیٹھی جانے والا ناکارہ ہو گیا تھا۔

سوچا ٹھنکنے کے انداز میں چلتی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔ پاسکل بوبا کا کمرہ قریب ہی تھا۔ اس کے پاس ماسک میں کاٹا گیا دوسرے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران آتے جاتے رہتے تھے ڈاکٹروں پر دباؤ ڈالتے رہتے تھے کہ اس کی کوئی ہوئی انگلیوں کی تکلیف بالکل ختم کرنے کی کوشش کریں۔ تکلیف نہیں ہوگی تو وہ خیال خرابی کے قابل ہو سکے گا۔

سوچا کہ میں پہنچی وہاں نائب ماسک میں موجود تھا۔ اس نے سوچا کہ صاحبہ کرتے ہوئے کہا: "مجھے خوشی ہے کہ تم پہنچنے کے قابل ہو گئی ہو۔ ہم ہسٹ پاسکل کے لیے پریشان ہیں۔ یہ ماننا چاہتا ہے کہ سوچا بہت ہی خطرناک اور جاہل تھی۔"

سوچا نے انھیں ہن کر لہجہ بولا: "وہ کیسے؟"

"اس نے رپا ہر پاسکل سے تمہاری عزت چھانی تھی لیکن اس ہمانے انگلیاں توڑ کر اس نے پاسکل کا کارہ بنا دیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے نہ تو جو کچھ چھرائی کر سکے اور نہ ہی اس کی دماغی حالت ہمارے سامنے تفصیل سے بیان کر سکے۔ وہ مکار عورت جو کرتی تھی اس کے ڈورس نتائج نکلتے تھے۔ تمہاری یعنی بھی تعریفیں کی جائیں گی میں تم نے اس مکار کو پیش کی بند لادیا۔ جو کوئی ذکر کرے گا وہ تم نے کر دکھایا۔"

پاسکل بوبا نے بند میں کسسا ہوا تھا سوچا جانتی تھی کہ اس کی توجہ

نہیں پوری ہو چکی ہے۔ میڈونا اسے سلا کر لگی تھی اور سونیا کو اس کی بیوی کی طاقت بتائی تھی۔ اس کی سہاگن وہ اپنے کمرے سے نکل کر اس کے پاس آئی تھی۔ اس نے نائب ماسک مجھے کہا "میاں بیوی ہر وہ ہے۔ اگر میرے ملک کا وفادار نہ ہوتا تو میں اسے کبھی بیزار نہ ہوتے دیتی"

"خفتہ تحوک دو تم بڑے دل گڑھے والی عورت ہو۔ بڑی فراخ دل ہو"

پاسکل نے انھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک محبت کو دیکھنا رہا پھر اس نے نائب ماسک میں اور سونیا کو دیکھا۔ بیاز سلاہٹ کے ساتھ کہا "بس اتنا یاد دہانی سے تم نے گلاستہ بیجا۔ اب ملنے آئی ہو میں بہت خوش ہوں اور مجھے اپنی اکثریتوں پر شرمندگی بھی ہے"

سونیا نے خشک ہنسنے میں کہا "جو ہو گیا ہے اسے بھول جاؤ پھر ایک ملک کو تمہاری ٹیلی بیسی کی سخت ضرورت ہے۔ کچھ اعلاز سے سے بتاؤ گا ایک ملک خیال خوانی کے قابل ہو جاؤ گے؟"

"میں بڑی کمزوری محسوس کر رہا ہوں"

"تم رو بہ رو شہزادہ کو۔ یوں لگا کہ تمہیں کہتے رہتے ہیں آخر یہ کسی کمزوری ہے جس پر تم قابو نہیں پاسکتے، کیا انگریزوں میں کلیت ہے؟"

"بالکل نہیں۔ بلا شہزادہ جاننے کے بعد کبھی کلیت میں ہونے میں جھٹکا ہوں سونیا نے کوئی ایسی حرکت کی تھی جو کبھی نہیں آئی اور میں اعمالی کمزوریوں کا شکار ہو گیا۔ ڈاکٹروں کی بھی رپورٹ ہی ہے"

نائب ماسک میں نے پوچھا "کیا تم اپنے داغ میں بدلنے سوچ لو محسوس کرتے ہو؟"

"ان حالات میں پرانی سوجن کی لہروں کا بتانا نہیں چلتا"

نائب نے ڈاکٹر کو ہارکرم دیا اس کی اعمالی کمزوریوں کو جلد سے جلد دور کیا جانے۔ پھر وہ سونیا کے ساتھ کمرے سے باہر آکر بولا "آرام کرو گی؟"

وہ ایک تیلی کا پڑھیں وہاں سے روانہ ہوئے۔ ماسک میں کہہ رہا تھا کہ گاہے چاروں طرف مست اتراد پھرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایسے الیکٹریک آلات نصب کیے گئے تھے جو توری جیسے داخل ہونے والوں کو ٹھاکا ہر دیتے تھے۔ اتنا یاد رہا نائب ماسک میں کوب جاننے تھے۔ اس کے باوجود وہ ایسے سر سے شین اور دیگر الیکٹریک آلات سے گزرتے ہوئے نائب ماسک میں ٹپک بیٹھے۔ اس نے کہا "بس اتنا یاد نہیں بیٹے پھر سے دیکھ کر آدمی پریشانی دور ہوئی ہے۔ اب آدمی پریشانی پاسکل کے سلسلے میں ہے۔ یہ نہیں وہ کب خیال خوانی کے قابل ہو سکتا؟"

"میں اسی سلسلے میں آئی ہوں۔ اس کی حالت دیکھ کر بتا چکا ہے کہ ہم اگلے جو ہیں گھنٹوں تک ٹیلی بیسی کے ذریعے جو جی حفاظت نہیں کر سکیں گے"

"جو جی کے اطراف سخت بے سہرا ہے۔ دو ڈاکٹر اور دو نرسیں ہوں ہوں اسے اینڈنگ کرتے ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ دشمن ٹیلی بیسی جاننے والے ان ڈاکٹروں اور نرسیوں کے درمیان تک نہ پہنچ سکیں"

سونیا نے کہا "آپ ریشن کے بعد جو جو ذہنی طور پر سیر ہو رہے ہو گئی ہے۔ اس کی سوجن بدل گئی ہے۔ کیا ابھی بھی بدل گیا ہے؟"

"نہیں۔ آواز اور جوہر وہی ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ذہنی اس کا ابھی بھی تبدیل کر دیا جائے گا"

"یعنی ابھی اس کے داغ میں بیچ سکتا ہے یا بیچ چکا ہے؟"

ماسک میں نے کہا "ہم یہی سوچ کر پریشان ہو رہے ہیں۔ اگر آگے کوئی چکر لگایا ہو گا تو ہمارے لیے ڈوڑھیاں بدلنا ہر حال میں آگیا ہو گا۔"

"کیا جو جوڑ میں ہے؟"

"میں نے ادا کھائیا پیسے معلوم کیا تھا۔ ڈاکٹر نے بتایا وہ کوئی دو گھنٹے پہلے ہوئی ہے۔ ابھی پھر نرسوں میں ڈوب گئی"

پہلی نرس معلوم کریں "وہ ایک تک نیند میں ہے یا بیدار ہو گئی ہے اور ڈاکٹر اسے آروغ دینے سے کس طرح دور رکھتے ہیں؟"

نائب نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ بیدار ہو گئی ہے اور سوالات کر رہی ہے کہ وہ کون ہے۔ اسے اتنا نامی یاد نہیں ہے۔ دوسرا ڈاکٹر اسے اپنے جوابات سے مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

سونیا نے پوچھا "جو جو کو اس کے متعلق کیا بتایا جا رہا ہے؟"

"میکہ وہ ایک روسی نژاد لڑکی ہے۔ اس کے والدین بچپن میں مر گئے تھے۔ یہاں کی سرکار نے اس کی پرورش کرنے کے لیے تمام کھانا پینے کی سہولتیں فراہم کیں۔ اس کے داغ میں نرسوں نے پیدا کیے تھے جن کے نتیجے میں وہ بچپنی زبردستی ہو گئی ہے"

"کیا وہ یقین کر رہی ہے کہ وہ جو جی میں ہے جس وقت ڈاکٹر یہ باتیں اسے سمجھا رہا ہو گا کیا اس وقت اسے داغ میں آگے اس کے کوشش حقیقت میں بتا رہا ہو گا؟"

"ہاں یہ ممکن ہے"

"میں ایسے وقت جو جو کو رومل دیکھنا چاہتی ہوں"

ماسک میں نے نائب سے کہا: "یکہ یورپی آفس کو حکم دو ہمارا گناہ روایتی کا انتظام کرے"

نائب کمرے سے باہر چلا گیا ماسک میں نے کہا "اتنا یاد! ہم بڑی مشکلات سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو جو اور پاسکل دونوں خیالی کرنے والے ہیں سلاہٹ بھی دشمن ٹیلی بیسی جاننے والوں کے روم کو کم برہیں۔ اگر تم سونیا کو ختم نہ کر سکتے تو وہ ہماری ان مشکلات

سے بہت فائدے اٹھاتی۔ تم نے بہت نظر ناک بلا سے ہمیں بچایا ہے"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ماسک میں نے کہا "تم چاہتی ہو میں فون سے فون پر بھی بات نہیں کرتا۔ بلکہ رقم اینڈنگ کرو"

سونیا نے ریسپونڈ کیا "ماسک میں اتنا یاد ہوں ماسک میں لائن اینڈنگ کر رہی ہوں۔ تم کون ہو؟"

آنٹیل جس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بس اتنا یاد میں ابھی رہا ہوں۔ اس وقت پاسکل کے پاس ہوں۔ بڑی آتش فشاں کی بات ہے۔ میڈونا پاسکل کے داغ میں آکر لڑ رہی ہے۔ کتنی ہے لگا کہ میں نے اس سے گفتگو کی تو وہ پاسکل کو ختم کر دے گی"

سونیا نے ماسک میں کو یہ بات بتائی۔ پھر ایک ماسک سانس روک لیا۔ ماسک میں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ خوش ہو کر بولی۔ "یہی دماغی توانائی پوری طرح بحال ہو گئی ہے۔ ابھی شاید میڈونا میرے داغ میں آتا چاہتی تھی میں نے سانس روک لی"

پھر اس نے فون پر کہا "مسٹر براہیم اودہ تمہارے داغ میں مار کر میری باتیں کر رہی ہے۔ اس سے کئی سویرے داغ میں آنے کی نفع کو کوشش نہ کرے۔ میں اسپتال آ کر رہی ہوں۔ وہ تمہارے اندر لگا نظر کرے گا۔ اس طرح اس کی باتیں ماسک میں تک پہنچتی رہیں گی"

اس نے ریسپونڈ کر دیا۔ ماسک میں نے کہا "ٹھیک ہے میں ڈاکٹر کے ذریعے تم سے رابطہ رکھوں گا۔ آخر جس بات کا اندیشہ تھا وہی ہوا میں ایسا نہ ہو گا پاسکل کے داغ میں میڈونا کے بعد ڈاکٹر پہنچ جائیں۔ میں بہت بے چین ہوں۔ بہتر ہے تم نجاؤ۔ یہاں سے ڈاکٹر کے ذریعے براہیم سے رابطہ کرو تم یہاں موجود رہو گی تو ہم آپس میں مشورے کر سکیں گے"

سونیا نے فون کا ریسپونڈ کیا "پھر براہیم سے بات کی اس سے پوچھا گیا تھا ہے پاس ڈاکٹر ہے، یہاں اسپتال نہیں آؤں گی، یہاں سے گفتگو ہو گی"

معلوم ہوا اس کے پاس ڈاکٹر ہے۔ سونیا نے اس کی فون پر محسوس کی کہ اس وقت نائب والیں آگیا۔ ڈاکٹر کے ذریعے رابطہ قائم ہوا سونیا نے پوچھا "ہیلو براہیم کیا میڈونا موجود ہے؟"

دوسری طرف سے جواب ملا "میں امریکا کی زبان سے میڈونا بول رہی ہوں۔ ماسک میں کو بتاؤ میں اس کے پاسکل پر بہت بڑا اثرانہ کر رہی ہوں۔ میں نے اس کے داغ کو لاک کر دیا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ٹیلی بیسی جاننے والے آئے تو تعان میں نہیں بچا سکیں گے"

اس کی باتیں ڈاکٹر کے پاسکے سے ہی جاری تھیں سونیا نے کہا "بہت خشک بہت بڑا احسان کر رہی ہو ماسک پاسکل کے داغ میں رابطہ کر کے ٹھیک ہی بجا رہی ہو۔ پیرس کے پاس نے بتایا تھا کہ تم پاسکل کے ساتھ رہتی ہو کیا یہ درست ہے؟"

"ہاں درست ہے"

"اس کا مطلب ہے تمہارے جیسے اس کی سزا کوئی کام دکھا رہی ہے"

"ماسک میں با پاسکل کو بانے میں سزا کی ہے جو جو کو حاصل کیا ہے اس کے جواب میں ہمارا طرف سے بھی سزا کی لازمی ہے"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں نہیں چاہتی کیا یا اس اپنی شریک حیات کی واپسی چاہتا ہے"

"جو جو اسے پاس نہیں ہے۔ یقین نہ ہوتا اس کے داغ میں جا کر دیکھ لو"

"میں اور اس کی بارگوش کر چکے ہیں۔ ہم نے اس کا داغ بے حد کھریا یا ہے۔ یقیناً وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے"

"وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ دشمن نے اسے بے ہوشی کی حالت میں رکھا ہے۔ تم لوگوں کو اس کے پاس پہنچنے نہیں دیں گے"

"اتنا یاد تمہاری بڑا پاسکل کو باہر بستم میں بچانے کی"

"یہے شک تم ایسا کر سکتے ہو مگر پاسکل کو ہلاک کر کے تم کون سا مشورہ کر لو گی؟"

"جواب میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ اس کے بعد ماسک میں کے پاس ٹیلی بیسی جاننے والا نہیں رہے گا۔ وہ کئی جو جو تو نرسوں کا کسی موقع پر اسے حاصل کر لیں گے"

سونیا نے کہا "میڈونا ابھی تم ہی ہو گیا سونیا نے پاس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ لایہ کے دوپ میں اس کو جا رہی ہے، جلد پارک سے پوچھو اس کی سونیا کہاں ہے؟ جو اب ملنے کو یقین کر لینا کہ وہ ہماری قید میں ہے۔ ہم نے اسے کو ماسک رکھا ہے تاکہ دشمن ٹیلی بیسی جاننے والے اس کے داغ تک نہ پہنچ سکیں"

میڈونا نے کہا "ڈاکٹر بند کر دو۔ میں خود ہی دیر بعد رابطہ کروں گی"

سونیا نے ڈاکٹر کو بند کر دیا۔ ماسک میں نے سنتے ہوئے کہا "واہ اتنا یاد ہم نے سونیا کو حوالہ دے کر اسے خوب اٹھایا ہے اب فرار کی پوری کوشش سونیا کے لیے پریشان ہو گی اور ہمارے جاننے لگنے تک دے گی"

وہ بولی "میں نے وقتی طور پر پاسکل کو بچایا ہے لیکن اب وہ اور اگر جو جو تک پہنچنے کی کوشش کریں گے تاکہ ہمارے دونوں خیالی خوانی کرنے والے ان کی ٹھیک میں رہیں۔ دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ سونیا ہماری قید میں نہیں ہے اس کا جو جو بھی دیا میں نہیں ماسک میں کی ہنسی پریشانی میں بدل گئی۔ اس نے نائب سے کہا "فورا ڈاکٹروں سے رابطہ کرو ماسک میں حکم دو کسی خودی عمل کرنے والے کو فوراً طلب کریں اور جو جو کے داغ کو لاک کریں۔ ہم ابھی

کر ہے ہیں؟
سونیا نے ابراہیم سے رابطہ قائم کر کے پوچھا کیا میڈونا
واپس آئی ہے؟
جی نہیں۔ آپ نے اسے ایسا پتھر دیا ہے کہ فریاد کا پرانا نکل
چلا تاسے گا؟

وہ ناٹواری سے بولی، مسٹر ابراہیم، ہم ایک غیر ہنسے دار افسر
ہو گئے کہ وہ بے پروا ہونے لگا۔ میڈونا کو پتھر دیا ہے۔ یعنی جوڑ کما ہے
کہ سونیا ہماری قید میں نہیں ہے۔
”بس تانیا، تاہم حقیقت تو یہی ہے۔“

”اور وہ تمہارے دماغ میں چب کر یہ باتیں سن سکتی ہے یا
نہیں بری ہوگی، کیا تم اسے اپنے اندر محسوس کر رہے ہو؟“
”جی نہیں، مجھے محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوگی،“

مجھے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں، آئندہ تمہارا رہوں گا؟
”غلطی دانستہ ہو یا نادانستہ اس کے غلط نتائج سامنے آتے
ہیں، اگر وہ تمہارے خیالات چبکے سے پڑے گی تو اسے سونیا کے متعلق
حقیقتیں معلوم ہو جائیں گی لہذا تم چپکٹی کرو۔ وہ آئے گی تو اس سے کتنا
تمہاری ڈولی تو تم ہو گئی، تمہارے اپنے سینٹرائسز ولادیمی کے دماغ
میں پہنچاؤ گئے، اسی ولادیمی سے رابطہ قائم کر کے اسے تمام باتیں سمجھاؤ
ماسک میں کہا، ہائش گاہ سے ان کی روانگی خفیہ طور پر ہوگی۔
راستے میں سونیا نے میڈونا کو محسوس کیا، وہ کوڈرڈ زادا کر کے کہہ
تھی، ”ما، کیا پھر ماسک میں سے نکلتی کروں؟“

”اچھی نہیں، اب یہ رہے ہیں، تمہارے سونیا کے بارے میں جوڑ
کہہ کر تمہیں اور فریاد کے پورے خاندان کو الجھا دیا ہے۔ ابھی تم سب
سونیا کے لیے پریشان ہو رہے ہو لہذا ان کی خوش فہمیوں کو قائم
رکھو۔ میرے پاس آتی جانی رہو، میں تمہیں ماسک میں کو بیچنے کرنے کا
مناسب وقت بتاؤں گی۔“

”اچھی بات ہے، کیا میں جاؤں؟“
”ایک منٹ، کوئی تھوڑی سی عجلت کرنی والی جو کو معمول بناتے
گا اگر میرے کونوہ جو جو کے دماغ میں بیج کر اسے حال سے محفوظ رکھے
وہ چلی گی، سونیا، ماسک میں کے ساتھ پھیلی سیٹ پر بیٹھی رہتی
تھی۔ وہ ماسک میں جو دوستوں اور دشمنوں کے لیے بہت پر اسرار
تھا، چند اہم افراد کے ہوا کسی نے اسے دیکھا نہیں تھا اور وہ یہی کوئی
ٹیلی فون جانتے والا اس کی آواز سن سکتا تھا۔ سبھی نائب ماسک میں
سے گنگو کرتے تھے، اس کے ملک کے چند اہم افراد میں تانیا، کاجی
نام تھا، سب سے چارہ پر اسرار ماسک میں نہیں جانتا تھا، اس وقت وہ گا
کی پھیلی سیٹ پر بیٹھی موت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔

”وہی ہے کوئی سمجھ نہیں ہا، مگر موت کس اس کے پاس آتی ہے
اور توڑا وقت گزار کر اسے اور چند سانس لینے کے لیے جو بول
ہے۔ اس قیوں کے ساتھ کہ چہرہ سبھی آگے کی اسے دبا کر
پھیل پھیلانے بھی نہیں دے گی۔ خوش فہمی دھری وہ جانے لگا
بارہا موت سے بچتا رہا ہے اور بچتا رہے گا۔

ان کی کاڈی ایک ایسے احاطے میں داخل ہوئی جس کی
قلعے کی طرح، انہی اور مشورہ نہیں۔ فون کے سلسلے سیاہی بڑی بڑی
تھے۔ جب وہ ویری ایسا ڈنٹ لڑی، اقبال کے ایک کوڈرڈ
پہنچے تو ماسک میں نے کہا، ”یصال سے فرش پر لی کے خفیہ
گئے ہیں۔ جو جو کے کرے ملک، جو بھی راستہ جانے لگا، اس پر
ہونے ہیں۔ اچھی ہمارا آمد پر ان کا سوچ، آف کی گیا ہے۔
کوئی چٹ اور روشن دان سے بھی نہیں آسکتا تھا، ہر
نظرے کے الاٹم نگا ہوا تھا، ایک بڑے سے کرے میں کی ڈی
رکھے ہوتے تھے۔ کبھی بھی تھے سے جو جو کے کرے ملک جانے
ان تمام کی وی اسکرین پر دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت بھی سونیا اور
ماسک میں وہاں کے ایک تھے سے گزرتے ہوئے دکھائی دے
رہے تھے۔

”جو جو کہ جہاں رکھا گیا تھا، وہاں صرف اسپتال کا ریسٹورنٹ
تھا، باقاعدہ پیڈرو، رنگ دم اور وی ڈی لاؤٹ وغیرہ تھے۔ سنگھ
میں ایک تعداد تھی، نظر آیا جو بیٹھنے کی ہوز میں میں کھڑا ہوا
رہا تھا، اس کا صحت مند جسم دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ فری
پہلوانی کرتا ہے، ہر سال کون سے نیچے ملک بڑے ہوتے تھے
چہرے پر ہلکی سی داڑھی تھی، جب اس نے سونیا کو آنکھ اٹھا کر
تو وہ بگھڑتی ایسی آنکھیں کسی بیٹا ناک کرنے والے کی ہی ہوتی تھیں۔
اس کے ساتھ فریج کا ایک اعلیٰ افسر بیٹھا ہوا تھا، اس نے ہونا
اور ماسک میں سے اس کا تعارف کرایا، یہ مسٹر ایگرڈر، راپوٹون
اس کے تعارف سے آواز آیا، زار روک کے دور میں راپوٹون
ناہی ایک شخص نے زار کے محل میں رسائی حاصل کی پھر زار اور اس کی
کولپنے محل سے سحر زدہ کر لیا۔ اس کی آنکھیں بڑی غوطا تھیں اور
تھے، بگھڑتا آئے آنکھوں کی متناظری کشش سے ہلنے جین دیتا
جسے چاہتا تھا، ایسا فرماں بردار بنالیتا تھا۔
جو ایک بڑا بڑا راپوٹون بیٹھا ہوا تھا، آہی زار روک کے انہی
کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ خوف ناک آنکھیں اور آنکھوں سے
سحر زدہ کرنے کا کمال سینہ بہ سینہ اس کے تھے میں آیا تھا۔ اس نے
تحافت کے دوران ماسک میں کو دیکھا تو ماسک میں نے نظریں
موجودہ راپوٹون کی آنکھیں اس کی آنکھیں جیسے دو گانے میں گنا مار کر
ہے ہوں اگر وہ نظریں نہ جھکا تو دماغ میں زہر پھیل جاتا۔
پھر اس نے سونیا سے مصافحہ کرتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ
چاہتی تو اس کے نظریں لگاسی کی ساری کا صدمہ توڑ دیتی لیکن

وہ حاکمیت کا کل دکھا کر طرح کا شہرہ پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی، اس
نے تانیا کی حیثیت سے نظریں جھکا لیں۔ وہ مسکر کر بولا، ”تم نے
کی بڑی آرزو تھی، تمہارے جی جین اور اسارٹ زلزل سے مل کر تھکتا
خوش ہو رہی ہے۔“
”میں بھی، بالکل لوگوں کے ل کر بہت خوش ہوتی ہوں، کیا تم نے
جو جو کے دماغ کو لاک کر دیا ہے؟
وہ ہنسنے لگا۔ اگر یہ دیمیں آواز میں ہنس رہا تھا، سحر آواز کو نوبت
اوردوں میں غیر تھرتھرتی ہوئی، گنگر کی یہی وہ بولتا، ایک اسی لڑکی
جس نے دماغی طور پر اچھی ختم کیا ہوا اور جس کی دماغی سیٹ بالکل خالی
ہوئے ٹراس میں لانے کے لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی تھی، اس
پر ایک نظر ڈالتے ہی اس کے دماغ کو لاک کر دوں گا؟
ماسک میں نے کہا، ”ذرا سی دیر میں بہت نقصان پہنچائے گی،“
پیارے کام اچھی کرو؟“
راپوٹون نے کہا، ”میں تم سے چندہ منٹ پہلے آیا ہوں۔ یہاں
ہوتے ہی محل میں نہیں کر سکتا تھا، ویسے اب کرتا ہوں“
وہ بار بار سونیا کو لپٹاتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس نے
مسکر کر کہا، ”بس تانیا، یہ بے لاکھان دیکھو، میرے ساتھ آؤ، میں تمہیں
کہہ دوں گا، جو کو معمول بنانوں گا؟“
وہ بولتا، ”ہم نے جو جو کو بڑی ناز داری میں رکھا ہے۔ اگر کوئی
معمول بناوے تو وہ تمہاری تابعدار رہے گا۔ جبکہ اسے ماسک میں کی
یا میری وفادار رہنا چاہیے۔“
ماسک میں نے تانیا کی یہ ایک اہم بحث ہے، مسٹر راپوٹون!
بڑا ن ماننا یہ سار کی معاملات ہیں، کیا تم جو جو کو ہم میں سے کسی کی
تابعدار بنا سکتے ہو؟
وہ مسکر کر بولا، ”ایسا جی کر تانیا میں ہوں لیکن تانیا نے کبھی
کر سکتا ہوں؟“
ماسک میں فوجی افسر کے ساتھ وہیں بیٹھا رہا۔ راپوٹون نے
سونیا کی طرف اتھ بڑھا کر کہا، ”اچھا، تو صحت و اتھ میرے ہاتھ میں
لاؤ، میں اسے ختم کر لینا چاہتا ہوں۔“
”سونیا میں کی ضرورت کو ہاتھ پائی کی اجازت نہیں دیتی، بجز روانے
کا دعوت دیتی ہوں۔ دعا کر لو، یہی ایسا وقت نہ آئے۔“
وہ آگے بڑھ گئی۔ راپوٹون اس کے ساتھ چلتے ہوئے لولا میں
سٹاپ کر کے فری اشک ششہ نہیں ہاری، ایسے میں مجھے مفرود ہونا
پا ہے۔ تمہاری باتوں کا بڑا ماننا چاہیے لیکن میں تمہیں دیکھنے سے پہلے
سنا چاہتا رہا، جبکہ آج یہ جاہت اور بڑھ گئی ہے، کیا تمہوڑی دیر کے
پلے ہاہم ملاقات ہوتی ہے؟ دیکھو انکار کرنا۔ میں تمہارے بہت
کام آسکتا ہوں۔“

سونیا نے سوجھا، انہیں یہ کس طرح کام آسکتا ہے۔ اس نے ہاہم
ملاقات کرنے سے انکار نہیں کیا۔ وہ بیڈروم میں بیٹھی۔ جو جو سٹوڈ
بیٹی ہوئی تھی، وہ آنکھیں کھولنے نہیں دیکھ رہی تھی۔ راپوٹون سے
نظروں سے ہی وہ دوسری طرف دیکھنے لگی، سونیا نے قریب آ کر کہا
”ہیلو، تمہاری بہو کوئی شکایت تو نہیں ہے؟“
وہ پہلی نظر میں بچان نہیں جانتی تھی۔ برین کے آپریشن سے
پہلے اس کا سر موڑا گیا تھا، اب پورے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی
پیشانی میں بھی پٹی باندھی ہوئی تھی، پھر اسے کچھ صدمہ لگا ہوا تھا۔ اس
نے سونیا کو راہبئی نظروں سے دیکھا، اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔
وہ کسی تانیا نہ کو دیکھ رہی تھی۔ اگر سونیا کی صورت دیکھتی تھی، تب ہی اسے
پہچان نہیں سکتی تھی، وہ سب کچھ بھول گئی تھی۔
راپوٹون نے کہا، ”بیٹی، اچھے دیکھو، مجھ سے آنکھیں ملاؤ، ہم باتیں
کر سکتے ہیں؟“
اس نے جھپکتے ہوئے دیکھا۔ پھر نظریں جھکا کر چاہتی تھی، سحر
راپوٹون کی شیطانی آنکھوں نے اسے بھولایا۔ وہ ایک دم سے پریشان
ہو گئی، پٹی باندھنے لگی، وہ بہت بے چینی اور شکایت محسوس کر رہی
تھی، ”آہستہ آہستہ کرا رہی تھی، پھر اس نے نظریں ہٹا لیں۔ آنکھیں
جند کے کمزور آواز میں چیخنے لگی، ”جیسے ہوا، یہ آہی مجھے مارنا چاہتا
ہے۔ میں اس سے نظریں نہیں ملاؤں گی۔ میں آنکھیں نہیں کھولوں گی۔“
آہستہ سونیا کے پاس آ کر کہا، ”اس حال کی آنکھیں بڑی
خوف ناک ہیں۔ میں جو جو کے دماغ میں رہ کر ان آنکھوں سے لڑ رہا
تھا۔ آپ ان سے کہیں اچھی اس کا علاج کمزور ہے، یہ ایسی زہریلی
اور ہتھیاری ہوئی نظریں برداشت نہیں کر سکتے، تمہارا خزانہ کوئی دماغی
نقص پیدا ہو جائے گا؟“
اس وقت راپوٹون اپنی جھانکی بھر کر آواز میں کہہ رہا تھا، لڑکی
میں حکم دیتا ہوں، آنکھیں کھولو اور مجھ سے نظریں ملو، یہ
جو جو کی کمزور پٹیوں میں کر ماسک میں اور ڈرنگ کا اعلیٰ افسر آ گیا تھا
سونیا نے کہا، ”مسٹر راپوٹون! تمہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ
آپہریشن کو وقت چودہ گھنٹے گزرے ہیں، اس کے ٹانگے کیے ہیں، دماغ
اچھی لگا ہے۔ یہ کیا دماغ تمہاری زہریلی نظروں کو برداشت نہیں کر سکتا؟“
راپوٹون نے کہا، ”تم اس لڑکی کے دماغ کو کمزور کرتی ہو پٹی لگاؤ
آج سے پہلے میں نے اسے مضبوطی لگا رکھی تھی، دیکھی۔ میری
نگاہوں کی گرفت میں آنے کے بعد کوئی نظریں نہیں ہٹا سکتا، اس
لڑکی نے میری آنکھوں سے لڑتے لڑتے آخر نظریں ہٹا لیں، چنانچہ
ڈاکٹر نے کیا آپریشن کیا ہے۔ اس کی قوت ارادی بہت ہی مضبوط اور
غیر معمولی ہے۔“
”میں قوت ارادی کی تمہیں آپریشن کے بعد دماغی حالت کی بات

کر رہی ہوں۔ بہتر ہوگا تو جی عمل سے پہلے ڈاکٹروں کو کھانوں کی ذہنی حالت کو اچھی طرح سمجھا جائے۔
 سونیا کے اعتراضات اور شور سے کے مطابق ڈیوٹی پر حاضر رہنے والے ڈاکٹر کو بلا لیا۔ وہ ایک مشین اور گرائن اسکین کے ذریعے اس کی ذہنی کیفیت کو جاننے لگا۔ آخر جو کچھ نتائج میں ہو کر اس کے ذہنی کو کمزور ثابت کر دیا تھا۔ یہ ثبوت عقین کے ذریعے اسکین پر عمل ہوا تھا ڈاکٹر نے کہا آپ لوگ اس لڑکی کو تنہا چھوڑیں۔ آپ ریشن کے نتیجے میں اس کا دماغ کمزور ہے۔ رفتہ رفتہ تو اپنی حاصل کسے کی۔ فی الحال تو جی کمال نقصان دہ ثابت ہوگا۔
 آرمینا طیبیان کی سانس ملی۔ جو جڑاٹھیں بند کیے ڈاکٹر کی ہاتھی سن رہی تھی۔ سوچ کے ذریعے بولی۔ "شکر ہے مگر آرمینا میرے اندر ہے کروائی ہے پیدا کرتے تو اسے کئی شیطانی آتھیں نہ جانے لے لیا کھتر کریں۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں چھلاؤں گی۔"
 "ذہنی میں تمہارا لیا جھانکا ہوں تمہارا باپ ہوں مگر باپ اپنے بچوں پر احسان نہیں کرتا۔"
 "تم میرے بھائی ہو مگر کھانوں کے لیے میری کوئی بات نہیں ہے تم مجھے بھڑکتے ہو۔ ڈاکٹر میرا نام بولنا بیجا ہے۔ بولنا آہندہ روٹ۔"
 یہ لوگ سب جھوٹے ہیں، تمہارے ذہن میں۔ تمہاری کھانگی کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تمہارا نام اور تمہاری شخصیت بدل رہے ہیں۔"
 "مشرقاہ بڑا نرانا نام بھی دشمن ہو سکتے ہو اور ہو سکتا ہے مجھ سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے میری مدد کرتے رہتے ہو۔"
 "میری بھانجی کا ثبوت ہے یہ کہ میں تم سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کروں گا، تمہیں صرف ایسے شرے روں کا گنہگار کر کے تم دشمنوں کی سازشوں سے بچنا پنا کرنا ہے۔ دانشمندی پر چکنی فالان تم مجھے آمانے کے ساتھ آٹھنای آزاؤ۔ وہ عقین بولنا آہندہ کتے ہیں۔ تم خود کو بولنا تسلیم کر کے آٹھین ملن کر دو۔ جب تک ایچھے ترے اور دوست و دشمن دو وہ کا دو دوست اور پانی کا پانی نہ ہو جائے تم نہ جو جڑو ہر نہ بولنا۔ خدانے تمہیں ذات ہی ہے اپنی ذات کے متعلق آخری فیصلہ کرنے تک ایک گنام ڈائین ملن بن کر رہو۔ بہت جلد میں اپنی صحیح منزل مل جائے گی۔"
 "جے شک یہ خاصا نہ مشورہ ہے۔ میں اس پر عمل کروں گی۔"
 بلینڈ آب جاؤ۔ میں تمہاری چاہتی ہوں۔"
 "انجام میں جا رہا ہوں خدا حافظ۔"
 "عقدو پہلے جی تم نے ایک بار نصرت ہوتے وقت ملاحظہ کیا تھا۔"
 "ہاں ایسا مسلمان کہتے ہیں تم نے شہر سے مر کے متعلق سنے مسلمان ہوں۔" شوہر "آپ نے میرا نام لے پوچھا۔ کیا میری شادی ہو گئی ہے؟"

"ہاں تمہیں بتانے کے لیے بہت ہی باتیں ہیں مگر تمہارے دماغ پر ابھی معلومات کا جو ڈھانسا مناسب نہیں ہے۔ تمہیں زیادہ سے زیادہ آرام کرنا چاہیے۔"
 "اس کا نام بتاؤ جسے میرا جیون ساتھی کہہ رہے ہو۔"
 "اس کا نام پارس ملی ہے۔ ویسے یہاں دشمنوں نے ٹیک ڈیوٹی بنا لیا ہو۔ یہ ڈی پٹی پاس کیوں بنایا گیا ہے اس کی جی ایک بن دواد ہے۔ میں پھر کبھی سناؤں گا۔ ابھی آرام کرو۔ خدا حافظ۔"
 وہ چلا گیا۔ اس کے سننے اور کور سے دماغ میں خدا حافظ کے الفاظ ابستہ ابستہ گونج رہے تھے اور پارس کے متعلق سوچ رہی تھی۔ کیا واقعی میرا کوئی جیون ساتھی ہے، اگر ہے اور میں بھول چکی ہوں تو اس تک میں نے میرے بریں کا آئینہ ریشن کر کے مجھے ڈھکی ہے۔ مجھے میری کھانگی چھلنی ڈنگ اور پھیلے ششوں کو جیون لیا ہے اور اگر آرمینا کے ساتھ ہے میرا کوئی جیون ساتھی نہیں ہے تو ڈاکٹر کے بیان کے مطابق میں اس سے ڈیون گئی ہوں۔ یہ آئینہ ریشن مجھے ذہانت کی ڈنگا دے رہا ہے مجھے مابک میں کا احسان منہ ہونا چاہیے۔
 یہ وہی جو جیون جیون جیون کی طرح دوسروں کے اشاروں پر چلتی تھی۔ اس میں اپنے طور پر سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اب وہی جو جڑو دونوں پہلوں پر ٹوکر رہی تھی اور بڑے اطمینان سے سوچ رہی تھی کہ وہ رفتہ رفتہ دونوں اور دشمنوں کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اپنی حقیقت کو بھی پالے گی۔
 "آرمینا مابک میں ڈاکٹر سے پوچھا تھا کیا میں بولنا (جو) کے کمزور دماغ پر کوئی خیال خزانہ کرنے والا شخص ہو سکتا ہے۔"
 ڈاکٹر نے کہا میں یہی جیون ساتھی کے متعلق پھر زیادہ نہیں جانتا آپ ماہرین سے معلوم کریں۔"
 سونیا نے کہا میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ تو میں عمل میں منت اور تمہارا انداز ہر تھابہ بولنا بولنا کی لہریں بڑی تھی اور خزانہ سے پرانے دماغ کو اپنا حکم مانتی ہیں۔ ویسے کمزور ذہن پر یہ خیال خزانہ کا اثر بھی کمزور ہوتا ہے۔"
 ڈاکٹر نے کہا ہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ کمزور ذہن کی یادداشت بھی کمزور ہوتی ہے۔ ایسا شخص کوئی بات دیکھنا یا نہیں دیکھتا۔ کوئی خیال خزانہ کرنے والا اس کو موبینا کے دماغ میں کوئی بات نقش کرنا چاہے گا تو نا کام ہوگا۔ یہ بات رفتہ رفتہ وہ بھول جائے گی۔"
 وہ لوگ طرح طرح کے دلائل سے خود کو ایمان دل رہے تھے۔ جبکہ سونیا جانتی تھی کہ آرمینا جو کچھ کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا خیال خزانہ کرنے والا دماغ میں نہیں آسکے گا۔ تجربہ کرنے کے لیے مینڈو نایک بار اس کے دماغ میں گئی تھی۔ جو جڑو نے فوراً سانس روک لی تھی۔ اس کے فوراً بعد آرمینا نے اس کے دماغ

میں پھینک دیا وہ بیٹھیں پھر جی تھی اور یہ پھینک پارہی تھی کہ اس نے اپنا سانس کیوں روک لی تھی۔
 سونیا مابک میں ڈاکٹر اور راپیونین اس کر سے تہا جرتے۔ سونیا نے مابک میں سے کہا میں سائز ڈر راپیونین کے ساتھ جا رہی ہوں۔ ایک گھنٹے بعد ایک ہاتھ کا وہیں کی ہوں گی۔ آواز اور دان میں ڈنگا بات کرنا چاہیے تو ٹرانسپیر کے ذریعے مجھے اطلاع دی جائے۔ میں حاضر ہو جاؤں گی۔"
 وہ اسپتال سے باہر آئے۔ راپیونین نے کہا "یہ یہ ذہنی ترقی ہے کہ تم میرے ساتھ پھر وقت کروا دو گی۔ میری کار حاضر ہے۔"
 "سوری تمہیں میری کار میں بیٹھنا ہوگا۔ میری کار میں ٹیلیفون اور ڈائریکٹوریو ہے جس کی وقت بھی مجھے کال کا سامنا ہے۔"
 "میں اپنی کار میں نہیں چھوڑ سکتا۔ ویسے یہی رہا ہاتھ کا وہ مین سے قریب ہے۔ ہم ابھی ابھی کار میں وہاں تک نہیں گئے۔ پھر میں اپنی گاڑی چھوڑ کر تمہارے پاس آ جاؤں گا۔"
 دو دونوں اپنی اپنی گاڑی میں روانہ ہوئے۔ سائز ڈر راپیونین نے اپنی رہا ہاتھ کا وہ کے احاطے میں گاڑی روک کر کہا "میں تہا ہی گئی ہو تو میرے گھر کی پانی پر چلو۔"
 "میں عملی طور پر گئی گاڑی ہوں کسی کے ہاں پانی ٹینک میں پتی۔ دیکھو کہ کادل میں نہیں توڑتی اس شرط پر کاپی پتی ہوں کہ میں میں جا کر خود تیار کروں گی۔"
 "مجھے منظور ہے۔"
 وہ اپنی کار سے آکر اس کے ساتھ پتی سونی بیٹھنے کے برائے میں آئی۔ راپیونین دو واڑے کے پاس آ کر روک گیا۔ دو واڑے کے بیٹھنے کو غور سے دیکھتے لگا۔ سونیا نے پوچھا "کیا بات ہے تم؟ وہ آسکے بولا بیٹھتے تم چھوڑی دیکھ کے بیٹھ کر میں جا کر بیٹھو۔ میری غیر موجودگی میں کوئی یہاں آیا ہے۔ شاید وہ اندر موجود ہو، میں نہیں جانتا پتا تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔"
 "اسی بات ہے تو تمہیں بھی اندر نہیں جانا چاہیے کیا تمہیں بتین ہے کہ یہاں کوئی ہے؟"
 "ہاں اس دو واڑے کے بیٹھنے پر میں بلا سنا نشان لگا کر آیا ہوں کوئی کسی اسے پھر کمزور دماغ کو ماننا چاہتے تو وہ نشان مرٹ جاتا ہے۔ یہ دیکھو یہاں کوئی نشان نہیں ہے یعنی اس دو واڑے سے کوئی اندر گیا ہے۔"
 اس نے اچانک ہی بیٹھنے لگا کہ دو واڑے کو زور کی لات لگا کر لڑا لڑا لڑا میں ہو کر بولا "کون ہے ہاں ہاں آؤ۔"
 اندر سے آواز آئی "میں ہوں زور کوٹ۔ چلے آؤ۔"
 اس نے اندر قمر کہتے ہوئے دیکھا ایک کھانے پر پہلا بیٹھنا ہوں بیٹھا ہوا تھا۔ راپیونین نے پوچھا "تم چھوڑ کر میں نے آؤ۔"

کیوں آئے ہو؟
 زور کوٹ نے کہا "میں ڈنگا ہوا ہوں تو اندر مضمون پڑھا جا سکتا ہے۔ دو واڑے کھانے سے گل جانے تو کوئی بھی اندر آ سکتا ہے۔ آہا! تمہارے ساتھ میں آتا ہے۔ لے دیر اور سین دو خیزو ہاں تمہاری قدر کرتا ہوں اور ایک کراہوں کہ ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کرو گی۔"
 سونیا نے کہا "مجھے تم دونوں کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں راپیونین نے کہا "نور و اگر تم فرما لے جاؤ تو تمہاری یہاں کتنی غلطی معاف کروں گا۔"
 زور کوٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا "پہلے دنگل میں تم نے میری بھائی کا ایک بازو توڑ دیا تھا۔ اب وہ کتنی لڑنے کے قابل نہیں رہا۔ میں تمہیں بھی اس قابل نہیں چھوڑوں گا۔"
 یہ کہتے ہی اس نے عملی طور پر راپیونین کی جھلی کر چھین لیا پھر ایک فلائنگ بگ ماری۔ زور کوٹ لڑا لڑا ہوا صوفے پر گر کر کہہ ڈالے اس کے پوجھ سے آسے لے ہوئے دوسری طرف آٹ گیا۔ زور کوٹ نے نام کے مطابق زور دیا تھا مگر وزن زیادہ ہونے کے باعث پھرتی نہیں لکھا سکتا تھا۔ گرنے کے بعد اطمینان سے اٹھ رہا تھا۔ راپیونین نے اس کے منہ پر ایک لات مار کر کچھ گھوم کر دوسری لات جمادی وہ مقابل کو سمجھنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ پہاڑ جیسے بھاری بھرم ہسوان کی پٹی لگا کر ہاتھ پھیرا اس نے گردن میں دونوں پاؤں لگائے ڈال کر کہا "تمہاری گردن کو ٹوٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میرے داؤ کا توڑ کر سکتے ہو تو کرو۔"
 وہ کوشش کر دیا تھا اور اپنی گردن پر پوں کی تپنی سے نکلنے میں ناکام ہو کر تھا۔ راپیونین نے سونیا سے کہا "تاتیا نے تم کو ان کی محافظ ہو کر تمہارے سامنے میں اس کی گردن توڑ کر ہلاک نہیں کر سکوں گا۔ بیٹھنے سے اجازت دو۔ میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ مجھے گردن توڑنے میں کتنی مہارت حاصل ہے۔"
 وہ بولی "دو ہسوانوں کو کشتی کے دوران ایک دوسرے کو کشتی کرنے یا ہاتھ پاؤں توڑنے کی اجازت مل جاتی ہے مگر کشتی کھانگی اجازت نہیں ہوتی۔"
 اس نے زور کی گردن چھڑی۔ اچھل کر رو رہا ہوا وہ اپنی گردن سے سلا ہوا اٹھنے لگا۔ راپیونین نے کہا "مجھے دیکھو۔"
 زور کوٹ دیکھا تو اس کی آنکھوں سے نظریں نہ ہٹا سکا وہ آنکھیں دو خیزوں کی طرح اس کے دماغ میں پیوست ہو رہی تھیں وہ سہ پہر کا آیتا تھا کہ راپیونین سے آنکھیں نہیں ملانے گا۔ پہلے چھو ہلکا اس کی پٹی لگا کہے گا ذہنی ہونے کے بعد پھر ان آنکھوں میں حمزہ کے والی برٹ رہتاری تھیں وہ سگی جب وہ زور کوٹ سے چور ہوگا داغ کمزور ہوگا تو آنکھوں کی کشش میں سہ پہر کوٹ پر جائے گی۔ یہ وقت وہ

سونا تکی گئی۔ اسی دن دونوں ہاتھ کھرپڑ کے پھر کسے۔
 ”راہیو میں کوئی اتنی زبردست کھیل شروع کرنے کے لیے مجھے بیلا لائے؟“
 ”ہاں پھر ایسا ہی ہے۔“
 ”کیا تم نے تاش کے جنوں سے یہ نہیں بلوچیا کہ تمہاری سانسیں
 کتنی رہ گئی ہیں؟“
 ”پہلے زارتیا نہ بیٹھنا ذکر کرو۔ اس لئے ملک میرے دل میں تمہارے
 لیے کوئی دشمن نہیں ہے۔ آج تم مجھے نہ بیجان کر لیا جاوے یا پتلا
 میں آئی فوجی انٹرنس نے میرا تعارف کر لیا اور تم نے انجی لیکن مجھ سے
 مصافحہ کیا جس کا چارہ پہلے ہار کی طویل ملاقات ہو چکی ہے تم خود
 میرے پاس آئی تھیں لکھو یا دیکھا؟“
 ”وہ گوارا کی سے بولی تم میرا امتحان نہ کرو۔ ہولتے جاؤ میں کہوں
 آئی تھی؟“

”میں بڑی حد تک سچی پیشین گوئی کرتا ہوں۔ میری شہرت سن
 لو تم میرے پاس آئی تھیں۔ ہمارے درمیان بہت سی باتیں ہوئیں۔ ان
 میں خاص بات یہ ہے کہ میں نے آج کی طرح آکس روز بھی تمہارے
 سامنے تاش کے سیدھے پتے رکھے تھے اور کہا تھا۔ پتے نہ کھواد
 اپنی پسند کے تین عدد نکال کر مجھے دو۔ جاتی ہو تم نے کون سے تین
 پتے پسند کیے تھے؟“
 ”میں سن رہی ہوں۔“
 ”تم نے تین اس کے نکالے۔ یہ انتخاب ظاہر کرتا ہے کہ تم اندر
 سے مغرور ہو اور خود کو سب سے برتر سمجھتی ہو۔ اس کے برعکس تم نے
 آج تین نکالیں پسند کر کے ظاہر کیا کہ تمہارے اندر خاکساری ہے،
 تم مغرور نہیں ہو خود کو دوسروں سے برتر نہیں سمجھتی ہو۔ چارہ پہلے
 کی تانتا زمین اور آج کی تانتا زمین زمین و آسمان کا فرق کیسے پہچانے گی؟“
 ”کوئی سوال ذکر کرو۔ بولتے جاؤ۔“

”اگر میں یہ سمجھ لوں کہ آج تم نے جان بوجھ کر غلط پتے اٹھائے
 تھے تو تمہارے پتے غلط نہیں ہو سکتے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم نے
 سوچ سمجھ کر تین اس کے پسند کر کے اور تمہارے بغیر دیکھے ہوئے تمہارے
 ہاتھوں میں تین رنگیاں دیں۔ اس کا مطلب ہے تمہاری برتری بہت
 جلد تم ہوئے والی ہے اور جو تم سے برتر ہے اس کے ہاتھوں تھلکا
 زندگی تمام ہونے والی ہے۔“

”یعنی میں مرنے والی تھی مگر ابھی تک زندہ ہوں؟“
 ”ہاں میرے حساب سے تم میں مر جانا چاہیے تھا۔ میرا حساب
 غلط کیوں ہوا یہ معلوم کرنے کے لیے میں تمہیں اپنی گاہ ملک
 لے گیا وہاں پھر تمہارے ذریعے تاش کے جنوں سے بلوچیا کو بات
 بالکل برعکس نکلی یعنی تم نے دیکھ کر تین نکالیں پسندیں اور معتقد
 نہ تمہارے ہاتھوں میں تین اس کے پنچاویسے؟“

”اس کا مطلب کیا ہوا؟“
 ”یہ ہر کہ تم قبل ہونے والی نہیں ہو۔ تم قبل کہنے والے
 تم نے اس تانتا ذکر کو قبل کیا ہے جس کے معتد میں ذکر کیاں آئی
 سونیا نے پھر سچا رہا۔ انھیں تاش کے جنوں پر اتنا اعتماد
 ہے کہ تم مجھے کسی تانتا نہ دی تا تو تم مجھ سے ہو؟“
 ”ہمارا دل کے بعد یادداشت آتی ہے اور زمینیں ہو سکتی ہیں
 مجرانی کو مہللا دیں۔ میں نے تانتا نہ کے ہاتھ کی یہ سب دل دیکھی
 لاؤ اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ ابھی فرق معلوم ہو جائے گا۔“
 اسی وقت میں نے ہونے لگا کہ کمانا نکولانی جو زلف کا دار
 ہے کہ یہ لوگ سچے ماسٹر کے ایجنٹ ہیں۔ اور بھی چار جا سوں اگر
 میں ہیں ان سب کا لیڈر رہا ہو میں ہے۔“

سونیا نے کہا کہ راہبوں میں اتم میرا ہاتھ دیکھنا چاہتے ہر ہاتھ
 ہاتھ دکھاؤں گی تو دن میں تار سے نظر کرنے لگیں گے۔ ویسے میں
 ہاتھ کی کیوں دیکھے بغیر بتا سکتی ہوں کہ تم سچے ماسٹر کے سچے
 وہ ہتھے ہوئے ہوا ہے اب صاف صاف باتیں ہوں گی۔
 سے مار یہ لو گا اور اس کے سا کولا یا گیا ہے یہ بات ہمیشہ زیر بحث
 ہے کہ قیاس سے میں ناوی نہیں تھی اس کے مجیس میں سونیا تاش
 میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ تم سونیا ہو۔“
 ”میں جو ہوں وہی رہوں گی۔ دنیا کا کوئی قانون تاش کی
 اور علم نجوم کی شہادت کو نہیں مانتا۔ تم اپنے دادا بردار اور دادا
 طرح دیکھی ملام کے دشمن ہو۔ میرے ملک کے خدار ہوش میں
 سلاخوں کے پیچھے پنچاؤں گی۔“
 راہبوں نے نہ زور دار مقدمہ لگا یا پھر کہا کہ تم میرے
 ڈنگا رہی ہو۔ چلو مان لیتا ہوں علم نجوم اور تاش کے پتے ہیں
 غلط تہ بھی پیش کرتے ہیں لیکن تم تانتا نہ ثابت ہو گی تو یہاں
 زندہ نہیں جاسکتی۔“

”اور تمہارے علم کے مطابق میں اگر سونیا ہوں تو کیا
 چھوڑ دوں گے؟“
 وہ ہتھے ہوئے اپنے دونوں کان پیکر کر بولا کہ اگر تم
 ہمیں اپنی زندگی کی فکر چھڑ جائے گی۔ میں اسی لیے دوستانہ
 تمہیں یہاں لایا ہوں۔ کہیں ایک دوسرے کے سامنے بالکل
 ہو جانا چاہیے۔ میں وعدہ کرتا ہوں اگر تم سونیا ہو تو میں جو
 سے نکال لے جانے کے لیے تھا اساتھ دونوں گا۔ دیکھو
 یہاں قدم قدم پر ہرا ہے۔ جو کھو اس ملک سے ہمارے
 بہت دور کی بات ہے آسے اہتال کے دروازے سے
 نامکن ہے۔“
 ”اور تم نامکن کو مکن بنا دو گے؟“

مجھے آنکار دیکھ لو۔“
 ”خود میں تمہیں آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کر کے آناؤں گی
 اور جو اس ملک سے باہر لے جانے کا دعویٰ کرنے والا خود سے
 سلاخوں سے اس طرح باہر کئے گا۔ وہیں پہنچ کر تمہیں قہیں لگے گا
 میں تانتا نہ ہوں۔“
 ”جو ان جنرت نے کہا نہ راہبوں! اس کا مزاج اور ڈولی کی
 اندکی نہایت کر رہی ہے کہ یہ حقیقتاً تانتا نہ ہے۔“
 راہبوں نے گھورتے ہوئے کہا یہ آج تم ڈولی پوری کرنے کی
 مرتبہ کر دینا ہے جاؤ گی۔ میں نے یہاں آئے ہی انظر کا کام کاہ
 پیرا آغا کر دو سے کرے سے رابطہ قائم کیا تھا اور اپنے ایک
 اہت سے کہا تھا۔ ٹوڈو ٹوڈو ٹوڈو ٹوڈو ٹیٹر۔ اس کا مطلب تھا
 ہل کے تمام دروازے کھولیں اور روشن دان بند کر دیے جائیں۔
 یہاں ہر دروازے کھولیں کے ساتھ فاصلہ شش رہیں جو صرف ایک
 فٹ کے فاصلے سے منہ ہوجاتے ہیں اس کے بعد یہاں چھٹے والا
 کارابنی رنگ میں باہر تین نکل پاتا۔ ہاں اس کی لاش باہر بیچک
 لگاتی ہے۔“

سونیا نے ہاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تم نے
 پھر ہاں کیا ہے کہ ہاں یہاں سے باہر نہیں جاسکتی گی؟
 ”میں نے کہا نا یہ خود کار سٹم ہے کوئی اپنے ہاتھوں سے اپنی
 مرندگی سے اور اپنی ذہانت سے یہاں کا ایک بھی دروازہ نہیں
 کھول سکتا۔“
 ”وہ سوچ لو رنگی طرف بڑھتے ہوئے جھپٹا اگر میں یہاں سے
 لگا لگا دوں تو؟“
 وہ ہتھے ہوئے بولا نہ سوچ لو رنگے ہاں جا کر اندر صبر کرنا چاہی
 ہوا اندر صبر کرو آ جا کر کرو۔ سونیا ہر تو خدا کو نہ کہتا نہ ہوتی
 اور ان کو پکار رہے بھی کوئی دروازہ نہیں لگے گا۔ موت تھا نہ مقتد
 بٹھا ہے۔“

”وہ سوچ لو رنگے ہاں سے ہٹ کر دروازے کے سامنے
 ہونے کو لگا کر کھینچنے کے ہونے دروازے کے سامنے شش لگا ہوا
 اور لگا رہا نہ ہوا۔ کھولانی جو زلف اور راہبوں نے تھتے لگائے سے
 ہاں ہاں میں ان کے تھتے تھتے گئے۔ کیونکہ سونیا تھتے لگا رہی تھی۔
 اور انہوں نے دیکھنے کے۔“
 ”چھوڑو مجھ کو ہوا وہ بھی ہوش میں سکتا تھا۔ بالکل ہی نامکن ہی ہوت
 اس لئے اس کے شش کو نیچے سے لگا کر کہا کہ تم جا سہ۔۔۔
 اس کے اوپر کھڑا دیار شش اور رنگ طرف اٹھا۔ وہ باہر لگی،
 اس کے اوپر پڑنا۔ پھر شش کے نیچے گولا دیا۔ راہبوں نے اس سے
 لگا کر ہاں میں ہو سکتا۔ اگر ہم جاگ رہے ہیں تو یہ
 لگا کر ہاں سونیا تھی خدا کی قسم یہ سونیا تھی۔۔۔“

جاہلوسی کا دہشت گرد ترین سلسلہ

انسان کی تشریح و
 تہذیب کے حیات افسوز واقعات
 صدیوں سے زندہ ایک نیو اسرار شخص
 کی آپ بیتی، ہوا جس کی دوست
 تھی، مہمند جس کے لیے آغوش مہادر
 تھا آگ اس کے بدن کو بنو دیتی تھی۔

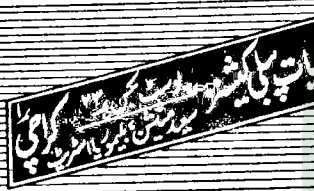
 وہ کہانی جس نے اپنے وقت میں مقبولیت کے
 کے ریکارڈ توڑ دیے



پسانے حصوں میں مکمل

قیمت فی حصہ ۲۵ روپے • ڈاک خرچ فی حصہ ۱۰ روپے

مکمل سیٹ دنگے نہ قیمت صرف ۱۰۰ روپے، ڈاک
 خرچ ۱۰ روپے۔ کل ۱۱۰ روپے کا منی آرڈر روان
 فرمائیں۔ یہ رعایت صرف نئی آرڈر سال کرنے پر ہی ملے گی۔



ایک بات جو کسی کے لیے ناممکن ہوتی ہے وہ ضروری نہیں کہ دوسرے کے لیے بھی ممکن نہ ہو۔ سو نہ مانے ناممکن نہ کہیں کیسے بنایا یہ راجسوں کی کھنٹی میں آیا۔ وہ ڈرنا ہوا انظر کا کہ پاس آیا۔ ریسور اور انصار ایک ماتحت سے بولا کہ کیا تم نے دروازوں اور کھڑکیوں کو خود کار سسٹم کے ذریعے لاک کیا تھا؟ ماتحت نے جواب دیا، جی ہاں میں نے منہ دیا کرتی وہی اسکا پلہ دیکھا تھا۔ تمام دروازوں کھڑکیوں اور روشنائیوں کے منبرو شٹر نیچے آگے تھلے ہو گئے تھے۔

وہ گرج کر بولا کہ تم سے کوئی معمول ہوتی ہے۔ وہ یہاں کے ایک شٹر کو اٹھا کر فرار ہو گئی ہے۔

جی ہاں میں نے اسے اسکرین پر دیکھا ہے۔ دیکھنے کے باوجود یقین نہیں آ رہا کہ اس نے خود کار سسٹم کو فنل کر دیا ہے۔

”جو اس نے نہ کر سکا سسٹم کو بھی طرح چیک کرو۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے اس نے شٹر کیسے اٹھایا۔ اونٹنی پھنسی نے صرف مکمل جاسم کہا تھا۔ یہی اونٹنا بلیا گیا ہے۔“

اس نے انظر کا کہ ریسور کو شیخ دیا۔ بخولائی جوزف نے کہا۔ ”شنا تھا دوسروں کے لیے لکھا کودنے والے خود اسی گڑھے میں گر پڑے ہیں۔ آج آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں ہم جسے پھانسا جانتے تھے وہ خود کار سسٹم کی کھڑکیوں اور دروازوں میں تھپ رہے تھے۔ راجسوں نے گرج کر کہا کہ شٹر اپ۔ ہمارا آدمی خود کار نظام کی خرابی کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔“

اسی جگہ کے ایک کمرے میں وہ ماتحت کی خرابی کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کسی نے پیچھے سے آکر اس کے شانے کو تھپتھپایا۔ اس نے مگر مگر دیکھا پھر جرت اور خوف سے اچھل پڑا۔ بند کمرے سے نکلنے والی سونیا اس کے پاس کھڑی تھی۔

وہ بولی ”میرا اندازہ درست نکلا۔ اسی ایک کمرے کو خود کار سسٹم کے ذریعے پھنچو بنایا گیا ہے۔ راجسوں نے میرے غلطی کی کہ تمہارے کمرے کو تھپتھپائیں دیا۔ وہ دیکھو تھا اور واہ ماتحت ایک تاریک مارتے کھول کر آئی ہوں۔“

وہ شوک لگی کر بولا ”نادام! ہم بڑی طرح چپس گئے ہیں۔ جو ہوتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ بیڑا یہ بتاؤں آپ نے خود کار شٹر کو کیسے اٹھایا تھا؟“

وہ بولی ”کسی بھی دشمن کے ذمے پر ہتھیار سے زیادہ مافرومانی کا آتی ہے۔ اس جنگ میں آئے والے شاید تو خبر نہ دیتے ہوں کہ یہاں دروازے کے علاوہ شٹر کیوں لگائے گئے ہیں۔ مگر میں نے نوٹ کر لی۔ اس وقت مجھے راجسوں پر شک نہیں تھا۔ میں بخولائی کو ملک کا وہی سمجھ کر آئی تھی۔ اس شٹر کو دیکھ کر بات سمجھ میں آئی کہ بخولائی کا امید

کئے گا تو اس کے آدمی باہر سے شٹر لاک کر مجھے اور راجسوں کو قتل کر گئے۔ یہ بات سمجھ میں آئی تھی میں نے اپنا ایک چمکنا سا ہتھیار لگا کر دیا جہاں شٹر نیچے آ کر رک جاتا تھا۔ اس کا پتہ کسی شٹر کو ذریعہ بند نہ ہو سکا تم لوگوں نے سمجھا وہ خود کار سسٹم تھا لاک ہو گیا ہے۔ اب تم بتاؤ یہاں کتنے کمرے اور کتنے ”یہاں دو ہیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم ہے۔ دروازوں میں بھی راجسوں اور بخولائی کا صاحب تھپ رہے ہیں۔ میں اس کے پاس ہوں۔ دوسرا کمرہ خالی ہے۔ رات کے دن جیسے میری ڈیوٹی ختم ہوگی دوسرا شخص میری جگہ آئے گا۔“

سونیا نے پوچھا ”یہاں تم لوگوں کے خلاف شٹر کیوں ٹوٹا جا سکتا ہے؟“

”یہاں کے ایجنڈا ہتھ روم میں واٹس ہیں کے اور ہر طرف ہے۔ اس آئیٹے کو دروازے لاک کر تو پھینچے جو خولنے سے ہر ایک خانے میں اہم دستاویزات اور یہاں سے نکلنے سے ہر ایک کی نائیکرو فلمیں ہیں۔ چار دیواری اور دروازے شٹر میں لگی ہیں۔ میڈونانے سونیا کے پاس آکر کہا ”اس کا بیان درست ہے سوچ رہا ہے اسے سرکاری طور پر معافی مل جائے تو یہ اتنا ہتھیار آپ کی رہائشی کمرے گا۔“

سونیا نے پوچھا ”تم جیل جاتا چاہا مگر گے یا میرا ساتھ دیا وہ فرش پر گھٹنے ٹیک کر بولا ”مجھے معاف کر دو۔ میں ہوں تمہارے اور میری کام آؤں گا۔ یہاں اور چار جاسوں کی لگاؤ وہاں تک پہنچاؤں گا۔“

اسی وقت انظر کا کہ جو بڑی آواز سنائی دی۔ سونیا اٹھایا۔ دوسری طرف سے راجسوں نے غصے میں کہا ”خود کار سسٹم چیک کرنے میں کتنی دیر لگا رہے ہو یہاں کے دروازے کھول آ رہا ہوں۔“

سونیا نے کہا ”دروازہ کھلے گا تو گئے؟“

وہ چونک کر بولا ”تم... تم وہاں ہو؟“

”تم نے کیا سمجھا تھا میں کوئی جان بیکری جگہ جاؤں گا۔ لوگ قتل کرنے کا فرسٹ ادا نہیں کروں گی۔ آفسوں میں آئے ہیں۔ کو سمجھا نہیں ہے۔“

”اوہ گاڈ! میری کھنٹی میں نہیں آتا تو کون ہو۔ یہاں سے تم نے تیس ذہانت کا کلاہر کھیلنا ہے وہ صرف سونیا کا ہتھیار تھا میری فرسٹ شامی سبکی ہے کہ تم اتنا نہ ہوتے میں قانون کے ایک رول کی۔“

”صرف قانون کے حوالے نہیں کروں گی تمہاری کھنٹی میں پھوڑوں گی۔ تم ان خوف ناک آنکھوں سے گرتا رہنے والے

اور اپنے خلاف فیصلہ شانے والے رخصت کو بھی محرزہ کر سکتے ہو۔“

”میں قانون نے تمہیں اتنے اختیارات نہیں دیے ہیں کہ تم میری آنکھیں پھوڑ سکو تم صرف گرتا رہ سکتی ہو۔“

”میں طرح سے مجرم کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے تمام اختیار چھین لیے جاتے ہیں۔ اس طرح تمہاری شیطانی آنکھوں کے ہتھیار کو چھین لینا میرا فرض ہے۔ قانون کے مخالفوں کو کٹھن بھادوں کی طرح تمہارے خلاف وہ آنکھیں پھوڑا گئیں جبکہ ایسا ارادہ نہیں تھا۔“

”میں ابھی آنکھوں سے اور سمائی قوت سے پھاڑا جیسے پہلا لانا کو رو رو کر دیکھتا ہوں۔ تم سونیا ہو یا تانا۔ میرے مقابلے پر کرنے کی طاقت دکھانا۔ میں تمہارے لیے آئے والی حیثیتوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑتا۔“

میڈونانے کہا ”تاہم یہ آپ کو چیلنج کر رہا ہے۔“

”ہاں مجھے پھوڑ کر رہا ہے تاکہ شٹر اٹھا کر مقابلے پر پہنچ جاؤں۔“

”میری خواہش ہے آپ اس کی پٹائی کریں۔“

”ایسی خواہش کو ہمیشہ کھیل دیا کرو اور ڈرنا فیصلہ کر دو کہ شٹر کیوں کسی طرح چلے جائے۔ ناک انہماں تک پہنچا یا جا سکتا ہے۔“

”اس کی ایک صورت ہے۔ میں بخولائی کے ذریعے اس کی آنکھیں پھوڑوں گی۔ یا اسے بڑی طرح زخمی بنا دوں۔“

”اللہ میں وہ دونوں بیان دیں گے کہ وہ آپس میں بہترین دوست تھے۔ انھیں کسی نے دماغ نہیں آکر لڑایا تھا۔ ایسی لڑائی نہیں فزور ہونے کے باوجود بخولائی جوزف کے ہاتھوں زخمی ہو گیا۔“

”تو پھر میں دونوں کو بیان دینے کے قابل نہ چھوڑوں؟“

”یعنی دونوں کو کام تمام کر دوں گی؟“

”جی ہاں۔ میں انھیں اندھا اور ایا بیچ بنا کر چھوڑوں گی تب مجھے کسی طرح ظاہر کریں گے کسی ٹیٹھی بیٹھی جاننے والے یا والی نے ان کے ساتھ ایسا کیا ہے۔“

”اگر بخولائی جوزف آئینہ کام لگا سکتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ دونوں کو ختم کر دو۔“

وہ بخولائی کے دماغ میں آئی بخولائی راجسوں سے کہہ رہا تھا ”یہاں سے نکلنے کی تدبیر کرو۔ بڑی مشکل ہے۔ تم پھر ماشرے لگا کر نکل کر سکتے۔ ڈیگائیڈ ٹیڈ گیم کے تین تین کہاں صورت ہیں۔ آج ہی سے وہ میرے دماغ میں نہیں آتے۔ اگر وہ اب بھی نہیں آتیں گے تو آئینہ ہاوس ساتھ چاروں جیسا سوچا کرے گی۔“

راجسوں نے انظر کا کہ سے رابطہ قائم کیا۔ پھر سونیا کی آواز سن کر لڑا ”آئیڈا! تم ہاوس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کر سکتی گی۔ لڑنا کھلے کوئی ٹھوس سزا مل سکتی ہے۔ میں غداروں اور کالاجت

ثبات نہیں کر سکتی۔ بہتر ہے ہم سے صلے کرو۔“

”میں تم سے نہیں بخولائی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔“

اس نے بخولائی جوزف کو ریسور دیتے ہوئے کہا ”یہاں دیا معاملت ہو سکتی ہے۔ اسے راضی کرنے کی کوشش کرو۔“

وہ ریسور کے بڑے ادب سے بولا ”تین ہتھیاری دلیری، ذہانت اور بڑی کامیابی کے امتزاج کرتا ہوں ایک بار ہم سے مصالحت کر کے دیکھو ہم تمہاری توقعات سے زیادہ تمہارے کام آتے رہیں گے۔“

”مشکل اس طرح کام آسکتے ہو؟“

”میں دوستی کے متعلق ایک اہم اطلاع دوں گا۔ تمہارا ملک میں تھوڑی سی جڑو جھد کے بعد اسے حاصل کر سکتا ہے۔“

”یعنی تو ہم گیم ماشرے سے غداڑی کرو گے؟“

”ہم معاوضہ سے لڑائی محنت اور صلاحیتیں آتے دیتے ہیں لیکن اس کے کام کے لیے جان نہیں دے سکتے۔ ہم تمہارے بھی انفرادی مرنے کی صلح اطلاعات خراب کر سکتے ہیں۔ مگر تمہارے لیے یہی جان دینے کی تم نہیں کھا سکتے۔ ہمیں اپنی زندگی عزیز ہے۔ اسی زندگی کے لیے ہم جان بیکری خطرات سے کھینچتے ہیں۔“

”تمہاری یہ سچی اور گھری بائیں مجھے پسند آ رہی ہیں۔ میں تمہارے بھروسہ کر سکتی ہوں۔“

”اس اختلاف کا شکر یہ۔ بیڑا نہیں باہر نکلاؤ۔“

”صرف تمہیں باہر آنے دوں گی۔“

”میں راجسوں کی طرف سے تم کو کھانا ہوں وعدہ کرتا ہوں اس سے کہ جس بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچے گا۔“

”صرف اپنی بات کرو۔ میری دوستی سے اس ملک میں تمہیں عزت ملے گی۔“

میڈونانے دیکھا۔ راجسوں بخولائی جوزف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھور رہا تھا۔ اپنی خوفناک آنکھوں سے مرعوب کر رہا تھا اس کی نظریں دھمکی بن گئیں۔ بخولائی اس کے خلاف ہو کر سونیا سے سمجھتا کہ اسے کوئی دوسری برأت میں پارا تھا۔ ایسے ہی وقت میڈونانے اس کی نظروں کو راجسوں کی نظروں سے ہٹا دیا۔ اے اُن آنکھوں کے حشرے نکال دیا۔ اس نے اطمینان کی سانس لی۔

سونیا نے پوچھا ”کیا تم کسی اطمینان میں ہو؟“

”اُن ہتھیاروں۔ بائیں نہیں۔ میں دراصل سوچ رہا ہوں کہ ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔“

”وہی جو تمہاری عقل بھاتی ہے۔ تم پھر ماشرے لینے لگتے ہیں۔ اور دوسرے لیے جان نہیں دے سکتے۔ پھر راجسوں سے دوستی کیوں نہا رہے ہو؟“

اسی وقت۔ میڈونانے اس کی سوچ میں کہا ”ہاں سوچنے کی

بات ہے مجھے ابھی جان پہنچانے کی فکر کرنی چاہیے۔
 سونیا نے کہا۔ اس خوش فہمی میں زندگی تو کونوں کے خلاف
 ٹھوس ثبوت نہیں ملے گی۔ یہاں ناشی جنس کے آدمی پیچھے ہی
 ہاتھ روم کے آگے کھینچے تھے۔ ہاتھ روم کے استعمال کا کیا چھٹا برآمد
 کریں گے؟
 یہ سنتے ہی نکولائی کے ہوش اُڑ گئے۔ اس نے راپوشین سے
 کہا۔ ہر مہر گئے۔ برقی طرح چمکنے لگے۔ تاتیا نے ہاتھ روم کے خفیہ
 خانے کا ملبہ ہے؟
 یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
 ہو سکتا ہے میں ہو سکتا ہے؟
 یہ کہتے ہی اس نے رپو اور نکال کر راپوشین کو نشانے پر
 لگے۔ یہ رپو نکولائی کی حرکت تھی جو نکولائی کی سوچ میں کبھی نہ تھی۔
 وہ گاؤں میں تھے۔ اس نے اپنے اختیار پر اوروں کو لگا ہے اس کا مطلب ہے
 میں اپنے دفاع کو اپنی ذات کو تڑپ دیتا ہوں اور یہ غلط نہیں ہے
 اپنی جان پہنچانے کے لیے مجھے تاتیا نے کاؤ فارڈا دینا چاہیے۔
 دوسرے سونیا نے کہا۔ نکولائی ہتھیار کی سلامتی میری ایک
 نگاہ کی محتاج ہے؟
 میڈو داغ میں بول رہی تھی سونیا نے کہا۔ میں میرے چوک
 رہی تھی۔ وہ بھرا کر بولا۔ راپوشین میرے قریب نہ آتا تم جانتے
 ہو میرا نشانہ میری نہیں چوٹ۔ گولی میری دل کے آریار ہوگی؟
 راپوشین نے خستہ سے پوچھا۔ کیا دیکھا مارا چل گیا ہے یا تاتیا
 کے ہرکانے پر یہ حماقت کرنا چاہتے ہو؟
 وہ جیسے ایک نئی زندگی نے رہی ہے اور یہ زندگی تمہاری آتش
 پر سے گزر کر مجھے مل سکتی ہے؟
 راپوشین نے اچانک اس پر چلا دیا۔ اس کے ساتھ
 ہی گولی چل گئی۔ وہ شہر کی طرح دہاڑتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ گولی ران
 میں چوست ہو گئی تھی۔ جس میں انکا رے دہکتے گئے تھے۔ شہر میں
 میں ہینٹا ہونے کے باوجود وہ فرش پر رہ گیا تھا اور آواز آگے بڑھنے
 لگا۔ وہ کئی مقاموں کے سامنے شکست تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اپنی غیر
 قوت برداشت کی بدولت مقابلے جیت لیا کرتا تھا۔ اس نے
 ریختے ہوئے نکل کر کہا۔ تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو میری آنکھوں
 میں دیکھو۔ میں کتنا ہوش آور دیکھو؟
 نکولائی جزوت اس سے دور رہنے کے لیے اٹھ کھام سے
 دور ہٹ گیا تھا اور اب سونیا سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اسے گولی مار کر تم
 کر دیا جائے یا اچانک بنا کر چھوڑ دیا جائے۔
 اس نے کہا۔ راپوشین اگر تم چاہتے ہو کہ میں دوسرا خانہ کروں
 تو پیچھے چلے جاؤ۔ میں تاتیا نہ سے بات کرنا چاہتا ہوں؟

اس لیے میں ڈیگر پہنچ گیا۔ کوڈورڈو اور اکر کے ہاتھوں کو
 کیا۔ وہ کیفیت سے کہتا ہے ہوتے بولا۔ اب مرنے آئے ہو میرے
 سامنے دیکھو نکولائی جو زوت تاتیا نے کی باتوں میں آکر مجھے تل کرنا پڑا
 ہے۔ میرے پاؤں میں ایک گولی آ کر ٹکی ہے۔ اور میرے پائے میں
 یہ گولی پٹا ہے۔ آگے کوڈورڈو زادا کیسے اس کی صورت ہی نہیں گئی۔
 مخاطب کرتے تو میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا ہوں۔ اس
 ذیل نکولائی نے گولی مار کر میرے دماغ کو زور دینا دیا ہے؟
 ڈیگر نے نکولائی کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ میں کیا بول اور
 یہ تمہارا دیکھ کر بیان ہوں۔ کیا تم اپنے لیدر کو قتل کرنا چاہتے ہو؟
 وہ بولا۔ سنو ڈیگر! میں نے پورا سانس کھینچ لیا۔ وہ دماغ میں
 کہ اس کے کام آنے کے لیے پیش کے لیے کام چاہوں گا؟
 تمہیں جان کا خطرہ ہیوں ہے؟
 تاتیا نے نہیں بھری چلی ہے۔ فلاں کا راستہ نہیں ہے اگر اس
 سے وفاداری نہیں کروں گا تو وہ مجھے ہماری کرسی میں چھین کر
 پینا لے گا۔ اس نے کہا۔ ہمیں راپوشین کو قتل کر کے ہی
 رہ سکتا ہوں؟
 ڈیگر نے اس کے دماغ کو ایک جھٹکا پہنچایا۔ اس کے
 سے بیچ نکل گئی تھی ہاتھ سے رپو اور پھوٹ گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں
 سر کو تمام رنگین سے ترپنے لگا۔ ڈیگر نے کہا۔ یہ ایک خود
 اگر اس سے وفاداری اور ہم سے غمخاری کرو گے تو زہر تو پ
 مرو گے؟
 وہ کہتے ہوئے بولا۔ آہ! میں مر جاؤں گا۔ میرے ذہن
 چلے جاؤ۔ تمہاری بات نہ مانوں تو تم مارو گے۔ اس کی بات سے
 کروں تو وہ مجھے تہم میں پہنچانے گی؟
 اس سے پہلے میں تمہیں تہم میں پہنچا رہا ہوں؟
 راپوشین نے گرا ہوا رپو اور اٹھا لیا تھا۔ اسے نشانے پر
 کر کہہ رہا تھا۔ منور کے پیچھے آتے تھے زخمی کر کے دماغی طور پر
 بنا دیا۔ یہ نوا چھو کر پاسکل کر یا اچانک ہی نہیں خیال خزانے
 قابل نہیں ہے۔ ورنہ تاتیا نہ سے میرے اندر بیٹھا دماغی
 سے کیا ہوتا۔ تو مجھے بیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں
 ڈیگر کوئی راست نکال لے تب بھی میں نہیں جھاگ کر نہیں جا سکتا
 ڈیگر نے کہا۔ تمہارے دماغ میں میڈو نا اور آرمی آئے
 میں مگر وہ تمہارے موجودہ حالات سے بے خبر ہیں۔ اس نے
 ہر تہہ کے تمہارے اس معاملے میں سونیا نہیں ہے۔ جس طرف
 تاتیا نہ سے نشا ہے؟
 کچھ بھی کرو۔ سگ جلدی کرو؟
 آہا خوب یاد آیا۔ تاتیا نہ ایک ہفتہ پہلے بیارٹی رہا۔

نہیں روک سکتی تھی۔ میں ابھی اسے ٹریپ کر رہا ہوں؟
 اس نے خیال خزانے کی پروا کی۔ اسے تاتیا نہ کی آواز اور
 بعد اسی طرح یاد تھا کہ اس کی سوچ کی لہروں میں جھٹکا کھڑا نہیں
 ہوا۔ میں نے کہا۔ یہی تھی ڈیگر تاتیا نہ کے دماغ میں جا رہا ہے۔
 اب کیا ہوگا؟
 سونیا نے کہا۔ ہمیں کھل جانے کا کہنا تاتیا نہ سے چکی ہے۔ اس
 لہذا اس دن سے مجھ گیا ہے۔ ہم وہاں جا کر دیکھیں گے کہ وہاں ہے؟
 وہ ڈیگر نے کہا۔ آہ! چند لمحوں کے بعد تو مجھے آ کر
 کہہ دے گا کہ وہ میری سوچ کی لہروں کو تاتیا نہ کا دماغ نہیں
 لہا ہے؟
 اس سانس روکتی ہوگی؟
 وہ کہہ سانس روکتی تو میری سوچ کی لہروں میں آسنا میں
 رپو نکولائی خزانے کرتا ہوا جھٹکا رپو میں یقین سے کہتا ہوں کہ
 وہ میری ہے۔ تمہیں مجھ سے والی تاتیا نہ نہیں کوئی اور ہے؟
 وہ لہلہ سے بولا۔ کیا کہہ رہے ہو؟
 میں دماغوں کے اندر بیٹھا ہوں غلطی نہیں کر سکتا۔ تمہارا
 ضرورت ہے۔ یہ سونیا ہے اور اگر سونیا نہ ہو تو بھی یہ ناقابل
 چاہیے کہ یہ تاتیا نہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت ضرورت فراہم ہے
 راپوشین نے تکلیف سے کہتے ہوئے کہا۔ اور ایسا فراڈ
 دینا ہی کسکتی ہے؟
 غمزدگی میں آتا ہوں؟
 وہ بولا۔ اگر تمہارا سونیا کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے کہا۔
 یہ آؤٹ؟ پھر سانس روک لی۔ ڈیگر نے دماغی طور پر حاضر ہو کر
 اور گہمت نے اپنے دماغ میں وہ کہہ معلوم نہیں کہتے دیکر وہ
 لاکھ میں شہر میں اور کس گھر میں ہے؟
 اس نے پھر ماسٹر کو یہ بتایں بتائیں۔ وہ بولا۔ ہمارا بھتیجی
 لالہ کیا ہے۔ ناری کے سوپ میں سونیا ماسکو پہنچی ہوئی ہے اگر
 ماسکو بیان کے مطابق تاتیا نہ سے چکی سے سونیا اس کلر اور
 کہ ہے اور اس وقت ہمارے آدمیوں کو ایک جنگ میں تیار کرنے
 نا ہی ہے؟
 ڈیگر نے پوچھا۔ این حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
 ہمارے سامنے دو زبردست بنائیاں ہیں۔ پہلی بازی سونیا
 ہمارے پاس ہے۔ اس کا پاس آؤ۔ اسے بیگ میں کر دو۔ اگر وہ ہم سے بھرتا
 لگا سکتی تو ہم اس کا زلفا ش کر دیں گے؟
 ہم اس کی کاپول کھولیں گے؟
 سونیا کی بات ہے۔ وہ روں کی طرف ناشی جنس میں تاتیا نہ
 لگا سکتا ہے۔ نشانے دیکر ڈیگر میں ہوں گے اس طرح وہ گنار

کر لی جانے گی اس کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے وہ جو
 اور ہر کار کو اس ملک سے واپس نہیں لے سکے گی۔ اس میں واپس لے کے
 لیے ہم سے دوستی کا معاہدہ کرنا ہوگا؟
 دوسری بازی کیا ہے؟
 یہی کہ سونیا کی مخالفت کریں گے۔ اس کا بھلا بیٹا ہو جائے
 ابھی ہم ماسک میں اور سونیا سے کہا ہے۔ میں سونیا کے خاتمے کے
 بعد صرف ماسک میں رہ جانے کا تمہیں سے ایک ڈیگر پاسکل کرنا
 کے دماغ میں جانے اور اسے اپنا مطیع اور ذوال بردار بنانے اس
 طرح ماسک میں کی جیٹس کی طاقت سفر ہو جائے گی؟
 دوسری طرف میڈو نا سونیا سے کبھی بھی نہ راپوشین کے
 دماغ میں ڈیگر نہیں ہے۔ اس کی غیر حاضری کا مطلب ہے وہ دوسرے
 ڈیگر کو لہانے گیا ہے۔ ہمیں پریشان رہنی۔ کچھ بہت بڑی کھڑا
 آن کے ہاتھ گیا ہے؟
 میں انسان ہوں اور دنیا کا ہر انسان کسی دھم سے پرکھو
 اویسے نہیں ہوتا ہے تم اس لیے پریشان ہو کر مجھے ناقابل گرفت بھتی
 ہوا ہے یہ تمہاری بھول ہے؟
 کیا آپ ان کی گرفت میں آئیں گی؟
 ہاں تم پر ہلو پر خور کر کے دیکھو۔ وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ میں
 تاتیا نہ نہیں ہوں۔ میں ایسے میں اپنے سچا وکی تہہ تو کسکتی ہوں
 مگر تاتیا نہ میں کہ نہیں وہ سکون کی۔ جو خور مارا یہ کو یہاں سے
 لے جانے میں بڑی دشواریاں پیدا ہو گئی؟
 پھر ماسٹر پر ہی ضرورت میں آپ کو بے نقاب کرنا چاہیے گا؟
 نہیں وہ سودا کرے گا۔ اب دیکھنا ہے وہ کیسے ہونے باقی
 کسے گا؟
 راپوشین کے زخم سے کافی مقدار میں خون بہہ رہا ہے اس
 پر سب سے ہوشی طاری ہونے والی ہے؟
 دونوں کو یاد رکھا۔ ان کے بعد ڈیگر اینڈ ڈیگر کچھ سے
 رابطہ قائم کرنے کے لیے کسی آواز کی ضرورت ہوگی۔ جب تک ان کا کوئی
 آواز نہ آئے۔ تب تک شاید میں کچھ کر سکتا ہوں؟
 میڈو نا نے راپوشین کے اندر پہنچ کر اس کی سوچ میں کہا۔
 ڈیگر ابھی تک نہیں آیا۔ میں بے ہوش ہو جاؤں گا تو نکولائی میرے
 ہاتھ سے رپو اور لے کر مجھے مار ڈالے گا۔ اس سے پہلے ہی مجھ اس
 کا کام کر دینا چاہیے؟
 اس خیال کے ساتھ ہی اس نے نشا نہ لیا۔ نقاب کے ہاتھ
 اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ گولی چلی مگر دوسرے آور ہو گئی نکولائی
 نے اس کے ہاتھ پر شوکر ماری۔ رپو اور اس کی گرفت سے نکال
 کر اپنی گرفت میں لیا۔ پھر ایک لمحہ بھی نہ مانے کیے بغیر اسے گولی ماری۔

میلو نوانے اگلی گولی اس کے نام کوئی جب ڈیڑھ گھنٹے وہاں پہنچا تھا تو اسے کھولائی ملا نہ راہبوں میں جہاں پہنچنے کی کوشش کی وہاں موت کا ستا ملا۔ اس نے پھر باشر کے پاس آکر کہا دو دن مر چکے ہیں۔

اس کا مطلب ہے سونیانے تھانہ کی پرواز کے راستے کو دیکھ لیا ہے۔ ماکو میں کسی ایجنٹ کے پاس جاؤ۔ اس سے کوہاں کی طرف اپنی جگہ جس سے لاسٹر کے ذریعے رابطہ قائم کرے تاکہ روسی جاسوس کو رابطہ قائم کرنے والے کا سراغ نہ لگاسکیں۔ ہمارا ایجنٹ دھمکی دے گا کہ ایک گھنٹے کے اندر اگر تیا نہ دے اپنے دماغ کے دروازے نہ کھولے تو ہم ایک ہی دھماکہ میں اس کی حیثیت بدل کر رکھ دیں گے۔

دوسرے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد اس کا پاس گیا تھا وہ سانس روک بیٹھا ہے۔

کیا کچھ ہے ہر وہ اسپتال میں زخمی ہے۔ سانس کیے ہو کھینچے؟

شاید آہرا میڈیو نوانے اس پر توجہی عمل کیا ہے۔

سپر مارٹن غصے سے پوچھا کیا تم دونوں تاشاد دیکھ رہے تھے؟

ہم سوئی کے سلسلے میں مصروف تھے۔ علی تیار اور اسٹی بی بی نے ہمیں بلجا یا ہوا تھا۔

یہ اپنی نالائقی کو چھپانے والی باتیں ہیں تم میں سے کسی ایک کو پاس کی طرف دھیان دینا چاہیے تھا۔

جناب! اس جگہ میں میں عماد کھل گئے تھے۔ یہودی تنظیم کے گوریلوں نے ہمارا تیار ہوا کام بگاڑ دیا۔ دوسری طرف اسٹی بی بی نے تیار کیا چاہیں۔ تیسری طرف علی تیار نے ہمارے ایک کیپ کو تیار کر دیا۔ یہیں وقتے وقتے سے نئے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔

دوسرے ڈیڑھ گھنٹے پہلے کہا گیا ہے سوچ سکتے تھے کہ سونیا کیپ پاسکل کو زخمی کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دے گی اور کس طرح ستا تیا نہ کی جگہ حاصل کرے گی؟ نہیں جناب! یہ آپ بھی مانتے ہیں کہ وہ بھلے ہے، ہم سے پہلے ٹارگٹ تک پہنچتی ہے۔

جیسی تم نے آئے ہے بجلی کہا اس لیے میں بھی وہ چکر لگ رہی۔

پلے جاؤ اپنے ایجنٹ کے ذریعے اسے اس کا راز فاش کرنے کی دھمکی دو۔ ہمارے پاس کسی ایک تیار کیا ہے۔ اسے کامیابی سے چھینکو۔

وہ دونوں چلے گئے۔ سپر مارٹن نے کہا اور نونو تم میں سے ایک کو مار یہ اور جو کچھ خبر نہیں چاہیے۔

نائب سپر مارٹن نے پیلو کے ذریعے کہا۔ جناب! وہ دونوں میرے دماغ سے جا چکے ہیں۔ جب واپس آئیں گے تو آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔

ان گزروں کو اسی طرح بچھا دو کہ ایک ساتھ ایک ہی جگہ نہ جائیں۔ ٹرانسفاشر میں نے انہیں ایک دوسرے کا عادی بنا دیا ہے۔

میں انہیں بچھاؤں گا لیکن جناب! وہاں سونیا کی مہر کی یقین دلاری ہے کہ وہ اپنے ٹیلے پیچھے جاتے والوں کو بچھڑا کر تک پہنچا جائے۔

پندرہ گھنٹے پہلے ایک ڈیڑھ گھنٹے پہلے دی گئی کہ چوڑا ٹوڑا ٹیڈہ دماغ کہا ہے کہ وہ چنٹا اس کی اپنی سوچ منصفیہ لہجہ پرانی سوچ کا اثر نہیں لگی۔ جبراً اس کے اندر کچھ کہا جائے گا وہ دماغی سرلیٹھ بن جائے گی۔ ہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

نائب نے کہا۔ یہ ہمارے ٹیلے پیچھے جاننے والوں کا یہ ہے وہ پندرہ گھنٹوں کے دوران ایک بار جو زخمی دماغی حالت معلوم کر سکتے تھے لیکن وہ دونوں اپنی مصروفیات کا دھماکہ کرتے رہتے ہیں۔

ڈیڑھ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے نادان نہیں ہیں۔ انہیں سوچ بچھڑا کر کا موقع ملے تو وہ بہت کچھ کر جائیں گے۔ ان کی مشکل یہ ہے کہ سونیا اور علی تیار سے ہے۔ اب تک علی تیار انہیں اچھا لگا ہے اب تیا نہیں سونیا کی جگہ چلیں چلے گی۔ یہ تو کیفیت ہے کہ ہمارے خاموش بیٹھے ہیں۔ میں نے اپنی طرح بچھا دیا ہے کہ وہ پارک بالکل نہ چھینے دیں اسے میڈیونا کے ساتھ من رہنے دیں۔

جناب! کیا میڈیونا کو نظر انداز کرنا مناسب ہے؟

مناسب نہیں ہے مگر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے موجودہ فتنے دار یوں کو پورا نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ہم سونیا موجودہ لیے کسی سے فائدہ اٹھا لیں گے اور اسے اپنے قابو میں لے لیں تو میڈیونا تازہ زیادہ دور نہیں ہے۔ میں ایک زبردست شتم اس کے پیچھے لگا رہوں۔ پارک اور میڈیونا کو کبھی تیا نہیں لگا کر اس شخص کا شائق ہم سے ہے۔

اس کے ٹیلے پیچھے جانے والے مصروفیت کی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے میڈیونا کے پیچھے اسے تیار کیا جا رہا تھا جو ٹیلے پیچھے کے ہتھیار کے بغیر ہی زبردست کھیلے دوسرے فنٹوں میں وہ سوئے ہوئے پارک کو بچانے والا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے اپنے ایک ایجنٹ کے ذریعے علی تیار کے ایک انفر سے رابطہ قائم کیا جھڑے دھمکیوں اگر تیا نہ ان کے لیے اپنے دماغ کے دروازے نہیں کھولے وہ اس کے خلاف ایک بہت بڑا دھماکہ کریں گے۔ اس کے انھوں نے ایک گھنٹے کی مدت دی تھی اور سونیا کیلے ہے۔

بہت تھا۔

وہ اسی جگہ میں تھی جہاں راہبوں میں اور کھولائی جوزف مرد پڑے ہوئے تھے۔ ان کا ایک ماتحت سونیا کے قابو میں تھا اسے تمام ایسے ایجنٹوں کے نام اور پتے بتا رہا تھا جو ماکو میں پڑا رہنے کے لیے کام کر رہے تھے۔ ان میں دو عورتیں بھی تھیں۔ سونیا جن ماتحت کو ساتھ لے کر تیا تیا نہ کی رہائش گاہ کی طرف گئی جو کہ ماکو کی اپنی رہائش گاہ تھی۔ اس نے ماتحت سے کہا۔ ان دو عورتوں کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔

وہ بولا۔ ان میں سے ایک عورت ڈیڑھ گھنٹے تک بھی جاتی ہے۔ دوسری اسے جہارت حاصل ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے میں اس کی اجازت کے بغیر اسے دماغی رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔ میں نے سنا ہے راہبوں ہی نے اپنی آنکھوں سے سوزہ دہا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بہت بڑا لہرا لگاتا ہے۔

سونیا نے رہائش گاہ میں پہنچ کر بلا تک سہو کی کا فروری سامان لیا۔ میڈیونا سے کہا۔ اس ماتحت کے دماغ میں راہبوں میں اس کے ماتحت یا لہرا لہرا عورت کے پاس جا رہی ہوں۔ تم اس ماتحت کے ذریعے اسے زخمی کر کے اس کے دماغ پر قبضہ کر سکتی ہو۔

وہ رہائش گاہ سے باہر آئی۔ کار میں بیٹھا اس عورت کے جگہ کے قریب پہنچی۔ جھڑا ماتحت سے کہا۔ یہ ریلو اور لہرا سے جب میں رکھو اور وہ راز سے ہر جا کر دستک دو۔

میں اس سے کیا کہوں گا؟

اسے قیش آنے والے خطرات سے آگاہ کر دو۔ راہبوں میں اندر کھولائی جوزف کی موت کے متعلق بتاؤ گے تم میرے خلاف بھی بہت کچھ کر سکتے ہو۔

وہ کاہنے لگی کہ زخمی سے جتا ہوا بیٹھے کے احاطے میں پہنچا پھر دروازے کے پاس آکر کال ہیل کے من کو دیا یا وہ عورت دام امیری اور اسکوٹ کملان تھی سلیم جو دو اور قیفاقتی میں اسے لالہ اصل تھا۔ وہ پہلی ملاقات میں کسی سے مصافحہ کرتے ہی اس کے ہاتھ کی زخمی تھی اور بناوٹ کو دیکھ کر اس کے متعلق بہت سی دھمکی پیچھی رہی تھانہ تھی۔ پھر پڑھ کر اس کا اصل کردار سامان کر دیتی تھی۔ ہاتھ کی کھینچ کر دیکھ کر وہ بھاری اور موت کی پیشین گوئی کرتی تھی۔ ایسی سلائیٹوں کے باعث وہ بڑی بڑی فنٹوں میں مگھوکی جاتی تھی یہ لوگ انفر سٹر کے محرز زلوگ اور سیاسی زندگی گزارنے والے اس سے رابطہ رہتے تھے۔ اسی لیے اس کی عزت کرتے تھے۔

ماتحت نے دوسری بار کال ہیل کا بین دیا۔ اندر سے دام امیری لگاؤ راز ستانی دی۔ میرے گھر کا دروازہ اندر سے بند نہیں رہتا ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے دروازہ کھولا ہوا اندر آیا۔ چاروں طرف نظریں دوڑانے

لگا۔ دام امیری نظر نہیں آئی تھی مگر اس کی آواز پھر ستانی دی وہ کہہ رہی تھی۔ میں کھول آئے ہو، اس وقت تو بڑا کچھ پانچ منٹ ہوئے ہیں اور میرے حساب سے تو بڑا کچھ منٹ پر یہاں دام امیری کو آنا چاہیے۔ میں کہانے کی میز پر اس کا انتظار کر رہی ہوں تم جاؤ یہاں سے۔ وہ فوراً ہی پلٹ کر باہر گیا۔ میڈیونا نے آکر شہر بدر تیا نہ سے کہا۔ تم اوہ تو حیرت انگیز ظہور پر ہر اسرار ہے۔ دعوے سے کہتی ہے کہ آپ فوج کچھ منٹ پر اس کے پاس جائیں گی۔

میں اس پیشین گوئی کرنے والے بدلے جاری کو یوں نہیں کر دوں گی۔

وہ کاہنے سے باہر آئی۔ ماتحت نے بھی قریب آکر میڈیونا کی آہنگ ڈھرائیں۔ وہ اولی تم کا ڈیڑھ گھنٹے میں بیٹھا میں آ رہی ہوں۔

وہ احاطے میں آئی۔ وہاں سے جگہ کے بیرونی دروازے پر کئی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جب اس نے اندر آکر ایک دیواری گھڑی کو دیکھا تو غیب فوج کچھ منٹ ہوئے تھے۔ دام امیری کی آواز سنائی دی۔

خوش آمدید سونیا!

سونیا نے کمرے کے ایک گوشے میں لگے ہوئے اسپیکر کو دیکھا پھر پوچھا۔ کیا ٹیپ کرکس آمدید کہا جاتا ہے؟

میں صرف تمہارے سامنے آسکتی ہوں۔ اگلے ایک گھنٹے تک کسی اور کا سامنا نہیں کروں گی، نہ ہی اپنی ہتھیار کشنا چاہوں گی۔

پلیئر میرے ساتھ تمہاری وقت گزارو۔

اچھی بات ہے۔

پھر اس نے سوچ کے ذریعے میڈیونا سے کہا۔ تم بڑا ٹھیک بیس منٹ کے بعد آ جانا۔

وہ چلی گئی۔ سونیا چند لمحوں تک خاموش رہی۔ اس کے بعد بولی۔ تم بڑا سرار علم جانتی ہو لیکن میرے اندر کی بات نہیں جان سکتا تم نے انداز سے سے سمجھا تھا کہ میرے دماغ میں کوئی بیڑا بنا کر جو سونیا دام امیری کی ڈانگ دم کا پڑھ ہٹا کر سامنے آئی۔ منسکو کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی۔ میں اندر کی بات جان لیتی ہوں اب تمہارے دماغ میں کوئی نہیں ہے۔

سونیا نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ انھوں میں تمہا نہیں ہوں اپنے علم سے دو باہر اچھی طرح معلوم کرو۔

وہ جھنجھکی پھر بولی۔ بیڑا سے زبردست کردو۔

میں مجبور ہوں۔ اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر اس کاوڑو تمہیں گراں گزار رہا ہے تو میں جاتی ہوں۔

یہ نہیں ہو سکتا۔ میرے علمی حساب کے مطابق تم یہاں ایک گھنٹہ گزارو گی۔

تمہارا حساب یہ بھی تو کتا ہے کہ میں تمہا بھول گیا نہیں ہوں۔

لگائے بیٹھا ہوگا۔ اس خیال کی تصدیق ہونے لگی۔ ایک بیٹا کا پڑاؤن چٹانوں کے اوپر دائرے کی صورت میں پرواز کرنے لگا۔ وہ دائرے کے ذریعے دوسرے بیٹے کا پڑاؤن کو بھی اس آسمان کے استیعق بنا رہا ہوگا یا پھر منٹ کے بعد ہی وہ سب پرواز پختی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کافی فاصلہ رکھتے ہوئے اترنے لگے۔

عمل نے اسے ایک طرف بھینچ کر لے جاتے ہوئے کہا: آپ نے یہ نئی عیبت پیدا کر دی ہے۔ خدا کے لیے جلدی چلیں۔

وہ قدم بڑھاتا نہیں چاہتی تھی۔ تعویذی دور تک سستی ہوئی مگر پھر وہ اسے لاندھے سے ہرا دکر دوڑنے لگا۔ بیٹے کا پڑاؤن کوڑھ کرتے ہوئے تمام بچے تھم گئے تھے۔ مگر یہ خاموشی چھا گئی تھی۔ ایسے میں رسوئی سے بچ کر کہا: میں ادھر ہوں، مجھے بچاؤ۔

علی تیمور رک گیا۔ مال کی آواز جنگل کے ستارے میں دور تک گونج رہی تھی۔ وہ جا پاتا تو اس کے منہ پر کپڑا باندھ سکتا تھا۔ کسی طرح چبڑے جا سکتا تھا لیکن وہ قدم قدم پر عیبت بھنے کی تم کھٹا چکی تھی۔ اس نے ہانگاہ ہی مال کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا: چلیے دشمنوں میں جا بیٹھے مگر یاد رکھیے آپ کی ڈور میرے ہاتھوں میں ہے آپ پتنگ کی طرح جا کر واپس آئیں گی۔

یہ کہتے ہی وہ اسے چھوڑ کر جھانکا ہوا اندھیرے میں گم ہو گیا رسوئی کچھ دیر تک گم گھڑی سوچتی رہی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جان کی بازی لگا کر جان نکلانے والا بہتر قدم پر ضرورت سے کھینے والا اسے چھوڑ گیا ہے۔ جب اسے یقین آیا تو وہ بیچ سار کر سرج لائش کی طرف دوڑتی ہوئی چلنے لگی۔ میں آ رہی ہو کوئی فائر ڈرے۔ وہ مجھے چھوڑ کر جھاگ گیا ہے۔ کوئی گولی نہ چلائی ہے آ رہی ہوں۔

بیٹے کا پڑاؤن سے اترنے والے آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے ان میں سے کچھ دور بین لگا کر دیکھنے کے۔ ایک فوجی افسر نے انھوں سے دور بین ہٹا کر کہا: وہ آ رہی ہے۔ اکیلی ہے۔ اس کے آگے بائیں مایہ جیسے دو رنگ کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ روشنی دور تک پھیلے گی۔ جو ان کو جھانکے کا موقع نہیں دیتا چاہیے۔

تمام سرج لائش ڈلا دیا پر وہ جو کہ دو رنگ روشنی کے پھیلے گئے مگر بہت دور لڑتی تھی وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ افسر نے حکم دیا: دائیں بائیں ہٹا کر پڑھتے جاؤ۔ وہ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔ کتنے ہی سب فوجی گھبرا اٹانے کے لیے دائیں بائیں پیش قدمی کرنے لگے لیکن وہ رسوئی کی تھانہ کا یقین کرنے میں دیر کرتے رہے تھے۔ علی تیمور تاریکی میں دور تک دوڑتا گیا تھا۔ اتنی دور تک فوجیوں کو آلے میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ وہ دائیں طرف گھوم کر دیکھی کا پڑاؤن کی طرف دوڑ گئے لگا۔ دشمن کی یہ کمی سوچ نہیں سکتے

تھے کہ ایک تہا جو ان دور جھانکے کے لیے گھوم کر پیچھے سے حملہ کرنے آئے گا۔

وہ افسر چند جوانوں کے ساتھ تیزی سے چلا ہوا افسر کے پاس آیا۔ پھر اس سے بولے: دلی جی اٹھیں گا، وہ ہم نے پھر کہا پایا ہے۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں وہ کدھر گیا ہے؟

وہ ہٹا کر بند کی سمت اشارہ کرتی ہوئی بولی: اگر افسر کے پاس وہ زیادہ دور نہیں ہوگا۔ اسے زندہ نہ جانے دو۔ کیجئے مجھے بتائیں میں دوڑتا رہا اور میں بھی کتارا ہوں۔

افسر نے ہنستے ہوئے کہا: دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہے وہ بٹھا ہوا تو مال کو چھوڑ کر بھی نہ جھانکا۔ اولاد تو مال کے لیے نہیں بڑھا کر رہتی ہے۔

اس کی بات سنم ہوتے ہی قیامت آگئی ایک زبردست دھماکے کی آواز کے ساتھ بیٹے کا پڑاؤن پرچے اترنے لگے۔ کچھ شے اترتے ہوئے دور تک آتش بازی کا سال بٹیش کر رہے تھے وہ رسوئی کو ساتھ لے کر دور جھانکے گئے۔ درجنوں کی آڑ میں بیٹے کا پڑاؤن کی طرف چلتے ہوئے ٹراوں سے محفوظ رہے۔ افسر رسوئی سے کہا: آپ وہاں تک میرے ساتھ دوڑتی ہیں بیٹے چٹانوں کی آڑ لے کر کسی ایک بیٹے کا پڑاؤن پہنچ جائیں گے۔

رسوئی اس کے ساتھ دوڑنے لگی۔ چند قدم جانے کے بعد ہی وہ بیچ مارا اور اسے متڑ کر گری۔ کوئی پھر ایک زبردست دھماکا ہوا تھا اور دوسرے بیٹے کا پڑاؤن کے ٹکڑے کافی بدست ہو گیا جا کر واپس آ رہے تھے۔ کتنے ہی فوجی جوانوں کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ جو دائیں بائیں ہٹا رہے تھے وہ پلٹ کر آ رہے تھے کیونکہ ان کا دشمن ایک ہی تھا اور اس کی موجودگی بیٹے کا پڑاؤن کے آگے بائیں ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ وہیں نہیں چھپا ہوا تھا۔

افسر نے کہا: دلچسپ اور حوصلہ کویں اس قدر بھانکے طرف چلیں۔ کوئی جلتا ہو گیا ہے آپ پر آ سکتا ہے۔

وہ کہاں پر دیکھتی ہوئی جھنڈا کر بولی: یہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ چھوڑ کر اٹھا سے قابو نہیں آ رہا ہے۔ کیا یہ میری حفاظت بہا ہے؟ میں یہاں مرجاؤں گی۔

”ہم آپ کو صحیح سلامت یہاں سے لے جائیں گے۔ وہ شہلا دماغ لکھتا ہے۔ ہم سے مقابلہ کرنے کے بجائے یہ بیٹے کا پڑاؤن کو گرا رہا ہے تاکہ ہم آپ کو وہاں سے نہ لے جائیں گے۔ وہ ٹراسر ڈان کر کے حکم دیتے لگا: باقی دونوں بیٹے کی طرف کو فوراً ہٹاؤ کی بندگی پر لے جاؤ۔ یہی دلی جی کو اڑھنے جا رہا ہے۔ دوسری طرف سے جواب ملا: آگ لائش سر ایس ایک کی طرف تک پہنچنے کی کوشش کرنا ہوں۔ جان بیٹھ دوسرے بیٹے کا پڑاؤن اس کے پاس کھڑے ہوئے سپاہی دوڑتے ہوئے ٹھہر

جا رہا ہے۔
ایک ختم ہو گیا۔ افسر نے کہا: دلی جی اڑھنے کے بند ہو گئے ہیں۔
آپ میرے ساتھ پہاڑی پر چلیں۔

دوسری طرف ایک بیٹے کا پڑاؤن پھینکا کر دشمن کے تھکانے کے بعد وہاں پرواز کرنے والی اٹھا۔ رسوئی سمی ہوئی اسے دیکھتی تھی۔ دودھ والوں اور وہ بیٹے کا پڑاؤن کی تباہی کے بعد ان کی طرح دھڑک رہا تھا۔ افسر نے کہا: بیٹھ میرے ساتھ چلیں۔ اس نے اٹھ کر اڑا وہ اٹھ کر خوف سے چیختی ہوئی بولی۔

میں میں میں جاؤں گی۔ اس لڑکے کی موت سے رشتے دار ہی ہٹے رہیں گے۔ اس لیے موت بھیجتا رہے گا۔ تمہارے ساتھ جاؤں گی تو

یہاں ہمارے جاؤں گی۔
آپ خیر خواہ سمجھی ہیں۔ وہ دیکھتا ہے وہ پرواز کر رہا ہے۔
یہ بیٹے کا پڑاؤن زمین سے بلند ہو گیا تھا۔ درختوں سے اڑتا ہوا تھا۔
دلی جی پھر قیامت آگئی۔ رسوئی انھیں بند کر کے چھینے لگی۔
دوڑنے کیوں نہیں کرے بالوں کو چھوڑ کر بھینچنے لگی۔
پہلے نے کہا: اب تباہی کا سفر دیکھنے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔ وہ
فرار نہیں چاہتے۔ چند لمحوں تک سستے کی حالت میں آسمان کی طرف
بھٹتا ہوا پھر بیچ بیچ گئے لگا۔ لوگ ایک ایک رہے ہو؟ کیا ایک
دوڑتی نہیں کر سکتے بڑا معلوم ہے۔ وہ بیٹے کا پڑاؤن کے پاس
ہے۔ اب اسے خرابی آئی۔ بیٹے کا پڑاؤن چھیننے نہ دو۔

ایک سب جوان دوڑتا ہوا آیا۔ پھر بولا: ”سراوہ شروع سے
کوئی بیٹے کا پڑاؤن آگیا۔ مسخ نہیں تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس کے پاس
نہاں نہیں ہے۔ وہ ایک ایک بم ایک ایک بیٹے کا پڑاؤن میں ڈال
کر اڑ گیا ہے۔ وہ بم اپنے وقت پر جلا سکتا ہو رہے ہیں۔ اب
انہی بیٹے کا پڑاؤن کی بارگی ہے۔“

افسر نے کہا: آفر وہ کوئی دور گیا ہوگا۔ تمہارے ہاتھ کیوں
میں آ رہا ہے؟ کیا تم چھٹی تباہی کا انتظار کرتے رہیں گے؟
”میں کیا کر سکتا ہوں جناب۔ اپنا ٹکٹ مان پریش آگیا۔ بیٹے کا پڑاؤن
مجاہد سے اٹھا کر رہا ہے۔ جان پریش تو کیا کوئی بھی جان بوجھ
لوٹ کے سر میں نہیں چلے گا۔“

”نہاؤ۔ کوئی نہ جاؤ۔ اگر اس ایک دشمن کو تو پکڑو۔ ہم پھر پڑاؤن
کو لوٹاؤں گے؟ ہمارے لیے شرم سے ڈوب کر نہ کی بات ہے۔
لاہوتے بولتے رک گیا۔ مسلسل بیٹے کا آواز آ رہی گونجنے
لگی۔ پھر جھلکی کی آواز سنائی دے۔ کتنے شے ایک رہے تھے۔ افسر نے
اسے ڈانٹا۔ افسر نے کہا: فائرنگ لاد جوابی فائرنگ ہو رہی ہے۔ جاؤ۔
اس کے پاس کھڑے ہوئے سپاہی دوڑتے ہوئے ٹھہر

جانے لگے۔ ایک منٹ بعد ہی خاموشی چھا گئی۔ رسوئی سمی ہوئی،
سوائے نظر تو اسے دوسرے دیکھ رہی تھی۔ جہاں فائرنگ کے نتیجے میں
شے پک رہے تھے وہاں ٹھہر اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس نے پتہ چھا۔
”یہ فائرنگ کیوں بند ہو گئی ہے؟ کیا وہ پکڑا گیا ہے؟ کیا ما گیا ہے؟“
افسر بھی بڑی بے چینی سے دوسرے دیکھ رہا تھا اس نے سیرر

آواز میں پوچھا: وہاں فائرنگ کیوں کر رہی ہے؟ فوراً نہ دو۔
بڑی دیر تک جسے بڑھانے والی خاموشی رہی۔ یہ سب
جوان نے اگر کہا تو سرا ہمارے بندہ جو ان ماہے گئے ہیں ان میں
سے ایک زخمی دم توڑتے ہوئے کمر ہاتھ اور انسان کا نہیں بند
کا پتہ ہے۔ کتنے درختوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے ایک شاخ چھین کر
شاخ ایک دوت سے دوسرے درخت پر چھا رہی ہے۔ کیسے بیٹھے
تلا بازیاں کھاتے ہوئے جا رہا ہے۔ اندھیرے

کدھر گم ہو گیا ہے۔
یہ کھانے لگا۔ تم لوگ
اس کی رپورٹ سنم ہوتے ہی فائر کہاں مگر گئے ہو؟
”گلیں۔ اب دوسری جگہ نئے شے دکھائی نظر آ رہے تھے۔ اگر کوئی
ٹراسر ٹران کر کے کہا: یہاں جان بیٹھ رہا ہے۔ سارا ہی زندگی کا
کھٹے میں اٹھا ہوا ہے۔ تم بیٹے کا پڑاؤن کی بندگی پر لے آؤ۔“
”سرا بیٹے کا پڑاؤن کے اندر جاہوت کر دھوت دینا ہے۔“

وہ کراہ کر بولا: بڑھائی بائیں نہ کرو۔ وہ بیٹے کا پڑاؤن سے بت
دور ہے۔ ہمارے جوان اسے گھیر رہے ہیں۔ تم جلدی جاؤ۔
”سرا وہ دور ہے مگر بیٹے کا پڑاؤن میں ناٹم ہم رکھ کر گیا ہے۔
کیا پتا میرے وہاں بیٹھے ہی وہ پھٹ پڑے۔ آپ ذرا انتظار
کر لیں اور گرتا رہو گا تو اسے آفتاب میں سے کرناٹم ہم کے شمع معلوم
کیا چلے گا؟“

رسوئی نے کہا: وہ درست کہہ رہا ہے۔ پہلے اسے گرفتار
ہونے دو۔ جب تک یقین نہیں ہوگا کہ اس میں ناٹم ہم نہیں ہے تب
تک میں اس میں سوائز نہیں ہوں گی۔
وہ سب انتظار کر رہے تھے ایک ایکے دشمن کو گرفتار کرنے
میں اگر چند دشمنی ہو رہی تھی لیکن یقین تھا کہ وہ پک نہیں جائے گا
آخر تقدیر اسے کہاں تک پہنچانے گی۔ موت کے سامنے تقدیر یہی
ہا رہ جاتی ہے۔

فائرنگ ہوئی تھی پھر خاموشی چھا جاتی تھی۔ پورا سرا دناٹے
کے بعد کہیں نہ کہیں سے گویاں چلنے لگتی تھیں۔ کسی مرنے والے کی
وجہ میں کر دل کتا تھا وہ مارا گیا ہے۔ لیکن پھر فائرنگ کی آوازیں بائیں
کڑتی تھیں۔
وقت گزرنا تھا رہا تھا۔ وہ اکیلا سا ہی نہ ہتھیار ڈال رہا تھا۔
وہاں سے جان بچا کر جھاگ رہا تھا۔ اس کے جنگ لڑنے کا مازستا

رہا تھا کہ وہ لوگ ماں کو چھو کر نہ گئے تو اسی طرح آہستہ آہستہ ایک ایک کو تم کو کرتا جائے گا۔

وہ جنگ اندھیر ہونے کے بعد شروع ہوئی تھی۔ اب آدھی رات گزر چکی تھی۔ اسے تلاش کرنے کے لیے کئی باڈیوں کو لیاں آسمان کی جانب چلائی گئی تھیں۔ وہ گولیاں بہت باندی پر جا کر پھینکنے کے بعد دوزخ تک پہنچ کر دن کے آجائے کی طرح روشن کر دی تھیں۔

مگر نظر نہک ایک ایک درخت چٹان اور پتھر نظر آتے تھے مگر وہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

افسر نے پریشان ہو کر کہا: "میں نہیں مانتا کہ ایک چھوکر ہمارے کمرے پر۔" اسی سے اسی طور پر جنگ لڑا رہا ہے۔ اس کے ساتھ سٹی تھیں میں رسوئی نے تین ڈاؤن آؤٹ ہوئے۔ وہ ہمارے چاروں طرف نہیں میں لڑا علی تو رگڑ کر لیا۔ ان ایک دوسرے پر گولیاں برسائے ہیں۔" گورنر بھی سی۔ وہ چلتا تو بولا: "دیوی جی! کیا آپ ٹیلی فونی کرنے کیلئے طرح برائے جا سکتا تھا کیا؟"

چلی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ ہی ہاں بولے۔ وہ جوان سانس روک لیتا ہے۔ دشمنوں میں جائے مگر یہ دیکھ کر اپنے دماغ میں جگہ نہیں دیتا۔

آپ بیٹنگ افسر نے ایک سیاہی کو لگا کر اس کی آواز سنائی پھر کہا: "یہ وہاں جا رہا ہے جہاں فائرنگ ہو رہی ہے۔ آپ اس کے دماغ کو پوری طرح پھینک دے کر لوئیں گی تو یہ آپ ہی کی آواز اور لیٹے میں ہونے گا۔ وہ ملی بیوردہ سو کا کھا جائے گا کہ اس کی ماں فائرنگ کرنے والوں کے درمیان لگتی ہے۔ وہ آپ کو..."

رسوئی نے بات کاٹ کر پوچھا: "کیا تم یقین ہے کہ وہ مجھے اپنی ماں سمجھے گا؟"

"نہے،" اسی لیے تو وہ آپ کے لیے خطرات سے کہیں۔" وہ ہنسنا کرا کر گیا۔ اسے اپنی عقل کا احساس ہوا بات بدل کر بولا: "میرا مطلب ہے آپ اس کی پھینک لیں۔ مگر وہ خواہ مخواہ آپ کو ماں کہتا ہے۔"

"سہی تو پوچھ رہی ہوں وہ ایسا کیوں کہتا ہے؟"

"یہ اس کی دماغی ہے۔ وہ آپ کو ماں کہہ کر آپ کی ہمت کو بھڑکانا چاہتا ہے۔ کیونکہ مہر عورت کے اندر ایک ماں چھپی ہوتی ہے۔ وہ بہت پیارا لگ ہے۔ انہوں نے میں کیا کہا تھا؟"

سیاہی نے یاد دلائی کہ وہ ایسے دماغ میں آکر لوئیں گی۔ افسر نے ہاں کے انداز میں سر ہل کر کہا: "ہاں، دیوی جی آپ ڈرا کر سر ہل کریں۔ اس کے دماغ میں جا کر لوئیں۔" بیٹا: فائرنگ روک دو۔ میں تمہارے نزدیک ہوں۔"

رسوئی نے سیاہی کے اندر پہنچ کر اس کی زبان سے بولنا شروع کیا۔ وہ نسوانی آواز میں اور اس کے لیے میں ہونے لگا۔ افسر نے

اس سے کہا: "ٹھیک ہے تم فوراً دوسرا چارو فائرنگ کرنا شروع کرو۔" وہ دیوی جی کی آواز سن کر ہر گولیاں نہیں چلائے گا۔

سیاہی دوترا ہوا۔ دوسرا چارو فائرنگ ہو رہی تھی۔ افسر نے اس کے اندر بھرتی کی۔ جب وہ ایک پتھر کا آڑ میں پہنچا تو وہ زبان سے بولی: "بیٹا، فائرنگ روک دو۔ میں تمہارے ساتھ ہے۔ چند منٹ کے بعد فائرنگ روک گئی۔ سیاہی پتھر کی گولیاں دھونکی نے کہا: "دیکھو، یہ سی ہوں مجھے بتاؤ کہ کہاں ہوں؟" اسی وقت سیاہی سے گولی چلی۔ وہ سیاہی پتھر کی گولیاں کو شہنشاہ پر لگیا۔ رسوئی نے وہی طور پر چارو فائرنگ روک دی۔

سنے پوچھا: "کیا ہوا؟"

"میں نے اسے مخاطب کیا تھا۔ اس نے سیاہی کو گولی مارنے سے روک دیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اس کی ماں نہیں ہیں۔" پھر چچ ماں ہوتیں تو وہ کبھی گولی نہ مارتا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں یہ کہنا بھول گئی تھی کہ اس کے پاس ایک ڈارک اینٹ ہے۔ وہ اندھیرے میں صاف طور پر پتھر ہے۔ اس نے سیاہی کو میری آواز میں پوتے دیکھ لیا ہوگا۔" افسر پریشان ہو کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا: "کیا تمہیں ہے افرامدر گیا؟ اولاد ہمارے لیے چھوڑ گیا۔" جھگڑنے کے لیے گئے ہیں۔"

وہ بولی: "تم کیسے فوجی افسر ہو گیا مگر وہ کوکوتے سے ہوئی جنگ جیت جاؤ گے؟"

"ابھی میں نے یہ جنگ نہیں لڑی ہے۔"

"اس سے بڑی شکست اور کیا ہوگی کہ تمہارے پاس ہاتھ ہے اور تم مجھے اس سے جین کر لے جاؤ گے؟"

وہ چونک کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا: "اؤہ گاڈ! وہ چھوکر لیا تو میں نے اسے وقت بنا رہا ہے۔ اگر اس آخری سیل کا پتھر لگا ہوتا تو وہ اب تک تباہ ہو چکا ہوتا۔ تقریباً سات گھنٹے کے بعد دیوی جی آپ میرے ساتھ چلیں۔"

"کہاں چلیں؟"

"میں آپ کو سہیل کا پٹر میں یہاں سے لے جاؤں گا۔"

"مگر نہیں، پہلے اسے گرفتار کرو۔ پھر چارو فائرنگ ہوئی۔ سیاہی نے کہا: "میں اسے گرفتار کروں گا۔" افسر نے کہا: "میں اسے گرفتار کروں گا۔" افسر نے کہا: "میں اسے گرفتار کروں گا۔"

"اس نے صرف آپ کے نہیں سیاہیوں کے دونوں ہاتھ بٹھا دیے۔ میں بیل کا پٹر کو تباہ کر کے ایک کو چھوڑ دیا۔ ایسے میں کوئی نہیں جانتے گا۔ اس کی نفسیاتی مار کر ہمیں اور یہاں

اس نے آواز دی: "جان۔ پیٹر۔ جان۔ جان۔" ایک ہی گولی نے اسے ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا تھا۔ اس نے دوسرے فوجی چاروں کو آواز دی: "ڈیوڈ! جبر الڈاؤس! شہنشاہ! تم لوگ کہاں ہو؟ یہ خاموشی کیوں ہے؟ اس پر گولیاں برسنا۔" اسے جلنے نہ دے۔ اسے چاروں طرف سے گھیر کر۔ پتھر کی انڈیا مارا۔ پتھر۔ کچھ کی آواز کے ساتھ ایک تیرا کر ڈرخت کے تنے میں بیوی سوت ہو گیا جہاں وہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے حلق سے چرچر نکلی گئی۔ وہ وہاں سے جھگڑ کر دوسرے درخت کی طرف چلنے لگا۔ وہاں پہنچتے ہی دوسرا تیرا کر ڈرخت میں آکر گھب گیا۔ اس کے حلق سے آواز نکلی: "اکن۔ نال۔ نہیں۔ نہیں..."

وہ درخت کے مارے چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔ علی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ علی کو نظر آ رہا تھا۔ اسی لیے کسی بیٹھے جاتا تھا کہ موت پہلے وہاں پہنچ جاتی تھی۔

وہ چاروں طرف گھوم کر پہنچ کر پکارتے لگا: "تم لوگ کہاں ہو؟ میری مدد کے لیے آؤ۔ تم سب کہاں مگرتے ہو؟" وہ جھپٹیں پکار رہا تھا وہ مردہ نظر آ رہے تھے۔ اگر کوئی زندہ ہوتا تو شاید ہر دے کے لیے آتا مگر دور ہی سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتا اور اس کی تسلی کرتا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ دیکھا جتا تو اسے اب ہلار کا مقابلہ تھا۔ وہ بھی ایک تھا اور دشمن بھی ایک ہی تھا۔ مگر کہاں تھا؟

ایچانک ایک درخت کی شاخوں اور پتوں میں پھل سی ہوئی۔ پھر اس کی بلندی سے وہ پھلانگ لگاتا ہوا آیا اور دھب سے اس کے سامنے زمین پر پڑ کر کھڑا ہو گیا۔ افسر کو توں لگا جیسے موت آسمان سے آئی ہو۔ وہ لڑکھارے کی طرح لگا پھر ایک پتھر سے گرا لگا کر پتھر کے اوپر گیا۔ وہاں سے اس کے سر پر پتھر پھرا۔ ایک ٹھوکریں اس کے ہاتھ سے ریوا اور گولیاں۔ اس نے جلدی سے روٹ بدل کر زمین پر پڑے ہوئے ریوا اور ایک پتھر کی گولیاں کی ٹیکن دوسری ٹھوکریں اسے ریوا اور کو بہت دور پھینک دیا۔

موت سر پر پہنچ گئی تھی۔ علی اپنے ریوا اور سے اس کے سر کا نشانہ لے رہا تھا۔ وہ بڑا ڈرا کر بولا: "مجھے نہ مارو۔ میں تمہارے کام آؤں گا۔"

"تمہاری زندگی کے منہارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ ہارے ہوتے سیاہی کی وردی نکلے اور تیار تیار کسی کام نہیں آتے پھر تم کس کام آؤ گے؟"

"میں دیوی جی کو قسم لگا کر بتاؤں گا کہ تم ان کے بیٹے پڑاؤں نے تمہیں جنم دیا ہے تمہیں اپنا دودھ پلایا ہے۔ انہوں نے فرما دیا تمہیں

اس نے آواز دی: "جان۔ پیٹر۔ جان۔ جان۔" ایک ہی گولی نے اسے ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا تھا۔ اس نے دوسرے فوجی چاروں کو آواز دی: "ڈیوڈ! جبر الڈاؤس! شہنشاہ! تم لوگ کہاں ہو؟ یہ خاموشی کیوں ہے؟ اس پر گولیاں برسنا۔" اسے جلنے نہ دے۔ اسے چاروں طرف سے گھیر کر۔ پتھر کی انڈیا مارا۔ پتھر۔ کچھ کی آواز کے ساتھ ایک تیرا کر ڈرخت کے تنے میں بیوی سوت ہو گیا جہاں وہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے حلق سے چرچر نکلی گئی۔ وہ وہاں سے جھگڑ کر دوسرے درخت کی طرف چلنے لگا۔ وہاں پہنچتے ہی دوسرا تیرا کر ڈرخت میں آکر گھب گیا۔ اس کے حلق سے آواز نکلی: "اکن۔ نال۔ نہیں۔ نہیں..."

وہ درخت کے مارے چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔ علی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ علی کو نظر آ رہا تھا۔ اسی لیے کسی بیٹھے جاتا تھا کہ موت پہلے وہاں پہنچ جاتی تھی۔

وہ چاروں طرف گھوم کر پہنچ کر پکارتے لگا: "تم لوگ کہاں ہو؟ میری مدد کے لیے آؤ۔ تم سب کہاں مگرتے ہو؟" وہ جھپٹیں پکار رہا تھا وہ مردہ نظر آ رہے تھے۔ اگر کوئی زندہ ہوتا تو شاید ہر دے کے لیے آتا مگر دور ہی سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتا اور اس کی تسلی کرتا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ دیکھا جتا تو اسے اب ہلار کا مقابلہ تھا۔ وہ بھی ایک تھا اور دشمن بھی ایک ہی تھا۔ مگر کہاں تھا؟

ایچانک ایک درخت کی شاخوں اور پتوں میں پھل سی ہوئی۔ پھر اس کی بلندی سے وہ پھلانگ لگاتا ہوا آیا اور دھب سے اس کے سامنے زمین پر پڑ کر کھڑا ہو گیا۔ افسر کو توں لگا جیسے موت آسمان سے آئی ہو۔ وہ لڑکھارے کی طرح لگا پھر ایک پتھر سے گرا لگا کر پتھر کے اوپر گیا۔ وہاں سے اس کے سر پر پتھر پھرا۔ ایک ٹھوکریں اس کے ہاتھ سے ریوا اور گولیاں۔ اس نے جلدی سے روٹ بدل کر زمین پر پڑے ہوئے ریوا اور ایک پتھر کی گولیاں کی ٹیکن دوسری ٹھوکریں اسے ریوا اور کو بہت دور پھینک دیا۔

موت سر پر پہنچ گئی تھی۔ علی اپنے ریوا اور سے اس کے سر کا نشانہ لے رہا تھا۔ وہ بڑا ڈرا کر بولا: "مجھے نہ مارو۔ میں تمہارے کام آؤں گا۔"

"تمہاری زندگی کے منہارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ ہارے ہوتے سیاہی کی وردی نکلے اور تیار تیار کسی کام نہیں آتے پھر تم کس کام آؤ گے؟"

"میں دیوی جی کو قسم لگا کر بتاؤں گا کہ تم ان کے بیٹے پڑاؤں نے تمہیں جنم دیا ہے تمہیں اپنا دودھ پلایا ہے۔ انہوں نے فرما دیا تمہیں

سے پہلے پناہ عجمت کی تھی۔ اس کی عجمت میں اسلام قبول کیا تھا۔ وہ منبر
 نہیں مسلمان نہیں، پھر ماضی پرترین دشمن ہے وہ فرعون کا پوری بیٹی کو
 دیوی جی کی ٹیلہ جیسی کے ذریعے ستم کر دینا چاہتا ہے وہ اپنے لادیا
 میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اس نے تمہاری کئی ماں کو اپنے ہی بیٹے کا
 دشمن بنا دیا ہے۔ ماں کے ہاتھوں سے عجمتیں نکل کر آنا چاہتا ہے۔
 رسوتی ان سے عزم و ہمت سے فائدے پریشان کے سامنے میں کھڑی
 ہوئی اس کی باتیں سن کر ہی تھی۔ اس سے پہلے اس کے دماغ میں یہ فکر
 اس کے جو خیر نیات تھی پڑھ چکی تھی اور اس کے جو خیر نیات سے
 بھی پہلے بیٹے پھر پھر اس کے خاص آدمی علی سے ٹکرائے گئے رسوتی نے
 ان کے خیالوں کو بھی بڑھا شروع سے اب تک سب کی سوچیں
 یہی بتاتی تھیں کہ علی اس کا پناہ پل ہے اور پھر اسٹریٹو سے اشتہار
 لینے کے لیے شیطانی پالیسیں ہیں ہاں۔
 علی تبو رہنے اپنی ماں کی طرف کھوم کر دیکھا پھر کہا ماں!
 آپ کس رہی ہیں۔ اس سے پہلے ہی پھر اس کے گتے ہی اہم اقلو
 نے آپ کے سامنے سچائی بیان کی ہے۔ میں امانتا ہوں انھوں نے
 شکست کھانے کے بعد موت کے سامنے یہ بیان دیا ہے۔ آپ کے
 خیال میں انھوں نے خوف سے جھوٹ کہا ہو گا لیکن سب کا جھوٹ ایک
 ہی بات کیوں کہتا ہے کہ میں فرعون اور رسوتی کا دو وہ ہوں۔
 جب دنیا کا تجربہ نہیں ایک ہی جھوٹ ہوئے تو وہ جھوٹ نہیں رہتا
 لوگوں کے اندر چھپا ہوا ہے ہوتا ہے۔
 اس کی باتوں کے دوران وہ انہی پریرکتا ہوا اور دوجا ہوا
 تھا پھر وہ رول اور اٹھا کر بی بی کو لے کر چلا جاتا تھا سب کی سوچ پیدا ہوئی
 ”جی نہیں سمجھتا ہے جسے درخت یا چٹان کی آڑ میں جا چکا ہے وہ درنہ یہ
 جوابی فائرنگ کرے گا“
 وہ دوڑتا ہوا ایک درخت کے پیچھے گیا۔ علی نے ہلٹ کر اسے
 دیکھا وہ فائنٹا انڈاز میں بولا ”خیر دارا ابھی مجھے حرکت دکھانے
 گئی چکڑے ہوئے ہو۔ میری گولی تمہیں گتے کی لیکن تمہاری گولی
 میری طرف نہیں آئے گی“
 پھر وہ رسوتی سے بولا ”دوڑو دوڑو جی! میں اسے زخمی کر رہا
 ہوں اس کے بعد میری آپ کو دماغ میں آکنے سے نہیں روک سکے گا۔
 آپ اس کے ساتھ جیسا سلوک کرنا چاہیں گی اور میں اسے اس طرح خراب کرنا
 کروانا چاہیں گی، کا رسکیوں کی؟“
 رسوتی بچان کے سامنے سے نکل کر دونوں کے سامنے گئے
 میدان میں آئی۔ انہی درخت کے پیچھے سے نکلتے ہوئے بولا۔
 ”ارے ایہ... یہ میں گولی بگڑیوں کر رہا ہوں؟ نہیں میں اسی
 درخت کے پیچھے چھپا ہوں گا۔ دوڑو دوڑو جی! میری مدد کریں شاید
 اس کے ٹیلے پیچھے جانتے والے ساتھ مجھے جوہر کر رہے ہیں؟“

رسوتی بڑی بڑی آنکھوں سے گھوم کر اسے دیکھ رہی تھی
 اپنا رول اور اپنی کینٹی کی طرف سے جانتے ہوئے کہ اسے ہاتھ میں
 میں خود کھی کرنے جا رہا ہوں... میں میں خود کو کول نہیں مانتا
 علی تبو رسوتی کے دماغوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اسے اسے اسے
 تھا کہ میڈو نا اور آرماس اس کو جوہر نہیں کر رہے ہیں اس کے لہجے
 تو وہ پہلے علی کے پاس آئے۔ فوجیوں سے لڑنے میں اس کے لہجے
 مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔
 اس نے رول اور کئی نال کو اپنی کینٹی سے لگا لیا تھا اور دونوں
 کی ہمشیت سے کانپتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”فارگا ڈیکس گئے پکار
 اسے دوڑو جی! تم میں نیکل بتیجی جانتے والی ہو تمہارے سامنے یہ
 پوری فوج مگر کئی اور تم پھر کی دوی کی دی گئی ہیں۔ اس کا ہر
 کا تھا شاہی دیکھ رہی ہو۔ اسے میرے دماغ میں آکنے والا ہے
 اس دوی جی پر لعنت سمیٹتا ہوں۔ مجھے زندہ رہنے دو لہجہ تمہارا
 میں کر رہوں گا۔ میری وفاداری کو ایک بار ڈاکر دیکھ لو
 رسوتی نے سرو پلے لگا لیا تھا اسے اندر کوئی نہیں پہچان
 موت ہے۔ ڈاکر دیکھو اور ڈرخصت ہو جاؤ۔
 ڈاکر دیکھو اور ڈرخصت ہو جاؤ۔
 دوڑو جی! کوئی نہیں جانی۔ فوج کا آخری سپاہی آخری انہی جی
 ان کے آنے سے پہلے ہی ماں بیٹے تھے ان کے جانے کے بعد
 سب گولی ہوئی لاشوں کے درمیان ماں بیٹے ہی رہ گئے۔
 بیٹے نے کہا ”ماں! ماں! جانتا ہوں اسے آپ نے تمہارا
 خدا کا شکر ہے پہلی بار آپ نے میری جنگ لڑی ہے اور انہی
 کے آخری سپاہی کو تمہیں پہنچایا ہے۔ اب مجھے ایک بار باجنا
 سے بیٹا کہ دوں“
 وہ آگے بڑھتا ہوا قریب آتا جا رہا تھا۔ وہ پیچھے ہٹا
 ”مجھے سے دور ہو۔ میری گولی تمہیں نہیں آئی۔ میں کس دنیا میں پیدا
 ہوں۔ مجھے کس رشتے کا کسی دوستی کا کسی دشمن کا پتا نہیں ہے۔
 ”آپ کو کس کس کی تو دو وہ کا دو وہ اور پانی کا پانا
 آجائے گا“
 اچھا رسوتی کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ جھنجھکا رہی
 بھول گئی؟ کیسے بھول گئی؟ یہ تو تین ہوا گیا ہے کہ یہ ہوا گیا
 پہلے وقت بنا رہا تھا۔ میں نے اس کے کئی اہم افراد کے ذہن
 پڑھ لیے۔ وہ خیالات کہتے ہیں کہ تم میرے بیٹے ہو۔ میں نے
 جنم دیا ہے اور فرعون پر اس کی عجمت خیر خیر خیر تھا کہ سب
 میں کوئی ایسا جنم پیدا نہیں ہوتا کہ میں کسی حد اپنے لیے
 محسوس کروں۔ میں نے سب تمہیں جنم دیا ہے میرے اندر
 ایتنا پیدا کیوں نہیں ہوتی؟ میں کون ہوں جہاں سے آئی ہوں؟

کس کی ہوں؟ کس کی نہیں ہوں؟ اور اس جھوٹی اور سکر دنیا میں کس
 کی بات برعبرو سا کروں؟ میرے تو اپنے ہی دلی جذبات ناقابل تہ
 دنیا ہے مجھے کسی طرف نہیں لے جائے پھر میں تمہاری طرف کیسے آؤں؟
 وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونے لگی۔ آہستہ آہستہ دونوں
 ہو کر بیٹے کے سامنے بیٹھے۔ کئی بار سر جھکائے خاموش تھا وہ چاہتا
 تھا اسی طرح ماں کے دل کا غبار نکل جائے۔
 میڈو نا اسے ایک بار دیکھنے کے بعد دوسری بار دیکھنا نہیں
 چاہتی تھی مگر اس میں بڑی کشش تھی۔ پھر سے پھر پھر وہاں گئی تھی
 اور اسی سختی تھی جسے وہ گوشت پوست کا نہ ہو کسی پتھر کو تراش کر
 بنا لیا ہو۔ وہ سر سے پاؤں تک انسان ہی تھا مگر کسی اور ہی دنیا
 کی خلق لگتا تھا۔
 یہ کوئی نوا بول خیال یا افسانوں کی بات نہیں بلکہ حقیقت تھی
 کہ اسے دیکھتے ہی عورتوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اس کے ہاں
 سے گزرنے والی راستہ جھول جاتی تھیں۔ میڈو نا جیانی سے دیکھ
 رہی تھی کئی ہی عورتیں اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چل رہی
 تھیں۔ وہ پھر پریشان نظر آ رہا تھا۔
 وہ گاڑی اگلی میڈو نا کی پارک کا انتظار کر رہی تھی ڈاکر
 کے پار اس شخص کو سینوں کے بیٹے میں دیکھ رہی تھی۔ میڈو نا نے
 اڑھ سے آنے والے ایک شخص کو مخاطب کیا ”یہ میڈو نا کی بات
 ہو کر اس شخص کے پاس آتی پھیلا کیوں ہے؟“
 اس نے جواب دیا ”سرس اپنا نہیں ہے چاہہ کون ہے وہ
 خود اپنے متعلق نہیں جانتا۔ انا نا انا اپنی بھلی زندگی سب کے معمول
 کیلئے معلوم ہوتا ہے وہ عورتیں اس پر مرنے ہیں۔“
 میڈو نا نے معمولات فراہم کرنے والے کا شکر یہ ادا کیا وہ
 جانے لگا لیکن میڈو نا کی مرضی کے خلاف اپنے راستے پر نہ جاسکا۔
 ہلٹ کر عورتوں کے جہوم میں بیچ گیا۔ پھر کرن کر دلا لیا یہاں بھیڑ
 کیوں لگائی گئی ہے اور سڑا تم کون ہو؟
 اس خود وا بھنی نے کہا ”یہی معلوم ہوتا کہ میں کون ہوں تو
 ان کو تو لے کے جہوم میں نہ چھینتا ہوں میری پھر مدد کرو“
 میڈو نا نے سوچا تھا پھر جیسا اونچا چھائی مرنے سے اس اس
 روکے گا لیکن ایسا نہیں ہوا اس کی آواز اور اہمیت سننے ہی وہ اس
 کے دماغ میں پہنچ گئی البتہ یہ تپا چلا کہ وہ کچھ پہلے جینی محسوس کر رہا ہے
 میڈو نا اس کے اندر رہ کر جو خیر نیات بڑھ رہی تھی۔ وہ ایک
 یہ حسابہ سا آدی تھا اس کے دماغ میں کوئی پیچیدہ معاملہ باکوئی
 ڈزیا نہیں ہوا نہیں تھا۔ وہ جھوٹا اور مرضی نہیں تھا۔ پتہ پتہ اپنے آپ
 کو بھول جانے کے باعث پریشان ہو رہا تھا۔ میڈو نا نے اسے لپٹی

طرف آنے پر مجبور کیا وہ آنے لگا۔
 سب ٹوک رہی تھی اس کے پیچھے آ رہی تھیں۔ میڈو نا نے اسے
 تیزی سے چلا یا وہ قریب آیا پھر ٹینگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹے
 گیا۔ بڑی عجیب بات تھی آج اسے دیکھتی تھی اسے جی بھر کے دیکھنے کے
 لیے قریب چلی آئی تھی اسی طرح پھر بڑھتی جا رہی تھی۔ ہر ایک اسے
 اپنے ساتھ سے جانے اپنے پاس رکھنے کو کہہ رہی تھی۔
 میڈو نا نے کہا ”تم سب اس کے لیے چھپے چھپے جذبات رکھتی
 ہو مگر میں پولیس اسٹیشن چلی آؤں اسے وہیں لے جا رہی ہوں۔“
 اسی وقت پولیس والے آگئے۔ آٹھ سائن عورتوں کو تہہ روہاں سے
 ہٹانے لگے۔ وہ بڑی مشکل سے فرار ہوئیں اور وہاں سے اس اس
 میں گئے لیکن جیسے وہ کاروائی کو چھوڑ کر بے اختیار اپنی طرف چلا گئے
 گلا ایک پولیس افسر نے میڈو نا سے کہا ”سواری میں اس شخص پر اہم
 پیدا کر رہا ہے۔ آپ اسے نہیں لے جا سکتیں یہ ہمارے ساتھ چلنے کا
 اجنبی نے پوچھا مجھے کہاں لے جاؤ گے؟“
 ”مجھے نہیں سمجھتا ہے۔ ورنہ یہ عورتیں تمہیں اس طرح ہارٹ
 کر رکھیں گی کہ تمہاری ایک بڑی بھی نہیں لگی۔“
 میڈو نا نے افسر کا دماغ پڑھ کر اجنبی سے کہا ”پولیس والوں
 کو اپنا فرض ادا کرنے دو۔ یہ ہر طرح تمہارے کام نہیں لگے۔ ان کے
 ساتھ جاؤ۔“
 وہ چند لمحوں تک کچھ چھوٹا ہوا پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔
 اس کے ہاتھ ہی میڈو نا کو ٹوک لگا جیسے وہ کچھ عزم سے کسی تپا نہیں
 اجنبی کی قریب میں گیا جا دوتا تھا۔
 یہ بات وہ اجنبی کے دماغ میں جا کر بھی معلوم نہیں کر پائی تھی؟
 پھر جھلا ہارے کیا خاک معلوم ہوتا۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے
 وہ اس دنیا کا نہیں ہے۔ کسی اور ہی دنیا سے سینوں کے دلوں کو
 تھس تھس کرنے آیا ہے۔
 وہ خیالات سے جو لپ گئی۔ پارک دروازہ کھول کر اٹھو ٹنگ
 سیٹ پر آ رہا تھا۔ اس نے کارا شلٹ کرتے ہوئے پوچھا ”کیا
 خیال خواتین میں مصروف ہو؟“
 ”نہیں! اجنبی میں نے ایک شخص کو دیکھا تھا۔ میں کیا بتاؤں کہ
 وہ کیا تھا؟“
 پارک لے کر آگے بڑھتے ہوئے پوچھا ”کیا تھا؟“
 وہ سکر کر بولنے لگا ”بتاؤں گی تو جمل جاؤ گے۔“ پھر کچھ وقت کے
 بعد کہنے لگا ”بتا نہیں سکتی کیا تھا۔“ یہ کہتی ہوں وہ شخص اپنے اندر عجیب
 کسی کشش رکھتا ہے۔ اسے دیکھ کر دل کھینچا جاتا ہے۔ میں نے اس کے
 خیالات پڑھے۔ اس کے چہرے کو اور اس کے سر پر کھینچی گوشت
 کرتی رہی لیکن اس کی سحر الیز ہی سمجھ میں نہیں آئی۔

”اس بیٹے نے اسے اپنے پاس لایا اور کہا کہ...“
”مظفر زکریا میں اسے مورتوں کی بیٹھیسے بچانا چاہتا تھا...“
”وہ آجیہ نظر کرنے کا تو کیا کرو گی؟“
”اُسے سمجھنے کی کوشش کرو گی“

”اس نے تائید میں سر ہلایا ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے“
”تم کسی بحث کے بغیر میری بات مان رہے ہو؟“
”جب یہ ممکن ہے تو بحث کیوں کروں؟“
”کیا تم نے اس کے بھیجے جا سوں گے؟“

”اگر میں کہوں اسے نظر انداز کرو دو نہ اس کے متعلق سوچو نہ اس کے کسی کام کو؟“

”یہ میاں کی انٹیلیجنس والوں کا معاملہ ہے“
”فرق کر دو یہ دشمن کا آلہ کار ہے اور مجھے اذکار کرنا چاہتا ہے“
”تو تم کیا کرو گے؟“

”تو میں تمہاری بات مان لوں گی لیکن یہ ضرور پوچھوں گی کہ اسے بالکل یہ نظر انداز کرنے کو کیوں کہہ رہے ہو؟“

”انتظار کروں گا؟“
”کس بات کا؟“

”ہماری زندگی میں ایسے تجربے ہوتے رہتے ہیں کہ جب تم میری تملانی میں پہلے بار آئیں تو میں نے سمجھا اور تمہارے دیکھا ہم بڑی آزاد زندگی گزارتے ہیں۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتے جاتے رہتے ہیں مگر ایک تیرہ کی طرح محدود رہتے ہیں کسی سے متاثر نہیں ہوتے کسی پر بھروسہ نہیں کرتے کوئی خود چل کر سکتے آئے تو وہ بائیں کر لیتے ہیں پھر اس سے کتنا جانتے ہیں؟“

”وہ پھر کسی جہان سے تمہارے سامنے آئے گا۔ دشمن اس سے صرف ایک اہم کام لیں گے۔ اس کی موروثی اس کی موراثگی اور اس کی چھانی شخصیت سے تمہیں متاثر کریں گے“

”میں متاثر ہونے والی کوئی سستی مرلی نہیں ہوں۔ ایسی باتیں نہ کرو“

”جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو ہر معمولی بظن کو اور ملنا کی بات برداشت کیا کرو۔ تم بائیں میں اور برائے بائیں کی آ رہی ہو تمہیں قانون کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم کسی طرح مجھ سے دور ہو جاؤ۔ باا صاحب کے ادارے اور فرائض سے محبت کے پیرے سے نکل کر میری دوسرے ملک میں پہنچ جاؤ۔ پھر وہیں تمہیں کئی طرح کی پگھلی میں بیکار کر دے جائیں گے“

”مگر میں تمہیں بچو کر اس ملک سے باہر بھی نہیں جاؤں گی“
”خدا کرے نہ جاؤ لیکن یہ ابھی ایسے وقت سلٹنے آتا ہے جبکہ میں تم سے تین دن کے لیے دور جانے والا ہوں“

”تم کہاں جاؤ گے؟ ہمیں یہ بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی؟“
”ساتھ جانے سے کام لے کر جاؤ گے۔ ہم دشمن کو دھوکا دیں گے کہ اس کا ایسا معاملہ ہے۔ لیکن کسی بھی طرح اس کے ساتھ نہ جانا چاہیے۔ لیکن معلوم ہے کہ اسے کتنا اہم ہے کہ وہ دشمنوں کا ڈھیر پارسیں تمہارے ساتھ رہے گا“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”مگر میں تمہیں بچو کر اس ملک سے باہر بھی نہیں جاؤں گی“
”خدا کرے نہ جاؤ لیکن یہ ابھی ایسے وقت سلٹنے آتا ہے جبکہ میں تم سے تین دن کے لیے دور جانے والا ہوں“

”تم کہاں جاؤ گے؟ ہمیں یہ بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی؟“
”ساتھ جانے سے کام لے کر جاؤ گے۔ ہم دشمن کو دھوکا دیں گے کہ اس کا ایسا معاملہ ہے۔ لیکن کسی بھی طرح اس کے ساتھ نہ جانا چاہیے۔ لیکن معلوم ہے کہ اسے کتنا اہم ہے کہ وہ دشمنوں کا ڈھیر پارسیں تمہارے ساتھ رہے گا“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”اگر یہ دشمنوں کی حال ہے تو بہت بھروسہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...“
”پارسیں نے ڈرا ڈرو کرتے ہوئے ان انہیوں سے آئے دیکھا پھر پوچھا تم بچ کر آ کرنا چاہتی ہو؟“
”دشمن ایسی کھلی سمجھنے آئے والی حال میں نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معلوم ہو سکے نہ بہت دور سے۔ اس کی یادداشت تم ہو گی ہو“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”بہت ہے۔ ویسے کب جا رہے ہو؟“
”ابھی ہم بھڑکے والے ہیں“
”وہ جے بی بی سے بولی نہ ذراں کر رہے ہو؟“

”ہماری زندگی ایسے ہی مذاق میں خطرات سے کھیلتے ہوئے گزر رہی ہے۔ اگلے لمحے میں کیا ہونے والا ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ جب جانتے ہیں تو فوراً عمل کرتے ہیں۔ ابھی تم مجھے اترو پڑو پھوڑنے ہادی ہو۔ لیکن مگر کرنے والے دشمن ہیں ہمیں گے کہ تم کسی ضرورت سے اترو پڑو اگر کھیلنے جھگڑا کر رہے ہو؟“

”یعنی تم چلے جاؤ گے۔ واپسی میں ڈھیر پارسیں میرے ساتھ ہوگا؟“
”خا ہرے ڈھیر پارسیں میرے ساتھ ہوگا؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی“
”یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟“
”میں جان بھی لے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈھیر کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟“

”ہے اور یہ کپڑے بھی تو وہی ہیں؟“
”ہاں ہیں بس تویل کرنے میں ذرا وقت لگا رہا۔ وہ یہ کپڑے پہن کر گئے ہیں۔ ابھی میں باقی ان کا ہی ساں تھا۔“

”وہ کار کے قریب پہنچ کر کوٹ اور اور بیٹن میں جیموں میں چابی تلاش کرتے ہوئے بولا۔ بڑی بھول ہو گی۔ میں پارسی صاحب سے چاہی لینا بھول گیا۔“

”وہ پرک سے چابی نکال کر دیتے ہوئے بولی یہ میرے پاس ہے۔“

”وہ چابی لے کر دروازہ کھول کر اسٹیشننگ ریٹ پڑا گیا۔ میڈوٹا کے لیے دوسرے دروازے کو کھولا۔ وہ اگلی سیٹ پر اس کے پاس بیٹھے ہوئے بولی تم کچھ حواس باختہ سے لگ رہے ہو پارسی کا رول ادا کرتے ہوئے گھبرا رہے ہو۔“

”وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ دراصل تمہاری ٹیلی پیٹی جھانسنے والی اصل میٹروں سے متاثر ہوں۔ ایسے میں پارسی صاحب کی طرح عاشق بن کر تمہارے ساتھ نہ پانچہ مشکل ہے مگر ابھی ابتدا ہے۔ میں تم سے فری ہو جاؤں گا۔“

”اسے سٹر اپنی اوقات میں سر نہ فری ہونے کی کوشش کرو گے تو داغ میں زلزلے پیدا کرو دیں گی۔ ہاں خوب یاد دیا اپنی اہلی آواز اور لہجہ سناؤ۔ میں تمہارے دماغ میں آؤں گی۔“

”مفضل ہے۔ میں پندرہ منٹ تک سانس روک سکتا ہوں۔“
”پھر بھی میں تمہارے دماغ میں آنے کا حق رکھتی ہوں۔“

”میں نے پوچھا میں اسی لیے مہارت حاصل کی ہے کہ میں جیتی جھانسنے والے اپنا حق منوانا سیکھیں۔“

”مفضل ہوں۔ تمہارے پورے خیالات پڑھوں گی۔“

”میرے پورے خیالات معلوم کرنے کا حق صرف جناب شیخ الفاروق صاحب کو ہے۔“

”کیا شیخ صاحب ٹیلی پیٹی جانتے ہیں؟“

”میرا خیال ہے نہیں جانتے۔ اس کے باوجود ہمارے اندر کے بھید جانتے ہیں۔ یہ روحانی معاملات ہیں ہمارے ہمارے سمجھ میں نہیں آئیں گے۔“

”میںڈوٹا کو یہ معلوم کرنے کی بے جبینی تھی کہ اس اجنبی میں ایسی کیا باتیں ہیں جو آئے اسٹی طرف کھینچ رہی ہیں۔ وہ جلد سے جلد اپنے میڈوٹا میں پہنچ کر دروازے کو اندر سے بند کر کے اجنبی کے پاس جانا چاہتی تھی۔ ڈوٹا کو دیکھ کر بولی رفتار بڑھاؤ۔ میں کھینچ کر آرام کرنا چاہتی ہوں۔“

”اس نے سکر اتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔ میڈوٹا نے گھور کر

”اس نے سکر اتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔ میڈوٹا نے گھور کر

”اس نے سکر اتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔ میڈوٹا نے گھور کر

پہنچا کیوں مسکرا رہے ہو؟

”مسو کا میں اس بات کا یا بند نہیں ہوں کہ اپنے ہنسنے مسکرنے اور رونے کی وجوہات بیان کرتا ہوں؟“

”پھر ہمیں جو ساتھ رہیں گے تو جہتیں پیدا ہوتی ہیں گا ایک دوسرے کو اپنے دل کی بات بتائی جائے؟“

”تو پھر بتاؤ ابھی تم خیالوں میں کہاں پہنچی ہو تھیں؟“

”اپنے پارک کے پاس؟“

”بلینڈ یا رس صاحب سے پوچھ لو کیا تم دن کے بعد بھی اس پارک میں ان سے ملنا ہو گا؟“

”اچھا ابھی پوچھ کر آتی ہوں؟“

وہ چپ ہو گئی۔ پارک چھوڑنے لگا۔ وہ ڈی نہیں تھا تھے پتلو سے رہا تھا۔ یہ بات سنا تھا کہ اس کی بیٹی میں شیطانی شخص ہے اور کورٹ میں شیعان کی طرف زیادہ جھکتی ہیں۔ اور اسے یہ بھی خبر تھا کہ اجنبی اگر کسی دشمن کا انکار ہے تو پھر کسی ہمارے میڈوٹا کے سامنے آئے گا اور یہ میڈوٹا کے بس میں نہ ہونا کہ وہ اسے وہاں پارک اپنے اختیار میں رہتی۔

اس نے سوچا تھا: اگر اجنبی کسی کا انکار نہیں ہو گا۔ پھر عجب دماغی نقص کے باعث اپنے آپ کو بھول چکا ہو گا تو اس کے کام آؤں گا۔ ڈاکٹروں کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

اس کی اہلیت معلوم ہونے تک میڈوٹا کو ڈویل دیٹا لائی تھا تاکہ وہ آزادی سے اجنبی کے متعلق معلومات حاصل کرے۔

پارک کی موجودگی میں وہ ہی ظاہر کرتی رہتی کہ اسے پارک کے سوا کسی سے دلچسپی نہیں ہے۔ سب سے سوچ کر وہ ڈیٹا بن گیا تھا۔ اس کے قریب ہوتے ہوئے بھی قریب نہیں تھا اسے ملنا کو کھلے آؤٹا کی شے چکا تھا۔

میڈوٹا خیال خوانی میں مصروف تھی یہ ظاہر نہ کر رہی تھی کہ پارک کے پاس گیا ہے۔ جبکہ پارک نے عین دن تک دماغی رابطہ قائم کرتے سے منع کیا تھا۔ وہی سب سے خواہ مخواہ دماغ میں آئے گی اجازت نہیں دیتا تھا اور وہ تو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ میڈوٹا کسی دوسری دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر لولی پ پارک تھاری نا اقلی پر غصہ کر رہا ہے۔ کہہ رہے تھے عقل سے کام لو۔ عین دن کے بعد اسے ایک لباس میں مٹا فرود کی نہیں ہے کیا عین دن تک عقل نہیں کرو گے؟

لباس تبدیل نہیں کرو گے؟ پھر سے غلطی ہوئی تھا اسے اعتماد سوال کا جواب معلوم کرنے چلی گئی۔

پارک نے کہا نہ واقعتاً میں نے اعتماد سوال کیا تھا کہ نہ ایسی

فعلی نہیں کروں گا؟

وہ ہنسنے کے احاطے میں پہنچ گئے۔ میڈوٹا فوراً ہی کاہلے آؤٹا کر اندر چلی گئی۔ کیونکہ خیال خوانی اور سواری رہ گئی تھی اس لیے بھی کہ دماغ میں رہ کر دلچسپ معلومات حاصل کر لو کہ تھی۔ پارک نے غلطی کے اندر آ کر آزادی نہ میڈوٹا کہاں ہو؟

میڈوٹا سے آواز آئی تھی یہاں ہوں مجھے ڈسٹر بس نہ کرو؟

اس نے دروازے کے پاس آ کر دیکھا۔ وہ اسے اندر سے بند کر چکی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا پھر ڈسٹر بس کے ذریعے آدھے راستے قائم کر کے بولوا: انکل! آپ اجنبی کے دماغ میں رہیں کوئی اہم معاملہ ہو تو مجھے بتائیں شکریہ؟

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ میڈوٹا اجنبی کے پاس پہنچی ہوئی تھی اسے مخاطب نہیں کیا تھا مگر وہ بھری تھی کہ برائی سوچ کے باعث وہ بے چینی ہو جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ معمول جاتا ہے۔ کوئی اس کے دماغ میں ہے۔

وہ اجنبی سب کے لیے سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اس کے متعلق اطلاعات لگیا تھا۔ اخبارات میں تصویریں شائع کر لی گئی تھیں تاکہ اس کے عزیز و اقارب آ کر اسے ملے جائیں۔ اس کا کوئی ایسا نہیں آیا تھا مگر خود میں ہی آ رہی تھیں۔ انھیں روکنا اور بھگانا مشکل ہو رہا تھا۔ پوریس اسٹیشن آئے والی عورتوں سے کہہ دیا گیا کہ اجنبی کا کھانا

فرو دارت آئے گا تو اسے جانے دیا جائے گا ورنہ اسے کسی صورت کے جانے نہیں کیا جائے گا۔ اس فیصلے کے بعد اس کا ڈاکٹر و حضرات آئے گئے لیکن وہ صبر نہیں تھے ان پر جب تھا کہ مالدار عورتوں نے انھیں بھیجا ہے۔ آخر ایک اعلیٰ افسر نے کہا میں اسے اپنے پاس لے جانا ہوں میرے دروازے پر کوئی سے پریشان کرنے نہیں آئے گی اس کا کوئی عزیز و دوست آتا تو ہم ابھی طرح جھان بین کے کہہ اسے اس کے حوالے کر دیں گے؟

ایسے ہی وقت میڈوٹا اجنبی کے دماغ میں آئی تھی وہ اجنبی اعلیٰ افسر کے ساتھ تھا اسے ہاں آ یا۔ اعلیٰ افسر کی کار جہاں کھڑی ہوئی تھی وہاں اس کے پیچھے لے گیا ایک بڑی سی ٹین کا ڈاکٹر روک دی تھی۔ افسر اپنی کار گارے میں لے جا سکتا تھا نہ یہ دیکھ کر سکتا تھا۔

دیکھ کر ڈاکٹر اپنا نہیں کہاں چلا گیا تھا۔ اجنبی نے کہا میں اسے ہاں دیتا ہوں؟

”کیسے ہٹاؤ گے جانی نہیں ہے؟“

پھر میڈوٹا اس کے دماغ میں یہ ان رہ گئی۔ اجنبی نے کہا کہ پچھلے حصے کو یاد کرنا چاہیے۔

پارک چلنے والے رک گئے تھے۔ تاہم اسے ہمارے حصے غور میں فوجی سے پہلے رہیں تھیں۔ ہاتھ ہلا کر مسرت بنا لیا۔ انکار کر رہی تھیں۔ کتنی ہی دور تھی ہوتی قریب لگی تھیں۔ یہ نرسیں دو ہمارے حصے ایک طرف تھیں اس کا جادو کم نہ تھا۔ فاقہ کے ظاہر سے سونے پر سا ہو گیا۔ اعلیٰ افسر اسے کار میں بٹھا کر لے گیا۔ پیچھے فوراً اعلیٰ افسر کو کالیان سے رہی تھیں تو کہ رہی تھیں اپنی جوتیاں اتار کر اس کی طرف پھینک رہی تھیں مسکرا کر اس کی کار دور جا کر نرسوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

میڈوٹا اس کی پریشانیوں کو سمجھ رہی تھی۔ وہ بھونٹا اور کٹار نہیں تھا اس کے دماغ میں وہ کردہ عملات تھی غلامی سے انتظار کر رہی تھی شاید اس کے اندر کوئی چھپا ہوا کسی بول پڑے ہائے اسے اپنی حرکت پر مجبور کرے جس سے اس کے انکار ہونے کا شجوت مل جائے۔

وہ اعلیٰ افسر کے ساتھ اس کی کوٹھی میں پہنچا۔ وہاں ایک دورانیہ پکڑ لیا گیا۔ وہ ڈرائنگ روم میں پہنچا تو سب افراد نے انھیں گھیر لیا۔ ایک حسین عورت کمری پر بیٹھی تھی۔ ایک گن مین نے افسر کو نشانے پر کھینچے ہوئے کہا: یہ ہماری داماد ہیں۔ ہم ان کے کام میں اگر کم ایک طرف مداخلت نہیں کرے تو وہ عورتیں کوئی نقصان نہیں پہنچا جائے گا۔

وہ بولوا: تم لوگ میرے عرش کے مفسر آئے؟

حسین نے کہا: جیسے مجھ آئے لگا گئے۔ میں اس غیر معمولی اجنبی سے ملنے آئی ہوں نہیں اس کے گھر گھر میں اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہ کمری سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی: اجنبی! تم واقعی بھراؤ ہو۔ تمھارے اندر مردانہ حسن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس کے باوجود حسن و شباب سے دور جھکتے ہو؟

وہ اس کے سامنے ٹھہر کر پھر خوش و شباب کی شائق کرنے کی طرف حرکت کی۔ ہوش آ لائے والی اوٹا میں دکھانے لگی۔ اجنبی نے پوچھا: ”یہ کیا کر رہی ہو؟ یہ افسر میرا دشمن ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے اپنے آؤٹا کو لے کر چلی جاؤ۔“

وہ دونوں بانہیں اس کی گردن میں ڈال کر لولی پ اپنے عرش کو تھوڑے دیکھا چاہتے ہوئے میرے ساتھ چپ چاپ چلو۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے کمر کو چھو کر لے اور اٹھایا۔ وہ ہنسنے لگا۔ جیسا کہ پچھلے چوبیس۔ اجنبی نے اسے دو سٹخ افراد پھینک دیے۔ اٹھا میرے ہاتھوں کرات ماری۔ لات پھوڑے کی طرح لگی۔ وہ بڑھنے کے بعد اڑھڑ کر چھوٹے نرسوں پر گولی پلا دی۔

ان کے سامنے بانو کی ابھری ہوئی جھلی میں بیوست ہو گئی۔ میڈوٹا نے دیکھا اس نے بھی ہی تکلیف محسوس کی تھی۔ پھر اس کے بعد جو

کچھ ہوا اسے دیکھ کر سب دنگ رہ گئے۔

بانو میں جہاں گولی بیوست ہوئی تھی۔ وہاں سے لٹو ہر با تھا۔ اس نے اپنی دو اٹھائیاں بانو کے زخم کے اندر کھسا لیں پھر اندر کھسی ہوئی گولی کو ان انگلیوں سے پھینک کر باہر نکال لیا۔ یہ طاقت، قوت برداشت اور آدرائش کا ناقابل تغیر طریقہ انسانی نہیں تھا وہ شاید جہات میں سے تھا۔

سب متقابل قبول کر اس کے زخمی بانو کو دیکھ رہے تھے وہ نیکو اور بیباں پنپنے ہوئے تھا۔ پھر اسی پتھر بلا سہر جہاں تھا بانو بھی ہنسنے لگے۔ زخم سے لٹو کا ساؤ بند ہو گیا تھا۔ پھر وہ زخم بھرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس حسینہ کے حلق سے چیخ نکلی تھی چند لمحوں کے اندر ہی غم

آپ ہی آپ بھریا۔ بانو کا گوشت اور کھال بے حسی حالت میں آگئی۔ پتا نہیں چل رہا تھا کہ ایک منٹ پہلے وہاں گولی تھی۔

وہ بانو سے ملتی ہوئی گولی کو پیٹتی تھی لے کر حسینہ کی طرف بڑھتے ہوئے بولوا: تمھارے آئی جتنی گولیاں میرے جسم میں آئی ہیں وہ ساری گولیاں میں تمھارے اندر کھساؤں گا اس طرح۔۔۔

اس نے اپنی ایک ہتھیلی میں دو گولی بیوست کی پھر اسے ہتھیلی کی پشت سے باہر نکال لیا۔ وہاں سے بھی تھوڑا سا خون نکلا۔ پھر تیسری کا گوشت اور کھال برابر ہو گئی۔ وہ خوف سے کاپتی ہوئی بولی

”کوئی گولی نہ جھلائے پھتیا پھینک دو۔“

ایک مشورے تینے نیاں کے کار

دوبارہ دستیاب

دراگے

ہیت ۱۵ روپے

۱۰ روپے

۱۰ روپے

لے۔ ایسے صحتی کے علم سے

- پائے پھینکے۔ قیمت کا مال معلوم کیجئے
- نام ہنسنے کے بولنے سے قیمت شناسی
- ملحقہ کی کیسوں کی بات تھی
- خان اول سے کردار معلوم کیجئے
- شگون۔ سود و فتن
- خواب۔ مستقبل کے پتے

ایک کتاب چھو

مکتبہ ترنم سوات ۱۰ روپے جس ۹۲۲۲ گزنی

سب نے ہتھیار چھینک دیے۔ میڈو ناٹھوڑی دیر کے لیے
دماغی طور پر بیڈرڈ میں حاضر ہوئی۔ وہ سردی کے موسم میں بسیدہ پنپینہ
ہو رہی تھی۔ ایک ہی سوال دماغ میں گونج رہا تھا۔ کیا وہ انسان ہے؟
کیا وہ انسان ہے۔۔۔

یے شک وہ انسان ہی تھا۔ سر سے پاؤں تک جسم انسانی
تھا۔ اس کا کھانا اپنا، پینا اور صاف پینا، پینا بولنا سب انسانی
تھا۔ اس کا دل تھا اور دماغ تھا اور دماغ کو میڈو ماننے پوری توجہ سے
سمجھا تھا۔ وہ کسی پہلو سے غیر انسانی ہی جانتا ہی نہیں تھا۔ ہاں جو انسانوں
میں نہیں ہوتی، وہ غیر معمولی قوت برداشت اس میں تھی اور پریشانی کا
وہ غیر انسانی انداز تھا۔ جسے دیکھ کر میڈو ناٹھوڑی بھی اُدھر دھرتے
ہوئے دل سے سوز ہی تھی۔ وہ ایک بے مثال فریڈی انسان ہے۔
بہن اس کی منتھی میں پینچتے ہی بچکل کر رہ جاتی گئی۔

دوسری طرف آکر سے نفسی ردداد ہفتے کے بعد پاس نے
کہنا تھا کہ جو سے کوئی آٹھ برس پہلے ایک سائنس دان ڈاکٹر ہیورٹ نے
اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ایک آہنی روٹ کو انسان کی
طرح کام کرنا سکھایا جا سکتا ہے تو گوشت پرست کے انسان کو
بھی روٹ کی طرح ناقابل شکست بنا جا سکتا ہے۔

آہرنے پوچھا کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس عجیب و غریب
اجنبی کو میڈیکل سائنس کے انوکھے تجربات سے گرا گیا ہے؟
”ہاں یہی ہو سکتا ہے۔ آپ باا صاحب کے ادارے کے
سائنسدانوں کو اس اجنبی کے متعلق تفصیل بتائیں اور ڈاکٹر ہیورٹ کا
حوالہ دیں۔ ہمارے ڈاکٹر اور سائنسدان اس اجنبی کے حیرت انگیز وجود
پر ضرور کچھ روشنی ڈالیں گے۔“

آہرنے چلا گیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے پاس آیا پھر
اُسے کھول کر میڈو ناٹھوڑی کے بیڈرڈ کی جانب دیکھا۔ اس کا دروازہ بند تو
بند تھا۔ دن کے دہ بجے تھے۔ میڈو ناٹھوڑی نے نہیں کیا تھا اور ہونے
کا وقت نہیں تھا۔ اس کا مطلب تھا وہ بھی خیال خوانی کے ذریعے
اس اجنبی کی عجیب و غریب حرکتوں سے گھبرا رہی تھی۔

اس نے دروازے پر آکر دستک دی۔ میڈو ناٹھوڑی کے پس
پینچتے پینچتے شک گئی، آنکھیں کھول کر دروازے کی سمت دیکھا پھر
تاگواری سے پوچھا کیا ہے؟ میں نے کہا تھا مجھے مشرب کرنا۔
”لینج کا وقت گزر رہا ہے۔ مجھے جنکو لگ رہی ہے تمہیں بھی“

بھوک لگ رہی ہوگی؟
”کم لو کر لو، جنکو لگ رہی ہے تو کھانے سے کس نے روکا
ہے۔ اب دستک نہ دینا میں سو رہی ہوں۔“
”لیکن میں لینج کے لیے تیار کیسے جا سکتا ہوں۔ ہاں صاحب
نے کہا تھا میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ساتھ رہوں، تمہیں ہتھیار چھینوں؟“

”میں کوئی کچھی نہیں ہوں، تعین معلوم ہونا چاہیے اس کا
کے اطراف غریب پولیس کا سخت پورا ہوتا ہے۔ تمہارا میں یہاں نہیں
سے رہوں گی۔“
پاس نے بند دروازے کو دیکھا۔ پھر دل ہی دل میں
بیڈرڈ ہے اور بھی پر زعم ہمارا ہی ہے۔ آدمی کی حیثیت ہرگز
پلٹے ہی گھر میں دو کوڑی کا نہیں رہتا۔

وہ لینج کے لیے باہر چلا گیا۔ میڈو ناٹھوڑی کے پاس
دیر میں پولیس والے آکر اس حیدر کو اس کے سخت آدمیوں کو
کر سکتے تھے۔ اصلی امر یہی تھا کہ وہ اجنبی نے کہا تھا جن میں
کردو، جانے دو۔“

”مشرک کسی بات کہتے ہو۔ انھوں نے پہلا زخم لگا کر
بجرا میرے گھر میں گھس گئے۔ دوسرا زخم لگا کر مجھے قتل کرنے کے
دی۔ اگر تم اس عورت کی بات نہ مانتے یا ان پر غائب نہ کرتے
مجھے قتل کر دیتے۔ ہم مذہب لوگ ہیں، ہمیں قانون کے تقاضوں
پورا کرنا چاہیے۔“

اجنبی نے اس حیدر کو دیکھا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا
کہا۔ ”مجھے عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ ان پر بہت زیادہ
میں سوچتا ہوں، اسی ہی عورت نے مجھے جنم دیا ہوگا۔ لینج
معاف کر دین۔“

اس حیدر کی آنکھوں میں اچانک ہی آنسو آگئے۔ کوئی
سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ٹولا دھبسا جسم اور جان رکھنے والا
مومن کی طرح نرم ہو گا اور عورت کا اس قدر احترام کرنا ہوگا۔ لینج
ہی دل میں کہہ رہی تھی۔ ایسی محبت اور لیا احترام کسی بچے
کے دل میں ہی ہوتا ہے اور بے شک یہ اجنبی انسان ہونے کے
ذہنی مخلوق نہیں ہے۔

اعلیٰ افسرنے کہا ”تم واقعی عجیب و غریب ہو میں
جنہے کی قدر کرتے ہوئے انھیں معاف کرتا ہوں تم لوگ تو لینج
وہ سب اپنے ہتھیار اٹھا کر اس حیدر کے ساتھ چلے گئے
نے کہا ”آؤ بیٹو۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔ باقی دی دے تمہیں
سے بیکاروں؟“

”یتا نہیں میرا نام کیا تھا؟ میرے باا اجداد کو لینج اور لینج
نام سے پکارتے تھے؟ میں وہی نام چاہتا ہوں اور جب تک وہ
معلوم نہ ہو میں اجنبی سلانا ہی پسند کروں گا۔“
”اجنبی بات ہے، اجنبی لینج کا وقت گزر چکا ہے۔
بھوک لگی ہوگی؟“
”بھوک؟ وہ سوچنے لگا۔
”ہاں کل سے تم نے کیا کچھ کھا لیا ہے؟“

”میں نے گھومتے پھرتے کبھی فٹ پاتھ کچھی پٹولوں میں
بست ہی ہو توں سردوں اور بچوں کو طرح کی چیزیں کھانے دیکھا
ہے میرا دماغ سمجھا ناٹھے میں بھی اسی چیزیں کھاتا ہوں۔ مگر کسی
بے کھانے کو نہیں پوچھا۔“

افسرنے ڈیڑی سے پوچھا ”کیا تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے؟
تو بے چارو!۔ میرے ساتھ کچھ نہیں آؤ۔“
وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہیں میں آیا۔ لینج کھول کر کہا ”اس میں
پانچ گوشت اور بیڑیاں ہیں۔ جیسی عام مکھن اور فیہ سب کچھ ہے۔
میں نہیں کھانا گرم کر کے دیتا ہوں۔“

اجنبی نے اس کی باتوں کے دوران گوشت کے ٹرے بڑے
لوٹے اٹھا کر ناشور کر دیے۔ کچھی بیڑیاں پر بھی ہاتھ صاف کر رہا
تھا افسرنے کہا ”یکساں کچھ ہوا سے پکا رکھا جاتا ہے۔“
اس نے دان کے ایک سب سے گوشت کی لٹیاں دا توں سے
نہ لڑ کر چاہتے ہوئے پوچھا ”اسے کیسے پکا جا جائے؟“

وہ گوشت کے ساتھ سب اور اٹھوڑا اٹھا کر فٹ میں
ہوا تو اچھا کر گھٹکا جا رہا تھا۔ افسرنے کہا ”اب تمہیں پکانا کب
باناؤ؟ ایسے ہی ٹھیک ہو گا شہر کے معلوم ہو گا کہ تم کس ملک اور کس
قیلے سے تعلق رکھتے ہو؟“

وہ آدھے گھنٹے تک فرینج کے سامنے کھڑا تھا مارا چوکی تیزی
سے چاہا کر کہا ہاتھ اس لیے مختصر سے وقت میں فرینج خالی ہو گیا۔
افسرنے پوچھا ”اور کھانے؟“

اس نے جواب پوچھا ”کیا اور ہے؟“
”نہیں ہے مگر بار بار سے بھی آجائے گا۔“
وہ تمہیں ہاتھ بردوں بازوں کی لٹیاں اٹھارتے ہوئے
لاٹھا کھانے کے بعد کچھ زیادہ طاقت محسوس ہو رہی ہے۔ یہ کھانا اچھی چیز
ہے تم کو نہیں کھاتے؟“

اعلیٰ افسرنے ریس ہاتھ کر زبردانی کے پھر رابطہ قائم ہونے
پانچ طرف کے گوشت بیڑیوں اور بیڑیوں کے نام کھو کر بولا ”میرا
لگا لگا ہے۔ آؤ ایک باورچی کی بھی ضرورت ہے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا ”جناب! بیچن منٹن اور فیہ فیہ
ہاں ایک ہی گوشت ہوجانے گا۔ کیا آج کوئی تقریب ہے؟“

افسرنے اجنبی کو دیکھا پھر کہا ”بہت بڑی تقریب ہے جو کھلایا
مطلوبہ ہوگی کے ساتھ لے آؤ اور انسا ملان روز رہاں پینا یا کر دو۔“
اس نے رابطہ قائم کیا پھر ایک ٹیلر ماشر سے رابطہ قائم کر کے
لے گیا تاکہ وہ اور بیڑیاں رکھ کر پوچھا ”مشرک اجنبی اکل سے تم میری
بہن جان اور نکر کہنے ہوئے ہو؟“

”ہاں کل میں کھانا اور پینے کے متعلق نہیں سوچ رہا ہوں۔“

میرے دماغ میں گھوم پھر کر یہی سوچ پیدا ہوئی ہے کہ میں کون ہوں؟
کہاں سے آیا ہوں؟ ایک گھنٹی پرے ہوش کیسے ہو گیا تھا؟ ہے ہوش سے
پہلے میں اس کتنی پرکھے پہنچا تھا؟

”تم نے کل سے بیٹوں محسوس نہیں کی تھی۔ ابھی کھانے کے
بعد تمہاری توانائی زیادہ محسوس کرنے لگے۔ اگر ڈاکٹر تمہیں دماغی توڑ لائی
کی دوا کھلاتے رہیں تو شاید تمہیں کچھ بیٹوں ہوتی باتیں یاد آجائیں۔“
”مجھے ڈاکٹر کے پاس سے چلو۔“

افسرنے بیٹوں کے ذریعے ایک ڈاکٹر کو آنے کے لیے کھابھ پوچھا
”کیا تمہارے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ تم کسی سے محبت اور
بہداری کر دو؟“

”ہاں ابھی میں نے یہاں آنے والی سے بہداری کی تھی۔“
”وہ صرف بہداری تھی۔ میں محبت کی بات پوچھ رہا ہوں۔
کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہیں چاہے اور تم اسے چاہو اسے اپنا بناؤ
تاکہ تمہیں تنہائی کا احساس نہ ہو۔“

”میں کل سے دیکھ رہا ہوں کہ کسی دم کے ساتھ کوئی عورت
ہے اور کسی عورت کے ساتھ کوئی مرد ہے۔ لوگ گلیوں میں شاہ لڑ
پر بازاروں میں ایک دوسرے سے ہتھے بولتے، مسکراتے اور سیار
جتاتے ہیں۔ تراب میں سوچتا ہوں کوئی ہوتا تھا۔ مجھے بھی ہتھے بولنے
والی ساتھی کی ضرورت ہے۔“
”کل تمہیں ساتھی ملی تھی تم اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟“
”ہاں وہ کچھ عجیب شخص تھی۔ مجھے بہت بڑی لگ۔“

رہی تھی۔
”پھر تم کسی ساتھی چاہتے ہو؟“
”کل رات تک میری بیٹھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا چاہتا
ہوں پھر میں سو گیا۔ سوئے وقت ایک بہت حسین لڑکی میرے پاس
آئی تھی۔“

”اس نے تمہیں جگا لیا تھا؟“
”نہیں وہ یوں نہیں آئی تھی۔ اسے کیا کہتے ہیں؟ ہاں خواب۔
وہ خواب میں آئی تھی۔ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ کوئی لڑکی کو قریب نہ آنے
دینا صرف میں تمہارے لیے پیدا ہوئی ہوں میرا انتظار کرو۔ میں بلکہ
ہی آ رہی ہوں۔“

وہ کہتے تھے خیالوں میں ہو گیا۔ افسرنے پوچھا ”کیا وہ باا کی تھی؟“
”ہاں عجیب بات ہے۔ میں خواب دیکھنے کے بعد رجول گیا
تھا تم نے یاد کیا تو وہ یاد آ رہی ہے۔“

”تمہارا دماغ تم کو یہ بہت جرم جاتا ہے۔ وہ ذرا یاد کرنے کی
کو شش کر دو۔ اس لڑکی نے خواب میں اور کیا کہا تھا؟ کیا وہ تمہارے
قریب آئی تھی؟“

قریب لاکر بولی۔ میں تنہا مانا گی اور تم میرا بیچا نہیں کر دیتے۔
 ”کیون پاس صاحب کا حکم ہے کہ...“
 وہ بات کاٹ کر بولی۔ میں جانتی ہوں تم بڑے سے فرماؤ۔
 ہو۔ ایک لڑکی بات بتا رہی ہوں! اسے صرف اپنے تک لکھنا۔
 کسی سے نہ کہنا کیا میں تم پر بھروسہ کروں؟
 ”ہاں ہاں ضرور! میں بھروسے کے قابل اسی لیے
 ان کی ڈمی بنا کر لایا گیا ہوں۔“
 وہ لڑکا رازدارانہ انداز میں اسے سنی سے بولی۔ ابھی خیال غالی
 کے ذریعے پاس سے میری بات ہوئی ہے۔
 ”اچھا؟ اس نے تیرا پیسے کہا۔“
 وہ بولی۔ اس میں تیرا پیسہ کیا بات ہے؟
 ”میں نے سنا ہے پاس صاحب کسی کو داغ میں آنے ہی
 نہیں دیتے!“
 وہ ہنستے ہوئے بولی۔ تم ہمارے من کو نہیں سمجھو گے وہ اپنی
 مانا کو ہی داغ میں آنے سے روک دیتے ہیں مگر مجھ کو کھل چھٹی ہے۔
 کیونکہ پر ٹیوٹ بائیں سوج کے ذریعے ہی رازدار سے پہنچی ہیں۔
 پاس نے تائید میں سر ہلکا کر کہا۔ میں نے اس پہلو پر غور
 نہیں کیا تھا۔ آئندہ ڈمی ہنسنے سے فرصت ملے گی تو میں بھی عشق
 کروں گا۔“
 وہ بچہ ہنستے ہوئے۔ ”یک! ایک! ایک! پاس! پاس! پاس! پاس! پاس! پاس!“

پاس نے پھر اس کے داییں بائیں کوئی ایک کمرے کا اور ان کی
 کھنڈر کا دور کرنے کے اختتامات کرے گا۔“
 ”میلو نا خیال جوانی کے ذیلے کا ڈنڈرنگل سے معلوم کر سکتی
 ہے کہ کسی نے خاص طور پر اس کے بار بار لاکر لیا ہے۔“
 ”یہ پہلو ہماری نظر میں ہے۔ ہمارے ساتھ ساتھ لیا اس ولے
 اندر سے پہلے ایشیل جنس کا ایک آدمی کا ڈنڈر پر جڑ جبیک کرنے جانے
 ہا۔ اس کے ذریعے ہمارے فکر کرنا تھا اس وقت کے گمرے کا ٹیوٹ معلوم
 ہوجانے گا۔ آپ ایشیلان رکھیں، میلو نا کو ڈنڈر نہیں ہوگا۔“
 پاس نے سیدو رکھ دیا۔ ایشیلان کی سٹیٹ کی پشت سے
 ایک لاکر کو پھینکا۔ قہقہو سیدو نا کا نہیں ہے۔ وہ ایشیلان کو
 بدوڑ ہے۔ قدرت اور اسٹارڈن کا اٹلا شہاہ کا ہے۔ جڑ دیتی
 دل ہلا رہا ہے۔ یہ عورت خواہ مخویہ بن رہی ہیں اور باصلاحیت ہوں
 دل کے معاملے میں مات کھا جاتی ہے۔ میں سوج بھی نہیں کستا
 خاک راڈی ایسی شدید ہوگی اور وہ تمام اقساط کو قبول کر بول میں
 کمر بند کر دے گی۔“
 وہ سوچتا ہوا، ڈنڈر کرنا ہوا اپنے کالج سے کافی فاصلے پر
 پینڈرنگ گیا۔ کالج کے احاطے میں سرخ رنگ کی اسپورٹس کار
 کھڑی تھی۔ میلو نا اس میں چلانے والی تھی۔ پاس کا سراج یہ
 نہیں تھا کہ وہ اپنی کسی محبوبہ کے چال چلن پر غور کرتا اور تیری اسے
 ان فرصت تھی کہ میلو نا کے لیے آتے ہیں جیتا ہوا اس کا تعاقب کرتا ہوا
 اگلے دن سے دو دو ہاتھ کر کے پینڈرنگ جانا۔ اسے صرف ایشیلان سے
 دلچسپی تھی۔ وہ اب تک پراسرار تھا۔ یہ سرخ رنگ میں مل رہا تھا کہ وہ کسی
 لاکر کا ہے۔ میلو نا کی مدد بازی نے کہا کارڈ لیا تھا۔ اگر وہ میرے
 لاکر کو کوئی دوسرے ہر انوں سے فرما دے اس کے قریب آنا۔
 فون پر اشارہ مارا اس نے کارڈ میں سیدو رکھ دیا۔ دوسری
 طرف سے کہا گیا۔ جناب! میں دوسرے کالج سے آپ کو دیکھ
 رہا ہوں۔ کیا آپ میلو نا کا تعاقب کریں گے؟
 ”تم مجھے بیٹھے بیٹھے تمام معلومات فراہم کر دیتے ہو، پھر میں
 تعاقب کیوں کروں گا۔ میں جانتا ہوں تم کھلے سے مانتے ہو، جو کارڈ
 مل گیا کسی کالج میں رہوں گا۔“
 رابطہ تو ہو گیا۔ چار دن گزرے میں منڈر پر میلو نا کا کالج سے نکل
 رہا سیدو رکھ لائیں بیٹھے تھے۔ پاس اپنی کارڈ لاکر لیا ہوا احاطے
 کے ٹیوٹ پر پہنچ گیا۔ وہ ریورس گیمے سبیا جی کار یا ہرنگال رہی تھی کہ
 رازدار کے ہی پریشان ہو گئی۔ غیب نما آئیے میں ڈمی پاس نظر آ رہا
 تھا وہ راحت سے لہجے میں بولی۔ گاڑی پھاڑو، مجھے بالے دو۔“
 وہ بولا۔ میری گاڑی میں آ جاؤ تمہیں تنہا نہیں جانا چاہیے۔
 اس نے گاڑی ایک طرف کی۔ میلو نا کی گاڑی اس کے

کے پاس آ کر سفر لیا اس نکلا اس کے بعد بیٹھے منور نے سیدو
 سنگا میرے آئیے کے سامنے آ گئی۔ تقدیر بڑھن سے میرا پاس
 حور توں سے دیکھے اور فریادیں ہر طرف ایک خواب کے حوران
 سے اور سٹیٹ پیٹھی کے کمال سے اس کا عاشق ہو گیا تھا۔ دوسری
 طرف پاس اپنی ماما کو دل میں لائے جانا گیا تھا۔ وہ دن میں گھر
 آزاد تھی۔
 اس نے خود کو آئیے میں دیکھ کر پوچھا کیا میں پاس کے دل
 کو دھوکا دے رہی ہوں؟

پھر اس نے خود ہی جواب دیا۔ ہرگز نہیں۔ اس میں ہر
 دینے کی کیا بات ہے میں اس کی بیبا ہوتی ہوں تو دھوکا ہوتا ہے۔
 میں دوست ہیں تو ایسے ہی وہ ابھی بھی دوست رہے گا میں پڑ
 نہیں ہوں کسی سے مجھ دوستی کر سکتی ہوں۔
 آئیے کے محسن نے کہا۔ فرما دو کھلے آ لاکر اپنے نقل کیا
 تم اتنے شے جرم پر پھینا رہی تھیں۔ فرما دو فیملی کے ہر طرف کا
 چاہتی تھیں۔ پاس کو پکارتے تھے وہ فارسی کی تو کھیلتی تھی۔
 وہ بولی میں آج بھی فریادیں اور تیرے دم تک پاس
 کے مفاد کے لیے دشمنوں سے لڑتی رہوں گی میں کبھی نہیں فریاد
 گی کہ ماسک میں اور میرا ستر کے ساتھ بیٹھے جانے والے سیدو
 طرف سے مجھے گھر رہتے تو مجھے پاس کے ہاں پناہ ہی ملتی۔
 ہاں یہی بدولت یہاں کوئی دشمن تھا پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے تھے۔
 میرے لیے آئی تھی۔ یہاں میرے خلاف دشمنوں کی
 چال کا سبب نہیں ہوگی۔ میں پاس کی دوستی اس کی محبت اور اس کے
 احسانات کو مجھ کو فراموش نہیں کروں گی۔

اس نے سیدو رکھ لاکر ڈنڈر ڈال کر بھرا اور اپنے پاس
 کہا۔ میں آپ کے ہاں آؤں گی۔ میرا نام مارنا تھا سمجھے۔“
 ”ہم آپ کے خادم ہیں۔ آپ کے لیے ایک بہترین کمرہ
 رہے گا۔“
 وہ سیدو رکھ کر ایک آپ کے میں سے صرف روٹی پڑ
 نسا ایک رستوران میں بیٹھے کہ ہاں کافی لمبے کچھ وقت گزارا گیا
 آیا کہ ڈیس سیدو رکھ کر رابطہ قائم کیا پھر کہا۔ پورٹ؟
 ”جناب! ابھی ایک منڈر بیٹھے میلو نا نے ہاں ڈمی
 میں ایک کمرہ مخصوص کیا ہے اور وہاں شام چھ بجے تک بیٹھے
 کی ہے۔“
 ”تم کیا کرنے جا رہے ہو؟“
 ”میں نے ایک ایسے کو ہاں ڈمی سیدو رکھ کر لیا ہے۔“
 سیدو رکھ میں ہے۔ گاؤں ڈنڈر پر معلوم کرے گا کہ مارنا سمجھتی

وہ دن پندرہ ڈال کر سوچتے اور یاد کرنے کی کوشش کرنے گا
 نعمت میں سیدو رکھ لاکر سیدو رکھ لاکر وہی درخیزہ ہو جائے۔
 اس نے تمام احتیاط کو بالائے شان رکھ کر اس کی دعا سنی انہوں میں اپنا
 تصور پیش کیا۔ اس کی سوج میں اس کے قریب آئی۔ وہ ایک ڈم سے
 خوش ہو کر بولا۔ ہاں یاد آ گیا۔ وہ میرے قریب آئی تھی۔
 انہوں نے کہا۔ شہاہ! دیکھو کوشش کرنے سے کسی دوام کے بغیر
 دعا سنی کو نامی حاصل ہوتی ہے۔ اور یاد کر دو۔ وہ قریب آ کر بھول رہی
 تھی؟

اس نے انہیں بند کھین جیسے سوج رہا ہو حالہ کو ڈنڈر ملنے
 اپنی سوج کی قوت سے اس کی انہیں بند کرانی تھیں اور اس کے تصور
 میں قریب آ کر سوج کے ذریعے بول رہی تھی۔ اگر میں تھیں بتا دوں کہ
 کہاں ہوں گی تو تم دوسروں سے فکرو گے۔ اس لیے نہیں بتاؤں گی۔
 ایشیلان کی سوج نے کہا میں کسی سے فکریں میں کروں گا پھر مجھے
 طاقت کی جگہ بتاؤ؟
 ”میں پھر تاریخ اتوار کی شام پانچ بجے سرخ رنگ کی اسپورٹس
 کار میں پہنچی ہوں نظر آؤں گی۔ کار بھول ڈنڈر لاکر پارکنگ ایریا میں
 ہونگی۔ میرے بدن پر سفید لباس ہوگا۔“
 ایشیلان نے پٹ سے انہیں کھول کر انہوں سے پوچھا آج کتنی
 تاریخ ہے؟
 ”چھ۔ مگر تم تاریخ کیوں پوچھ رہے ہو؟“
 ”میں نہیں بتاؤں گا۔ میں نے خواب والی سے وعدہ کیا ہے۔“
 آج کون سا دن ہے؟
 ”اتوار۔ مگر تم خود کو نہیں پہچانتے ہو پھر یہ دن تاریخ پوچھ کر
 کیا کر گئے؟“
 ”ہاں ڈنڈر کمال ہے؟“

”اسی شہر میں ہے۔ مگر بہت دور ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم
 اپنا نام نہیں جانتے مگر بول ڈنڈر لاکر انہیں یاد ہے۔ معلوم ہوتا
 ہے اس ہاں بول سے تمہاری پھولی زندگی کا گہرا تعلق ہے۔ میرے
 ساتھ تو میں ابھی وہاں لے چلتا ہوں۔ بڑی کوششوں کے بعد تمہیں
 اتنا پھر یاد آ جائے۔ ہاں پینڈرنگ کر شاید بہت کچھ یاد آ جائے۔“
 ”ابھی کی وقت ہلچل ہے؟“
 وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔ ”میں ابھی تک کر جاسکتا منڈر ہوتی ہے۔“
 ”میں وہاں ٹھیک پانچ بجے جاؤں گا۔“
 ”پانچ بجے کیوں؟“
 ”تم بات بات پر سوال کیوں کرتے ہو؟“
 اسی وقت ٹھیک مارشل ڈنڈر لاکر پہنچ گئے۔ سیدو رکھ نامی طور پر
 لڑی مگر حاضر ہوئی۔ پھر سکرٹے ہوئے انکوائی نے کہا۔ ڈنڈر سٹیٹ لاری

پندرہ دن کی محنت سے لکھی گئی ہے۔ اس سے پہلے کے تمام شمارے

شہزاد کی انقیسات

مصنف: شہزاد کی انقیسات

تقریب: شہزاد کی انقیسات

جلد: ۱

تاریخ: ۱۹۳۳ء

قیمت: ۱۰ روپے

ہر ایک کی خریداری کے لیے یہ کتاب سب کو ضروری ہے۔ اس لیے اس کتاب کو ہر گز نہ ہٹانے سے احتیاط کرنا چاہیے۔ اس کتاب کی خریداری کے لیے ہر ایک کو ہر گز نہ ہٹانے سے احتیاط کرنا چاہیے۔ اس کتاب کی خریداری کے لیے ہر ایک کو ہر گز نہ ہٹانے سے احتیاط کرنا چاہیے۔

وہ چونک کر بولا کیا کہہ رہی ہو؟

”ہرگز کہہ رہی ہوں۔ اس نے دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے متعین ہرے ساتھ رکھا ہے۔ وہ جہاز پر روانہ نہیں ہوا تھا۔ وہیں پوٹ پر چھپا ہوا تھا۔ اب ہمیں بدل کر ہول ڈی رو ما میں پہنچ گیا ہے۔“

میں وہیں جا رہی ہوں۔ دیکھو زیر زاری بات باہا صاحب کے دادا سے میں بھی کسی کو نہ بتانا۔ میں جلد واپس آؤں گی۔ اچھا لڑائی!

وہ اپنی کاراشارٹ کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔ پاس ایک سرسراہے چہرے ہوئے بڑھاپا لڑکا گرڈیا کے تمام شہرہ ملی جگہ ایک ایک ڈنی رکھ کر دوسرے سماجی شخصیں تو نہ جلتے کئی بیواں

انہیں اتروائی ہوئی دکھائی دے گی۔“

وہ کارڈرائیو کو تباہ ہوا احاطے کے اندر گیا پھر کار سے اتر کر کراچی کے اندر چلا گیا۔ میڈیڈاپوٹے پانچ بجے ہوئے ڈرائیو کے پارکنگ ایریا میں پہنچی۔ وہ اسی ہوٹل میں ایک کمرے کئی تھی۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اجنبی کے ساتھ وہ اجنبی آ کر ہاتھ پیرس کی طرح اس افسر کو بھی پکڑ دینا تھا۔ کباب میں سے ہڈی نکال کر چھینکنا تھا۔

اس نے خیال خواتی کے ذریعے دیکھا۔ افسر اپنی گاڑی میں اجنبی کو لے کر اسی ہوٹل کے احاطے میں پہنچ گیا تھا اور گاڑی روک کر کہہ رہا تھا ”تم ہوٹل کے برآمدے میں انتظار کرو۔ میں گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔“ میڈیڈوٹے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ اُدھر اجنبی گاڑی سے اُترا اور ہاتھ اٹھائے ڈرائیو کرتی ہوئی گاڑی کو ہوٹل سے دوڑنے جانے لگی۔ وہ چاہتی تھی کہ افسر واپس آئے میں کم از کم ایک گھنٹا لگ جلتے تب تک وہ اجنبی کو ہوٹل ڈی روم میں لے جانے گی۔

پندرہ منٹ کے بعد وہ خیال خواتی سے جو کئی تھی۔ افسر نے پارکنگ ایریا میں اس کے پاس آگیا تھا اور جھٹک کر بیٹو کہہ رہا تھا۔ میڈیڈوٹے دیکھا اس غیر معمولی اجنبی کے اس پاس کچھ تو نہیں تھیں۔ اُسے مخاطب کر کے پوچھ رہی تھیں کہ وہ کون ہے؟ جس ملک سے آیا ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟

اجنبی پریشان ہو کر میڈیڈوٹے کہہ رہا تھا ”میں! میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مگر معلوم ہو سکتے اس ڈینیائی خواتی نے میرا بیٹا بچھڑا دیکھو تم کو کمال ہے۔ کیا مجھے لطف لے سکتی ہے؟“ کئی ہی عورتیں خوشی سے چیخ پڑیں۔ ایک نے کہا ”میں لطف ڈوں گی!“

دوسری نے کہا ”میرے پاس بیٹا لگا کر ڈبے میرے ساتھ ملو“ تیسری نے دوسری کو دھکا دے کر کہا ”چلے کتنی ہی نشے ماڈل کی گاڑیاں آج آج میں روس رائس کا کوئی مقابلا نہیں کر کے گی میرے اجنبی دوست! میرے ساتھ آؤ“

وہ غصے سے پھٹ پڑا میگٹ لاسٹ آف مانی ساؤنڈ اس کی گونج دار آواز سنی تھی جیسے کچھ پڑا ہو گا کچھ سے گئے تھے۔ دل ہی دل گئے۔ عورتیں سہم کر پہنچی ہوتی تھیں۔ گئی تھیں۔ ڈورا زردی کے گزرنے والے رگ تھے۔ اُسے چلے آئے تھے۔ میڈیڈوٹے نے پوچھا ”تم ان میں سے کسی کی گاڑی کیوں نہیں چلے جاتے؟“

وہ بولا ”میں تم سے بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہر لمحے کار میں بیٹھے۔ وہ میں بڑا آدمی نہیں ہوں۔ تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔“

وہ بڑی بے نیازی سے بولی ”اچھی بات ہے۔ آ جاؤ۔“ وہ ساتھ والی سیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کاراشارٹ کی لنگ قریب آگئے تھے۔ ایک نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“

میڈیڈوٹے نے کہا ”کوئی نظریہ کی بات نہیں ہے۔ دیکھ لو وہ تمام عورتیں صحیح و سلامت ہیں۔“

وہ اطمینان سے ڈرائیو کرتی ہوئی احاطے سے باہر آئی پوچھا ”کو ایک شاہراہ روڑا تے ہوئے بولی“ ”تم سبھی جو توڑیں میری گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے تھے پھر پولیس والے تمہیں لے گئے تھے؟“ وہ میڈیڈوٹے سے دیکھنے ہوئے بولا ”تم ہی لڑکی ہو رہی ہے! میں نے خواب میں دیکھنے کے بعد بھی تمہیں نہیں پہچانا۔“

”خواب میں؟ کیا تم نے مجھے خواب میں دیکھا تھا؟“ ”ہاں مجھے خواب والا چہرہ اچھی طرح یاد نہیں ہے مگر میں یقیناً تمہیں ہی دیکھا تھا۔“

”واہ! چہرہ یاد بھی نہیں ہے اور یقین بھی ہے۔ کیا لڑکی زیادہ بی بی ہے؟ سبکی سبکی باتیں کر رہے ہو۔“ ”ہاں گاڈمیں ہوش میں ہوں۔ تم نے خواب میں کہا تھا کہ شام کو پانچ بجے ہوئے ڈرائیو کے پارکنگ ایریا میں لوگی تھا۔ کار کارنگ سٹرن ہوگا اور رکھارے بدن پر سفید لباس ہوگا۔“

خواب کی جیٹنی جاگتی تعبیر ہو؟ وہ ہنسنے ہوئے بولی ”تم بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ بات سمجھ میں نہیں آتی، تمام عورتیں تمہارے پیچھے کیڑ جاتی ہیں۔ میں نے صبح ہی یہی تمنا دیکھا تھا۔“

”ختم ہونے سے خیالی لڑکی ہو میں تم سے پاکیزہ دل ہی بنا چاہتا ہوں۔“ وہ دل ہی دل میں بولی ”گدھا کہیں کا عورت کے حسن و شباب سے پاکیزہ دوستی کرے گا سبھی ایک ذرا سی آہ سے بچھا دوں گی۔“

اس نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی جیسے اس میں کوئی فنی ہوگی جو اس کے دماغ پر قبضہ کر اس کی نظروں کو لینے آئیں۔ بن پر چٹکانے لگی۔ اس کی سوچ میں گئی ”قدرت نے کیا چیز بنائی ہے۔ اس کا نام آگے مجھے پکارا ہے۔ چہرہ کیسا چمکا۔ بازو کیسے ٹولے ہیں۔ چھوٹے کوئی چاہتا ہے۔“

وہ پریشان ہو کر دوسری طرف دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اس کی سرچ میں بولی ”میں خواہ مخواہ کھیرا رہا ہوں۔ یہ کاراشارٹ کرنے میں مدد ہے۔ میری نگاہوں اور اولادوں کو نہیں بکھری ہے۔ میری کئی ماہ نہیں کر رہا ہوں۔ یہ میرے خولوں کی شہزادی ہے۔ اس نے خواب میں آکر کہا تھا کہ میرے لیے پیدا ہوئی ہے جو چیز قدرت کی طرف سے میرے حصے میں آ رہی ہے اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔“

اس کے دماغ میں ایسے خیالات ٹھونکنے کے بعد اس نے طبع کو توڑی سی ڈوبیل دی پھر کاراشارٹ کر کے اُتر گیا۔ وہ لے پون ہو گیا تھا۔ کبھی ڈنڈا سبرن کے باوجود کبھی دوسری طرف کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ میڈیڈوٹے نے کہا ”میں وہ لے چھوڑ کر گیا ہوں۔ وہ مسل اس کے دماغ میں رواگتسا پاتا ہوں نہیں بنا سکتی تھی۔ کوئی کاراشارٹ ہی تھی؟ ڈرائیو شخصت سے حادثہ ہو سکتا تھا۔“

ادوہ سوچ رہا تھا۔ میں کیا کروں؟ اس نے خواب میں بتایا تھا۔ میں نے پاکیزہ دوستی کے لیے کہا۔ اس نے انکار کیا۔ مگر اس کے لیے میرے اندر کچھ ہو۔ ہے۔ میری چاہتا ہے۔ لے چھوڑوں پکڑ لانا۔ تو یہ بس مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کیا میں اس سے دور ہو جاؤں؟“

میڈیڈوٹے نے ہول ڈی روٹ کے احاطے میں گاڑی روک دی۔ پریشان ہو کر بولا ”تم میں جانا چاہتا ہوں۔“ ”تم کہاں رہتے ہو؟“ ”میرا کون گھر کون گھر تھے دارمیں سے۔ میں آئی ٹری ڈیسا میں باہر گیا ہوں۔“

”تو یہ کہاں جاؤ گے؟“ ”میں تو میں نہیں جانتا۔ تقدیر جب تک بٹکانے گی، پکڑا رہوں گا۔“ ”اگر مناسب سمجھو تو میرے ساتھ ہو۔“ ”اگ؟“ اس نے جھکتے ہوئے لے دیکھا۔ پھر میڈیڈوٹے نے ڈرائیو رگ دیکھتے رہنے پر مجبور کیا۔ وہ نظروں سے ہٹا چاہتا تھا۔

اور نظروں میں تھیں کہ اس کے بدن پر جگمگ بھستی جاتی تھیں۔۔۔ دل بھل چل کر کے چھوٹے کے مندر کر رہا تھا۔ آخرا اس نے بچپانے ہٹے میڈیڈوٹے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ شرمیلے لگی۔ پتا نہیں وہ کیسا سخت چٹائی جس کا مالک تھا اس کا ہاتھ جھڑکی لگ رہا تھا۔ وہ اسے گھیلنے لگا۔ گھیلنے خود گھیل گئی۔ خیال خواتی بھول گئی۔ وہ جیسے ہوش میں آ گیا۔ جلدی سے اس کا ہاتھ چھو کر بولا ”تم مجھے ناراض تو نہیں ہو؟“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی ”تم نے پاکیزہ محبت سے پکڑا تھا میں ناراض نہیں ہوں۔“

”ہاں تم نے خشک بھلا میری تبت بڑی نہیں ہے۔ مگر پتا نہیں کیوں تم بہت اچھی لگتی ہو۔ تمہیں بار بار چھوٹے کو بھی چاہتا ہے۔“

”تم ہزار بار چھو سکتے ہو۔ تمہاری تبت نیک ہے۔ تم چھلے بیٹے کرنا ہوگا کہ ہماری دوستی ہمیشہ رہے گی۔“

”ہمیشہ رہے گی۔ میری تمنائی مجھے پریشان کرتی ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ ہمیشہ ہمیشہ دوست بن کر رہوں گا۔“

میڈیڈوٹے نے ایک جگہ گاڑی پارک کی۔ پھر اس کے ساتھ ہوٹل کے کاؤنٹر پر لگی۔ اپنا نام اور اتھما کمرے کی چابی لی۔ منہسی کاؤنٹر کے پیچھے دوڑا سے لگی ہوئی ایک تصویر کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ میڈیڈوٹے اس کے ساتھ ”تین لمحات گزارنے کے تصور سے موڈ میں آتی ہوئی تھی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ایک غیر معمولی شخص اس کی زندگی میں آ رہا تھا۔ وہ بولی۔“

”چلو۔“ وہ اپنی جگہ پکڑا۔ اسی دیوار کی تصویر کو دیکھتا رہا۔ میڈیڈوٹے اس کے بازو کو تھا مگر پوچھا ”کیا وہ تصویر اچھی لگ رہی ہے؟“ ”ابھی نے پوچھا۔ اس تصویر میں کون سی جگہ دکھائی گئی ہے؟“

کاؤنٹر گرنے لگا۔ ”یہ اعلیٰ کے ٹھہروم کا منظر ہے۔ ہمارے ہوٹل ڈی روم کے ہر کمرے اور ہر حصے میں روم کے مناظر کی تصویریں لگائی گئی ہیں۔ اس ہوٹل کا تمام اسٹاف بھی شہر میں سے تعلق رکھتا ہے۔“

علائے کا منظر دکھائی دیا۔ اجلی تیزی سے چلتا ہوا تصویر کے قریب آیا
اُسے دیکھتے ہوئے بولا "مجھے یاد آیا ہے۔ میں اس علاقے میں بس
چکا ہوں۔"

"پہلے کہسے میں چلو۔ میں اس شہر کی تصویروں کا انیم گواڈ
گی تم انھیں دیکھ کر اپنی پچھلی زندگی کو یاد کر سکتے ہو؟"

"وہ دونوں ایک کہسے میں کہنے میں مدد نہ مانے تو ان کے
شہر رو کی تصویروں کی فرمائش کی پھر ریسپونڈر رکھ کر دیکھا۔ اپنی کہسے
میں بچی ہوئی تصویر کے پاس جا کر لے دیکھنے میں جو ہو گیا تھا۔ میڈونا
کا موڈ چرٹ پورا تھا۔ وہ اپنی ذات میں دہریں پیکر لائے کے لیے
اسے بہا لائی تھی اور وہ دم کے تاریخی تخترات میں گر ہو گیا تھا۔

"اُسے دلائل لانے کے لیے وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر اس کی سوچ
میں لوٹی "مجھے تصور کرو نہیں اپنی حسین ماضی کو دیکھنا اور فیضان چاہیے"
پہلی بار ماضی کی سوچ نے انکار کیا "نہیں میں تصور کرو سکتا
ہوں گا یہ معلوم ہوتا ہے شہر دم سے یہ انکو متعلق ہے میں جاؤں گا۔

مجھے اس شہر میں جانا چاہیے۔"
میڈونا نے کہا "میرے دوست! ادھر آؤ اگر تم ایک گھنٹے
تک اس شہر کی باتیں نہ کرو تو میں ایک سنی کا پتھر چار کر کے آجاتی
تھیں اس شہر کی یہ سیر کرائی گی؟"

"وہ تصویر کے پاس سے پلٹ کر بولا "اگر تم ابھی وہاں لے
چلو تو تم کو کوئی دہی کر دیا گا؟"
"اسی جلدی ہی کیا ہے پہلے میرے پاس آؤ تم مجھے باہر بار

چھو نا چاہتے تھے۔"
"مجھے کچھ پتا نہیں لگ رہا ہے۔ میرا دل میرا دماغ کہہ رہا ہے
میں اس شہر میں پہنچنے ہی تو کرو چنان لوں گا کیا تم نہیں چاہتیں کہ
میری پچھلی زندگی میرے سامنے روکش ہو جائے؟"

"وہ اٹھ کر اس کے بالکل قریب آن پھر اس کی گردن میں ہاتھیں
ڈال کر بولی "زندگی پچھلی ہو یا اگلی وہ عورت کے زہیر ہے رنگ و بیغ
ہوتی ہے۔"

"اس نے سٹھن چسپی ہاتھوں کو اپنی گردن سے الگ کیا پھر لے
پرسے دھکیل کر بولا "تم بھی دوسری عورتوں کی طرح گلے چڑھی ہو تم
بڑی خود غرض ہو تمہیں مجھ سے ہمدردی نہیں ہے تم مجھے میری چسپی
زندگی یاد دلانا نہیں چاہتیں اگر یاد آنے والی باتیں پھر تم ہو سکتی
تو میں اپنوں تک اس طرح پہنچوں گا؟"

"میں تمہیں پہنچاؤں گی مگر تم دوسرے ملک میں ہے ایک ملک
سے دوسرے ملک جاننے میں وقت لگے گا۔"
"ابھی تم کہہ رہی تھیں میرے لیے یہی کا پتھر چار کر دیا گی؟"

"ہاں کر ڈال گی لیکن تمہارے ساتھ نہیں جاسکتی گی۔"
"تم نے جانی کہا تم پھر سوچ میں کلمہ ہونگی ہو؟"
"مجھے یہاں سے چھپ چکی تھی میںیں بدل کر جانا ہوگا۔"

"تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟"
"بھیس بھیس کے لیے ایک ایک کام سامان خرید کر لانا ہوگا
میں وقت لگے گا پھر میں ایک ماہ ان کی حقیقت سے ملک
باہر جانے کے لیے یہی کا پتھر چار نہیں کر سکتی گی۔ ہمیں ٹرین
زیلے جانا ہوگا اور یہ کہ انکے دونوں کا سفر ہوگا۔"

"ہونے دو۔ ہرگز دو کوئیوں میں مجبت کرتے جاں جسے چھنے
پیار میں دو دن دوڑاں لیں گے۔"
"ہائے کتن رو مان پرورد سفر ہوگا۔ چلو ہم سفر کا سفر ہو گا۔"

"تو نہ جاؤ؟"
"کیا اتنی ہی ہری دھکی دھکی تھی۔ تم زندگی بھر ساتھ رہنے کا دور
کر چکے ہو؟"

"میں وعدے پر قائم ہوں میرے ساتھ چلو۔"
"میں مجبوروں میں اس کی پولیس اور ایشیائی جنس ذلے
شہر سے باہر نہیں جانے دیں گے۔"

"میں تمہیں سے جاؤں گا۔ یو تھیں رو کے گاؤں کا سر
تو زور دوں گا۔"
"تم اس دنیا کی بہت سی باتیں بھول گئے ہو۔ یہ نہ بھوکو
دو چار سپاہی ہونگے انہیں گم میرے لیے پوری فوج آسکتی ہے۔"

"وہ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس کا ہاتھ قائم کر بولا "تم پہلی عورت
جو چلے بہت اچھی بہت پیاری لگتی ہو۔ شاید تم نہیں جانتی
مجھ پر گلیاں اتر نہیں سکتیں لیکن تمہیں کسی فریج کی گولی لگے گی تو
تمہارے بغیر نہیں ہو سکن گا میرے ساتھ چلنے کی کوئی تدبیر کرو۔"

"وہ بڑی محبت سے بول رہا تھا۔ میڈونا سوچنے لگی کہ اس
کے ساتھ جانے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ ابھی تو تھا۔ پارس موجود
نہیں تھا۔ وہ علاقہ اور پولیس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اس
ملک سے باہر جاسکتی تھی اس نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

"ان ملک سے باہر میرے لیے قدم قدم پر خطرہ ہے۔"
"میں قدم قدم پر تمہارے سامنے ڈھال میں کر رہوں گا۔"
اس نے پھاڑیے فولادی ہتھی کو دیکھا بے شک وہ اس
کے لیے ماںک میں اور بہ مارنے سے ٹکا سکتا تھا۔ ان کے اذیوں
کو جنم میں پہنچا سکتا تھا لیکن پارس نے کون سا بڑا کیا تھا۔ ڈونڈ
کو جنم میں پہنچانے بغیر مختلف مہم کر رہا تھا۔ اپنی عدم موجودگی میں
اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کر چکا تھا لیکن اس جادو گر ماضی
کے سامنے پارس کی وہ جہلان سمجھ میں نہیں آ رہی تھی جس کی سائے
کی اپنی بھلائی تھی۔"

"ابھی نے کہا تم پھر سوچ میں کلمہ ہونگی ہو؟"
"مجھے یہاں سے چھپ چکی تھی میںیں بدل کر جانا ہوگا۔"
"تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟"

"بھیس بھیس کے لیے ایک ایک کام سامان خرید کر لانا ہوگا
میں وقت لگے گا پھر میں ایک ماہ ان کی حقیقت سے ملک
باہر جانے کے لیے یہی کا پتھر چار نہیں کر سکتی گی۔ ہمیں ٹرین
زیلے جانا ہوگا اور یہ کہ انکے دونوں کا سفر ہوگا۔"

"ہونے دو۔ ہرگز دو کوئیوں میں مجبت کرتے جاں جسے چھنے
پیار میں دو دن دوڑاں لیں گے۔"
"ہائے کتن رو مان پرورد سفر ہوگا۔ چلو ہم سفر کا سفر ہو گا۔"

"ذکر لڑائی گئے۔ اور پہلے بیٹے ٹرین میں ایک کیمین ریڈ کر لیں گے۔"
اس کے ساتھ والے کہسے میں ان کی گفتگو ریکارڈ ہو رہی
تھی۔ دوسری طرف آر اس اپنی کے دماغ میں ہی بار جانے کی کوئی
ریزیکٹ تھا۔ وہ پہلا ہی سوچ کی موجودگی سے سانس روکنے لگا تھا۔
اس نے یہ باتیں پارس کو بتائیں۔ پارس نے کہا "یہ تو پہلے ہی مجھ میں
ہمیتا تھا کہ اپنی ایک کھلنا ہے" اس کی چابی ہمارے کسی بڑے دشمن
کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن سے چابی بدل دی اب وہ سانس روکنے
لگا ہے۔"

"آر سر نے کہا۔ میڈونا کو بھی اس تبدیلی کا علم ہو گیا ہو گا وہ بھی
اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوشش کر رہی ہوگی؟"
"ہاں خیال تو ان کی ناکامی کے بعد لاس لیٹین ہو جانا چاہیے کہ
دشمن سے ہمارے آہنی گلے سے باہر لے جانا چاہتے ہیں۔ بہر حال اپنی
تقدوی ریڈ بعد معلوم ہو جانے گا۔ آپ ایک ادھ گھنٹے بعد میری سانس
فرد آئیں۔"

"آر چلا گیا کچھ در بعد ایشیائی جنس کا ایک انمر ایک کیسٹ
کر لیا۔ پارس نے اسے ریکارڈ میں لگا کر سنا۔ ہر مل ڈی ڈی اسکے کہسے
میں ہونے والی میڈونا اور اپنی کی گفتگو سنانا ہی سے وہ بھی گفتگو کے
انتساب پر میڈونا نے جانی ہے کہ کیا تھا سفر کا سامان خرید کر لائے گی اور
ٹرین میں یہ ٹرین ریڈ کر لیں گے اس کے بعد ماضی نے کہا "ہاں چلو۔"

"میڈونا نے پوچھا کیا پلار کے زہیر می چلو گے؟"
"میں تو پارس ہی بول رہا ہوں اور اس طرح پیا کر رہے ہیں؟"
تقدوی ریڈ خاموش رہی پھر میڈونا نے حیرت جھری آواز سنانا
دکھانے لگے تم سبھی سانس روکی ہے؟"

"ہاں میں نے پہلے بھی کئی بار دماغ میں ہو چکا ہوں اس کو کیا پھر
میں نہیں کیا یا سیکوں ہوتا ہے۔ ایک بار میں نے جلاقتیار میں
دلی تو ہو پھر ختم ہو گیا۔ ابھی بھی ہو چو رہا تھا وہ بھی ختم ہو گیا ہے۔"
"سیری بات تو سیرے سٹون میں ہیں پتھری ماضی ہوں کسی کے
بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر کی چھی ہوئی باتیں پڑھتی ہوں۔"

"تم دماغ کے اندر کیسے پہنچ جاتی ہو؟"
"میں زہر زہرہ تمہیں سمجھاؤں گی۔ ابھی انا سمجھ لو کہ یہ ایک
قدرتی صلاحیت ہے۔ یہی قدرتی صلاحیت تم میں ہے کہ تم ہم میں
ہر وقت ہونے والی ہلٹ کر دو اور انگلیوں سے نکال لیتے ہو۔"
"عجب ہے۔ یہ بات تم سے کہی جاتی ہو؟"

"ہاں تھیں گے ذیلے بہر حال جب میں تمہارے دماغ میں آتی
کی تو تم پھر محسوس کرو گے کیا محبت میں ہو پھر رواشت نہیں کرو
تہا خصلے سانس روکنے سے میں دماغ سے باہر نکل جاتی ہوں۔"
"عجب بات ہے۔ اچھا تم ابھی دماغ میں آؤ۔"

"میں نے کہا تم پھر سوچ میں کلمہ ہونگی ہو؟"
"مجھے یہاں سے چھپ چکی تھی میںیں بدل کر جانا ہوگا۔"
"تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟"

"بھیس بھیس کے لیے ایک ایک کام سامان خرید کر لانا ہوگا
میں وقت لگے گا پھر میں ایک ماہ ان کی حقیقت سے ملک
باہر جانے کے لیے یہی کا پتھر چار نہیں کر سکتی گی۔ ہمیں ٹرین
زیلے جانا ہوگا اور یہ کہ انکے دونوں کا سفر ہوگا۔"

"ہونے دو۔ ہرگز دو کوئیوں میں مجبت کرتے جاں جسے چھنے
پیار میں دو دن دوڑاں لیں گے۔"
"ہائے کتن رو مان پرورد سفر ہوگا۔ چلو ہم سفر کا سفر ہو گا۔"

"ذکر لڑائی گئے۔ اور پہلے بیٹے ٹرین میں ایک کیمین ریڈ کر لیں گے۔"
اس کے ساتھ والے کہسے میں ان کی گفتگو ریکارڈ ہو رہی
تھی۔ دوسری طرف آر اس اپنی کے دماغ میں ہی بار جانے کی کوئی
ریزیکٹ تھا۔ وہ پہلا ہی سوچ کی موجودگی سے سانس روکنے لگا تھا۔
اس نے یہ باتیں پارس کو بتائیں۔ پارس نے کہا "یہ تو پہلے ہی مجھ میں
ہمیتا تھا کہ اپنی ایک کھلنا ہے" اس کی چابی ہمارے کسی بڑے دشمن
کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن سے چابی بدل دی اب وہ سانس روکنے
لگا ہے۔"

"آر سر نے کہا۔ میڈونا کو بھی اس تبدیلی کا علم ہو گیا ہو گا وہ بھی
اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوشش کر رہی ہوگی؟"
"ہاں خیال تو ان کی ناکامی کے بعد لاس لیٹین ہو جانا چاہیے کہ
دشمن سے ہمارے آہنی گلے سے باہر لے جانا چاہتے ہیں۔ بہر حال اپنی
تقدوی ریڈ بعد معلوم ہو جانے گا۔ آپ ایک ادھ گھنٹے بعد میری سانس
فرد آئیں۔"

"آر چلا گیا کچھ در بعد ایشیائی جنس کا ایک انمر ایک کیسٹ
کر لیا۔ پارس نے اسے ریکارڈ میں لگا کر سنا۔ ہر مل ڈی ڈی اسکے کہسے
میں ہونے والی میڈونا اور اپنی کی گفتگو سنانا ہی سے وہ بھی گفتگو کے
انتساب پر میڈونا نے جانی ہے کہ کیا تھا سفر کا سامان خرید کر لائے گی اور
ٹرین میں یہ ٹرین ریڈ کر لیں گے اس کے بعد ماضی نے کہا "ہاں چلو۔"

"ذکر لڑائی گئے۔ اور پہلے بیٹے ٹرین میں ایک کیمین ریڈ کر لیں گے۔"
اس کے ساتھ والے کہسے میں ان کی گفتگو ریکارڈ ہو رہی
تھی۔ دوسری طرف آر اس اپنی کے دماغ میں ہی بار جانے کی کوئی
ریزیکٹ تھا۔ وہ پہلا ہی سوچ کی موجودگی سے سانس روکنے لگا تھا۔
اس نے یہ باتیں پارس کو بتائیں۔ پارس نے کہا "یہ تو پہلے ہی مجھ میں
ہمیتا تھا کہ اپنی ایک کھلنا ہے" اس کی چابی ہمارے کسی بڑے دشمن
کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن سے چابی بدل دی اب وہ سانس روکنے
لگا ہے۔"

"آر سر نے کہا۔ میڈونا کو بھی اس تبدیلی کا علم ہو گیا ہو گا وہ بھی
اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوشش کر رہی ہوگی؟"
"ہاں خیال تو ان کی ناکامی کے بعد لاس لیٹین ہو جانا چاہیے کہ
دشمن سے ہمارے آہنی گلے سے باہر لے جانا چاہتے ہیں۔ بہر حال اپنی
تقدوی ریڈ بعد معلوم ہو جانے گا۔ آپ ایک ادھ گھنٹے بعد میری سانس
فرد آئیں۔"

"آر چلا گیا کچھ در بعد ایشیائی جنس کا ایک انمر ایک کیسٹ
کر لیا۔ پارس نے اسے ریکارڈ میں لگا کر سنا۔ ہر مل ڈی ڈی اسکے کہسے
میں ہونے والی میڈونا اور اپنی کی گفتگو سنانا ہی سے وہ بھی گفتگو کے
انتساب پر میڈونا نے جانی ہے کہ کیا تھا سفر کا سامان خرید کر لائے گی اور
ٹرین میں یہ ٹرین ریڈ کر لیں گے اس کے بعد ماضی نے کہا "ہاں چلو۔"

"میڈونا نے پوچھا کیا پلار کے زہیر می چلو گے؟"
"میں تو پارس ہی بول رہا ہوں اور اس طرح پیا کر رہے ہیں؟"
تقدوی ریڈ خاموش رہی پھر میڈونا نے حیرت جھری آواز سنانا
دکھانے لگے تم سبھی سانس روکی ہے؟"

"ہاں میں نے پہلے بھی کئی بار دماغ میں ہو چکا ہوں اس کو کیا پھر
میں نہیں کیا یا سیکوں ہوتا ہے۔ ایک بار میں نے جلاقتیار میں
دلی تو ہو پھر ختم ہو گیا۔ ابھی بھی ہو چو رہا تھا وہ بھی ختم ہو گیا ہے۔"
"سیری بات تو سیرے سٹون میں ہیں پتھری ماضی ہوں کسی کے
بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر کی چھی ہوئی باتیں پڑھتی ہوں۔"

"تم دماغ کے اندر کیسے پہنچ جاتی ہو؟"
"میں زہر زہرہ تمہیں سمجھاؤں گی۔ ابھی انا سمجھ لو کہ یہ ایک
قدرتی صلاحیت ہے۔ یہی قدرتی صلاحیت تم میں ہے کہ تم ہم میں
ہر وقت ہونے والی ہلٹ کر دو اور انگلیوں سے نکال لیتے ہو۔"
"عجب ہے۔ یہ بات تم سے کہی جاتی ہو؟"

"ہاں تھیں گے ذیلے بہر حال جب میں تمہارے دماغ میں آتی
کی تو تم پھر محسوس کرو گے کیا محبت میں ہو پھر رواشت نہیں کرو
تہا خصلے سانس روکنے سے میں دماغ سے باہر نکل جاتی ہوں۔"
"عجب بات ہے۔ اچھا تم ابھی دماغ میں آؤ۔"

"میں نے کہا تم پھر سوچ میں کلمہ ہونگی ہو؟"
"مجھے یہاں سے چھپ چکی تھی میںیں بدل کر جانا ہوگا۔"
"تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟"

"بھیس بھیس کے لیے ایک ایک کام سامان خرید کر لانا ہوگا
میں وقت لگے گا پھر میں ایک ماہ ان کی حقیقت سے ملک
باہر جانے کے لیے یہی کا پتھر چار نہیں کر سکتی گی۔ ہمیں ٹرین
زیلے جانا ہوگا اور یہ کہ انکے دونوں کا سفر ہوگا۔"

"ہونے دو۔ ہرگز دو کوئیوں میں مجبت کرتے جاں جسے چھنے
پیار میں دو دن دوڑاں لیں گے۔"
"ہائے کتن رو مان پرورد سفر ہوگا۔ چلو ہم سفر کا سفر ہو گا۔"

"ذکر لڑائی گئے۔ اور پہلے بیٹے ٹرین میں ایک کیمین ریڈ کر لیں گے۔"
اس کے ساتھ والے کہسے میں ان کی گفتگو ریکارڈ ہو رہی
تھی۔ دوسری طرف آر اس اپنی کے دماغ میں ہی بار جانے کی کوئی
ریزیکٹ تھا۔ وہ پہلا ہی سوچ کی موجودگی سے سانس روکنے لگا تھا۔
اس نے یہ باتیں پارس کو بتائیں۔ پارس نے کہا "یہ تو پہلے ہی مجھ میں
ہمیتا تھا کہ اپنی ایک کھلنا ہے" اس کی چابی ہمارے کسی بڑے دشمن
کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن سے چابی بدل دی اب وہ سانس روکنے
لگا ہے۔"

"آر سر نے کہا۔ میڈونا کو بھی اس تبدیلی کا علم ہو گیا ہو گا وہ بھی
اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوشش کر رہی ہوگی؟"
"ہاں خیال تو ان کی ناکامی کے بعد لاس لیٹین ہو جانا چاہیے کہ
دشمن سے ہمارے آہنی گلے سے باہر لے جانا چاہتے ہیں۔ بہر حال اپنی
تقدوی ریڈ بعد معلوم ہو جانے گا۔ آپ ایک ادھ گھنٹے بعد میری سانس
فرد آئیں۔"

"آر چلا گیا کچھ در بعد ایشیائی جنس کا ایک انمر ایک کیسٹ
کر لیا۔ پارس نے اسے ریکارڈ میں لگا کر سنا۔ ہر مل ڈی ڈی اسکے کہسے
میں ہونے والی میڈونا اور اپنی کی گفتگو سنانا ہی سے وہ بھی گفتگو کے
انتساب پر میڈونا نے جانی ہے کہ کیا تھا سفر کا سامان خرید کر لائے گی اور
ٹرین میں یہ ٹرین ریڈ کر لیں گے اس کے بعد ماضی نے کہا "ہاں چلو۔"

”جی ہاں بیٹو، ذرا کھل صبح کے محکمے میں ملیں گے۔“
 ”مٹے جانیں۔ انتہائی رازداری سے اس نرن میں ایک
 بوگی کا اٹھا ڈرلا۔ ان دونوں کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے۔“
 ”اچھی بات ہے جناب ان کی ریزرویشن کے لیے ایک
 کیبن رکھا جائے گا۔“

”میرے لیے کی درمیانی بوگی میں سٹر اسٹوں مارک کے
 نام سے ایک برفخیز ریزرو کراؤ۔ اس کے لیے کسی سافٹ ریزرویشن
 کیسل کر دو، کوئی چکر بھلا سکتے ہو؟“
 ”میں سرا بہ ہو جائے گا۔“

وہ چلا گیا۔ یارس موٹے کٹھن کر ایک الماری کے پاس گیا
 لے کھول کر اس کے ایک خانے سے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات
 نکالے۔ ان کاغذات کا تعلق اسٹوں مارک نامی شخص سے تھا پاسپورٹ
 میں اس کی تصویر بھی تھی۔ حکومت کی طرف سے اپنے مختلف ناموں
 اور تصویروں کے ساتھ چند پاسپورٹ لے لیے گئے تھے تاکہ وقت
 ضرورت کا آتے رہیں۔ آٹھ گھنٹے بعد مارک نے مخاطب کیا وہ لولا
 ”انکل، میں میک اپ کرنے کے بعد گیارہ بجے سوجاؤں گا۔ آپ
 شیخ صاحب کو بتائیں کہ میں اسٹوں مارک کے عیاشی میں رہوگا۔“
 ”ابھی جا کر کتنا ہوں۔“

وہ پورا گیا۔ یارس سے جناب شیخ صاحب کو روانہ لگاؤ
 تھا یہی وجہ تھی کہ کوئی دشمن خیال نہ کرنے والا اس کے چرخیالات
 پر غور نہیں سکتا تھا۔ اب یہ واضح ہو چکا تھا کہ اجنبی کے چرخی کوئی خیال
 خزانے والے اور اس کا اجنبی کی نائنٹیٹھ لے کھولنے کا طرح چلا رہے۔
 پارک چاہتا تو پیر میں ہی میڈونا کو روک سکتا تھا لیکن
 مقصد صرف میڈونا کو روکنا اور اس کی مخالفت کرنا نہیں تھا بلکہ
 خود حفاظتی بند کھول رہی ہو، اسے سہتی میں گرنے سے کون بچا
 سکتا ہے جس لمحے اس نے اجنبی کی طرف مائل ہونا شروع
 کیا ایسی لمحے سے پارک نے اسے اپنی زندگی سے خارج کر دیا تھا۔
 اب صرف ایک ہی چنگ تھی کہ وہ خیال خزانے والے دشمن کی
 آلاکارہ بننے نہ پائے۔ اس کے علاوہ پارک باڈی بک سفر کر کے اجنبی کی
 حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا۔

دوسری صبح وہ نرن واپس سے روانہ ہوئی۔ اس کی آخری
 بوگی کے ایک کیبن میں میڈونا اپنے اجنبی ہیر وکے ساتھ مسافر
 کر رہی تھی اس نے اجنبی کا نام نرن مین (فلاڈی آڈی) رکھا تھا۔
 ان کے پاس پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات نہیں تھے۔ وہ
 صرف فرانس کی سرحد تک سفر کر سکتے تھے۔ اس کے بعد میڈونے
 سوچ رکھا تھا خیال خزانے کا حیرت آزماتے لگے۔ بارڈر چیک کرنے
 والے افسران کو تکہ پتی کے ذریعے ٹریپ کر کے اجنبی کے ساتھ

دوسرے ملک میں پہنچ جائے گی۔
 وہ جانتی تھی کہ خفیہ پولیس والے اس کی نگرانی کر رہے ہیں
 گے۔ اسے ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانے والے دشمن
 یہ جانتے ہوں گے اور کسی نیکی جگہ رکاوٹ کی توقع کر رہے ہوں
 گے۔ ایسی صورت میں پتا نہیں وہ دشمن کیا کرنے والے تھے نیز وہ
 نے سوچا تھا خفیہ پولیس سے بھی ٹیکہ چینی کے ذریعے ملے
 گی اور یہی یقین دلانے کی گفرتھ کے موڈ میں ہے، ہر حد تک
 جا کر واپس آجائے گی۔

اجنبی تک کچھ مرنوٹا تھا۔ اور وہ دعا کر رہی تھی کہ کچھ
 ہو۔ پارک کی غیر موجودگی سے خفیہ پولیس والے غافل رہیں تو اچھا
 ہے۔ وہ بلیغ کے لیے اس بوگی میں گئے جو کھانے پینے کے لیے
 مخصوص تھی۔ کتنی ہی عورتیں مروی تھیں اور بوٹھے پیر کے اطراف بیٹھے
 کھا رہے تھے۔ منہ بول سہے تھے۔ شراب اور چہرے میں شہ
 جاری تھا۔
 کچھ دیر بعد میرا ڈر لینے آبد میڈونا نے دو لارج بیگ
 لانے کو کہا۔ ایسے وقت پارک بلا گیا۔ وہ جب تک اس کے ساتھ
 رہی شراب کو کبھی منہ نہیں لگا یا دیر نہ پہنچے یا کر تھی۔ آج پھر
 نئے سفر کے ساتھ میڈونا شروع کر رہی تھی۔

بوٹے کار کے منتظر نے آکر ٹیک کے ذریعے کہا لائیڈ
 اینڈ چٹائیں، ہم اس عمل میں سفر کے دوران آپ کے لیے چوٹی
 کا سامان فراہم کرتے رہے ہیں۔ آج آپ کے سامنے ایک دلچسپ
 آئیٹم پیش کیا جا رہا ہے۔ آپ نے بیک بیگ جانے والے شور
 جا دو اور اسٹوں مارک کا نام سنا ہوگا۔ بھر لو پتالیوں کے ساتھ
 ان کا استقبال کیجیے۔

سب لوگ تالیاں بجانے لگے۔ ایک لائیڈ اور کوئی عورت
 حاضر ہوئی۔ ٹیک سے کہا گیا آپ کے سامنے مسٹر اسٹوں مارک
 حاضر ہیں۔
 سب لوگ قہقہے لگانے لگے کیونکہ وہ اسٹوں مارک مرد
 نہیں تھا عورت تھی۔ چمکے ہوئے لباس کی وجہ سے بہت زیادہ
 موٹی لگ رہی تھی۔ وہ ہاتھ پکڑ کر بولی، ”ہنسنے کیوں ہو؟ کیا عورت
 جا دو کر نہیں ہوتی؟ میں تو کہتی ہوں، بڑی خطرناک جا دو کر رہی
 ہے۔ بڑے بڑے شہ زوروں کو ایک انگلی پر چٹائی ہے۔“
 اسٹوں مارک نے میڈونا کو مخاطب کیا، ”کیوں مارا تھا اسٹوں
 تم اپنے ہاتھ پر مرد کو پھرا رہی ہو؟“
 وہ چونک کر بولی، ”تم میرا نام کیسے جانتی ہو؟“
 ”جانتی نہیں جانتا ہوں۔ میں اوجھ سے عورت اور اندر سے
 مرد ہوں۔ میں تمام حاضرین کے نام جتا سکتا ہوں؟“

ایک عورت نے پوچھا، ”میرا نام کیا ہے؟“
 ”تھارا پہلا نام کئی، دوسرا شٹلا، تیسرا روسیلا اور چوتھا
 ڈانہا ہے۔ تم مرد کے ساتھ ساتھ اپنا نام بھی بدلتی رہتی ہو۔“
 چاروں طرف سے قہقہے ابھرنے لگے۔ میڈونا کو بات بکا ملک
 رہی تھی اس نے بھی نئے مرد سے دوستی کرنے ہی نام بدل لیا تھا اسٹوں
 مارک نے کہا، ”میں ڈانہا، اگر میں عورت سے مرد بن جاؤں تو کیا
 میرے لیے پھر نام بدل لوں؟“

اس کی ہر بات پر قہقہے لگ سہے تھے۔ وہ بولا، ”دیکھو میں
 تھاری آنکھوں کے سامنے جسے بدل رہا ہوں۔ عورت سے مرد
 بن رہا ہوں۔“
 سب لوگ دیکھنے لگے۔ اس کے پچھلے ہوئے لیڈر کاغذ
 سے ہوا نکلی رہی تھی جیسے غبارہ ہوا نکلتے سے بچک رہا ہوا ہی طرح
 لباس سکڑ گیا۔ پھر وہ لباس بڑی تیزی سے اتر گیا۔ اندر مردانہ
 لباس میں وہ کھڑا ہوا تھا۔ بالوں کی لیڈر بوگ اس نے نکال کر
 پھینک دی تھی۔ تختہ ہاتھ رکھ کر مٹانے ہی چہرے پر موٹیوں
 کا اضافہ ہو گیا تھا۔ سبز آنکھوں والا لیش بھی نکال گیا تھا۔ بونے ہار
 کے جام تماشا لیا، بیاں بچا رہے تھے۔ میڈونا بے دل سے تالیاں
 ہوا اس کے سامنے پیش کر رہی تھی۔

شاید وہ خیال خزانے والے اور اجنبی پہنچا ہو جو اجنبی کے چہرے
 پھارتا تھا۔ ویسے دو کیا دس خیال خزانے والے اس کے
 چہرہ خیالات بڑھتے تھے۔ جب یہی معلوم ہوتا کہ اس کا نام اسٹوں مارک
 ہے۔ پہلے وہ فرانس کے مختلف شہروں میں بیک بیک کے کالات
 دکھایا کرتا تھا۔ اب اس شہر میں کچھ رقم کمانا ہوا مسر جا پارٹل کے
 شہروں میں جا کر روزی حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اجنبی نے کہا، ”یہ شخص بہت دلچسپ ہے۔“
 وہ ناگوار سے بولی، ”ہوگا۔“
 ”دیکھو کتنی عورتیں اسے دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں، کیا اس میں
 میری طرح مردانہ تشہ ہے؟“
 خاک ہے، کیا تم اس کے سامنے کسی میسوس کر رہے ہو؟“
 ”ہرگز نہیں۔ میں تو اس کی خوبیوں کی تعریف کر رہا ہوں۔“
 ”کوئی دوسری بات کرو۔“
 اچانک ایک عورت ہاتھ میں ہنسی تلوار لے کر آئی پھر
 لگا کر کہ بولی، ”یو اسٹوں مارک، تم میں خوں خوروں سے مل جا رہے
 ہو میری اسلٹ کر رہے ہو۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“
 اسٹوں مارک نے کہا، ”لیڈر اینڈ چٹائیں، یہ عورت ہاتھ
 دیکر کہہ رہی ہے، کتنی بڑی ہے۔ کتنی بڑھتی ہے شادی کرو وہ نہ
 نکل کر دوں گی۔ یہ کئی بار میرے پروگراموں میں آکر بچے۔۔۔“

قتل کر چکی ہے۔ لیکن میں اگل بار قتل ہونے کے لیے پھر زندہ
 ہو جاتا ہوں۔“
 لوگ ہنسنے لگے۔ جیلا وہ قتل ہونے کے بعد کیسے زندہ
 ہو سکتا ہے؟ وہ عورت شیخ اس پر ہنسی تو اسے جھٹکنے
 لگی تھی اور وہ بیٹھا جا رہا تھا ایک میڈم ٹراسا ایک دکھا ہوا تھا
 وہ پینے کے لیے آچیل طرف گیا تو سوار سیجی ایک پر
 پڑی وہ دو کھینے ہو گیا۔ دوسری بار ایک گاڑی کے ٹکڑے ہو گئے
 اس سے پتا چلا تھا کہ سوار اصل اور تیز دھار ہے۔

وہ تیسری بار پچ نہ سکا۔ عورت نے بڑی جسارت کا ثبوت
 دیا۔ سوار اس کے سینے کے آدھا کھری کتنی ہی عورتوں اور بچوں کی
 چٹینیں نکلیں۔ تو شیخ اس کے سینے میں گھس کر اس کی نیت
 سے نکل مانی تھی۔ تازہ لہو سے تلوار اور لباس چمک رہا تھا۔ اسٹوں مارک
 کے دیدے پھیل گئے تھے۔ وہ ذرا دھڑکنے سے اٹھ کر لڑکھا، ”یہ عورت
 کی آغوش میں گرنے ہی والا ہو موت کسی ایک کو آتی ہے، ہر سب
 پھر خوف طاری ہو جاتا ہے۔“

وہ ذرا ڈر گیا۔ کانے کے بعد پھر جم کر کھڑا ہو گیا، ایک ہاتھ اٹھا
 کر بولا، ”میں نے بار بار اس عورت کو کھسایا ہے، مجھے قتل نہ کریں
 کبھی عورت کے ہاتھوں سے میں مردوں کا لیکن یہ اپنی نادانی سے
 بازی نہیں آتی۔“

ماشل آرٹ

کے ذریعے اپنی اور.....
 دوسروں کی حفاظت کیجیے

ابتداء سے بلیک بیلٹ تک

سکرانے

یکھ

- ان کھیلوں میں تمہیں اپنی ہی گولیوں کو جتانے کی جگہ ملے گی۔
- ان کھیلوں میں تمہیں اپنی ہی گولیوں کو جتانے کی جگہ ملے گی۔
- ان کھیلوں میں تمہیں اپنی ہی گولیوں کو جتانے کی جگہ ملے گی۔
- ان کھیلوں میں تمہیں اپنی ہی گولیوں کو جتانے کی جگہ ملے گی۔

مکتبہ نعتیہ : پوسٹ میں نمبر ۹۷۷ کراچی

پھر وہ تلوار کو سامنے سے پکڑ کر اپنے جسم سے نکالنے لگا۔ کتنے ہی جٹا شاہیوں کے دل دھڑک رہے تھے۔ تمام لوگوں کو لگا ہیں اس پر جی ہوئی تھیں خاص طور پر میڈوٹا سوچے رنگی کیا ایسی حالت میں یہ زندہ رہ سکتا ہے؟ میرے اجنبی دوست کی بات اور ہے۔ پتا نہیں قدرت نے اس کا جسم کس قسم کی بنا بنا یا ہے گولی چوست ہوتی ہے تو یہ اپنے جسم کے اندر داخل ہونے سے ڈال کر نکال دیتا ہے پھر وہ زخم نہیں رہتا۔ وہاں گوشت ایسے بھر جاتا ہے جیسے مٹی کو دھڑکے پیلے گڑھا کیا گیا ہو پھر اسے مٹی سے بھر دیا گیا ہو۔ یہ بیک میچک جانے والا اب زندہ نہیں رہے گا۔

وہ بول رہا تھا۔ ابھر مصافحہ جاری تھا، دونوں کے ہاتھ ایسی قوت اور سختی سے مل گئے تھے جیسے دو مضبوط پتھر کا ٹکڑا جگمگا رہا ہو یا دو فولادی شیشے ایک دوسرے میں الجھنے ہوں۔ اجنبی طاقت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر بے اختیار کر رہا تھا۔ پل بپل اس بات کی گنجشکی کر رہا تھا کہ کمال سے روکے ہوئے تھا۔ اس نے سانس روک لی تھی اور جب تک سانس روک رہی اس وقت تک اجنبی تمام تر قوتوں سے بھی اسے دلچ نہیں سکتا تھا۔ آخر اس نے تعزیتی انداز میں سر ہلاتے ہوئے پازن کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا میں نے آزمایا۔ تم میرے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو، پلٹے میرے لوگوں تک پہنچا دو۔

میڈوٹا نہیں چاہتی تھی کہ کوئی کباب میں ڈوبے۔ وہ رومانس کے دوران کئی مکمل مداخلت نہیں چاہتی تھی۔ اجنبی اناری تھا ایک حسین اور پُر شباب عورت کو نظر انداز کر کے اپنے گڑھے قبیلے تک پہنچنا چاہتا تھا جبکہ لوگ عورت کی خاطر اپنے قبیلے کو کیا دنیا کو تعمیر دیتے ہیں۔

پازن نے اس کی میر کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا میرے اجنبی دوست! میں تمہارے قبیلے کے متعلق نہیں جانتا ویسے چھانچا مانگ قبیلے سے میرا تعلق ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اپنے لوگوں میں تمہیں لے جا سکتا ہوں۔

میڈوٹا نے کہا ہرگز نہیں، میرے ساتھی کا تعین کسی چھانچا مانگ قبیلے سے نہیں ہے۔ یہ تمہارے ساتھ نہیں جانے گا۔ اس کی بلو داشت گم ہوئی ہے، تم اس معاملے سے دور رہو۔ پازن نے چونکہ کر لوچھا کیا یادداشت گم ہو گئی ہے؟ یہ تو بڑا دلچسپ کہس ہے میرے اجنبی دوست نے یہی قدر کی ہے۔ میں اپنے دوست کی یادداشت واپس آؤں گا۔ کیا تم جتا سکتی ہو کہ اس کے قبیلے سے لاری ہو اور کمال لے جا رہی ہو؟

اجنبی نے کہا: یہ میری جان ہے، اجنبی دو دنوں کی توجہ ہے، میرے ماضی کے متعلق کچھ نہیں جانتی کل میں نے ایک بوٹوں میں شہ روم کی کچھ تصویریں دیکھیں تو مجھے یاد آنے لگا کہ میں وہاں رہ چکا ہوں۔

"آنا، روم میں چھانچا مانگ کے چند افراد رہتے ہیں۔ ایک طویل عرصے کے بعد ان لوگوں سے ملنے جا رہا ہوں کیسا خوب اتفاق ہے۔ وہاں تم میرے قبیلے کے لوگوں سے مل سکتے ہو۔ میری دعا ہے کہ تمہارا تعلق میرے ہی قبیلے سے ہو۔"

وہ بولی: میڈوٹا اسٹون مارک! تم تک میں تمہارے دکھانے جو اس لیے بولنے کا فن تھیں آتا ہے میرا ساتھی بہت مہموم ہے۔ اسے تانیوں کے شہسبے بارنا ہے جسوں میں تلوار پیوست کرتے

ہی، بجلی ملاؤں کو جسم کے آر پار لگاتے ہیں پھر بھی نہیں کوئی نہیں آتا۔ یہ سب فریب نظر کا کمال ہے۔ تم اپنی اصلیت مٹا رہے ہو اور اس حراف کو کہ کسی قبیلے سے تمہارا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

پازن نے مسکرا کر اجنبی سے کہا: میں سمجھ گیا، تمہاری لڑائی لڑو، ہماری یہ دوستی منظور نہیں ہے۔ مجھے اجازت دو، میں کسی دوسری میز پر بیٹھا جاؤں گا۔ یہاں میری پہچان کرنے والے بت ہیں۔

اس کی باتوں کے دوران میڈوٹا نے اجنبی کے دماغ میں ایک ساڈن نہ روکنا۔ میں تمہاری جان بول رہی ہوں یہ اسٹون مارک ناپ ہے، میں اس کے پورے خیالات پڑھ چکی ہوں۔ اسے دوسری میز پر جانے دو، میں اس کی کوچھوٹی میں ضروری باتیں سنیں لو گی۔

اوپر پازن اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر مہانے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوا بلاک تمہارا ہمت اچھے انسان ہو۔ میں دُور رہ کر بھی تمہارے گم شدہ قبیلے کے لوگوں سے تمہیں ملانے کی کوشش کروں گا۔

اجنبی نے بھی اٹھ کر کہا: تم میری میز چھوڑ کر جا رہے ہو، مجھے کچھ نہیں لگ رہا ہے۔ میں خاص مہافض نہیں کرنا چاہتا اور کسی شخصیت بھی نہیں کرنا چاہتا شاید پھر پھریں گے۔

پازن نے مسکرا کر کہا: شاید یہ پھر وہی طرف ہو گا یا اجنبی نے دوبارہ بیٹھے ہوئے میڈوٹا سے کہا: میں اسے لادوں جانے نہ دیتا مگر تم نے دماغ میں بھی جا کر اس کی اصلیت معلوم کر لی کہ اس کا تمہارے کئے کے مطابق وہاں ہے تو اس سے دور رہنا چاہیے۔ اب بتاؤ حقیقت کیا ہے؟

سے تعلق رکھتے ہیں مگر تم دونوں میں جا کر اصلیت معلوم کرنا چاہتے ہو اس لیے مجھے تمہاری باتوں کا یقین کرنا چاہیے مجھے بتاؤ، ہم ان کے دشمن کی جاسوسی سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

"میں سرحد کے قریب پہنچنے تک اپنے کیوں میں نہ بٹھا چاہیے جب آخری اسٹیشن آئے گا تو میں اسے پیچھے سے ذریعے بارڈ کے سب سے افسر کو روک کر پکڑوں گی۔ پھلک کے ذریعے تمہیں سرحد پار لے جاؤں گی۔"

"تو تم تک یہ ہمارے لیے کوئی حال بچا سکتا ہے؟" تم بھول رہے ہو میں اس کے دماغ میں جاتی رہتی ہوں۔ یہ تمہارے خلاف جو پلان بچے گا میں اس کا توہم کر رہی رہوں گی۔" اجنبی اس کی ہر بات تسلیم کر رہا تھا مگر اندر سے پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔ اس نے ایک بار سرگھبرا کر رو کر دیکھے ہوئے پازن کو دیکھا۔ وہ ایک حسین عورت کے پاس بیٹھا کس بات پر تھکتے لگا رہا تھا۔ اجنبی کھانے میں مصروف ہو گیا۔ میڈوٹا پھر پازن کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اس عرصے میں کئی بار اس کے دماغ کی گرائی میں اس کے معلومات حاصل کر چکی تھی۔ ہر بار یہی معلوم ہوتا رہا کہ وہ اسٹون مارک سے شہسبہ لاری کا کلاش ہے۔ اور بہت عرصے بعد اس کے شہر جاد رہا ہے۔ ان باتوں کے علاوہ اور جتنی معلومات ہو سکی ان سے کسی لاپرواہی نہ کر کے کسی کاوش نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے معاملات میں مداخلت ہے۔ اجنبی کو اپنے قبیلے کے لوگوں سے ملانا چاہیے تاکہ اس کی یادداشت واپس آجائے۔ یہ خیال غولان کے ذریعے جلتے ہوئے ہو گیا کہ اسٹون مارک نقصان پہنچانے والا شخص نہیں ہے، میڈوٹا نے اس کے خلاف اجنبی کے دماغ میں زہر پھریا۔ وہ کسی کو کباب میں لڈی بنتے نہیں دیکھنا چاہتی تھی اور اجنبی کو یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ اسے ہرگز بچانے

لاکھوں قارئین کے دلوں کی دھڑکن

محل الدین نواب

کے ۱۰ سنگتی مہنگے کہانیوں کا مجموعہ

ان کا

مکتبہ نعتیہ

پتہ: ۹۴۲ لاہور

تقریباً ۲۰۰ روپے

شائع ہو چکا ہے!

تقریباً ۲۰۰ روپے

وائے شخص سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ یوں خود اس کے ہوا کوئی کتنے ہی خاص کے قریب نہیں رہ سکے گا۔

وہ کھانے کے بعد اسے کین میں لے گئی۔ پھر اسے باہر نہیں نکلنے دیا۔ دوپہر سے رات ہو گئی۔ رات سے دوسری صبح ہوئی۔ اجنبی نے بیزار ہو کر کہا: "تم تو قیدی بن کر رہ گیا ہوں۔ وہ جا سوتا مجھے اس کین میں بھی اگر گرفتار رکھتا ہے؟"

"میاں گرفتار نہیں کرے گا تم باہر جاؤ گے تو تم پر کوئی جھوٹا الزام لگا کر پھیلے گا۔ انھیں مجھ سے الگ کر دے گا۔ تمہیں سرحد پار اپنے لوگوں میں جانے سے روک دے گا کیا تم باہر جا کر غلطہ مول لینا چاہتے ہو؟"

وہ ایسا نہیں جانتا تھا۔ غصہ لہرایا۔ آخری سفر تک ختم ہوگا، ہم کب سرحد تک پہنچیں گے؟

"صرف چھ گھنٹے پر گئے ہیں، ہم تین بجے تک سرحد کے آخری کیمپن پہنچ جائیں گے۔ اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اسی کیمپن میں قیام رہو۔"

وہ غصے سے بیٹھ گیا۔ میڈوانے قریب آگراں کی گردن میں بائیں ڈال کر کہا: "خفتہ کیوں کرتے ہو، میں تمہارا دل ہلاؤں گا؟" اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھوں کو بنایا پھر اسے پکے دیکھ کر کہا: "مجھ سے خفتہ کے وقت دور رہنا کرو۔ پرسوں کی رات مزہ کی، کل کارن گور گیا پھر کل رات بھی گور گئی تب سے اس تک تمہاری صورت دیکھ رہا ہوں۔ کب تک دیکھتا ہوں گا کب تک تم سے سلتا ہوں گا؟"

"کیا تم مجھ سے بیزار ہو گئے ہو؟"

"کسی کو بھی تین دن تک صرف چاکلیٹ کھلائی ہوگی تو کیا وہ بیزار نہیں ہوگا؟"

مہر و نلے دروازہ کھولا۔ پولیس کا ایک انڈیا سہیل بھول کھڑا ہوا تھا اس نے کہا: "ٹرین کے تمام مسافر اپنے گاڑیوں تک چیک کر رہے ہیں۔ بیڑا آپ بھی اپنے ساتھی کے ساتھ لوگ ٹرین میں کاغذات لے کر جائیں۔"

یہ کہہ کر وہ انڈیا سہیل بھول کے ساتھ چلا گیا۔ اجنبی نے کہا: "اب کیا ہوگا؟ میرے شخص کاغذات نہیں ہیں۔"

وہ بڑے اعتماد سے بولی: "فکر نہ کرو۔ کاغذات پھر کرنے والا انڈیا سہیل کی نٹھی میں رہے گا۔"

وہ اس کے ساتھ کین سے نکل کر مختلف لوگوں سے مل کر ہوئی دس نمبر لوگ میں پہنچی۔ وہاں ایک انڈیا سہیل بھول چیک کر رہا تھا۔ میڈوانا کی ہادی کافی درمیان آئی۔ اور وہ محبوب کے ساتھ زیادہ دیر بیٹھ رہیں نہیں رہنا چاہتی تھی۔ ان کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ انہوں نے نظریہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کا معمول بن کر لولا ٹرس، تم وہاں کیوں کھڑی ہو رہی ہو۔ اپنے کاغذات دکھاؤ۔"

وہ سکراتی ہوئی اجنبی کے ساتھ ان کے سامنے آئی۔ کراہنے کاغذات دکھالے۔ وہ کاغذات دوسرے تھے۔ اصل کاغذات نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس نے پورا پرس دیکھ لیا۔ اس پر اشارہ کیا وہ خیال خزانہ کر کے انہوں نے پوچھا: "میں کیا بات ہے؟"

وہ بولی: "میں نے کاغذات پرس میں رکھے تھے، پتا نہ کیا تم ہو گئے؟"

"آپ اپنے دوسرے سامان میں تلاش کریں۔ بیڑا دوسرا کاغذات دکھانے کا موقع دیں؟"

وہ ایک طرف ہٹ کر اجنبی سے بولی: "شاید وہ کاغذات انہی میں ہوں گے، چلو انھیں لے آئیں۔"

بھارت کے تعلق میں نہیں پوچھے گا۔ وہ کین سے باہر آئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی اپنی لوگی کے تیزی سے پرتھی تو ٹھٹک گئی۔ وہ لوگی ٹرین سے الگ ہو چکی تھی۔ اسے دوسرا کین کیس پٹیا ہوا واپس پیرس کی طرف لے جا رہا تھا۔ وہاں ٹرین لوگ بس میں اجنبی محبوب تھا وہ ٹرین کے ساتھ آخری انڈیا سہیل چلی گئی تھی۔

اس نے جرح کر پوچھا: "یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ آخری لوگ واپس نہیں جا رہی ہے؟ میرا دوست ان ٹرین میں ٹرین کے اگلے تھے میں رہا ہے۔ اسے روکو اس لوگ لوگ روک دو۔"

اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا: "کیا یہی اسے اپنے شے مٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ جلدی سے بھاگ کر تے ہوئے بولی: "یہ لوگ ٹرین سے الگ کیوں ہو گئے؟"

اجنبی نے میڈوانا کو کمروری کا احساس ہوا۔ لیڈی انڈیا نے اسے سلام سونیا کا حربہ ہے۔ میری اگلی سے نکلی ہوئی سونیا ہلے ہاتھ میں چھپ گئی۔ سب تم چند گھنٹوں تک خیال خزانہ نہیں روکو گی۔"

وہ کمروری محسوس کر رہی تھی۔ دو سپاہی اسے سہلانے کے لیے ایک طرف لے جا رہے تھے۔ وہ اجنبی محبوب کو پکار کر نہیں نکلتی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ساری طاقت چھین گئی تھی۔ اسے کتنی لمبی دوڑ لگائی تھی اور اس طرح ٹرین کے بل لگ رہی تھی۔

اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا: "کیا یہی اسے اپنے شے مٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ جلدی سے بھاگ کر تے ہوئے بولی: "یہ لوگ ٹرین سے الگ کیوں ہو گئے؟"

اجنبی نے میڈوانا کو کمروری کا احساس ہوا۔ لیڈی انڈیا نے اسے سلام سونیا کا حربہ ہے۔ میری اگلی سے نکلی ہوئی سونیا ہلے ہاتھ میں چھپ گئی۔ سب تم چند گھنٹوں تک خیال خزانہ نہیں روکو گی۔"

اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا: "کیا یہی اسے اپنے شے مٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ جلدی سے بھاگ کر تے ہوئے بولی: "یہ لوگ ٹرین سے الگ کیوں ہو گئے؟"

کے مطابق اسے اپنے کٹرول میں رکھتا ہے۔ اسے کٹرول کرنے والا کون بھی ہو۔ اسے اجنبی کے فریادی دماغ پر پوری طرح قبضہ چلانے میں دشواری ہوتی تھی۔ جب سے اجنبی کو رکو لوٹ کر حیثیت سے تیار کیا گیا ہوگا تب سے یہ دشواری بڑھتی آتی ہی ہوگی۔ اسے تیار کرنے والوں نے اچھی طرح سمجھا ہوگا کہ اس نے نئی سے پہلے اپنے مرضی کے مطابق عمل کر لیا جاسکتا ہے۔

پھر انہوں نے اسے تیار کیا جاسکتا ہے۔ نہ وہ نئی صورت میں کسی نے پھر ایک بار اس کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے کین کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔ وہ غصہ لہرایا۔ سمجھ میں نہیں آیا، ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے نساٹھا کر میڈوانے سے پوچھا: "کیا تم میرے دماغ میں اگر مجھے کچھ زہری دے دو میں کین میں نہیں آؤں گا۔"

تب اسے میڈوانا کی آواز اور پھر سمان دیا میں مصیبت میں ہوں۔ مجھے کچھ لوگ زبردستی تم سے چھین کر پیرس لے جا رہے ہیں۔ مجھے بچاؤ۔ اس ٹرین میں آگے نہ جاؤ۔"

یہ سنتے ہی وہ کین کی طرف جانے لگا۔ ابھی اس کے دماغ میں میڈوانا نے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ لیڈی انڈیا سے صاف کر کے ہی خیال خزانہ کے قابل نہیں رہی تھی۔ اسے کٹرول کرنے والے نے ناکام ہو کر میڈوانا کی آواز اور لہجے کا سہارا لیا تھا۔ اسے سمجھا دیا تھا کہ اس ٹرین میں آگے نہیں جانا چاہیے۔ اس کا مطلب تھا: میڈوانا کو لیے بغیر سرحد پار بھی نہیں جانا چاہیے۔

وہ اڑھا دھند کیوں کی طرف جاتے ہوئے اسٹون مارک سے بھاگا گیا۔ دونوں نے گرتے گرتے ایک دوسرے کو بھینسا لیا۔ اجنبی نے پوچھا: "ارے تم؟"

پارس نے مسکراتے ہوئے کہا: "معلوم ہوتا ہے مقتدر نے انہیں گرتے گرتے میں ایک دوسرے کو بھینسا لے کے لیے ملایا ہے؟"

سونا نے تو کئی نیند پوری کرنے کے بعد انھیں کھولیں ایک ڈیگری نے اس پر عمل کیا تھا۔ اسے اپنی معمولی بنا کر اپنے ہوا انت میں اسے اپنا مطیع اور فرمان بردار بنایا تھا۔ پھر سہ ماہی کے پاس جا کر کہا تھا: "میں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ آج تک کوئی ایک منٹ کے لیے بھی سونا پر قابو پانہ پاسکا۔ میں نے ایک ہفتے کے لیے اسے اپنی نیند بنایا ہے۔ اب وہ میرے اشاروں پر نکلے گی۔"

سہ ماہی نے کہا: "ابھی مجھے یقین نہیں آئے گا کہ وہ کمروری طرح نکلتی ہیں اگر کبھی نہیں ہے باہر رہتی ہے اس کی بیوی اور بے بسی کے پیچھے بھی سہ ماہی کچھ رہتی ہے۔ ویسے میں مایوس نہیں

ہوں۔ کبھی فریاد بھی سونیا کی طرح ناقابل گرفت تھا۔ جب ہماری طرف سے بھیجی ہوئی موت اسے گرفتار کر کے گئی تو سونیا کب تک خیر نہ ملے گی! اب اس کے بھی دن پورے ہو چکے ہیں۔ ڈیگھنے کا سائیکس کی توہمی نیند پوری ہو چکی ہوگی میں اسے کٹھ پتلی کی طرح پھیلنے جا رہا ہوں۔

وہ سونیا کے دماغ میں آیا اس کی آنکھیں کھل ہوئی تھیں، وہ سوچ رہی تھی میں بے وقت کیسے سوئی؟ پھر پھر یہ کہ میں ہے۔ اس نے دماغ پر زور ڈال کر سوچا تو یاد آ گیا۔ وہ میڈیم ہیری کے گھر میں ہے۔ کھانے کی میز پر اس نے کمزوری محسوس کی تھی، کوئی اسے خیال خوانی کے ذریعے ایک بیڈروم میں لایا تھا اور اس پر توہمی عمل کیا تھا، اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا اب کٹھ پتلی ہے، وہ ایسا بیڈروم میں ہے۔ کیا اس پر توہمی عمل کیا گیا ہے؟ کیا وہ کسی ٹیلی پتھی جاننے والے کو کھلی میں آگئی ہے؟ وہ جلدی سے اٹھ کر بیڈروم گئی۔ پریشان ہو کر بڑھنے لگی۔

"میں میں آؤں، کسی کا پابند نہیں ہوں۔ میڈیم ہیری کے میرے کھانے کی چیز میں کچھ ملا کر مجھے کمزور بنایا تھا۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ روائٹمنڈی کسی ہے کہ اس دشمن عورت کو قتل کر کے یہاں سے فوراً چل جاؤں۔"

وہ بہتر سے اٹھ کر جاننا چاہتی تھی مگر کٹھ پتلی نہ ہو سکی۔ اس نے دوسری بار کوشش کی مگر ساسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر اپنے دماغ میں کسی کا قدم نہ سٹان دیا۔ اس نے پوچھا کہ کون ہو؟ کون ہو؟ میرا دماغ فلاڈی ہے، کوئی میرے اندر نہیں آ سکتا۔ لیوکلون ہو؟ "تھمارے فلاڈی دماغ میں پہنچنے کا اعزاز صرف مجھے حاصل ہے۔ تم آج تک ٹیلی پتھی جاننے والوں کو گھنسی کا ناچ بچانی آئی ہو آج سے میں تمھیں پتیا کر دوں گا۔"

"تم کون ہو؟" مجھے میڈیا سٹر پتھی تو تم میرے لیے جو جو اور ماری کو لے کر اس ملک سے نکلو گی۔ جہاں میں کہوں گا وہاں انہیں پہنچا دو گی۔ سنیں۔ میں ان لوگوں کو ببا صاحب کے ادارے میں لے جاؤں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا کہ تم اپنی مرضی سے بل بھی نہیں سکتیں بہتر سے اٹھ نہیں سکتیں۔ پھر ان لوگوں کو کیسے لے جاؤ گی؟ "تمھاری یہ توہمی عمل کب تک مجھ پر تسلط رہے گا؟" یہ جب تک سبھی رہے۔ اس مدت میں تم ہمارا کارہی ہو گی۔ وہ پریشان سے سوچنے لگی۔ پھر بولی "میں نا تھی ہوں تم دنیا کے پہلے ٹیلی پتھی جاننے والے تھیں ہو جس نے مجھے بلے سے کر دیا ہے جب کہ فریاد بھی اپنی زندگی میں بھی میرے دماغ پر قبضہ

نہ جاسکا۔ تم صحیح معنوں میں موجود عورت کی زیر دست کی پسند کرتی ہے۔ میں سوچ رہی ہوں پتیا نہیں تم کو کتنی خوش ہو گا۔ مالک ہو۔ پتیا نہیں میں تم سے کیوں متاثر ہو رہی ہوں، کیا ہوا خیال خوانی کے ذریعے مجھے اپنی طرف مائل کرے۔ بے ہوش ہو، "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی طرف نہ رہتی سہی مائل ہو کر رہا ہوں۔ تمھارا دل خود میری طرف جھک رہا ہے اور میری خوش نصیبی ہے۔ میں تمھارے چور خیالات پر ڈھک ڈھک کر رہا ہوں۔ کم کم جس حد تک مجھ سے متاثر ہو۔ ابھی میں تمھارے دماغ کو چھوڑ رہا ہوں۔"

وہ بہتر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ شعوری طور پر سوچ رہی تھی کہ میڈیم ہیری کو زندہ نہیں چھوڑے گی اور پھر شعوری طور پر یہ خیال قائم ہو رہا تھا کہ جس نے بھی مجھے قابو میں کیا ہے وہاں ہوں وہاں ہے۔ اپنی آواز اور لہجے سے مجھے حمایت رہے پھر کبھی لہجہ بھی ایسا نہیں تھا جیسا یہ زیر دست ہے۔ ڈیگھنے کا موشن رہ کر اس کے یہ چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ خوش ہو رہا تھا۔ وہ اسے فریاد پر ترجیح دے رہی تھی۔ جس کو زندہ دل فریاد کے سوا کسی نے حکومت نہیں کی، آج اس کے دلہا ڈیگھنے کی چولاں مری کا ستر کھیل رہا تھا۔

سونیا دنیا کی عجیب و غریب حسین و ذمیر اور ان کا اپنا عورت تھی۔ اسے تسخیر ہوتے دیکھ کر اور اپنی مولا بھی پتیا پکڑ ڈیگھنے کی کھوپڑی پہنائیں اڑنے لگی تھی۔ اگر سونیا کا مشق باہر سے نظر آتا تو وہ کبھی اس کو مانتا۔ اعتبار نہ کرتا مگر وہ تو اندر سے اسے سٹول رہا تھا۔ اس کو بڑھا پڑھ رہا تھا اور اس کے دھڑکتے ہوئے دل کو بھرا رہا تھا۔ دوسرے بیڈروم میں آ کر ٹھٹک گئی۔ میڈیم ہیری پتنگ پہ چلائی۔ چت بڑی بڑی تھی۔ اس کا سر بہتر سے برسے پڑھکا ہوا تھا۔ مانتا چل رہا تھا کہ وہ مریجی ہے۔

سونیا نے زریب کما ڈاؤ گاڈ! یہ کیسے مریجی؟ میں نے کھانے کے دوران اسے اعصابی کمزوری کی دوا دی تھی۔ یہ کبھی ہو سکتی تھی لیکن سر میں کتنی تھی پھر کیسے مریجی؟ کیا تم میرے دل میں ہو؟ کیا تم اس کی موت کا سبب بنا سکتے ہو؟ وہ دماغ میں خاموش تھا۔ اس طرح یہ تصدیق ہو رہی تھی۔ سونیا واقعی اسے دماغ میں محسوس نہیں کرتی۔ اس پر توہمی ہے حد کا کیا ہوا ہے۔ اور وہ بڑبڑا رہی تھی۔ "میرا دل اس کے دل میں ہے، کوئی میرے اندر نہیں ہے۔ میری بلا سے اس کی موت کا سبب کچھ بھی ہو مگر وہ میرے اندر سے کیوں چلا گیا۔ اور میں خواہ مخواہ اس کے متعلق کیوں سوچنے لگی ہوں۔"

کون لگت ہے؟" وہ اپنے ہی خیالات کے متعلق کچھ کہنے سوچنے لگا۔ مجھے ہوں لگتا ہے جیسے فریاد ایک نے روپ میں گم کر رکھے۔ جیت رہا ہے کاش وہ ایک بار پھر آئے اور اپنی بھاری بھار کم مولا آواز نہ لے۔ کاش وہ پھرتے؟

ڈیگھنے کا جیسے کھلی ہوئی تھیں۔ دل خوشی سے لوٹ پٹھ پڑھا تھا۔ اپنا کاس کی خوشی کو مانڈ پڑھی۔ سونیا سوچ رہی تھی۔ میں اس تسخیر کرنے والے سے دل لگا کر بیٹھی کرتی ہوں۔ میری عقل ماری گئی ہے۔ مجھے پہلے ہی سمجھنا چاہئے تھا کہ سپر ماسٹر کے ذریعے خیالات کرنے والے تپ جو ڈیگھنے کو ڈیگھنے لاتے ہیں۔ چاہتا ہے وہ جڑواں ہیں۔ میرے پاس ایک دل ہے۔ میں دو کیسے دے سکتی ہوں۔ میں میں دونوں سے محبت نہیں کر سکتی اور میری محبت کسی ایک کے لیے ہوگی تو دوسرا ڈیگھنے نامی نقصان پہنچانے لگا۔ یہ اچھا ہوا کہ میں نے ابھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا لیکن اظہار نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ محبت جو قدرتی ہے بھلا اسے میں سے کبھی دوں؟ آہ! میں کن دو ڈیگھروں کے درمیان لوگھی ہوں؟

ڈیگھنے جین ہو گیا۔ وہ وضاحت کرنا اور ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایک سونیا جیسی اظلاطون عورت کا اقتدار ہے۔ اس کا کیا بیانیہ عمل دوسرے ڈیگھنے کو دل میں نہیں ہے لیکن فوراً اسے مخاطب کرنا مناسب نہیں تھا۔ وہ شہرہ کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ دماغ میں خاموشی سے موجود ہے اور اس کے محبت بھرے خیالات بھرا رہا ہے۔

سونیا نے فون کا ریسیور اٹھا کر نر ڈائل کیسے پھر تاتیا نے کی بیعت سے کہا میں میڈیم ہیری کے جنگل سے بول رہی ہوں یہاں یہ میڈیم ہیری اس کی لاش پڑی ہے۔ ایک پولیس کی جہالت یہاں اور دوسری جہالت کھولانی کے جنگل میں بھیج دو۔ وہاں کھولانی اور کھولانی کے لاشیں ملیں گی۔"

اس کے بعد ڈیگھنے نے اس کی زبان روک دی پھر کما۔ کھولانی کے ہاتھ روم میں دو بائیکرو فلیمن اور دوسرے شوٹ پتھر لگائے گئے۔ زمین ان کے متعلق کوئی رپورٹ نہ دینا دھائی کیڑا تھا۔ جہاں سے سپر ماسٹر کے بہت کام آئیں گی۔"

سونیا نے کھولانی کے ہاتھ روم کے ہاسے میں کچھ نہیں کہا۔ کھولانی کے ہاتھ روم سے روک دیا کہ وہ ذہن پر بیچ کر ان تین لاشوں کے متعلق تفصیل رپورٹ دے گی۔ کچھ بولی "ہاں تم کو تو جو ہو؟" "ہاں ابھی آئی ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ تم اپنے دماغ پر قبضہ نہ کرنے کا موقع نہیں دیتی ہو۔ اس سے پہلے ہی میری بات مان

بیتی ہو۔" وہ بولی "میری سمجھ میں نہیں آتا میں توہمی عمل کی وجہ سے بات مانتی ہوں یا تم سے متاثر ہو کر۔۔۔ نہیں نہیں یہ میں کیا سوچ رہی ہوں؟" وہ ہنستے ہوئے بولا "دل کی بات کو زبان پر آنے سے نہ روکو۔ دل کسی کے اختیار میں نہیں رہتا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ بڑھو لو میرا نام سونیا ہے۔" "میں سونیا کو کسی دوسری دنیا کی سنگدل عورت سمجھتا تھا مگر تمھارے چور خیالات نے ثابت کر دیا ہے کہ تمھارے سینے میں محبت کرنے والی عورت کا دل ہے اور یہ دل اب میرے لیے دھڑکنے لگا ہے۔"

"اوہ گاڈ! تم کیا تم میرے اندر کچھ ہوئے تھے؟" "ہاں سونیا! میں اپنی خوش نصیبی پر فخر کر رہا ہوں تمھاری ایک غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں۔" "کیوں غلط فہمی؟"

"ہم دو ڈیگھروں ہیں۔ گرد و سرا سوختی کے معاملے میں معروف ہے۔ صرف میں نے تمھارے دماغ کو توہمی عمل کے ذریعے تسخیر کیا ہے۔ رہے شک میں ہے دشمن بن کر دماغ کو فتح کیا مگر یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمھارا دل جیت لوں گا۔ میں تمھیں یقین دلانا آؤں، دوسرا ڈیگھنے جہاں سے درمیان نہیں آئے گا۔" "میں کیسے یقین کروں؟ تم میرے دماغ کو کمزور بنا دیا ہے، دوسرا ڈیگھنے میرے اندر آ کر جہاں کی محبت کا راز معلوم کرنے لگا۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے؟" "میں اتنی جلدی اپنے دل کا معاملہ دینا والوں کو نہیں بتانا چاہتی۔ پہلے میں سمجھنا چاہوں گی کہ تم فریاد سے بھی زیادہ محبت کرتے ہو اور میرے لیے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو؟" "تم جب بھی مجھ کو ہومیری محبت کو آزما سکتی ہو۔"

"کیا خاک آؤ گاؤں؟ ہم کوئی راز کی یا کسی قربانی کی باتیں کریں گے تو دوسرا ڈیگھنے میرے دماغ سے وہ باتیں معلوم کر لے گا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا "خوش ہو جاؤ میرے توہمی عمل کے مطابق تم صرف میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرو گی۔ دوسرا ڈیگھنے یا اور کوئی دماغ میں آئے گا تو تم سانس روک لیا کرو گی۔" سونیا نے خوش ہو کر کہا "میں نے تمھیں دے دیا، تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔ تم فریاد کی طرح دوڑتے ہو اور اپنے طریقہ کار سے چلنا دیتے ہو۔ ہٹنے تم نے مجھے خرید لیا ہے۔" "میں تمھارے دل اور دماغ کی گرائیڈوں سے تمھارے پیار

کی پتیابی کو سمجھ رہا ہوں۔ پھر بھی آزمانا چاہتا ہوں۔

”سزا بار آکرناؤ“
”تمہاری سزا کی بیٹی بھی جاننے والی مٹیہ وتایا آکر نہ پھسل بوبا

۔ دماغ کو لٹک کر دیا ہے۔ وہ ہماری سوچ کی لہروں کو سوسا
کرتے ہی سانس روک لیتا ہے“

”تم چاہتے ہو میں اس کے دماغ کے دروازے کھلوں؟
’اں میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر بھی یہ کام تم سے

نہ کر سکتا کیونکہ یہ آہری ہے کہ سکتا ہے۔ تم کسی تدبیر سے یہ
کر سکتی ہو“

”میں تمہارے لیے پاسکل بوبا تو کیا جو جو کے داغ کا دروازہ
بھی کھولا سکتی ہوں“

”واہ! تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ تمہارے
پیارے دل میں تم بھی تمہارے لیے مشکل سے مشکل کام کر رہی ہو گی“

”میں بھی تمہیں آدمی نہ کہ کتا کہتی ہوں؟
ہزار بار آکر دماؤ“

”کیا میرے ساتھ ساری زندگی گزارو گے؟“
”زندگی قیامت تک ہو تو قیامت تک تمہارا ساتھ نہیں

چھوڑوں گا۔“
”لیکن ہماری زندگی بھرا تھی جو گایا ہم دوسروں کے کھوکھ

ہیں گے؟“
”بیلا ہم کسی کے حکم کو کیوں رکھیں گے؟“

”تم نے میری اور فلاں کی ہمشیری پٹھی ہوگی۔ ہم نے کسی بھی
سپر بلا کے لیے کام نہیں کیا مگر سپر بلاسٹری کوئی بات اچھی لگی

تو اسے مان لیا، ماسک مین نے کوئی مناسب بات کسی کو اسے
بھی تسلیم کیا۔ اگر وہ لوگ ہمارے مزاج کے خلاف کوئی قدم

نہا یا تو ہم نے منہ توڑ جواب دیا۔ تم کبھی باہا صاحب کے ادارے
میں بھی پلانڈ نہیں رہے۔ ہم نے ہمیشہ آزادہ کراچی بڑی دنیا میں

اپنا الگ مقام بنایا ہے۔ ہم کس طرح اپنا مقام پیدا کرنا چاہتے ہو؟
”اس دنیا میں سر بند رہنے کے لیے کسی ایک بڑی طاقت

سے دوستی کرنا چاہیے۔ دندنہ فریڈی کی طرح بے موت مڑا پڑتا ہے۔“
”جیسے تم بے موت کہہ رہے ہو، اسے عزت کی موت کہتے ہیں

کی برلے نام دوستی کا پول کھولا ہے۔ میں شوٹس تجربات کی بنیاد پر
تمہارے سپر بلاسٹری مخالفت کر رہی ہوں اور اس کی مخالفت میں
ماسک مین سے دوستی کرنے کو نہیں کہہ رہی ہوں۔ چونکہ تم نے بہت
کوتل ہوں اس لیے آزادی کی راہ برے جانا چاہتی ہوں۔ تمہیں میری
نیک نیتی پر شبہ ہے تو ایک مین ہزار بار میرے پوشیدہ خیالات
پڑھ لو۔“

”تم نے مجھے درد لہ پر لاکھ بھڑا دیا ہے۔ میں تمہاری
نیک نیتی کو پوری طرح تسلیم کرتا ہوں۔ تم مجھے آزادی خود بخود دینا اور

عزت سے جینے کا راستہ دکھائی ہو۔ جو سب سے بڑی بات ہے کہ آج
تمہارے نام کے ساتھ میرا آج کا ہے۔ گاساری ڈیا بھڑا رشک کہہ

گئی لیکن سپر بلاسٹری بھڑا ہوگا۔ گزندا سوچو۔ اس کا مجھ پر کیا سانپ ہے؟
”اسان میں کئی کئی نامزادہ ستیوں سے گزار کر تمہیں ٹیلی ویژن

سکھائی گئی۔ اگر یہ ٹیلی ویژن غلط کاموں کے لیے سکھائی گئی ہے تو ہم
احسان نہیں کیا بلکہ ظلم کیا ہے۔ تمہاری سٹی میں تین نے فریڈی بوبہ والا

کیا اب اس کی بھو جو کرا کر لیا جاتی ہے۔ ہمارے ٹیلی ویژن ٹائٹ
داؤں نے ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عزت اور جان و مال کی مخالفت

کی ہے۔ اب یہ فیصلہ کر کہ سپر بلاسٹری کے احسان کو دیکھو گے یا ٹیکہ پٹی
کے جائز استعمال کو ابھارتے ہو۔ دعوے تمہارے مجمع فیصلے سے ہی چلنا
محبت اور دوستی کی گاڑی آگے بڑھے گی۔“

”مجھے غور کرنے کا موقع دو۔“
”ضرور غور کرو۔ جتنا سوچو گے سمجھو گے۔ اتنا ہی پتیابی کا پورا

واضح ہوتا ہے گا۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔“
وہ دماغ سے بیلا گیا اس نے جلانے کی بات نہیں کہی تھی مگر

سوچا سمجھی تھی اس کے دماغ میں پھر خیالات کا جو فائدہ تھا، وہ بلا
ٹیلی ویژن چلنے والے نہیں بیچ سکتے تھے۔ وہ خانہ بند رہتا تھا اور

خیال خواتین کرنے والے جہاں تک پہنچتے تھے وہیں تک سوچنے کے
توہرا سمجھتے تھے اور وہاں تک کہ تمام خیالات پڑھ کر مطمئن ہو جاتے
تھے کہ انھوں نے نہایت اہم چور خیالات پڑھ لیے ہیں۔

اس کے دماغ کے بند تھمانے میں کیا تھا؟ وہ کیا پتھر چلائی
تھی یہ وقت سے پہلے ہی کہی تھی کہ وہ نہیں آسکتا تھا۔ فی الحال مجھے

کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ سپر بلاسٹریوں کو دیکھنے کے ذریعے برقی آسانی
سے تیار نہ کیے نقاب کر کے سوچا گا چہرہ دکھاسکتا تھا۔ اسے اس
کے آہنی کلمے میں بے موت مار سکتا تھا۔

لیکن وہ زمانے چھری کے مارنے کے دشمنوں کو یابی پلا کر پائی
تھی۔ اس نے ایک دیگر کو پانا دیوانہ بنا کر سپر بلاسٹری کے لیے کسی کو
کے باب کھول دیے تھے۔



میں فریڈی بوبہ آئیٹنے کے سامنے ہوں۔

جب ہم آئیٹنے کے سامنے ہوئے میں تو گویا اپنے سامنے ہم ہی
ہوئے ہیں۔ کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اگر وہ تو اس دوسرے کو بھی آئیٹنے

کے مقابل آتا پتا لگے کہ وہاں تھا تھا اور اپنے سامنے آئیٹنے میں ایک
بخشن چہرے والے شخص کو دیکھ رہا تھا۔ جو مجھ سے مشابہت رکھتا تھا۔

چہرے پر ایسی ہیکی سنہرے رنگ کی داڑھی تھی۔ جو چہرے کی
روشنی اور آنکھوں کے نور میں اضافہ کر رہی تھی۔ پہلے میری

شخصیت میں نور اور لذتوں کا ایسا دلکش امتزاج نہیں تھا۔ میں
خود کو بڑی مشکل سے پہچان رہا تھا۔

میں اپنی داستان تفصیل سے سنانا بہا ہوں لیکن یہ وحشت
سے نہیں بنا سوں گا کہ مجھ میں ایسی انقلابی تبدیلی کیسے آئی۔ میں

ایک عیاشی، دنیا دار اور موجودہ شخصیت میں داڑھی بھوسھی
ہے۔ میرا لہرا رہی نہیں باطن بھی بدل گیا ہے۔ میرے اندر یہ

خوابش نہیں ہے کہ رنگ لباس پہنوں؟ زیادہ سے زیادہ قیمتی
کاپس بیٹوں اور راستہ چلتے ہیں چہروں کا نظارہ کروں۔ میری

آنکھیں میں گرجن بچ گیا ہے۔ حقیقت کا نظارہ رہ گیا ہے۔ میرا دل
سے گردل کوئی نشان نہیں ہے۔ دکھی انسانوں کے لیے دھڑکتی ہیں

دلی ہیں۔ میرا دماغ ہے، اس دماغ میں بیٹی بیٹی کی صلاحیتیں بدستور
ہیں مگر کسی کے خیالات پڑھنے کا عرصہ نہیں ہے۔

ہندو عقیدے کے مطابق اسے میرا دوسرا اجنم کہا جا سکتا
ہے۔ اس اجنم میں میری آتما دی ہے۔ صرف ظاہر اور باطن بدل

گیا ہے۔
اور اسلامی عقیدے کے مطابق یہ عیاشی بعد از تو بہ ہے۔

ایک مسلمان تو بہ ہے جو نہ کہتا ہے، اسے زب اللہ العالیین میری
تو بہ قبول کرنے کیلئے یہ سب کچھ لگائیں تو کو صاف کرنے۔ میں آج سے

نئی زندگی شروع کروں گا اور انتہائی غلبے سے اور دنیاوی آزمائشوں
سے گزرتے ہوئے سنی اور پتیابی کا داڑھی نہیں چھوڑوں گا۔

ہاں یہ میری حیات بعد از تو بہ ہے اور مجھے یہ شمار چاہا ہیو یا
آزاد شہر کے گزرا ہے اور خود کو سمجھتا ہے کہ میں تو بہ پر کب تک
قائم رہتا ہوں۔

راست کا وقت ہے۔ میں سوئے بجار ہا ہوں سو نے سے
بھٹ آئیٹنے کے سامنے لبادہ آکر نہا چاہتا ہوں۔ گزرتا لڑک گیا ہوں

ہے اس بیان اور مجھے جنگل میں کون لوگ ہیں جو دسے پاؤں
آپسے ہیں؟

بھٹکتے ہوئے مسافر نہیں ہو سکتے کیوں کہ کہاں سے فریڈی
آبادی کوئی بارہ سو میل کے فاصلے پر ہے۔ ادھر سے تمہی کوئی پیدل

نہیں گزرتا یہ سانپ پتھور اور جنگلی جانوروں کا ٹوٹا کا ملا تہ ہے۔
میں جب سے یہاں ہوں، تب سے میں نے ایک ہی انسان

دیکھا ہے اور وہ مجھے آئیٹنے میں نظر آتا ہے۔
میں آئیٹنے کے پاس سے ٹٹ گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کھڑکی

کے پاس آیا۔ باہر جنگلی کی عیاں تک تار کی کیوں نظر نہیں آتا تھا۔
بھاری بھرم پٹوں کی حرکت کرتی ہوئی آوازیں صاف سنائی دے

رہی تھیں اور یہ سمجھ میں آ گیا تھا کہ میرے کانچ کو چاروں طرف سے
گھیرا جا رہا ہے۔ آنے والے مارچ کی روشنی کھینکتے تھے مگر وہ کسی وجہ

سے مختا تھا۔
کانچ کے دوسرے کمروں میں اندھیرا تھا۔ میں جس کمرے

میں کھڑا ہوا تھا، وہاں کہ دو سیخائل کا لمب راکش تھا۔ دروازے
کے پٹ لگے ہوئے تھے لیکن دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ جنگل

میں رہائش کا ایک فائدہ ہے۔ آدمی دروازہ کھلا کر سو سکتا ہے۔
چور ڈاکو جنگلی جانوروں کے ڈرے نہیں آتے اور جنگلی جانور آدمیوں

کے خوف کے باعث مکان کے قریب سے نہیں گزرتے۔ ویسے بھی
ڈاکوؤں کے لیے میرے کانچ میں کوئی گھبراہٹ نہیں تھا۔

پتھر کی کئی گز پتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہاں کون ہے؟ میری
آواز سنو اور جواب دو یہاں کتنے لوگ ہیں؟

وہ گرجنے والا لینے دماغ کے دروازے میرے لیے کھول
چکا تھا لیکن خیال خواتین ضروری نہیں تھی۔ ابھی ٹھہری درج میں معلوم

ہوئے۔ دماغ کے کون بول رہا ہے اور کیا چاہتا ہے؟
میں اطمینان سے چلنا ہوا دروازے کے پاس آ گیا۔ وہ پتھر گرج کر

بولنا۔ اس کانچ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ کسی نے باہر نکل
کر بھاگنے کی حماقت کی تو اسے گویوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔

جواب دو یہاں کتنے افراد ہیں؟
میں نے بند دروازے میں جواب دیا۔ میں تنہا ہوں۔ ایک عرصے

بعد اپنے علاوہ تمہاری آواز سن رہا ہوں؟
”ہم کیسے یقین کریں کہ تم تنہا ہو؟“
”میں یقین دلانے کے لیے باہر آ رہا ہوں“
”ضرور آؤ جگر دونوں ہاتھ اٹھانے رکھو“
میں نے دروازے کے پٹ کھول کر دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔
دبیز پارک کے راندے میں آ گیا۔ پتھر چاروں طرف سے مارنے کی روشنیوں
پڑنے لگیں وہی شخص کہہ رہا تھا۔ اگر کسی نے ہماری ٹاپ کی سمت فائر

کیا تو ہم اس بار آنے والے کو کوئی مددیں گے۔ پھر کا بیچ کو ہم کے ایک دہم کے سے اڑا دیں گے۔
 ”میں کہہ چکا ہوں گا بیچ میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔“

مجھ پر ابر کی روشنی پڑتی تھی۔ پھر اندھیرا چھا جاتا تھا۔ مجھ جتھے ہی تاریکی اور گہری ہوجاتی تھی۔ میں نے سب تک آنے والوں کی ضرورت نہیں دیکھی تھی۔ جب ایک شخص ”لاٹھی کے لیے کا بیچ کے اندر جانے لگا تو اس کی فوجی وردی نظر آئی۔ اس کے پیچھے دو فوجی جوان گئے انھوں نے تھوڑی دیر بعد واپس آکر کہا ”یہاں کوئی نہیں ہے۔“

ایک افسر نے رگد سے میں میرے قریب آکر کہا ”یہاں میں نہیں مان سکتا۔ ان میٹروں کو چھپنے کے لیے اس سے بہتر جگہ نہیں ملے گی۔“

میں نے پوچھا ”زرا وضاحت کرو۔ وہ میٹروں کون ہیں؟ کیا وہ مفرد و مجرم ہیں؟“
 ”ہاں بے حد خطرناک مجرم ہیں۔ ان میں سے ایک کا اٹلی بی بی کہتے ہیں اور دوسرے کو علی میور۔ دونوں نے ایک اہم سرکاری ہستی ہزونی کو اغوا کیا ہے۔“

میرے دل سے ایک آہ نکلی۔ یہ میرے اپنے تھے اور میں ان کے لیے مر چکا تھا۔ میں انھیں جانتا پہچانتا تھا۔ مگر کسی شے کے حوالے سے اپنی شناخت پیش نہیں کر سکتا تھا۔ مگر کون پیش نہیں کر سکتا تھا؟

اس لیے کہ میں مر چکا ہوں۔ میرے والا اپنی جیب میں وزیٹنگ کارڈ نہیں رکھتا۔ اس کی شناخت قبر کے کتبے سے ہوتی ہے۔

روشنی روتے روتے چنپ ہو گئی۔ علی میور نے سمجھا شاید دل کا تمام خباثتیں گھل گیا ہے۔ اب وہ نیکی چنگلی ہو کر پیش آتے رہنے والے متناہد حالات کا بیخ بڑھے گا۔ میرے دوست اور دشمن کچھ میں آئے لگیں گے۔

اس نے کہا ”اما! موجودہ حالات میں یہی کہوں گا۔ ٹی بیٹی ایک لعنت ہے۔ اس عمل کی ضرورت اپنوں سے زیادہ دشمنوں کو ہے۔ اسی لیے دشمن آپ کو جھٹکا رہے ہیں۔ کاش! یہ ملک کے پاس نہ ہوتا تو ہم ایک عام سے ماں بیٹے کی طرح اپنے گھر میں پر سکون زندگی گزار سکتے۔“

وہ ایک پتھر سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ آہستہ آہستہ ایک طرف ڈھکلنے لگی۔ بیٹے نے لپک کر سنبھالا۔ اپنی آغوش میں لے کر کہا ”اما! کیا ہو گیا؟“
 اس نے عین ٹوٹی۔ پتا ہلا ہے ہوش ہو گیا ہے۔ ہاں کا بدن گرم

ہو رہا تھا۔ اپنی شناخت نہ ہونے کے باعث تنہائی کے احساس ملا فلور پر لیشائی نے اوڑنی طرح کے سفی اشارت سے اسے بخار میں مبتلا کر دیا۔ قضاہ ماں کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر بیٹلی کا بیچ کے اندر لایا۔ سردی بستی ماری تھی تیز ہوا میں چل رہی تھیں۔ اس نے سہلے سے وہ جانب دیا۔ جان فلانگ مشین چنپائی تھی وہاں مگر وہاں سے بھری ہوئی بیٹیاں اور دوسرا سردی سامان بھی سیلی کا پیر میں پتہ چلا۔ وہاں ہی طرح طرح کے اسٹے کے علاوہ کھانے پینے کے سامان اور فرغدار میں موجود تھا۔ اس نے ٹرہہ افسر اور اس کے غماص، اہل کی جیبوں سے تمام چیزیں نکالنے انھیں دوبارہ بیٹلی کا پیر میں لگایا۔ پھر اس کا اہل اشارت کرنے لگا۔

اسی وقت آفسر نے داغ میں آکر ڈوڑو ڈاڈا کیے۔ علی میور نے پوچھا ”غرضاً اعلیٰ؟“

اس نے کہا: ”جب شیخ صاحب نے کہا ہے میڈوڈو آنے تو اس پر پھر وسار کرنا اور نہ ہی یہ ظاہر کرنا کہ اس پر پھر ساما نہیں کیا جا رہا ہے۔“

”میں تو یوں بھی اپنے لیے پاس آنے نہیں دیتا تھا۔ اس لیے وہ شاید میرے پاس نہیں آئے گی۔ آپ پتہ معلوم کریں۔“

اس نے علی بی بی کے پاس پہنچ کر ڈوڑو ڈاڈا کیے، اس نے پوچھا ”بولو اور کہیے؟“

”علی معلوم کرنا چاہتا ہے تم کہاں ہو؟“
 وہ لوگ خارج جلتے ہوئے لاڈ کے سامنے بیٹھنے ہوئی تھی۔ اس نے اوڑنی جیب سے ایک تریکا ہوا نقشہ نکالا پھر اسے کھول کر الاڈی روشنی میں دیکھتے ہوئے کہلا میں دیا پانی سے شمال مشرق کے اس علاقے میں پہنچی ہوئی ہے۔ یہ علاقہ خطرناک دلدل کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ رات کے وقت کسی دلدل میں دھسنے کا اندیشہ تھا اس لیے یہاں الاڈی لگا کر بیٹھی ہوئی ہوں۔ علی اپنا نقشہ دیکھ کر اس دلدلی جگہ کو سمجھ لے گا۔ مجھے اس کے متعلق بتاؤ؟“

”میں ابھی پوچھ کر آتا ہوں۔“
 وہ باری باری ان کے پاس آکر ایک دوسرے کے بیانات پہنچاتا رہا۔ آخر میں علی بی بی کو بتایا کہ علی بی بی ماں کو بیٹلی کا پیر میں لگا رہا ہے۔ چونکہ میدانی علاقہ دلدلی ہے اس لیے وہ بیٹلی کا پیر کو کسی پتھری پر اتارے گا۔

وہ بولی ”ہمارے پاس آتے جاتے رہو۔ میں نے ساما ہلائی کے دوسری طرف نہیں دیکھا ہے۔ وہاں دشمنوں کا کیمپ ہوتا ہے۔ وہیں کا پیر کی آواز پر سب ادھر جا رہے۔“
 ”اچھی بات ہے۔ میں دس منٹ بعد آؤں گا۔“

وہ چلا گیا۔ اعلیٰ بی بی کما ہتھیاروں سے میں پورے فوری سلمان میٹ کر غار سے باہر آئی۔ تاریکی میں ڈور تک انھیں چھانچا اور کھتی ہی باہر آئے۔ یہاں روشن کرنا دشمنی نہیں تھی۔ اس لیے وہ مخلوق در تک کھڑی رہی۔ انھوں کو اندھیرے کا مادی بنائی تھی۔ پھر پہاڑی پر چڑھتی ہوئی اڑی چلنے لگی۔

آفسر نے اسے بتایا تھا کہ روشنی اچانک ہمارے ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں علی میور کی پریشانی بڑھ جائے گی۔ ایسے وقت وہ پاس رہ کر اس کی تیار کردی کرنا چاہتی تھی۔ وہ تاریکی میں سنبھل سنبھل کر کھڑی ہوئی بندری پر پہنچ گئی۔ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگی۔ ہر طرف جنگل کا گڑا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے ڈور میں نکال کر انھوں سے لگائی۔ یہ اتفاقاً کوشش تھی۔ اندھیرا اندھیرا ہوتا ہے۔ ڈور میں لگانے سے ڈور نہیں ہوتا۔ لیکن وہ کچھ سوچ بچھ کر ہی ایسا کر رہی تھی۔

درہل اعلیٰ بی بی اور مٹی میور دشمنوں پر غالب آ رہے تھے۔ پہلے اعلیٰ بی بی نے میور کی تنظیم کے عمل آوروں کو جنگی حکمت عملی سے موت کے گھاٹ اتارا۔ پھر سہرا مشکی ان تمام لڑائیوں کو بک کر کھانوں سے اڑا رہا جن میں مسلح افراد جھک کر آئے تھے۔ علی نے پہلے تو ایک بڑے کیمپ کو تباہ کر دیا تھا۔ پھر بیٹلی کا پیر میں آنے والے دشمنوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ واپس نہیں جانے دیا تھا۔ ان حالات میں دشمنوں کے سڑک کیمپ جہاں بھی تھے وہاں وہ روشنی نہیں کر سکتے تھے۔ جیک آؤٹ کر کے رات گزارنے پر مجبور تھے۔

اعلیٰ بی بی یہ سوچ کر ڈور میں سے دیکھ رہی تھی کہ اس کو کڑھائی سردی میں انھوں نے جیبوں کے اندر لگا سونگائی ہوگی۔ یا کسی خیمے کو کچن بنانا ہوگا۔ جہاں آگ ضرور جلائی گئی ہوگی لیکن مایوسی ہو رہی تھی۔ ہر طرف گھوم کر ڈور تک دیکھنے کے باوجود کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ آئی بڑی ڈور میں تاریکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس نے آنکھوں سے ڈور میں چٹائی آفسر نے آکر بتایا اعلیٰ میور بیٹلی کا پیر میں پرواز کر رہا تھا۔ کسی نے واٹر لیس کے ذریعے مخاطب کیا۔ علی نے جواب نہیں دیا۔ میں اس مخاطب کرنے والے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پتا چلنا تھا کہ اسے علی کا بیٹلی کا پیر بڑھا تھا وہاں ایک کیمپ تیار ہی میں ڈوبا ہے۔“

”تم اس کے ذریعے کیمپ کے اعلیٰ افسر کے پاس جاؤ۔“
 ”میں جاتا تھا۔ اس افسر کے دماغ نے بتایا کہ ایک کیمپ دلدل علاقے میں ہے۔ میں نے علی سے کہہ دیا ہے۔ ہمارے قریب ایک کا پیر آنا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔ یہ سنبھتے بغیر اسے راستہ بدل دیا ہے۔ یوں بھی اندھیرے میں سیاہ ڈس کے اندر یہ صحیح جگہ پہنچنا دشوار ہے۔ میں علی کے پاس رہوں گا۔ دوسرے کیمپ سے واٹر لیس کے ذریعے پھر اسے

مخاطب کیا جا سکتا ہے۔“

”ہمارے میٹروں پندرہ منٹ کے بعد آ گیا کرو۔“
 وہ چلا گیا۔ اسی وقت کہیں سے کسی نے ٹرہہ گولی ملائی تھی۔

بہت بلندی پر جا کر بیٹھ پڑی۔ اس سے نکلنے والی روشنی کی شعاؤں نے ڈور تک علاقے کو روشن کر دیا۔ اس روشنی میں بے شمار خیمے نظر آئے جو کسی بہاڑی کے دامن میں تھے جس کی بلندی پر اعلیٰ بی بی کھڑی ہوئی تھی وہ ڈور ہوتے ہی ایک بڑے سے پتھر

کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ کیمپ میں خطرے کا سامنا نہ رہا تھا۔ کتنے ہی فوجی جوان ڈور سے ہونے اپنے اپنے مچوں کی طرف جا لپے تھے۔ خیموں کے اندر بے شمار فوجی اپنی وردی پہننے اور اسلحہ سنبھالنے میں مصروف ہو چکے تھے اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اندھیرے میں چھپے ہوئے کیمپ کو دیکھنے کے لیے اس کیمپ کے دشمنوں نے ٹرہہ گولی جلائی ہوگی۔ اس جنگل کو روشن کرنے والے پتھروں نے تدارک میں کتنے ہوں گے۔ انھوں نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ پہلے سنبھالنے والے کئی جوان گولیاں کھا کر گر پڑے تھے۔ اس کے بعد اندھیرا چھایا۔ ٹرہہ گولی کی روشنی کی معیار ڈھونڈ ہو گیا تھی۔

اب اندھیرے میں خطرناک فائرنگ اور جوان فائرنگ ہو رہی تھی۔ فائرنگ کے نتیجے میں شے چمکتے تھے اور بجتے تھے۔ پندرہ منٹ کے بعد آفسر نے آکر کہا ”میں تمہارے ذریعے گولیاں چلنے کی آواز میں دبا ہوں، تم غیر برت سے تو ہو؟“

”ہاں معلوم ہوتا ہے میور کی تنظیم کے سبب افراد نے سپر اسٹر کے فوجیوں پر حملے کیے ہیں۔ ٹیوسر لائٹ میں فوجیوں کا کیمپ خارج ہو گیا تھا۔“

”تمہارے لیے وہاں خطرہ ہے۔“

”میں یہاں سے دوڑتی ہوئی زیادہ سے زیادہ دور جا رہی ہوں، علی سے کمزوری کا پتہ نہ لگے۔ وہ لوگ کیمپ میں ابھی لپکتے رہیں گے۔“

وہ پتھر کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے ایک طرف چلنے لگی۔ تاریکی میں دوڑنا مناسب نہیں تھا۔ بہت دور جانے کے بعد اس نے فیصلہ مائع روشنی کی پھر اس روشنی میں راستہ دیکھتی ہوئی دوڑنے لگی۔ پہاڑی کے اوپر کسی دلدلی مقام کا اندیشہ نہیں تھا۔ البتہ ایک چڑھ سے سنا ہوا گیا۔ یہاں وہ اپنی فاقوشی پر قرار نہ رکھ سکی۔ اسے راضی استعمال کرنی پڑی۔ پتھر تو دو گولیاں کھا کر پٹی سے لڑھکتا چلا گیا۔ لیکن فائرنگ کی آواز ڈور تک کو بھی گئی تھی۔ کیمپ کے گولیاں چلنے کی آواز نہیں آ رہی تھیں۔ فائرنگ کا وقت ختم ہوا تھا۔ اسی وقت نے فوجیوں کو اور دو گولیاں کو سوچے پھر گولیاں ہو گا کہ پہاڑی پر سے کون گولیاں پھلا رہا ہے۔ اور کس پر چلا رہا ہے؟

دقت ختم ہو گیا۔ فائرنگ پھر شروع ہو گئی کیوں کر لٹنے والی دونوں بادشاہیں فیصلہ کن جنگ کا ختم کر بی بی پھاڑی کی طرف جا سکتی تھیں۔ پھر بہت دُور سے بی بی کا پٹرول آواز سنائی دی۔ ایک منٹ بعد ہی اُس نے آکر کہا "معلیٰ کا پہلے اُسے فائرنگ کے طعنے بگھتے شعلے نظر آ رہے ہیں تم گنل دو"

اس نے بیٹل مارچ آسمان کی طرف روشن کر دی۔ اسی لمحے کسی نے لگا کر کہا "تم جو کوئی بھی اسی طرف گنل دیتے رہو۔ بلائج جیسے ہی گنھے گی تم پر پوں طرف سے گولیاں چلائیں گے تم چھینی ہو جاؤ گے"

وہ ایک پڑے سے پتھر کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے مارچ کو اسی طرح پتھر پر کھڑا کیا۔ اسے کھڑا رکھنے کے لیے دو چھوٹے پتھروں کا سہارا لیا۔ اس دوران کوئی کمرہ ہاتھ نہ سمجھ رہا ہے۔ تم بی بی کا پٹرول گنل سے رہے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے تم یہ مارٹر کے آدی ہو۔ کیونکہ ہمارے بی بی کا پٹرول کچھ دیر نہیں کھٹے ہیں۔ پٹرول کوئی جلائی دکھانے کی حماقت نہ کرنا"

اصل بی بی زین پر لپٹی تھی۔ اس نے اگلا وہ کرنا تھا کہ لٹنے والا کہاں ہے۔ وہ آہستہ آہستہ اُدھر چلتی جا رہی تھی۔ بولنے والا پوچھتا تھا اس نے کان لگا کر سننا پھر بی بی آواز میں کہا "میری، ہنسی باز بھگیا ہے ایسے وقت حرکت نہ کیا کرو۔ تم غلط فہمی میں مارے جاؤ گے"

اصل بی بی نے آواز میں ہمت نشانہ لیا پھر ضامین کی آواز کے ساتھ ایک تجرہ اُبھری تھیری کو بگھلنے والا اور نشانہ بن چکا تھا۔ اصل بی بی نے ایک جانب لڑا رکھتے ہوئے پتھر کے اوپر کھٹی ہوئی بیٹل مارچ کو گولی ماری۔ مارچ نے پتھر کی گڑبڑی۔ اب بی بی کی صورت کو کان میں کھا سکتا تھا۔ گنل کے گڑبڑ ہوتے ہی وہ ہوشیار ہو گیا۔ وہ اسی وقت اُسرے آ کر پوچھا "مارچ کیوں بگھٹی ہے؟"

"میں دشتوں میں گھرتی ہوں۔ علی سے کوئی بی بی کا پٹرول ملے جاؤ گے"

اس نے جہاں سے گولی پھاڑ کر مارچ گرائی تھی، وہاں کی جگہ سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ اس نے چاہی فائرنگ کی حماقت نہیں کہہ سکتا۔ اس نے ایک جگہ چلتے بگھتے شعلوں کو گنٹی رہی۔ اس طرف ان کی تعداد صدم ہو گئی۔ ایک کی موت کے بعد پھر گنٹے تھے اور وہ پھر کوئی نہ نہیں بیٹھے ہوئے تھے۔

اس نے آہستگی سے من ایک طرف کھی پھاڑا اور شوٹر کو شانہ سے اتارا۔ اس شوٹر سے تیر چلانے پر آواز نہیں ہوتی تھی اور تیری اندھیرے میں شعلے ابھرتے تھے۔ اس نے ایک پتھر اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ پتھر جہاں دھب سے گرا اس جگہ گولیاں چلنے لگیں۔ فائرنگ کے دوران وہ دھچکیں اُبھریں۔ دو دشمن یکے بعد

دوسرے تیروں کا نشانہ بن گئے۔ کسی کو تیرا چیلر سکا موت کا گھر سے آئی تھی۔ اندھیرے میں مرنے والے ساتھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ روزانہ کے جسموں میں پیوست ہونے والے تیر بتا دیتے کہ دشمن کتنا ہمارا دماغ ہے۔ پھیلے بیٹل مارچ کو پڑے سے پتھر پتھر کھڑو کا دل اب خاموشی سے تیر پر سارا ہے۔ ایک پتھر کے پیچھے سے آواز آئی۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا "اب کوئی بھی آواز آئے تو اندھا دھند فائر نہ کرو۔ دشمن ہماری بگھلت سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ آکر واپس آ گیا تھا۔ بولتے والے کی آواز سننے ہی اس کے دل میں پتھر گیا تھا پھر اس نے اعلیٰ بی بی کے پاس آ کر پوچھا "مجھے بتاؤ میں کس طرح کام آ سکتا ہوں"

وہ بولی "تیرے فائرنگ کے دماغ میں جاؤ۔ اس کے ذریعے گولی پٹیل میں بیخ ماروں گی۔ میری آخری تیغ پر وہ پھروں کے پیچھے سے نکل آئیں گے۔ تم اسی کے ذریعے کسی ایک دشمن کو ہلاک کر سکتے ہو"

"مجھے معاف کرو۔ تم جانتی ہو میں کسی دشمن کو بددعا بھی نہیں دیتا پھر اس پر گولی پھینکا جاسکتا ہے"

"میں بھول گئی تھی جس تک کہا جا سکتے ہو جاؤ اسی حد تک کچھ کرو"

وہ چلا گیا چند لمحوں کے بعد ہی پتھر کے پیچھے سے گولی بیلی۔ اعلیٰ بی بی نے فوراً ہی تیغ مار کر ایک پتھر کو شیب میں لڑکھا دیا۔ کسی نے کہا "اے بی بی تو عورت کی تیغ ہے"

دوسرے نے تائید کی "ہاں عورت ہے۔ نیچے دو لٹکتی ہوئی تیغ تیرے لیے۔ پھر تو یہ رسوخی یا اعلیٰ بی بی ہوگی"

گنٹی ہی ٹلنے لگی شیب کی جانب روشن ہو گئیں۔ اس روشنی میں بی بی خاموشی سے تیر چلے پھر ایک ایک کر کے دشمن شیب میں لڑا رکھتے چلے گئے۔ اب ایک رہ گیا تھا۔ اس نے ایک طرف ہاتھ خدو کیا۔ وہ اپنی موت سے زیادہ تیز نہیں جھاگ سکتا تھا۔ جہاں سے نکلے ہوئے تیر نے اعلیٰ بی بی اور تیرے شکر گرا دیا۔

آہرنے کہا "یاہ! تم ایک دو دنیا میں جا رہی ہو۔ اور تک دوستوں اور دشمنوں کی موت کا ہاتھ اڑا دیتا رہو گا۔ اعلیٰ بی بی! تم عورت ہو۔ تمھارا دل ایسا پتھر کیسے ہو جا گیا ہے؟"

"پہلے یہ ایمان کر کے آؤ۔ ان میں سے کوئی بھی ہمیں نہیں دے سکتا۔ تمہیں وہ پتھر تھے۔ تم نے بڑی ہی بددعی سے اُنھیں موت کے گھاٹ اُٹھلا ہے"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمھیں ہلکے پتھر کا میں اسی کے ہوتے۔ کوئی لوجھ مار ڈالو۔ ان میں ہمارے آکر خوش رہتے دو"

"کیا بات کر رہی ہو۔ میرے کھی ہونے کا سبب یہ ہے کہ"

آدی آدی کو کیوں ہلاک کرتا ہے؟

"تم اس شے پر بعد میں سوچو۔ یہ پھیلے علی کو یہاں بیچ دو"

وہ چلا گیا۔ اعلیٰ بی بی نے ایک گہرا سانس لے کر سوچا۔ آہر کا وہ کہہ انساں کا دکھ ہے۔ لیکن انسان نامہ دنوں پر پھینچیں انہیں نہیں کرتیں۔ انھیں کوئی پیغمبر یا سماجی کتاب ماہرست پر نہیں لانی لیے لائوں کے بھوت صرف اتوں اور بچوں توں سے ہی دھونس میں آتے ہیں۔ یا تنہا ہی پر کراؤ موت مارے جاتے ہیں۔ ہم انھیں نہ تے ان کے گھر نہیں جاتے۔

وہ تیزی سے بیٹی جا رہی تھی اور سوتی جا رہی تھی۔ اسی وقت بی بی کا پٹرول آواز سنائی دی۔ شاید اعلیٰ رہا تھا۔ آواز قریب آئی جا رہی تھی۔ اچانک خطرے کا احساس ہوا۔ وہ دوڑتی ہوئی ایک پشیمان کے نیچے چلی گئی کیوں کہ بی بی کا پٹرول سرخ لائٹ نیچے آ رہی تھی۔ اُسرے نے اسی تک آ کر علی کے واپس آنے کی تصدیق نہیں کی تھی۔

پندرہ منٹ کے بعد ہی اُسرے آ کر کہا "غضب ہو گیا۔ اعلیٰ کے بی بی کا پٹرول کوئی بی بی کا پٹرول نے کھی لیا ہے۔ اسے دھکی دے پے ہیں اگر وہ ان کی حماقت میں پرواز کرنا اور ایک کمپ تک نہیں جانے کا تو اس کے بی بی کا پٹرول تباہ کر دیا جائے گا"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا "کیا تم دھکی دینے والے کے دماغ میں نہیں جا سکتے؟"

"علی نے مشورہ دیا ہے۔ میں اس کے دماغ میں جا کر واپس آ جاؤں۔ جب تک دوسرے بی بی کا پٹرول نے کا بھی دماغ میری گنٹی میں نہ آئے۔ میں پہلے والے کو دھکیوں۔ مگر دوسرے بی بی کا پٹرول فاموش ہیں"

"تم جاؤ۔ علی کے پاس رہو"

"ایک بی بی کا پٹرول ہمارے قریب آ گیا ہے"

"آئے دو میری پرواز کرو"

آہرنے علی کے پاس آیا۔ وہ بی بی کا پٹرول کے درمیان پرواز کر رہا تھا۔ پھیلے بیٹل مارچ میں بیٹی ہوئی پڑی تھی۔ آہر نے آکر پوچھا "کیا دوسرے بی بی کا پٹرولوں نے مخالف کیا تھا؟"

"نہیں، وہاں مسلسل خاموشی ہے"

"اب کیا ہوگا، وہ تمھیں کیسے پہنچے گا کہ قیدی بنائیں گے؟"

"جس نے مجھے مخالف کیا تھا اس کے پاس جاؤں۔ کم از کم ایک بی بی کا پٹرول تباہ کر دوں"

"بیٹے! یہ کیا رہ رہے ہو۔ اس میں چالاقداری میں سے کسی بھی ایک تجرہ کی کوئی نہ ماراؤ۔ تم انسانوں کو ہلاک کرنے کو کھار رہے ہو۔ نہیں بیٹے! بھگے کوئی دوسرا کا اوت"

علی تیرے پریشان ہو کر سوچا پھر کہا "اچھا آپ ایک بی بی کا پٹرول"

کو بھٹے دے لے جا سکتے ہیں؟

"ہاں یہ کر سکتا ہوں"

"جب تک میں دوسرے سے بچ کر نہ نکلوں۔ آپ اس کے پائنٹ کو آواز نہیں چھوڑیں گے"

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں"

وہ بی بی کا پٹرول کے پائنٹ کے دماغ میں آ کر لٹے پوری طرح منہمک ہوئی۔ اس کے گرد ایک سمت بدلنے لگا۔ پیچھے بیٹھے ہونے کے لیے پوچھا "کیا کر رہے ہو؟" علی تیر کے بی بی کا پٹرول سے فوریہ جازو۔ مگر وہ ڈر ہو چکا تھا۔ اور یہ فوریہ جازو تھا۔ افسر نے پھلے سے پوچھا "یہ نوان سن رہا کیا تم میرے حکم کی تعمیل نہیں کرنا چاہتے یا دامنی طور پر شیب کیسے گننے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے کہا "میں بھوک گیا۔ تم خیال خرابی کرنے والے کی منہمکی میں ہو رہا۔ اسی لیے دوسرے بی بی کا پٹرولوں کو ٹانوں رہنے کی تائید کی تھی۔ جو بھی بی بی پھینچے گئے وہاں ہمارے پائنٹ کے ذریعے ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اس میں تباہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی ہم تباہ ہوں گے ویسے ہی علی تیر کے بی بی کا پٹرول فائرنگ شروع ہو جائے گی"

آہرنے پائنٹ کی زبان میں کہا "میں اس اور ساتھی جاتا ہوں میرا نام اُسر ہے۔ میں انسانوں کو ہنسنے سکتا ہے۔ ہونے نہیں نہنگی گزرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں انسانیت کا واسطہ دے کر کھتا ہوں۔ دوسرے بی بی کا پٹرول کے پائنٹ کو مخالف کر کے اسے پھینچو۔ پھینچو۔ بیٹے کو کھو۔ علی تیر تباہ نہیں ہے۔ جس رسوخی کو دھکا دینے کے لیے بی بی کی گنٹی ہو اور جس کی بی بی پھینچی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو وہ بی بی علی کے ساتھ ہے اور بہت پیار ہے۔ کم از کم اپنی دیوی کی خاطر اس بی بی کا پٹرول فائرنگ نہ کراؤ"

افسر نے کہا "اس جنگ میں ہمارے دو کمپ تباہ ہو گئے، سیکڑوں فوجی نوجوان مارے گئے۔ مگر وہ بارود اور معدودہ ہتھیاروں کے ذخیرے تباہ ہو گئے۔ جاہل بی بی کا پٹرول کے پرچے اٹھئے۔ اس بی بی بی بی جانے والی دیوی بی بی کی اسی کی اس علی تیر نے گزنداری پیش نہیں کی تو ہم رسوخی سمیت اس بی بی کا پٹرول تباہ کر دیں گے۔"

ایک فوجی جو بی بی نے تیغ کر کہا "پائنٹ کو بی بی کا پٹرول نے کا کہو۔ یہ بی بی کا پٹرول اس پہاڑی سے نکلنے کے جا رہا ہے۔"

اس کی بات پوری نہ ہو سکی۔ ایک جہان سے بی بی کا پٹرول نکلنے ہی زبردست دھماکا ہوا۔ آہر کے ہنسنے کے لیے وہاں کوئی دماغ نہیں۔ وہ وہ بی بی اور بی بی کے علی کے پاس آ گیا۔ کچھ کھنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "انکل! اچھی ڈنڈن ہے۔ تیرا"

وہ فاموش رہ کر اس کے ذریعے دیکھنے لگا۔ علی تیر پورے ڈان کا کل

دکھا رہا تھا۔ دوسرے پہلی کا پٹر کے اوپر ڈرفا فاصلہ رکھ کر پرواز کر رہا تھا۔ نیچے والے پہلی کا پٹر کا پلانٹ اس کے سامنے سے نکلنے کے لیے دائیں جاتا تو علی بھی دائیں پرواز کرتا۔ بائیں جانب بھی کڑا کھٹے کا موقع نہیں ملے ہاتھ نصاب سے یہیل بڑی درنگ جاری رہا۔ آرمسنے کہا کہ کاش تھما سے پہلی کا پٹر میں سب مشین ہوتیں۔ پھر وہ دشمن بیچیا چھوڑ کر جگ جلتے۔

کوئی ضروری نہیں ہے کہ جدید پہلی کا پٹر میں جدید مشین مشین گئیں ہوں۔ انسان حاضر دماغی سے بھی شکست کو فتح میں بل سکتا ہے۔ پہلی کا پٹر کے نچلے خانے میں بہت سافٹی سامان رکھا ہوا تھا۔ علی نے ڈش بورڈ کے ایک ہن کو دبا دیا۔ پھر ایک چوڑے سے۔ بیڈل کو چھینا یا تو بیچا خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں رکھا ہوا تمام سامان نیچے والے پہلی کا پٹر کے گردش کرتے ہوئے پھٹے پر گرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پٹھانے کا ہون گیا۔ پہلی کا پٹر ایک جھٹکے سے پھٹ گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے زمین کی پستی میں پہنچ کر ایک دھماکے سے تباہ ہو گیا۔

علی نے دوسرے پہلی کو دیکر چھوٹے سے بیڈل کو گھمایا تو سامان والا بیچا خانہ بند ہو گیا۔ آرمسنے کہا تادہ کا ڈاؤ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس طرح اپنا ہی اڈو کر گئے جب کہ تھما سے پہلے ہی کوئی صورت نہیں تھی۔

”اسٹل آپ دوسرے پہلی کا پٹر کے متعلق بتائیں، کیا اسے ڈور جھٹکا دیا ہے؟“

”وہ بھی تباہ ہو گیا ہے۔“

”پھر تو آپ نے پہلی بائیس اٹال دکھایا ہے۔“

”فحس قسم کھا کر بتا ہوں کہ میں نے اُسے تباہ نہیں کیا ہے۔“

میں پلانٹ کے دماغ پر قبضہ ہو کر انفریگ بائیں سن ہاتھ پہلی کا پٹر کیسے پہاڑی سے نکل گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

”تو سب سے پلانٹ کا دماغ آپ کے قابو میں تھا تو آپ کو حادثے کی وجہ معلوم نہیں ہے۔ کیا وہ ایک لمحے کے لیے بدحواس ہو گیا تھا؟“

”نہیں وہ آخری لمحے تک پریکون تھا۔“

”اس کا مطلب ہے آپ کے علاوہ کوئی دوسرا خیال خراب کرنے والا وہاں موجود تھا۔ جس تباہی کے آپ قائل نہیں تھے وہ تباہی مانس نے چھادی۔“

”کیا میڈو نلفا لیا کر کے تمہاری مدد کی ہے؟“

”کے پاس کیسے پہنچ گئی؟ پٹر تاپ ڈرامائی کی خبریت معلوم کریں؟ آرمسنے چونک کر پوچھا۔ کیا میڈو ہو گیا ہے۔ آپ کی ما نے مدد کی ہے؟“

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ جا کر معلوم کریں۔“ وہ رسوئی کے دماغ میں گیا پھر فوراً ہی واپس آکر بولا۔ ”بے ہوش بڑی ہیں اس وقت اعلیٰ لی بی کی تخت بند رہے۔“

”میں ادھر پرواز کر رہا ہوں۔ آپ آئیے سے راضی کریں۔“ آرمز ادھر گیا۔ ادھر علی حیرانی سے سوچنے لگا۔ آخر مار گیا ہے؟ آرمز کسی کی جان نہیں لے سکتا تھا پھر اس پہلی کا پٹر کو کس نے تباہ کیا؟

وہ جتنا سوچ رہا تھا اتنا ہی اُلجھ رہا تھا۔ دوسری طرف اعلیٰ لی بی چٹان کے پیچھے سے نکل آئی تھی۔ دشمن کا ایک پہلی کا پٹر ادھر آیا تھا پھر سرخ لائٹ کی روشنی بھینکتا ہوا چلا گیا تھا۔ ہرنے آکر پوچھا: ”کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟“

”خطرہ ظاہر نہیں ہے۔ ہم علی کی خبریت بتاؤ؟“

”وہ صحیح ہیں۔ یہاں نہیں تم لوگ سٹی کے بنے ہوئے ہو اس کی گرفتاری یقینی تھی۔ پھر دشمن کے دونوں پہلی کا پٹر تباہ ہو چکے ہیں۔“

”تم نے تو تباہ نہیں کیے ہوں گے۔ اس سرزمین پر ہم ہی ایک فرسٹ ہو۔“

”مجھے شرمندہ نہ کرو۔ میں اور علی حیران ہیں کہ ایک پہلی کا پٹر کونسی خیال خراب کرنے والے نے تباہ کیا ہے۔ وہ میڈو نہیں ہو سکتی اور میڈم رسوئی بے ہوش بڑی ہیں۔“

”پھر تو یہ واقعہ حیرانی کی بات ہے۔“

پہلی کا پٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اعلیٰ لی بی پھر چٹان کے پیچھے سے نکل آئی۔ اس کے پاس جا کر کہا: ”اعلیٰ لی بی ایک چٹان کے پیچھے سے ہم کوئی سنگل دو تاکہ یقین ہو کر تمہاری پہلی کا پٹر وہاں پہنچ رہا ہے۔“

علی نے سرخ لائٹ کے ذریعے مخصوص سنگل کے متعلق بتایا۔ یہ بات آرمسنے اعلیٰ لی بی کو بتائی۔ اس طرح بندرہ منٹ کے بعد پہلی کا پٹر بہاڑی پرواز تادہ دور تک ہوئی آکر اس میں سوار ہوئی اس کے بعد دوبارہ پرواز شروع ہوئی۔

اعلیٰ لی بی میڈم رسوئی کے پاس آئی اس کی زمین تمام کر دوسرے ہاتھ سے بیٹھانی کو چھو کر دیکھا۔ اس کا بدن جل رہا تھا۔ وہ بے ہوش نہیں تھی اگر بھی تھی تو اب ہوش میں آ رہی تھی۔ نگاہ زیادتی سے بے سندھ بڑی ہوئی تھی۔ اعلیٰ لی بی نے کھم کرنے کے لیے ہاتھ پر عمل کرنے لگی۔ وہاں دعاؤں کی کمی نہیں تھی۔

یہاں نہیں ملے تھی کہ پہلے پہلی کا پٹر کونسی نے تباہ کیا تھا؟ تقدیروں کے رسوئی بخار میں تپ رہی تھی۔ کھیل میں لپٹی ہوئی رسوئی تھی۔ میں کس حیثیت میں ہو گئی ہوں؟ کچھ کیا ہے؟ بھٹ کیا ہے، میرے مالک! میرے پیکر کرنے والے مجھے بیچنی کا پھر رکھا ہے۔ میں علی کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ وہ سانس روک رہا ہے۔ مجھ اس کے سچے خیالات پڑھنے دے میرے مالک! اگر یہاں ہو گا تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

یہ سوچ کر وہ خیال خرابی کی پرواز کرنا چاہتی تھی مگر بیماری کے باعث تھک گئی پرواز نہ کر سکی۔ جھوٹا ڈاکو رکھا اسے مانگنے لگی۔ میرے مالک! بہت ہو چکا۔ میں اب یہی چھینا چھوٹی برداشت نہیں کروں گی۔ یہی پیرا مشر چھتا ہے۔ کبھی بڑا کچھ چھوٹ کر رہتا ہے۔ آرمز میں مسلمان ہوں تو آخری رسول کا واسطہ دیتی ہوں مجھے ذرا سی توانائی دے دے۔“

وہ ٹھوڑی درنگ گھری گھری سانس لیتی رہی پھر اچانک بولا کرتے ہی علی تپور کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ سانس روک جاتا لیکن اس وقت آرمز دماغ میں تھا۔ اس لیے ماں کی سوچ کی ہوں کونسی نہ کر سکا۔ آرمز کہہ رہا تھا۔ میں کبھی ایک چھوٹی کو میں مانا ہوں پھر پہلی کا پٹر کے آرمز کو کیسے ہلاک کر سکتا ہوں؟

جواب میں علی نے کہا: ”تم آرمز اس پہلی کا پٹر ڈور سے مارتا ہے۔ سنتے ہی رسوئی آرمز کے دماغ میں آئی۔ وہ پلانٹ کی آواز اور بے کوڈ ہر پرواز کرنا چاہتا تھا۔ رسوئی اسی آواز اور بے کے سامنے اس سے پہلے پلانٹ کے دماغ میں پہنچ گئی۔“

وہاں رہ کر اس نے انفریگ بائیں سنیں۔ وہ کہہ رہا تھا: ”ایک ڈیوی گم کیسے ہمارے دو کمپ تباہ ہو گئے۔ مسیخوں فوجی جوان مارے گئے۔ گولہ بارود اور جدید ہتھیاروں کے ذخیرے تباہ ہو گئے۔ اس نے متعدد پہلی کا پٹر کی تباہی کا بھی ذمہ دار بنا کر پھر اسے نہیں سمجھتی جاننے والی ڈیوی گم کی ایسی کی تیسہ ہر گز نہ کر سکتی۔ پیش نہیں کی تو ہم رسوئی سمیت اس پہلی کا پٹر کو تباہ کر دیں گے۔“

یہ سنتے ہی رسوئی پلانٹ کے ذریعے پہلی کا پٹر کو ایک چٹان کی طرف لے گئی۔ وہ اپنی تباہی جا رہی تھی۔ اس بڑے ڈاکو کے لیے جان پر کھیل رہا تھا۔ اس نے پہلی کا پٹر کو پھانسی لگا کر چٹان سے ٹکرا دیا۔ اس کے بعد کچھ دھماکی ہو کر دماغی مائنڈ نامہ ہوئی۔ جیاری اور کمزوری کے باعث خود کو سنبھالنے کی قوت کے اندھیروں میں ڈوبتی رہی تھی۔

اللہ کی آرمز اور علی تپورا بھی اس گنتی کو نہیں سمجھتے۔

اسلام کے عاشق سنتوں اور ایل کے کام کے دلچسپ اور مشاہدات فیاض اور ایل کے قلم سے

روشنی کے مینار

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

عظمت کے مینار

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

ایمان کا سفر

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

پچرا گھر

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

آدھا چہرہ

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

کالی کمانیاں

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

ہٹوٹ کی پوٹیاں

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

خینا و تسنیم بلگرامی کے مضامین کا مسر مجموعہ

عمی الدین نواب کی ۱۰۰ مشرقی کمانوں کا مجموعہ وہ فن پارے جن کی آپ کو تلاش ہے

عمی الدین نواب کی کمانوں کا دوسرا مجموعہ جسے آپ اٹھلے سے نہیں دل سے پڑھیں گے

عمی الدین نواب کا پہلا موشن معاشرتی ناول ان لوگوں کے لیے ایک نیا نیا تجربہ کیونکہ کہ ہاے ہما ہما اس چرچہ کر کے تان

جرام ملہو شیطان از ہوا جان طرز روزگار اسرار و عرف سسپنس اور تیس پر ہفتی ۲۴ کمانیاں

مشہور پورے پورے جو حقیقت چرچہ کرانہ دماغ سے ہر چوستا ہے

قیمت ۲۰ روپے ڈاک خزانہ ۱۰۰ روپے

کئی

ماریں روشن ہوتی تھیں۔ ان کی روشنی مجھ پر آتی تھیں پھر جہ جہ تھیں۔ اس کے بعد گری تاریکی چھا جاتی تھی۔ حیات انسانی کا یہ غلام ہے۔ پہلے زندگی کا چہرہ روشن ہوتا ہے پھر اندھن تاریکی چھا جاتی ہے۔

کاتبی تقدیر نے مجھے انسانوں کی تعمیر سے نکال کر گناہی کے اندھیرے میں پھینچا دیا ہے۔ اس دوران جنگ میں جہاں صرف خود خورد رہتا رہتا ہے میں کوئی انسان اور میرے نہیں گزر رہا تھا انسان پھر انسان ہے اپنی دنیا کی ایک ایک پانچ زمین پر قدم رکھتا جاتا ہے یہی وہ دائرہ ایسا کرتا ہے جسے تقدیر سے ان ذمی زمین کے مٹاؤں پر ہلاکتی ہے میری تنہائی ختم ہو چکی تھی بلوری فوج کی فوج میرے اطراف کھڑی ہوئی تھی اور وہ تینوں اعلیٰ بی بی سونٹی اور علی مورہ میں تھی جو سے قریب یاد رہوں گے کہ گرامیری گناہی ختم ہونے والی تھی میں پچانا جانتے والا تھا۔ ایجن کو تو ختمی ہونے والی تھی۔ دشمنوں کے دلوں پر دیکھنا گرنے والی تھیں کہ فرط مدلتی تھیں زہرہ ہے۔

وہی ان فوجیوں میں سے کسی تھے مجھے نہیں پچانا تھا جبکہ ایک زمانہ مجھے جانتا تھا اور پھر اس طرح کاہر فوجی افسر مجھے تصور میں بھی دیکھتا تھا تصور میں بھی گونہ تھا اور نواہوں میں بھی دیکھ دیکھ کر چرتا تھا۔ اس کے باوجود کسی نے مجھے نہیں پچانا۔ اچھا ہے کہ میری پچان کم ہو جائے تب ہی میں گناہ مٹا سکتا ہوں۔

انھوں نے میرے کانچ کو اندر سے اچھی طرح دیکھ لیا تھا پھر بھی انفرنگہ رہا تھا میں نہیں انسانا ان تینوں کو چھیننے کے لیے اس کانچ سے بہتر کوئی دوسری نہیں ملے گی۔ وہ بران شرفان کا پتہ ہے فریاد کا پتہ ہوتا تو ہم اسے فریاد کی طرح ختم کر دیتے۔ وہ ذلیل ہمارے ہاتھ آتے آتے نکل جاتا ہے۔

ایک جو نیزہ انفرنگہ قریب آگرا نوسٹر بڑھتا ہے ہونے لگا۔

میں نے انفرنگہ کا ایک ہاتھ میں لے کر ڈوڈو ڈوڈا دیا۔ دوسری طرف سے کسی نے کہا: سر، ہم ایسی تباہی کے متعلق کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے ہمارے چھوٹی کانچ اور فوجی کیسب مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ سیکڑوں فوجی جوان اور اہم افسران مارے گئے ہیں۔ ہمیں بیڈ کو اڑھنے سے مزید فوج ہتھیار اور دیکھا کا پڑو فیو کا مٹا سب کرنا ہوگا۔

”یہ سب ختم کی بات ہے۔ ہم کسی ہمت سے مطالعہ کریں ایک جوان چھوٹے اور اعلیٰ لی کو گرفتار کرنے کے لیے کانچ پر پاؤں لگا دیا فوج چاہیے۔ مجھے پکارتے ہیں تو ختمی سنا کی تھی کہ علی مورہ کو اس کی ماں کے ساتھ گھر لیا گیا ہے۔ ماہرہ سخت تھا اس کے بچے نکلتے کی کوئی صورت نہیں تھی پھر وہ کیسے نکل گیا؟“

”میرا یہ ایک لمبی رپورٹ ہے۔ اس قدر تباہیوں کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ علی مورہ کو ریلوے لائن سے لے کر کھائی گئی ہیں“

”اس نے آخری جگہ کہاں لڑی اور وہ کس سمت ہلاکتا ہے؟“
”چند منٹ پہلے کیسب نے قریب جہاں ہلاکتا تھا وہاں تباہ ہے۔ وہ پہلی کا پٹر علی مورہ کا تعاقب کر رہا تھا ایسا ہیسا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی ماں کو لے کر شمال مغرب کی سمت گیا ہے“
”شمال مغرب کے چندہرہ مچوں میں مظاہرہ خیر تھی میں سرحد پار کرنے کی حثیت میں اپنی ماں کے ساتھ ملا جانے کا ارادہ رکھی گا پھر اسے کاتوان ملا تو میں چھوٹے چھوٹے فری تھے۔ سرحد کے اہم راستے پر میں موجود ہوں۔ علی مورہ کو لکھنؤ پہنچاؤ گے“

میں نے کہا: ”خدا یا انسان کتنے بڑے بڑے دھکے کھاتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ بڑا دھوکا خدائی دھوکا ہے۔“
”انفرنگہ نے انفرنگہ کچھ اور باتیں کہیں پھر ایک آف کرا کر جو نیزہ کو دیتے ہوئے بھرتے پوجا ہم کچھ کھدے رہتے تھے؟“
”میں گدہ ہاتھ آگرا سوری بہت دور ہے۔ آگرا والی اپنے محل سے اور خدائی رنڈ سے دیکھتے ہیں۔ تو یہ کرو اور لوں گا کو منظر ہو تو جو جرم کو اس کے انجام تک پہنچاؤ گے۔“

”بات ایک ہی ہے سسر!“
”ایک نہیں ہے۔ اس طرح کتنے خدائی خوشروئی کا ہوتی ہے۔ اگر وہ جرم ہو گا تو خوشروئی ختم ہو جائے گی۔“
”سسر رہا ہم اتنی دیکھائی باتوں کو نہیں سمجھتے۔ وہ جرم ختم دشمن ہے۔“

”تم نے ابھی انفرنگہ پر کہا تھا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ لگا کر کیا ماں کو ساتھ رکھ کر کوئی کسی سے دشمنی کر سکتا ہے؟ ہاں تو ہے ہے دنیا جینے کی دشمنی کرتی“
”انفرنگہ کیسب چاہتا تھا پھر جو تک کو اسان کی طرف سے یہ اضطراب حرکت تھی وہ تاریکی میں ڈرانا صلہ پر کھٹے ہوئے لوٹیں دیکھ سکتا تھا سب ہی کے کان ٹھہرے ہوئے تھے۔ دور سے پہلی کا پٹر کی آواز آرہی تھی۔“

جو نیزہ انفرنگہ نے انفرنگہ پر پٹ کرتے ہوئے شمال مشرق مختلف فوجی دستوں سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ سب کو یاد رکھی پہلی کا پٹر کی اطلاع دیتے ہوئے کہنے لگا: جب تک بائیں نہ کرے آگے نہ جانے دینا پہلے آگے آتے رہے پھر جو جرم ختم پرواز جاری ہے تو اسے مار گراؤ۔“
دوسرا انفرنگہ ہوا پھر انفرنگہ کے پاس آیا پھر لولا۔

پہلی کا پٹر کے بائیں سے رابطہ ہو رہا ہے لیکن اس کے دائیں میں ڈرنا ہے آواز آرہی ہے الفاظ کچھ نہیں آ رہے ہیں۔“
”میری طرف سے پٹر آ رہا ہوگا؟“

”دوسرا ایک ایک انفرنگہ کھٹے پٹے کچھ ہوش نہیں آ رہا ہے۔“
”یہ اس کی چال ہے۔ وہ بلا کا سکا رہے۔ ہمیں دھوکا دے کر صبر کرنا چاہتا ہے۔ تمام محاذوں پر میرا حکم پہنچاؤ۔ اسے آگے بڑھنے دیا جائے۔“

پھر اس نے دوسرے انفرنگہ کہا: ”اگر ٹریس ہٹ چلا کر اس کا پٹر کو نشانہ دیا جائے گا تو اس روشنی میں ہم بھی نظر میں آگے آجوان اس طرح چھپ جائیں گے کہ کسی کے وجود کا پتہ نہیں آوے گا۔“
”غراب کا کچھ کچھ کچھ جاؤ اور فوراً زمین کیسب پہنچاؤ۔“
”فوج کا سر جو ان تاریکی میں اور دھیر چھپنے کی فکر تلاش کرنے

پہلے نے کانچ میں آکر کیسب کو کھجا دیا۔ ویسے بھی میں رات کو بائیں طرف سے وقت کیسب روشن کرتا ہوں پھر پھانسیا ہوتا ہے۔“
”یہ رات میں میری اسٹیشن تاریکی کا دی ہیں۔ باقی جوان بھی غلامی میں کھینکے گا نہ رہ کر فوجیوں کی نقل و حرکت کو کھدے رہا تھا۔ ان کی تباہی تھا اور دوسرے کے سامنے نشین کانچ جاری ہے جو نہ امت ڈرنا ہے اور اس کے کچھ حصے الگ ہیں اس لیے یہ جوان اسے ڈرنا نہیں کر رہے ہیں۔ اسی طرح دائیں بائیں اور کانچ کے کچھ بھی لوں اور ہتھیاروں کی آوازیں مجھے بتا رہی تھیں کہ کون کیا کر رہا ہے

ہاں سال جا رہے؟“
”آئی آوازوں میں سب سے اہم آواز پہلی کا پٹر کی تھی جو ہم کوئی کیسب کے کانچ منٹ بعد ایک انفرنگہ کہا: ”خاموش رہو۔ پہلی کا پٹر انفرنگہ دوسرے اب تک قریب پہنچا گیا تھا۔“

سب کانچ لگنے لگے۔ ٹرانسپیر کے ذریعے دوسرے محاذ سے پھر چھا جا رہا تھا کسی محاذ سے کہا گیا اور آہستہ آہستہ دور سے۔ تاریکی میں دور سے مت بدل دی ہے کسی محاذ سے بتایا گیا۔ اس کا حکم کوئی ہے انفرنگہ سے کہا گیا پہلی کا پٹر تاریکی سے دور اٹھ کر گئی انکارا گیا ہے۔“

میری آخری بات درست لگ رہی تھی۔ وہ روڑ پہلی کا پٹر سرچھلنے کے لیے کسی محاذ کے قریب سے فرور گزرتا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس آواز کیسب سے آتے تلاش کرنے کے لیے اچھی خاموشی کیسب کے ان سے کیا ہے؟ پتہ چلتے فوجی دستے اسے تلاش کرنے اور پھر اس کے سب کے جیسا تک انجام کو آئی ہلکی ہلکی باتیں

میں نے دو واڑے پرا کر کہا: ”اتنا دیکھا ہے میں ساری رات اٹھنے لگا رہا تھا اپنے کمرے میں جا کر سو سکتا ہوں؟“

انفرنگہ انداز میں چلتا ہوا قریب آیا پھر لولا۔ تم ابھی نہیں سکتے میری نظروں میں مشکوک ہو۔“

اس نے اندھا کر ٹراہ روشن کیا پھر کہا: ”ان سنسن اتھارے کوسے میں بیٹھنے کے لیے ایک ایک کرسی بھی نہیں ہے۔“
میں نے پوجھا: ”کیا کسی حکم موجود ہے مجھے مشکوک بنا رہی ہے؟“
”ان سنسن ایس نے یہ تو تمہیں کہا میرے سوال کا جواب دو۔ تم کون ہو؟ اس ویرانے میں تمہا کیا کرتے ہو؟“

”میں خدا کا بندہ ہوں کیسی عبارت کرتا ہوں کبھی مر لیتے یہ وہ کرا پنا سنا کر کرتا ہوں۔“
”تم نے سرحد کے پاس کیوں رہائش اختیار کی ہے؟“
میں نے کہا: ”تمہارے پاس ختم ضرور ہوگا۔ آگے نکول کر دیکھو۔“
میرا کانچ تھماری سرمدلان کے پار ہے۔“

”زیادہ چالاک نہ ہو۔ سرحدی لان کبھی مستقل نہیں ہوتی۔ بارڈر زون کی کارکردگی بھی اس لان کو دشمن کے علاقے میں اندر پہنچا دیتی ہے تم غیر ملکی جاؤں ہو۔“

اس نے چند فوجی جوانوں کو طلب کیا پھر حکم دیا: ”ان کانچ کے ایک ایک گوشے کی تلاش کرو۔ ہتھیار اٹھائیں اور کوئی قابل اعتراض چیز برآمد ہو سکتی ہے۔ خفیہ دروازے اور ترخانے کے بھی امکانات ہیں۔ جاؤ اچھی طرح تلاش کرو۔“

وہ سب چلے گئے اس نے پوجھا: ”تم کھاتے کہاں سے ہو؟“
”اللہ تعالیٰ جنگل میں بھی رزق پہنچاتا ہے۔ یہاں تازہ میٹل اور صلہ

بازو گرفت سے ہیں۔“
”تم یہاں خفیہ مرکز میں صوف بستے ہو تمہارا کسی سے متعلق رابطہ رہتا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ۔“

”اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عبادت کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔“

”یوشٹ اپ! ابھی تمہاری اصیت معلوم ہو جائے گی۔“
تھوڑی دیر بعد جوانوں نے آکر کہا: ”سر، اس کے پاس سونے کے لیے ایک چار پائی، پینتے کے چند پٹے، کھانے کے دو چار برتن، ایک آئینہ ایک کیسب اور جوتوں کے دو جوڑے ہیں۔ ہتھیار میں صرف ایک چاقو ہے۔ باقی پورا کچھ خالی ہے۔ فرسٹ کچا ہے۔ ترخانے کا امکان نہیں ہے۔ اتنے بڑے کانچ میں صرف ایک دروازہ ہے جسے ہم استعمال کر رہے ہیں۔“

انفرنگہ نے کہا: ”میں ایسے غیر ملکی جاسوسوں کے پھینکنے خوب سمجھتا ہوں۔ اس کانچ کی بھرت پر جاؤ۔ اس پاس کے گھنے درختوں اور جھاڑوں میں تلاش کرو۔ ایسی جگہوں پر ڈرنا پھر اور ہتھیار اٹھیا کر لکھے جاتے ہیں۔“

وہ تمام جوان مملکت تیل کے لیے باہر چلے گئے۔ میں دوسرے کمرے کی طرف جانے لگا۔ وہ نارج روکن کے کمرے کی طرف جاؤں گا۔ میں نے کہا: "سواری میں وقت پر سونے کا عادی ہوں۔ تمہیں رپورٹ مل چکی ہے۔ یہاں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے اور نہ ہی خفیہ دروازہ ہے۔ میں باہر نہیں جا سکتا۔ مجھے قیدی سمجھو یہ اپنی خوشی سے تمہاری قیدی میں ہوں۔"

نہ بستر پر پستی مار کر آنکھیں بند کر لی اور رابط قائم کر لیا۔ میں جناب شیخ صاحب کے سامنے بیٹھیں مار کر کھینچا ہوا ہوا وہ میرے سامنے اسی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہماری زبان میں تھی کہ سب ساکت تھے۔ آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ فارغ آپس میں بول رہے تھے۔

میں نے کہا: "میرا اعلیٰ بڑے صاحب سے گور رہا ہوں۔ منہ کئی صوبے میں آجھانے کے بعد صدر کے قریب بیٹھ رہا ہوں۔ میں تھوڑی سی مدد کروں تو وہ اپنی مال کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔"

انہوں نے پوچھا: "کیا وہ مدد کے لیے کسی کو پکار رہا ہے؟" "خدا کو پکارتا ہوگا۔" "کیا خدا اس کی سن رہا ہے؟" "جی ہاں۔ وہ آپ تک کامیاب و کامران رہا ہے۔" "تو پھر تمہاری کیا ضرورت ہے؟"

"خشوعور! پتھر رکا ہے یا نہ پکارنے والے مال باپ اپنے جہانوں پر چرخ و پیکار میں اس کی دشمنی کو روڑتے ہیں۔" "اگر تم بے دست و پا ہوتے۔ ابھی جگہ سے مل نہ سکتے تھے کیا کرتے؟" "دعا کرتا۔"

"یعنی تب خدا آیا، تب خدا پر ہر دو ماہ ہوتا۔ مجھ و ماہ نہیں ہے۔" "مجھ و ماہ پہنچے ہیں تو ماہے بعد میں ہی ہوتا ہے پہلے منہ ہوا اس لیے زیادہ یاد نہیں کرتے کہ اپنی جد و جہد میں مصروف رہتے رہتے پہلے ہم دعا کر اور وہ زیادہ کرتے ہیں کیونکہ خدا اس کی مدد کرتا ہے اپنی مدد آپ کرتا ہے۔"

"بے شک اعلیٰ اپنی مدد آپ کرتا ہے۔ خدا اس کے ساتھ ہے یہ تھا تو تم کیا چیز ہو؟" "میں اس کا باپ ہوں اس کے لیے تڑپتا ہوں۔ راستے کاٹنے ہر شے کا پتا ہوں۔"

"انہوں نے اپنی موت کو بھول گئے۔ کتنی دھوم سے تمہارا جنازہ تھا۔ ایک دن اپنے دیکھا تھا۔ تم نے بھی اپنی موت کا یقین کرتے ہو۔ ایک نئی زندگی کا عندیہ تھا۔ ایسی زندگی جو موت خدا کے لیے ہوتی ہے اس کی عبادت سے وقت ملے تو پھر بندوں کے لیے ہوتی ہے۔" "میں عبادت سے فارغ ہو چکا ہوں ایک بندہ سے کہنا آنا چاہتا ہوں۔"

"تم روز عبادت سے فارغ ہوتے ہو۔ تمہیں پتہ ہے کہ میں جگہ جگہ جا رہا ہوں۔ لوگ مرتے ہیں اور تم بھی ہوتے ہو۔"

کسی کے زخم پر ہر دم رکھنے کیوں نہیں گئے، یہ خود غرضی ہے کہ صرف بیٹا تڑپا رہا ہے اور کسی بندے کا در نہیں پکار رہا ہے۔" "جناب! بسی زخمی کی آواز کا لون میں آئے یاں کا پتا چلے تو میں اس کی مدد کے لیے ضرور جاؤں گا خواہ وہ شہنشاہ کی ہوں نہ ہو، ابھی میرے بیٹے کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ اس لیے ادھر جا جانا چاہتا ہوں۔" "آمد کی اطلاع ملی ہے مگر وہ آیا نہیں ہے۔ اطلاع غلط ہو سکتی ہے۔"

"میں خیال خوالی کی ایک جہت میں بیٹھے کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔" "تفصیل کہوں سے کئی امران نے ڈانٹا ہے کہ ذریعہ منگولگی تھی تم نے ان کی آواز میں یہاں کے انہرے ذریعے کی تمہیں تم ان کیوں کے امران کے پاس جا کر ان کے زخمی فوجیوں تک پہنچ سکتے تھے۔ ان کے داغوں میں رہ کر فوجوں کی ٹیسوں کا احساس کم کر سکتے تھے تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟"

"آپ تنجائی منوالیتے ہیں۔ میں مانتا ہوں یہ انسانی خود غرضی ہے میں نے انسانوں کی دنیا سے دور رہ کر ایک عرصے بعد تڑپ محسوس کی تو بیٹے اولاد کے لیے ۱۵۰ میں کیا کروں۔ آخر انسان ہونا مادی زندگی کو فراموش نہ کر عبادت کرتا ہوں گا اور تمام انسانوں کو بلبر بھجتا۔ ہوں گا تب بھی ایک لمحے کے لیے گوشہ نشینی سے لگوں گا تو بیٹے اولاد کی محبت پر کاسے گی۔"

"تو پھر جاؤ تم آزاد ہو۔" میں نے حیران ہو کر پوچھا: "آپ نے مجھ پر پابندیوں کا عالم کیا ہے؟" "وہ قدرتی پابندی ہیں تم پر آئندہ حاوی رہیں گی۔ آکرلو ہو کر دیکھو لا تمہارے ساتھ کیا مانتا ہونے والا ہے۔ اب جاؤ۔"

"میں نے اسے کھو لی مگر سے میں خاموشی تھی۔ میں اپنے بستر پر پستی مارے بیٹھا تھا۔ میرے دل میں ستر میں سمجھی ہوتی تھی۔ مجھے اپنے خون کے اور عبادت کے رشتوں سے رابطہ قائم کرنے کی اجازت ملی تھی۔ میں ان کے کام آ سکتا تھا۔ میں مجھ سے آزاد ہو گیا تھا۔"

"یہاں جناب شیخ صاحب نے یہ کیوں کہا تھا کہ پابندیوں انہوں نے نہیں لگائی تھیں وہ قدرتی ہیں اور میں آزاد کی کے بوجھ پابندیوں میں رہوں گا اور میں یہ ضرور دیکھنا چاہوں گا کہ مجھ جیسے منہ فوفاں کو سطر کی پابندیوں روک سکیں گی۔ میں خود کو مشورہ زور فوفاں کہہ کر اپنے منہ میان منہوں میں رہا ہوں۔ آئندہ ایسے بڑے مال میں بولوں گا کہ میں اپنے آپ میں نہیں ہوں۔ مسرتوں کی انتہا برداشت نہیں کر پا رہا ہوں۔ مجھے ایک نئی زندگی ملی ہے ایک عرصے کے بعد میں کئی کی قبر سے نکل رہا ہوں۔ آ رہا ہوں میرے بیٹے ابھی

آدراہوں۔ کلہا کے باہر بھی کسی قدموں کی آواز میں سنائی دیتی تھی کبھی کوئی افکس فوجی جوان سے کچھ متنا تھا پھر خوش چہرہ ہوا تھی۔ وہ لوگ کچھ کے اس پاس دانتوں اور جھاڑیوں میں تلاش سے چلے گئے۔ انہیں میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل رہا تھا اور نہ ہی زیادہ مل سکتا تھا۔ میں نے انہیں بیان نہیں کیا اپنے بیٹے کی تیرا کہہ سکتا تھا۔ اس کے سب و سب کو یاد کیا لیکن پروا نہ کرتے کہ وہ گیا۔ قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میں نے ناگواری سے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ فوجی امرتلاخت کے لیے آ گیا تھا۔ کیا اسی کو پابندی کہتے ہیں؟

میں اپنے لوگوں سے ملتے رہ گیا۔ امر کی بے وقت آمد نے سوچنے پر مجبور کیا۔ یہ لوگ نہ تو مجھے سکون سے سونے دی گئے نہ ہی اہلین سے خیال خوالی کا موقع دی گئے۔ میں نے کہا: "امر کی کسی کمرے میں اجازت حاصل کرنے بغیر نہیں آنا چاہیے۔ ابھی میں عبادت کر رہا ہوں پھر سوجاؤں گا دونوں صورتوں میں تمہاری مداخلت کر لے گا۔"

"وہ بولا: "میرا خیال ہے تم عبادت نہیں کچھ اور کر رہے تھے۔ اپنی جگہ سے اٹھو تو کئی ٹرائیڈر چھپا دیا ہے۔" میں نے اسی لمحے میں اس کے داغ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے داغ میں سوچ بیدار کی ڈار سے یہ کیا ہے کمرے میں ہر چیز زانیہ جگہ پر چوہے۔ وہ راہب بستر پر سے غائب ہے۔ ابھی تو میں بیٹھا ہوا تھا۔"

داغ آنکھوں کو دیکھنے کی اجازت دے تو نظر آتا ہے ورنہ سننے کی ہوتی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ یہ نظر کی خرابی نہیں غائب دماغی ہوتی ہے اور اس کا داغ بیٹھنے کی بھولیں بھولیں میں غائب ہو چکا تھا۔ پھر میں نے داغ کو آزاد چھوڑا۔ وہ آنکھیں بھراڑ بھرا کر دیکھتے ہوئے بولا: "تم ابھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ غائب ہو گئے تھے۔ تم جا دو جلتے ہو۔"

میں نے کہا: "ہم روحانیت کی دنیا میں رہتے ہیں۔ ہمیں جاؤ گے سمجھو گے تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔ میں نے مجبور ہو کر یہ خود مارا روحانی کال دکھایا ہے۔ میں گوشہ نشین ہوں۔ مجھے تنہا رہنے دو۔ بار بار آکر پریشان کرو گے تو تباہی کا اپنا مقدر بنا لو گے۔"

"ہمارے ملک کے سائنسدان پانچ پانچ تڑپتے ہیں، ستاروں پر کندہ ڈال رہے ہیں اور تم مجھے روحانیت سے ڈرا رہے ہو۔ کیا انہاں پر جبر سمجھتے ہو؟ تم ہماری جاسوسی ہو۔ میں تمہاری دھمکیوں میں نہیں آؤں گا۔ تمہیں یہاں سے قیدی بنا کر لے جاؤں گا۔"

اگر میں جناب شیخ صاحب کی ہدایت پر عمل کرتا تو یہاں تک کس طرح مجھے ان فوجیوں سے نجات دلاتے؟ میں نے اپنے نظر پر تازہ پڑ عمل کیا۔ امر کے داغ پر قبضہ جالتے ہوئے بستر پر سے اٹھ گیا۔

وہ میرے ساتھ کھڑے سے باہر آیا۔ دوسرے کھڑے سے گزرتا ہوا دروازے پر پہنچا۔ باہر جانڈکل آیا تھا گراؤس کی دست میں کچھ کھانا نہیں دیتا تھا۔ قریب کھڑے ہوئے جو انوں نے انیشن ہو کر بیٹھ گیا۔ افسر نے میری مرضی کے مطابق سخت انسروکھ لاکر، اسٹیج سے کندہ "مخوام خواہ ہاں سید پر شہ کر رہے تھے۔ یہ لہر سید بنس مشرفی پلایں ہوں۔ ہماری حقیر فوس کے فرخز لان کے جاسوں ہیں۔ اسی لیے سرحدی لان پر رہا سبب ہے ہونے ہیں۔ بہت مجبور ہو کر انھوں نے مجھے سے کو ڈور ڈکڑکا تیار کیا ہے"

یہ سنتے ہی ماتحت افسر نے میرے سامنے انیشن ہو کر بیٹھ گیا۔ افسر نے پوچھا کیا اس بیٹی کا بڑا کڑی غریب ہے؟

"نہیں یہ مخا سے ہی رپوٹ مل رہی ہے کہ مختلف طور تک پارٹیاں اس کی تلاش میں گئی ہیں"

افسر نے کہا: "میں مشرفی پلایں اور میں جو انوں کے ساتھ ذرا دور جا کر دیکھوں گا۔ ہو سکتا ہے، بیٹی کا پڑھ بھال قریب کھیں آتا ہو۔ میری واپسی تک تم یہاں کے اسخارج ہو گئے"

میں جو انوں کو تمام اسلحہ اور فوری سامان سمیٹ کر چلنے میں دس منٹ لگے۔ ہم اس کا بیچ سے اور باقی فوجوں سے دور ہوتے چلے گئے۔ جناب شیخ صاحب نے دردت فرمایا تھا کہ میں آزاد ہوں گا مگر با بند یوں میں رہوں گا جو وہ با بند کھینچے میرے بیٹے تک پہنچنے نہیں دے رہی تھی جب سے میں نے علی تیسور کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا تب سے وہ افسر راستے کا پتھر بن گیا تھا۔ میں اس کے دماغ کو ایک پل کے لیے بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ذرا بھی گرفت ڈھکی ہوتی تو وہ شور مچا کر بیٹی بیٹی کے ذریعے فریپ کیا جا رہا ہے۔ پھر وہ میں جو ان سے میرے لیے موت بن جاتے۔

میں افسر کے دماغ میں کہ فوری جو انوں پر بھی توجہ دینا چاہتا تھا۔ وہ مارج روٹن کے کمانڈے بڑھتے ہوئے بھی آہیں لیں بائیں کرتے تھے میں ان کی آواز میں سنتا جاتا تھا۔ بہت دور نکل آئے کے بعد اچانک افسر نے رپوٹ لکھ لیا پھر میری گردن پر فوری چوڑا کوشا نے پر کھتے ہوئے کہا کہ خبر دار! کوئی ایسی جگہ سے حرکت نہ کرے ورنہ میں تمہارے اس طنزی جاسوں کو ذبح کیا کروں گا۔ اس گینت جاسوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں ہر پیدایوں اور بیوری تکلیف کے لیے کام کر رہا ہوں"

سب سے تران پریشان ہو کر اپنے انسروکھ دیکھ رہے تھے میں نے کہا تم بے شک پروپیے ہو۔ میں تمہیں دھمکے میں لکھ کر بیٹھ کر ڈر لے جانے چاہتا تھا مگر یہاں اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔ بہت بہت سے جوان اس کی دھند میں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی تمہیں گولی مار سکتا ہے تم حاکم کہہ رہے ہو؟

میری بات ختم ہوتے ہی افسر نے جوانوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ سامنے خطرے ہوئے پارچوں کے بعد دھمکے گولیاں کھار کر پکھ چھینے لگے۔ ایک نے اپنی رفل کی گولی سے افسر کی گھڑی آزاد کر دی۔ میری گردن پلٹنے والی لنگر کی گردن موت کے شکار بن چکی تھی۔ اس کی دھند میں اسے مرتے ہوئے شاید کسی نے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے ذریعے اس کے ساتھیوں پر گولیاں چلائی گئی تھیں۔ کمانڈر نے یہ پاگن ہو گیا ہے۔ اس سے رافل چھین لو"

وہ بولنے والا بھی بیچ مار کر چلا۔ جنگ کے نائن میں بڑی درنگ فائرنگ کی آوازیں گونجتی رہیں۔ ایک فائرنگ کرنے والا کسی کوئی سے مرنا تھا تو میں دوسرے کے دماغ میں پہنچ کر آپس کی اس جنگ کو جاری رکھتا تھا۔

پھر ایک آخری فوجی رہ گیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق دو ڈوڈ کر اڈھرا ڈھرا جانے لگا۔ لاشوں کو گنتے لگا۔ انسروکھ علاوہ انیس آٹھ تھیں۔ بیسواں وہ گنتے والا تھا۔ یہ ان تھیں۔ جہاں سما سہا کھڑا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: "کیا تم زندہ رہو گے؟"

اُس نے فوراً ہی مجھے گولیوں پر کھتے ہوئے کہا: "میں کھری گولی بیٹھی کی شیطانی جان میں کھم کھم ہو رہا ہوں۔ جیسے ہی دماغ کا ڈکے میں گولی چلا دوں گا"

"نادان بیٹے! میں تمہارے دماغ میں ہوں۔ نہ تم مجھے مارو گے نہ میں تمہیں بیٹی بیٹی کے ذریعے ہلاک کر دوں گا"

اُس نے ٹرائیگر لاکھ لگا دیا۔ گولی بار بار کوشش کی مگر ناکام رہا۔ پھر اس کے ہاتھ سے رافل گر پڑی۔ اس نے ہم کو پوچھا: تم مجھے ہلاک کیوں نہیں کرنا چاہتے؟

"میں نے تمہارے اندر رہنے کے دوران تمہارے سے خیالات پڑھے۔ تمہاری سوچ نے بتایا اچھی بڑی دنیا میں تمہاری صرف ایک ماں زندہ ہے اور تمہیں دیکھ دیکھ کر بیٹھتی ہے۔ اس جنگ میں آنے سے پہلے تم نے اسے ایک خط لکھا تھا۔ وہ خط اسے ملا ہو گا تو وہ ملے بار بار جو ہم رہی ہوگی۔ میں تمہیں جاہتا خط کے بعد ماں کو بیٹے کی فون نے وہ تمہیں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا: "یہ لڑائی اپنی ماں کے ساتھ خطرات سے کھینچا رہا ہے۔ میں ان ماں بیٹے کے صدقے تمہاں بیٹے کو ملانا چاہتا ہوں۔ جاؤ ورنہ کرو۔ جھاگ جاؤ ہاں سے"

وہ بیٹھ کر جھانک رہا تھا۔ میں تمہاری دیر تک کے دماغ میں رہا جب تک نہیں ہو گیا کہ وہ بیٹھ کر نہیں آئے گا تو میں نے ایک لاش کا پلٹ اور کاروں کے لیے۔ ایک ہی شخص گن اور اس کے کاروں کی پٹیاں ہیں۔ چھرو ہاں سے جانے لگا۔

آگے جا کر شیخ جگہ جگہ کر خیال خوانی کا ارادہ تھا۔ اچھی میں نہیں جانتا تھا اسوتی کے ساتھ کیسا ظلم ہوا ہے اور اس کا برین دماغ

میں گیا۔ میں سب سے پہلے اس کے پاس جا کر اپنی زندگی کا خردہ لٹا جانا تھا۔ اپنے منہ کی بیٹے کو خوب کھتا ہوں وہ مجھے دماغ میں نہیں آنے دے گا لیکن جب میری حیات تو کاتھیں ہو گا تو باپ کے لیے دل اور دماغ کے دروازے کھول دے گا۔ اعلیٰ بی بی کی ستروں کا کوئی ٹکڑا نہ ہو گا۔ وہ میری بیوی اور بیٹے کے لیے خطرات سے کیل رہی تھی۔ میں تری سے اس کا شکر یہ ادا کروں گا۔

دو درونک کوئی مادی میں کسی بھی تپھری آڑ میں جا پٹان کے ملنے میں بیٹھتی جاگ رہی تھی۔ میں نے ایک گنتے درخت کے پاس رک کر مار چکی روشنی میں اسے گھوم گھوم کر چاروں طرف سے دیکھا پھر اس پر پڑنے لگا۔ اوپر اور ادھر جڑھتے رہنے سے پتلا چلا وہ کتا گنتا ہے۔ ہر شاخ جڑوں سے بھری تھی۔ میں نے نیچے مار چکی روشنی کی تودہ پڑوں سے چھین کر زمین تک نہیں پہنچ سکی اس سے اندازہ ہوا کہ کوئی نیچے سے بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ میں آرام سے ایک موٹی شاخ پر بیٹھ گیا۔ میں نے تمہیں نہیں اس بار روشنی کو تھوڑی دیکھا اس کا کلا اور لب ولہجہ کو دیکھ کر پتھر کے بندے سے بواڑی۔ اچانک ٹھانک سے گولی پلنی ہر نہہ چھڑا پڑا ہوا ہے۔ میں نے آنکھ کھول دی گولی کہاں سے چلی گئی کہاں گئی تھی کچھ بتا نہ چلا۔ ویسے میں دائیں بائیں اُگھے پیچھے بہت ہی دھندھے قندوں کی آوازیں سن رہا تھا یعنی بات ایک گولی چلنے تک نہیں تھی اچھی بات بڑھنے کے امکانات تھے اور میری شامت آتی تھی کہ میں درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔ بیچ میں نہیں گیا تھا۔ چاروں طرف سے چلنے والی گولیاں میری طرف آنے والی تھیں۔ میرے اس پاس سے گزرنے والی تھیں یا مجھے اپنے ساتھ لے جانے والی تھیں۔

ان حالات میں کیا فکرا خیال خوانی کا تاہا ایک ذرا سی غفلت میری موت کا بہانہ بن جاتی۔ میں جس شاخ پر بیٹھا تھا وہاں سے اٹھ کر محتاط نظر میں آواز پیدا کیے بغیر اور اوپر جانے لگا۔ مجھے تین تھوا وہ شرفا نے ڈگری پر ہوائی فائر میں کرس گے اور میں محفوظ رہوں گا۔

آہ! اسے عقدا کہ نہیں کہتے ہیں۔ اپنے بیٹے اور بیوی کے پاس آسانی سے پہنچنے والا نہیں رہتا تھا۔ قدرتی باہدیاں حالات نے ذیلے خیال خوانی کے سیر میں درخیزیں ڈال رہی تھیں۔ تیز تیزی مسلسل ہلاک کے ساتھ گولیاں چلنے لگیں۔ اندھیرے میں ہوں میں نظر نہیں آ رہا تھا۔ گنتے درخت کے بائیں فائرنگ سے چلنے جھٹے والے شعلے ہی بڑی مشکل سے دکھائی دیتے تھے۔ ایک اندازہ ہو گیا کہ دو پارٹیوں کے درمیان فائرنگ کا تھلا پورا ہوا ہے۔

میں انخفا کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔ اگر کوئی بولتا تو اپنے مانگ کے دروازے کھول کر گولی بول نہیں رہتا تھا۔ وہ نادان نہیں تھے تھی طرف جانتے تھے کہ تھوڑی ہی تھوڑی سمت نشانہ دیا جاتا ہے۔ اسی لیے

کوئی زبان کھولنا چاہتا تھا نہ ہی قندوں کی آہٹ سنانا چاہتا تھا۔ میں انخفا کر رہا ہوں۔ حالات مجھے پابند کر رہے تھے۔ قارئین! میں آپ کو پابند نہیں کر دوں گا۔ جو باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوں گی، وہ آپ ابھی معلوم کر سکتے ہیں۔

روشنی کا رخا کر پورا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے ابتدائی ملا پٹاپانی تھی جس کے نتیجے میں ہوش آ رہا تھا علی تیسور نے وڈا کرسٹن کے باہر دیکھتے ہوئے کہا: "اس دھند میں پرواز جاری نہیں رہے گی۔ کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا ہے"

اعلیٰ بی بی نے کہا: "اسے کیا تاہو۔ ہم کوئی پناہ کواہ تلاش کریں گے" میں بڑی دیر سے دیکھ رہا ہوں، سرچ لاسٹ کی روشنی میں میری علاقہ نظر آ رہا ہے۔ گنتے بنگلات ہیں۔ دھند میں دور تک دیکھا نہیں جا سکتا

"بیٹے! نقشہ دیکھو"

"نقشہ بتا رہا ہے ہم سرحد کے قریب ہیں اور دن بارہ میل پرواز کے بعد اس ملک سے نکل جائیں گے"

وہ بولی نہ پھر تڑپا ہے۔ اس دھند میں سرحدی ہو سکتے نظر نہیں آتے ہیں گے۔ بار فزوں کے پاس قیادہ شکن نینزل ہوتے ہیں۔ بلی کا پٹر فرڈا آتا ہو"

اسی وقت دائیں سے اشارہ موصول ہونے لگا۔ علی نے جین کو دبا دیا سیکرے سے آواز آنے لگی۔ ہیلو ہیلو! انون پائلٹ! اپنی شناخت کراؤ۔ تم کوں ہوا اور اس کیپ سے آرہے ہو؟"

اس نے ٹائیک آن کرتے ہوئے اعلیٰ بی بی سے کہا: میں نے ہانک میں خرابی پیدا کر دی ہے۔ وہ میری ٹوٹی پھوٹی آواز سن رہے پہلا گئے ہو کوئی بات گن کی سمجھ میں نہیں آئے گی"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا: "مشرفی کا کیا تم موجود ہو؟"

وہ دماغ میں آکر بولا: "میں سیدم کے دماغ میں تھا یہ بخلا پریشانی اور واپسی کے سبب بہت نڈھال ہو چکی ہیں"

"میں اچھی اور ہوا دونوں تم دائیں سر پر لے کر جانے کے پاس جاؤ"

وہ چلا گیا۔ تھوڑی تھوڑی دیر میں آکر بتانے لگا: مختلف کریں اور جگہ جگہ مجاز بنانے والے فوجی دستوں کے درمیان رابطے قائم رہنے ہیں۔ سب اس بیٹی کا پٹر کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ سرحدی لان میں ایک کا بیچ ہے جہاں فوج کا ایک اعلیٰ افسر ویس جوا انوں کے ساتھ موجود ہے۔ وہ تمام سرحدی مورچوں تک اچھا صلہ پہنچا رہا ہے کہ اگر پائلٹ نے بلی کا پٹر نہ آتا تو اسے تباہ کر دیا جانتے

علی نے بلی کا پٹر اور اس میں مورتے ہوئے کہا: "انکل! اب آپ

دیکھیں انھیں یہی کاپڑ کی آواز سنائی دیتی ہے یا نہیں؟
 وہ تھوڑی ذرا دیر بعد کہہ کر بولا "نہیں آواز دگم ہو گئی ہے"
 علی نے ذرا اور آگے جا کر لیٹ کر دھن بھرنا اور ہنجروری
 ہتھیار اور سامان سے لے کر باہر آیا۔ وہ ماں کو کندھے پر لے کر جانا چاہتا
 تھا۔ اعلیٰ بی بی نے اس طرح لاکر رکھتے ہوئے کہا "مجھ کو ہرگز توکاندھے
 پر لے جانا۔ اسی ہی ام اسٹریچر پر لے جائیں گے"
 "اٹھی آپ تھک جائیں گی"

آدمر نے کہا "میں اعلیٰ بی بی کے داغ میں رہ کر تو نا بی بی چھاتا
 رہوں گا۔ یہ جسائی طور پر تیار ہوں گی مگر تو اتنی دو اسٹائلوں کی ہوگی"
 روسی کو اسٹریچر پر لٹا بایا۔ اس کے آس پاس ہتھیار رکھے
 گئے مگر خطرے کے وقت فوراً استعمال کر سکیں۔ علی نے اس کے ساتھ لٹایا
 اعلیٰ بی بی نے پیچھے بٹھ کر دوں سے چلی پڑے۔ وہ چلتے ہوئے بولی۔
 "کیا تم نے یہی کاپڑ کو استعمال کے قابل چھوڑا ہے؟"
 "نہیں! اس کے کچھ پرزے نکال لیے ہیں"
 "تعمیر آرزو مگر طرف سے اس طرح فوجیوں سے ٹکراؤ ہوگا"
 "اٹھی! اس جگہ کے قریب پہنچ کر واپس جانا مجھے منظور نہیں ہے"
 میں ایک کوشش کرتا ہوں۔ لاکھی ہوتی تو واپس جھاگ آئے لی اپنی
 تو میں نہیں بھولوں گا۔ جگہ کے دوران لٹنے والے آگے پیچھے چلتے

ہی رہتے ہیں"
 "اگر ہم روسی کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دیں تو پھر دشمنوں سے
 نشتا آسان ہو جائے گا"
 "ہاں یوں آسانی ہوگی۔ ما محفوظ رہیں گی۔ میں جلد جگہ کے
 دوران دعا کرتا ہوں کہ میرے مقدر میں یہاں موت ہے تو لے لے لے لے
 پہلے میری ماں کو دشمنوں سے دور با صاحب کے ادارے میں پہنچا
 لے پھر میں ہستے ہستے جان لے دوں گا"
 روسی کی آواز سنائی دی۔ وہ ہنر پر سے بل ہٹا کر بولی "مجھے یہاں
 چھوڑ دو۔ ایک ہتھیار دے دو"
 وہ چلتے چلتے کہنے لگے۔ اسٹریچر کو زمین پر رکھ دیا۔ علی نے پاس
 آکر گھٹنے ٹیک دیئے۔ ماں کو چھوڑ کر دیکھا۔ پھر چہرے پر جھک کر بولا
 "معمولی بخار ہے آپ اچھی ہو جائیں گی۔ ابھی آپ کچھ کھار ہی تھیں؟"
 "میرے اور قریب آؤ"
 وہ چہرے پر ہوا دھک گیا۔ روسی نے سبل کے اندر سے ہاتھ
 نکال کر بیٹے کے چہرے کو چھو کر دیکھا۔ پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا
 پھر سے جھکا کر گئے سے لگاتے ہوئے کہا "میرے دل سے لگ
 جاؤ۔ میری دھڑکنوں کو کتنے رستے دو کہ تم میرے بیٹے ہو۔ کوئی تیار ہونا
 ہی میرے لیے اتنی محبتیں آٹھا کتا ہے۔ میرا بیٹا ہی ایسی دعا میں
 مانگ سکتا ہے جیسی تم مانگتے رہے ہو"

وہ اسے لگے لگا کر دسنے لگی بیٹے نے ماں کا سر ہٹا کر سینے
 سے لگا لیا اس کے آس پاس پختے ہوئے کہا "ماما آپ نہ روئیں۔ غیبت
 اور خواب ہو جائے گی آپ دعا پر ہم دساکھیں سب ٹھیک ہوجائے گا"
 اعلیٰ بی بی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "روسی!
 عورت کے آسٹریچر لٹنے والوں کو مگر رو بنا دیتے ہیں۔ انھیں دکھ لو
 تم نے ہمیشہ فریاد کے شانہ پر نشانہ دلیاری کا ثبوت دیا ہے"
 "میں ثبوت دوں گی۔ مجھے اسٹریچر پر نہ لٹاؤ میں ساتھ ہوں"
 "نہیں ماما آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے"
 "مجھے آرام کی نہیں تمھاری ضرورت ہے"
 "آپ کا حکم سر انھوں پر دشمنوں نے حکم کیا تو ہتھیار دوں گی
 ہم ماں بیٹے شانہ پر نشانہ لٹیں گے لیکن ابھی آپ آرام کریں"

اس نے اچھی طرح اس سبل میں بیٹھا۔ پھر اعلیٰ بی بی کے ہاتھ
 اسٹریچر آٹھا کر چلنے لگا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد آدمر نے آکر کہا
 "مختلف فوجی دستے مختلف سمت جا رہے ہیں۔ تمھاری طرف کون
 لوگ آ رہے ہیں یہ کیسے معلوم ہوگا؟"
 علی نے کہہ کر قطب نما دیکھا۔ پھر نقشہ پر پینٹل ٹارچ کو دکھایا
 کہ میرے کہا "ہمارے شمال کی طرف ہے۔ نقشے کے مطابق یہ شہید ہو چکا
 کا علاقہ کھلتا ہے"
 "تو پھر اس علاقے کی طرف ایک فوجی دستہ آ رہا ہے۔ وہ ایک
 ٹرک اور چار مہینوں میں ہیں۔ دوسرے ٹرک میں صرف اسٹریچر ہوا ہے"
 "آپ اس دستے کے کمانڈنگ آفسر کی پلاننگ معلوم کریں۔ اس
 ڈھنڈ میں دور سے آنے والوں کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ آپ ان کے
 نقشے اور قطب نما کو بھی دیکھتے ہیں۔ اس طرح ہم ان سے ٹکرائے
 پیچھے رہیں گے۔ اگر کتر کر نکل سکیں تو بہتر ہوگا"
 آدمر چلا گیا۔ وہ دونوں پھر اسٹریچر آٹھا کر گئے بیٹھنے لگے۔ ان کے
 اس پاس گئے دشمن پیچھے ہونے تھے اور اپنے پیچھاؤ کے باعث
 ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ یہاں بھی اڑی تھی مگر ڈھنڈ
 نہیں تھی۔ وہ ٹکرایا گیا۔ مبل تک چلتے رہے پھر ٹرک گئے۔ وہ لڑا
 سمت سے فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

(یہ وہی فائرنگ تھی جو تیری موت ہو گئی میں اس وقت ہو رہی
 تھی جب میں اسٹریچر میں جوں جوں کو کراچ سے ہی نکل دوںے آیا تھا
 اور وہاں خیال خواتی کے ذریعے ایک دوسرے کو مارنے میں نہ پر
 جوہر کر لے ہاتھ۔ آخر میں ایک جوان کو واپس جانے کے لیے زندہ
 چھوڑ دیا تھا۔)

اعلیٰ بی بی اور علی تیمور نے اسٹریچر زمین پر رکھ دیا۔ روسی
 آٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "آواز دوسرے آ رہی ہے شاید
 یہودی تنظیم والے فوجیوں سے ٹکرائے ہیں۔ میں تیار ہونا چاہتا ہوں"

علی نے چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے کہا "یہ تمام دھرت
 بت گئے ہیں۔ اگر ماما کو ایک دھرت پر چڑھا دیا جائے تو یہ محفوظ
 رہیں گی۔ روانے والے ایک دوسرے پر گولیاں پھلاتے ہیں ہوائی فائر
 نہیں کرتے۔ دھرت کی بلندی پر گولی کوئی نہیں چلائے گا"
 اعلیٰ بی بی نے تاکید کی "اچھا آئیڈیہ ہے۔ اتنے گھنے دشمنوں
 پر چھینے کے بعد روسی زمین سے نظر نہیں آئے گی"
 "میں تم لوگوں کو چھوڑ کر دھرت پر آرام نہیں کرواں گی بی بی! میں
 تمھارے ساتھ مل کر لڑوں گی"

ماما اطمینان سمجھنے کی تو آپ ضرور میرے ساتھ رہیں گی۔ بی بی
 ابھی بیٹے کی بات مان میں۔ آپ میں اس دھرت پر کب تک پہنچاؤں گا؟
 اس نے کسی طرح سمجھا نہ کرنا کہ اپنے کا منہ صوں پر چڑھنے
 کے لیے کہا۔ وہ دھرت کے تنے کو پکڑ کر بیٹے کے شانوں پر پاؤں جا
 لکھڑی ہوئی پھر پٹھا کھڑا ہوا تو وہ ایک شاخ تک پہنچ گئی۔ اس پر چڑھ
 لئی۔ علی نے اس شاخ پر اگر اس پھر کا منہ صوں پر چڑھا دیا۔ اس طرح ایک
 سے دوسری پھر تیری اور چھٹی شاخ پر پہنچنا آئی۔ کانی بلندی پر پہنچا
 لھا ہوا اس نے ماں کو ایک داخل اور کار تو اس دے کر کہا "اب بہت
 جلدی کی صورت میں فائرنگوں کی۔ ورنہ باکل خاموش رہیں گی میں ابھی
 آپوں"

وہ نیچے گیا۔ پھر کھیل و غیوے کو واپس آیا۔ ماں کو اس میں ابھی
 لڑا بیٹھ کر بولا "اب خود کو جس قدر محفوظ رکھیں گی ہم اتنے ہی ایشیا
 سے جنگ لڑیں گے"
 "میں اپنی حفاظت کروں گی تم پورے اعتماد سے جاؤ"
 وہ چھلانگ لگتا ہوا پہنچ آیا۔ اعلیٰ بی بی اسٹریچر کو فونڈ کر چکی
 تھی کہ اسے لے کر وہاں سے دور جانے لگے۔ کچھ دور چلنے کے
 بعد آدمر نے آکر کہا "وہ جنوب کی سمت گئے دشمنوں کے سامنے میں
 بڑھ رہے ہیں"
 علی نے کہا "اور ہم ابھی گئے دشمنوں کے سلسلے میں شمال کی طرف
 ہارے ہیں۔ یعنی ان سے ٹکراؤ ہونے والا ہے"
 اس نے سمت بدل دی۔ اعلیٰ بی بی کے ساتھ مغرب کی جانب
 نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد بھاری بھری گولوں کی آوازیں بجی۔ علی بی بی کی سنائی
 دلہا بھی وہ کچھ فاصلے پر تھے۔ علی کی سماعت حیرت انگیز تھی پھر رات
 کی آواز تھی کہ دشمنوں کی آوازیں بولیں سنائی رہی ہیں اگر زمین سے
 آواز نکالنے کی کوشش کی جائے۔

وہ دونوں پھر اصرار چلنے لگے جہاں روسی کو چھوڑا آئے تھے
 ان وقت میں سے فائرنگ ہوئی۔ آخر دشمنوں کے ساتھ بھی غیر معمولی
 طاقت رکھنے والے تھے انھوں نے اعلیٰ بی بی اور علی کے قدموں کی
 آوازوں کی سنائی تھیں۔ اس طرح فائرنگ اور جوابی فائرنگ ہونے لگی۔

اعلیٰ بی بی اور علی تیمور ایک دوسرے سے دور بیٹھے گئے تاکہ
 ایک ساتھ گھیرے نہ جا سکیں۔ عمران کے درمیان قاصد بنا ہوا تھا۔
 انھیں ایک دوسرے کی قیامت بتانے کے علاوہ دشمنوں کی پوزیشن
 بھی بتاتا جا رہا تھا۔ علی تیمور نے کہا اس پر دیکھتے ہوئے کہا "انگل آب
 کی رپورٹ کے مطابق میں اس ٹرک کی طرف جا رہوں جو اسٹریچر سے
 لدا ہوا ہے۔ وہیں دشمنوں کی مگر توڑوں گا آپ مجھے راست بتاتے ہیں"
 کئی گولیاں اس پر سے گزریں۔ حالانکہ کسی نے اسے دیکھا نہیں
 تھا۔ ایسا اندھا ڈھنڈا ٹرک کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ دور
 بیٹھتے رہنے کے بعد فائرنگ سے نجات ملی۔ گولیاں کی آوازیں ذرا
 دور بیٹھے سے آ رہی تھیں یعنی وہ میدان جنگ سے نکل آیا تھا۔ اس نے
 پوچھا "ٹرک کہاں ہے؟"

آدمر نے کہا "ذرا تیزی سے چلو۔ انھوں نے اسے دور چھوڑا ہے
 کیونکہ اس میں گولہ بارود ہے"
 علی آٹھ کر چھٹا ہوا دوڑنے لگا۔ وہ آسری کا رہنمائی کے مطابق
 قطب نما کو بھی دیکھا جا رہا تھا۔ تقریباً دو سو گولہ بارود کے بعد
 رک گیا۔ اس کے قدموں کی آواز ٹرک والے فوجی سن سکتے تھے۔ وہ
 دیئے قدموں بیٹھے لگا۔ آخر وہ نظر پر وہ ٹرک نظر آ گیا۔ اس نے ماں بنگل!
 آپ آگے بڑھ کر ٹرک اسٹریچر سے جھرا ہے۔ مجھے دو فوجی ٹرک کے
 پاس اسٹریچر دکھائی دے رہے ہیں۔ تیسرا ٹرک سے دو رکھڑا سیرٹ
 پل رہا ہے"
 آدمر نے کہا "بالکل ٹھیک یہی وہ ٹرک ہے"
 علی نے اپنی بٹم میں سے دو ہینڈ گن پھیل لکے پھر چھتتا ہوا
 اسٹریچر سے بر جانے لگا کہ آسانی سے دستم ٹرک کے اندر بیٹھ سکیں۔
 وہ بہت ہی اہم لحاظ تھے۔ مقدر کے اضی یا نا اضی ہونے سے نجات
 بھی ہو سکتا تھا اور تھمت بھی۔

میں دھرت کی شاخ پر بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔ فائرنگ تھی کہ
 کسی تینے پر نہیں پہنچ رہی تھی۔ پہلے سبل ہو رہی تھی۔ اب تک کہ
 جاتی تھی۔ پھر کسی نے کہا "پھیلے ہنر نہ منٹ کی فائرنگ سے اندازہ
 ہو گیا ہے کہ ہمارے مقابلے پر کوئی تہا ہے اور وہ یقیناً علی تیمور ہے
 ہم باج منٹ تک لگی نہیں چلاؤں گے۔ اسے سوچتے بیٹھے کام وقت
 دیا جاتا ہے۔ سرحد پار کرنا تو دور کی بات ہے وہ ہمارے محاصرے سے
 بھی نہیں نکل سکے گا"
 مجھے بلے انتظار کے بعد اعلیٰ فوجی اسٹریچر کو آواز سنائی دی۔
 میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے دوسروں کے دماغوں میں
 جگہ حاصل کی جاسکتی تھی جس کا کام وقت نہیں ملتا۔ چانگ ایک ایسا
 دل ہلا دینے والا دھماکا ہوا کہ زمین لرز گئی۔ دھرت یوں ہل گئی جیسے

بڑے لکھڑکھڑانے والے ہوں۔ میں شاخ پر سے گرتے گرتے نسل گیا ساتھ ہی ایک نسواں بیچ سناٹی دکھی۔ پھر بسے وہ آسان سے گری اور مجھ میں اگی میں پھر گرتے گرتے سنبھلا اسے سنبھالنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ مجھ سے پہلے کی طرح پڑ گئی تھی سارے درخت کے چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

میں حیران تھا وہ کون ہے؟ اوپر تک سے نیچے ہوئی تھی۔ درخت زدہ کرنے والا دھکا نہ ہوتا تو یہ تو درخت بھی رہتی لوں کے ہوئے پھیل کی طرح میری آغوش میں نہاتی قسمت ایسی تھی کہ دھکے کے باعث فوجیوں نے اس کی جڑیں نہیں سٹی تھی۔ وہ جھاگ رہے تھے۔ کچھ کھینے جا رہے تھے کہ گوہر بارود سے بھرے ہوئے ٹرک کو بارست کیا گیا ہے۔

میں نے پوچھا، بی بی تم کون ہو؟ وہ تھکر کانپ رہی تھی میں نے کہا میں کے اندر ہاتھ ڈال کر اسے چھو لیا۔ وہ بجا میں جھپٹا تھی۔ کچھ ہنسا سے اور کچھ ناگمانی دھماکے سے اس کے اعصاب پر اثر پڑا تھا۔ میں نے کہا، سب سے پہلے یہ یقین کرو کہ میں دشمن نہیں ہوں۔ تم ایک شہزادہ آدمی کی گود میں اس کا بیان خراب کرنے آئی ہو؟

اُسے چھو لے کر باہر نکلیں گے۔ مگر وہ جھپٹا رہی تھی کہ شوہر کی طرف سے اندھے میں مل گئی ہو۔ اس کی اچانک سوچو گی سے میرے ہیچینے کی خوش نیل کی کہ وہ صوف اور صوف میری شریک حیات رسوئی ہوگی پھر ایک ایک یاد آیا کہ ابھی ایک فوجی انفرنٹے علی تیرکا نام ہے کہ اُسے وارننگ دی تھی۔ اس کا مطلب ہے بیٹھے نسل مان کو میرے آنے سے پھینکا اور درخت میں پھینچا دیا تھا۔

اس درخت سے دو گولہ بارود کے ٹرک میں اڑو گیا کئی دھماکے ہوئے تھے۔ کتنے بھی مرے والوں کی تین تین کیمیں سناٹی درخت میں بھی دھماکوں میں گم ہو جاتی تھیں۔ اب فارنگ کی آواز کم اور بیگنڈر ٹینڈ کی آواز زیادہ سناٹی دے رہی تھی۔ مجھے اطمینان تھا کہ ہمارے درخت کے قریب کوئی ہمارا باتیں سننے والا نہیں ہے۔ میں نے پوچھا، تم رسوئی ہونا؟

وہ اب تک سہمی ہوئی سی مجھ سے ہمیں ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ خوف دور ہو رہا تھا۔ وہ مجھ سے الگ ہونا چاہتی تھی مگر ہو نہ سکی۔ بڑی غلیظ ہاتھ سے بولی تم کون ہو؟ مجھے چھوڑو۔ جانے دو۔ میں چھوڑوں گا تو میری بیچے جاؤ گی؟ مجھے الگ بیٹھنے دو؟

”شاخ ایک ہی ہے۔ ایک نیام میں دو تواریں اسی طرح دکتی ہیں جس طرح تم ہیں۔“ وہ غصے سے بولی، ہاتھ نہ بناؤ مجھے اس شاخ پر چھوڑو تم

دوسری بر جاؤ۔ جب تم نے جان لیا ہے کہ میں رسوئی ہوں تو کھڑکی کی تیرے بناؤ۔

یوں تو میں اس کی آواز اور لیے سے بھر رہا تھا پھر اس کی نوبت نے ماضی کی فرجوں کو بھرا دیا تھا۔ جب اس نے زبان سے نکر کا تو میں نے جھک کر اس کا منہ نہ توکیوں سے بھردیا۔ اس نے اترتے کیا۔ منہ پھیرنا چاہا پھر نہ سکی۔ دو دن ہاتھوں سے مجھے مارا تھی پھر سر کے بال بونجی رہی۔ پھر میں نے ہجو دیا۔ وہ غصے سے کھڑکے چاہتی تھی مگر اسوں کی بچل میں بولی نہیں یا رہتی تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا اس پر ایک نرسوڑا چھایا جا تھا تو غصہ بھی اڑا تھا کہ ایک غیر مولے اندھی زیادتی کیوں کی؟ میں نے مسک کر کہا، میں غیر نہیں ہوں۔ تمہارا فرزند ازل کا ہے۔

”فر باد؟ اس نے تیرا اور ہے یقینی سے پوچھا۔“ ہاں تم کیسے شریک حیات ہو۔ شوہر کی قربت سے اسے ہتھیار سے لے سکتیں۔ کیا سیاں بیوی تیری میں اپنی بچان نہیں رکھتے؟ جو اس صحت کو درخرا دے چکا ہے۔“

میں نے ہنستے ہوئے کہا، ہاں مریکا تھا مگر دو ہونڈیاں مجھے اس تارکی کے باوجود پھینچا تو میری آواز تیرا ہجو میرے پاس لگا۔ میری قربت کی مٹینی مجھے بچانے کے لیے تھا۔ سب سے پاس کھینچ کر برک کی بے حد حساب نہیں ہیں۔

”دشمن کے ہتھے امیں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں، پہلے پھر امیں میرا برن واٹ کیا۔ میرے دماغ سے چھین زندگی جھلا دی۔ میں حلال کے غدا میں مبتلا ہوں۔ آج ملنے تلے کو دیکھا کہ گھلے گیا ہے۔ تم شوہر بن کر گھلے گئے ہو۔ وہ ڈیگر بند ڈیگر میرے دماغ میں چپ چاپ رہ کر میرے خیالات پڑھتے رہتے ہیں۔ انھوں نے پورا کو بتایا ہو گا کہ میں نے علی کو بیٹا تسلیم کیا ہے تو اب وہ تمہیں بچے گا چال چل رہا ہے۔“

تم جو کچھ کہ رہی ہو میرے لیے نئی اطلاعات میں میں جانتا تھا کہ تمہارا برن واٹ کیا گیا ہے اور تم جہاں ہیں تمہیں اور تم کو بھول چل ہو۔ ویسے تم نے علی کو بیٹا تسلیم کر کے دانشور کی کا شہرت حاصل ہے۔ وہ دشمنوں سے قریب تھا۔ سب سے پاس آئے گا تو تمہارا سناٹا کے سامنے مجھے باپا کہہ میرے گلے لگے گا۔

پھر میں نے چوک کر کہا، اہہ خدا! امیں تمہیں باپ کے طور پر کے لیے بھول گیا کی بیٹا دشمنوں کے مقابلے میں تمنا ہے۔ تمہیں کیا آتا ہے؟

میں نے اس افسر کی آواز اور لیے کو یاد کیا جس نے علی کو آواز دی تھی۔ میں اس کے دماغ میں بیچ کر ان فوجیوں کو ہتھ میں پکڑتا تھا لیکن رسوئی نے مجھ کو کہہ دیا، اُسے تم نے بھی کا تھا۔

اے۔ جو۔ جاتے کیوں نہیں؟ میں نے کہا، جاتے کا مطلب ہے میں خیال خوانی کے ذریعے

بہا ہوں؟ ہمیں ہمتی تھا۔ خدا خان میں بھی کسی نے خیال خوانی کی ہے۔ وہ بڑا بھرا چھ ہر عیب نہ ڈالو۔ اوہ گاؤ! میں بھی فنون بائیں کرنے لگی ہوں۔ میں آخری بار بھگتی ہوں لیکن ابھی اک اور دوسری شاخ پر رہا نہیں تو۔۔۔

”نہیں تو میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کرو گی تم ایسا کرنے کی کوششیں کر رہی ہو مگر بیماری کے باعث کمزور پڑ گئی ہو۔ بہر حال یہاں سنبھل کر بیٹھو۔“

میں نے اپنے بی بی جگہ سنبھال کر پھرا پھر دوسری شاخ پر لگا چلی وہ مگڑھیں گے بعد اس افسر کے پاس بیٹھ گیا۔ چند معلوم کیا میرا بیٹا مال ہے؟ اسے معلوم نہیں تھا۔ وہ سب اعلیٰ بی بی کو گھیرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ میں بیٹے کے پاس نہیں گیا۔ اول تو وہ سا سن راہ لیتا پھر میرے بتانے کا موقع میں تھا کہ میں مردہ تھا زندہ کیسے ہو گیا وہ یقیناً بے یقینی دماغ میں آنے نہ پڑتا۔

افسر کی سرب تار ہی تھی کہ اعلیٰ بی بی فرنگ نہیں کر رہی تھی۔ وہ چپ کر رہا تھا۔ یہی چھر چکر تبدیل کر لیتی تھی اس طرح اس کا سراغ نہ تھا۔ اسے بھی وہ دشمنی ہو سکتی تھی جس کے نتیجے میں کئی جوان ایک وقت ہلاک ہو جاتے تھے۔

میں اس افسر کے ذریعے دوسرے جوانوں کے پاس پہنچ کر گیا۔ اعلیٰ بی بی نے اسے گواہ کیا۔ ایسا ہی ایک جوان اتفاق سے اعلیٰ بی بی کے قریب پہنچا۔ وہ اس سے بے خبر تھی۔ گھاس براوند سے نہ دیکھتی تھی جو جوان نے اس کا نشانہ لیا۔ میں نے اس کے دماغ پر نشانہ چھایا۔ اس کی زبان سے کہا، اعلیٰ بی بی؟

وہ ایک دم سے چپل کر تلابا زکی کھاتی ہوئی دوسری طرف پھری جو ان پر گولی جھاری۔ میں اس کے انداز کو سمجھتا تھا اس لیے جوان کا ہر وقت کی آڑ میں سے لگا بیٹھا۔ پھر وہ انداز میں فریاد کیا، میری خیال خوانی کی قسم میں سے؟

وہ گھاس براوند کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اوکے میں بولی کہ ہاتھ میں پارچہ کر لیا کہ نظر آتا تھا۔ پھر وہ انداز سے ہی فریادوں میں جانا تھا۔ میں نے کہا، یقین کر ڈیں فریاد ملی تیرے ہوں۔ اس کی آوازانی ناگہرا بادی تو توجی جوان کو ہتھیاروں سے نکالی تو اس نے اس کے قدم سے بات کر دی گی۔

میں نے اس جوان کے تمام ہتھیار چھین کر دینے اس کے لالچ اور ہاتھ دینے بھرے جلا نا ہو اور درخت کے جھجے سے نکال لایا۔

اسے آواز دی، اعلیٰ بی بی، تمہارا فریاد موت سے نیچے لگا پھر وہاں آ گیا ہے۔ میرے سامنے آؤ میری رو داؤ سن کر تم حران رہ جاؤ گی؟ تم نہ بناؤ۔ میں نے پتھروں کو سلیا کرو لی۔ وہ تو رے جا لیا آنے والے فریاد کو ڈر کر لگا پھر گوب ہنس گئے مگر افسوس تھا ہی موت پر روانے والا ہمارا کونی نہیں ہے۔

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک تیر سنا تا ہوا آیا تیراں کے جرم کے اعتراف کیا میں اس کے دماغ سے باہر ہو گیا۔ میری فونش ختم ہو گئی۔ اعلیٰ بی بی نے مجھ پر بھروسہ نہیں کیا تھا۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا کہ میں ڈر کھولا کی جھکا کر کمانی سنا رہا ہوں۔ واقعی دنیا والے اتنی آسانی سے میری حیات کو تو تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ میرے اپنوں کو ترستہ رفتہ یقین آنے والا تھا۔

بہر حال وہ گم ہو گئی تھی۔ میں پھر گئے یقین دلانے کے لیے نہیں جاسکتا تھا۔ اس افسر کے ذریعے دوسرے جوانوں کے پاس جا کر اپنے بیٹے کی کیمیں کھلنے کے رکا ہوا گولہ بارود کے ذخیرے میں زبردت دھکے ہوئے تھے جن کی آواز میں رات کے سائے میں تمام ہوئی۔ جیوں کئی ہوں گے۔ ہر صحت سے فوجی جھاگے بیٹے رہے ہوں گے۔ وہ کھلیں جیسا کہ نظر تک فوجی ہوئی دکھائی دیں گے پھر یہاں سے ہم سب کاٹنا ممکن نہیں ہو گا۔

دانشور یہ بونی کر ہم رسوئی کو یہاں سے جلا کر جلدے جاتے اس کے لیے لازمی تھا کہ میں علی کے پاس جا رہا ہے۔ میں نے پورے پورے کرتا ہے۔ یہی وقت مجھے علی کی آواز سناٹی دی۔ میں چونک کر دما کی طور سے حاضر ہو گیا اور درخت کے نیچے سے آواز آرہی تھی، ما! میں آ رہا ہوں آپ کو بیٹے آ رہا ہوں گا؟

رسوئی نے کہا بیٹے، بس چھوڑ کر آؤ۔ یہاں میرے قریب ایک شخص ہے خود کو فریاد میں پورکتا ہے، کیا اس پر بھروسہ کرو گے؟ علی نے درخت پر چڑھتے ہوئے کہا، اتنا بڑا جھوٹا بوٹے والا دشمن ہی ہو سکتا ہے لیکن آپ کی صلاحتی بتا رہی ہے کہ اس دشمن سے سمجھو تا ہو سکتا ہے۔

میں نے کہا، بیٹے، اگھے آلا اور لیے سے پھانسی بیٹل ماننے کی روشنی میں چہرہ دیکھو کہ تو تیرا رن جاؤ گے۔ خدائے تم تو گولوں کے لیے مجھے زندہ رکھا ہے۔

اس نے کہا، ازل سے اب تک خدائے کسی ہتھے کے باپ کو دوبارہ زندہ نہیں کیا۔ میں کوئی اسپیشل سپر ہوں جس کے لیے فریاد علی تیرو کو دوبارہ زندہ کیا گیا ہے کہ تم کوئی عقل کی بات کو لوگ؟ عقل کی بات ہی تمہیں میں خود کو ابھی فریاد نہ کتا۔ میری آواز اندھ لیچ کی اٹھ کرنے والے بست تھے۔ بلاشبہ سر جڑی کے ذریعے میرا چہرہ بیا جا جاسکتا تھا کہ میں بھی خیال خوانی کرنے والا دشمنوں کو

انہیں دم کو کاٹنے لگا تھا۔ لہذا رفتہ رفتہ ہی انہیں یقین دلا جا سکتا تھا۔ وہ اپنی ماں کے پاس پہنچا پھر پچھل کر میری شاخ پر گلیہ سخت بچے میں بولا۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم میری عمری کے خلاف کوئی حرکت کی تو چشم زدن میں گالی مار دوں گا۔ اپنے ہاتھ اور پوری تاریخ پر رکھو۔

اگ کے ہاتھ میں رو رہا تھا۔ میں نے ہاتھ اوپر کیے اور اس نے میری گود سے ہتھار اٹھا کر نیچے پھینک دیے پھر کہا۔ میں اپنی ماں کو لے جا رہا ہوں تم نہیں بیٹھے رہو گے۔ اگر یا پائی طرح ٹہلی پیشی جاتے ہو تو اپنے پیر یا سزا پر میری تعلیم دانوں سے لکھو کوئی دوسری چال چلے۔ وہ رو کر جی کر ایک ایک شاخ پر لاتا رہتا رہتا ہوتے سنبھال کر نیچے لے جلتے ہوتے بولا۔ میری ماں میری تکیہ تھار کی بنا ہی میں رہی نہیں اس لیے تمہیں زندہ چھوڑ جا رہا ہوں۔ نیچے بڑے ہتھار ساتھ ساتھ لہا لگا۔ میرا تعاقب نہ کرنا ایک جاں بے اسے سنبھال کر کر دو۔

وہ ماں کے ساتھ نیچے پہنچ گیا میرے ہتھار اٹھا لیے پھولنے لگا۔ میں نے کہا۔ بیٹے! مجھے ساتھ آنے دو یہاں چھوڑ کر جاؤ گے تب بھی تمہاری ماں کے بہار داغ میں موجود رہوں گا۔

علی جاتے جاتے کہ گا۔ رو لیا اور کھان کر اور دیکھنے لگا۔ میں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ اس کا مطلب ہے تم واقعی میں بیٹی جیتے ہو اور دام کے داغ میں آکر عیبت بنتے رہو گے۔

یہ کہتے ہی اس نے گولی چلائی۔ خدا کا شکر ہے گناہ درخت تھا میرے اور اس کے درمیان اتنی شاخیں اور پتی تھیں کہ زندہ بچے دیکھ سکتا تھا نہ گولیاں سیدی میری طرف آسکتی تھیں۔ البتہ شامت آئی تو میں پلٹے ہوئے پھیل کر طرح ایک ہی گولی میں نیچے آسکتا تھا۔ میں نے کہا۔ بیٹے! یہ ظلم نہ کرو۔ اس بات کا تو خیال کر ڈیئے تمہاری ماں کو یہاں بڑے پیار سے رکھا تھا۔

یہ کہتے ہی میں نے سوئی کی سوچ پڑھی۔ وہ پیار کے تصور سے جھینپ رہی تھی۔ اس بات کا پھر ٹھکانا جانتی تھی لیکن اس دل کٹری کے خلاف دھڑک رہا تھا اور اسے بھولی بھری ہوتی آرزوؤں کی طرف دھکیں رہا تھا وہ بولی بیٹے! اسے چھوڑ دو میری دل آکھتا ہے وہ یہاں نقصان نہیں پہنچائے گا۔

”اما! یہ دشمن کا آدمی ہے۔“

”جو بھی ہے کیا اس گھنے درخت میں اس کا عیس نشانہ نہ ہو گے یا اسے ہلک کرنے دوبارہ اوپر جاؤ گے؟ فوجی یہاں کسی وقت بھی آسکتے ہیں۔“

بات منقول تھی۔ وہ میرے پیچھے وقت ضائع نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا۔ اما! اس سازش پر جوڑ رہا ہوں۔ درخت کے نیچے نہیں بھی نظر آؤ گے تو گولی مار دوں گا۔

”یہ کیا بات ہوئی؟ درخت کے نیچے جہاں بھی زمین ہے وہ تمہارے باپ کا ہے، کیا میں کہیں نظر نہیں آسکتا؟ ایک مقدس یاد رکھو کہ میرے دور سے تم کو رہے ہو تمہاری لہی کی تہی تم نے میرے اپنے باپ کا دوسری نہیں لی مگر میں اپنی شریک حیات کے تو کام آسکتا ہوں۔“

میں نے درخت کی طرف سے ڈر لینے دیکھا وہ در جا چکا تھا۔ کہاں نا قدری کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں تھا!

”بات کیا ہے؟ پارک نے پوچھا۔“

”بچہ لوگ میری محبوبہ کو آکر کمرے لے جا رہے ہیں۔ بیٹے! یہ سنا کر تمہیں تک چلو۔“

وہ انہی کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا محنت کر رہیوں کی راہ لے کر گزرتا ہوا آخری لوٹی میں آیا۔ پھر بولا۔ یہ ٹرسن کا آخری حصہ ہے تمہاری محبوبہ کس کسین میں ہے؟

”م آخری ڈیٹے کے کسین میں تھے مگر یہ وہ آخری ڈیٹے ہیں ایک مسافر نے کہا۔ مسٹر! پیچھے اسٹیشن پر آخری لوٹی لگا کر الٹ کر دیا گیا ہے۔ اگر تمہاری دل فرزند چھوڑ گئی ہے تو تمہارا اسٹیشن سے واپس جا کر اپنی محبوبہ سے مل سکو گے۔“

پارک نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ ہاں اب یہی ہو سکتا ہے۔

”فرن جس اسٹیشن پر رڑ کے تم آ کر جانا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے اسٹیشن جاؤ گے تو وہ مل جائے گی۔“

”تم میری عمر سے ساتھ چلو گے۔“

”میں؟ لیکن میں تو دوسرے ملک جا رہا ہوں۔ دم میں اپنے قبیلے والوں سے جا کر ملنے کے لیے بے چین ہوں۔“

”بیٹے! کسی حالت میں مجھے تمہارا چھوڑو۔ تم نے وعدہ کیا تھا اپنے قبیلے والوں سے مجھے ملاؤ گے تم نے اپنے قبیلے کے نام کی بیٹی کا بچا ہوا۔“

”بچا ہوا لگا قبیلہ مگر اس کے لیے آگے دم جا رہا ہوں۔“

”پچھے جلتے تم کو کتے ہو۔“

وہ پریشان ہو کر ایک سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ ”لڑکی ہے بعد میں میں مل سکتا ہوں مجھے تمہارے ساتھ دم جا کر اپنے لوگوں کو تلاش کرنا چاہیے لیکن کسی کھوپڑی اٹھی ہے۔ دل اور دماغ اسے محبوبہ کے پاس جانے کو مجبور کر رہے ہیں۔“

”تم نے محبوبہ کو جانے کیوں دیا تھا؟“

”وہ خود ضروری کا غذات لے کر نہیں گئی تھی۔ بہت دیر پہلے

اس نے میرے دماغ میں آکر۔“

وہ بولنے بولنے لگ گیا۔ پھر بولنے کی کوشش کی مگر بول نہ سکا کہ لیاقت اسے سڑک رہی تھی۔ پھر میڈو ناؤ کا ادواغ میں منٹا گیا۔ وہ کسری تھی۔ ”تم بائیں اکل ہو۔“ اسٹون مارک ایڈارس کو یہ کیوں بتا رہا ہے جو کہ تمہارے دماغ میں آئی ہوں؟ دیکھو پچھلے کی طرح زبان سے نہیں سوچ کے ذریعے جواب دو۔“

وہ سوچ کے ذریعے لڑتا۔ ”تم اسٹون مارک کے خواہ تو راہ شہر کو رہی تھی۔ یہ جا سوں نہیں ہے۔ میں اس کے ذریعے تمہارے پاس آسانی سے پہنچ پاؤں گا۔ وہ نہ لگے اسٹیشن پہنچ کر کسی کہاں تلاش کروں؟“

اسی والے کہاں جانے کے لیے کہوں؟ تمہیں پتا ہے میں اس دنیا کی بہت سی باتیں نہیں جانتا۔“

پارک سمجھ رہا تھا کہ ابھی کسی ٹیکسی میں بیٹھی والے سے گفتگو کر رہا ہے لیکن میڈو ناؤ کا اعلیٰ کمروں میں بیٹھا کر کے خیال خوانی کے قابل نہیں چھوڑا گیا تھا۔ پارک کی ہانگ کے مطابق وہ ضعیف پولیس کی حراست میں ہیں اور وہیں جا رہی تھی۔

یعنی اب انہی کے دماغ میں میڈو ناؤ نہیں کوئی اور بھی با تھا۔

میں نے اسے ساتھ پر باطر کا کوئی خیال خوانی کرنے والا تھا اور میڈو ناؤ کے لیے میں بول رہا تھا۔ یہ سمجھ لیں کہ تمہارا کہانی کے پیچھے ایک سنگ تھی جاننے والا چھپا ہوا ہے۔ وہ لوٹا نہیں تھا اب تک چپ چاپ اس اعلیٰ کمرے کی طرح چلا آ رہا تھا۔ اب بھی شاید نہ لوٹا لیکن میڈو ناؤ کو انکار کرنے کا سانسوہہ اپنا تک خاک میں ملے دیکھ کر وہ اعلیٰ کمرے سے ہل گیا۔ میڈو ناؤ کے پاس پہنچانا جا رہا تھا۔

پارک نے اٹھان میں کراچی سے پوچھا۔ تم بہت زیادہ پریشان نہ رہو۔ بائیں کمرے میں کھو جاتے ہو۔ انہی تمہیں جہاں ہے۔“

ان نے تمہارے دماغ میں آکر کچھ کہا تھا۔ کیا ٹیکسی کا پتہ ہے؟

وہ بولا۔ ”پتا نہیں کیوں تم مجھے پہلی ملاقات سے بہت اچھے لگ رہے ہو۔“

”گھر پر وہ منہ کوئی ہے مگر میں فرزند تاؤں کا وہ ٹیکسی بیٹی جاتی جاتا ہے۔ تم میرے دماغ میں آکر بیٹھا تھا کہ بچہ لوگ اسے اغوا کر کے ساتھ لے جائیں۔“

پارک نے اپنی نظر ابھر کر ”ادو کا ڈاڈا اس سے فوراً معلوم کرو۔ اسے لے کر جا رہا ہے۔“

ان کے دماغ میں آنے والے نے کہا۔ ”یہ لوگ آخری لوگی کا گھسے جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے یہ سرکاری لوگ ہیں۔“

”انہی کے دماغ میں بولنے والے کو میڈو ناؤ سمجھ کر کہا۔ میری تانم اور سر سے دماغوں میں جانکاف معلومات حاصل کرتی ہو چلی ہے۔“

”میں نے ہلکے ہلکے اسٹون مارک ایڈارس کو جا سوں کر دیا۔ جبکہ یہ اچھا

دوست ثابت ہو رہا ہے۔ اب یہی تمہیں سرکاری لوگ اٹھا کر نہیں لے جا رہے ہوں گے ان کے دماغوں کو ابھی طرح بڑھو۔“

دماغ میں کہا گیا۔ ”ابھی اس طرح بڑھ رہی ہوں۔ تم وعدہ کرو۔“

سرحد پار نہیں جاؤ گے میرے پاس آؤ گے۔“

”میں تمہارے پاس بعد میں بھی آسکتا ہوں پہلے دم جا کر اپنے لوگوں سے ملنے دو۔ میں دیکھتا ہوں وہاں جیسے ہی پچھلی زندگی یاد آئے گی میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔“

ان کے درمیان خیال خوانی کے ذریعے گفتگو ہو رہی تھی۔ اس وقت آکر نے کہا کہ ”میں کچھ دیر تک میڈو ناؤ کے دماغ میں رہا۔ وہ خاصی کور ہو رہی ہے اب اپنے انہی فرزند سے بات نہیں کر سکتے گی۔“

”انکل! انہی کے دماغ میں جا کر دیکھیں میڈو ناؤ بول رہی ہے۔“

”یہ ناگن ہے۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں۔“

وہ پارک کے دماغ سے نکل کر ابھی کے اندر پہنچا پھر بیان رہ گیا۔ میڈو ناؤ کا آواز اور لہجہ سنا ہی ہے رہا تھا۔ وہ بولا۔ ”سیلو میڈو ناؤ تم کس حساب میں بول رہی ہو۔ جبکہ ہم نے تمہیں خیال خوانی کے قابل نہیں چھوڑا؟“

انہی کے دماغ میں بولنے والا چپ ہو گیا تھا اور ابھی تیرانی سے بول رہا تھا۔ ”مسٹر اسٹون مارک (پارک) میڈو ناؤ چپ ہو گئی۔“

انہی کوئی دوسرا بول رہا تھا۔ کسہ رہا تھا میڈو ناؤ خیال خوانی کے قابل نہیں رہی۔ میری میڈو ناؤ کو ہے؟“

پارک نے کہا۔ ”پتا نہیں تم کیا کہتے ہو کس کے بارے میں کہتے ہو۔ تمہاری بہت سی باتیں کھم کھم نہیں آتی ہیں۔“

آکر نے سوچ کے ذریعے کہا۔ ”میرے معصوم انہی اتر چا گیا ہوں کی دنیا میں پتا نہیں کہاں سے آ گئے ہو۔ جسے تم اسٹون مارک کہہ رہے ہو وہ بے چارہ انسانوں کے اندر کا حال نہیں جانتا۔ میڈو ناؤ کی لڑکی ہے جو تم سے راتھا اسٹون مارک کٹری رہی ہے۔ وہ تمہیں اپنا غلط نام بتا رہی تھی۔ اس طرح انہی کو میڈو ناؤ یا اتر تھان کر تمہارے اندر بول رہا تھا۔ تمہیں سب اٹو ما رہے ہیں۔“

انہی نے پوچھا۔ ”تم کون ہو؟“

آکر نے کہا۔ ”میں دوست ہوں۔ سیدھی اور صاف بات بتانے آیا ہوں کہ اب تمہیں پیرس واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔ کیونکہ تمہارے دماغ میں چپ کر رہنے والا انہی عورت کی آواز میں بولنے والا تمہارے ذریعے میڈو ناؤ کا اغوا کرنا چاہتا ہے اور ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ابھی تمہیں جہاز سرحد پار بھیجا جائے گا۔“

انہی نے خوش ہو کر کہا۔ ”تم میرے دل کی بات کہہ رہے ہو مگر تم ایک بات نہیں جانتے۔ راتھا اسٹون مارک جسے تم میڈو ناؤ سے بولا ہے کوئی میرے ذریعے اغوا نہیں کر لارہا ہے۔ وہ یہی گولی فریڈ پٹ ہے۔ اپنی

مرحی سے میرے ساتھ روم جانا چاہتا ہے۔

”اچھی بات بہت بھولے ہو جب اس دنیا میں آئی گے ہوتو پھر اور میرے لوگوں کو بھیننے کی کوشش کرتے رہو۔ میڈو دنیا میں بقیہ جاتی ہے اس دنیا کی سپر طاقتوں کو ٹیل جیسی کے تھیاریوں کی سخت ضرورت ہے تم مجھے بڑا میڈو لانا یعنی مرحمی سے تمہارے ساتھ آ رہی تھی۔ میڈو دا بھی یہی کہتی رہی لیکن تمہارے داغ میں چھپا ہوا شخص جو ابھی میڈو کی آواز میں تھیں اور بنا رہا تھا وہ تم دونوں کو عاشق اور عشق کے پریشانی ڈالنے ہوئے تھا اور عشق کا مکمل بھلا ہے ہونے میڈو نا کو میرا رہنا جانا چاہتا تھا مگر ناکام ہو گیا۔ فرانس کی پولیس میڈو نا کو گرفتار کر کے لگھا ہے۔“

”کہاں گئی ہے؟“

”مجھے انفسوس ہے میں نہیں بتا سکتا تھا۔ تمہارے داغ میں رہنے والا شخص بھی میڈو نا کے داغ میں جا آتا ہے گا اور ناکا آتا ہے گا۔ کیونکہ اس کی آنکھوں پر بڑی بندھی ہے۔ وہ کسی کو سوچ کے ذریعے میں بتا سکتی کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔“

”اچھی نے پوچھا۔ میرے داغ میں رہنے والے کا نام کیا ہے؟ کیا وہ مجھ سے دوستی کرے گا؟“

”جو اب تک چھپ کر تھیں اپنی مرحمی کے مطابق چلا تا رہا وہ بس لگا ہوا دوستی کرے گا۔ معرفت دھاندلا کرے گا۔ تمہیں اپنا لگا کر بنا کر رکھے گا۔ مگر عقل سے سوچو اس سے دوستی کیوں کرنا چاہتے ہو؟“

”میں سوچتا ہوں پتا نہیں وہ کب سے میرے داغ میں رہتا آیا ہے۔ شاید اس سے پہلے بھی رہتا ہو جب میں بے ہوشی کی حالت میں پولیس والوں کو ملا تھا۔ وہ ضرور میری پہلے کی زندگی کو جانتا ہو گا۔“

”یہ تم تھمیری سوچ سے بڑے شک وہ تمہارے ابتدائی حالات جانتا ہے۔ تمہارے دوست احباب عزیز واقارب کو انہی تم اس ملک سے تعلق رکھتے ہو، تمہارا یہ غیر معمولی جسم کی طرح بدیہی سائنس کی تجربہ کار ہوں سے گذر کر آیا ہے، یہ تم کا بائیں وہ جانتے ہو کہ اس نے تمہیں کب نہیں بتایا وہ پچھلے تین دنوں سے تمہیں ہشکا تا رہا ہے اور میڈو نا کے ساتھ گناہوں کا مکمل بھلا تا رہا ہے مگر تم اسے فرانس کی سرحد سے باہر نکال لاؤ۔ اسے صرف اپنی طرف سے کام ہے۔ تمہارے جگنے کی پروا نہیں ہے تم اپنوں سے ٹٹنے کے لیے تڑپ رہے ہو مگر وہ تم سے ہمدردی نہیں کر رہا ہے۔“

”وہ ایک گری سائنس کے گولڈ میڈل تم ان تمام ہونوں پر روتی ڈال رہے ہو جن پر مجھے پہلے ہی غور کرنا چاہیے تھا۔ میں ایسے ذہن کو دوست نہیں سمجھتا۔ لیکن میں کیا کروں، وہ میرے اندر چھپ کر بیٹھا رہتا ہے۔ میں اسے باہر کیسے نکالوں؟“

”وہ چھپ کر رہتا ہے۔ مگر تم اسے محسوس نہیں کرتے۔ اس کے

ملا وہ کوئی بھی آئے تو م داغ پر بوجھ محسوس کرنے لگے ہوئے تھوڑا سا

”توجہ ہے۔“

”تو بھئی مل گیا ہوتا ہے؟“

”انسان کے داغ کو نڈرول کرنے کا ایک عنصر عملی طور پر کے ذریعے اس نے تمہارے داغ میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ اس کی سوچ کی لہروں کو کسی حال میں محسوس نہیں کرو گے۔ پانی کا ٹھکانا والوں کو بوجھ سمجھا کر گے۔ اس حال میں تمہیں موجودہ مگر کھانا

”تم بہت دانشمندی کا بین کرتے ہو۔ مجھے اس سے بچنا پڑا۔ کوئی طریقہ سناؤ؟“

”اگر تم بھی ایسی بات محسوس کرو تو تمہارے مزاج کے ظن اور تم اس پر عمل کرنے پر مجبور ہو رہے ہو تو فوراً۔۔۔“

”اس نے چاہک سائنس روک لی۔ آرمو داغ سے باہر آ گیا کہ داغ میں جیسے والے دشمن نے اسے سائنس رکھنے پر مجبور کیا تاکہ آرمو سے بچاؤ کی تدبیر نہ بنا سکے۔ اس نے یہ بات پارٹیکلر اس نے کہا۔ اگلے ایہ اچھی جارہی تھی اور تعاون کا سبق ہے پھر اس کے پاس جائیں۔“

”تم نے اس کے داغ میں آکر پوچھا۔ تم نے اجاں کس کیوں روک لی تھی؟“

”پتا نہیں۔ ایسا بے اختیار کیا تھا۔ تم کیوں چلے گئے؟ آرمو کے جواب دینے سے پہلے پھر اس نے سائنس روکنا وہ چند سیکنڈ بعد گیا۔ اچھی گری گری سائنس لیتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ مجھے کسی کو داغ میں آکر لوٹنے کا موقع نہیں دیتا چاہیے۔ اچھی تو بول رہا تھا وہ مجھے بھگا رہا تھا۔ آرتنا رہا تھا۔ جھلملا میرے اندر لگا کر رہے گا۔ یہ سب سب ہی باتیں ہیں۔“

”آہرنے کہا۔ یہ تمہاری اپنی سب نہیں ہے۔ تمہارے داغ میں وہی چھپا ہوا شخص بول رہا ہے۔ مجھے تمہارے پاس سے جھگڑا لیتے اس نے تمہیں دو بار بے اختیار سائنس روکنے پر مجبور کیا۔ پھر وہ ابھی ہی کے گار سائنس روکنے سے کوئی بھی ٹیٹھیں جانتے والا داغ کے باہر چلا جاتا ہے۔ وہ پچھنے والا بھی ضروری دیکھے باہر جانا ہو گا۔ میں تمہیں یہی سمجھانا چاہتا تھا کہ تمہارے مزاج کے کوئی بات ہوتو سائنس روک لیا کرو۔ وہ پچھنے والا عامل تمہیں شدت کسی بات پر مجبور نہیں کرے گا۔“

”اچھی نے کہا۔ اچھی میں شدت سے محسوس کر رہا ہوں کہ میں روکنا چاہیے لیکن میں پہلے کی طرح بے اختیار ایسا کروں گا تو تم باہر جاؤ گے۔“

”دن تمہاری سائنس روک کر وہ مجھے جھگڑانا چاہتا ہے۔“

”میرے دوست، تم کون ہو تم نے مجھے بہت ہی متل کی باتی کھائی ہیں۔“

”یہ آہم آہم ہے۔ اس دنیا کے نبرے سے نبرے لوگ بھی بری ہیں۔ خیروں کو تسلیم کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ میں خدائے ڈیٹا ہوں نے بہت نہیں کتا اور کسی کو فریب نہیں دیتا۔ دوسری خوبی یہ کہ میں خدوں سے بھی محبت کرتا ہوں ان سے بھی جھوٹ نہیں اورتا۔ میں خوبی یہ کہ میں نے آج تک ایک چیز نہیں سمجھی تھی سائنس مارکی انسان اور نا دور کی بات ہے اس کا دل دکھا۔ بھی گناہ وہ ظلم تھا ہوں۔“

”میں تم ایسی دنیا کے آدمی، تین دن سے میں جھوٹ اور کٹیاں دیکھ رہا ہوں۔“

”ہاں میرے معصوم دوست، مجھے انداز ہے تمہاری معصومت میں اندازہ نہ ختم ہو جائے گی اور تم بڑے بڑے نقصانات اٹھا کر کھینچنے میں آنا اور غصہ انسان کو شیطان بنا دیتا ہے۔ متل جین میں پھر کھڑکھڑتا ہے پھر آدمی اس پتھر سے وسروں کو مارتا رہتا ہے اس وقت سب ذہنی جوان کیا نہیں آتے۔ ان کے افسرنے مزوں سے کہا تاخیری اسٹیشن آ رہا ہے۔ گاڑی روکنے سے پہلے آپ لوگ دوسرے کیا اسٹیشن میں چلے جائیں۔“

”سائبرانی آ رہی جگ سے ٹھکر سامان اٹھانے لگے۔ اچھی بھی اٹھانا چاہتا تھا افسرنے قریب آکر کہا تم یہاں بیٹھو میں کچھ ضروری باتیں لانا چاہتا ہوں۔“

”اچھی نے کہا۔ تمہارے سوال سے پہلے بتا دوں کہ میری کوئی شناخت نہیں ہے اور میرے پاس پاسپورٹ اور دوسرے ضروری کاغذات نہیں ہیں۔“

”یہ میں معلوم ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم کھانی طور پر ایک ٹریب وغریب انسان ہو۔ جن دنوں کی گولیاں تم پر اتر رہی ہیں۔ تمہارے جیسے شخص کو دشمنی اور زندہ ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس تم نجات کے عمل ہو اور غور توں کا بے حد احترام کرتے ہو۔“

”یہ جانتے ہوئے بھی کہیں اہم کاغذات کے بغیر جہاز پر نہ لے لیا جاوے گا۔ اور میری اتنی عزت کر رہے ہیں۔ تجھ کو دیر پہلے ایک ایسا آدمی میرے داغ میں آکر بھگا رہا تھا کہ مجھے کبھی غصے نہیں میں لایا۔ اور یہی معصومیت کو برقرار رکھنا چاہیے۔ اسی معصومیت کی بدولت آپ لوگ یہی عزت کر رہے ہیں۔“

”افسرنے کہا۔ آرمو ہمارے ہی آدمی ہیں۔ ہم تمہیں آئندہ نرٹ اور تریب سے بچانے کے لیے یہ پاسپورٹ اور اہم کاغذات سرائے ہیں۔ سائنس کھول کر دیکھو۔“

اس نے پاسپورٹ کھول کر دیکھا اس میں اس کی اپنی تصویر تھی۔

”وہ پاسپورٹ حکومت فرانس کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ افسرنے ایک سرکاری کاغذ کھول کر دکھاتے ہوئے کہا۔ اس کاغذ کی تو سے آرمو اس کے ہاتھ سے اس وقت تک ہو جب تک تمہاری پچھلی شہریت معلوم نہیں ہوگی۔ اس پاسپورٹ کے مطابق تم سرحد پارا تھی کے مختلف شہروں میں جا رہے ہو۔ اگر تمہیں اپنی اہمیت معلوم نہیں ہوگی تمہارے اپنے لوگ نہیں ہیں تو تم جب چاہو گے ہمارے ملک میں واپس آنا ہوگا۔ تمہیں سرکاری طور پر یہاں رہائش سہوئیں فراہم کی جائیں گی۔ اور یہ پر تم اہلی کے جس قومی بیڈ میں لے جاؤ گے تمہیں پتہ نہیں پڑا ڈال کر مل جائیں گے۔“

”افسرنے تمام باتیں بھگا رہا تھا اور داغ میں مار مار کر بات یہاں ہو رہی تھی کہ اسے سرحد پار نہیں جانا چاہیے۔ یہ کہ واپس جا کر میڈو نا کو رہانی دلانا چاہیے۔“

”آہرنے کہا۔ میرے اپنی دوست! تمہیں عزت اور احترام سے ایک ملک کی شہریت دی جا رہی ہے اور تمہارے داغ میں چھپا ہوا عامل تمہیں غلط انداز میں سوچنے پر مجبور کر رہا ہے۔“

”اچھی کے داغ میں سوچ پیدا ہوئی۔ اگر میں غلط سوچ رہا ہوں اور یہ لوگ میرے ہی ہمدرد ہیں تو انہوں نے میری مجبور کر گزرتا رہا کیا ہے۔ اسے میرے ساتھ سرحد پار جانے کو نہیں دیتے؟“

”آہرنے کہا۔ ہم اسے جانے دیں گے لیکن اس شیطان عامل کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہر نے میڈو نا کے داغ کو زور بنا دیا ہے وہ خیال خوانی نہیں کرے گی۔ وہ اچھی کے ساتھ رہے گی لیکن ہمارے جاسوس رہتے اس کے جسم میں بڑی رازداری ہے۔ انصافی کو زوری کی دوا پہنچانے نہیں گے۔ یو لو اسی صورت میں میڈو نا کو قبول کر لو گے۔ اچھی نے کہا۔ اچھی مجھ سے کیا پوچھتے ہو میں تو توں کا دلوانہ نہیں ہوں۔“

”آہرنے کہا۔ تم میں جیسے ہونے والے عامل سے کہہ رہا ہوں دیکھو وہ عاشق ہے۔ اب داغ میں تمہیں جھگڑنے والے کوئی بات پیدا نہیں کر رہا ہے۔“

”اچھی کے مجھے جو بھی تھا اسے چھپ لگ گئی تھی۔ اس نے بچا بھی نہیں ہوگا کہ میڈو نا کو غور کرنے والا منصوبہ اس طرح ناکام ہو گا۔ سب سے بڑا سٹرک ماسک میں اور سوئی تعلیم والوں کو معلوم تھا میڈو نا کتنے سخت پہرے میں رہتا ہے۔ وہ بظاہر آرا لگوتی تھی لیکن خفیہ پولیس کی آنکھوں سے چھپا کر اسے بہت شہرت باہر لے جانا ممکن نہیں تھا۔ گناہ کی روک پڑا سرکار عامل اسے فرانس کی سرحد کے پار لے جانے کے منصوبے پر عمل کر رہا تھا۔“

”اچھی آہرنے کہا تھا کہ میڈو نا کو بھی اچھی کے ساتھ سرحد پار

بھیجا جاتا ہے۔ اگر جھوٹ نہیں کھاتا لیکن امر کی لاش میں فرانس کی خفیہ پولیس والے پنچ جھوٹ بنا سکتے تھے یا پارک یہ سیدھی سی پال چل سکتا تھا۔ ایک ڈمی میڈوٹا کو انجینی کے ساتھ بیچ دیتا یہ بتا دیا گیا تھا کہ میڈوٹا سے خیال خوانی کی صلاحیتیں چھین لی گئی ہیں یعنی وہ کوئی ایک ڈمی ہوتی خیال خوانی کے ذریعے دماغ میں نہ آتی۔ اس میں یہ صلاحیت ہی نہ ہوتی چھوڑ کر اسرا عام سے کیوں قبول کرتا۔ اس طرح وہ بڑی طرح پھینس گیا تھا۔ گلے میں بڑی الٹنگ کی تھی۔ وہ ڈمی کو نکل نہیں سکتا تھا۔ اسی کو اگل نہیں سکتا تھا۔ آخر وہ پریشان ہو کر سپر ماسٹر کے پاس آ گیا۔

سپر ماسٹر نے تمام رُو داد منسنے کے بعد پوچھا یہ کیا تم نے کھینچا جانے والے کھانچے کی حیثیت سے ظاہر ہو گئے ہو؟
 ”جی ہاں۔ لیکن میری بیٹھا آواز اور لہجہ ظاہر نہیں ہوا ہے۔ وہ منہلی جانتے میں کون ہوں اور کس سے تعلق رکھتا ہوں مگر عجیب بات ہے، وہ آپ ہی سے یہ ارتعاق جوڑ رہے ہیں۔“
 ”کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ تم ڈیگر ایڈ ڈیگر میں سے نہیں ہو کوئی اور ہو؟“
 ”جانتا نہیں انھوں نے اس سلسلے میں کیا لائے قائم کی ہے؟“
 ”کیسی کو معلوم نہیں ہوتا چاہیے کہ ہاسے پاس ڈیگر ایڈ ڈیگر کے علاوہ دو اور خیال خوانی کرنے والے ہیں؟“
 ”اس کی ایک ہی صورت ہے۔ آپ کی ایک ڈیگر کو جبریل گراٹھ (انجینی کے دماغ میں بیچ دیں۔ ڈیگر اس کے دماغ سے ظاہر ہو گا تو مجھ جیسے نئے ٹیکنالوجی جانتے والے کے متعلق کوئی نہیں سوچے گا۔“
 ”ہم ڈیگر ایڈ ڈیگر کو بھی یہ بتانا نہیں چاہتے کہ ہاسے پاس ان کے علاوہ بھی خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ تم خود ہی ڈیگر کون کہ جبریل کے دماغ میں جاؤ۔ اس کے لیے ہم تو دو کو ظاہر کرو۔“

”اچھی بات ہے میں جا رہا ہوں لیکن اب میڈوٹا تک کیسے پہنچا جائے گا؟“
 ”تمھارے بیان کے مطابق اس کی آنکھوں پر جلی یا مانگی گئی ہے اور اسے ٹرن سے تارکری ایسے گاڑی میں سے جا رہے ہیں جو سائڈ ٹر پروف سے تمام اس کی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے کہ کہاں پہنچائی جائے گی۔ اس کے کانوں سے گاڑی کے باہر کی آوازیں نہیں سن سکتے کیونکہ اسے گرفتار کر کے لے جانے والے سپاہیوں کے دماغوں تک بھی نہیں پہنچ سکے گئے۔ لہذا امیکرو میڈوٹا کو میں ایک ملکہ تیری کی حیثیت سے پیٹینٹ دو۔ تب تک دوسری چال چلوں۔“
 وہ بتانے لگا۔ خیال ہی نہیں کر رہا تھا اس انجینی کی جس کا اصل نام جبریل گراٹھ تھا تو وہی یادداشت واپس لائی جائے اور یادداشت اس کی جان سے زیادہ عزیز اس کے دل کی دھڑکنوں میں رہنے والی

مجموعہ نوساز واپس لائی گئی۔

سپر ماسٹر نے جبریل کا رین واٹس کرانے کے بعد اسے پوچھا کہ حالت میں جڑی راز دار کی سے جو کس پینچا یا تھا لیکن اس سے پہلے سوسائڈ کو تعلق یہی نہیں سے ثابت کرنے کے تمام اختطاک کر دیے تھے۔ یہیں میں مارٹیلو ڈیسوز انام کا ایک شخص اپنی عمل کے ساتھ تھراپسٹ گوارا تھا۔ بیس برس پہلے اس نے جو یوہارک میں ایک سینٹر سے ٹھہرا کی تھی۔ یہ شادی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ مطلق ہو گئی اس سینٹر سے ایک نئی تھی ہے مارٹیلو ڈیسوز حاصل کر کے اپنے سامنے ہی اس کی بروٹس کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کاروباری انجمن کے باعث وہ قدر باڈی ذکر سکا نہیں کر سکتا صرف ہوا کی باجی میں بتا چلا وہ میرا کی بیٹی سوسائڈ کو لے کر نہیں چلی گئی ہے۔

سپر ماسٹر کی بڑھنگ کے مطابق وہ ہتھے قبل اس حید کا ایک نو مارٹیلو ڈیسوز کو لاس میں لکھا تھا۔ میں اپنی اتالی میں ہوں لیکن وہ کوئی جھوسا نہیں ہے۔ میں نے تمھاری بیٹی سوسائڈ کو تھراپسٹ منتقل سب کچھ بتا دیا ہے۔ وہ تم سے ملنے کے لیے بلے ہیں ہے۔ تم یہ دیکھا کہ وہ تمھاری دولت اور جائداد میں سے تمھارے دوسرے بچوں کا قاتل مارنے آئے گی۔ وہ خود کروڑوں کی جائداد تک ہے۔ چونکہ تمھارا وہاں ہے لہذا تمھارے لیے تڑپ رہی ہے۔ یوں بھی ماں کے بعد باپ کا ہی سامنے میں رہنا چاہتا ہے۔ مجھے امید ہے تم میری غلطی کی تلافی کو نہیں دو گے؟ اسے محبت سے اپنے پاس رکھو گے۔“
 مارٹیلو ڈیسوز اپنے نظریات کو خوش سے کھل گیا تھا۔ وہ پہلی مرتبہ میں یوہارک پہنچا۔ اپنی سابقہ بیوی سے ملنے اپنا کھانا کیا۔ وہاں ہی کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس نے سوچا تھا ایک نازک نظام اس کی لاش کو ویسے توڑ لی گئی تھی ہے۔ حذر صورت بھی تھی لیکن قدر آدمی باڈی کو لگ رہی تھی۔ بے چارہ ہنس جاتا تھا کہ جیسی برسوں پہلے میں نے کہا اس کی سابقہ بیوی ایک ڈمی بیٹی کو متاثر کر رہی ہے۔

وہ ایسا کیوں کر رہی تھی اور کون لوگ اسے ایسا کرتے ہیں؟ کر رہے تھے ان متعلق کو وہ خود سمجھ سکی۔ اسے سمجھنا کہ موقع نہیں ہوا گیا۔ مارٹیلو نے جس دن اپنی سابقہ بیوی سے اسپتال میں ملاقات کی شام وہ مر گئی یا مار ڈالی گئی۔ مارٹیلو کے لیے یہ خبر تو کافی تھی کہ وہ نے سوسائڈ کو بیٹی کہہ کر شکار کر لیا تھا۔ اس میں کوئی لالچ یا خدشہ نہیں تھی کیونکہ سوسائڈ خود کروڑوں کی جائداد مالک تھی۔ مال کی صورت کے بعد اس نے کہا۔ ڈیڈی ایسا لکچر کاروباری معاملات میں کیا تھا۔ نشا کر آپ کے ساتھ چلوں گی؟“
 مارٹیلو نے کہا۔ ”نہیں! میں بھی کاروباری معاملات میں لگا ہوا ہوں۔ میں اب یہیں جانا ضروری ہے۔“
 ”کوئی بات نہیں آپ جائیں۔ میں آنے سے پہلے آپ کو اٹھا

روں گی!“

وہ بیس نکلیا۔ اپنے بچوں کو سوسائڈ کی تصویریں دکھائیں اور پرگرام بنا کر ان کے آدھ پرست بڑا جشن منانے لگا۔ وہ اس دن کا انتظار کرنے لگا۔ سپر ماسٹر کو بھی اس دن کا انتظار تھا۔ پلاننگ کے مطابق جبریل میڈوٹا کو پھانسی کر رہا ہے۔ آتا تو جبریل سوسائڈ کو پہلی رواد کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب ناکامی کی صورت میں سوسائڈ کی آمد ضروری ہو گی تھی۔

مارٹیلو ڈیسوز کو سوسائڈ کا خط ملا کہ وہ برس برس آرہی ہے لیکن دم کے تازہ بخئی کنڈرات کی سیر کرتی ہوئی آئے گی۔
 پارک اس انجینی جبریل کے ساتھ دم پہنچ گیا۔ مارٹیلو نے کہا۔ ”میں تم سے جو سوچا تھا وہ نہیں ہوا۔ اس کے پیچھے چھپے ہوئے لوگ اسے واپس بیٹری نہیں لے گئے۔“

”آپ کیا سمجھتے ہیں سپر ماسٹر میڈوٹا کا خیال چھوڑ دے گا؟“
 ”وہ خیال خرابی کی چیز ہے۔ اسے ضرور شکا کر کے گا لیکن انجینی سے شاید کام نہیں لے گا۔“

”میڈوٹا کی دیوانی ہے۔ اس کے لیے پھرنز خیر میں تو ڈاکٹر تھی سے باہر جانے کی۔ کوئی دوسرا اسے نہیں لے جائے گا۔“
 ”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ انجینی اس کے پاس جانے کا اور اسے ہانکا قید سے نکال کر لانے کی کوشش کرے گا؟“
 ”انجینی اچھی ماں ہے۔ میڈوٹا میں زیادہ دلچسپی بھی نہیں رکھتا۔ اس سے غیر قانونی اقدامات کی توقع نہیں ہے اس کے باوجود میں کسی بہت بڑے اور غیر متوقع ڈرامے کا منتظر ہوں۔“

”آخر تمھارے اندر ایسی کون سی پھاس پھرن رہی ہے؟“
 ”انگل این دن پہلے میڈوٹا محنت کی دیوی تھی۔ میری وفاداری کی نہیں کھاتی تھی۔ کیا آپ سوچ سکتے تھے کہ وہ تیر بدلے لے گی؟“
 ”مجھے انھوس ہے بیٹے؟“

”مجھے انھوس نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میڈوٹا کو بے وفا اور معصوم کو ظالم بننے اور نہیں تھی۔ تقدیر میں عجب تماشے دکھائے ہیں۔ یہ معصوم انجینی حالات کے کسی ڈراما کو ڈر نظر نہ رکھیں سکتا ہے۔ یا کوئی دوسری بات ہو سکتی ہے جس کے متعلق ہم اچھی کچھ سوچ سکتے ہیں۔ وہ ایک ذرا چھپ ہوا۔ پھر ایک کمری سامنے لے کر آیا۔ ویسے یہ راجھی بہت پیارا بندہ ہے۔ میں اس کی اہمیت معلوم کر کے رہوں گا۔“

اس نے کہا۔ ”میں جا رہا ہوں۔ جناب شیخ صاحب نے کہا ہے کہ اب مجھے تم پر اور اعلیٰ بی بی کے پاس پہنچا جائیے۔“
 ”آخر ضرور جائیں گے لیکن معلوم کرتے رہیں کہ دماغ خیال خوانی کرنے والے میڈوٹا کے دماغ میں کب کبھی پکارتے ہیں؟“

آخر جیلا گیا پارک ایک ٹیکسی میں انجینی کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ وہ انجینی کو پارک کے باہر شکر کے گڑتے ہوئے نازک دو کھتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک علاقے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہ جگہ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔“

اس نے پٹ کمر پارک سے کہا۔ ”اسٹون مارک! یہی یہاں رکنا چاہیے۔“

”میرے دھرت افرا مبر کو۔ یہ پہلے ہوٹل میں جائیں گے اپنا سامان رکھیں گے۔ غسل کر کے لباس تبدیل کریں گے۔ پھر میں تمہیں اس شہر کے ہر چھوٹے بڑے علاقے میں لے جاؤں گا۔“
 ”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہوٹل جاؤ سامان رکھو وہاں چکر لٹا پٹے کرتے رہو۔ میں جب تک اس علاقے کو اچھی طرح دیکھ کر وہاں کے لوگوں سے مل کر جاؤں گا۔“

”تم دنیا میں کیسی بھی چلے جاؤ، عورتیں ایک دوسرے سے زیادہ مختلف نہیں ملیں گی۔ یہاں بھی تمھارے پیچھے بڑے والیاں ہزاروں میں نہ سیڑیوں کی تعداد میں ضرور ہوں گی۔ تم کوئی علاقہ دیکھو گے وہ تمہیں دیکھتے ہی دیکھتے گوشت بیوان سے بڑی بولوان بنا دیں گی۔“
 وہ بحث نہ کر سکا۔ ٹیکسی بول کے احاطے میں داخل ہوئی تھی۔ وہاں اُن کے لیے دو الٹا کمرے ریزرو ہو چکے تھے۔ انجینی نے ہوٹل کے اندر پہنچ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہاں بھی آدھا ہونہ یہ سیدھیں ہل کر کھڑکیوں کے رنگن شیشے اور یہ ہال کے وسط میں کھڑا کاج پتھر بڑے سب کچھ میں دیکھ چکا ہوں۔“

پارک نے کہا۔ ”جنابانی نہ ہوں۔ اگر یہاں آپ کے ہوٹا خوشی سے بولنے اور یاد کرنے کی کوشش کرو۔“

وہ اس ہال کے ایک ایک آرٹھی سلمان کے قریب جا کر کھنے اور خورد کرنے لگا۔ پارک بڑی دیر تک انتظار کرتا رہا پھر چائے کر لیا۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایک جگہ کو دیکھتے ہی ہر بات میں یاد آجائیں۔ انتہائی کافی ہے کہ تمہیں یہ جگہ یاد ہے۔ اس ہوٹل سے باہر ایسے لوگ بھی ملیں گے جو تمھارے متعلق کافی معلومات فراہم کریں گے۔ آؤ پہلے ہم غسل کر کے صلیب تبدیل کریں۔“

وہ اس کے ساتھ لفٹ کے ذریعے ساتویں فلور پر آیا۔ وہاں ایک کورڈیر میں دو دونوں کے کمرے آئے ساتھ تھے۔ وہ اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ پارک نے انجینی کیس کھول کر بیٹے نکلے پھر غسل کرنے چلا گیا۔ شوکر نے منانے دھونے اور لباس تبدیل کرنے میں ایک گھنٹا صرف ہوا۔ بدن ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ وہ بہترین خادب نظر لیا۔ کس بہن کو کر کے سے باہر آیا پھر انجینی کے دروازے پر دستک دی۔ کال بیل کے بزن کو دیا۔ اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے وقتے وقتے سے دوبار کال بیل کو استعمال کیا۔ پھر اپنے کمرے میں آکر ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر

اس نے کالے کا ایک ہاتھ مارا۔ پارس نے ذرا سا سہ اٹھایا۔ کراٹے والا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے سے گزر گیا۔ دوسرا ہاتھ کئی کے قریب سے گیا۔ میرا ہاتھ ایک شانے پر سے خالی گیا۔ وہ بدستور ہاتھ باز نہ کھڑا تھا۔ والو سو روکے نے اسے پکا حساب سمجھا تھا کہ جھلا آوری آکھوں پر سے نظرس نہ بٹاؤ۔ مگر چوڑھوں سے اس کے بچنے تلے ہاتھوں کا حساب رکھو۔ حساب درست ہوگا تو چہرے کو صرف ایک انچ آگے پیچھے ہا دیاں بائیں ہٹانے سے گلے ناکا ہوتے رہیں گے۔ پارس نے استاد سے مار کھا کھا کر سنا درست رکھنے میں بڑی ہنگامی حاصل کی تھی۔ یہ بچاؤ کا ایسا انداز تھا کہ خدا کرنے والا دشمن غصے میں آپسے باہر ہو جاتا تھا۔ وہ بھی غصے میں بھرنے لگی تھی۔ ایک آدھ حملہ کسی کا بھی ناکا ہو سکتا تھا لیکن آج تک اتنے جلے بھی ناکا نہیں ہوئے تھے وہ شیرینی کی طرح اس پر تیزی سے چھینٹے لگی پلٹے لگی کبھی کبھی فضا میں اچھل اچھل کر ڈانٹنگ لگ مارنے لگی لیکن مارنے سے پہلے وہ جہاں ہوتا تھا مارنے وقت وہاں سے سرک جاتا تھا۔ ایک ذرا سا ہٹنے اور سرکنے سے بچے گئے گلے ناکا ہوا رہے تھے۔ ایسے ہی وقت ایک پہولوان کی کرچ دارا دار ڈانٹائی دی۔ وہ بائیں سے کہہ رہا تھا "جان مرٹ جاؤ۔ اب یہ زندہ نہیں رہے گی"۔

پارس نے سر گھٹا کر دیکھا ایک پہولوانے رولوار سے حسینہ کا نشانہ لے رہا تھا۔ وہ فوراً ہی فضا میں اچھل کر قبا بازی کھاتا ہوا پہولوان کے منہ پر لات ملاتا ہوا دوسری طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ پہولوان کے ہاتھ سے رولوار چھوڑ کر زمین پر گر پڑا تھا۔ لات کھانے والا دوسری طرف چلا گیا تھا لیکن دوسرے پہولوان نے چھوڑنے سے رولوار اٹھا کر حسینہ پر گولی چلا دی۔ گولی ٹھیک دل کے اوپر شانے کے قریب جا کر ہی پوسٹ ہو گئی۔

کتنی ہی عورتوں کے حلق سے چیخ نکلی۔ لوگ جہاں تھے وہیں کھڑے رہ گئے تھے انھیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسی فکراؤ خوب صورت جسم رکھنے والی حسینہ یوں گولی کھا کر مرے ہو جانے لگی ہوگی مارنے والے جھاک رہے تھے اور وہ چیخ کر کہہ رہی تھی۔ "بزدلو! جھاگتے کہاں ہو؟ میں تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ماروں گی"۔

یہ کہہ کر اس نے سر کو جھٹکایا۔ شانے کے پاس اس حلقے کو دیکھا جہاں گولی ہی پوسٹ ہوئی تھی اور خون بہ رہا تھا پھر جو کچھ ہوا اسے دیکھ کر لوگ دم بخوردہ گئے۔ پارس بھی اپنی کھوپڑی سہلانے لگا۔ اس حسینہ نے اپنی دو انگلیاں زخم کے اندر ڈالیں۔ پھر اندھنسی ہوئی مضبوط دھات کی بی ہوئی گولی تو ان انگلیوں

سب پرستہ طاری ہو گیا تھا۔ یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی ایسا آپریشن نہ کبھی کسی نے دیکھا تھا کسی سے سنا تھا لیکن دیکھنے والے اپنی آکھوں کو جھٹلا نہیں سکتے تھے اس کے بعد مزید یقین نہ کرنے کی بات یہ تھی کہ وہ زخم دیکھتے ہی دیکھتے بھر گیا تھا خون بھی نہیں بہ رہا تھا۔ وہ گاؤں ٹرے سے گویا اٹھا کر لیا اس پر پھیلے ہوئے لٹو کو پوچھ رہی تھی۔

گولی ایک منٹ تک خاموشی رہی پھر بارش نے دونوں بازو حسینہ کی طرف پھیلا کر پڑھتے ہوئے کہا "جلالی ہا! ہائے جہاں جان اتھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈنا۔ آخر رولوار کی ایک گولی نے تمہاری پہچان کرادی"۔

وہ گھوڑے پر بیٹھی اسے خبردار ابچھ سے ڈور رہی تھیں دیکھ کر میری جان جل جاتی ہے۔ ایک ہی ہاتھ لائے تو کھٹکا کیا بچتا جاتا ہے؟

"تم ایک ہاتھ کی بات کرتی ہو۔ اسے جہاں جان! یہ چھوٹا دیو رتو اب دن رات مار کھانے کو تیار ہے"۔

"یہ جہاں جان کا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے جہاں جان سے کھٹکا جوڑ لیا کرو یا ہے تم دونوں کی جوڑی اتنی شانہ ہوگی کہ دنیا کے ہر ملک کے ہر قبیلے کے لوگ دیکھتے آئیں گے"۔

"تم اتنی جواس کیوں کرتے ہو؟"

"یہ کیوں نہیں ہے میرے جہاں جان کا تعلق کھٹا لے قبیلے سے ہے۔ وہ بھی اپنے جسم میں دو انگلیاں گھسا کر پٹ باہر نکال بیٹھے ہیں"۔

اس نے چونک کر پارس کو دیکھا پھر پوچھا "ابھی تم نے کیا کہا کیا تمہارا جہاں میری طرح گولی کھا کر اس گولی کو اپنے جسم سے نکال بیٹھا ہے؟ کون ہے وہ؟ کہاں ہے؟ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ تمہارا جہاں نہیں ہوگا۔ وہ میری جان ہے۔ میری زندگی اور میری محبت ہے"۔

"اور اس محبت کا نام جبریل ہے"۔

"ہاں"۔ اس نے اس طرح منہ بھرا کر چیخے ہوئے کہا۔ "ہاں۔ آں۔ آں۔" کہا کہ لوگ سمجھ کر ذرا پیچھے چلے گئے۔ وہ ڈھکی چھپی ہوئی آکھوں سے لہٹ لہٹا رہی۔ وہ گھبرا کر بولا "ارے ارے ایسا کیا کر رہی ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں پکپکا نہیں چاہتا"۔

وہ اسے بھجھوڑ کر بولی "جبریل کہاں ہے؟"

"اسی شہر میں ہے۔ ہم نے ایک ہی ہاتھ میں تباہ کیا ہے۔ ٹھوڑی دیر پہلے وہ ہٹا کر مرے سے نکل کر کہیں چلا گیا

"وہ بول سے کہاں جا سکتا ہے؟"

"اسے آپ کو تلاش کرنے"۔

"کیا فلسفہ بول رہے ہو؟"

"وہ اپنے آپ کو بھول گیا ہے۔ اپنی پھیلی زندگی بھول گیا ہے حتیٰ کہ اسے اپنا نام بھی یاد نہیں ہے"۔

"میں نہیں جانتی تم بہت اچھی میڈھی بائیں کرتے ہو"۔

پارس اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا معلوم کر رہا تھا حسینہ واقعی جبریل کے موجودہ حالات سے بے خبر ہے یا نہیں پوچھتا ہے اور یہاں ڈرامائی انداز میں اپنے خوب سے لے آئی ہے۔ اس نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ تم کہاں سے آئی ہو؟"

"سوسانہ۔ میرا نام سوسانہ ہے میں نیویارک سے آئی ہو"۔

"تم جبریل کو کب سے جانتی ہو؟"

"تم پوئیس والوں کی طرح سوالات کیوں کر رہے ہو؟"۔

"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی یادداشت کیسے کھو گئی؟ تمہارے تعلقات پرلے ہیں تو تم ہی اس کی برین وانڈنگ کے متعلق پتہ چا سکتی ہو؟"

"برین وانڈنگ؟ کیا تم مجیدگی سے یہ بات کہہ رہے ہو؟"۔

"ہاں ایک ایسی پتھری جاننے والا اس کے دماغ میں چھپا رہتا ہے۔ وہ ٹھوڑی دیر پہلے میرے دماغ میں بھی آجاتا میں اس سے کہتا ہوں کہ بے چارے جس جبریل کے ساتھ دشمنی کیا رہا ہے؟"

سوسانہ نے کہا "مجھے تو تم پاگل لگتے ہو تمہی کہتے ہو کہ جبریل خود کو بھول گیا ہے اپنا نام بھی اسے یاد نہیں ہے اور تمہی کہتے ہو گولی میں پتھری جاننے والا دماغ میں آتا ہے۔ کیا یہ سچی بات ہے؟ جبریل تو پوئیس والوں کے ہاتھوں میں پوسٹ ہو جائے گا۔ اس کے دماغ میں پتھری جانے والے اسے جسم سے جدا کر دے گا۔ جبریل تو پتھری جانے والا ہے جبریل کی بات یہ ہے کہ وہ پتھری جانے والا ہے"۔

وہ ہنسنے ہوئے بولا "کہاں ہے مجھے عقل کی بائیسے سنو تو کتنی ہو گیا یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے کہ تمہیں رولوار بولوں ملک نہیں کرتی۔ ایسی گولی جسم میں پوسٹ ہو جائے تو بڑی آسانی سے دو انگلیوں کے ذریعے اسے جسم سے جدا کر دے گا۔ جبریل تو پتھری جانے والا ہے جبریل کی بات یہ ہے کہ وہ پتھری جانے والا ہے"۔

میں نے عقل اسے کہتے ہیں جو سب کے پاس نہیں ہوتی اس کے پاس ہوتی ہے تمہارے پاس نہیں ہے جس سے عقل کو سب اور سائنس ہوتی ہٹا دے تو اس ہوتی پر پہلے

یقین نہیں آتا۔ حالانکہ آنکھیں اٹے دیکھتی ہیں کان اسے سنتے ہیں جو بیٹ میسے اندر گئی اور ہر آئی وہ غلوں دھات کی جی ہوئی تھی۔ اندر بڑی ہونے سے اسے اٹھا کر بھی طرح دیکھ لو اس کے بعد بھی کو گئے کہ عقل تسلیم نہیں کرتی تو اس کا مطلب ہے عقل ہے ہی نہیں"۔

"جس کے پاس عقل کی کمی ہوتی ہے اسے سمجھانے سے پوری ہو جاتی ہے۔ تم مجھے کھادو دینا کے تمام انسان لٹ لٹتے ہیں میرا جتنے ہیں انہم اور جبریل کیسے زندہ رہا ہے؟"۔

"تمہیں کان کا علم نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں سورج مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے جبکہ وہ کھٹا ڈوبتا نہیں ہے۔ سورج اور ستاروں کی گردش کا علم کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح طبی سائنس کی بائیں کم لوگوں کی سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک کی آنکھ دوسرے کو کیسے لگتی تھی اور انہم کو بینائی کیسے مل گئی۔ تفصیل سہرا ایک کو بھائی نہیں جاسکتی اس کے باوجود سہرا ایک کو یقین ہو جاتا ہے کہ اندھا دیکھنے لگا ہے اسی طرح بھولو کہ میں اور جبریل گولی کھا کر بھی زندہ رہتے ہیں، ایسی زندگی حاصل کرنے کے لیے ہم طبی سائنس کے کتنے ذوقاً مرحلوں سے گزر کر آئے ہیں۔ میں تمہیں سمجھا نہیں سکتی اور نہ ہی تمہاری سمجھ میں آسکتا ہے"۔

وہ چلائی کی طرح خاک میں ٹھٹھائی پڑتی تھی اور زیادہ بولنے والیوں کی طرح اصل بات بھول جاتی تھی پارس کو لگنے لگا وہ ناکواری سے بولی "یہ تمہارے غور سے ہونے کا نہیں لگتا کہ تمہارے کام مقام ہے کہ تمہیں تمہاری سمجھ میں نہیں آتی ہیں تم عقل سے پیدا ہو۔ ہاں تمہارے لٹنے کی صلاحیتوں کو مانتی ہوں۔ تم میری زندگی میں آئے والے پہلے فاسٹ ہو جس پر میرا کوئی داؤ نہیں چلا۔ اس بات پر مجھے بہت غصہ آ رہا تھا میں نے تم کھانی تھی کہ جب تک تمہارا سر نہیں توڑ دوں گی یہاں سے نہیں جاؤں گی"۔

"تم نے ابھی تک کبھی پوری نہیں کی؟"

"میں ماسان فر اوش نہیں ہوں تم نے مجھے رولوار والے سے بچانے کے لیے اپنی جان کی پروا نہیں کی۔ اچھل کر ڈانٹ لگ مار دی وہ گولی تمہیں بھی لگ سکتی تھی"۔

"مگر فائدہ کیا ہوا؟ دوسرے نے رولوار اٹھا کر تمہیں گولی مار دی، میری جدو جہد کام نہ آئی"۔

"دل چھوڑنا نہ کرو میں زندہ ہوں۔ میں تمہاری ناکامی کی نہیں تمہارے انسانی جذبے کی بات کر رہی ہوں۔ اسی لیے میں نے تم کو توڑ دی پھر تم میرے جبریل کے دوست ہو۔ ارے..."

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ پارس نے پوچھا ابھی ہوا؟ وہ غصے سے پاؤں تلخ کر بولی: تم اتنی دیر سے باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔ جبکہ جبریل کو تلاش کرنا ضروری ہے؟ بہت خوب، زبان ٹامپ اور زانیہ کی طرح چلتی ہے، تو رکنے کا نام نہیں لیتی اور مجھے الزام دے رہی جو چلو؟ وہ اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔ وہ ساتھ چلتی ہوئی بولی: ہم اسے کہاں تلاش کرنے جائیں گے؟

پتا نہیں وہ کہاں ٹھنک رہا ہوگا۔ ہاں خوب یاد آیا۔ وہ شردوم کی تصویریں دیکھ کر کتا کتا کھڑے پلے بھی یہاں آچکا ہے تم اس سلسلے میں کچھ بتاؤ۔

ہاں کیا بتاؤں، ہماری محبت اسی جگہ سے شروع ہوئی تھی، ہم دونوں ایک مٹن پر یہاں آئے تھے۔ ہماری پہلی ملاقات ہوٹل یون ویلا میں ہوئی تھی، اتفاق سے ہم دونوں نے اسی ہوٹل میں قیام کیا تھا۔

پارس نے کہا: میں یقین سے کتا ہوں کہ اس بار بھی تم اسی ہوٹل میں ہو؟

ہاں تم نے کیسے سمجھا؟

جو پورے اسرار شخص جبریل کے دماغ میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ ایسے ہی بڑے کھیل کھیل رہا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی جبریل نے فیہ سے کہا کہ ہم ہوٹل یون ویلا میں قیام کریں گے۔ خاصہ بی بیات اس کے اندر آ کر ہی بول رہا تھا۔ اس لیے میں راضی ہو گیا، وہ خوش ہو کر بولی: کیا جبریل یون ویلا میں ہے؟

ہاں اس جی پی جی جاننے والے کی پلاننگ کے مطابق تم دونوں اسی ہوٹل میں ٹوگے تاکر یقین ہو کر کتنی محبت اسی ہوٹل میں دونوں کو بچھ لانی ہے؟

گاڑی کے پاس آ کر کیوں رگ گئے ہو؟ مجھے باتوں میں کھل رہے ہو۔ جبریل کے پاس کیوں نہیں چلتے؟

پارس کی گاڑی کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر اس کا سٹی، وہ دولاڑا میرا ہونے جانے کا ادا وہ نہیں ہے۔ میں یہاں سیر کر رہا ہوں۔

تم جہنم میں جاؤ؟

وہ اپنی گاڑی کی طرف جانے لگی۔ پارس نے کہا: میں بیٹھ کر اسے اشارت کیا۔ اس نے پیچھے سے اولاد رک جاؤ، میری ہات سٹو۔

یہ اتنی دیر سے بولتی جا رہی تھی۔ اب مجھے کچھ سٹو رہ گیا۔ مجھے جانا چاہیے۔

اس نے گریٹر بدل کر گاڑی آگے بڑھانی۔ گاڑی کی بڑھی پھر ٹوک گئی۔ اسے حیرانی ہوئی اس نے آگے بڑھ کر ڈالڈا، رفتار بڑھانی مگر وہ اپنی جگہ ٹھہری رہی، پھر وہ لوکا ٹھہر گیا کھلا حصہ اور اٹھ رہا تھا۔ اس نے سر جھلکے دیکھا ہوا دیکھتے تھے کہ ایک ہاتھ سے پچھڑا کر اٹھائے ہوئے تھے۔

اس نے کہا: ہم نے ایک سپاہی سے پوچھا کیا یہاں ایسی کوئی گاڑی عورت تھی؟ یہ تم پر رول اور کی گولی اڑ نہیں کرتی تو ایک ہاتھ سے سولہ گاڑی کے پچھلے حصے کو پچھڑا کر اٹھا رہی تھی؟

پارس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے؟

دشمنوں کا انداز تھا۔ پارس کھٹک گیا اس کا انداز دوسرا نہیں تھا۔ جبریل نے تیزی سے قریب آ کر ایک ہاتھ یوں بڑھایا جیسے گلا دوپٹا چاہتا ہو۔ پارس اچھل کر پیچھے جاتے ہوئے بولا: دوسرے بات کر دو تمہارے تو راجھے نہیں ہیں؟

وہ گرج کر بولا: تم کون سے اچھے آدمی ہو، میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو میرا نام کیسے جانتے ہو؟

اس کا مطلب ہے تمہیں اپنا نام یاد آ گیا ہے؟

مجھے سب کچھ یاد آ گیا ہے؟

پلیز، مجھے بتاؤ جاہک کیسے یاد آ گیا ہے؟

میں نہیں بتاؤں گا تمہارا سرتوڑوں کا تم جا سوں ہو، وہ تمہارے دماغ میں آتا ہے تو سانس روک لیتے ہو؟

وہ دماغ میں آنے والا تھا دماغ میں آتا ہے، ابھی مجھے دماغی پھلے پہنچانے کی دیکھیں وہ رہا تھا، اس لیے میں نے سانس روک لی؟

زندگی زدکاں کے لیے ایک نازگنہ کی خوں رنگ گزشت

ایک مقبول سلسلہ

بازرماں خان کی آپ جی، جگ جی

قیمت فی جلد: ۲۰ روپے

ڈاک خرید: ۱۰ روپے

کتابیات پبلی کیشنز © پوسٹ مین ۲۳ کراچی ۱

وہ ایک دم سے چونک کر بولا "موسانہ؟ کہاں ہے میری موسانہ؟ تم اسے کیسے جانتے ہو؟ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

اس نے سوال کرتے رہنے کے دھوکے میں اچانک جھلاگ لگائی لیکن جو لوگ ہر لمحہ حاضر و ماخذ رہتے ہیں۔ ان پر کبھی ناگمانی حملہ کا مایاب نہیں ہوتا۔ پارسی پراس کی گرفت میں نہیں آیا۔ وہ خوب ہنستا تھا۔ موسانہ اور جبریل غیر معمولی شہنشاہی قوتوں کے حامل ہیں۔ ان سے دوسری دورہ کران کے حملوں کو ناکام بنانا چاہیے۔ وہ کبھی گرفت میں بھی آسکتا تھا۔ ان حالات میں والا سٹورڈ کی نے بڑے زبردست ٹوٹے سکھائے تھے۔ یہ ٹوٹے پھر تیسری کا اٹکنے تھے۔ جبریل نے غصے سے کہا "ایک بار میرے ہاتھ آ جاؤ، میں تمہیں ٹوٹ کر رکھ دوں گا"

"پھر میری موسانہ تمہیں نہ ملے گی،"

"میں کتا ہوں مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ بتاؤ موسانہ کہاں ہے؟"

"پہلے بتاؤ، یادداشت کیسے واپس آگئی؟"

"میں کیا بتاؤں، ایک کھنڈر میں جا کر تھوڑی دیر کے لیے سو گیا تھا۔ آج کھنڈر تو گمشدہ و ماضی کا ایک ایک ٹکڑا ہے۔ کھنڈر میں سے گئے سلاٹھ سے تین گھنٹے ہو گئے۔ یہ تمہیں معلوم ہے۔ سوچ نہیں سکتے کہ تیزی عمل کے ذریعے پہلے تمہاری یادداشت ختم کی گئی۔ آج پھر اس عمل کے ذریعے یادداشت واپس لائی گئی ہے۔ تم یادداشت کیسے واپس آ گئے ہو اور وہ دشمن سب سے پہلے مجھ جیسے دوست کو تمہارے ہاتھوں مروانا چاہتا ہے۔ بیچ میں قدم قدم پر تمہارے کام آتا ہوں۔ میں نے تمہاری موسانہ کو ہونٹ جلانے کے لیے کہا ہے، وہ وہاں تمہارا انخفا کر رہی ہے۔"

یہ سنتے ہی وہ دوڑتا ہوا ایک گاڑی میں جا بیٹھا۔ پھر اسے اطارٹ کر کے وہاں سے ہلانے لگا۔ پارسی اس کے پیچھے چل پڑا۔ جبریل کی ڈرائیونگ تیار ہی تھی کہ اسے سب کچھ یاد آیا۔ وہ کسی سے ہونٹ کا راستہ پوچھنے لہجہ میں سخت جا رہا تھا۔ پھر اسطر کی ہدایت پر اس پر تیزی عمل کر کے یادداشت واپس لائی گئی تھی۔ تاکہ وہ ہوش و حواس میں رہ کر موسانہ سے ملے اور اس کے ساتھ پھر ایک بار جبریل سے ملے۔

میں سنٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ہونٹ پہنچا گاڑی سے اتر کر لانے لائے۔ ڈگ بھرتا ہوا اسپین ہال میں پہنچا۔ وہاں موسانہ پہلے ہی بیٹھا لگائے ہوئے بیٹھی تھی۔ اسے محبوب کو دیکھتے ہی اچھل کر کھڑی ہوئی۔ جبریل خوشی سے دونوں بازو پھیلائے۔ ان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "موسانہ! امانی سپورٹ ڈرائنگ! میری یادداشت واپس آگئی ہے۔ میں تمہارے لیے واپس آ گیا ہوں"

وہ اسے انوش میں لینے کے لیے مجھے ہی قریب آیا۔ مجھ پر زبردست گھونسا جڑا ہوا وہ لوگوں پر سب سے زیادہ گھونسا رکھتے ہوئے بولی "وہ طرف کہاں ہے؟"

"تم کے پوچھ رہی ہو؟"

اس نے میری بار بار سننے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ پھر اس کا ہاتھ پھینکا۔ تم جانتی ہو میں کسی کے بھی ہاتھ ہاتھ توڑ دیا کرتا ہوں۔"

"ہاں اب تو ضرور میرا ہاتھ توڑ دو گے۔ دوسری ہونٹ لگوانی تمہیں کس نے بتایا؟"

"وہی جو تمہارے ساتھ ہونٹ میں رہتا ہے اور پھر سے آیا ہے۔"

"وہ کیا بدعاش ہے۔ میں اسے مار ڈالوں گا۔"

"ہاں جس نے میری جان بچائی اسے مارو گے۔ پھر میری جان بچائے ہوئے میں نے نہیں چھوڑا ہے۔ وہ تو سرد پارہہ کی فرائض کی پولیس اسے گرفتار کر کے لے گئی ہے۔"

"پارسی نے ہال میں داخل ہو کر کہا "یہ جھوٹ بولتا ہے۔ موسانہ! میں نے تمہیں بچائی جان کہا ہے۔ میں تمہارے حقوق کی لیے آخری سانس تک لڑتا ہوں گا۔"

جبریل نے غمگین کہا "اسٹون مارک! یہ تمہاری ننگا آخری زارت ہے۔"

"دیکھو موسانہ! یہ مجھے دیکھی دے رہا ہے تاکہ میں تمہاری حقیقت نہ بتاؤں۔"

موسانہ نے جبریل کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا "اچھے ہو تو اسے دھکی لوں دے رہے ہو؟"

جبریل نے اس کے کان کے قریب جھجک کر سوزنا کہا "یہ دشمن ہے، پھر اسٹون مارک حکم دیا ہے۔ پہلے اسے ٹھیک زخمی کیا جائے تاکہ یہ سانس نہ روک سکے۔ اگر قیام نہ آئے اسے ختم کر دیا جائے۔"

پارسی نے دور سے کہا "یہ چاری محبت کرنے والی ہے۔ اسے کان میں جھونپی پھینکیں۔ پھر اسے اس طرح اٹوٹا جانا چاہیے۔ موسانہ نے پارسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اسے ختم کر دوں گی پہلے تم اس عورت کے بارے میں بتاؤ۔"

"میں کتا ہوں، وہ دوسرے ملک میں رہ گئی ہے۔"

پارسی نے کہا "وہ اسی ملک اور اسی شہر میں ہے۔"

جبریل گریستا ہوا آیا، ایک تو پارسی کو مار ڈالنے کا حکم

تھا۔ دوسرے وہ ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ ٹھیکے کے جھوٹے لوں لگنے غصہ دار ہاتھ مارنے کے غصے کی حالت میں کبھی کبھی مایاب حملہ نہ کر سکے۔ وہ مجھے ہی اس پر حملہ کرنے آیا۔ پارسی جھلاگ لگا کر محبت کے نالوں تک پہنچ گیا۔ اس نالوں سے نکلنا ہوا ایک طرف جا کر پھر جھلاگ لگائی۔ وہاں سے کاؤسٹر پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ پارسی کے ڈوڈا ڈر تصور میں آ کر رہے تھے۔ بار بار فلیش لائٹ جلی جلی جلی جا رہی تھی۔ وہ کاؤسٹر پر دونوں پاؤں جا کر کھڑی ہو کر کھڑا ہو کر بولا "موسانہ! آج نہیں توکل میں پتھری کے علم کا یقین کرنا ہی ہوگا۔ تمہارا جبریل صرف تم سے عشق کرتا ہے۔ مگر وہ کئی پتھری جلتے والا ہے۔ ایک حسین عورت کے جال میں جھنسا کر اپنا ٹوسیدہ جا کر رہا ہے۔"

وہ خیال خوانی کرنے والا جبریل کے دماغ میں تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا "اسٹون مارک تمہیں غصہ دار پارہہ، ذرا عقل سے کام لو۔ وہ ثابت نہیں کر سکے گا کہ تمہارا سٹو (میدیا ڈانا) اس شہر میں ہے؟"

اُدھر موسانہ نے پوچھا "جبریل! کیا واقعی کوئی تمہارے دماغ میں آ کر بولتا ہے؟"

جبریل نے کہا "یہ جھوٹ بولتا ہے۔ نہ کوئی دماغ میں بولتا ہے اور نہ ہی اس شہر میں وہ عورت ہے۔ اگر ہے تو اسے ثبوت دینے کے لیے کہو۔"

پارسی نے کہا "موسانہ جانتی ہے کہ میں تمہیں چار گھنٹے سے تلاش کر رہا ہوں۔ میں کیا بتاؤں اس عورت کے ساتھ کہاں پھینچے ہوئے تھے۔ آتا بتا چلا کہ وہ عورت تمہارے ساتھ اس گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی جس میں تم بھی بیٹھا آئے ہو۔"

"ارے موسانہ! یہ جھوٹا مکار ہے۔ کسی ثبوت کے بغیر بول رہا ہے۔"

"میں ثبوت پیش کرتا ہوں موسانہ! باہر جا کر اس کی گاڑی ٹک دیکھو۔"

موسانہ نے جبریل کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے ہوئے کہا "مجھے اپنی گاڑی دکھاؤ۔"

وہ دونوں باہر آئے۔ ان کے پیچھے ایک بیٹھ چل آئی۔ جبریل نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ ہے میری گاڑی..."

وہ تیزی سے آئی، اس کا اگلہ دروازہ کھولا۔ پھر ڈرائنگ ٹیبل کے پیچھے آئے والا جبریل بھی کھجھو کھلا سا۔ اگلے بیٹھ بڑا ایک سینئر کی پتھری پتھری ہوئی تھیں۔ ایک ایڈیٹر پرین تھی تھا۔ موسانہ نے اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں اپنا ٹک اور ایک آپ کا دوسرا سالانہ تھا۔ جو چیز سب سے زیادہ جبریل کے

والی تھی وہ جبریل کی پاسپورٹ سائز کی تصویر تھی جو اس عورت کے پاس سے برآمد ہوئی تھی۔ صرف اتنا ہی نہیں جبریل کھ تصور پر مریخ شرح سے نشانات بھی تھے۔ اس کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں رہ جاتی تھی۔

موسانہ نے غصے سے سینچنے سے پہلے ایک ملات ماری اگلا دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ لوگ دُور بھاگنے لگے۔ جبریل نے کہا "یہ جھوٹ ہے دھوکا ہے۔ میں نے اس تصویر والی کو آج تک نہیں دیکھا۔ وہ ٹیلی بیٹھی جانتے والا عقل کی بات سمجھا رہا ہے۔ اسٹون مارک اپنا سچا کو کرنے کے لیے ہم محبت کرنے والوں کو آپس میں لڑا رہا ہے۔"

وہ بولی "اب تم نے تسلیم کیا ہے کہ ایک ٹیلی بیٹھی جانتے والا تمہیں عقل کی بات سمجھا رہا ہے۔ وہ ساری عقل کی باتیں میں تمہاری گاڑی میں دیکھ چکی ہوں۔"

اس نے حکم کیا۔ جبریل نے گنگا۔ وہ بولی "مجھے اس پٹرل کے پاس لے چلو۔ انکار کرنے کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ مجھ سے اچھی ہے۔ میری ساری اہمیت اور محبت ختم ہو چکی ہے۔"

"وہ یہاں نہیں ہے۔"

پارسی نے دور سے کہا "یہ درست کہتا ہے۔ تمہارے ڈر سے اس عورت کو یہاں سے جگا جا رہا ہے۔ اچھی جبریل کا کھانچا جھانسنے والا مجھے پہنچ کر رہا تھا کہ میں نے اس کی تصویریں اوپر سے پکڑ لیں اور اس عورت کو نہیں پکڑا۔ اس کو گاہہ یہاں رہے گی تو موسانہ سے مار ڈالے گی۔"

جبریل نے کہا "ارے جھوٹے ایسا بیان! تمہیں کس شیطانت کی خال نے پیدا کیا ہے۔ ارے کیوں میری موسانہ کو دشمن بنا رہا ہے۔ یاد رکھو، ہم ایک دوسرے کے دیوانے ہیں۔ تمہارے جیسے دشمن ہمارے دلوں میں نفرتیں پیدا نہیں کر سکیں گی۔ میری کوئی دوسری مجرب نہیں ہے۔ تم جس کی بات کرتے ہو، میں اس پر تھوکتا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "کیا سچ میٹھو گئے ہو؟"

پارسی نے کہا "میں ابھی ثابت کر دوں گا کہ یہاں پر نہیں تھوکتے گا۔"

وہ بولی "ہم کیسے ثابت کر دو گے؟"

وہ بولا "اگر یہ تمہارا سچا عاشق ہے تو فرائض کی زمین پر قدم نہیں رکھے گا۔ کیونکہ اس حسینہ کو ابھی اسی ملک میں بھیجا جا رہا ہے۔"

خیال خوانی کرنے والے نے جبریل سے کہا "یہ اسٹون مارک ہت گرا آدمی ہے۔ پہلے تو بچانے کے دماغ سے کوئی خاص بات

معلوم نہیں ہو سکی۔ آج سے یہ سائنس روکنے یا میرا راستہ روکنے لگات۔ یہ ضرور ہمارے منصوبوں کو دو رنگ سمجھ لے۔ یہ جانتا ہے کہ تم بیٹوں کے لیے پیرس جاتے چلے ہو۔
 اُدھر موسان نے جبریل سے کہا تم اسٹون مارک کو چلیج دو۔ سب کے سامنے کمر دو کہ فرانس کی زمین پر قدم نہیں کھو گے۔ جبریل شکل میں بڑگا تھا۔ سچر پاسٹری طرف سے اسے پھر گرام سمجھا دیا گیا تھا کہ آئندہ کیا کرنا ہے اور آئندہ کے پروگرام سمجھانے کے لیے ہی اس کی یادداشت واپس لانی تھی اس نے موسان سے کہا تم پیرس جاؤ گی تو میں بھی جاؤں گا۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکا کہ تمھارے پیچھے تمہارا جاؤں۔
 ”اب میں تمھیں تنہا نہیں چھوڑوں گی۔ میں پیرس نہیں جاؤں گی۔“
 ”یہ کیا کہہ رہی ہو؟ میں برس کے بعد تمھارے والد تمھیں لے میں اور تم اپنے باپ کے سامنے میں نہیں جاؤں گی۔“
 اس نے تیرائی سے پوچھا۔ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ میں برس کے بعد اپنے باپ سے ملنے جا رہی ہوں؟ اب سے پہلے تو مجھے بھی اپنے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا اور نہ ہی تم کچھ جانتے تھے۔
 ”مجھی میرے دماغ میں رہنے والے نے تمھارے باپ کے متعلق بتایا ہے۔“
 پارس نے کہا بہت خوب اور ٹلی بیٹھی جانتے والا موسان کے دماغ میں بھی آکر چھپ چاپ بے چاری کے ذاتی معاملات پڑھتا ہے اور پتا نہیں عورت کے کتنے عہدہ اندر نہ معلوم کرتا ہوگا۔ موسان نے کیا تمھاری عورت کے لیے کوئی تمھارے اندر گئے اور دن رات تمھارے لڑائی باتیں معلوم کرتا ہے؟
 موسان نے جبریل کو دھتور کر کہا کہ کہاں ہے وہ سو کرنا بچو۔ اُسے میرے اور اپنے اندر سے نکالو میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ کیا تم بے غیرت ہو گئے ہو؟ تمھیں یہ سوچ کر شرم نہیں آتی کہ تمھاری عورت کے اندر کوئی پلیرا مرد آئے ہے۔ سوچو ذرا سوچو اب ذرا شرم کرو۔“
 جبریل سر ہچکا کر ایک کار کے لوٹ پر بیٹھ گیا۔ سوچ کے ذریعے بولا۔ ”اے خیال خوانی کرنے والے! مجھے گوشت پوست کا روٹ بنا جا رہا تھا۔ تب میں نے سچر پاسٹر سے کہا تھا میری خیال خوانی کرنے والا بھی نہ چلے۔ یہ میری عزت اور غیرت ہے۔ میری شرائط مان لی جائیں گی تو میں ہمیشہ سچر پاسٹر کا وفادار رہوں گا۔ لیکن تم کیوں گئے؟ موسان کے دماغ میں کیوں گئے؟ کیا اس سے کہیں تمھیں جلتے ہوئے نہیں پکڑا سکتا تھا؟“

”یہ بات نہیں ہے جبریل! ذرا ٹھنڈے دماغ سے بچو۔ ہم تمھاری موسان کی مخالفت کے لیے اور اسے فریب سے کمانے کے لیے لاسا کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سچر پاسٹر نے مجھے علم دیا تھا کوئی موسان کا باپ بن کر پیرس سے آیا ہے۔ یہ ہمارے جبریل کھ عزت اور عزت ہے۔ موسان اور اس کے نئے باپ کے مابین میں جا کر حقیقت معلوم کرنی چاہیے۔ بس میں تھوڑی دیر کے لیے گیا تھا۔ میں تم کھا کر کتا ہوں، نہ اس سے پہلے تمھاری عورت کے پاس گیا اور آئندہ بھی تمھاری اعزازت کے بغیر جاؤں گا۔ فار گاڈیک یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ یہ اسٹون مارک ہم سب کو آپس میں لڑا کر ہمارے منصوبوں کو خاک میں ملانے ہے۔ یہ کوئی بہت بڑا جال ہے۔“
 جبریل نے غصے سے کہا ”اس جال باز کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن یہ بات وہ درست کہہ رہا ہے تمھیں ایک لے کے لیے بھی موسان کے دماغ میں نہیں جانا چاہیے۔ خدا وہ میری عورت ہے۔ میں اسے کھالوں گا۔ میری غیرت کو کیسے سمجھاؤں گا نہیں نہیں، تم جاؤ میرے دماغ سے جاؤ۔ پہلے میں سچر پاسٹر سے بات کروں گا پھر اس کا کوئی کام کروں گا۔“
 ”میرے یہ کیا کہتے ہو۔ ہماری پلاننگ اتنی زبردست ہے کہ تم میڈون کو قید سے نکال کر لے آئیں گے۔ ایسے میں تم آکر کار کرو گے تو پھر پاسٹر ناراض ہو جائے گا۔“
 ”جو اس مدت کرو میں نے پہلے ہی کر دیا تھا۔ میری شرائط کے خلاف کوئی بات ہوگی تو میں وفادار نہیں رہوں گا۔“
 ”کیا تمھاری کرو گے، پورس میں تو جو؟“
 ”مجھے جو کرنا اور کرنا ہوگا وہ پھر پاسٹر کے سامنے کہوں گا اور کروں گا۔ تم فوراً میرے دماغ سے نکل جاؤ۔ میں کسی بے ایمان اور وعدہ خلافی کرنے والے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ جاؤ میراں سے۔۔۔“
 اس نے پرانی سوچ کی لہروں کو دماغ سے نکلنے ہوئے محسوس کیا۔ پھر سراسر اٹھ کر موسان کو دیکھتے ہوئے کہا ”میں نے اسے جھگا دیا ہے۔ وہ میرے دماغ میں نہیں ہے۔ میں اس دھوکے باز کو آئیے ہی آئے نہیں دوں گا۔ آئے گا تو سائنس روک لوں گا۔“
 پارس ان سے کچھ دور کھڑا ہوا تھا۔ جھپٹے ہوئے بولا کہ سائنس روک لو گے؟ وہ ڈیٹنگا بیڈ بڈنگ کلا تے ہیں۔ انھوں نے تو نبی عمل کے ذریعے تم دونوں کے دماغوں کو ایک دیکھنے کے لیے جسے بنا دیا ہے۔ یعنی ایک ڈیٹنگا سوچ کی لہروں کو تمھیں نہیں کر سکتے، دوسرے کو محسوس کر لیتے ہو جسے محسوس کر

لئے ہو وہ بھی چلا گیا ہے اور جسے تو نبی عمل کے باعث محسوس نہیں کر سکتے وہ اسی دماغ میں ہے یا آنے والا ہے۔“
 جبریل نے غصے سے کہا ”اسٹون مارک! تمھاری زندگی پوری ہو چکی ہے۔ تم آگ لگاتے ہو آپس میں بیٹھوٹ ڈالتے ہو۔ ہماری آپس میں دشمنی بڑھانے کے لیے اور دوسرے کو متاثر دیکھتے ہو۔ تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچو گے۔“
 موسان نے کہا ”تمھارا دماغ چل گیا ہے۔ اس نے تمھارے اندر چھپے ہوئے فریبی کو نظر کر لیا ہے۔ ابھی اس نے اور عقل کی بات بتائی ہے۔ ذرا سوچو اور جواب دو۔ کوئی چھپ کر دماغ میں رہتا ہوگا تو کیا تم اسے سمجھ پاؤ گے؟“
 وہ کچھ کتا چھتا تھا۔ پارس نے کہا ”جواب دینے سے پہلے موسان کو یہ بتا دو کہ آج شام سے پہلے کتنے دنوں کے لیے تمھاری یادداشت مگر کوئی کتنی اور شام کے بعد چلا گیا۔ یادداشت کیسے واپس آگئی۔ تب موسان کی سمجھ میں آئے گا کہ جو لوگ اپنی مرضی سے تمھاری یادداشت حبب چاہتے تھے پھین پیتے ہیں جب چاہتے ہیں واپس کر دیتے ہیں، وہ اور کتنے طریقوں سے تم دونوں کے دماغوں سے کھیل رہے ہوں گے اور کس طرح ایک پیرا پلار کو تمھارے دماغوں میں ہمیشہ بچھانے رکھتے ہوں گے؟“
 موسان نے پوچھا ”کیا یہ سچ ہے؟ انھوں نے تمھاری یادداشت پھین لی تھی؟“
 جبریل نے سرگوشی میں کہا ”تم جانتی ہو میں سچر پاسٹر کے لیے کام کرتا ہوں۔ یہ یادداشت والا پیرس کی پلاننگ کا ایک حصہ تھا۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ دو چار روز میں مجھے ہی منصوبہ کامیاب ہوگا۔ میری یادداشت واپس کر دی جائے گی۔ آج انھوں نے وعدہ پورا کر دیا۔“
 ”ان کا منصوبہ کیا تھا؟“
 ”موسان! یہ نہ پوچھو، ہم جسے وفادار سچر پاسٹر کے سامنے تم کھاتے ہیں کہ اس کے منصوبے کا ذکر اپنے سامنے سے بھی نہیں کر لیں گے۔“
 ”کیا تمھاری تم مجھ سے بڑھ کر ہے؟“
 ”اری پلی! اس دیوانے نے تیری ہی تم کھائی ہے پھر پاسٹر اور دوسرے اعلیٰ حکام اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں تیرے لیے پہلا کاٹ سکتا ہوں، سمندروں کا سینہ پھر کتا ہوں، میں عاشق ہوں، سواری ہوں، میرے سر میں صرف تیرا سودا کھایا رہتا ہے۔ وہ اپنی باتیں اس کی گردن میں ڈال کر بولی۔ آؤ ہم کمرے میں چلیں۔“
 وہ تھوڑی دیر کے لیے عجزت میں کھو گئے پرسی ڈوگرافرز

ان کی تصویریں آثار سے تھے پھر وہ دونوں ہوٹل کے اندر جانے لگے۔ موسان نے دروازے پر بڑگ کر پارک کو دیکھا پھر سحر کر بولی۔ ”آئی لو لو، تم بہت اچھے ہو۔ کیا پھر لوگے؟“
 ”یہ تو اچھا سا کھلے ہوئے بولا۔ صبح بہت دور ہے وہ جو دماغ سے گیا ہے وہ آج صبح لڑتے سے پہلے ہی طینے پر مجبور کر دے گا۔ تب تک جبریل کے ساتھ اچھا وقت گزار لو۔ غلام! وہ اپنے دیوانے کے ساتھ کئی اخباری رپورٹوں اور ڈوگرافروں نے پارس کو گھبرایا۔ ایک نے سوال کیا ”کیا تمھیں ان سے ڈر نہیں لگتا۔ یہ عاشق اور مشوق باتوں میں انسان اور تیرے بدلنے میں دن سے بھی تم بڑھ آتے تو ابھی زندہ نہیں رہتے۔ آخر ان خطرات سے کیوں کھیل رہے ہو؟“
 پارس نے جواب دیا ”پیریوں سے کبھی سوال نہ کرو کہ وہ ذہریلے سانپوں سے کیوں کھلتا ہے۔ مجھی میرے پاس میں بھی پتا سانپوں کا منتر بھی ہے اور زہر بہ رہی۔“
 پھر وہ ایک دم سے اچھل کر بولا۔ ”ارے غضب ہو گیا! میری بین اور زہر مرہور کے میں رہ گیا۔ میں لے کر آتا ہوں۔“
 یہ کہتے ہی وہ دوڑتا ہوا ہوٹل کے اندر چلا گیا۔ اسے گھبر کر سوالات کرنے کا... ارادہ رکھنے والے دیکھتے اور سوچتے رہ گئے۔
 جبریل کے دماغ میں رہنے والا سچر پاسٹر کے ہاتھ میں آپ کی ہر بات کے مطابق ڈیٹنگا کر اس کے لیے میں بول رہا تھا اور جبریل اس لیے میں آنے والی سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہا تھا۔ میں تو نبی عمل کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لا چکا ہوں۔ اس کی ملاقات موسان سے ہو چکی ہے لیکن اسٹون مارک ہمارے لیے بہت بڑی عجزت بن گیا ہے۔“
 ”کون اسٹون مارک؟“
 ”وہی جو پورس میں بازی گری کے متاثرے دکھا رہا تھا پھر اس نے جبریل سے دوستی کی۔ اس کا دماغ ایک کھلی ہوئی کتاب تھی۔ وہ کسی ہیولے ڈسٹوں کا آدمی نہیں لگتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق آپ کو تفصیلی رپورٹ دی تھی۔“
 ”ہاں، یاد آتا ہے۔ میں نے تمھیں سمجھا دیا تھا کہ اس کا دماغ کھلی کتاب کی طرح ہوا اس سے کسی وقت بھی دھوکا ہو سکتا ہے۔ ہم نے بھی تو نبی عمل کے ذریعے جبریل کے دماغ کو یادداشت سے خالی کر کے کھلی کتاب بنا دیا تھا۔ اگر وہ ذہن کو اس کے دماغ سے کچھ حاصل نہیں ہوا ہوگا۔ اس طرح اسٹون مارک بھی ہاتھ کے ناک ہو سکتا ہے جو دکھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ بہر حال اب وہ اسٹون مارک عجزت کیوں اور کیسے بن گیا ہے؟“

”جناب! وہ بعض ایک بازی گز نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا چال باز اور زبردست فاضل بھی ہے۔ موسانا اور جبریل جیسے انسانی رولوث کے چمکے چھڑا دلے ہیں۔“

”میں نہیں مانتا۔ اس دنیا کا کوئی بھی شہر زردان دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے ان کی تیاری میں کئی ملین ڈالر خرچ کیے ہیں اور دیکر یہ کہنا چاہتے ہو کہ ایک شخص ان سے مقابلے میں جیت گیا ہے؟“

”آپ کی بات درست ہے۔ ان سے کوئی جیت نہیں سکتا۔ مقابلہ کرنے والے کی موت لازمی ہوتی ہے لیکن اسٹون مارک بندر کی اولاد ہے۔ ان کا کوئی حملہ کامیاب ہونے نہیں دیتا۔ جبری سے نکل نکلتا ہے۔ ہمیں ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ اس کی کامیابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی امانت ہے۔ جبریل کو غصہ دلاتا ہے اور دیکر وہ ناکو ایک سون کی حیثیت سے پیش کر کے سونا کو جبریل سے لٹا ہے۔“

”تھیں ایسے وقت اسٹون مارک کے خیالات پڑھنے چاہئیں۔“

”اب وہ سانس رک لیتا ہے۔“

”پھر تو وہ اسٹون مارک نہیں ہے اس کی اصلیت کچھ اور ہے۔ موسانا اور جبریل ہمارے بہت اہم حصے ہیں اور وہ ان سے بھیل رہا ہے۔“

”جناب! وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جبریل کو پھر فرانس میں بھی گئے۔ وہ موسانا سے کہہ رہا تھا اگر جبریل اس کا سچا عاشق ہے تو آئندہ فرانس کی زمین پر قدم نہ رکھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہماری پلاننگ کو بڑی حد تک سمجھتا ہے۔“

”ا وہ گاڈ ایچر تو وہ لے کے خطرناک ہے۔ اسے سلی فزٹ میں ختم کر دو۔ جبریل کو میرا حکم سناؤ کہ میں اسٹون مارک کو صبح سے پہلے مرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”جبریل کتنا ہے۔ پہلے آپ سے براہ راست بات کرے گا پھر کسی حکم کی تعمیل کرے گا۔ میں کیا بتاؤں جناب! اسٹون مارک کتنا چال باز ہے۔ اس نے جبریل کی زبان سے اگلاوہ کہ موسانا پھر اپنے باپ سے ملے پیرس جا رہی ہے۔ جبکہ موسانا نے یہ بات اسے نہیں بتائی تھی۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ میں اس کے دماغ میں چھپ کر جاؤں۔ جبریل کو اس بات پر غصہ آ رہا ہے۔ آپ ڈرنا فرمائیں، یہ اسٹون مارک کتنی مکاریا جاننا فرمائی ہے ہمارے منصوبے کو کھٹانی میں ڈال رہا ہے۔“

”جبریل سترے میں سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا: ”بڑی دیر بعد مجھ میں آ رہا ہے۔ تم نے اسٹون مارک کے متعلق جتنی تفصیلات بیان کی ہیں ان میں اہم باتیں یہ ہیں کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتا سونا

کی طرح مقابل کے حملوں کو ناکام بناتا ہے۔ بڑے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے نیشانی چالوں سے خود محفوظ رہتا ہے۔ موسانا اور جبریل جیسے خطرناک رولوث کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا ہے اور پھر منصوبے پر مشی ڈال رہا ہے۔ یہ تمام سونیا کی جالیں چلنے والا فرق پارک ہی ہو سکتا ہے۔“

”کیا واقعی؟“

”ہاں ہاؤ وقت ضائع نہ کرو۔ موسانا اور جبریل کے انٹوٹا میں خاموشی سے آتے جاتے رہو۔ جبریل سے کوئی سچا سطران لائن پر ابھی گفتگو کرے گا۔ میں تائب سے آتا ہوں۔ وہ پھر سطران بن کر اس کی تسلی کر دے گا۔ میں دوسرے ڈرائے سے پارک کو ہینڈ کے بیٹھا ٹوش کر دوں گا۔“

”وہ جبریل کے پاس گیا پھر واپس آکر بولا: ”جناب! وہ دلہنا ابھی کسی کی نہیں ہے۔ گا۔ اس پر موسانا کا جاہر دل چل رہا ہے کتا ہے۔ ایک گھنٹہ پھر جبریل سطران سے بات کرے گا۔“

”سچر سطران نے ناگاری سے کہا: ”لعنت ہے اس پر۔ میں نے پہلے ہی اعتراض کیا تھا۔ انسانی رولوث کے ساتھ اس کی ایک ماہ تیار دی جائے۔ لیکن خفیہ طور پر کے مبران کا متعلقہ خط تھا کہ یہ رولوث عام انسانوں کی طرح جذباتی نہیں ہوں گے۔ ہوں گے تو خفیہ ٹیلی پیجی جاننے والے انھیں کنٹرول کرتے رہیں گے۔ اب کر کنٹرول۔ اسے ماہ انسان کی ہونے والی ہو یا رولوث کی حسیہ وہ او اٹیں دکھائی ہے تو دنیا کا نقشہ بدل دیتا ہے۔ ہمارا ایک منصوبہ کیا چیز ہے۔“

”وہ بڑے ڈرا کر چھپ ہو گیا۔ غلامی گھومتے ہوئے سوچنے لگا: ”اب ایسے کون سے خطرناک ذرائع استعمال کیے جائیں کہ روم سے پرس وہ چال باز واپس نہ جائے۔ اس کی لاش جانے۔ کم نجات نے قلمی پیجی کے بغیر ہی موسانا اور جبریل کا رواج بگڑا دکھا ہے۔“

اس نے ایک بہترین سوٹ پہن کر آدم تدا آگے میں توند کو دیکھا۔ آدمی خواہ مخہ ہی معمولی شکل و صورت کا ہوا۔ آگے میں خود کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ بھی معمولی صورت لگتا تھا۔ اگرچہ بد صورت نہیں تھا تاہم کوئی حسین لڑکی اس کی طرف مائل نہیں ہوتی تھی۔ وہ بہترین لباس پہن کر مٹی خوشبو لگا کر مغللوں میں جاتا تھا تو لڑکیاں اسے دیکھتی تھیں لیکن دیکھنے سننے کے بعد بات آگے نہیں بڑھتی تھی۔

”وہ کسی بیٹلا ہر نہیں کر سکتا تھا کہ ٹیلی پیجی کا علم جانتا ہے۔ دنیا کی تمام دولت اپنے قدر میں لاسکتا ہے۔ زمین کے ایک

حصے سے دوسرے حصے تک یعنی حسین ترین لوگیاں ہیں۔ وہ اس کے بیڈروم میں ہاتھ باندھے کھڑی رہ سکتی ہیں لیکن وہ کسی کو لٹا پھرتی ہے۔ نہیں اپنی شخصیت اور اعمال سے متاثر کرنا چاہتا تھا لیکن من مخرور ہوتا ہے۔ شخصیت سے نہیں دولت و نظا ہر شان و شوکت سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ بے چارہ میاوس ہو چکا تھا ایسے ہی وقت سونیا اس پر عاشق ہو گئی تھی۔

یہ معلوم ہوتے ہی وہ دنگ رہ گیا تھا۔ بڑی دیر تک سوچتے سمجھتے کے قابل نہیں رہا تھا پھر اس نے بار بار سونیا کی سوچیں پڑھیں۔ چھپ چھپ کر جو خیالات کو کھنگالنا۔ ہر بار یہ یقین مستحکم ہوتا گیا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہی ہے۔ دھوکا نہیں دے رہی ہے اس کا دل اور دماغ ڈیجی کی آواز اور بے سے بے حد متاثر ہے۔ دنیا جہاں کے تجربات رکھنے والی اس کھے آواز اور بے سے اس کی شخصیت کا ایک مکمل خاکہ بنا چکی ہے اور اس خاکے کی پوچھا کر رہی ہے۔

”چونکہ ٹیلی پیجی جاننے والوں سے جو خیالات چھپے نہیں رہتے اور نہ ہی کوئی ہزار صحت کے باوجود چھپا سکتا ہے اس لیے ڈیجی کو اپنی خوش قسمتی کا یقین ہو گیا تھا۔ وہ ہواؤں میں اڑنے لگا تھا۔ سونیا کے نام کے ساتھ اپنے نام کو ڈیجی کے ہر ملک ہر شہر اور ہر قبیلے میں گونجتے ہوئے سن رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا، لوگ رفتہ رفتہ فرما کر بھول جائیں گے، آئندہ سونیا اور ڈیجی کی پوزی یاد رکھیں گے۔“

”ابھی طرح یقین ہو جانے کے بعد اس نے آئینہ دیکھا اور ذرا مالوس ہوا تو دماغ میں بات آئی ”ابھی تو دوسرے محبت ہو رہی ہے۔ جب وہ رو رو آئے گی اور اسے دیکھے گی تو اس کا دل ڈٹ جائے گا۔ وہ سب کچھ ہے مگر فرما دی طرح خوبصورت اور لہری لہری نہیں ہے۔“

پھر اس نے دل کو سمجھا یا۔ سونیا غیر معمولی ذہانت کی حامل ہے وہ میرے چہرے کو نہیں سمیٹتی خوبوں اور صلاحیتوں کو دیکھ رہی ہے۔“

یہ بات معلوم کرنے کے لیے پھر پیچھے سے سونیا کے دماغ میں گیا اس کے اندر اپنی طرف سے کوئی بید کی تو وہ سوچنے لگی۔ ”میں کیا کر رہی ہوں۔ ڈیجی کو دیکھنے بغیر اس کی بولیانی پوری ہوں۔ اگر وہ تو رو نہ ہوا تو؟“

”سونیا کی دوسری سوچ نے کہا: ”توقیامت نہیں آئے گی“

”بولنگ معمولی شکل و صورت کے حامل ہوتے ہیں کیا وہ اچھے انسان نہیں ہوتے؟ میں لوگوں کو ان کی آواز دیکھنے اور انہیں کھنگلنے سے پہچان لیتی ہوں اور میرے دل اور دماغ نے اسے پہچان ہی

لیا ہے اور ان بھی لیا ہے۔ وہ خوش ہو گیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر پھر آگے نہیں دیکھنے لگا۔ آنے والے دنوں میں صرف وہی نہیں بلکہ ساری دنیا اسے سب سے زیادہ خوش نصیب شخص کے والی تھی۔ دوست ہوں یا دشمن؟ یہ مانتے ہیں کہ سونیا کو کوئی نصیب نہیں سکتا اور اگر جیت لے تو ساری دنیا کو جیت لے گا۔

”ڈیجی نے سونیا کے سوجا، ٹھیک ہے کہ سونیا تو فری کو نہیں دیکھتی لیکن اس کے ساتھ کھڑے ہو کر دنیا والوں کے سامنے اس کے شان شانہ نظار آنا چاہیے کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیتا چاہیے کہ میں مغللوں میں اپنی سونیا سے کم نظر آتا ہوں ہے اتنا دولت ہو تو ہر نامکمل بات ممکن ہو جاتی ہے ایک بد صورت دولت مند ملائک سرجری کے ذریعے خوبصورت بن سکتا ہے۔ ڈیجی نے پہلے ہی بار پوچھا کہ سپرہ تبدیل کر کے کسی حسینہ عالم کے جسم و جان کا مالک بن جائے پھر خیال آیا کہ کسی حسینہ کو فریب دینا ہے تو ٹیلی پیجی کے ذریعے بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس نے لیا ہی کیا پولینڈ آئی اسے ٹرپ کیا۔ اسے پسند کرنے کا موقع نہیں دیا۔ یہیں وہ لوگیاں بڑی سیراں ہو کر اسے چھوڑ گئیں کہ پتا نہیں وہ کیوں اور کیسے اس پر عاشق ہو گئی تھیں۔ اس نے کسی بھی پیریاں کو خواتین کی عملی حیرت ظاہر نہیں کی تھی۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط رہتا تھا۔

اب وہ سونیا کی خاطر اپنا چہرہ بدلنے کے متعلق سوچ رہا تھا جو اسے دیکھنے بغیر محبت کر رہی تھی اسے وہ میاوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس طرح وہ فرما دے کہ شاد رہے شاد رہے مگر خیر کرتی تھی اسی طرح وہ ڈیجی کے ساتھ رہ کر بھی خیر کرے گی۔ لیا سوچتے وقت خیال پیدا ہوا اگر وہ شکار فرما دیا جاتا تو سونیا اس پر اور ناز کرتی ٹھیک ہے کہ وہ ویسا نہیں ہے لیکن پلاسٹک سرجری کے ذریعے بن سکتا ہے۔

کیا اسے بالکل فرما دینا چاہا جیسے وہ نہیں بالکل فرما دے نہیں، ”رزد دنیا کے گی کہ ڈیجی کی اپنی کوئی شخصیت نہیں ہے۔ سونیا نے اسے فرما دیا کہ تم مشکل پا کر اپنا محبوب بنا لیا ہے۔ پھر اس نے سوجا فرما دے تھوڑی سی مشابہت ہو چو چہرہ اس سے بھی زیادہ پرکشش ہو۔ اُسے دیکھ کر لوگ سوچیں کہ فرما دے کچھ شہادت تو ہے لیکن اس سے زیادہ خوب تر اور مردانگی سے پھر پورے چہرہ ہے۔ اسے دیکھ کر سونیا فرما دے کھول مٹی ہے اور خوب تر ڈیجی کو دل دے بیٹھی ہے۔

یہ بات دل کو لگ رہی تھی۔ اس نے بڑی زرداری سے ایک پلاسٹک سرجری کے ماہر سے رابطہ قائم کیا۔ ابھی وہ پلاسٹک

سے بھی یہ بات چھپانا چاہتا تھا۔ اگرچہ یہ جانتا تھا کہ سیرا سٹر کے ایک اسپانیسی اس کی شکرانی کرتے ہیں اور اس کی دن رات کی مصروفیات کی ریلوٹ اور تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ تاہم اس نے بھی خاص حالات میں نوٹ کو چھپانے اور ایک اسپانیسی کے سرافزماؤں کو پتہ دینے کے انتظامات کر رکھے تھے بہت پہلے کی احتیاطی تدابیر کا کام آنے والی تھیں۔

اُدھر سونیا نے محبت سے سمجھایا تھا کہ ابھی اس کی محبت دوسروں پر غلامی ہو رہی تھی۔ پہلے وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ سیرا سٹر یا کسی غیر طاقت کا غلام بن کر رہے گا یا فراد کی طرح آزاد رہ کر کمزوری کی حمایت میں بڑی طاقتوں سے لڑا کرے گا۔ سونیا نے بے ڈرے زبردست مسئلے میں اٹھایا تھا۔ ڈگری نے کبھی سیرا سٹر کو چھوٹے لڑنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ وہ اس کا بہت احسان مند تھا۔ اس نے ڈگری کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے لیے منتخب کیا تھا۔ اس کی مہربانی سے اس نے ٹیلی بیٹری کا علم حاصل کیا تھا۔ وہ کبھی سوچتا بھی نہیں تھا کہ سیرا سٹر کی غلامی کر رہا ہے۔

سونیا نے سمجھایا۔ ایک غلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ قانکے حکم پر مذہب کے خلاف، قانوں کے خلاف اور لائنیت کے خلاف کام کرتا ہے جبکہ ڈگری نے کیا تھا۔ اس نے سوئی کو انوارا کے سیرا سٹر کی قید میں پینچا تھا۔ اب جو بوجھ وہاں پینچا نا چاہتا تھا سیرا سٹر کی مال، ہنس، بیوی اور بیٹی کو انوارا کا قانوں، مذہب اور لائنیت کے خلاف ہے۔ یہ کام آج تک خرابو نے نہیں کیا کیونکہ وہ کسی کا غلام نہیں ہے کسی کے حکم کا پابند نہیں ہے۔ اس نے ہمیشہ ماؤں، بہنوں اور کمزور افراد کی مدد بھی کی ہے اور مخالفت بھی۔ وہ ایک چھوٹی سی سچائی کے لیے بڑی طاقتوں سے بھی ٹکراتا تھا۔

سونیا کے دلائل سن کر پہلی بار عقل آئی کہ سیرا سٹر نے اس سے جائز اور ناجائز کام کرنے کے لیے اسے ٹیلی بیٹری کا علم دیا ہے۔ اسے یہ عزیز معمولی علم حاصل کرنے کے بعد شیطان بن کر رہنا چاہیے یا لائنیت کی راہ پر چلنا چاہیے۔

وہ اتنی جلدی کوئی مستقل فیصلہ نہیں کر سکتا تھا، اس لیے تذبذب میں تھا۔ دل اور دماغ میں یہ بات نقش ہوئی تھی کہ اسے سونیا کے ساتھ کہے فراد کی طرح اپنا ایک الگ مقام بنانا چاہیے لیکن غلام زنجیر ٹوٹنے سے پہلے چکنا چاہتا ہے۔ اسی وہ جھجک رہتا تھا سخت یا تختہ کے اصولوں پر فورا ہی کسی فیصلے پر نہیں پہنچ رہا تھا۔ وہ آہستہ کے سلسلے تیار ہو کر کہیں باہر جاتا چاہتا تھا۔

فون کی گھنٹی نے اسے پرکھلا سا سنے ٹیلی فون کے پاس اس لیے اٹھایا۔ فون کی خفیہ لائن پر نائب میجر ماسٹر کی آواز سنانی ڈولڈر دونوں ڈگری بوشے نائب سے باہم کرتے تھے اور کھینچتے تھے۔ سیرا سٹر نے گھنٹی کو کہہ کر بے ہوش نائب کو گاہا مہر تھا اس کے پورے حالات پر پھر حقیقت معلوم نہیں کی جاسکتی تھی۔

فون پر نائب نے کہا: "ہیلو رئیس ڈگری! کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: "پہلی ٹی ٹی پر ہوں۔ جو بوجھ لوگوں کی قید سے نکال لانے کے لیے سونیا سے باہم ہو رہی ہے۔ سونیا میری حوصلہ ہے اور مشکل طور پر میری گرفت میں ہے۔" "یہ تمہیں بھی کسے ہوا اور میں سمجھا چکا ہوں کہ سونیا آج تک کبھی اتنی آسانی سے فون کی دشواری سے بھی گرفت میں نہیں آئی۔ یہ مت بھولو کہ جب تم طیارے میں تھانا نہ کروا دیا تو نقصان پہنچا، چاہتے تھے تو سونیا نے اسے تمہارے ٹیلی بیٹری کے ہتھیار سے بچا یا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟ آج تک ہماری تمہاری سمجھ میں نہیں آیا اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے ہم دماغی عمل کہہ دیتے ہیں۔ بہر حال جو تائید تو تم سے چکا سکتی ہے وہ خود تمہاری گرفت میں کیسے آئے گی؟"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے سونیا پر کیا میاب تو ہی عمل نہیں کیا ہے؟"

"تم نے اپنے طور پر کیا میاب عمل کیا ہوگا لیکن اس معاملہ عورت نے عمل کے دوران کوئی ایسا ٹھوس پید کیا ہوگا جو چھپا کچھ میں نہ آیا ہو۔ میں سمجھو کہ تو بچھٹانے کا وقت گزر چکا ہوگا۔" "توجیب ہے، میں بھری چھپے اس کے پورے حالات پر متا ہوں۔ اس کی لاعلمی میں اسے طرح طرح سے آزما چکا ہوں پھر بھی آپ کہتے ہیں تو میں اس پر بھروسہ نہیں کروں گا۔ آپ بتائیں اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"یہی کچھ رسا نہ ڈگری کو سیرا سٹر کی تاثر دو کہ پھر دساکر رہے ہو۔ تم اسکو سے جو بوجھ لو اپنے طیارے میں لاؤ گے تاکہ وہ کوئی چال نہ چل سکے۔"

"یہی ہوگا جناب!" "جو بوجھ لو لانے کے لیے جو تمہارا اختیار کرنا ہے۔ مجھے آگاہ رکھنا۔ جبران عمل کرتے وقت جان ڈگری کو بھی ساتھ رکھنا۔" "وہ تو سوئی کے معاملے میں مصروف ہے۔" "نہیں، وہاں چاکل بھاریا گیا ہے۔ اور یہی تمہاری حقیقت کا دماغ ہے۔ جان ڈگری کی بیماری نے اس کے لیے کاسیا کی راہیں ہوا کر دی ہیں۔ میرا مشورہ ہے سونیا کو ابھی آنے نہ دے۔ کبھی کبھی اس کے پاس جاؤ اس کے خیالات پر پھر کہہ سکتا ہوں۔"

جان ڈگری جگہ رسوئی کے پاس جایا کر ویسکون علی تیمور کو کسی طرح بھی روکو۔ اطلاع ملی ہے کہ وہ کھیل کے راستے سرحد پار کرنے والا ہے۔ ہم اپنی تمام فوج اور تمام ٹیلی بیٹری کی بارود دیکھا دیں گے لیکن اسے مالک کے ساتھ سرحد پار کرنے نہیں دیں گے۔" "جناب! آپ جس معاہدے پر تیار ہیں تو کوسمیں میں حاضر چلا جاؤں گا لیکن میں اپنی وفاداری کا واسطو تیار ہوں۔ مجھ سے کوئی بات نہ چھپانی جائے۔"

"تم سے کون سی بات چھپانی جا رہی ہے؟" "یہی کہ کسی مصلحت کی بنا پر مجھے سونیا کے پاس سے چھپایا جا رہا ہے۔"

"یہ بات تمہارے دماغ میں کیوں آئی؟"

"یوں آئی کہ جان ڈگری عیاض نہیں ہے۔ آپ نے اسے پاس اور میڈون کے پھیر لگا گیا ہے۔ مجھے پتا چلا ہے ایک لائنی ریلوٹ میڈون اور سرحد پار لے جاتا چاہتا تھا اور اس ریلوٹ کو جان ڈگری گائیڈ کرتا ہے۔"

"تمہاری معلومات غلط ہیں۔ سیرا سٹر کے لیے جان ڈگری کے پاس جاؤ اور اس کی عیاض کر کے واپس آجاؤ۔ میں فون پر ہوں گا۔ اس نے خیال خواتی کی پرواز کی پھر ڈگری کے پاس پہنچے ہی بولا: "میرے دوست! اساتس ذر کو تائید میں نہیں ڈگری ہوں۔" وہ کمزوری سے مسکراتے ہوئے بولا: "میں بیمار پڑا ہوں! ماسن کی یاد رکھو گا۔ فی الحال خیال خواتی کے قابل نہیں ہوں۔" "تک سے بیمار ہو؟"

"کل شام سے بستر پر ہوں کوئی پندرہ گھنٹے گذر چکے ہیں۔" "میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

"میرے لیے تو ڈاکٹر ہی کچھ کر رہے ہیں۔ ویسے میری بیماری کے باعث تمہاری مصروفیات بڑھ گئی ہوں گی۔"

"ہاں! اب میں رسوئی کے پاس جاؤں گا کیا تم میڈونا کے پاس جاتے رہے ہو؟"

"توجیب ہے، تم مجھ سے پوچھ رہے ہو میں نے ایک بار توجیب چاہ میڈونا کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تھا، وہ ایک لائنی ریلوٹ کے ساتھ وقت گزار رہی تھی۔ ان کی باتوں سے پتا چلا کہ ریلوٹ کے دماغ میں کوئی خیال خواتی کرنے والا رہتا ہے۔ میرے خیال میں وہ تم ہی ہو سکتے تھے۔ اس لیے میں واپس نہ آیا۔"

"جان ڈگری! میں آج تک کبھی اس ریلوٹ کے دماغ میں نہیں گیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے متعلق سوچتے ہیں۔ اور سیرا سٹر کی تیسرے ٹیلی بیٹری جاننے والے سے یہ کام لے رہا ہے اور تم سے یہ بات چھپا رہا ہے۔"

"جب تم ریلوٹ کے پاس نہیں جاتے تو میری بات ہوگی۔ میرا سٹر کو ہماری وفاداری کے باوجود ہم پر اعتماد نہیں ہے۔" "یہ دل دکھانے والی بات ہے۔ جب اعتماد نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہمارا وفادار رہنا ذر ہمارا رہا ہے۔" "اور اسے ڈیوٹی کی سہولت سے چھٹے ٹیلی بیٹری جاننے والے کو ہم سے چھپانے میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔"

"میں کہتا ہوں کہ سونیا نے فون کو زبردستی چھپا جانے والوں کے متعلق معلوم نہ ہو۔ ایسے تو سونیا ملک کے بہت سے اہم راز ہمارے دماغوں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ چونکہ وہ راز ہم سے چھپا نہیں جاسکتے تھے اس لیے چھپانے نہیں گئے۔ پھر یہ کہ ہمارا دماغ کمزور نہیں ہے۔ کوئی ہماری اجازت کے بغیر ہمارے خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ کبھی دماغ کمزور ہوگا اور دشمن بہت سے راز معلوم کرے گا تو ایک یہ بھی معلوم کرے گا جو ہم سے چھپایا جا رہا ہے۔"

"ہرگز ڈگری! تم ہمت غصے میں ہو۔ ویسے مجھے بھی اپنی توہین کا احساس ہو رہا ہے۔ سچ نہیں مہر کرنا چاہیے اور اب یہ اندازہ کرتے رہنا چاہیے کہ ہماری کتنی کاہلیت ہے۔ اور ہمیں کس حد تک اپنی اسلٹ بروا شت کرنا چاہیے۔ جو دشمن نہ آؤ گھنٹہ دماغ سے سوچو۔ میں بھی سوچتا ہوں۔"

"میں فرصت ملے ہی آؤں گا، سو فارا۔"

"وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر دوبارہ سیرا سٹر کو بولا: "میں جان ڈگری سے خیریت معلوم کر کے آیا ہوں۔ وہ جلد چھ مصلحت یاب ہو جائے گا۔"

"اور کیا باتیں ہوئیں؟"

"کوئی خاص باتیں نہیں ہوئیں۔ بیماریا سے زیادہ نہیں بولنا چاہیے۔"

"مجم کسی لائنی ریلوٹ کی بات کر رہے تھے۔ میں تمہاری غلط فہمی دور کر دوں کہ ہمارے اس ریلوٹ کو کسی ٹیلی بیٹری جاننے والے کی زہنیاتی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات دماغ سے نکال دو کہ تم دونوں کے علاوہ بھی ہمارے پاس کوئی خیال خواتی کرنے والا ہے۔"

"یہ بات کیسے دماغ سے نکالی جاسکتی ہے، میڈونا ابھی ایک نامعلوم مکان کی چار دیواری میں قیدی بنا کر رکھی گئی ہے۔ اخصائی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ یہ خیال خواتی کر سکتی ہے نہ ہماری سوئی کی لہروں کو محسوس کر سکتی ہے۔ میں اس کے پورے خیالات پر پڑھ چکا ہوں۔ وہ خیالات کہتے ہیں کہ ریلوٹ کو ایک ٹیلی بیٹری جاننے والے کا گائیڈ کرنا ہے۔ آپ دماغ میں چھپی ہوئی کتنی بات کو چھپانا کیوں چاہتے ہیں؟"

نائب پیر مارٹر نے کہا: اگر تم نے پور خیالات پڑھے ہیں تو یہ دشمنوں کی چال ہوگی۔ وہ ہمارے ردلوٹ کے دماغ میں جا کر اسے گمراہ کرنے کی کوششیں کرتے ہوں گے۔ شاید اسی وجہ سے ہم میڈونا کو سرحد پار لانے میں ناکام رہے ہیں۔

”جناب امیڈونا کوئی معمولی چیز نہیں ہے جس پر پاؤں کی جھولی میں جاسے گی اسے منبروں سپر یاور بنا دے گی اور آپ نے اسے حاصل کرنے کی فرمائش کی سرحد سے باہر لانے کے لیے شخص ایک ردلوٹ پر بھروسہ کرنا چاہیے کہ یہ خیال توانی کرنے والوں کی جگہ ہے۔ یہ جنگ کوئی ناقابل شکست ردلوٹ نہیں لڑ سکتا۔“

”پرنس ڈیگیا میں تنہا کوئی منصوبہ نہیں بنانا میرے پیچھے بڑے بڑے جنگ بازوں سائنسی علوم رکھنے والوں اور حاضر و ماضی سے کام لینے والوں کے دماغ ہیں۔ میں ان کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رہا ہوں۔ ہمیں اس پر عمل کرنے کا حکم متعلقہ افراد کو دیا گیا ہے۔ انہیں ہمارے ہاتھوں سے اس ردلوٹ کے متعلق میں بھی کچھ زیادہ نہیں جانتا۔“

”مجھ کو جانا چاہتے ہیں۔ جہاں جسم، ہمارا دماغ، ہماری جان اور ہماری دن رات کی محنت اس ملک اور قوم کے لیے ہے۔ ہمارے جیسے وفاداروں سے کوئی بات چھپانے کا مطلب ہے کہ ہم پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ ہماری وفاداری کبھی ناقدری ہوتی ہے اور فریاد کی ذیلی خواہ ماسکوں میں ہوا، شکن میں ہوا پیرس میں، اس ذیلی کے ہر محاذ کا تعلق ہم سے ہے۔ جنگ لڑنے والوں کو ہر محاذ کی اور ہر چیز کا علم ہونا چاہیے۔ شطرنج کے ہر خانے کے مہرے کو دھیان میں رکھ کر چال آگے بڑھانی جاتی ہے۔“

”آج تم اپنے مزاج اور اپنی عادت کے خلاف بہت بول رہے ہو۔“

”آپ ذرا خود کو رکھیں مجھے بولنے پر مجبور کیا گیا ہے ورنہ میں صرف ضرورت کے مطابق بولتا ہوں۔“

نائب پیر مارٹر نے کہا: ”وہ پیکو بڑے ذلیلے پیر مارٹر ملک پہنچ رہی تھیں۔ اس نے نائب سے کہا: پرنس ڈیگیا سے کوئی ملکی اور سیاسی معاملات میں ہم جیسے تمام افراد اپنے اپنے فرائض تک محدود رہتے ہیں اور یہ نفع نہیں کہنے کے دوسرے معاملات میں انھیں قابل اعتماد کیوں نہیں سمجھا گیا۔ اس سے کوئی اسے جتنا کام وادیا جائے اتنا ہی کہے۔ اس کا کام عمل کرنا ہے، ہمارا کام ہونا اور منصوبہ بنانا۔ ہم سب اپنی اپنی جگہ اپنے فرائض نبھانا بند ہیں۔ وہ اپنا کام کرے اور سونیا سے نئے منصوبہ کی

رپورٹ ہر دس بندہ منٹ میں پہنچاتا ہے۔ تاکہ کسی مرحلے پر مگر عورت دھوکا نہ دے سکے۔“

نائب نے کہا: ”جناب اپنرس ڈیگیا کو اب رپورٹوں کے پاس بھی جانا ہوگا۔“

”نہیں! سے صرف ایک ہی محاذ پر سونیا کے ساتھ مرنا رہنے دو۔ جو جو وہاں سے نکال لائے ہیں وہیں رہنے دینا چاہیے۔ کیا رپورٹوں کے ہاتھوں سے نکل چکی ہے؟“

”یہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا علی تمہارے سونج کھلے۔ سرحد پار کرنے سے پہلے ہی اس کے ہوش اڑ جائیں گے تمہیں ڈیگیا سے باتیں ختم کرو۔“

نائب نے فون پر پرنس ڈیگیا سے کہا: ”تمہاری باتیں بہت دوسرے اعلیٰ دماغوں تک پہنچ رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تم سب کو صرف اپنے فرائض کی ادائیگی تک محدود رہنا چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ دوسرے معاملات میں ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے معاملات سے تمہارا تعلق ہوگا تو ان کو ملنا پڑے گی تم پر بھروسہ کرنا چاہئے گا۔ بہر حال تمہیں صرف سونیا کے ہاتھوں سے ہی پتہ چلے گا۔ رپورٹ دینا ہے کہ ہو جو ہو وہاں سے لانے کے لیے کن تدابیر کس طرح عمل کیا جا رہا ہے۔ اب آئندہ دس بندہ منٹ کے بعد تمہارے رابطہ قائم کرنے۔۔۔“

تھینک یو، سو فار۔“

پرنس ڈیگیا نے ریسپونڈ کر رکھا۔ وہ اسے اس کا جواب ملتا تھا کہ صرف اپنے کام سے غرض رکھنی چاہیے۔ اصولاً یہ بات درست تھی، ملک اور قوم کے معاملات میں بھی ہوتے ہیں اور ناکامیوں کو کوئی تکتا ہی اہم شخص ہوا سے ہر معاملے میں راز دار نہیں بنایا جاتا۔ لیکن بعض لوگ جو ہمیشہ اہم فرائض انجام دیتے ہیں، کچھ مزدور جلتے ہیں اور رازداری کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ یا پھر لہتی راہ بدلنے کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ پرنس ڈیگیا کے دماغ میں سونیا سمائی ہوئی تھی، اس کی بات دل کو لگ رہی تھی کہ اسے فریاد کی طرح آزادی سے ملنی چھٹی وقت کو مثبت مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ لہذا وہ پیر مارٹر سے مشورہ کر سونیا کی لہ پر عمل کرنے کے لیے کھوٹے کھڑے اعتراضات شروع کر کے لگا تھا۔ اس نے سونیا کا تصور کیا۔ حالانکہ روبرو وہ سونیا سے دیکھا نہیں تھا۔ تصویریں خوب دیکھی تھیں۔ اس کے ایک ایک گوشے کے ایک ایک بات کو بڑی توجہ سے پڑھا اور کچھ تائیدیں بخش گئے۔ وہ تمام بھی لو بھی بائیں بیک اور بے سنی ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنے کے عشق میں اس کی مکڑیوں کو جھول گیا تھا۔ یادو اپنی سبھی تھی کہ وہ دنیا کے لیے مگر اپنے اور میرے لیے مجبور۔

وہ بچے سے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ بڑی خوش فہمی تھی کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔ بیکہ وہ دماغ کے اس ترخانے میں جہاں کوئی خیال توانی کرنے والا نہیں پہنچ سکتا۔ قذوہ جو اور مارے کے متعلق سوچ رہی تھی کہ انھیں حاصل کرنے اور اس کی سرحد سے نکال لانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ ہانک لینا اور اعلیٰ سطح تک کو ایک میل کرنا ہوگا۔ انھیں زبردست نقصان پہنچانے کی دیکھیاں دینا ہوں گی۔ تمہا کیانی کی کچھ امید ہوگی۔ اس کی سوچ کے درمیان آمد کرنے اگر کوڑو وڈو ڈاڈا ایسے پھر لیا۔ میں ابھی جو جو کے پاس سے آ رہا ہوں۔ میں کیا بتاؤں کہ مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔ وہ بڑی سنجیدگی سے اپنے موجودہ حالات جو ذکر رہی ہے۔ اب پہلے جیسا کچھ کاہن میں اس میں نام کو بھی دیتا ہے۔“

”ہاں، کیا اس نے ذہانت کا کوئی ثبوت دیا ہے؟“

”ہاں، جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں، مانگ میں کے ڈاکٹر نے اسے سمجھایا ہے کہ وہ ایک ردی لاوارث لڑکی تھی۔ سرکار کی طرف سے اس کی پرورش ہوئی ہے اور اسے سرکاری انعامات دیئے گئے ہیں۔ علم عمومی علم سمجھا گیا ہے اور اس کا نام مولینا آندرڈ ہے۔ وہ دوسری طرف میں اس کے دماغ میں جا کر اسے جو جو کہ لڑکھاپ کر رہا ہوں۔ پہلے وہ لکھتی تھی اپنی اصلیت معلوم کرنے کے لیے بے چین تھی۔ اگرچہ وہ مجھے بھائی تسلیم نہیں کرتی۔ تاہم مجھ پر اعتماد کرتی ہے۔ کچھ دنوں میں اسے اسے راپسولین کی شیطانی انھوں نے اور اس کے توہین عمل سے بچایا تھا۔ وہ بڑی ذہانت سے سوچ رہی ہے کہ وہ کسی پھر بھروسہ نہیں کرے گی نہ جو جو ہے۔“

”یہ مولینا آندرڈ ہے۔“

”یہی وہ مانگ میں اور ڈاکٹر کے سامنے مولینا آندرڈ بننے سے انکار کر رہی ہے؟“

”آہرنے کہا: ہاں، یہ خوشی کی بات ہے۔ مانگ میں سمجھ لے گا کہ میں اس کے دماغ میں جا کر اسے جو جو کہتا ہوں۔“

”اسے سمجھنے دو۔ اب میں جو جو کہتا ہوں اسے لے جانے کی نہیں بڑے عمل کروں گی۔“

”تم کیا کرنا چاہتی ہو؟“

”میں سب سے پہلے تو یہ کہہ دوں گی ڈیگیا کہ میں ڈیگیا میں سے اسے لے کر آؤں گا۔ لہذا اعتماد کرنے کی ہوں۔ وہ ہمارے منصوبے تک تک رہے گا۔“

”تمہاری ذہانت اور طریقہ کار پر آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ لیکن میں اتنا ضرور پوچھوں گا کہ کیا وہ پیر مارٹر کے خلاف اتنا متحضر دے رہا ہے؟“

”میں نے یہی سوال اس سے کیا ہے، اس سے پوچھا ہے کہ وہ کسی بھی شہر طاقت کا غلام رہے گا یا فریاد کی طرح آزاد رہ کر اپنا ایک الگ مقام بنائے گا۔ وہ کسی وقت بھی اگر اپنا فیصلہ سنانے والا ہے۔“

”فرمان کرو اسے غلامی پسند ہو تو؟“

”سونیا ایک سرحد بھر کو بولی نہ سزا دل ٹوٹ جائے گا۔“

”تعب ہے اس معاملے کا دل سے کیا تعلق ہے؟“

”بہت گہرا تعلق ہے۔ ڈیگیا میں فریاد میں سونیا ہیں۔ میں نے اس کی آواز اور لہجے سے تعین کیا ہے کہ وہ دل کا سچا اور دماغ کا پھل ہے۔ میرے ساتھ رہے گا تو فریاد سے بھی نیا پیر مارٹر اتوں کو ناول سے جو ادا ہے گا۔“

پرنس ڈیگیا دماغ میں چھپا ہوا سن رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔ یہ دل خوش کرنے والی بات تھی کہ سونیا بہت دور تک اس کے مستقبل کو جانا سونپنا چاہتی تھی۔ بے پارہ معمول گیا تھا کہ عورت پھر عورت ہوتی ہے۔ مرد کا حال لگا ڈیگیا نے مستقبل کیا سونپا ہے۔“

”آہرنے کہا: اگر تم ایک ڈیگیا کے متعلق اتنے اچھے خیالات رکھتی ہو تو وہ یقیناً چھا ہوگا اور مستقبل میں بہت نام پیدا کرے گا۔ یہ بتاؤ ابھی کیا کرنا ہے؟“

”تم نے جو جو بتوئی عمل کیا ہے اور میڈونا نے پاسکل بوباک کے دماغ کو لاک کیا تھا تاکہ پیر مارٹر کے خیال توانی کرنے والے اسے شہید نہ کر لیں۔ لہذا ہمارے منصوبے میں میڈونا بھی شریک رہے گی۔“

”اب میڈونا ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ دشمنوں کے فریب میں آگئی ہے، ایک انسانی ردلوٹ سے عشق کرنے لگی ہے۔ اور اس ردلوٹ کا تعلق پیر مارٹر سے ہے۔ کیا میں میڈونا اور ردلوٹ کی ہر شہری سناؤں؟“

”چھپو جی میں لوں گی تم میڈونا کی آواز اور لہجہ اختیار کر کے پاسکل بوباک کے دماغ میں جاؤ۔ اسے اپنی کوی سنا کر لادو۔ پھر اس پر ہر شہری عمل کر کے میڈونا کے ظلم کو اس کے دماغ سے مٹا دو اور اسے اپنا معمول اور فریاد وار بنا لو۔ یہ عمل کرتے وقت ڈیگیا تمہارے ساتھ ہوگا اگر وہ عمل کرے پاسکل بوباک کو اپنا مطیع و فرمان بردار بنا جائے تو اعتراض نہ کرنا۔ میں ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے ڈیگیا پر کتنا اعتماد ہے۔“

”وہ بہت بڑی بات کہہ رہی تھی۔ پرنس ڈیگیا کو یہ بات متاثر کر رہی تھی کہ ایک طرف پیر مارٹر اپنا بوجھ اٹھا ڈیگیا کرتا ہے اور سونیا اپنی بیٹے کے لیے اس پر بھروسہ لوار اٹھا کر رہی ہے۔“

وہ آکر سے بولی۔ تم پندرہ منٹ کے بعد آؤ۔ ڈیجے میرے پاس آئے ہی والا ہے۔ پھر وہ تمھارے ساتھ پاسکل بوباکے دماغ میں چلے گا۔

آرمر چلا گیا۔ وہ جان بوجھ کر عشقہ انداز میں ڈیجے کے متعلق سوچنے لگی۔ پھر ڈیجے نے وہ لہجہ ڈیجے سے مخاطب کیا۔ وہ چونک کر بولی کہ کیا ابھی آئے ہو یا پہلے سے موجود تھے؟ وہ ہنسنے ہوئے بولا۔ یہ بھی شہرہ نہ کرو۔ ابھی آیا ہوں۔ کیا سوچ رہی ہو؟

”سوچ رہی ہوں، عجیب دیوانی ہوں تمھارے بارے میں چلنے لگانے کا یہ سوچتی رہتی ہوں۔ مگر ابھی تک تمھارا نام نہیں پوچھا ہے، صرف ڈیجے کہنے سے بات نہیں بنتی۔ اس دوسرے کا نام بھی ڈیجے ہے؟“

وہ بڑے جذباتی انداز میں بولا۔ میری جان محبت کا کوئی نام نہیں ہوتا جس نام سے بل کر لوگی دیوانہ چلائے گا۔ بانی دی وے مجھے پرس ڈیجے کہتے ہیں؟

وہ بولی۔ بلے پرس امیر سے خوالوں کے پرس آتے تھے۔ نام ہے تمھاری شخصیت کی طرح تمھارے نام میں بھی کشش ہے۔ تم نے کیا فیصلہ کیا؟

وہ تعریف میں کڑوٹوٹو ہو رہا تھا۔ جب فیصلہ سنانے کی بات آئی تو خوشی ڈرا کر ور پڑ گئی۔ وہ پوچھا کہ تم نے بولے لولا۔ میں تمھارا دل نہیں توڑوں گا۔ تمھارا ساتھ دوں گا لیکن سمجھیں نہیں آنا۔ پھر ماسٹر کو دھوکا کس طرح دوں؟

”سمجھ نہیں آتا تو مجھے دھوکا دے دو۔ تم نے تو بولیں کہ میرے دماغ کو کھینچی میں نے کہا ہے جس طرح چاہو مجھے بچا سکتے ہو۔“

”پلیز سونیا! طے نہ دو۔ میں نے عامل کی حیثیت سے ابھی تک تمھارے مزاج کے خلاف کوئی کام تم سے نہیں لیا۔ تم تو اس بات کی گوارہ ہو۔“

”اس لیے تو تم پر مڑتی ہوں۔ سوچتی ہوں کہ میں یہ عشق چھے دنگا بڑے۔ جب مرد کمزور ہوتا ہے، محبت کے حق پر جس فیصلہ کرنے سے چکنا چتا ہے تو عورت گھر کی رہتی ہے نہ گھاٹ کی بے چاری بدنامی کے گھاٹ اترا جاتی ہے۔“

”میں کمزور نہیں ہوں۔ تم سے پوچھنے آیا ہوں۔ میرا ماسٹر سے میری علیحدگی کن حالات میں ہوگی؟ ابھی فوراً ہونی چاہی۔ وہ کہتا ہے سونیا پھر وسانہ نہ کرو۔ جب ماریہ اور جو جو کوریاں سے نکالا جائے گا تب پھر ماسٹر کا خاص طریقہ استعمال کیا جائے گا تاکہ تم دھوکا نہ دے سکو۔ ہم اسی صورت میں کیا کریں گے؟“

”جو پھر ماسٹر چاہتا ہے، وہی کریں گے۔“
”کیا کہہ رہی ہو؟“
”تم پریشان کیوں ہوتے ہو؟ جو جو اور ماریہ باہار ہوا کے ادارے میں پہنچ جائیں گی۔“
”کیسے؟“

”میں حالات کو دیکھتے ہوئے چال بدل دیتی ہوں ابھی سے کیسے بتاؤں کہ پھر ماسٹر اپنا دل بھیجنے سے پہلے دھوکا کھائے گا یا ہماری پرداز کے بعد اس طریقہ کی سمت چلا دیا جائے گی۔“

”میں تو یارک میں ہوں۔ پھر ماسٹر اور اس کی بلیک مائیاں کے سفر سائوں کو میری رہائش گاہ کا علم ہے۔ وہ پوچھیں گے۔ اپنی نظروں میں رکھتے ہیں۔ میں کہاں جاتا ہوں، کس سے ملتا ہوں، کیا کھاتا ہوں، کیا پہنتا ہوں۔ انھیں تمام باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ فراڈ ظاہر ہوتے ہی مجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔“

”پرس! تم پھر ماسٹر سے مرعوب ہو۔ میرے سامنے یہ کمزوری چھپا رہے ہو۔ ورنہ ٹیلی فون پر جاننے والے بڑی آسانی سے نکلنا کرنے والوں کو کچھ نہیں ڈال دیتے ہیں۔“

”میں کیا بات کہنے چاہتا تھا۔ بلیک مائیاں کے کہنے ہی جاسوں میری خیال خوانی کی منتھی میں ہیں۔ انھیں دھوکا دے کر سب سے پہلے اپنی رہائش گاہ تبدیل کرنا اور اپنے پیہرے پر تھوڑی تبدیلی لانا چاہتا ہوں۔“

”شاباش! تم ہر فرد کے انداز میں منصوبے بنا رہے ہو۔ تمھیں موجودہ رہائش گاہ کو ایسے وقت چھوڑ کر دوٹوں ہونا چاہیے جب ہم جو جو اور ماریہ کو پھر ماسٹر کے طریقہ سے ملنے لے رہے ہوں۔“

”ٹھیک ہے میں یہی کروں گا۔“
”آرمر نے آکر ڈوڈو ڈوڈو زادا کیے۔ سونیا نے کہا۔ ماسٹر اپنی ڈیجے میرے دماغ میں جو جو دہی کیا میں تمھارے کراؤں؟“

پرس نے کہا۔ میں ایک آدھ ہار ماسٹر آکر سے سوچ کے ذریعے باتیں کر رہا ہوں۔ مگر تب ہم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اوہ سو رہی، میں نے غلط کہا۔ میں دشمن تھا۔ ماسٹر کے متعلق سب کہتے ہیں کہ کسی کے دشمن نہیں ہیں۔“

آرمر نے کہا۔ ”شوکر نہیں پرس! مجھے یہ معلوم کہ بے ہوشی ہو رہی ہے کہ تم بھی انسان دوستی کی راہ پر چل رہے ہو۔ جو جو میری بہن ہے، میری عزیز ہے۔ اگر تم میری پاسی کی بھی بہن کو عزت سے اس کے گھر پہنچاتے ہو تو تم سے بڑا آدمی انسان کوئی نہ ہوگا۔“

”تم لوگوں سے دوستی کر کے مجھ انسانیّت کی بہت سی دشمنیاں نظر آ رہی ہیں۔ میں منفی خیالات کو مار کر ان لوگوں پر مزید چڑھتا ہوں گا۔ مجھے بتاؤ اب کیا کرنا ہے؟“

سونیا نے کہا۔ ”میں چاہتی ہوں تم باہر نکل لو ہا کے مائع کو اپنے نالیوں میں رکھو۔ ماسٹر آکر تمھیں اس کے دماغ تک پہنچائیں گے۔“
آرمر نے کہا۔ ”اگر پاسکل کے دماغ میں جانے کا کام رات کو کسی وقت کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ یوں بھی ہم اتنی جلدی جو جو کو یہاں سے نہیں لے جاسکیں گے۔“

”کیا انٹوشن کی کوئی بات ہے؟“
”انٹوشن یہ ہے کہ دماغی پریشن کے بعد اسے کم از کم ایک ہفتہ بستر آرام کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر اس کا سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ ابھی کسی مزدور کے سخت نتیجے سے اٹھانے ہیں پھر آرام سے اٹھتے ہیں۔ حالات میں اسے اسٹریچر پر ڈال کر کسی طیارے میں لے جانا مناسب نہیں ہوگا۔ مگر اس کے ٹانگے ٹوٹ گئے ہیں پاس طرح کا اور نقصان اسے پہنچ سکتا ہے۔“

سونیا نے کہا۔ ”تم نے بتایا تھا کہ وہ نارمل ہے، اپنے متعلق کوئی اور ذہانت سے سوچ رہی ہے۔“
”بے شک سوچنے کی ہنر اس کی دماغی قوت کا اندازہ ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر اس پریشن میں توقع سے زیادہ کامیاب ہے۔ لیکن پریشن کے نتیجے میں زخم اور ٹانگے بھی بچے ہیں۔ وہ جہاں بڑی ہے اسے وہیں رہنا چاہیے۔ اس کی جگہ سے اسے فی الحال ہٹا بھی نہیں جاسیے۔“

”تم ڈاکٹروں کے خیالات بھی پڑھتے ہو؟“
”ہاں ان کے خیالات پڑھنے کے بعد ہی میں یہ باتیں کہہ رہا ہوں۔۔۔“

”اسی بات ہے تو ہم ابھی جو جو کی زندگی خطرے میں نہیں ڈالیں گے۔“

پرس ڈیجے نے پوچھا کہ کیا میں پھر ماسٹر کو جو جو کے وجود و حالت بتاؤں؟ یہ معاملہ کشائی میں پڑ رہا ہے۔“
سونیا نے کہا۔ ”مجھوری ہے تم جو جو کے ڈاکٹروں کے ہاتھ اور خوراک کے خیالات پڑھ کر پھر ماسٹر کو تفصیلی رپورٹ دو۔“
”وہ پوچھے گا، میں جو جو کے دماغ میں کیوں نہیں جاتا۔“

آرمر نے کہا۔ ”اسے بتاؤ کہ جو جو کا دماغ بے حد کمزور ہے۔ اگر وہ اپنی سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کرتی اس کے دماغ میں ہائے سے بچا رہی کی سوچیں کمزوری کے باعث منتشر ہو جاتی ہیں کوئی سوچ اپنی جگہ قائم نہیں رہتی۔“

سونیا نے کہا۔ ”پرس! تم پھر ماسٹر سے کہہ سکتے ہو کہ اسے ہٹاؤ تو ہر دو دوسرے ڈیجے کو جو جو کے دماغ میں پہنچ کر تمھاری

رپورٹ کی تصدیق کر سکتا ہے۔“
آرمر نے پرس ڈیجے سے کہا۔ ”میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمھیں جو جو کے ایک ڈاکٹر تک پہنچاؤں گا۔“

پرس نے کہا۔ ”سونیا! میں جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر کے خیالات پڑھنے کے بعد پھر ماسٹر کو رپورٹ دوں گا پھر اگر تمھیں اس کا جواب سناؤں گا۔“
سونیا نے کہا۔ ”آرمر! ماسٹر پرس ڈیجے کو ڈاکٹر کے پاس پہنچا کر میرے پاس آؤ۔“

آرمر ایک منٹ کے اندر ہی واپس آ گیا۔ سونیا نے کہا۔ میں یہ سوچ کر جو جو کو جلد سے جلد لے جانا چاہتی تھی کہ پھر ماسٹر میری اصلیت سمجھ گیا ہے۔ کسی وقت بھی میرے چہرے سے نقاب اٹھا سکتا ہے۔ اگر ہم جو جو کو یہاں سے لے جاتے ہیں ایک ہفتہ تک انتظار کریں گے۔ تو وہ کم بخت اسے میری مکاری کبھی گھٹھک بھینٹے تک ابھی گرفت میں رکھنے کے لیے کوئی دوسری چال پٹلے گا۔ اس سے پہلے ہی مجھے یہاں سے غائب ہو جانا چاہیے۔ تاتیا۔ تاکہ نقاب اتارنا پڑے گا۔“

”دانش مندی ہی ہے۔ دیکھتے تم اپنی جاتی سماجی دیکھو جو جو کی نگر کر دو۔ اس کے خیالات پڑھ کر میرا حوصلہ بڑھتا ہے اور یہ یقین ہوتا ہے کہ کوئی اسے ہرکا نہیں سکے گا۔ وہ نہ میری باتوں میں آتی ہے، نہ اس کا مین کی اس بات کا یقین کرتی ہے کہ وہ سونیا آندھن ہے اس سے اس کی قوت ارادی کا پتا چلتا ہے۔ وہ صرف اپنے طور پر فیصلہ کرتی ہے۔ رگہ رگہ دشمنی نہیں چھیتی جانے والوں کی بات تو وہ اس کی دماغ میں نہیں آسکیں گے۔ میرے تو بڑے عمل کے مطابق آنے والوں کو جنہیں اس کے دماغ میں منتشر ہو جایا کریں گی اور وہ اُسے ٹریپ نہیں کر سکیں گے۔“

”ابھی بات ہے اب آدھے گھنٹے بعد آنا اور آگے سے پہلے جناب ریش مناسب سے پوچھ لیں کہ تم میرے دماغ کے خورد خانے میں کیسے آؤ گے تاکہ پرس ڈیجے سے چپ کر باہر نکل سکو۔ مجھے اپنی سمت آنے والے طوفان کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ آگے ایک آدھ گھنٹے میں کچھ ہونے والا ہے۔ بہتر ہے تم آدھے گھنٹے میں پاسکل بڑا کو اپنا مسلح اور فرائیو رہا کرو پھر میرے پاس آؤ۔“
وہ چلا گیا پرس ڈیجے نے ڈاکٹر کے خیالات پڑھنے کے بعد نائب سے خون پر رابطہ قائم کیا۔ پھر جو جو کے متعلق تفصیلی رپورٹ سنائی۔ دوسری طرف پھر ماسٹر سپیڈ کے ذریعے رپورٹ پڑھ رہا تھا اس نے کہا۔ ”ایک ہفتے تک سونیا پھر ماسٹر کے کام طلب ہے اسے بچھلنے کی مصلحت دینا۔ ہم اپنی بڑی طاقت پر گزر رہے ہیں نہیں کریں گے۔“

پرنس ڈیجیٹل کے نام سے سونیا پر بھروسہ کر سکیں یا نہ کریں، جو جوگی مکمل صحت یابی کا انحصار ہی ہوگا۔

”انحصار کیا جا سکتا ہے لیکن اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ سونیا سے کہو، وہ روز سے باہر آکر میرے خاص ایجنٹ سے ملاقات کرے اور یہ بھی بتاتا رہے کہ وہ روز کو وہاں سے لانے کے سلسلے میں اہم معاملات طے کئے۔“

”وہ روز کے باہر آپ کے ایجنٹ سے کہاں ملاقات کرے گی؟ باہر جانے کے سلسلے میں اس پر پابندیوں کا اندازہ ہو سکتی ہیں۔“

”ماسک مین اور دوسرے اعلیٰ حکام ایسے ممالک میں ہاتھ کے جانے پر حاضر نہیں کریں گے جو روس کے سامنے میں رہتے ہیں۔ مثلاً وہ بلغاریہ کے مشرقیہ تک آ سکتی ہے اور اپنے ساتھ پاسکل بڑا بولا سکتی ہے۔“

”جناب! وہ اور پاسکل بڑا بولا وہاں کے دو اہم ستون سمجھے جاتے ہیں۔ دونوں کو ایک ساتھ ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔“

”اجازت نہیں ملے گی تو وہ چھپ کر ڈھوکا دے کر آئے گی۔ پاسکل بڑا اپنے افسیائوں میں نہیں ہے۔ آکر ملے اس کے داغ کو لاک لیا جاوے۔ وہ سونیا کی سلامتی کے لیے پاسکل کو بلغاریہ منور پنجانے کا تم نے کیا تھا سونیا تمہارے اشاروں پر عمل رہی ہے وہ آکر کے ذریعے تمہیں پاسکل بڑا کے داغ تک پہنچائے گی۔ یہ ابھی تک صاف بات ہی باتیں ہیں مل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ تمہیں فوراً پاسکل بڑا کو اپنی صفائی میں لینا چاہیے تھا۔“

”ابھی میں وہی کہنے جا رہا تھا۔ سونیا کی ہدایت پر مجھے آکر نے جو جوگی ڈاکٹر کے داغ تک پہنچا تھا۔ اب وہ مجھے پاسکل تک بھی پہنچائے گا میں جا رہا ہوں۔“

”وہ سونیا کے پاس آیا ہے۔ پھر پاسکل کا حکم سنایا سونیا نے کہا۔ تم آکر کے داغ میں جاؤ۔ وہ تمہیں پاسکل تک پہنچائے گا۔“

”وہ خیال خوانی کے ذریعے آکر کے پاس گیا۔ اس نے سانس روک لی اور سری بارگیا۔ اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ وہاں آکر سونیا سے بولا۔ آکر کو کھینکے کا موقع نہیں دینا سانس روک لیتا ہے۔ کیا تم نے آکر سے کوڈورڈز کا تبادلہ کر لیا تھا؟“

”ہاں سے درمیان مخصوص کوڈورڈز کی کوئی بات ہو گئی تھی۔“

”کیوں نہیں ہوئی تھی؟ تم اس کے داغ میں گئے پھر جو جوگی کے ڈاکٹر کے پاس پہنچے۔ آکر بھی امر کی ضرورت نہیں آ سکتی تھی۔ تم دونوں کو ڈورڈز مخصوص کرنے لگے پتا نہیں تھے۔“

”میں بھول گیا تھا لیکن آکر متاثر تھا۔ پاسکل کیوں ہے؟ وہ داغ میں

آنے والے کی بات تو سننا چاہیے۔“

”وہ اس لیے محتاط ہے کہ اب ہماری ٹیم میں وہی ایک بگڑا خزانہ کرنے والا ہے۔ باقی جو بھی داغ میں آئے گا وہ وہیں بگڑا اس لیے وہ سانس روک لیتا ہے۔“

”اُسے تو سونیا چاہیے کہ میں دوست بن گیا ہوں میں آسکتا ہوں۔“

”تمہاری اس سے دوستی شروع ہوئی ہے۔ آپس میں احمق قائم رکھنے کے لیے تم دونوں کو پہلے سے ایک دوسرے کے داغ میں آنے کے معاملات طے کرنے تھے۔ پھر تم نے نہیں کیا۔“

”تم اس سے کیسے رابطہ کرتی ہو؟“

”میں کبھی نہیں کرتی۔ وہی آکر کو ڈورڈز اور کتا ہے پتا نہیں اب کتنی دیر میں آئے گا۔“

”یہ تو بڑی مشکل ہوگئی، میں پھر پاسکل کو کیا جواب دوں؟“

”تم ڈراسی ہات پر پریشان کیوں ہو جاتے ہو؟“

”میں حیران ہوں کہ تم اسے ڈراسی بات سمجھ رہی ہو۔ پھر ہات تمہیں اپنی گرفت میں رکھنے کے لیے بلغاریہ بلارہا ہے اور تم نے کوئی تشویش نہیں ظاہر کی۔“

”دیکھو، تشویش ہوگی مجھے یا تمہارے ماسکوں اس لیے پراہات رہنے دو، اپنی صفائی میں جا کر کہ دو جو جوگی حالت نشوونما ہوگئی ہے۔ دو ڈاکٹر اسے پوری توجہ سے آئینہ کر رہے ہیں۔ ان ڈاکٹروں کے داغوں میں ہے اپنی بن کو اس حالت میں چھل کر پاسکل بڑا کے داغ میں نہیں جانا چاہتا اور ہم اسے جانے پر مجبور نہیں کر سکتے اس لیے انحصار کرنا چوگا۔“

”اور تمہارے بارے میں کیا کہوں؟“

”کہہ دو جیسے ہی آکر اپنی بن کی طرف سے ملے ہوگا سونیا کی ہدایت کے مطابق وہ پاسکل کو بلغاریہ جانے پر مجبور کرنے کو جب پاسکل ولانڈ وار جاکے گا تو سونیا تانیا کی حیثیت سے اس کا تاقب کرتی ہوئی بلغاریہ پہنچ جائے گی۔“

”اس نے نائب سے رابطہ قائم کر کے یہ بات کہہ دی تھی۔“

”نئے کتا میں تیرا ہوں تو سونیا اتنی آسانی سے اس طرح باتیں مانتے رہے ہیں؟“

”جناب! آپ کی کیوں بھولتے ہیں کہ وہ سری مولدہ جا میر سے اس کمالات کی باند ہے۔“

”مولدہ کی ہنرمیں۔ وہ تو بڑی مل کے باعث حیرت شوقیہ پرتھاری حکومت ہے پھر شوری طور پر سونیا ہے۔ جان بچھلے پر لکھ کر اسکو گئی ہے۔ پاسکل بڑا کو اسپتال میں اور تانیا نے کوڈورڈز میں پہنچا دیا ہے۔ جو جوگی وہاں سے نکالنے کے لیے ہم لوگوں کو

بلغاریہ کے پھر سیاہ میں پہنچا کر خود جو جوگی کے ساتھ پھر پھر جانے گی اور تم خوش دہی کے تعلق میں چاہتے رہ جاؤ گے۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا جناب! وہ عورت آپ میسول کے ہاں اس پر کس قدر چھائی ہوئی ہے۔ جب وہ چھٹی تھی تب بھی اس سے کہہ رہے تھے اب وہ سہرا ہات پر جھک رہی ہے تب بھی آپ انڈینڈ میں گھرے ہوئے ہیں۔“

”پھر پاسکل نے کہا۔ ہاں وہ ایسی ہی بلا ہے کہ ہمیں کسی کو ٹھ پوز لینے نہیں دیتی۔ جانتی ہے جب ہمیں چھائی ہے سونی ہے تب بھی نینڈ پر اتانی ہے۔ پتا نہیں کب پیدا ہوئی تھی اور کب مرے گی۔ ہمارے بس میں ہوتا تو ہم فرار سے پہلے اسے ہی قبر میں پہنچا دیتے۔ وہ عورت اس کے قابو میں آتی ہے نہ ہی کبھی آئے گی۔“

پرنس ڈیجیٹل کو اس سوچنے لگا۔ ”وہ خطرناک اور حسین بلا پھر مر رہی ہے۔ میرے قابو میں ہے۔ جب یہ بات پھر پاسکل اور ساری دنیا کو معلوم ہوئی تو سب حیران رہ جائیں گے۔“

”پھر پاسکل نے کہا۔ میں نہیں مانتا کہ جو جوگی حالت نشوونما ہے اور آکر نے اپنی بہن کی خاطر دوسری مصروفیات چھوڑ دی ہیں یہ سونیا کی چال ہے۔ وہ تمہیں پاسکل بڑا کے داغ تک نہیں پہنچائے گی۔ جاؤ دیکھو وہ کیا کر رہی ہے؟“

پرنس ڈیجیٹل زیادہ سے زیادہ سونیا کے پاس ہی رہنا چاہتا تھا۔ وہ پھر اس کے داغ میں آیا پھر پریشان ہو گیا۔ وہ بے ہوش تھی اس نے آکر کو دیکھا لیکن بے ہوشی کے باعث داغ کو رو۔ تھا اس کی سوز کی لہروں کو نہیں سمجھ رہا تھا اس نے نائب کے پاس آکر کہا۔ ”جناب! غضب ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہوگئی۔“

”کس کی بات کر رہے ہو؟“

”میں کبھی سونیا کے داغ میں گیا تھا۔ وہ دائمی طور پر نائل ہے۔ کچھ پتا نہیں چل رہا ہے کیسے بے ہوش ہوگئی ہے اور کہاں پڑی ہوئی ہے۔“

”یہ بھی اس کی چال ہوگی۔ وہ اچانک بے ہوش کیسے ہو سکتی ہے۔“

”کیا صحت ہے آپ کو کسی بات کا یقین ہی نہیں آتا کوئی دشمن اس پر قابو آیا ہوگا جس طرح ہم نے اس کے کھانے میں دوا ملا کر اس کے اعصاب کو روکے تھے اور میں تو یہی عمل کرنے میں کامیاب ہوا تھا اس طرح کسی دشمن نے اسے دھوکے سے بے ہوش کر لیا ہے۔“

”ماسکو میں اس کا دور کوں دشمن ہوگا۔ وہ تانیا بن کر یا کس دشمن کو لگو تو جاری ہے۔ ہم نے اسے ابھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا

ہے۔ ہماری مصلحت کے مطابق وہاں یہودی تنظیم کے ایجنٹ نہیں ہیں پھر وہ بے ہوش کیسے ہوگئی؟“

”آپ کی مصلحت غلط ہو سکتی ہیں، وہاں یہودیوں کے ایجنٹ ضرور ہوں گے۔“

”تو پھر میرے پاس کیا کر رہے ہو۔ وہاں ہمارے ایجنٹوں کے ذریعے سونیا تک پہنچو۔ وہ تانیا نہ بھی جا رہی ہے اسے ماسک مین کے آدمی اسپتال لے گئے ہوں گے۔“

”وہ ماسک مین ایک ایجنٹ کے پاس خیال خوانی کے ذریعے پہنچا ہے۔ حکم دیا۔ تانیا کی رہائش گاہ کی طرف چلو۔ پھر اس کے گلے سے دو دریا اور وہاں سے کسی مسلح کارڈ کی آواز بھے سنانے کی کوشش کرنا۔ میں اس کا ڈر کئے ذریعے تانیا نے سونیا تک پہنچ جانوں گا۔“

ایجنٹ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ پرنس ڈیجیٹل تو ڈیڑھ کے لیے جو جوگی کے ایک ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اس ڈاکٹر کے پاس فوج کا ایک اعلیٰ افسر بیٹھا فون پر حیرانی اور پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔ کیا کر رہے ہو؟ تانیا نہ کو غوا کیا گیا ہے؟ ہس نے کیا ہے؟ کیسے کیا ہے؟ وہ کوئی معمولی کام تو ضرور تھی نہیں ہے۔ اسے احوال کرنا چوگا۔ کاکھیل نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو گیا؟“

پرنس ڈیجیٹل نے فوج کے افسر کے داغ میں پہنچ کر سنا۔ دوسری طرف رپورٹ دینے والا افسر کہہ رہا تھا۔ تانیا نہ کے کمرے میں سامان بھرا پڑا ہے اور ایک سرخ پانی گئی ہے۔ لیبارٹری سے آنے والی رپورٹ کے مطابق اس سرخ میں بیوشی کی دوا تھی لیکن تانیا نہ کو بے ہوش کرنے کے بعد اسے کہیں چھپا لیا گیا ہے۔ دشمن اتنی جلدی سے ماسکو سے ہاپتین لے جا سکیں گے۔ ہسٹر کے باہر جانے والے تمام راستوں کی ناک بندی ہو چکی ہے۔ مجرم جلد ہی گرفتار ہوں گے۔“

پرنس ڈیجیٹل نے ایجنٹ کے پاس آکر کہا۔ تانیا نہ کی رہائش کی طرف توجہ دو۔ یہاں یہودی ایجنٹوں کو تلاش کرو۔ میں تمہارے پاس آتا ہوں گا۔“

”وہ دائمی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا۔ کرے میں شیلے لگا رہا۔ اسے فرار کی طرح کوئی زبردست قدم اٹھانا تھا۔ اپنی سونیا کو دشمنوں کے چہرے سے چھڑا کر دینا والوں کے سامنے ثابت کرنا تھا کہ وہ فرار سے کم نہیں ہے۔ سونیا کامر کر ملانے کا۔۔۔ مستحق ہے۔“

”وہ بڑی دیر تک ٹھٹھا رہا لیکن سونیا کو انکو انکار کرنے والوں تک پہنچنے کی کوئی تدبیر کبھی نہیں آ رہی تھی۔ پتا نہیں ایسے وقت سونیا اور فرار کس طرح حاضر رہائی سے کام لیا کرتے تھے۔ اگر وہ

کسی طرح اپنی ذہانت سے بچ نکلے گی تو اس نے عاشق کے لیے بڑی شرمندگی کی ہانت ہوگی۔ وہ بار بار فوجی محضروں، ڈاکٹر واناو سیریا سٹرکے ایجنٹوں کے دماغوں میں جا رہا تھا۔ سبھی کو بھگانا پڑ کر رہا تھا اور تاتیا نے کو تلاش کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ لیکن سونیا کی کم شگنی اور طول، بیوشی بھگدیں نہیں آ رہی تھی۔

دراصل اس کا دماغ اس کی آنکھیں اور اس کا وجود ناقابل فہم تھا۔ کیونکہ بااثر و واسطی مرحوم کی خاص روحانی عنایات اس پر تھیں۔ استنبول کے ایک بزرگ کی دعائیں اس کے لیے تھیں اور جناب شیخ الفارغ غلام البرقی اس کی رہنمائی کرتے تھے۔ اسی لیے کوئی اس کے دماغ کے پورے جانے تک نہیں پہنچا یا تھا۔ وہ کسی توہمی عمل سے محروم نہیں ہوتی تھی۔ پرنس ڈیجی یا کوئی بھی خیال خواتی کرنے والا اس کی اصلی دماغی حالت معلوم نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ بنگلانہ دین نے اس کے دماغ پر اپنا عمل مستحکم کر رکھا تھا۔ ابھی اس پر ایسے ہی عمل کا پربہ پڑا ہوا تھا۔ پردے کے ابھرنا ظاہر ہے ہوش بھی اور دل بھر پور سے ہوشی و خواہش میں تھی۔

اس نے تاتیا کا ایک آپ ختم کر دیا تھا۔ اب ایک عام عورت کے ٹوپ میں تھی۔ وہ حیرت اپنے پاس پورٹ کے ذریعے یوگوسلاویہ کے شہر بلخاؤر جانے والی تھی۔ تاتیا کا ایک آپ ختم کرنے سے ماسک بین اور اس کے لوگ سمجھ رہے تھے کہ ان کی ناقابل شکست تاتیا کو دشمنوں نے اسخو کیا ہے۔ اس کی دوسری حال کے مطابق آرمی نے پاسکل یوگا کے اندر ختم کر اس کی دماغی توانائی میں اضافہ کیا تھا۔ اب وہ امریکی مرضی کے مطابق کمر رہا تھا۔ "پرنس تندرست ہو گیا ہوں۔ وہ... وہ مہرے پاسٹر کا پیوگر میرے پاس آکر کمر رہا ہے" تاتیا نے ان کے قبضے میں ہے۔ میں نے ڈیجی کو دماغ سے بھگانا ہے۔"

ماسک بین خوش ہو گیا تھا کہ اس کے خیال خواتی کرنے والے کی دماغی توانائی بحال ہو گئی ہے۔ اس نے کہا: پاسکل فرات تاتیا کے دماغ میں جاؤ اور معلوم کرو۔ دشمنوں نے اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے؟" یہ نہ کہ پاسکل بڑبانے انھیں بند کر لیں جسے خیال خواتی کر رہا ہو جانا۔ انکس کا باپ بھی خیال کی پروا نہیں کر سکتا تھا۔ آرمی نے اس کی آنکھیں بند کر دی تھیں۔ بغور ڈیرینک اسے ملتا ہے میں دکھاتا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں کھول کر اس کی زبان سے کہا: "وہ ایک طیارے میں جا رہی ہے۔ اس کے دماغ پر ایک ڈیجی نے قبضہ جما رکھا ہے۔ جو مجھے اس کے ذریعے معلوم کرنے کا موقع نہیں دے رہا ہے کہ وہ کس طیارے میں ہے اور کہاں لے جاتی جا رہی ہے؟"

یہ معلوم ہوتے ہی ماسک بین، وہاں کے حکام اور فوجی افسران پریشان ہو گئے۔ تاتیا نے ایک مایہ ناز سیکورٹ ایجنٹ کو اس نے اپنے ملک کے لیے بڑے اہم کارنامے انجام دیے تھے۔ اس کا آخری کارنامہ یہ تھا کہ اس نے سونیا میں ناقابل شکست عورت کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ ماسک بین اور اس کے ملک کے لوگ اس پر جتنا بھی ناز کرتے تھے، تمہا، ملک کے کتنے ہی اہم راز اس کے سینے میں محفوظ تھے۔ یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ پرنس سے راز گلوں لیں گے۔

حاجب پاسٹر کو معلوم ہوا تو اس نے ہاٹ لائن پر ماسک بین سے کہا: "یہ سراسر جھوٹ ہے سونیا تم سب کو آؤ بنا رہی ہے تاتیا کا کوئی وجود نہیں ہے سونیا نے اسے بہت پہلے ہی قتل کر دیا تھا اور خود تاتیا نے ان کو جو جو کو وہاں سے لے جانے کے اختتام میں تھی۔"

ماسک بین نے کہا: "میں تاتیا کو تم سے زیادہ جانتے ہوں پچھلے میں تم اسے اسخو کر کے ہم سے جو جو کا مطالعہ کرنا چاہو گے تو یہ تمہاری نادانی ہوگی۔ تاتیا نے تمہارے لیے گئی کی ہڈی بن جائے گی جسے نہ اگل سکو گے نہ نکل سکو گے۔"

"میں کہتا ہوں تاتیا نہ بچی ہے۔" اگر وہ مرنے ہے تو کیا کسی طیارے میں اپنی ماں کو لے جا رہے ہو؟

"تم نے بات کو بدم کسی کو اسخو نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سونیا کی چال ہے۔" "فرض کیا کہ سونیا زندہ ہے۔ تاتیا نے ان کو نہیں بے وقوف بنا رہی ہے۔ پھر وہ جو جو کو چھوڑ کر ایک طیارے میں کیوں جا رہی ہے۔ سونیا ایسی تو نہیں تھی یا ہے کہ اتنے دنوں ماسکوں میں رہے اور اپنا مقصد پورا کر کے بغیر واپس چلی جائے۔ تم کیوں لگا پچھوں کی طرح بھلا رہے ہو؟"

پھر پاسٹر نے پرنس ڈیجی سے پوچھا: "یہ کیا ہو رہا ہے؟ ماسک بین کا خیال خواتی کرنے والا کتا ہے کہ تاتیا نے طیارے میں سفر کر رہی ہے اور تم کہتے ہو کہ وہ ابھی تک بیوشی پڑی ہے؟" وہ بولا: "میں ابھی ایک منٹ پہلے اس کے مکرور دماغ میں جا کر آیا ہوں۔ پاسکل بڑا بھجوت کتا ہے۔ پھر یہ چاہک پاسکل کے اندر خیال خواتی کی توانائی کیسے آگئی یہ تو کوئی آدہا پتھر ہے۔"

"بے شک سونیا کا شیطانی دماغ سب کو سمجھنے میں مثال بنا ہے۔ آرمی نے اس کی ہدایت کے مطابق پاسکل یوگا کو اپنا اکرار بنا لیا ہے ایک طرف وہ دیو پوش ہو گئی ہے تاکہ ہم ان کے چہرے سے

جہاز کا نقاب ڈالنا سکیں۔ دوسری طرف پاسکل کے ذریعے ماسک بین کو قتل کر دیا گیا ہے کہ تاتیا نے کو اسخو کیا جا رہا ہے۔ یہی بات ہم لاکھ سرخ کر سکتے رہیں کہ وہ سونیا ہے۔ ہماری بات کو تسلیم نہیں کرے گا۔ کیونکہ ان کا خیال خواتی کرنے والا تاتیا کے اسخو ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ اور گاڈا ربر عورت اپنی کھوپڑی میں شیطان کا مغز رکھتی ہے۔"

پرنس ڈیجی نے کہا: "لیکن سونیا تو بے ہوش ہے۔" "میں نے تمہیں پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ سونیا کے پچھلے مغز میں کارناموں کو ان کی پوری اہمیت کے ساتھ یاد رکھو۔ تم ایک بار تاتیا کے دماغ میں پہنچ کر ناز کرنا یاد کرنا چاہتے تھے۔ سونیا نے ایسے وقت تاتیا کو اپنی آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا پھر اس کی آنکھوں کے سونے تمہاری شبلی پیچھی کو نام یاد دیا تھا۔ تم تاتیا کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اس واقعے کی روشنی میں کچھ کچھ کی کوشش کرو۔ جو عورت دوسروں کو کٹی پیچھی کے متحمل سے بچاتی ہے وہ جو اس بھتیجا سے کیسے زیر ہو سکتی ہے۔ وہ تمہیں پتہ نہ دے رہی ہے۔ اپنے دماغ سے یہ بات ہمیشہ کے لیے نکال دو کہ اس سٹیٹل کے پورے خیالات پڑھے جا سکتے ہیں اور اس پر توہمی عمل کا اثر ہو سکتا ہے۔ یہ سب ہماری خوش فہمی تھی۔"

وہ باتیں سن رہا تھا اور اس کا دل ٹوٹ رہا تھا۔ اس کے لاشعور میں یہ بات تھی کہ سونیا ایسی فولاد نہ ہو جیسی بیان کی جارہی ہے اور جیسی ثابت ہوتی آ رہی ہے۔ بس وہ آخوش میں آکر کھیل جانے والی محبوبہ ہو جیسی وہ اپنی فطرت اور مزاج میں موم ہوتی ہے۔ اگر ایسی نہ ہو تو شاعری اور سن میاں میں نہیں آتی، فولاد کے ذکر میں آتی ہے اور فولاد سے محبوبہ نہیں تلوار ڈھالی جاتی ہے۔ وہ بے چارہ سونیا سے نہیں ڈر دھاری تلوار سے عشق کر رہا تھا۔ ادھر پاسکل بڑبانے ماسک بین سے کہا: "میں نکلن محسوس کر رہا ہوں۔ سمجھتا ہوں کہ بے چارے کے بعد مجھے مسل خیال خواتی نہیں کرنی چاہیے۔ ویسے ہی تاتیا کا سفر چلتا نہیں کب تک ہماری رہے گا جب وہ طیارے سے باہر آئے گی تو میں معلوم کر لوں گا کہ وہ کہاں پہنچائی جا رہی ہے۔"

ماسک بین نے کہا: "ٹھیک ہے تم غصہ ڈیرو اور آرام کرو۔ اگر آرام کرتے رہنے کے دوران کوئی خاص بات سامنے آئے تو مجھے فوراً رابطہ کرنا۔" پاسکل بڑا دماغی طور پر حاضر ہوا، انڈھال ہو کر کمر بند ہو گیا۔ آرمی نے کہا: "میں نے غصے سے بے خبری سے خیال خواتی کی ہڈی لگا کر ہے۔ اس لیے سر میں درد ہو رہا ہے۔"

"میں تمہارا سچا گزرا ہوں۔ تم نے مجی پروا نہ کرانی ہے، تم نے ہی مجھے اتارنا دی تھی۔ درد میں ابھی صفروں ایک ہات تباہ ہو چکے زہرہ رکھو گے؟" "زندگی اور موت خدا کے اختیار میں ہے۔" "مجھے آرمی بھی آرمی کو مارتا ہے۔" "میں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔"

"سونیا مجھے نہیں چھوڑے گی میں اس سے ہات نہ چاہتا ہوں۔ اسے اپنی وفاداری کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔" "تم اس کے کام آتے رہو گے کسی مرحلے پر دھکا نہیں دو گے تو اسے یقین ہو جائے گا۔ زبان سے زہلو، عمل سے بولو۔" "وہ جو کہہ گی تم جو کہو گے میں کرتا رہوں گا۔" "تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔ سونیا کے وفادار رہ کر تم انسان بن جاؤ گے۔ شبلی پیچھی کو دوسروں کی بھلائی کے لیے استعمال کرو گے تو خدا بھی خوش رہے گا۔ بندے بھی خوش رہیں گے میں تمہاری دیر کے لیے جا رہا ہوں، اچھے یقین ہے تم اپنی بھلائی کے لیے سوچتے ہو گے۔"

"اگر تمہاری خیر ہو تو وہی میں ماسک بین کسی نہایت اہم خیال خواتی کے لیے کہے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟" "اول تو میں ایک منٹ سے زیادہ غیبر حاضر نہیں رہوں گا کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو تم نکلن اور کزوری کا ہماؤ کر کے خیال خواتی کے مسئلے کو ٹھال سکتے ہو۔"

اگر اس عورت کے دماغ میں آیا جس کے روپ میں سونیا بلزاؤ کا سفر کر رہی تھی۔ وہ عورت اپنے اپنا منٹ میں بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے ہوش میں آنے کے بعد بعد مکمل سکنا تھا۔ اس نے سونیا کے پاس جا کر کہا: "وہ ابھی تک جس و حرکت پڑی ہوئی ہے۔"

سونیا نے رسٹ واپس کو دیکھتے ہوئے کہا: "میرے اندازے کے مطابق وہ آ رہے گھنٹے کے اندر ہوش میں آجائے گی تم پندرہ منٹ کے بعد جاؤ پھر ویسا کہا ہے ویسا ہی کرو۔" وہ واپس آیا پاسکل بڑا باواؤ کی آمد کا پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ تو وہی عمل کے مطابق دوسری تمام سوج کی لہروں کو محسوس کرتے ہی ماسک بین کو لیتا تھا۔ وہ سوج رہا تھا۔ بد یقینی پوچھ کر نہیں آتی۔ بس چاہک ہی شہ زور کو کمزور بنا رہی ہے۔ میں شبلی پیچھی جاننے کے سفر میں کبھی سونیا بھی نہیں تھا کہ اس طرح کمزور اور دوسروں کا صحیح بکر رہ جاؤں گا اور سفر کو بند کیسے ڈھلاؤ، ایک عورت نے پتھر لڑا کہ میری انگلیاں تو پڑا لیں اور مجھے خیال خواتی کے قابل نہیں چھوڑا۔"

آمر نے اس کی سوچ میں کہا۔ مجھے یوں نہیں پونچھنا چاہیے جلد ہی دماغی توانائی بحال ہو جائے گی میں پھر خیال خوانی کرنے لگوں گا۔ سانس روک لیا کروں گا۔ پھر آرمی میرے دماغ میں نہیں آسکے گا۔

وہ گھبر کر غلامی تنکے لگا سوچنے لگا۔ آرمی کس وقت بھی میرے دماغ میں آسکتی ہے۔ مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہیے میری بھلائی ہی سوچنے میں ہے کہ آرمی تمام میرے دماغ میں آنا ہے اور مجھ سے اپنے اس کمات کی تمیل کرتا ہے۔ میں ہریشہ اس کا وفادار رہوں گا۔ آرمی اے مرٹا آرمی کا تم موجود ہو جو دیکھو دیکھو تمہارا وفادار بن کر سوچتا رہتا ہوں۔

اس نے جواب میں دیا۔ وہ گھڑی دیکھ کر سوچنے لگا۔ "وہ منٹ گزرنے کے آسنے ایک منٹ میں آنے کے لیے کہا تھا۔ شاید کسی مسئلے میں الجھ گیا ہے۔ بہر حال مجھ ہی ہونا ہے وفادار بن کر سوچتے رہنا چاہیے۔ میں وہ فدا ہوں جو وفادار ہوں۔ وفادار ہوں۔" اکثر لوگ عبادت کرتے وقت ایسا ہی سوچتے ہیں کہ میں خدا کا عبادت گزار اور نیک بندہ ہوں لیکن سجدے سے اٹھ کر روٹی کرتے ہیں جس میں نا اور ضروری تسکین ہوتی ہے۔ وہ وفاداری کی قسمیں کھاتا تھا گھوڑا دماغ کے ذمے میں پور خیالات کہہ رہے تھے میری ٹیلی پیچی کی صلاحیت بحال ہو چکا۔ میں سانس روک کرنے والوں کو جھکاؤں اور آوازوں میں ٹیلی پیچی کی دنیا کا شہر ہوں، مجھے آزاد کر کے مارنا چاہا میں؛ آرمی نے کہا۔ "بس کرو مجھے تعین ہو گیا ہے کہ تم وفادار ہو۔ جب توانائی حاصل ہوگی تو زنجیریں توڑ ڈالنا میں اس وقت تمہاری ضرورت نہیں رہے گی، تم ابھی ضروری ہو۔"

وہ پاسکل بڑھانے کے پاس بندہ منٹ گزار کر پھر کسی عورت کے پاس آیا۔ وہ اسی طرح بستر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ رمانی حالت بتا رہی تھی کہ پرنڈ منٹ میں ہوش آگے گا۔ آرمی نے انتظار کیا، "جب وہ پرانی سوچ کی لہروں کو سونے کے قابل ہوتی تو اگر اسے ٹیلی پیچی کی لوری سنانے لگے دماغ میں بقیہ نقل کرنے لگا کہ وہ دس گھنٹے تک آرام سے گری نیند سوتی رہے گی۔ دروازہ پر دستک ہو یا ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی رہے، وہ غرق وقت سے پہلے بیدار نہیں ہوگی۔"

اس نے سونیا کو آکر بتایا کہ دس گھنٹے تک راز نہیں کھلے گا۔ وہ بولی۔ "دس گھنٹے بہت ہیں۔ انشاء اللہ میں چھ گھنٹے میں بخیر بخیر ہونے جاؤں گی تم پاسکل کے پاس جاؤ۔"

گھنٹے بعد اس نے پاسکل کے دماغ میں پھر توانائی پیدا کی۔ وہ ماسک میں کے نائب کے دماغ میں پہنچ کر بولا۔ "میں پاسکل ہوں مزوری رپورٹ دے رہا ہوں۔"

کلیپوٹ کے ذریعے فوراً ماسک میں سے رابطہ قائم کیا گیا۔ پاسکل نے کہا۔ "تائیا تو کو کو سلاو رہنا چاہیے۔" پوچھا گیا۔ "تعمیر کیسے معلوم ہوا؟ کیا تائیا زکا دماغ وطن میں بیٹھی ہلنے والے کے قبضے میں نہیں ہے؟"

"وہ مسلسل تائیا زکا کو اپنے قبضے میں رکھتے ہیں۔ زاس کی آنکھوں سے زاس کے کانوں سے سمجھنے دیتے ہیں کہ طیبے میں کس قسم کے مسافر ہیں اور وہ ایک دوسرے سے کیا لول لگا رہی لیکن ایک خیال خوانی کرنے والا گھنٹوں دماغ پر قبضہ نہیں جاسکتا۔ اسے کبھی چنک یا کاٹھی آسکتی ہے، اس پر کوئی ناگمانی آفا ڈرنا سکتی ہے۔ ایسے میں مہول کا دماغ گھوڑی دیکھنے کے آزاد ہونا چاہیے۔ یہ ہمیں عمل میں خیال خوانی دھنکے کے لیے کیا ہوا تھا۔ تائیا زکا دماغ گھڑی ایک منٹ کے لیے آزاد ہوا۔ وہ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا تھی اور نہ قیدی بنا کر لے جانے والوں کی ایسی کی ایسی کر رہی تھی۔"

"تم یہ بتاؤ اس کے ذریعے کیا معلومات حاصل ہوئیں؟" وہ یوگوسلاویہ کا طیبہ تھا تائیا زکا کو طیارے سے اتر کر ایک کار میں بٹھا گیا اس کے آس پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک نے ڈرائیور سے کہا۔ "پولیس اسٹیو ریجا چلو یہ گاڑی آگے چل پڑی۔ دوسرے نے تائیا زکا کو دیکھ کر بولا۔ "مشرطو چلو کیا تم موجود ہو؟" یہ سوال کرنے سے پہلے ہی ڈیجر والہس الگ تھا اس نے کہا۔ "میں گھوڑی دیکھ کے لیے غیر حاضر ہو گیا تھا۔ کیا تم لوگوں نے کسی ملکہ کا نام لیا ہے؟" ایک نے جواب دیا۔ "ہاں، ہم نے پولیس اسٹیو ریجا کا نام لیا تھا۔" ڈیجر نے کہا۔ "تو تم نے گھڑی پاسکل بولہ نے مزور بنا ہوا۔ اب تائیا زکا کو زاس بولڈن لے جایا جائے گا۔ زاس شہر میں رکھا جائے گا۔ فلائنگ کلب اس کے لیے گاڑی کا راستہ بدل گیا۔ فلائنگ کلب جانے کا ہی قصد ہو سکتا ہے کہ وہ شہر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

ماسک میں نے کہا۔ "پاسکل انھیں ڈیجر سے چھوڑ کر آئیں کرنا چاہئیں اس طرح چھوڑا معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔" میں نے ہی کیا تھا۔ اس نے کہا، "مجھے اتنی زبردستی تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا اور تائیا زکا کے ذریعے کچھ دیکھنے سنانے کا موقع نہیں ملے گا۔ البتہ تم لوگوں کا یہ جس قسم کمزوروں کہ تم تائیا زکا کیسے لے کر آئے؟ سونا اور تیانوٹ کرو۔ گوری سٹریٹ میں ایک عورت روٹی سونوٹ اپنے ہاتھوں

مزید سوچا میں ایک طویل گہری نیند سو رہی ہے۔ اس کے کانوں کے پاس ڈھول بجائے جائیں تب بھی شام پانچ بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوگی۔ ہم تائیا زکا کو اس عورت کے ایک اپنی اور پاسپورٹ میں یہاں لائے ہیں۔ میں بس جاؤ۔"

آرمی پاسکل بولہ کے ذریعے سونیا کی گھڑی ہوتی کہا مانی ہانک میں کو سنا رہا تھا۔ مانی کے آخری حصے میں حقیقت سچی پوئیں اور تیلی جنس کے افروزی سونوٹ کے اپارٹمنٹ میں بیٹھے دروازہ دستک پر بند تھا تو اس کے لاک کو توڑا گیا۔ روٹی کو گھوڑا کر مانی بارگنے کی کوٹھ میں کی گئیں۔ پھر ایک انفر نے کہا۔ "زبردستی دئی جائے۔ یہ ٹیلی پیچی کے ذریعے سلائی گئی ہے۔ جبراً بیدار کرنے سے اس کے دماغ پر بڑا اثر پڑ سکتا ہے۔"

دوسری طرف یوگوسلاویہ کی پولیس اور تیلی جنس والوں سے رابطہ کسے کہا گیا کہ وہ پور ایک اور تین بجے کے درمیان فلائنگ کلب سے جتنے طیبے اور تیلی کا پٹر ہوا کر کے میں ان کی پرواز کی منزل نوٹ کی جائے۔ وہاں ہاکر ایسے لوگوں کا سامنا کیا جائے جن کے ساتھ ایک عورت سفر کرتی رہی ہو۔

عزم میں کو سنیاروں سے لے کر یوگوسلاویہ اور امریکا تک ماسک میں اور پھر پاسکل کے آرمیوں کو ڈرائیو سچی ضرور اسی شہر بلغز میں گھوم رہی تھی۔ روٹی سونوٹ کا ایک آپ اور پاسپورٹ ختم کر دیا تھا۔ پاسکل بولہ اس کی بلائنگ کے مطابق بار بار ماسک میں سے کہہ رہا تھا۔ مجھے یوگوسلاویہ جانے دو میں تائیا زکا کے قریب سے قریب تو کروں گا۔ ڈھونڈ ہی نکالوں گا۔"

ماسک میں نے کہا۔ "تم پوری طرح صحت مند نہیں ہو پھر قریب تر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے کبھی بھی پہنچ سکتے ہو۔"

اس نے جواب دیا۔ "میں زیادہ فاصلے تک خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوں تو خشک جاتا ہوں۔ ذہنی پرواز مجھے نہیں دکھائے گی کہیں ایسا نہ ہو۔ میں پرواز کی تکنیک مجھے پھر میرا کر دے۔"

اس آخری بات نے ماسک میں کو مجبور کر دیا۔ اس نے حکم دیا کہ ایک طیارے میں پاسکل بولہ چاند جاسوں اور فوجی جوائنٹ کے ساتھ جانے گا۔ اس کی دیکھ جھال کے لیے ڈاکٹر اور ڈیسی جی ہوں گی۔ بلغز میں بھی سیکورٹی کا ڈھانچہ سمیت ہرے میں ٹھہرائے گا اور کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تمام اہم اہم اہم تدابیر عمل کرتے ہوئے پاسکل بولہ کو انکارت ایک طیارے میں روانہ کیا گیا۔ وہ صبح چار بجے بلغز پہنچ

گیا۔ وہاں زبردست ہرے میں اس کی رہائش کا انتظام کیا گیا۔ تھانکین اس نے کہا۔ "ابھی مجھے چانک تائیا زکا دماغ پرنڈ سٹریٹ کے لیے آزاد مل گیا تھا۔ اس سے پتا چل گیا کہ وہ اسی ملک کے شمال مغربی شہر بیکو میں ہے۔ مجھے فوراً وہاں سے چلو۔"

اس کے حکم کے مطابق ایک تیلی کا پٹر لایا گیا۔ اس نے سوار ہونے سے پہلے پائلٹ سے چند باتیں کیں۔ گھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "میں مطمئن ہوں پائلٹ قابل اعتماد ہے۔ چلو۔" تیلی کا پٹر وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ایک انفر اور تین مسلح جوان تھے۔ اس میں زیادہ فراڈ کی گنجائش نہیں تھی۔ ٹرانسپورٹ کے ذریعے رہ گیا کی فوجی چھاؤنی میں اطلاع دی گئی کہ پاسکل بولہ پہنچ رہا ہے اس کے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے جائیں لیکن وہ لوگ رہ گیا شہر منڈی کے آرمی انفر کے دماغ پر قبضہ جایا۔ انفر نے پائلٹ سے کہا۔ "تیلی کا پٹر کو شہر سے کھلا میں دور آنا۔ یہ سب سے خفیہ منصوبہ کا ایک حصہ ہے۔"

پائلٹ نے کہا۔ "مشرطو پاسکل بولہ آپ انفر کا دماغ پڑھ کر بتائیں۔ کیا منصوبہ واقعی یہی ہے؟" پاسکل نے کہا۔ "میں ہاری باری ہر سب کے دماغوں میں رہتا ہوں۔ انفر دست کہہ رہا ہے۔ تیلی کا پٹر آنا دو ہم دشمنوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔"

تیلی کا پٹر زمین پر پہنچ گیا۔ انفر اپنی جگہ سے اٹھ کر تینوں مسلح جوائنٹوں سے بولا۔ "فوراً میرے ساتھ چلو۔ ہم پرنڈ منٹ میں پھر یہاں واپس آئیں گے۔"

وہ تینوں مسلح جوان اتر گئے۔ پھر اپنے انفر کے حکم کے مطابق اس کے ساتھ دو ٹپے ہوئے جانے لگے۔ پائلٹ نے پوچھا۔ "یہ کہاں جا رہے ہیں؟" آرمی نے انفر کے دماغ کو چھوڑ دیا۔ پائلٹ پر قبضہ جما لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں تیلی کا پٹر کے پیچھے نے پھر گردش کی اور فضا میں بلند ہونے لگا۔ انفر نے سر کو جھٹک کر سوچا۔ "یہ میں جنگل میں کیسے پہنچ گیا؟" اس نے تینوں مسلح جوائنٹوں کو دیکھا۔ پھر چونک کر آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ تیلی کا پٹر پرواز کرتا ہوا دور جا چکا تھا جب وہ رہ گیا شہر سے بھی سیکڑوں میل آگے لپک گیا تو آرمی نے پائلٹ کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر کہا۔ "تم پرنڈ منٹ میں یوگوسلاویہ کی سرحد پار کر کے سوئٹزرلینڈ میں داخل ہونے والے ہو۔ اب بتاؤ، اپنی مرضی سے چلو گے یا پھر تمہارے دماغ کو ٹیٹھی میں لینا ہوگا؟"

وہ بولا: پاسکل صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ ہر جہد
 پاکریوں جانا چاہتے ہیں؟
 ”تم سوالات دکر دو، جو کما جا رہے وہ کرو۔“
 وہ خاموش رہا۔ آرم نے اس کے پورے خیالات پڑھے۔ وہ
 مجبور تھا۔ سرحد یا کر کے کو تیار تھا۔ یہ ابھی طرح کھ رہا تھا کہ
 دھوکا دینا چاہے گا تو اس کا ذہن بڑھ لیا جانے لگا۔
 ایک گھنٹے بعد سرحد یا کر کے فرانسس بیٹی کا پیڑھا لائی
 کی بندری پر نظر آیا۔ پائلٹ نے اپنا تیلی کا پیڑھا اس کے نزدیک اتارا۔
 پاسکل بوڑھا نظر آیا۔ دوڑتا ہوا دور سے بیٹی کا پیڑھا لیا۔ اگر حوا ہو گیا۔
 یہ سب کچھ وہ اپنی مرضی سے نہیں کر رہا تھا۔ اپنے دماغ میں زلزلے
 پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے بڑی فرماں برداری سے فرانس
 کی طرف سفر کر رہا تھا اور کھ رہا تھا۔ یوم حساب آ گیا ہے۔ وہ
 فرما دی نہیں ہے جو جو کرنا سچا کرنا سچا لے گیا۔ آج اسے پڑا کر فرما
 کی گیلی میں پیرس پہنچا یا جا رہا تھا۔
 آرم سوچا کہ پاس آیا۔ وہ لوگوں کو سلا کر کے شہر بلزار سے
 نکل کر البانیا پہنچ گئی تھی۔ آرم نے کہا: ”پاسکل بوڑھا پیرس پہنچنے والا
 ہے، تم یہاں بیٹھ کر رہیں؟“
 ”میں تمہاری بات کا جواب دوں گی۔ پہلے مالک مین کے
 پاس جاؤ اور اس کے دل پر چکی گراؤ۔“
 آرم نے نائب کے پاس آکر کہا: ”اپنے مالک مین سے
 کہو، کچھ پوٹھ کے سامنے بیٹھ جانے سوچنا کا قاصد آیا ہے۔“
 نائب نے طنز سے انداز میں پوچھا: ”اچھا تو تم مردہ عورت
 کے قاصد ہو؟“
 ”ابھی تمہارے طنز کا بھی جواب مل جائے گا کیا یہ اطلاع
 ابھی تک نہیں پہنچی ہے کہ پاسکل بوڑھا کو اغوا کیا گیا ہے؟“
 نائب نے مالک مین سے رابطہ قائم کر لیا۔ آرم نے کہا:
 ”ہیں کسی کا دل نہیں دکھاتا۔ لیکن صبح خبر پہنچا نا نہیں ہے۔ میں
 پڑے انٹوں کے ساتھ تیار ہوں کہ تاتیا نے دی کر رات گاہ میں
 جس لاش کا چہرہ اور دونوں ہاتھ تیزاب سے بھجھو گئے تھے۔
 وہ لاش سوچنا نہیں تاتیا نے کی تھی اور جسے تم لوگ تاتیا نے سمجھتے
 آ رہے ہو، وہ سوچنا تھی۔“
 ”یہ کیا جواس کر رہے ہو؟“
 ”اب سے نو گھنٹے پہلے پیر ماٹر نے بھی تم سے یہی کہا تھا۔
 بے چارہ سچ کہہ رہا تھا تم سے اسے بھی جواس سمجھا۔“
 وہ ذرا چپ رہا۔ نائب ہاٹ لائن پر ریسپورڈ اٹھا کر سن
 رہا تھا جواس نے جرنالی سے پوچھا: ”کیا واقعی ہو سکتا ہے۔ مگر یہ
 کیسے ہوا؟ پاسکل بوڑھا کو کس نے اغوا کیا ہے؟ انکا ڈاکٹر ابھی مٹا رہا“

میرے دماغ میں اگر انکا وہی بات کر رہے تھے، میں نے نہیں سمجھا
 نائب کی باتیں دوسری طرف مالک مین سن رہا تھا۔ اس
 نے بے یقینی سے پوچھا: ”پاسکل کو کون نے جا سکتا ہے؟ وہ ہفت
 پہرے میں تھا۔“
 آرم نے کہا: ”اسے سوچنا لے گئی ہے۔“
 ”یہ جواس ہے؟“
 ”تعب ہے، آرم نے جو کیا وہ تمہاری نظروں میں بزم ہے۔
 اس بزم کا ہم اختلاف کر رہے ہیں اور تم مانتے نہیں ہو پوچھو
 جلدی ہو سکتے ہیں کہ تاتیا کی بات آگے بڑھا سکتی ہے۔“
 ”مسٹر آرم! میں ابھی پیر ماٹر سے گفتگو کرنے کے بعد
 تم سے بات کروں گا؟“
 ”تھیک ہے، میں پیر ماٹر کے نائب کے پاس آئی ہوں۔“
 مالک مین نے پیر ماٹر سے رابطہ قائم کیا پیر ماٹر نے
 نے پاسکل بوڑھا کو اغوا کیا ہے؟“
 پیر ماٹر نے خوش ہو کر پوچھا: ”کیا وہ ٹی پی جانیے والا
 تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے؟ میں تمہارے اتنے بڑے
 نقصان پر انٹوں کروں گا لیکن معلوم تو ہو، یہ کیسے ہوا؟ تم نے
 کیسے سمجھا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے؟ ہو سکتا ہے وہ تمہارے
 وفاداری سے تنگ آکر خود چلا گیا ہو۔“
 ”وہ مجھ سے مخلص اور وفادار تھا، وہ اپنے ملک اور اپنی
 قوم کو چھوڑ کر خود کبھی نہیں جا سکتا تم انجان بن رہے ہو پہلے
 تم نے تاتیا کو اغوا کیا پھر اس کے پیچھے پاسکل کو لگا کر...“
 ”پیر ماٹر نے کہا: ”کب تک تاتیا کو زندہ سمجھتے رہو گے
 تمہیں اس کی موت کا یقین کیسے آئے گا؟“
 اس کے نائب نے کہا: ”مسٹر آرم میرے دماغ میں کیا
 اور کہہ رہے ہیں کہ سوچنا نے پاسکل بوڑھا کو قیدی بنا لیا ہے۔
 بات مسٹر آرم نے مالک مین کو بتائی ہے لیکن وہی مٹا
 ایک ٹانگ کہ تاتیا زندہ ہے اور پاسکل بوڑھا پیر ماٹر نے اغوا
 کیا ہے۔“
 مالک مین نے کہا: ”اگر سوچنا زندہ ہے اور وہی تاتیا
 بن کر یہاں تھی، تو وہ ناکامی برواقت نہیں کر سکتی تھی وہ مجھ
 کو ہمارے پاس چھوڑ کر خالی ہاتھ میں نہ جاتا۔“
 پیر ماٹر نے کہا: ”تمہارا دماغ اب سوچنے سمجھنے کے
 قابل نہیں رہا۔ وہ خالی ہاتھ کہاں گئی ہے۔ اپنی بیٹی پہنچی جانے
 والی جو جو کے بدلے تمہارے بیٹی پہنچی جانے والے پاسکل بوڑھا
 کو لے گئی ہے۔“
 ”اگر ہمارے پاسکل کو کچھ ہوا تو میں جو جو کو مار ڈالوں گا۔“

یعنی پاسکل تو گیا، جو جو کو بھی ختم کر دو گے، اپنے پاس
 بی بیٹی کا ہتھیار نہیں رکھو گے؟ کیوں بچوں جیسی باتیں کرتے
 ہو، ایسی بریشانی میں تمہیں کسی سے بات نہیں کرنا چاہیے۔
 اپنے سرکار سے پھٹی لے کر آرام کرو۔“
 ”یوشٹ آپ، مسٹر آرم! آپ میرے نائب کے پاس
 آئیں۔“
 آرم نے کہا: ”تم ایسے حکم دے رہے ہو جیسے اپنے ملازم
 کو طلب کر رہے ہو، تمہیں واقعی مالک مین کے عہدے سے
 چھٹی کرنی چاہیے۔“
 ”سوری مسٹر آرم! مجھے غلطی ہوئی میں آپ سے التجا
 کرتا ہوں میرے نائب کے پاس تشریف لائیں۔“
 پھر اس نے پیر ماٹر سے کہا: ”آرم ہمارے پاسکل کو
 اغوا کرنے کا اعتراف کر رہا ہے۔ اس لیے میں تمہیں الزام نہیں
 دوں گا لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ تاتیا بچ گئی ہے۔ اس نکل
 مچ جو میں گھنٹے پہلے مجھ سے گفتگو کی تھی، ہمارے ایک انٹرس
 نے اس سے ملاقات کی تھی۔“
 ”وہ تاتیا نہیں سوچنا تھی میں مانتا ہوں تمہیں اور
 تمہاری قوم کو اتنی جلدی تاتیا کی موت کا یقین نہیں آئے گا
 دیسے ایک طرح سے یقین آسکتا ہے۔“
 ”میں سن رہا ہوں۔“
 ”تم لوگوں نے تاتیا کی ایسا بڑی میں ایسی لاش دیکھی تھی
 جس کا چہرہ ناقابل شناخت ہو گیا تھا۔ تاتیا نے بتایا وہ سوچنا
 کی لاش ہے اور تم لوگوں نے یقین کر لیا کیونکہ تاتیا ہمیشہ سے
 قابل اعتماد رہی ہے لیکن سوچنا کی زندگی کا ثبوت مل جانے تو
 اس کا مطلب ہو گا کہ تاتیا بچ گئی ہے۔ سوچنا نے اس کی ایسا بڑی
 ٹیگ اس کا قتل کیا۔ تیزاب سے چہرہ لگا کر دیا پھر خود تاتیا نے
 کرم لوگوں کو دھوکا دینا چھوڑ دیا۔“
 ”ہاں اگر سوچنا کی زندگی کا ثبوت مل جائے تو ہمیں تاتیا
 کا نام کرنا ہو گا لیکن سوچنا کہاں ہے؟“
 ”یہی سوال میں کرتا ہوں، تاتیا کہاں ہے؟“
 ”اسے تم لوگوں نے غصائی کر دیوں میں جٹلا کر دیا ہے
 تمہارا ایک ڈیجیٹل کے دماغ پر قبضہ جانا نہ رکھتا ہے۔“
 ”مالک مین! بہتر ہے تم چھٹی کر دو کیا اتنی سی بات سمجھ
 کر نہیں آتی کہ جب تم تاتیا کو قیدی بنا لیتے تو ڈکے کی چوٹ
 ہرا ملان کرتے۔ اس میں شہ نہیں کہ وہ زندہ رہتی تو دوسری بیٹی
 ان جاتی، ہم اس سے کسی طرح کے فائدے اٹھا سکتے تھے۔“
 ”لیکن پاسکل بوڑھا نے گل پورٹ دی تھی کہ تاتیا زندہ

ہے اور وہ اغوا کر کے بلزار پہنچا ہی جا رہی ہے۔“
 ”آرم نے پاسکل بن کر پورٹ دی تھی۔ ذرا سوچو پاسکل
 ہمارے سے اٹھ کر جاگ خیال خوانی کیسے کرے گا۔ وہ امر کا
 معمول بن کر پورٹ دے رہا تھا۔“
 مالک مین نے پیر ماٹر سے رابطہ ختم کر دیا۔ دونوں ہاتھوں
 سے سر تھام کر سوچ رہا پھر اس نے ہاٹ لائن پر خبریں لے لیا
 سے رابطہ قائم کیا اور پوچھا: ”کیا سوچنا زندہ ہے؟“
 ”جیسے تم مردہ ہو رہے ہو، زندہ ہے جسے زندہ سمجھ رہے
 ہو، وہ مردہ ہے، ملے نکل والو اتنی سی بات تمہیں کیوں نہیں
 آتی کہ اپنی موت سے پہلے کوئی نہیں مرنا اور موت کی گھڑی میں
 کوئی دوسری سانس نہیں لے سکتا موت سے ڈرو، خدا سے ڈرنا
 آہانے گا۔ خدا کا خوف آدمی کو انسان بناتا ہے۔ خدا حافظ؟“
 رابطہ ختم ہو گیا۔ مالک مین جانا تھا جناب شیخ صاحب
 یا والی میں مصروف رہتے ہیں، کوئی ضروری بات ہو تو وہ ہاتھوں
 میں جواب تکمیل کر کے نصیحت کر کے خدا حافظ کہہ دیتے ہیں۔
 اس نے ریسپورڈ کر دیا۔ آرم شیخ صاحب سے پوچھنے کا
 مقصد یہی تھا کہ ان سے چھوٹی یا غلط اطلاع ملنے کی توقع نہیں
 تھی۔ صرف ان ہی کی زبان پر اعتماد کر لیا جاتا تھا۔ اب اسے یقین
 ہو گیا تھا۔ تاتیا کی موت اور پاسکل کا اغوا دونوں ناقابل تلافی
 نقصانات تھے۔ اپنے ملک کو اتنا نقصان پہنچانے کے بعد وہ
 مالک مین کے عہدے پر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے نائب کا اسٹاف
 پر مخاطب کیا پھر کہا: ”میرا استعفیٰ ٹاپ کر لیا نہیں، تمہارا
 آرم نے سوچنا کے پاس آکر اسے تمام پورٹ سنا لی۔ وہ
 بولی: ”اختفا کر دینا مالک مین آتے ہی پاسکل بوڑھا ہلا کر رکھا۔
 آرم نے جواباً کہا: ”میں جو ہا جو اور مدد کے مطالبہ کریں گے
 نہیں صرف مدد کے مطالبہ کریں گے۔“
 وہ جرنالی سے بولا: ”کیا کہہ رہی ہو، کیا میری بہن دشمنوں
 کے پاس رہے گی؟“
 ”ہاں، تم نے کہا تھا وہ بہت ہی سنجیدہ اور بے حد یقین ہے۔
 خود کو دھوکہ دے سکتی ہے، ہر مولینا آندروف۔ وہ اپنی بیوی اپنی
 ذہانت سے کرنا چاہتی ہے۔“
 ”میں نے یہ کہا تھا لیکن....“
 وہ ہاتھ کاٹ کر بولی: ”میں کی محبت میں مذہبی نہ ہوں۔
 عقل سے سوچو، تم جو جو کا مطالبہ کر دو گے تو وہ جو جو کی حیثیت سے
 ہمارے پاس آئے سے انکار کر دے گی۔“
 ”تو پھر مولینا آندروف کی حیثیت سے وہاں رہنے سے
 بھی انکار کر دے گی۔“

”ہی تو دیکھنا ہے کہ وہ کیا ایضاً کرتی ہے۔ جاؤ پیسے اس کا فیصلہ معلوم کرو۔“

وہ بہن کو دلہا بنانے کے لیے بے تاب تھا۔ فوراً ہی اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ آنکھیں بند کیے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ بڑے سکون سے سو رہی تھی۔ مجھے پریشان اندازہ نہ نہیں ہونا چاہیے۔ جلد سے جلد صحت یاب ہونے کے لیے نکلنا اور پریشانی کو ذہن سے لگانا چاہیے۔ ہیڈ خوش رہنا چاہیے۔ ڈاکٹر اویس سے دوا کرتے ہیں۔ مریضین اندر سے سگرا ہوں اور حوصلوں سے اپنا علاج خود کرتا ہے۔“

جو بہن بچکا گاد ذہن کوستی تھی اس کی ذہانت بھری سوچ سن کر آرمی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ سونیا کے پاس آکر بولا۔ ”وہ خوش رہ کر بڑی قوت ادا سے جلد از جلد صحت یاب ہونا چاہتی ہے۔ وہ کوکن ہے، کیسا ہے؟ ایسی کوئی ٹھنکرا نہیں جانتی ذرا سوچو سونیا! امیری بہن تھی ذہین ہو گئی ہے۔“

”میں سوچ رہی ہوں تم مجھے کھنے کی کوشش کرو گویا اسے جو کچھ کرنا اور پریشانی میں مبتلا کرو گے؟“

”میں اس کا نہیں چاہتا کہیں تم اسے جو جو نہیں کہیں گے تو دشمن سے حلینا اندر وقت ثابت کر دیں گے۔“

”یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ جب تک آپریشن کا زخم نہیں سوجھے گا وہ بستر سے اٹھنے کے قابل نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر بھی اس کے ساتھ کسی پریشانی اور محنت مندی کی باتیں کرنے نہیں دیکھے۔ تم ہفتے دو ہفتے بعد اسے جو کچھ کہنا مخاطب کرو گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔“

”میں جانتا ہوں تمھارا طریقہ کار عجیب ہوتا ہے مگر نتیجہ تیز ہوتا ہے۔ پھر بھی ایک جہانی کی زبان اپنی نستی کے لیے پوچھتی ہے، کیا میری بہن دلہا بن جائے گی؟“

”انشاء اللہ آجائے گی۔ اسے میں نہیں لادوں گی تم نہیں لادو گے۔ ڈاکٹر کی مرضی سے اس کا مجازی خدائے سلائے گا۔“

”مجازی خدائے؟ یعنی پارس؟“

”ہاں، درخت پر چڑھنا بیٹا پارا۔ وہی میرے لیے محفوظ ترین جگہ تھی۔ ایسے بڑے وقت میں بومی اور جوان بیٹا ساتھ چھوڑنے تھے۔ حالانکہ بڑا وقت ان کا بھی بھیجا نہیں چھوڑ رہا تھا۔ انھیں میری ضرورت تھی، اگر میں زندہ ہوتا۔ مجھے ان کی ضرورت ہے کیونکہ میں زندہ ہوں۔“

اور زمین پر سے مجھے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ یہ شمارہ ڈولتے ہوئے

قدروں کی آوازیں سنانی سے رہی تھیں۔ کچھ لوگ درخت کے نیچے سے گزر گئے تھے۔ کچھ وہاں آکر ٹھہر گئے تھے۔ ایک انسر کمرہ رہا تھا۔ اور اسے فائرنگ ہوئی تھی وہ واقعی اطراف میں کہیں ہوگا۔ اسے تلاش کرو۔“

میں اس انسر کے اندر پہنچ کر دیکھنے لگا۔ فوجی جوان اپنے قدوں بڑھتے ہوئے مختلف سمت جا رہے تھے۔ یہ دیکھا تو اندر تھا پو پنے سینئر کے ساتھ میرے کالج میں لگا تھا۔ وہ تمام لوگ مجھے راہب کہتے تھے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا یہ کیا ہے مجھے کوئی پکارا رہا ہے؟“

پھر میں نے اپنی سوچ میں کہا۔ ”مسٹر بیگم! میں درخت میں چڑھا ہوا ہوں۔“

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ تب میں نے زبان سے جہی آوازیں کہاں کہاں دیکھو گویا دھلا تا تم تو مجھے اچھی طرح جانتے ہو تم نے مجھے کالج میں دکھا ہے؟“

چار چالوں نے انقلوں کا رخ درخت کی بلندی کی طرف کیا۔ انسر نے پوچھا۔ ”کیا تم راہب ہو؟“

”میں وہی بد نصیب ہوں جہاں جانا ہوں گویا پلنے لگی ہیں۔ اس درخت پر چڑھ کر چھپا بیٹھا ہوں کیا یہ سچے آجاؤں؟“

”آؤ اور تیار ڈھیل تم نے کسی کو دکھا ہے؟“

میں نے اتار تے ہوئے کہا۔ ”اتنے انسان دیکھے ہیں کہ یہ جنگ نہیں شہر لگتا ہے۔ ویسے سب فوجی تھے مگر وہ وہ سب سے الگ تھے۔ ایک جوان تھا، دوسری عورت تھی مگر تم نے میرے کالج میں دو عورتوں اور ایک جوان کے متعلق پوچھا تھا۔ بیگم! اس جوان کے ساتھ ایک ہی عورت نظر آئی۔“

انسر نے کہا۔ ”دوسری بھی ہے چھپ کر تیرے چاروں پاس ویسے وہ تینوں ہی کر نہیں جائیں گے۔ یہ تاؤ وہ جوان لڑکھا؟“

علی تیمور مال کو لے کر شمال کی سمت گیا تھا۔ میں نے مغرب کی سمت بتائی۔ انسر نے کہا۔ تم جاؤ اسے ساتھ چلو۔“

میں نے کہا۔ ”ہرگز نہیں میں کالج سے تمھارے سینئر انسر کے ساتھ سب جوانوں کی بھیڑ میں ادھر آیا تھا۔ جانتے؟“

میں نے کہا دیکھا؟“

”کیا دیکھا؟“

”میں کبھی تو تو یقین نہیں کرو گے۔“

ورشٹ آپ اوقت ضائع نہ کرو تم نے کیا دیکھا؟“

”تمھارے فوجی جوان ایک دوسرے پر گویا برسائے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو مار رہے تھے اور خود بھی مر رہے تھے۔“

جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ ہمارے ساتھ آنے والوں میں صرف ایک جوان زندہ رہ گیا ہے۔ جانتے ہو اس نے کیا کیا؟“

”کیا کیا؟“

”میں کبھی تو تو یقین نہیں کرو گے۔“

وہ غصے میں پاؤں پٹخ کر بولا۔ ”میں معلوم ہے ان کے ساتھی آرمی میں بھی تھے۔ ذریعے انھیں آپس میں لڑ کر مرنے پر مجبور کیا ہوگا اور اس آخری جوان نے خود کئی کی ہوگی۔“

میں نے حیرانی سے کہا۔ ”اسے تمہاری ٹی پی جی جانتے ہو تم نے ٹی پی جی سے معلوم کر لیا کہ اس نے خود کئی کی کیا کیا؟“

اس نے خود کئی سے پہلے کیا کہا تھا؟“

”تمھارا سر کہا تھا۔ میں ٹی پی جی نہیں جانتا مگر طریقہ کار کو دیکھتا ہوں۔ آرمی آخری جوان کو اپنی ہی گولی سے مرنے پر مجبور کیا ہوگا۔ باقی وہی وہ اس نے مرنے سے پہلے کیا کہا تھا؟“

”اس نے کہا تھا۔ راہب! تو دن دار ہے، دنیا والوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تو کسی کا دشمن نہیں ہے اس لیے میں ایک کام کی بات بتاتا ہوں۔ یہاں تک گویاں چلتی رہیں گی تیرے بچاؤ کے وہ دلاستے ہیں، ایک تو یہ کہ تو اپنے کالج کی پار ڈیواری میں محفوظ ہے گا۔ دوسرا یہ کہ بیگم! ایک فوجی انسر کے گلے میں سرخ ٹھکان والی ایک صلیب ہے۔ وہ صلیب جس کے گلے میں ہوگی وہ زندہ رہے گا۔ گویاں اس کے آس پاس سے گزرنا یا کر سکی گی۔“

انسر نے فدا اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ وہ سرخ ٹھکان والی صلیب اس کی وردی کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ صلیب ہوا تو وہ لوگ عقیدت کی بنا پر پھرتے ہیں۔ میری باتوں سے اس کے عقیدے ٹکرائے گی کہ وہ اب تک صلیب کے باعث محفوظ ہے۔“

”مگر تو پھر اسے مسٹر بیگم! کیا واقعی تمھارے پاس وہ صلیب لگاوے ہے؟“

”ہاں! اس نے ٹی پی جی کے ذریعے معلوم کیا ہوگا میری تاریخ پیدائش کے مطابق مجھ پر سرخ رنگ کا عقیدت اثر ہوتا ہے۔ اسی لیے میں نے صلیب میں سرخ رنگ گولے نہیں دیرا لیا ہے کہ میں اسی وجہ سے محفوظ ہوں۔“

میں نے کہا۔ ”وہ کب رہا تھا کہ تمھاری صلیب میں بہنوں کو محفوظ رکھتا ہوں گا۔ لیکن تم اپنی صلیب مجھے دیکھو موت کو دعوت نہیں دو گے۔“

”جو اس نہ کرو یہاں سے چلو۔“

”میں اپنے کالج میں محفوظ رہ سکتا ہوں۔ اگر وہ صلیب نہیں دینا چاہتے تو مجھے کالج تک پہنچا دو اس صلیب کے

ساتھ میری دعا میں بھی تمھارے کام آتی رہیں گی۔“

اس نے دو فوجی جوانوں سے کہا۔ ”اسے جیب میں لے جا کر کالج چھوڑ آؤ۔“

انسر اندر سے خود کو ہلکا چھلکا اور سہل سہل سے محفوظ رکھ رہا تھا۔ بہت خوش تھا میری دعا میں بھی لینا چاہتا تھا اس لیے مجھے حفاظت سے کالج تک پہنچانے کا حکم دے چکا تھا۔

میں نے جیب پر بیٹھے ہوئے کہا۔ ”مسٹر بیگم! جانتے ہو؟ اس آخری جوان نے خود کئی کرتے وقت آخری زمین انقلابی کے تھے؟“

”کیا کہتے تھے؟“

”میں کبھی تو تو یقین نہیں کرو گے۔“

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ”میرے ہاتھ یقین کر لوں گا۔“

میں نے کہا۔ ”اس بے جا سے نے خود کو گولی مارنے سے پہلے ایک آہ سرد بھری۔ پھر میں انقلاب ادا کیا، ہائے صوفیوں! یہ جیب اسٹارٹ ہو کر ایک جھٹکے سے آگے بڑھی پھر تیز رفتاری سے کالج کی سمت جانے لگی انسر آنکھیں پھل پھل کر مجھے جیب کے اندر دیکھ رہا تھا۔ چونکہ دھند میں ہم نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ اس نے ناگواری سے کہا۔ یہ کہ سخت ذہن



ہے؛ پتا نہیں کس نئے اسے راہب بنا دیا ہے۔ اُو کا چٹا ہونے
جنگ میں صوفیوں اور سن کی یاد دلا کر چلا گیا۔ آہ! ہائے!
میں اس کے دماغ سے لکل کر موتی کے پاس آیا۔ وہ
بیمار کے باعث مجھے محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ دیکھو اب بیمار
نہیں تھا، صرف کمزوری تھی۔ میں نے سوچا کہ سبب وہ بیٹے
کے ساتھ سرحد پار چلی جانے کی تو میں اس کے اندر رہ کر توکلانی
پر دیکر دل کا گھبراہٹ ہوئی۔ میں نے سوچا کہ اسے سرحد پار کرنے اور
ان کے ساتھ جانے کے لیے کسی محفوظ ترین راستے کی تلاش
میں تھا۔

علی نے دشمنوں کی ایک دہکن حاصل کر لی تھی۔ اعلیٰ بی بی
اور اپنی ماں کے ساتھ نقشے کے مطابق سرحد کی طرف جارہا تھا۔
میں نے رستوں کی زبان سے کہا: بیٹے! ابوں خطرات کی طرف
ذرا جاؤ۔ سرحدی محاذوں پر پھیلاؤ دشمن تو ہیں، میرا اہل اور بچے
کیا کچھ ہوگا۔ محاذوں پر فوج کا ایک ایک سپاہی تاک میں
بیٹھا ہوگا۔“

وہ بولا: ”ماما! اور دیکھو بہت کچھ ہوگا۔ میں سب سمجھتا ہوں
اتفاق سے یہ گاڑی ہاتھ آگئی ہے۔ میں حملہ آوروں سے آپ
کو دور لے جا رہا ہوں۔ تم آگے جا کر ٹنگ جاؤ گے۔ سرحدی
لاٹن کی سمت پیدل جاؤ گے اور دوڑے وہاں کا جائزہ لے
کر اس پار جانے کی تدبیر کر لیا گے۔“

اعلیٰ بی بی نے کہا: ”اس وقت امر کو ہمارے پاس بونا
چلے۔ وہ ایک سپاہی کے دماغ میں جگہ بنا کر پورے محاذ
کی خبر لے آئے گا۔“

علی نے کہا: ”ٹیلی بیٹھی جاننے والے پاپا نہ رہے۔ ایسے
وقت ماما بیمار ہیں۔ آمر رہے چارہ اپنی بہن جو جو کے سلسلے میں
مصروف ہوگا۔ اسی لیے تم دوڑوں جہاں شروع سے ٹیلی بیٹھی
کے خلاف ہیں۔ میں سب جہاں اپنے جگہ برسائل کا سامنا کرنا
چاہیے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم کٹر دشمن تریں۔ مرحلوں میں مال باپ
کا سہارا لے لیزر کا سیلاب ہوتے رہے ہیں۔ اللہ کی مرضی سے
آج بھی کامیاب رہیں گے۔“

اعلیٰ بی بی نے آمر کا ذکر کیا تو مجھے راستہ مل گیا۔ میں نے
کارٹ بچ کر دوڑوں کا شکر سہارا کیا۔ پھر اپنے بستر پر آ کر بیٹھی
مارکر بیٹھ گیا۔ آمر کی آواز اور لہجہ کو یاد کیا تاکہ اس کا رد اور ادا
کر سکوں۔ پھر یاد آیا کہ وہ ان کے پاس پہنچ کر کوڈور ڈوڈو اکر تا
ہوگا۔ اس کے بغیر سے دماغ میں نے کسی کی اجازت نہیں مٹی ہوگی۔
میں رستوں کے پاس آیا۔ میرا خیال درست نکلا۔ اس
کے چورتیالات نے کوڈور ڈوڈو تیلے میں ان کے سہارے

اعلیٰ بی بی کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بولی: ”بالکل صحیح وقت پڑے
ہو۔ میں ابھی یاد کر رہی تھی۔“

”میں چھاپا ہوا نقشے لنگھنے کے لیے پانی پی رہا تھا۔ اچانک
ٹھٹھکا لگا۔ فقرہ دماغ کی طرف پڑھو گیا۔ آنکھوں سے آنسو اور
ناک سے پانی بہنے لگا۔ تب خیال آیا کہ کوئی یاد کرتا ہے تو بچلے گا
آتی ہیں ہاتھ کا لگتا ہے سحر بڑی طرح لگتا ہے۔ کہا کہ کھائے
وقت کسی کو یاد نہیں کرنا چاہیے۔“

وہ سچھلتے ہوئے بولی: ”آمر! تمہیں کیا جوگیہ پانے
مزاج کے خلاف آتی زندگی سے بولتے جارہے ہو۔“

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ دراصل میرے مزاج میں
جو زندہ دلی ہے، وہ کبھی کبھی حد سے بڑھ جاتی ہے۔ مجھے بھی آدمی
کو جتنا سبب صاحب دین دار اور فلسفی بنا نا چاہتے تھے۔ بڑا بیک
خیال تھا۔ ان کی ہدایات پر عمل کرتا رہتا تو فرشتے بن جانا بیکرالات
کا معاملہ ایک بزرگ کہلاتا لیکن میں اتوں میں ہوں، آخر میں ہوں
جب تک زمین پر ہوں، زمینی رہوں گا۔ آسمانی مخلوق نہیں
بن سکوں گا۔

میں نے سچھل کر کہا: ”اعلیٰ بی بی! آج میں بہت خوش
ہوں اس لیے کچھ زیادہ بول رہا ہوں۔“

وہ بولی: ”میں جانتی ہوں، تمہاری بہن کا آپریشن کامیاب
رہا ہے۔ اب وہ بھی نہیں بالغ ہوگئی ہے اور اپنے پارے کے
ازدواجی زندگی گزارے گی۔ ابھی اس کی روحانی حالت کیسے؟“

”الطیفا کنش ہے اسی لیے تو میں خوش ہوں۔“

یہ بات میں نے اندازے سے کہہ دی۔ مجھے تو میرے ہونٹوں
نہیں تھا کہ جو ہوگا مال ہے اور اس کا آپریشن دوستوں نے کر لیا
ہے یا دشمنوں نے۔ مجھے اتنا موقع نہیں مل رہا تھا کہ میں اپنے
ایک ایک عزیز اور رشتے دار کی خبریں معلوم کر سکتا۔ اعلیٰ بی بی
جو جو کے متعلق کوئی بات پوچھ سکتی تھی، اس سے پہلے میں نے
پوچھا: ”تم مجھے کول یاد کر رہی تھیں؟ کیا تم لوگ سرحدی لائن
ٹنگ پیچ گئے ہو؟“

اسی وقت علی نے گاڑی روک دی پھر اعلیٰ بی بی سے
کہا: ”تم ماما کا خیال رکھو۔ میں کچھ دور پیدل جا کر قریبی پورے
کا جائزہ لوں گا۔“

اعلیٰ بی بی نے کہا: ”آمر میرے پاس ہے۔ میرا خیال
چیز بہتر اپنی ماں کے پاس رہو۔“

”آئی! آپ بھی میری ماں ہیں۔ میں اپنی ایک ماں کوڈور
کی طرف پہنچ کر دوسری ماں کے پاس رہوں گا تو یہ میری
اور بے حسی مجھے مار ڈالے گی۔“

”تو پھر آمر کو اپنے دماغ میں آنے دو۔“
”یہ مجھے منظور ہے۔“

میں نے بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر کوڈور ڈوڈو لگا کر
اس نے کہا: ”انگل! میں ٹرانسپیر ہر بائیں کرنے جا رہا ہوں
آپ دوسری طرف کی آواز اور بچے کو لوٹ کر آئی۔“

اس نے اپنی کٹ میں سے ایک ٹرانسپیرٹ نکالا اسے
آپرٹ کیا پھر جا پانی زبان میں کسی کو مخاطب کرنے لگا۔

پندہوں کے بعد دوسری طرف سے بھی جا پانی زبان میں جو آ
لا رہے ہیں، تم نقشے کے مطابق اس سرحدی لائن کے
قریب ہیں جو ہمارے تمہارے حساب سے نارتھ کی لائن ٹریٹ
جانے والی لائن کو کراس کرتی ہے۔ تم بتاؤ کہاں ہو؟“

دوسری طرف سے ایک فرانسسیسی سیکورٹ ایکٹ نے
کہا: ”میں اس کراس لائن سے تیس میل دور ہوں، ہمارے پاس
تین بی بی کا بیڑا ایک طیارے کے علاوہ دو میپین اور ایک
بٹ پروٹ وکیلن کا ہے۔ تم جب لوگ ہم چل پڑیں گے۔“

علی نے کہا: ”ابھی میں قریبی پورے کا جائزہ لینے جا رہا
ہوں۔ ہو سکتا ہے ٹرانسپیرٹ کسی وجہ سے استعمال میں نہ آسکے
یا اسے استعمال کرنے کا وقت نہ ملے۔ اس لیے سطر آؤ تمہارے
دماغ میں آتے جاتے رہیں گے۔ لیکن یہ حضرت جا پانی زبان
نہیں جانتے تم انگریزی کا ایک عام مسافر ادا کرو۔ آمر کو
تمہارے پاس پہنچنے کے لیے وہ ایک بات کافی ہوگی۔“

میں جا پانی زبان جانتا تھا لیکن آمر کی حیثیت میں ہوں
انہیں ملتا تھا۔ علی نے مجھے ایک فقرہ منور ٹرانسپیرٹ کو آؤ
کر دیا۔ میں سیکورٹ ایکٹ کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ
دو چار بائیں کیں بچھری کے پاس آ گیا۔ وہاں کسی بھی ٹرانسپیرٹ
سے ہونے والی گفتگو دوسرے محاذوں میں کسی جاسوسی تھی
اکیسے انہوں نے جا پانی زبان میں گفتگو کی تھی۔ اب میری
جوڈوڈو میں ٹرانسپیرٹ کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

علی دے قدموں ایک طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ دن کے
وقت سرحدی لائن کے قریب اس طرح جانا ناممکن نہ ہوتا۔
روش میں دوسرے دیکھ لیا جانا۔ اگر پورا چاند نکل آیا تھا
تو گھر کی زبانی نے آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا۔ دس گرتے
ناٹھے سے بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اچانک کسی نے لٹکا کر کہنا
”ہالٹ! کون ہے؟“

میں نے کہا: ”علی! آگے نہ بڑھنا میں ابھی آتا ہوں۔“
میں لٹکانے والے کی کھوپڑی میں پہنچ گیا۔ وہ ریت
کے پوروں کے پیچھے کھڑا ہوا اپنے انفرنسے کہہ رہا تھا۔ میں

نے آواز نہ سنی۔“
انفرنسے سرگوشی میں کہا: ”ماؤں! سرور
میں انفرنسے کے پاس پہنچ گیا۔ وہ بڑی توجہ سے کان لٹکا کر
سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کی سوج میں کہا: ”کسی
جاؤر کی آہٹ ہو سکتی ہے۔ ویسے سپاہی کو ایک ہی آہٹ
پر ہالٹ نہیں کرنا چاہیے، جاؤر اٹھو بڑی نہیں کہتے۔“
اتنا کہہ کر میں اس کے چورتیالات پڑھنے لگا۔ اس محاذ
کے متعلق معلومات حاصل کرنے لگا پھر علی کے پاس آ کر کہا:
”تم گاڑی میں واپس جاؤ۔ میں راستہ صاف کر کے بھی آتا ہوں۔“
”انگل! آپ کی کارنا چاہتے ہیں؟“

”تم آہٹ پر دیکھنے بغیر واپس جاؤ۔ میں آکر بتاتا ہوں۔“
وہ رینگنے ہوئے واپس جانے لگا۔ میں انفرنسے کے ذریعے
اس سوچے کے ان سپاہیوں کے پاس پہنچا جو توڑوں اور
مشین گنوں کے پاس الٹ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ایک
دوسرے سے کبھی کبھی باتیں کرتے تھے یا ان میں گفتگو
کی تحریک پدا کرتا تھا اور ایک سے دوسرے اور تیسرے
ٹنگ پیچ کر معلوم کرتا تھا کہ کون سے ہتھیار کہاں رکھے ہوئے
ہیں؟ اس سوچے میں کتنے سپاہی ہیں اور گولہ بارود کا کتنا
ذخیرہ ہے؟

پھر میں شروع ہو گیا۔ ایک مشین گن سے دو کھڑے
ہوئے سپاہی نے ہینڈ گرنڈر نکال کر اس کی چابی واٹوں سے
باہر کی پھر اسے مشین گن کے پاس پھینک دیا۔ اندھیرے میں
کوئی سمجھ نہ سکا کہ اس نے کیا پھینکی ہے۔ ایک سپاہی نے
پوچھا: ”ادھر کیا پھینکا گیا ہے؟ کس نے پھینکا....“

اس کا سوال پورا ہونے سے پہلے زبردست دھماکا ہوا
مشین گن کے ساتھ کتنے سپاہیوں کے جسم فضا میں اڑے یہ
کسی نے گنتی نہیں کی۔ زمین دسی ہم پھینکنے والے کے دماغ میں

دیکھو! دیکھو! کتاب کے کئی نمونے



کتاب کے کئی نمونے



کتاب کے کئی نمونے

کتاب کے کئی نمونے

تھا۔ دھماکے سے پہلے ہی میں نے اس کے دستوں سے دوسرے ہم کی چابی نکالی تھی اور اسے دوسری مشین گن کی طرف پھینک دیا تھا۔ ایک کے بعد دوسرے دھماکے نے ہاپوں کے ہوش اڑا دیے۔ انھوں نے کتنے ہی ساتھیوں کے ہتھوڑے اٹتے دیکھے تھے۔

افسر چیخ رہا تھا: "چاروں طرف گولیاں برسناؤ۔ دستی بم پھینکنے والے کہیں قریب ہیں انھیں دور جانے کا موقع نہ دو" تیسری مشین گن سے گولیاں چلنے لگیں۔ میں نے ایک معمول کے ذریعے اپنے ہتھوڑے سے اڑا دیا جو پھٹی اور آخری مشین گن پھوٹا ہوا ہاپی میری ہتھی میں تھا۔ وہ گن کا رخ کرنے ہی ساتھیوں کی طرف کرتا ہوا گولیاں چلانے لگا۔ ادھر اڑھ گھنٹے والے پتھنوں مار کر گئے۔ افسر نے مشین گن والے کو گولی مار دی پھر چیخ کر لولا "میں کھڑکی اٹلی بیٹھی کے ذریعے حکم دیا گیا ہے مگر وہ تینوں یہاں سے نہیں جا سکیں گے۔ دس منٹ کے اندر دوسرے مورچے کے سپاہی یہاں پہنچ جائیں گے"

میں نے علی سے کہا "فورا گاڑی اٹھا کر تیز رفتاری سے سرحد کی لائن کراس کرو جتنی دور جا سکتے ہو جاؤ۔ میں سیکورٹ ایجنٹ کو اطلاع دے رہا ہوں"

وہ گاڑی اٹھا کر لائن کراس کرتے ہوئے لولا "انکل یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ نے یہ دھماکے کرائے ہیں۔ آپ تو ایک چوٹی کو بھی نہیں مارتے" گاڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھی، میں کوئی جواب دینے بغير پھر مورچے میں آیا۔ افسر مشین گن کو چاروں طرف چلا کر چلا رہا تھا۔ جو سپاہی زندہ تھے وہ زمین پر لیٹ گئے تھے۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ رائفل سمجھا کر نیچے لیٹے ہوئے سپاہیوں پر گولیاں برسانے لگا۔ کچھ منٹ کے کچھ اٹھ کر بھاگنے لگے۔ ایک سپاہی نے جوابی فائر کیا۔ افسر کے ہاتھ سے رائفل گر پڑی۔ سپاہی نے کہا "تم افسر ہو کر اپنے سپاہیوں پر گولیاں برسا رہے ہو؟"

میں نے سپاہی کے دماغ میں اگر افسر کو گولی مار دی اسی وقت ایک گاڑی کی آواز سنا دی۔ وہ تیز رفتاری سے جا رہی تھی اور صند میں نظر نہیں آ کر بھی جو سپاہی بیخ گئے تھے، وہ آواز کی سمت دوڑتے ہوئے فائرنگ کرنے لگے۔ میں نے رسوٹی کے پاس بیخ کر دیکھا۔ علی تیزی سے ڈرائیور کو رہا تھا۔ علی بی بی کوین کا پچھلا سٹیٹہ ٹورکر جوابی فائر کرتی جا رہی تھی۔ میں نے سیکورٹ ایجنٹ سے کہا "وہ سرحد پار کر چکے ہیں لیکن دشمن تعاقب میں ہیں۔ دشمنوں کی تو جلیں اور مشین گنیں

میری

زندہ دل دیکھتے ہی دیکھتے مردہ ہو گئی۔ میں نے دماغی طور پر چٹا ہوا کہیں کھول دیں۔ میں اپنے کالج کے ستر پر تھی مارے بیٹھا تھا۔ وہاں تنہا تھا لیکن اعلیٰ بی بی کی ادنیٰ مدد کا صدر میرے ساتھ تھا۔ میں آخری لمحات میں اس کے اندر تھا۔ اسے میں نے دم توڑتے اور دنیا چھوڑتے دیکھا تھا پھر بھی یقین نہیں آتا تھا کہ وہ اب کمال عورت مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئی ہے۔

باہم صاحب کے ادارے میں جب یہاں گلزار خیریت کے ٹی ٹی کسی یقین نہیں آئے گا۔ وہ یہ مثال تھی ہر دفعہ غلطی پنی صلاحیتوں سے اور حاضر دماغی سے نامن کو ممکن بنا دیتی تھی۔ آگ مجھے بھی کھایا یہی سمجھتے تھے۔ میرے دوستوں اور دشمنوں کو پہلے میری بھی موت کا یقین نہیں آتا ہوا۔ ادارہ ایسا یقین بننے ہو گیا ہے کہ میری بھی نہیں پہچانتی۔ یاد دماغ میں آئے ہیں دیتا۔ میں جس رشتے کے سلسلے جاؤں گا وہ میری حیاتیات کا لگانا آڑا ہے گا۔

یہ دنیا عجیب ہے۔ رفتہ رفتہ اعلیٰ بی بی کی موت کا یقین کسے لگ لگ کر میری زندگی کا یقین نہیں کرے گی۔ آج میں ابھی ہوں فرما رہیں ہوں فرادی تیرو کراس کے ماں باپ نے پیدا کیا تھا۔ اس نے ماں باپ کی دی ہوئی زندگی گنوا دی۔ اس زندگی کی شناخت کھودی۔ اس لیے ابھی ہوں۔ مجھے موت نے جنم دیا ہے، میں قبر سے اٹھ کر اس دنیا میں آیا ہوں۔

آردی جا رہا ہے اس کی زندگی کبھی ختم نہ ہو اور میں کستا ہوں زندگی ختم نہ ہو پھر ایسی نلے میسی نلے مل رہی تھی میری بڑی اور بیٹا لہجے دشمنوں کے درمیان چھوڑ گئے تھے۔ خود مر ہوا پار کر گئے تھے۔ یہ سوچنے یا یاد کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ مجھے ٹیوں کی بوجھا میں درخت کی ایک شاخ پر بٹھا کر چلے گئے ہیں۔ اسے واہ رہی زندگی!

اب میرے سامنے بہت بڑا چیلنج تھا۔ مجھے اتنی بڑی زبانیں نے میرے سے اپنا وہی مقام اٹھانا تھا جو بنا کھڑکا تھا۔ تکی بیٹھی کے ذریعے دوبارہ فریاد بننا کچھ مشکل نہیں تھا۔ ہاں جہر سے رسونی کا شوہر ڈنڈوں بیٹوں کا باپ اور سونیا کا محبوب بنانا ممکن کی حد تک مشکل تھا۔ کوئی مجھے گھاس ڈالنے والا نہیں اٹھا۔

اہ! سونیا کی یاد آتی تو میں بے چین ہو گیا۔ وہ کہاں ہوگی؟ لیا کر رہی ہوگی؟ سن کی آنکھ سے کبھی آنسو نہیں پچکا؟ وہ کیا ٹھپ ٹھپ سے بیٹے روتی ہوگی؟ میں اس کے پاس پہنچنے کے لیے بے تاب ہو گیا۔ میں نے انھیں بند نہیں۔ تقصیر میں اس کا چہرہ

اس کی آنکھیں دیکھیں اس کے لب دلیبے کو یاد کیا۔ میں جانتا تھا وہ سانس روک سے گی اس لیے دماغ میں ہنستے ہی بہت چلنے کو ڈور ڈاڑا کیے "فرادو میں پورا منڈر اب نوڈنٹ مانڈر لاکر تم خیال کر دو تو فرادو تمہیں خیال ہو چکے آ رہا ہے" وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "پرنس ڈیگر میں مانتی ہوں تم میرے عاشق ہو۔ تم ہو یا کوئی اور۔ ہوش کسی کو عاشق بننے سے روک نہیں سکتی۔ لیکن یہ فرادو میں کر رہی آئے ہو؟" میں نے مسک کر کہا "میں کوئی ٹی ٹی نہیں فریاد ہوں۔ تمہارا اپنا فرادو"

"دیکھو تم خیال خوانی کر لیتے ہو۔ آج فرادے لب دلیبے میں بول رہے ہو۔ تمہیں اس کے کوڈور ڈر کا بھی علم ہو گیا ہو سکتا ہے تم بلا شک سہجری کے ذریعے اس کا چہرہ بھی اٹا اور اس سے پاؤں تک فرادو جاؤ لیکن فراد کی روشنی ہوئی زندگی کیسے نہیں لڑا گئے؟"

"اوہ سونیا! میں نلا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں تمہارا فرادو ہوں" "پرنس! میں نے تمہارے ساتھ عمت کا ناک کیا میں مجبور تھی۔ ایسا نہ کرتی تو سپر ماٹر مجھے ماسکو میں بے نقاب کر دیتا۔ میرا وہاں سے بچ سکتا مشکل ہو جاتا۔ اس لیے میں فوراً تم پر عاشق ہو گئی اور تم میرے عشق میں گرفتار ہو کر اپنے سپر ماٹر کو چھوڑتے رہے۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں تم بہت اچھے ہو میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ میں نے تمہیں سچے دل سے سمجھا لیا تھا کہ سپر ماٹر یا کسی بھی سپر طاقت کی غلامی نہ کرو۔ فراد کی طرح آزاد رہ کر اپنا مقام بناؤ۔ مگر تم خود کو فراد کہنے لگے ہو۔ تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ پرنس سے فریاد بنو گے تو میں محبت کرنے لگیں گی؟" میں پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ پرنس ڈیگر کون ہے کہ اسی وقت کسی نے خیال خوانی کے ذریعے اُسے مخاطب کیا "سونیا! میں پرنس ہوں براہ روم"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اب اپنی آواز میں بول رہے ہو اور خود کو پرنس تسلیم کر رہے ہو کیا ابھی تمہارا دماغ چل گیا تھا؟ خود کو فراد کیوں کہہ رہے تھے؟" پرنس نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "متم نے بے ہوشی کا بہانہ کر کے مجھے اپنے چور خیالات چرٹنے کا موقع نہیں دیا۔ مجھے دھوکا دے کر ماسکو سے چلی آئیں۔ مجھے اس کا ڈکھ نہیں ہے۔ شاید میرے پیار میں کوئی رہ گئی ہے! یہی میں نے خود کو فراد نہیں کہا تھا لیکن تمہیں اچھا لگتا ہے تو اپنا پیدائشی نام چھوڑ دوں گا اپنی پیدائشی صورت بدل دوں گا۔ بلا شک سہجری کے ذریعے فراد کا نام تمہیں بدل جاؤں گا"

تباہ ہو چکی ہیں" میں اعلیٰ بی بی کے پاس آ کر فوجی جوان مورٹسٹائلنگول پر تعاقب کرتے ہوئے فائرنگ کر رہے تھے۔ میں اعلیٰ بی بی کے دماغ میں بیچ کر ان کا نشانہ بن گیا۔ وہ گئی میں ہتھوڑے چلے جتنی آوازیں سنی تھیں اور جتنے دماغوں پر قبضہ جمایا تھا وہ سب مر چکے تھے۔ تعاقب کرنے والوں میں سے کوئی میرے قاپوں میں نہیں تھا۔ پھر میری میں نے اور اعلیٰ بی بی نے من مورٹسٹائلنگول کو مار گرایا۔ اسی لمحے میں ایک گولی آ کر اعلیٰ بی بی کو لگی۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ میں نے اس کے اندر توانائی پیدا کر کے پوسٹ سمجھالا۔ ایک مورٹسٹائلنگول بالکل قریب آ رہی تھی۔ اس سہل رسونی نشانہ بن سکتی تھی۔ میں نے اعلیٰ بی بی کے کمر پر ہتھوں سے فائر کر لیا۔ پہلا فائر خالی گیا۔ دوسری گولی اسے لگی۔ افسر وہ گرا، ادھر اعلیٰ بی بی پچھلی سیڈ پر گر پڑی۔ اس کی قوتہ راضتہ جواب دے چکی تھی۔

علی نے ڈرائیور کرتے ہوئے پوچھا "اٹلی! کیا ہوا ہوا گاڑی روکوں؟" میں نے رسونی کی زبان سے کہا "نہیں گاڑی نہ روکنا" میں اعلیٰ بی بی کے پاس جا رہی ہوں "وہ پچھلی سیڈ کے پاس آئی، میں پھر اعلیٰ بی بی کی ڈوٹے ہوئے دماغ میں بیٹھا۔ وہ اتنی موت کے اندھیرے میں ڈوٹے جا رہی تھی۔ میں نے علی سے کہا "اٹلی بی بی کو فوراً جی امداد کی ضرورت ہے۔ رفتار بڑھاتے جاؤ"

وہ اندھی کی رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔ میں اعلیٰ بی بی کے پاس آیا۔ رسونی اس کا سراپے بیٹنے سے لگے کہہ رہی تھی۔ "ہائے میں مر جاؤں تم میرے لیے جان پھینک گئیں اور دنیا بھی تک پہنچان نہیں پار رہی ہوں کہ تم میری کون سی سگی ہو۔ ہائے کوئی سگی ہوئی تو وہ بھی اسی فریاد ہی رہتی"

اعلیٰ بی بی نے رگ رگ کر سانس کھینچتے ہوئے کہا "عجب تمہیں یاد آئے گا تو میری قسمت پر رشک کرو گی۔ میں تم سے اور سونیا سے بازی لے گئی ہوں۔ میں... میں... تم دونوں سے پہلے... فریاد سے جا کر ملوں گی۔ فریاد... فریاد... جا کر... جا کر... ملوں گی..."

یہ کہتے ہی اس کی گردن اچھل گئی۔ آنکھیں بند ہو گئیں۔ فریاد کے لیے دھڑکنے والا وہ بیٹہ کے لیے چپ ہو گیا۔ آہ! میں کیا ہوں؟ میں زندہ ہوں یا مردہ؟ اگر زندہ ہوں تو اعلیٰ بی بی نے مجھے کیوں نہیں پہچانا۔ اگر مردہ ہوں تو چاہیں پتھروں کے اعلیٰ بی بی کی سرودہ خانے میں مجھ سے ملنے لگی ہے؟

”میں ابھی کہہ چکی ہوں تم فرادی ڈمی بن سکتے ہو مگر فراد میں بن سکو گے۔ وہ جو تھا وہی تھا“ اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکے گا۔“

وہ بولتے بولتے رنگ گئی کسی تیسرے نے اسے مخاطب کیا تھا یعنی تم دو سونیا کے دماغ میں تھے تمیر اس کے سامنے یہ نفس بھوڑھا اور پھر پھار پھار کیا میں یہاں بیٹھ سکا ہوں؟ وہ چونک کر بولی ”مسٹر میں ایک ضروری مسئلے پر غور کر رہی تھی تم نے مجھے ڈسٹرکٹ کیا ہے۔ بلکہ مجھے اس میز پر متناہی رہنے دو“

وہ سواری کہہ کر چلا گیا۔ سونیا کے دماغ میں وہی روحانی چنگی تھی جسے میں ہی بار آ رہا تھا تھا۔ اس کے چور خیالات بڑھا ممکن نہیں تھا میں بھی نہیں پڑھ سکتا تھا لیکن اس کی حرکتوں سے خیالات کا کچھ اندازہ ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے سامنے آکر بیٹھنے والے کو اس لیے بھگا دیا کہ اس کی ایک آواز سننے کے بعد دوسری نہیں۔ پتا نہیں پرس ڈیگر نے اس اجنبی کے کلب و لیلے کو توجہ سے سنا تھا یا نہیں۔ میں تو سننے ہی سونیا کو چھوڑ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ کس ٹاک اور کس شہر میں ہے اور کس معاملے میں اٹھی ہوئی ہے؟

میں اس اجنبی کے دماغ میں جگہ بنانے کے بعد پھر سونیا کے پاس آ گیا۔ پرس ڈیگر کہہ رہا تھا سونیا تم نے میری نیند لڑا دی ہے۔ میں دن رات صرف تمہیں خیالوں میں دیکھتا ہوں۔ تمہارے پاس فوراً پہنچ جانا چاہتا ہوں لیکن اپنی رالٹس کا ادارنا ملک چھوڑنے کے لیے مار جی یا مستقل طور پر چہرہ بدلنا ہوگا ورنہ پھر ماسٹر کی بیک اسپائی کا کوئی بھی ماموں مجھے غلط بننے دیکھ کر کوئی مدد سے گا۔ میں بہت رازداری سے اپنے چہرے کی سرجری کرانے والا ہوں اور میرا وہ نیا چہرہ فراد کا چہرہ ہوگا۔

”ایسی غلطی ہو کر نہ کرنا۔ کوئی یقین نہیں کرے گا کہ فراد تیرے سے اُتر آیا ہے اور جب یقین نہیں ہوگا تو لوگ تمہیں فراد کی نقل کہیں گے۔ کیا تم اپنی شخصیت کے مقابلے میں نقل کہلاتا پسند کرو گے؟“

”میں ٹو ہو کر فراد کا ہم شکل نہیں بنوں گا صرف اس سے مشابہت ہوگی۔ بلا شک سرجری کر لے والا مجھے فراد سے بھی زیادہ خوب دیکھتا تھا۔“

”خواہ کتنے ہی خوب دیکھ کر ماؤ فراد کی خطرناک ذہانت کہاں سے لاؤ گے؟ اس کے لیے قدرتی طور پر دل دھڑکا تھا۔“

وہ قدرتی جذبہ مجھ میں کبھی پیدا ہو سکے؟

”پھول ٹر جھا کر نہیں جھٹکا ہے جوئے جابلوں میں کبھی غیر متوقع تازگی آجاتی ہے۔ قدرت کے کھیل عجیب ہوتے ہیں۔“

یہ تم مجھے پسند کر رہی ہو بہت ہے۔ مجھے اپنے قریب بننے اور کسی قسم میں شریک ہونے کا موقع دو۔ ہو سکتا ہے رفتہ رفتہ تمہاری پسند قسمت میں بدل جائے۔“

”تمہارا یہ جذبہ قابل قدر ہے کہ تم میرا ماسٹر کو چھوڑ کر میرا ساتھ بددہند میں شریک رہنا چاہتے ہو۔ میں جب تک زور رہوں گی ہر نئے پہنچنے کا سامنا کرتے وقت تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گی۔ لیکن میری پسند قسمت میں تبدیلی تو تم یا اس پر جاؤ گے۔“

”میرے لیے پہلا اعزاز ہے کہ تم مجھے پسند کر رہی ہو۔ دوسرا یہ کہ مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو گی۔ اسی طرح تمہارے دل میں میرے لیے جگہ پیدا ہوتی جائے گی۔ ہاں اگر ناکامی ہوئی تو میں اسے اپنا مقدر سمجھ لوں گا۔ ویسے میں یوں نہیں ہوں۔“

”تمہاری یہی بات مجھے پسند ہے کہ تم یوں نہیں ہوتے جاؤ گے۔ تمہاری سہجی بات کے ذریعے چہرہ تبدیل کر لو۔ پھر تم کسی ایک شہر میں ملاقات کریں گے۔“

”ویری نائیں آف یو۔ تم نے خوش کر دیا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ پھر آؤں گا۔“

وہ چلا گیا۔ سونیا چند لمحوں تک خاموش رہی پھر بولی تم ابھی تک نہیں گئے؟

میں نے کہا ”شاید پرس ڈیگر چلا گیا ہے۔ یہ میں ہوں۔ میں پرس سے پہلے تمہارے دماغ میں آیا تھا۔ اس کے آنے کے بعد خاموشی سے تمہاری گفتگو سنتا رہا ہوں۔“

”اچھا تو یہ بات ہے۔ میں سمجھ رہی تھی پرس پہلے فراد بن کر آیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش ہو چکی ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک فراد بن جائے گا۔ تو میں اس کی دیوانی ہو جاؤں گی۔ ہر حال تم کون ہو؟ ہماری یہ گفتگو سننے کے بعد پھر ماسٹر سے ضرور یہ کہو گے کہ پرس ڈیگر باقی ہو گیا ہے اور اسے چھوڑ کر میرے پاس آ رہا ہے۔“

”مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ تم ایک ٹی بیٹی بن جانے والے کو ایسی طرف لے آئی ہو۔ میری جان! میں دشمن نہیں ہوں۔ تمہارا زور ہوں۔“

”کیا پاگل خانے سے آئے ہو؟ نارمل رہ کر اپنی حیثیت نہیں بناؤ گے۔“

”میں قسم کھا کر بتا ہوں، جناب شیخ صاحب نے اپنی

رازداری سے مجھے چھپا دیا تھا۔ مجھے دنیا داری سے ہٹا کر دنیا کی طرف لے گئے تھے۔ لیکن میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں پھر دنیا کی طرف لوٹ آیا ہوں۔“

”بڑی خوشی ہوئی تم دنیا کی طرف لوٹ آئے۔ وہ قبر تو مال بڑی ہوگی جہاں تمہیں ڈالا گیا تھا۔“

”تم میرا لقا نہ اڑاؤ۔ سبیدگی سے میری باتوں کو سمجھو۔“

”تم کہتے ہو تو بخیر ہو کر جناب شیخ صاحب سے رابطہ کروں گی۔ وہ تمہیں جانتے ہوں گے تو مجھے بھی بتائیں گے کہ تم کیا چیز ہو؟“

”نہیں تم جناب شیخ صاحب سے میرے متعلق کچھ پوچھنا انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں دنیا والوں کے لیے مڑ چکا ہوں تم بھی دنیا والی ہو لہذا میں تمہارے لیے بھی مڑو ہوں۔ اب اس زمین پر میرا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہوگا اگر میں مڑوں دو ستوں اور خون کے رشتوں سے اپنی پہچان کرنا چاہوں گا تو ناکامیوں کا میرے سامنے کچھ بچانے سے انکار ہیں گے۔ تم سے زیادہ میرے دل کے قریب کوئی نہیں ہے۔ دیکھ لو تم بھی میری حیات کو کو تسلیم نہیں کر رہی ہو۔“

”یہ حیات تو کی کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ اس کی دوسری نقطہ پھر بھی سنوں گی، اب صاف نفلوں میں اصل مقصد بیان کرو۔ اگر اب فراد بننے کی اداکاری کرو گے تو میں سانس رک لوں گی۔“

”سونیا! پہلے تو یہ خیال دل سے نکال دو کہ میں جن ہوں یا کسی چھوٹی بڑی تنظیم کا لڈ کار ہوں جو کہ تم سانس رک لو گی مجھے دماغ سے بھگا دو گی اس لیے خود کو فراد بھی نہیں کہوں گا۔ نڈا کے لیے تم ہی یہ مسئلہ حل کرو کہ میں کون ہوں۔“

وہ انہوں نے کہنے کے انداز میں بولی ”میں اکثر فراد کو سمجھا کرتی تھی کہ حیات شیخ ترم کرو۔ یہ گناہ ہے۔ میرے دل کے اندر میں نے گناہوں کی رو میں سنبھلتی رہتی ہیں۔ ایسے ہی تمہاری روح بھٹک رہی ہے۔ فراد تم اپنوں سے مل رہے ہو۔ اپنی پہچان کر لیں۔ ہو کر روح کو زور دینا دیکھ سکتا ہے۔ پہچان سکتا ہے۔ آہ میرے فرادی رُوح! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ جاؤ اب ماہم ارواح میں واپس جاؤ۔ مجھے بنا کا کر کے دو۔“

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ میں دماغی طور پر عاجز ہو گیا۔ وہ سونیا جس سے دل اور دماغ کا گہرا تعلق تھا، اب تک قدم قدم پر میرے ساتھ دشمنوں سے لڑتی رہی

تھی اور میرے ساتھ مصائب سے گزرتی رہی تھی آج مجھے زندہ تسلیم کرنے سے انکار کر رہی تھی میری آواز نارو مجھے کوئی نفاق کا کمال سمجھ رہی تھی۔

اگر جناب شیخ صاحب کو میری حیات نو کا شہرہ ملنا ہوتا تو وہ بہت پہلے ہی میرے اپنوں کا اعتماد بحال کر دیتے۔ سب کو یقین آجاتا کہ میں زندہ ہوں لیکن انہیں یہ منظور نہیں تھا اسی لیے انہوں نے میرے مسئلے میں عمل خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔

میں دوبارہ اس کے دماغ میں جانا تو وہ پھر سانس روک لیتی مجھے کوئی دشمن خیال خواتی کرنے والا سمجھتی رہتی۔ میں اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا جس نے سونیا کے پاس آکر بیٹھنے کی اجازت چاہی تھی۔ وہ کسی ہوٹل کی بیئر پکھی۔ اجازت طلب کرنے والے کو مایوسی ہوئی تو وہ کچھ فاصلے پر دوسری میز کے پاس آیا۔ وہاں دو افراد بیٹھے ہوئے تھے ایک نے پوچھا کیا ہوا پنڈو؟ اس لڑکی سے لفظ نہیں ملی؟

پنڈو ایک گری پر بیٹھتے ہوئے بولا اے محض ایک لڑکی نہ بچھو۔ میں پھر کہتا ہوں یہ سونیا ہے۔“

تیسرا دماغ چل گیا ہے۔ سونیا کی عمر پینتالیس برس سے کم نہیں ہوگی۔ اور یہ لڑکی تو تیر ہے۔ ایسا لگتا ہے اس نے ابھی ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہے۔“

پنڈو نے کہا ”سونیا کو پھرہ بدلنے اور عمو کو گھٹانے کے لیے میں کمال ماٹل ہے۔ ہو سکتا ہے پلاٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے کی سمجھڑیوں کو ختم کر دیا ہو۔ نازک اقدام دکھائی دینے کے لیے دلائل استعمال کرتی ہو۔“

دوسرے نے کہا ”یہ مانتے والی بات ہے۔ تم جاؤ اور اس کا اطلاع دو۔ تمہاری واپسی تک ہم اس حسینہ پر نظر رکھیں گے۔“

جب میں پنڈو کے دماغ میں پہنچا تو وہ ماس کے پاس بٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے پتا چلا وہ شہر مقدونیا کی ایک سٹی ہے اور وہی ہی خطرناک سٹی ہے۔ وہاں قانون برائے نام ہے۔ درندے اور اکھر قسم کے مجرم کچھ بھی کر سکتے ہیں کسی کی جیب سے ایک ڈالر اٹھانے کے لیے اسے قتل بھی کر دیتے ہیں، وہاں تنہا عورت کبھی گھر سے نہیں نکلتی۔ کسی صورت سے مجبور ہو کر نکل پڑے تو صبح سلامت واپس نہیں جاتی۔

پتا نہیں سونیا وہاں کیوں تھی اور تنہا کیوں پھر رہی تھی۔ اس کا مقصد اس کے دماغ میں چھپا ہوگا اور اس کے دماغ کو پڑھنا ممکن نہیں تھا۔ میں اس کی کھوپڑی سے باہر نہ کر سکتا

215

آنکار کے ذریعے اس کے ارادوں کو سمجھ سکتا تھا۔
 پتو لپٹے پاس کے پاس پہنچ گیا۔ اُسے سونیا کے متعلق پتو
 دینے لگا۔ اُس نے سننے کے بعد پوچھا "اس بیٹی میں ایک
 عورت تھا ہے جبکہ ایک مرثی بھی تھا نہیں گھومتی۔ ہم اُسے
 چیر بھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ یہ رانا کی کیکڑ ہے۔ میں کسی کو کچھ لینا
 ہوں تو اسے موت کے بعد ہی رہائی ملتی ہے۔ تم لوگ صرف
 اس اندیشہ میں رہے کہ وہ سونیا ہے۔ اگر ہے تو کیا ہوا۔ آخر
 ہے تو عورت؟"
 پتو نے کہا "کیڑا صاحب! اسے تو آپ ہی پکڑ سکتے
 ہیں وہ ہلکے برس کی نہیں ہے۔"
 "اس کا مطلب ہے تمہیں اس کے سونیا ہونے کو پتو
 یقین ہے؟"
 "ہی ہاں، یقین ہے۔ صرف عمر کا فرق ہے۔"
 "کیا کتنا چاہتے ہو؟"
 "ہم نے یہاں جس سونیا کو دیکھا ہے، وہ کم عمر ہے تو تیز
 لڑکی دکھائی دیتی ہے۔"
 "گھصے! تم ایک دو شیروہ کو سونیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہیں
 پتا نہیں ہے اس کی پیدائش ہماری پیدائش سے پہلے ہوئی تھی۔
 کیا وہ ابھی تک ایک چھوٹی بچی ہوگی؟"
 "ہاں! اپلا شک سرجی کے ذریعے نوجوان نظر آنا
 ممکن ہے۔"
 وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا "میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا
 وہ کون ہے۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"
 وہ وہاں سے چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا اور اُنے
 کو اندر سے بند کیا۔ پھر ایک ٹمبے سے فرائیڈریک کے پاس
 آ کر کھڑا ہو گیا۔ اُسے آج پریٹ کرنے کے بعد کو ڈورڈ زنا کرتے
 ہوئے بولا "میں روزنی ولسن عرف کیڑا بول رہا ہوں۔ میں
 سونیا کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا وہ پلاسٹک
 سرجری کے ذریعے نوجوان بن گئی ہے؟"
 دوسری طرف سے جواب ملا "میں یقین سے نہیں کہہ
 سکتا۔ ہو سکتا ہے وہ ہم سے چھپنے کے لیے چہرے اور سر میں
 تبدیلی لے آئی ہو۔ وہ ماسک میں پیرا ماسک آدھوں کو دھوکا
 دے کر لوگوں کو سلاویہ پہنچا پھر ہمارے جاسوس نے اطلاع دی
 کہ وہ البانی میں ہے۔ کیا تم نے اسے مقدونہ میں دیکھا ہے؟"
 "میرے آدمیوں نے دیکھا ہے۔ لیکن وہ ایک نوجوان
 لڑکی دکھائی دیتی ہے۔"
 "پھر تو وہ سونیا ہوگی۔ اُسے گھیر لو، پکڑ لو، کسی طرح بھی

ہاتھ سے نکلنے دو۔ پیرا ماسک کے لیے لاکھوں ڈالر دے
 سکتا ہے، ہم مال مال ہو جائیں گے تم اُسے قید کرنے کے بعد
 سے رابطہ قائم کرو۔ دوسرے میرے آدمی بھی تمہارے پاس
 پہنچیں گے جاؤ ڈیرہ ڈکو رو۔"
 کیڑا نے فرائیڈریک کو آت کر کہا پھر وہ لڑکھول کر باہر
 اپنے آدمیوں کو آزاد دی کہ وہ مسج ہو کر آئیں۔ وہ پتو کے
 ساتھ اُس بولٹ کی طرف جانے والا تھا جہاں سونیا نظر آئی تھی،
 میں اُس شخص کے پاس پہنچ گیا جو فرائیڈریک کیڑا سے باتیں کر
 رہا تھا وہ پیرا ماسک اب محنت تھا۔ مقدونہ کے جرم پشیم افرو
 کی بیٹی میں اُسے پیرا ماسک پر پشت پناہی حاصل تھی۔ اُسے
 جدید ترین ہتھیار اور بڑی بڑی رقمیں حاصل ہوتی تھیں مالک
 طرح سے اس علاقے میں اُسے بے تاج بادشاہ کہنا چاہیے
 تھا لیکن وہاں دوسری نظر ناک تنظیموں کا بھی زور تھا جن میں
 یہودی تنظیم سمر نہر مت تھی۔
 اس ایجنٹ نے نائب پیرا ماسک سے رابطہ قائم کیا۔
 نائب کے ذریعے پیرا ماسک سے حکم دیا "سونیا ہو یا اسے ملتی
 جلتی کوئی لڑکی ہو، اُسے گھیرنے اور پکڑنے کی حماقت نہ کرو۔
 جہاں نظر آئے فوراً کوئی مار دو، اگر اس کی لاش ثروت کے ساتھ
 ہلکے خاص نمائندوں کو دکھانے کے لیے تو وہ منہ مانگی رقم ادا
 کر دیں گے۔"
 میں نے سوچا، نائب پیرا ماسک کو بڑی میں جا کر بتاؤں
 کہ میں زندہ ہوں۔ میری آواز اور دھمکیاں سننے ہی پیرا ماسک
 سونیا کو گولی مارنے کا حکم دالیں لے لے گا، لیکن اپوز کے بیٹے
 نے سمجھا دیا تھا کہ دوسروں کا رویہ بھی وہی ہوگا۔ دشمن میرے
 دھوکا یقین نہیں کریں گے لیکن ایک نئے خیال خواتی کرنے
 والے کی موجودگی سب کو پریشان کر دے گی۔ پتا نہیں آئیہ
 دوست اور دشمن اپنے اپنے ارادے میرے متعلق کیا رائے قائم
 کرنے والے تھے؟
 میں اُن پر معاشوں کے دماغوں میں پہنچا جو پتو کے
 ساتھی تھے اور بولٹ میں بیٹھ کر سونیا کی نگرانی کر رہے تھے۔
 وہ بولٹ کچھ لمبی سا تھا۔ نچلے طبقے کے لوگ وہاں توہ پینے
 یا کچھ کھانے اور ذرا وقت گزارنے آتے تھے۔ سونیا نے مجھ
 لیا ہوگا کہ وہاں آرام سے وقت نہیں گزارے گی، اس لیے
 تو سبے کا بل ادا کر کے جانے لگی۔ دونوں پر معاش بھی اُس
 کے پیچھے جانے لگے۔ بولٹ کے مالک نے اپنے ملازم سے
 کہا "پتا نہیں کس ملک سے یہاں مرنے آئی ہے کافی مالدار
 دکھائی دیتی ہے۔ درندے مال کے ساتھ اس کے بدن کا

لپٹا ہنگ سٹین چھوڑیں گے۔"
 یہ بات درست تھی، درندے تنا عورت کے پیچھے بڑ
 جاتے تھے۔ راستوں گھٹیوں اور کاناؤں میں جو عورتیں نظر آئیں
 وہ اپنے مردوں کے ساتھ تھیں۔ تمام کاناؤں میں آہنی ٹرلے
 ہوتے تھے۔ مختلف تنظیموں کے درمیان جیسے ہی گولیوں کا
 تبادلہ شروع ہوتا تھا، دکاناؤں پر اپنے اور مال کے بچاؤ کے لیے
 فوراً آہنی شکر گرا کر کاناؤں بند کر دیتے تھے۔
 سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی بستی کے باہر ایک کھنڈر
 میں پہنچی۔ پھر بٹ کر دیکھا۔ کوئی بیس مسلح افراد اُس کے پیچھے
 چلے آئے تھے۔ اُس نے پوچھا "میں ایک انار ہوں اور تم
 میں تیار ہو، تم میں سے کس کا بیٹلا ہوگا؟"
 ایک سنہا بنی بڑھی ہوئی دائرہ لپٹا ہونے لگا۔
 چلے تیرے برس کی مزدورت ہے، جو رقم ہوگی وہ صرف
 لیری ہوگی۔"
 ایک پر معاش نے اُس کے منہ پر لاپٹا لپٹا لپٹے
 ہونے لگا "کمانا شکر کے منہ سے کچھ کا تو چھوٹا کھانے گا،"
 پتو کے ساتھی نے راتل والے کو نشانہ پر رکھتے ہوئے
 کہا "منڈالا، تو شکر ہے اور تم شکر کے شکاری ہیں۔"
 پتو کے دوسرے ساتھی نے کہا "وہیے سمجھتا ہو سکتا
 ہے، ہم اس کا بھرا ہوا پر س ترے حوالے کر دیں گے لیکن اس
 "تیرہ کو ہم لے جائیں گے۔"
 دوسرے پر معاشوں کی بھڑ میں سے ایک نے کہا۔
 "ہاں، تم آپس میں بانٹ لو، ہم یہاں تماشا دیکھنے آئے ہیں۔
 ٹھیک ہے یہ تماشا بھی دیکھیں گے کہ ہماری گولیوں کی بوجھاڑ
 کیا کر لیں گے۔"
 سونیا نے کہا "تم سب مارنے مرنے پر آمادہ ہو لیکن تم
 ٹمبے کوئی نہیں چاہے گا کہ مجھ جیسے سونے کی بٹلا پر مارے
 میں گولیوں سے چھپنے کے لیے اس دیوار کے پیچھے کھڑی رہوں
 گی۔ یہاں جو زندہ بچے گا وہ مجھے لے جائے گا۔"
 وہ دیوار کے پیچھے ہو گئی، اس کے ساتھ ہی فائرنگ
 ہونے لگی۔ وہاں کوئی کسی کا دوست نہیں تھا ہر ایک کی یہی
 فرائیڈریک کی کہہ تھا "میں بندوں کو مار دے اور اس دو تیرہ
 کو تھر رقم کے ساتھ لے جائے۔ وہ ایک دوسرے پر جس
 جیسا انداز میں حملے کر رہے تھے اس سے اعزازہ ہوتا تھا
 ان گزرتیوں جو بھی بچے گا، مقدر سے بچے گا کیونکہ وہ لالچی اور
 لہو باز تھے، جلد سے جلد سونیا اور بھرے ہوئے پرس تک
 ہٹنے کے لیے اندھا دھند حملے کر رہے تھے اور خود پر ہونے

والے صلوں کی زد میں آسکے تھے۔ اُن میں سے کوئی بھی باقاعدہ جنگ
 مہارت کا حامل نہیں تھا۔
 تقریباً آدھے گھنٹے میں میدان صاف ہو گیا۔ ان میں سے
 چھ سات حرام موت مرنے والی بڑی طرح زخمی ہوئے کوئی اپنے
 پیروں پر کھڑے رہنے کے قابل نہیں تھا کوئی بیٹھا ہوا اور کوئی
 اڑتا تھا اپنا ہوا اور کراہ رہا تھا۔ کوئی گری گری ماسک کھینچتا ہوا
 بانی مانگ رہا تھا، وہ دیوار کے پیچھے سے نکل کر آئی اور ایک
 ایک زخمی کے پاس پہنچ کر اُس کے ہتھیار اٹھا کر دور پھینکتی
 گئی۔ لاشوں کے پاس بھی ایک ہتھیار تک رہتے دو یا چھ اُس
 سنہا پنا پر س کھولا۔ اُس میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی، ان
 کے بعد ایک ایک زخمی کے پاس جا کر ایک ایک ڈالر ان کے
 سامنے پھینکتے ہوئے بولی "تم سب زن کے لیے یار ز کے
 لیے مر رہے تھے۔ میں تمہارے درمیان ہوں مگر تم اچھے بھڑا کر
 مجھے چھو بھی نہیں سکتے۔ میں یہ ایک ایک ڈالر دے کر جا رہی
 ہوں، جسے مر رہی کی مزدورت ہے، مر رہی خرید لے، جو لیب دم اپنا
 ہے وہ ہانی خرید لے۔"
 وہ اطمینان سے قدم اٹھاتی ہوئی وہاں سے چلنے لگی۔
 جو عورت میں دندنوں میں گھر گھرانے وہ اپنے بچاؤ کے لیے تھوڑے
 بہت ہاتھ پاؤں ضرور مارتی ہے۔ سونیا نے بالکل باجھ
 پاؤں کو زحمت نہیں دی تھی اور سب کو چمت کر دیا تھا۔ تمام
 زخمی اُسے حسرت سے اُس وقت تک دیکھتے رہے جب
 تک وہ نظر آتی رہی، ان میں سے کتنے ہی زخمی بیٹریوں کی طرح
 غیظ و غضب میں تھے، اگر ایک جھوٹا سا ہتھیار بھی ان کے
 پاس ہوتا تو ہاتھ سے جانے والی گولیوں نہ جانے دیتے کوئی
 مار دیتے مگر وہ ایک چھٹی ہوئی عورت تھی، پہلے ہی اُس نے
 کے ہتھیاروں کو اُن سے دور پھینک دیا تھا۔
 میں پتو کے ایک زخمی ساتھی کے دماغ میں تھا جب
 وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو میں اُس کے دماغ سے نکل آیا۔
 سونیا کو پتا نہیں تھا کہ میں نے کس طرح اس کی مخالفت کی ہے
 اپنے آنکار کے ذریعے اُن پر حملے کرنا رہا تھا جو دیوار کے
 پیچھے سونیا کی طرف جانا چاہتے تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ
 دوسرے لڑتے مرنے رہیں، اور وہ چھب کر دیوار کے پیچھے
 پہنچ جائے لیکن کسی کی خواہش پوری نہیں ہوئی نہیں نے
 پوری ہونے نہیں دی۔
 پتا نہیں لگا کہ کھر گئی تھی۔ میں اُسے تلاش کرنے پتو کے
 پاس پہنچا، وہ کھڑا اور اُس کے مسلح غنڈوں کے ساتھ بولٹ
 کی طرف جا رہا تھا کھنڈر سے ہونے والی فائرنگ کی آوازیوں

نے انھیں تنہا ڈھیر کر کے اور سوچتے پر مجبور کیا کہ وہاں جا کر فائرنگ کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ پھر کیا وہ سوچا جا سکتا ہے کہ تنظیم کے لوگ ہوں گے تو ان سے خواہ مخواہ ٹکراؤ ہو گا اجیت اس دوشیزہ کی جتنی جو بول میں دیکھی گئی تھی۔ سپر ماٹر کے حکم کے مطابق اگر وہ سونیا تھی اور سونیا سے مشابہت رکھتی تھی تب بھی اسے گولی مارنا ضروری تھا۔

وہ لوگ تیزی سے چلتے ہوئے ہوئے بول کے قریب پہنچے۔ کیا وہ اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔ بول کو چاروں طرف سے گھیر لور کوئی نوجوان لڑکی کسی بھی راستے سے باہر آئے تو اسے پکڑا اور اٹھ کر میرا انتظار کرو۔ میں اس کی صورت دیکھنے کے بعد اسے گولی ماروں گا۔

مسخ غنڈے بول کو چاروں طرف سے گھیرنے لگے۔ پتو اپنے باس کی لڑکے کے ساتھ بول میں آیا۔ وہ بول دن کے وقت چاروں طرف سے گھلا رہتا تھا۔ رات کو تریال سے ڈھانپ دیا جاتا تھا۔ پتو نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ پھر ایک میز پر سونیا کو دیکھ کر چونک گیا۔ وہ پہلے والی میز پر نہیں تھی، دوسری میز پر بیٹھی قہوہ پی رہی تھی۔ لیکن اچھی خاصی عمر والی لگ ہی تھی۔ جبکہ وہ ایک گھنٹے پہلے اسے نوخیز لڑکی کے روپ میں دیکھ کر گیا تھا۔

کیڑا نے بھی ذرا قاصدے سے طر سیدہ سونیا کو دیکھا پھر پتو سے کہا۔ ابھی تم نے کہا تھا یہ نوخیز اور نوجوان ہے۔ خوب صورت دوشیزہ ہے جبکہ یہ تو عمر میں ہماری ماں کے برابر ہے۔

پتو نے کہا۔ میں حیران ہوں۔ یہ بول میں بیٹھے ہی بیٹھے کیسے بڑھی ہو گئی؟ شاید اس نے عارضی میک اپ کیا تھا۔ وہ میک اپ آرتسٹ اور ایب۔ اصلی روپ میں آگئی ہے۔ کیا وہ نے ریو اور نکال کر سونیا کا نشانہ لیا لیکن وہ میری مرضی کے بغیر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ اس نے کہا۔ خبردار سونیا کوئی چالاکی نہ دکھانا تھا اسے چاروں طرف موت ہی موت ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھو اور چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھ لو۔

سونیا نے حکم تعمیل کی۔ دونوں ہاتھ میز پر رکھے پھر اس باس نظریں دوڑائیں۔ بول کے باہر چاروں طرف مسخ غنڈے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ بولی۔ تم کون ہو اور مجھ سے کیا دشمنی ہے؟ سپر ماٹر کا حکم ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔

”اتنی جلدی کیا ہے میرے سامنے کسی خالی ہے اور بول ہم دونوں مل کر گولی کھیلنے گئے۔“
”میرا مذاق نہ آؤ۔ میں تمہیں گولی مارنا چاہتا ہوں مگر بہت نہیں کیوں میری انگلیاں سفیدی کچ نہیں جتا رہی ہیں سڑائیک نہیں دبا رہی ہیں۔“

پتو نے بوجھا۔ باس! کیا واقعی آپ کی انگلیاں آپ کی مرضی کے مطابق حرکت نہیں کر رہی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہلکا شامت آگئی ہے۔ سونیا کا کوئی ٹیلی پیسی جانے والا تھا لے دماغ میں ہے۔

کیڑا گھبرا کر اونچی آواز میں بولا۔ کیا میرے دماغ میں کوئی ہے؟
میں نے کہا۔ نہیں ہوں۔

اس کے ہاتھ میں ریو اور کناپ گیا۔ میں نے کہا۔ تم خاموش رہو گے لیکن میں تمہاری زبان سے یوں لٹا رہوں گا دیکھو اس طرح۔

میں نے اس کی زبان سے اونچی آواز میں غنڈوں سے کہا۔ میں تمہارا باس حکم دیتا ہوں۔ واپس چلے جاؤ میری اور کوئی کی دوستی ہو رہی ہے۔

وہ مسخ غنڈے وہاں سے جانے لگے۔ سونیا نے تعجب سے بوجھا۔ تم مجھ پر ہرمان کیوں ہو گئے ہو؟
اس نے کہا۔ تمہارا کوئی ٹیلی پیسی جاننے والا میرے اندر گھس کر مجھے مجبور کر رہا ہے۔ کیا مجھ سے دوستی کرو گی؟
وہ ہرانی سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔ کیا واقعی تمہارے دماغ میں کوئی ہے؟

میں نے اس کی زبان سے کہا۔ ہاں میں فریڈ بول رہا ہوں سونیا! تم نے تھوڑی دیر پہلے میرے وجود سے انکار کیا تھا۔ مجھے دشمن سمجھ کر سانس روک لی تھی۔ مجھے دماغ سے نکال دیا تھا۔ دیکھ لو میں کس طرح تمہاری جان بچا رہا ہوں۔ اس کٹنے کے دماغ میں رہ کر میں نے تمہارا مسخ افراد کو میاں سے بچا گلیا ہے۔ کیا اب بھی تم مجھے فریڈ تسلیم نہیں کرو گی؟

پہلے وہ حیران حیران سی تھی پھر ہنسنے لگی۔ میں نے بوجھا۔

”کس بات پر ہنسی آرہی ہے؟“
”پلہ مذاق نہ کرو۔ وہ بولی۔ میں ماتمی ہوں تم نے بڑے وقت پر میری مدد کی ہے۔ تم بھی ماں کو کہیں کسی کی مدد کے بغیر مسخ دشمنوں کی ایسی کی تیس کر دیتی ہوں۔ پھر بھی میں تمہاری شکر گزار ہوں، تمہیں دوست سمجھتی ہوں لیکن تم فریڈ بننے کا بچکانہ مذاق نہ کرو۔“

”جب تمہارے مذاق سمجھ رہی ہو تو پھر میں کسی کے سامنے فو کو فریڈ نہیں کہوں گا۔ کیا مجھے دماغ میں آئے دو گی؟“
”مجھے افسوس ہے، میں نے تمہیں دوست سمجھا ہے لیکن دوستی کے پہلے دن اتنا اعتماد قائم نہیں ہوتا کہ دوست کو گھر کے اندر لایا جائے۔ گھبرا کر تمہارا دماغ کے اندر آنا چاہتا ہے۔ یوں یقین دلاتی ہوں، ہم بہترین دوست ثابت ہوں گے۔ ذرا صبر سے کام لو اور انتظار کرو۔“

”میں اپنی باتوں میں ضروری بات کہنا بھول گیا۔ اس کیڑے نے یہاں آنے سے پہلے سپر ماٹر کے ایجنٹ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ ایجنٹ بھی اپنے مسخ آدمیوں کے ساتھ آ رہا ہو گا۔ سپر ماٹر کا حکم ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ دے دو تو میں تمہیں اس کے مسخ آدمیوں سے بچا سکتا ہوں، جیسے کیڑے کے آدمیوں سے بچایا ہے لیکن کوئی ٹھپ کر نہیں نشانہ بنا سکتا ہے۔“

”جو لوگ میری ہانک میں رہتے ہیں موت ان کو تاک کر لے جاتی ہے۔ ویسے تم اچھے دوست ہو۔ دوسری بار دشمنوں کے ارادے سے آگاہ کر رہے ہو۔ کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟“

”ہم تو ہمیشہ سے ساتھ رہے ہیں۔ اوہ سوری! میں پھر زارا کی حیثیت سے بول رہا ہوں کیا کروں؟ مجبور ہوں جو ہوں وہی بے اختیار کہہ دیتا ہوں۔ ہر حال میں ساری زندگی تمہارے ساتھ رہنے کو تیار ہوں۔ لیکن کس طرح رہوں گا تم سے سزا دل سہل دور ہوں۔ ابھی کیڑے کی زبان سے بول رہا ہوں کیا مجھ سے باتیں کرنے کے لیے اسے اپنے ساتھ رکھو گی؟“

”یہ کیڑا مجھے پسند نہیں ہے۔ جب تک کہ تم جسمانی طور پر میرے پاس نہیں آؤ گے میں کسی معقول شخص کو اپنے ساتھ رکھوں گی۔ تم اس کے دماغ میں رہا کر دے گے پتاؤ کب آ رہے ہو؟“
”مجھے نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد تمہارے ساتھ رہنے کا پہلا خوشی نصیب ہو رہی ہے۔ میں ابھی یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ جو بیس گھنٹے کے اندر تمہاں رہو گی میں وہاں پہنچا ہوں گا۔“

اسی وقت سپر ماٹر کے ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ بول کی طرف آتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ مسخ کیڑا! تم نے ابھی مس سونیا کو گولی نہیں ماری جبکہ یہ تمہارے سلسلے میں نہیں ہے۔“
میں نے سونیا سے کہا۔ نہ فکر نہ کرو میں ایجنٹ کو کھینچوں گا۔

میں ایجنٹ کے اندر پہنچ گیا۔ کیڑا نے مجھ سے نہات پاتے ہی دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ سونیا کے سامنے کھٹے ٹیک کر بولا۔ میری ماں! مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارا فوادار بن کر نہیں ہوں گا۔ اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ ہم سب حیران رہ گئے۔ وہ نوجوان سونیا نظر آتی تھی پتو اور بول کے ولے پہلے دیکھ چکے تھے۔ بول کا مالک مسخ غنڈوں کو دیکھ کر سہما ہوا ایک طرف بیٹھا تھا۔ نوجوان سونیا اپنے مخصوص انداز میں چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔ پھر بولی۔ کیا اتنی بڑی سستی میں یہی ایک بول ہے؟ مجھے گھوم کر میں آنا چاہتا ہوں میں سمجھتی ہوں تمہارا ولے ہو کر اس خطرناک علاقے میں بول کھلا رکھتے ہو؟ وہاں جتنے لوگ تھے، حیران سے آنکھیں پھاڑ پھاڑا کر کبھی بوڑھی سونیا کو کبھی جوان سونیا کو دیکھ رہے تھے۔ بوڑھی سونیا تھوڑی دیر تک سوالیہ نظروں سے متنے والی کو دیکھتی رہی پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی۔ تم کون ہو؟

نوجوان سونیا نے بول کے مالک کی طرف سے پلٹ کر دیکھا پھر اپنی ہمشکل کو دیکھ کر ذرا حیران ہوئی۔ پھر کیا ہو گیا؟ وہاں بائیں بوڑھی سونیا کی طرف پھسلا کر آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ ”تمہی! میری پیاری جی! تم یہاں ہو اور میں تمہیں کہاں کہاں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔“

وہ کھٹے کھٹے کے لیے قریب آئی۔ بوڑھی سونیا نے اس کے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کہا۔ بڑی تیز طرز ہو لیکن میری صورت بنا لینے سے وہ ذہانت نہیں ملے گی، جو مجھے دشمنوں سے بچانے رکھتی ہے۔ تم نے میری جیسی زندہ دلی دکھانے کے لیے اپنی بے انگلیاں میرے حوالے کر دی ہیں۔ اب تو یہ ٹوٹ کر ہی مجھ سے الگ ہوں گی۔“

”تمہی! میری پیاری جی! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اپنی بیٹی سے پوچھ لڑا رہی ہو۔ دینا والے کیا کہیں گے؟“
”اجتھا تو میری بیٹی ہو۔ پھر تو ایک ماں کو صرف انگلیاں نہیں پورے ہاتھ اور پاؤں توڑنے کا بھی حق ہے لیکن اس سے پہلے میں تمہاری حقیقت معلوم کروں گی۔“

میں سپر ماٹر کے ایجنٹ کے اندر تھا۔ وہ ایجنٹ کو دیکھ کر بولی۔ ”میرے اجنبی دوست! ذرا اس لڑکی کے دماغ میں جاؤ اور مجھے بتاؤ اس کے ارادے کیا ہیں؟“
میرے سامنے دو سونیا تھیں۔ دونوں کی آواز اور دلچہر ایک جیسا تھا۔ یکساں نیت کے باوجود سوچ کے گہرائی اس کے دماغ میں جا رہی تھی جو حاصل ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نقل میں کوئی ذرہ برابر ایسی خفا ہوئی ہے جو ہماری جھوٹ میں نہیں آتی۔ سوچ

کی قدرتی پرواز کی مثال کے نام میں میں بھرتی میری اصل کے پاس پہنچتی ہے۔ میں نوجوان سونیا کے دماغ میں آیا۔ وہ بولی گیا۔ تم وہی فرما دینے والے سخرے ہو؟

”میری جان! میری بھینجی جتنی خطرناک ہوتی ہے میری زندہ دل میں اتنا ہی سخرہ بن جاتا ہے۔ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو؟“
 ”ہاں یاد آیا۔ تم تھوڑی دیر پہلے میرے دماغ میں آکر ڈوقی کا دم بھر رہے تھے۔ چلو کوستی کا ثبوت دو اور اس بنا پہنچو یا چوکر دو اور اس کے ارادے معلوم کرو۔“

”یہ تھوڑی دیر پہلے میری نظروں میں آئی ہے مجھے اپنا اصل لہجہ نہیں سنانے کی اس کے موجودہ لہجے کے ذریعے میں سمجھا ہے یہی دماغ میں آجاؤں گا۔ بہر حال ابھی اسے چکر دینا ہوں بعد میں ہم اس کی اصلیت معلوم کریں گے۔“

میں نے ایجنٹ کے دماغ میں واپس آکر اس کی زبان سے بولا: ”سونیا! جو ان لڑکی ذرا سمجھی ہے۔ تم سے اتنی متاثر ہے کہ اکثر خواب میں تمہیں اپنی ماں کے روپ میں دیکھتی ہے، اس نے بلاشبہ سمجھی نہیں کرانی ہے۔ یہ پیدائشی طور پر بھاری ہمشکل ہے۔ آئیے دیکھتی ہے تو خود کو جوان سونیا اور تمہیں ماں جان کہتی ہے۔ یہ پیش کیس ہے کسی کی آواز کا نہیں ہے؟“

پوٹھی سونیا نے انگلیوں پر اپنی گرت ڈھیلی کر دی۔
 ”اس کا ہاتھ چھو کر بولی“ مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ پیدائشی طور پر میری ہم شکل ہے اور کسی کی آواز کا نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ اس کے ماں باپ کون ہیں اور یہ کہاں کی رہنے والی ہے؟“

سونیا نے کہا: ”خیال خواتی کرنے والے نے میرے متعلق سب کچھ سنا ہے مگر یہ جھوٹ ہے کہ میں سمجھی ہوں میری پیاری اماں! ہم سے محبت کرنا کیا باطل ہے؟ تم اس سے کچھ نہ پوچھو۔ میرے ساتھ تنہائی میں کہیں چلو۔ میں سب کے سامنے اپنی اصلیت نہیں بتاؤں گی۔“

پوٹھی سونیا نے کہا: ”میری نادان بچی! تم جہاں لوگی دیاں چلوں گی لیکن یاد رکھو تمہاری کوئی بھی چالاکی ایک حماقت ثابت ہوگی۔“

میں نے کہا: ”فکر نہ کرو۔ میں اس دو شیزہ کے دماغ میں موجود ہوں گا، اسے چالاکی دکھانے کا موقع ہی نہیں دوں گا۔“

وہ بولی: ”میرے اجنبی دوست! اس خوش نصیب میں نہ رہو کہ میں تم پر بھروسہ کر رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے تمہارا اس سے پہلے ہی گٹھ جوڑ ہو چکا ہو۔ ہمارا خیال خواتی کرنے والا اگر مرے باا صاحب کے ادارے میں مصروف ہے۔ وہ آئے گا تو

تمہارے دماغ میں بیچ کر اصلیت معلوم کرے گا۔ فی الحال آپ کو چاہیے کہ ایجنٹ کو یہاں سے چلنے دو۔ میں جاری ہوں۔“
 وہ سونیا کے ساتھ چلنے لگی۔ کم بخت ایسے باتیں کر رہی تھی جیسے سچ آ کر مرادو بابا صاحب کے ادارے سے اس کا فائدہ ہو۔ میں نے ایجنٹ سے پوچھا: ”یہ کیا تم جانتے ہو کہ ایک سونیا کو لے کر دے والا پوری فوج کو کس طرح آپس میں مارنے سے مستعد بنا کر دیتا ہے؟“

”وہ لوگوں کو بولا کہ مجھے معاف کر دو۔ میں تم لوگوں کے سامنے کبھی دشمن بن کر نہیں آؤں گا۔“

”والش مندی یہی ہے۔ جاؤ میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔ یہاں سے کہنا سونیا کو بے کا چنانا ہے جب بھی چلے گا۔ دانت ٹوٹ جائیں گے۔“

کیکڑا اور ایجنٹ اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ چلے گئے۔ میں سونیا کے پاس چلا آیا، اس نے سانس روک لی، چند سیکنڈ کے بعد میں نے پھر اس کے پاس پہنچے ہی کہا: ”یہ کچھ سانس نہ روکنا۔ میں تمہارا فریاد سن سکتا ہوں۔ تم پھر سخرہ بھجھو گی میں تمہارا دوست ہوں۔“

”میں دوست نہیں پانتی چلو چھٹی کرو۔“
 اس نے سانس روک تو میں باہر نکل گیا۔ وہاں ہی پٹو کے دماغ پر قبضہ جاکر اسے آہر دوڑایا، جو وہ پوٹھی بنا سکتی سونیا کو لے گئی تھی۔ پتلا جان ان دونوں کے پیچھے کچھ مسلح افراد چھپ چھپ کر جا رہے ہیں۔ پٹو نے میری مرضی کے مطابق راستہ بدلا۔ پھر ان کے پاس پہنچ گیا۔ دونوں سونیا کا تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے ٹھوکرا کر اسے دیکھا، پھر کہا: ”پٹو! تم جانتے ہو ہم کون ہیں اور کتنے خطرناک ہیں پھر مرنے کیوں آئے ہو؟“

وہ بولا: ”میں جانتا ہے آیا ہوں کہ ادھر میری دل کی طرف سونیا جا رہی ہے۔“

”ہم چلتے ہیں۔“
 ”مگر یہ نہیں چلنے کے وہ دونوں عورتیں سونیا ہیں۔“
 دوسرے نے ڈانٹ کر کہا: ”ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ اپنی خوش نصیبی سے فائدہ اٹھا کر کھیاک جاؤ کیونکہ ہم تمہیں گولی مار کر فائرنگ کی آواز اس جوان سونیا کو نہیں سنانا چاہتے۔“

میں نے پٹو کو دل سے جھگا دیا۔ تعاقب کرنے والوں میں سے دو کی آوازیں سن چکا تھا۔ میرے ساتھ تھی آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ ہولتے جا رہے تھے۔ میدان کے پاس ایک ڈھانچا کھڑی کامکان تھا۔ سونیا پتا نہیں کس طرح اس غیر سونیا کا ہاتھ

میں لگا کر وہاں لے گئی تھی۔ تعاقب کرنے والوں نے اس شکستہ مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک نے کہا: ”سونیا! تمہارے محافظ پہنچ گئے ہیں۔ تم ختم ہوتے ہو نا؟“
 اس مکان کے اندر گیا ہوا تھا۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ مجھے جہاں معلوم ہوا سونیا نے اسے وہاں لے جا کر پوچھا تھا: ”پوٹھی مینا! اب بولنا شروع کر دے، تو کس تنظیم کے لیے سونیا بن کر بھر رہی ہے؟“

وہ ہنستے ہوئے بولی: ”مجھے پوٹھی نے سمجھا نہیں ہے بڑھاپے کا ہول چڑھا رہا ہے۔ میرے مقابلے پر آنے والے مرد اپنے بیروں سے واپس نہیں جاتے پھر تو کیا چیز ہے۔ تو نے مجھے تنہائی میں لنگر کرنے کے لیے کہا تب ہی میں سمجھ گئی تھی کہ تیری مصلحت اچھی ہے۔“

سونیا نے ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: ”تو میری انگلیاں توڑا ہوا ہے تھی۔“
 اس نے شکر کرتے ہوئے سونیا کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا لیں پھر اس کے ساتھ مسکرا ہٹ۔ پٹو گئی۔ سونیا نے ایک ٹوپی مٹا کر اپنے بغیر ایک تھکے سے اس کی انگلیاں موڑ دی تھیں۔ وہ تکلیف سے کہتے ہوئے دوسرا دلا استعمال کرنا چاہتی تھی لیکن ٹوپی ہوئی انگلیوں پر اور دباؤ ڈالنا تو اس کی چیخیں سننے لگیں سونیا نے کہا: ”میں مانتی ہوں تم نے بڑھاپے کا غول بڑھایا ہے، تم جوان اور شہ زور ہو، لیکن بھری جوانی میں انگلیاں ٹوٹ جائیں گی تو کسی یار کا ہاتھ کتنے پتھو لوگی؟ چیخنا بند کر دو۔ میرے لالوں کا جواب دو۔“

”میں... میں سونیا نہیں ہوں۔“
 ”سونیا میں ہوں تو تم کیسے ہو سکتی ہو۔ جلدی سے اپنی اصلیت بتاؤ۔“
 ”م... مجھے میلو ڈی کہتے ہیں۔“
 ”یہ کوئی تا کہ نہیں ہے۔ تم رنگ رنگ کر جواب دو گی اور گولی کر تمہارا کوئی داؤ چل جائے گا تو یہ تمہاری پٹو ہے۔“
 اسی وقت باہر سے گھبرنے والوں نے میلو ڈی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”سونیا! تمہارے محافظ پہنچ گئے ہیں تم ختم ہوتے ہو نا؟“

وہ خیریت سے نہیں تھی۔ انگلیاں ٹوٹنے والی تھیں شدید زخموں کے باعث جواب بھی نہیں دے سکتی تھی۔ سونیا نے ماتم آسمانی رنگ رنگ کر بول رہی تھیں۔ تھیں معلوم تھا کہ کچھ کہاں پہنچنے والے ہیں۔ بہر حال پہلے انہیں جواب دو کہ ”مگر کوئی آئے گا تو تم سے زبردست نہیں ملو گی۔“

وہ جواب دینے کے بجائے چیننے لگی۔ سونیا اس کی چالاک بھی گئی۔ بس طعن وہ اپنے ساتھیوں کو یہ جتنا چاہتی تھی کہ وہ مصیبت میں ہے۔ سونیا نے فوراً بلند آواز سے کہا: ”تم یہ نہیں سن رہے ہو۔ میں نے سونیا نے دالی اس جوان چوکری کو نڈاب میں بٹھا کر رکھا ہے، ابھی اور درناک چیخیں سنائی دیں گی۔ تم لوگ باہر ہو، جب تک میں سنگل نہ دوں، کوئی اندر نہ آئے۔“

یہ کہتے ہی اس نے ایک جھٹکا دیا۔ ہڈیوں کی ہلکی کسی کو کھڑا ہٹ سنا دی۔ میلو ڈی کے حلق سے دردناک چیخیں نکلنے لگیں۔ باہر کھڑے ہوئے مسلح افراد غور سے کہتے: ”میں نے پریشان ہو کر سونیا کے دماغ تک چھلانگ لگائی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں مطمئن ہو کر ایک مسلح شخص کے دماغ میں آیا پھر بولا: ”سونیا! تم نے سانس روک کر بتا دیا ہے کہ نقاب میں کون بٹھا ہے۔ اب میں تمہیں گھبرنے والوں کو ختم کر رہا ہوں تمہیں گولیوں کی آواز سنائی دیں گی لیکن کوئی تمہاری طرف نہیں آئے گی۔“

میں نے اپنے آؤکار کے ذریعے فائرنگ شروع کی، اُسے دوڑاتا ہوا خستہ مکان کے چاروں طرف لے گیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں دو ہلاک ہوئے۔ باقی دو میں سے ایک چھپ گیا۔ دوسرے نے میرے آؤکار کے پاؤں میں گولی مار کر پوچھا گیا تھا اور دماغ چل گیا ہے، تم نے ہمارے دو آدمی مارے ہیں۔ وہ گولی گئی ہے، لڑکھارہ زمین پر گرنا اور بولا: ”اؤ تو کچھ چھپے، جب ایک کو سونیا بنا کر لائے ہو تو اس کے پیچھے خواتی کرنے والے لاؤنا آئیں گے۔ تم لوگ اپنی بات سنو۔“
 ”میں... میں یاد دار ہوں۔ مجھے گولی مار دو ورنہ تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک گولی آکر اسے لگی۔ وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔ میں گولی مارنے والے کے پاس پہنچ گیا، اس کے چھپنے والے ساتھی کو آواز دینے ہوئے بولا: ”اب چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اسے مار ڈالا ہے۔ باہر جاؤ۔“

وہ ہنستے ہوئے باہر آکر بولا: ”کم بخت پاگل ہو گیا تھا۔ ہمارے پیچھے بڑھ گیا تھا۔“

اس کے ساتھی نے رائفل سے نشانہ لیتے ہوئے کہا: ”پاگل تو میں بھی ہو گیا ہوں۔ یہ دیکھو اور دیکھتے ہی چل بسو۔“
 اس نے باہر نکلنے والے کو بھی گولی مار دی۔ میں نے اس کی زبان سے بلند آواز میں کہا: ”سونیا! یہ پانچ تھے، چار ختم ہو گئے۔ میں باہر آجوں کی زبان سے بول رہا ہوں۔ تم بھی وقت

ضائع نہیں کرتی ہو۔ منٹوں میں فیصلہ کرتی ہو جس عورت کو تم نے مذاہب میں چلا گیا ہے اب اس کا دماغ کروڑ پونجا ہو گا۔ میں اس کے اندر کی تمام باتیں تمہیں خود آبتادوں گا مجھے اپنے پاس آ کر اس کی واڑ سننے دو۔

اُس نے مکان کے اندر سے کہا: تم آ سکتے ہو؟

میں نے پانچوں کو خود کشی کرائی پھر سونیا کے پاس پہنچا۔

اُس نے سانس نہیں روکی۔ میلوڈی سے بولی: اب تم نے زبان دکھولی، تو دوسرے ہاتھ کی بھی چاروں انگلیاں ٹوٹ جائیں گی؟

اُس نے دوسرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس کی انگلیوں میں سے انگلیاں پھینساں، میلوڈی تڑپ کر بولی: میں بولتی ہوں میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ میں بول رہی ہوں۔۔۔ میلانا، جینیفر خاں ہے میں درد بھری آواز میں گاتی ہوں اس لیے سبھی مجھے مسیلولوڈی کہتے ہیں۔

میں نے اُس کے اندر پہنچ کر کہا: تم یہودی ہو؟

”ہاں میں یہودی ہوں۔“

پھر وہ چونک کر بولی: نہیں! تم میرے اندر نہیں آ سکتے میں پانچ منٹ تک سانس روک لیتی ہوں۔ جھاگ جاؤ یہاں سے۔“

میں نے اُس کی زبان روک دی پھر اُس کی زبان سے کلمہ ”سونیا! باہر اس کے جود گا راتے تھے اُن کا تعلق یہودیوں کی تنظیم سے تھا۔ اگر یہ یہودی طرح سونیا نے مقصد بیان نہ کرے تو دوسرے ہاتھ کی انگلیاں بھی توڑ دو۔ جب تک کہ اس کے چور خیالات چرھتا رہوں گا۔“

وہ بولی: تم سُن رہی ہو میلوڈی! کیا دونوں ہاتھوں سے اپنا بچ بچا ہونا چاہو گی؟ میں صورت تین تک گن رہی ہوں اس کے بعد تم ہو گی اور پتھاری پتھاری۔۔۔

وہ تڑپ کر بولی: ”میں بتا رہی ہوں، میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ اگر نہیں بتاؤ گی تو وہ میرے چور خیالات پڑھ رہا ہے میں کوئی بات چھپا نہیں سکوں گی۔“

پھر وہ بتانے لگی۔ یہودی تنظیم کے سربراہوں نے پراپرٹ سے اپنے چند مطالبات منولنے کے لیے ایک بلان تیار کیا تھا وہ پارس کو ٹرپ کر کے تل ابیب کے ایک قید خانے میں پہنچانا چاہتے تھے۔ اب یہ اندیشہ نہیں تھا کہ راد بیٹے کی رہائی کے لیے ٹیلی بیٹھی کے ذریعے اُن کے ملک کو نقصان پہنچائے گا۔ ماسکو میں رہتے والے ایک یہودی جاسوس نے بڑے یقین سے یہ اطلاع اسرائیلی حکام تک پہنچائی

تھی کہ اتنا نہ سونیا کو ہلاک کر دیا ہے اور ماسک میں سونیا کی ہلاکت کو اسی دنیا والوں سے چھپا رہا ہے۔

اسرائیلی حکام کے لیے یہ بہت بڑی خوش خبری تھی۔ ایک تفریحی چٹا تھا آدمی اور میرا جب تک ماسک میں سونیا کی ہلاکت کو کسی حکمت عملی کے باعث چھپا آتا تک وہ ڈی سونیا سے بہت بڑا کام لے سکتے تھے۔

سونیا نے میلوڈی سے پوچھا: وہ تم سے کیا کام لے رہے ہیں؟

وہ بولی: تین دن کے بعد شیشیا کی برسی ہے۔ پارلانی ماں کی قبر پر پھولی چڑھانے آ سکتا ہے بشرطیکہ سونیا کسی کے ساتھ تل ابیب جانے کے لیے راضی ہو جائے وہ سونیا کو اپنی ماں کوستا ہے۔ اُس کی ہر بات ماننا ہے۔ اس لیے میں اُس کے اندر حرم مال شیشیا کے لیے جذبات آجھانے جا رہی ہوں۔“

”تم پارس سے ملنے کہاں جا رہی ہو؟“

”مجھے بارہ گھنٹے پہلے بتایا گیا ہے کہ پارس روم میں ہے۔“

”تم اُس سے کیسے ملو گی؟“

”آج رات ایک ہیمل کا پٹر مجھے یہاں سے روم پہنچائے گا۔“

سونیا نے مرٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا: چندہ منٹ میں میرے لیے ایک ہیمل کا پٹر آنے والا ہے۔ میں بھی اپنے بیٹے سے ملنے روم جا رہی ہوں۔ تمہارے پاس ٹرانسپورٹ تو ہوگا؟

اُس نے گریہ بیان میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹرانسپورٹ نکالا۔

سونیا نے کہا: اپنے خاص آدمی سے رابطہ قائم کرو۔ اُس سے کہو کہ سونیا بننے والی نوجوان لڑکی اسمگلروں کی ساتھی تھی، اس کے لیے ایک ہیمل کا پٹر آیا ہے اس سے پہلے اس لڑکی کے آدمیوں سے سخت مقابلہ ہوا تھا۔ نتیجے میں تمہارے اُس کے آدمی مارے گئے ہیں۔ تم اس لڑکی کو زخمی کر کے اُس کے ہیمل کا پٹر میں لے جا رہی ہو۔ راستے میں اسے مار ڈالو گی پھر روم پہنچ کر اپنے خاص آدمی سے رابطہ قائم کرو گی۔“

وہ ایک ہاتھ سے ٹرانسپورٹ پر بیٹھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا: سونیا! میں کوڈورڈز بتا رہا ہوں، تم میلوڈی بن کر ٹرانسپورٹ پر گھٹو کرو۔ میں تمہاری گھٹو کے دوران اسے بولنے نہیں دوں گا۔“

اُس نے یہی کہا۔ مقدمہ میں میلوڈی کا جو خاص آدمی تھا، اس سے گفتگو کی۔ اس دوران فرانسیسی حکومت کی طرف

سے سونیا کے لیے ہیمل کا پٹر پہنچ گیا تھا۔ سونیا نے ٹرانسپورٹ کو بند کیا پھر میلوڈی کی گردن کو گرفت میں لے کر کہا: تیزی سے چلو اور ہیمل کا پٹر میں جا کر بیٹھو۔ اس طرح تم زندہ ہو گی۔“

وہ سہمی ہوئی بولی: تم نے میرے خاص آدمی سے کہا ہے کہ روم سونیا جو ایک عام لڑکی ہے اور اسمگلروں سے تعلق رکھتی ہے اُسے تم راستے میں کہیں مار ڈالو گی اس کا مطلب ہے مجھ سے بچنا چھڑا لو گی؟

”کیا تمہیں ڈر تک رہا ہے؟ کیا تم نے میرے گریٹ ہاتھ کو سونیا یا ایک آپ نہیں کیا تھا؟“

”میں جانتی تھی، بازی پلٹ جانے کی تو مجھے موت ملے گی لیکن اب موت کو سامنے دیکھ کر زندگی کی اہمیت معلوم ہو رہی ہے۔“

وہ باتوں میں وقت حناٹ کر رہی تھی۔ میں اُس سے جبراً چلا ہوا شکت مکان کے باہر لایا۔ وہ جانے سے انکار کر رہی تھی۔ میں نے اُسے ہیمل کا پٹر میں بٹھایا۔ سونیا نے اندر آ کر لڑائی لڑ کر روانے کو بند کیا۔ پلانٹ کو برودا کرنے کے لیے کہا اور تالیف کی کہ وہ منتر سے آواز نہ نکالے۔ ایک خیال خوانی کرنے والا ایجنٹی میلوڈی کے اندر چڑھے۔

میں نے میلوڈی کی زبان سے کہا: ”سونیا! میں دوست ہوں، تمہارے کام آ رہا ہوں اور تم پلانٹ کو مجھ سے متعلق بننے کے لیے کمر بستہ ہو۔“

”تمہاری دوستی مجھ سے ہے پلانٹ سے نہیں پھر ایک دن میں دوستی مستحکم نہیں ہوتی۔ اگر تم مجھ کو تو جو بحث کرو، دوستی کا ثبوت دیتے رہو۔“

ہیمل کا پٹر بولوا کر نے کا تھا میں نے پوچھا: آخر تک مجھ پر اعتماد کرو گی؟

”جب تمہارے متعلق معلومات حاصل ہوں گی کہ تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، اور اچانک کتنی تیزی سے آسمان سے گرنے تک بڑے ہو، فارگاہ سیک، ابھی اپنے متعلق کچھ نہ جانتا ہوں۔ میلوڈی کے بچپن سے لے کر اب تک کی تمام اہم باتیں معلوم کرو۔“

یعنی تم یہودی تنظیم کی میلوڈی بن کر تل ابیب جاؤ گی اور اس کی شیشیا کی قبر پر پھولی چڑھانے کے لیے اُس کی برسی پر غصہ ہو گی۔“

”تم خطرناک حد تک پلان میک ہو۔ تمہاری ذات سے نہی دیکھی پڑھی جا رہی ہے۔ میں تمہارا پکا چٹھا معلوم کر کے اُن کی گئی اہل میلوڈی کی ہسٹری معلوم کرو۔“

میں معلوم کرنے لگا۔ ہیمل کا پٹر رو کی سمت بڑھا کر رہا تھا۔ یوگوسلاویہ سے اٹلی قریب سے پھر پھر چار گھنٹے کا سفر ہے۔ میں ٹیک گھنٹے بعد سونیا سے کہا: میں اس عورت کے سلسلے میں چھوٹی بڑی تمام اہم باتیں معلوم کر چکا ہوں لیکن دو باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں، ایک تو یہ کہ میلوڈی کا چہرہ پلاسٹک سرجری سے پہلے کیسا تھا، اس کے پاس اپنی پہلے چہرے والی تصویر موجود نہیں ہے۔ اس کے دوسرے سالان میں ہے جسے یہ مقدمہ میں چھوڑا آئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ تل ابیب میں جن اعلیٰ فوجی افسران اور حکومت کے عہدیداران سے ملتی آئی ہے اور جن سماجی شخصیات سے اس کی شناسائی ہے اُن کے چہروں کو تم وہاں جا کر کیسے پہچانو گی؟

سونیا نے کہا: یہ ایک مسئلہ ہے لیکن بہت اہم مسئلہ نہیں ہے۔ میں ایسے معاملات سے نمٹ لوں گی۔ تم میلوڈی کی ہسٹری بیان کرو۔“

میں اُسے ایک ایک بات تفصیل سے بتانے لگا مجھے معلوم نہیں تھا کہ ادریلے وقت سونیا کے دماغ میں پہنچ گیا ہے وہ ادرے کمر رہی تھی۔ ایک خیال خوانی کرنے والا ایجنٹی بار بار میرے کام آ رہا ہے پہلے وہ خود کو زنا دہا رہا تھا۔ جب میں نے اُس کا مذاق اڑایا تو وہ محض دوستی کا دم بھرنے لگا اور اس میں شہرہ نہیں کر اس نے مشکل مراحل میں میری بڑی مدد کی ہے۔“

آدمی نے تعجب سے پوچھا: آخر یہ بہرہ ویا کون ہو سکتے ہیں؟

”اے ہم بے نقاب کریں گے۔ فی الحال ایک کام کرو۔ ابھی میں اس ایجنٹی خیال خوانی کرنے والے کو اپنے دماغ میں نکال رہی ہوں وہ میرے پاس آئے گا تو تم میلوڈی کے دماغ میں چلے جانا گے کم از کم آٹھ گھنٹے کے لیے کہ میری زندگی سلا دینا اور اس کے دماغ میں یہ نقش کر دینا کہ کوئی بھی سوچ کر اُسے بیدار کرنا چاہے تو وہ اپنے مغز وہ وقت سے پہلے بڑھارتے ہو۔“

”تم میلوڈی کے ساتھ کیا سلوک کر دو گی؟“

”ہا ہا پلانٹ اسے پیرس لے جائے گا۔ اسے وہاں چھپا کر رکھا جائے گا۔ تم وقتاً فوقتاً میری ضرورت کے مطابق اس کے دماغ سے معلومات حاصل کرتے رہو گے اور وہاں کے تمام فوجی افسران وغیرہ کے دماغوں میں جا کر معلوم کرو گے۔ میلوڈی سے کسی کی جان بچان ہے اور اس سے گہری شناسائی ہے میلوڈی کے رشتے داروں کے پاس بھی جاؤ گے۔ کوشش کرو گے کہ میرے تل ابیب پہنچنے سے پہلے ان تمام متعلقہ افراد کی تصویریں کسی کے ذریعے مجھ تک پہنچ جائیں۔ وہاں پہنچنے پر پتھریں نصاب دیکھو ذہن نشین کروں گی پھر ان کا سامن کروں گی۔“

”میں کوکشن کروں گا کہ متعلقہ افراد کی تعداد پہلے ہی تجھے پاس پہنچ جائیں۔ اس اجنبی کو اپنے پاس لٹاؤ۔“

سونیا نے میلوڈی کو دیکھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا، اجنبی دوست، تم نے بڑی اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ میلوڈی کو آرام کرنے دو، تم میرے دماغ میں آؤ۔“

میں نے غور سے دیکھا کہ اس کے دماغ میں ہیشٹے ہوئے کمد ”میری خوش نصیبی ہے کہ تم نے اپنے پاس بلا لیا ہے۔“

”کیوں ناشکر کی کرتے ہو۔ آج کئی بار آچکے ہو۔“

”ایسا بھی کیا آتا کہ جب چاہتی ہو، سانس روک کر باہر پھینک دیتی ہو۔“

”وہ ہیشٹے ہوئے بولی، ہیشٹے عزت سے آنا اور عزت سے جانا چاہتے ہو تو اپنی اہلیت نہ چھپاؤ۔“

”یوں کہو کہ میں محبت سے آ کر کروں اور محبت سے جایا کروں کیونکہ میری محبت امر ہے۔ انسان دنیا سے جلا جاتا ہے اس کی محبت کسی نہ کسی صورت میں رہ جاتی ہے۔ یہ تمہاری میری سچی محبت کا گھر ہے کہ میں موت کے بعد بھی تمہے ہوں۔ دنیا کتنی بے فراہم درجہ ہے، اب کبھی اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا لیکن میں تمہارے پیار کی کشش میں پھلا آتا ہوں۔“

”اوہ خدایا! تم پھر کون کس کرنے لگے ہو۔ میں تمہیں کیا سمجھوں؟ تم نے پہلی بار میرے دماغ میں آ کر پرس ڈیگر کے باتیں سنی تھیں ہلکے سے بھی فراہم کرنے کا ضبط ہے تم بھی اس مرنے میں بیٹلا ہو۔“

”تم پہلے بھی کہا کرتی تھیں کہ محبت ایک دیواری ہے۔ مجھے لڑکی کوکشن کرو۔ میں آج بھی اس مرنے میں بیٹلا ہوں۔“

”تم میرے ایک ایک سوال کا جواب دو۔ پہلا سوال ہے کیا تم کسی سینٹیل اسپتال یا پاگل خانے میں رہ چکے ہو؟“

”تم مجھے پاگل کیوں سمجھتی ہو؟“

”صرف میرے سوال کا جواب دو۔“

”میں کسی پاگل خانے یا سینٹیل اسپتال میں نہیں تھا؟“

”دوسرا سوال ہے، کیا پاگل کبھی خود کو پاگل کہتا ہے؟“

”دیکھو تم اپنے سوالات سے گھبر کر مجھے پاگل ثابت . . .“

”وہ میری بات کاٹ کر بولی ”صرف سوال کا جواب دو۔“

”تمہارے سوال کی ایسی کی تھی۔ میں جواب دوں گا کہ پاگل کبھی خود کو پاگل نہیں کہتا تو اس کا مطلب ہوگا کہ میں پاگل ہوں اور خود کو پاگل نہیں سمجھ رہا ہوں۔“

”اچھا ایک اہم سوال ہے۔ سپراسٹر کے پاس کتنے خیال خالی

کسے ولے میں؟“

”جب میں زندہ تھا، م . . . میرا مطلب ہے کوئی موت سے قبل میڈوانا نامی ایک عورت سپراسٹر کی خیال خالی کرنے والی تھی اور ایک شخص تھا جو پڑا سر لوہے میں کھڑا تھا اس کا نام مجھے معلوم نہیں ہے۔ آج تمہارے پاس آ کر پرس ڈیگر کا نام معلوم ہوا۔“

”وہ سکرانے ہوئے بولی ”جب تم زندہ تھے اس وقت بھی خیال خالی کرنے والے دو ڈیگر تھے۔ وہ ہم پر ظاہر نہیں تھے۔ تمہاری عارضی موت کے بعد، اسے ہاں یہ عارضی موت کیا ہوتی ہے؟“

”میں جواب سوچنے لگا۔ اسی وقت پرس ڈیگر کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا ”سونیا! یہ پاگل کون ہے؟“

”سونیا نے پوچھا ”تم کب آئے؟“

”میں تو آئے ہی تھیں مخاطب کرتا ہوں لیکن تمہارے دماغ میں دوسری آواز سن کر حیران رہ گیا۔ تیرا ہی کیا بات ہے۔ یہ کہہ رہا تھا کہ پہلے بھی زندہ تھا۔ پھر عارضی موت ہو گیا، آگے مر رہا کون ہے، اور مر رہے تو کیسے بول رہا ہے؟“

”وہ بولی ”یہ عجیب و غریب چیز ہے یا تو بہت معلوم اور معلوم ہے، کسی نے اس خیال خالی کرنے والے پر تو کیسے عمل کیا ہے، اس کے دماغ میں اسی سیدھی باتیں نقش کر دی ہیں یا پھر یہ بہت بڑا کام ہے۔“

”پرس ڈیگر نے کہا ”تمہاری آخری بات درست ہے۔ مجھے کل پتلا چلا کہ سپراسٹر کے پاس صرف ہم دو ڈیگر نہیں ہیں کوئی اور بھی خیال خالی کرنے والا ہے۔ ہوسکتا ہے شاید ہو، دو ہوں یا دو ہی ہوں۔“

”سونیا نے کہا یہ خبر تشویش ناک ہے اس کے پاس ٹرانسفاڈریشن تھی یا پتا نہیں اس نے کتنے ٹیلی پیٹی جاننے والے پیدا کئے ہوں گے۔ ویسے تمہیں کیسے علم ہوا؟“

”دو دن سے میں تمہارے ساتھ مرصوف تھا اور دو ڈیگر بہا رہا ہوا تھا۔ چہرہ کون تھا، جو انسان ناروا لوٹ کے دماغ میں رہ کر میڈوانا کو پیرس سے روک پھینکا تھا۔“

”وہ بولی ”یہ انسان ناروا لوٹ والی بات مجھے معلوم نہیں ہے میں بعد میں معلوم کروں گی۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ ایک نیا خیال خالی کرنے والا بھی ہے جو سپراسٹر کے لیے میڈوانا کو انوکھا کرنا چاہتا تھا۔“

”پرس ڈیگر نے کہا ”اور وہ نیا خیال خالی کرنے والا

ابھی تمہارے دماغ میں موجود ہے۔“

”میں نے قطعاً سے کہا ”تم جو اس کر رہے ہو۔ میں سپراسٹر کا خیال خالی کرنے والا نہیں ہوں۔ میں سپراسٹر، مارک میں، ہو دوں گی تنظیم اور دوسری تمام خطرناک تنظیموں کا دشمن تھا۔ دشمن ہوں اور دشمن رہوں گا۔ سونیا! تم اس کی باتوں میں نہ آؤ۔“

”میں کوئی نادان بچی نہیں ہوں، کسی کی باتوں میں نہیں آؤں گی۔ تم نے بتاؤ، جب تمہارے تمام ٹرانسفاڈریشنوں کو تباہ کیا تو اس سے پہلے سپراسٹر کو درجن ہیکل میں بیٹھی جانتے والے پیدا کرنے کا کتنا موقع ملا ہوگا؟“

”میں نے کہا ”بے شک، اسے کافی موقع ملا ہوگا۔“

”اب بتاؤ، کیا اس نے اپنے کسی خیال خالی کرنے والے پر بتوزی عمل نہیں کیا یا ہوگا؟ اس عمل کے ذریعے اس کی پھیل زندگی بچھا دی ہوگی جسے برین واشنگ کہتے ہیں۔“

”میں نے پوچھا ”وہ اپنے ٹیلی پیٹی جانتے والے کی برین واشنگ کیوں کر لے گا؟“

”اس لیے کرانے گا کہ اس کے دماغ میں فراہم کی سپراسٹی بھر دے گا۔ وہ بے چارہ عمل کے بعد خود کو دوبارہ زندگی حاصل کرنے والا رہے گا۔“

”دیکھو دیکھو، یہ تم مجھے کس رہی ہو؟“

”تو پھر یہ صریح بتا دو تم کون ہو؟ مجھے تم کیا بتاؤ گے؟“

”میں پہلے ہی کہ چکی ہوں کہ تم تو کسی عمل کے باندہ ہو یا پھر بہت بڑے منکر ہو۔ دونوں ہی صورتوں میں ہمارے لیے خطرناک ہو۔“

”ابھی پھر کہنے سے تمہارے کام آ رہا ہوں، تمہارے خوں کو جنم دینا، پھینکا رہا ہوں، کیا تم میری محبت اور دوستی کو نہیں سمجھو گی؟“

”محبت اور دوستی تمہاری سے بھی ہوتی ہے پرس ڈیگر! میں اس اجنبی کو کھ جا رہی ہوں، مجھے انہوں سے سانس روکنے سے تم جس نکل جاؤ گے، ہماری ملاقات پھر کسی وقت ہو گی۔“

”سونیا! اٹھو، وہ ابھی سانس نہ . . .“

”میرے منہ کھلنے کے باوجود اس نے سانس روک لی۔ میں باہر نکلا پھر میلوڈی کے دماغ میں پہنچ گیا، اس کے اندر رہ کر سونیا نے کچھ کر سکتا تھا لیکن وہ بے ہوشی کی حد تک نیند میں ڈھل چکی تھی۔ میں نے اسے آواز دی ”میلوڈی! اتنی جلدی کیسے سو گئیں؟ اٹھو میلوڈی! اٹھو۔“

”پھر میری سمجھ میں آیا وہ موتی نہیں بھلائی گئی ہے۔ اس کی چار انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں، وہ تکلیف سے پریشان

تھی، بھروسہ تھا امداد ملنے اور انگلیوں پر پتلا سڑ پڑ جانے کے بعد اسے نیند کی دوا دے کر سٹپا یا جا سکتا تھا۔ میلوڈی کا دل سے پہلے یوں گری نیند نہیں آسکتی تھی۔ ہاں گھر میں بیٹھی کے ڈیرے لے لیا ممکن تھا اور ایسا ہی ہوا تھا۔

”میں سمجھ گیا، یہ سونیا کی خیال تھی۔ اس نے مجھے میلوڈی سے دور کر دیا تھا، دوسرے نظروں میں خود کو مجھ سے دور لے گئی تھی۔“

”اب میں اس کی مصروفیات کو دیکھ سکتا تھا۔ تمہارا سہارا تھا اور نہ کسی ذریعے سے سمجھا سکتا تھا کہ تم مجھے فراہم تسلیم نہیں کر تیں نہ سہی، کم از کم دوست مان لو۔ میں دشمن نہیں ہوں۔ آہ! مگر پرس ڈیگر کی باتوں میں وزن تھا۔ یہاں تک کہ میں سپراسٹر نے کتنے ٹیلی پیٹی جانتے والوں کو چھپا کر لکھا ہوگا۔ ان میں سے میں ایک ہوں۔“

”میں اپنوں سے دوڑ بہت دور گئے تھیں کے اس کو بچ میں تھا تھا۔ بہت دیر سے اپنے بستر پر بیٹھی ہمارے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے حیرت کو میدھا کیا پھر انہوں سے کہنے

”سوچنے لگا کہ پچھلی رات سے اب تک اعلیٰ بی بی، رومنٹس، علمی تیور اور سونیا کے پاس جا رہا ہوں۔ ممکن طریقے سے اپنی حیات نو کا یقین دلانا ہر کام کر کے یقین نہیں کیا۔ میں ان کے بڑے وقتوں میں کام آ رہا ہوں۔ ایک اعلیٰ بی بی حکومت کے

”بچے سے نہ بچا سکا، روز رات سوتی اور علمی تیور کو سر ہا رہا کرنا۔ سونیا کے دشمنوں کو آپس میں لڑا کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن طرح طرح سے دوست بننے کا ثبوت دینے کے باوجود

”دشمن سمجھا جا رہا ہوں۔“

”اتنی بایوسیوں کے لیے بھی امید کی ایک کرن تھی رومنٹس اور علمی تیور سمجھ رہے تھے کہ میرا کرتے وقت آ رہے ان کی مدد کی ہے اگر میں ان سے کہتا کہ میں نے آ رہا ہوں، انہیں دشمنوں سے نجات دلانی ہے تو وہ یہ بات آ رہے ہو چھتے،

”وہ جواب دینا کہ میرا پار کرتے وقت وہ ان کے پاس نہیں تھا۔ اب انہیں میرے خلوص اور تعاون کا یقین ہوتا۔ میں پھر ایک بار قسمت آزمائی کے لیے رومنٹس کے پاس گیا۔“

”اب اسے تمہارا نہیں تھا، وہ علی کے ساتھ ایک چارٹرڈ لیٹلے میں، پیرس کی طرف جا رہی تھی، اگرچہ سزا نہیں تھا۔ اہم کووری تھی، میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت علمی تیور اس سے کہہ رہا تھا ”ماما! میرے پاس

”انگل آ رہا ہو جو میں، جب آپ کو کچھلی زندگی یاد آئے گی تو انکل آ رہی ہو یاد آئیں گے۔ یہ نہایت ہی نازک اور سچے انسان ہیں، کسی خاتون کی اجازت کے بغیر اس کے دماغ میں نہیں جلتے۔“

ہے آپ سے ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ انہیں کہنے کی اجازت دیں گی؟
 رسونتی نے کہا: "ٹھیک ہے انہیں آنے دو"
 دوسرے ہی لمحے میں آرمے نے آکر سلام کیا پھر کہا: "ہلاؤ! ایک خیال خوانی کرنے والا لکھنوی عجیب قسم کا آدمی ہے۔ یہ نہیں لکھنا چاہتا۔ یہ مشکل ہے کہ وہ ہمارا دوست ہے اور دشمن۔ ابھی ملی ہے بتایا ہے کہ وہ باپ دونوں کے پاس بھی آچکا ہے"
 وہ بولی: "ہاں، وہ میرے دامغان میں آکر خود کو فریاد کمرہ بنا سکتا"
 آرمے نے کہا: "بالکل ٹھیک، وہ تھوڑی دیر پہلے سونیا کے پاس جا کر بھی یہی کمرہ بنا سکتا تھا۔ وہ خود کو فریاد ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ویسے آپ نے اسے بالکل قریب سے دیکھا ہے کیا اس نے آپ سے کوئی زیادتی کی تھی؟"
 آرمے کا سوال سے رسونتی کا دل دھچکنے لگا۔ وہ مجھے شوہر کی حیثیت سے نہیں پہچانتی تھی۔ بیٹھے کو اور تارکشتوں کو بھول کر ملی تھی لیکن میں نے محنت سے جو زیادتی کی تھی، وہ اسے یاد آ رہی تھی۔ جب بھی میرے پیار کا انداز یا آتا تھا تو یوں لگتا تھا جیسے وہ سب کچھ پہلے ہی ہو چکا ہو۔ میں اجنبی ہوں مگر پیار میں بالکل ایسا ہوں۔
 وہ ایک گہری سانس لے کر آرمے سے بولی: "میں نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ میرا دل کھلتا ہے، وہ دشمن نہیں ہے، اگر ہوتا تو مجھے بڑی آسانی سے اغوا کر کے پھر ماسٹر یا کسی بھی دشمن کے پاس پہنچا دیتا۔ علی نے اسے وارننگ دی کہ ہمارے پیچھے ہٹ کر نہ آئے۔ وہ بے جا ہمدردی نہ بنا دیتا۔ میرے دامغان میں بھی نہیں آیا۔ پتا نہیں وہ کون تھا، فریبوں سے چھپ رہا تھا۔ یہ سوچ کر ندامت ہوتی ہے کہ ہم اسے دشمنوں کے درمیان چھوڑ آئے ہیں"

"ہلاؤ! آپ اس سے متنبہ ہیں؟"
 "جو شخص نقصان پہنچانے، تہنہ دشمنوں میں گھر جائے، کیا اس کے لیے ہمدردی سے سوجنا نہیں چاہیے؟ جب ہم پچھلے رات سرحد کے قریب پہنچے تو وہ بہت یاد آ رہا۔ مجھ میں خیال خوانی کی توانائی نہیں تھی۔ اگر وہ ہوتا تو اس کی ٹیلی پیجی کے سہارے ہم سرحدی مورچوں کی پوزیشن سمجھ سکتے تھے"
 آرمے نے کہا: "اس کی غیر موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ آپ ماں بیٹے نے ٹیلی پیجی کے بغیر سرحد کو پار کیا اور دشمنوں کو بڑی طرح شکست دے کر گائے"
 "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ہم ٹیلی پیجی کا سہارا لے کر آئے ہیں،

تم نے ہماری مدد کی تھی؟
 "میں نے مدد کی تھی؟ نہیں، میں تو پچھلے رات اپنی بہنوں اور سونیا کے معاملات میں پھنسا ہوا تھا۔ میں آپ میں سے کسی کے پاس نہیں آیا تھا"
 "تم نہیں آئے تھے تو پھر وہ کون تھا؟ وہ خود کو آدمی کہہ رہا تھا"
 "مستحربہ، میں علی سے بات کر کے آ آیا ہوں"
 آرمے نے علی کی باتوں کے پاس آکر پوچھا: "کیا سرحد پار کرنے کی وقت تمہیں ملے گی، جیسی کے ذریعے مدد مل رہی تھی؟"
 وہ بولا: "انکل! آپ کیسا سوال کر رہے ہیں، کل رات آپ نے سرحدی چوکی میں گولے بارود کے دھماکوں سے تباہی مچادی۔ میں سمجھتا تھا کہ آپ کسی ایک چھوٹی چوٹی کو نہیں مانتے ہیں، پھر یہ شہر دشمنوں کو کس دل سے ہلاک کر رہے ہیں؟"
 "بانی گاڈ، میں نے کسی کو ہلاک نہیں کیا، کوئی دھماکا نہیں کیا۔ میں پچھلی رات سرحد کے قریب ایک منڈ کے لیے لگی نہیں آیا تھا۔ یہ کوئی چکر ہے"
 "انکل! آپ ہم سے کبھی چھوٹ نہیں لوٹتے۔ اس کا مطلب ہے کون آپ کا نام لے کر ہماری مدد کرتا رہا تھا؟"
 آرمے نے کہا: "شاید وہی اجنبی ہو گا جو ہماری ماما کے دامغان میں آکر خود کو فریاد کمرہ بنا سکتا تھا"
 "سمجھ میں نہیں آتا۔ ہمارے درمیان صرف آپ ہی ایک خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ میڈوٹا قابل امتداد نہیں رہی، چوڑے کے کپڑے کا ڈھانچا اچھی لگتا ہے۔ وہ بے جا ہمدردی نہیں کر سکتی، خیال خوانی کی پروا نہیں کر سکتی۔ ماما بھی پچھلے رات ہمارے بیٹل تھیں۔ باقی تمام ٹیلی پیجی جاننے والے ہمارے دشمن ہیں، وہ کبھی نہیں سرحد پار نہ کرنے دیتے جبکہ کسی نے آپ کا نام لے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے"
 بیٹھے نے یہ باتیں سنا کر ہنس مانیں۔ ماں نے کہا: "خود کو فریاد کہنے والے نے ہماری مدد کی ہے۔ یہ بات اس طرح سمجھ میں آئی ہے کہ تم نے اسے گولی مارنے کی دھمکی دی تھی اور ہمارے پیچھے آنے سے منع کیا تھا۔ پھر وہ دامغان میں کیسے آتا۔ ہماری مدد کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا۔ اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے وہ آرمے تک پہنچا۔ پھر ہمیں سرحد پار کرنے کے بعد چپ چاپ چلا گیا بیٹے! میرا دل کتا ہے وہ بہت اچھا ہے"
 میں رسونتی کی باتیں سن کر خوش ہو رہا تھا۔ وہ میرے لیے سوچتی تھی، میری حیرت میں بولتی تھی۔ یہ ایک ہمدردی جذبہ تھا۔ غیر شعوری طور پر وہ میری طرف مائل تھی۔ میں بچی

اور بیٹے کے پاس پھر ایک بار خود کو فریاد کہنے آیا تھا لیکن اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی، حالات انہیں میری حمایت میں سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔ جب وہ دل سے میرے حامی ہو جاتے، تب پھر اعتماد کرنے لگتے تو خود کو فریاد تسلیم کرنا کچھ دشوار نہ ہوتا۔ اس لیے میں چپ چاپ ان کی باتیں سنتا رہا۔
 علی نے کہا: "انکل! یہ بہت بڑی اور بہت اہم بات ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا دشمن بھی نہیں سرحد پار کرنے نہ دیتا۔ اس کا مطلب ہے وہ اجنبی دشمن نہیں ہے"
 آرمے نے کہا: "دوست بھی نہیں ہے، تم سونیا کے تجربات سے انکار نہیں کر سکتے وہ کسی ہے اس اجنبی بر بھروسہ مانتی کرنا چاہیے۔ میں نے اس کی ہدایت پر میلو ڈی نامی ایک صورت کو ٹیلی پیجی کے ذریعے گہری نیند سلا یا تھا۔ پھر سونیا کو بے ہوش کرنے کے دامغان میں آیا کہ میلو ڈی آٹھ گھنٹے سے پہلے بیدار نہیں ہوگی۔ اس وقت پھر ماسٹر کا ٹیلی پیجی جاننے والا پرسن ڈیگر سونیا سے باتیں کر رہا تھا وہ باتیں سونگے تو اجنبی پر کبھی بھروسہ نہیں کر دے گا"
 "وہ کیا کہہ رہا تھا؟"
 آرمے نے کہا: "کچھ دو دن سے پرسن ڈیگر سونیا کے ساتھ تھا، دوسرا ڈیگر بیمار پڑا ہے۔ اس دوران پھر ماسٹر پرسن سے میڈوٹا کو اغوا کر کے روم پہنچا تاہم پتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ایک ٹیلی پیجی جاننے والا صرف تھا۔ پرسن ڈیگر نے پھر ماسٹر سے پوچھا تھا کہ یہ خیال خوانی کرنے والا کون ہے؟ لیکن اسے معقول جواب نہیں دیا گیا، اس طرح یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ پھر ماسٹر نے ٹرانس فائر مشین کے ذریعے نئی اور ٹیلی پیجی جاننے والوں کو پیدا کیا ہے۔ انہیں احتیاطاً دنیا والوں سے اور خصوصاً ہم سے چھپا کر رکھا ہے۔ یہ خیال خوانی کرنے والا جو خود کو فریاد کہتا ہے، کبھی ہتھیاری کبھی سونیا کی مدد کرتا رہا ہے۔ یہ پھر ماسٹر کے خفیہ ٹیلی پیجی جاننے والوں میں سے ایک ہے"
 مجھے آرمے پر عقیدہ آ رہا تھا وہ میری بیٹی ہوتی بات کو لگاؤ لہا تھا لیکن وہ اتنا سچا شریف اور پورا انسان تھا کہ میں اسے دشمن نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ اپنے طور پر میرے وجود کا تجربہ کر رہا تھا۔ پھر پھر ماسٹر کے نئے خیال خوانی کرنے والے نے مجھے شکوک بنا دیا تھا۔ شیشیا کی موت کو بھی ایک عرصہ لگا رہا ہے۔ اگر کوئی ہمارے دامغان میں آکر یقین دلانا چاہے

کہ وہ شیشیا ہے اور موت کے بعد پھر زندہ ہو گئی ہے تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ سب یہی کہیں گے کہ پھر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا کوئی چال چل رہا ہے۔ یہی بات میرے ساتھ ہو رہی تھی۔
 میں نے علی سے کہا: "بیٹے! مجھے اپنی صفائی میں کچھ کہنے دو۔ آرمے ایک رنگ انسان ہے۔ یہ کبھی چھوٹ نہیں بولتا لیکن لاعلمی کے باعث کوئی غلط بات کہہ سکتا ہے"
 آرمے نے کہا: "تم میری غلطی درست کر دو گے تو مجھے خوشی ہوگی"
 علی نے کہا: "تم نے آرمے میں کوہمیں دھوکا دیا لیکن ہمیں سرحد پار کر کے بہت بڑا کام انجام دیا ہے ہم تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے"
 "احسان کی بات نہیں ہے بیٹا، میں تو محنت سے کام آیا تھا، آئیہ وہ بھی کام آتا رہا۔ تم میری دوستی کو اس طرح سمجھ سکتے ہو کہ اگر میں پھر ماسٹر کا آدمی ہوتا تو آرمے کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر تمہیں سرحدی چوکی پر گرفتار کر دیتا۔ رسونتی کو پھر ماسٹر کے پاس پہنچا دیتا جیسے ایسا کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ بناؤ کوئی روک سکتا تھا؟"
 "بے شک، تمہارا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ تم پھر ماسٹر کے آدمی نہیں ہو لیکن ماسک میں یا ہمدردی تنظیم کے آدمی کار ہو سکتے ہو۔ یہ سیر طاقت اور خطرناک تنظیم والے میری ماما کو کبھی پھر ماسٹر کے پاس نہیں دیکھ سکتے، اسی لیے انہوں نے تمہارے ذریعے ہمیں سرحد پار کر دیا"
 "بیٹے! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ٹیلی پیجی بچوں کا کھیل ہے کہ اس کے جاننے والے تمام خطرناک تنظیموں میں بھاگتے ہیں؟"
 علی نے جواب دیا: "ابنہ بچوں کا کھیل ہوتا تھا پار ہے ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اسرائیل میں ہمدردی کے گھر کوئی ٹیلی پیجی جاننے والا پیدا ہو گا اور وہاں ہماری شیشیا متی پیدا ہو گئی تھیں۔ ماسک میں کوہماری توقع کے خلاف بالکل پورا بن گیا۔ بالکل بوجھانے دراصل پھر ماسٹر کی ٹرانس فائر مشین سے ٹیلی پیجی کا علم حاصل کیا تھا۔ پھر پھر ماسٹر کو دھوکا دے کر ماسک میں کے پاس چلا گیا تھا۔ ڈی ڈی دنیا میں بھی پھر ماسٹر کو چھوڑ کر بیٹھے ہماری دوستی کا دم بھرتا رہا پھر جنم میں پہنچ گیا۔ جو سکتا ہے تم نے بھی پھر ماسٹر کی ٹرانس فائر مشین سے استفادہ کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا ہو اور کسی دوسری سیر طاقت کے لیے ہمارے کام آ رہے ہو، ہمیں پھر ماسٹر کے حال سے نکلنے کے بعد آئیہ کسی نئے حال میں آجھا سکتے ہو"

”میرے خلاف تمھارے دلائل ٹھوس ہیں لیکن حقیقت نہیں ہے۔“

”تم معقول ثبوت کے ساتھ اپنی حقیقت پیش کرو ہم سرحد پار کرنے کا بہت بڑا احسان اٹھا کر تمھارے بچھانے والے ان دیکھنے والوں میں نہیں بچھنیں گے۔“

بیٹا مجھ سے معقول ثبوت مانگ رہا تھا اور میرے پاس خود کو فریاد ثابت کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا صرف جناب شیخ صاحب اپنی ایک ہاں سے میری مشکل سامان کر سکتے تھے لیکن وہ ناراض تھے پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ میری یہ نئی زندگی دین کے لیے زیادہ ہے اور دنیا کے لیے کم ہے۔ اگر شیخ نیا کی طرف زیادہ جھکنا چاہوں گا تو اپنی صحیح شناخت پیش نہیں کر سوں گا اور یہی ہونا چاہتا تھا۔

علی نے کہا: ”ابھی آپ تھوڑی دیر بعد رابطہ کریں میں سانس روک رہا ہوں تاکہ وہ اجنبی مہربان چلا جائے۔“

سانس روکنے سے پہلے ہی میں اس کے دماغ سے نکل کر روستی کے پاس آیا پھر بولا: ”روستی! بیٹیر، بیٹے سے درکنار میں تمھارے پاس ہوں۔ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

”اُس نے پوچھا کیا؟“ علی اب بھی تمھیں دشمن سمجھتا ہے؟

”ہاں یہ میری بد نصیبی ہے۔“

”کیا میں علی سے بات کروں؟“

”کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ وہ پھر براہِ عملہ نہیں کرے گا۔“

”تو خوب ہے۔ تم نے بڑی محنت سے ہمیں سرحد پار کر کے بے لوث دوستی کا ثبوت دیا ہے اس کے بعد تو تم پر اعتماد کرنا چاہیے۔“

”دراصل پھر اس طرح کا ایک اور نیا خیال عروانی کرنے والا ظاہر ہوا ہے۔ وہ دلون ہے؟ اُس کا کیا نام ہے؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔ علی اور سونیا وغیرہ پھر پریشان کر رہے ہیں۔ علی کہتا ہے میرا تعلق ماسک میں یا یوڈی تنظیم سے ہے۔ میں تم دونوں کو پتہ چلا کہ اس کے حال سے نکال کر دوسری تنظیم کے سربراہ کے پاس جیسا دلوان کا علی سمجھتا ہے، میں آئندہ تمہارا بیٹے کے خلاف کوئی چال چلنے والا ہوں۔“

”اگر تم سچے ہو تو میرے بیٹے کی غلط فہمی دُور کر دے۔“

”جی ہاں تم کوں ہو؟ تمھارا نام کیا ہے؟ کس ملک اور کس شہر میں رہتے ہو؟“

”میں جانا ہوں مگر کوئی یقین نہیں کرتا میں فریاد ہوں۔“

”فریاد کے تمام دوستوں، دشمنوں اور رشتہ داروں

نے اس کی محنت دیکھی ہے۔ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کیا ہے پھر وہ تمھیں فریاد کیے تسلیم کریں گے؟“

”میرا دل کہتا ہے، تمھاری یادداشت واپس آئے گی تو تم مجھے اپنا جیون سنبھال سکتی ہو گی۔ بھئی اپنے شوہر کے پیار کی چھوٹی سے چھوٹی بات یاد رکھتی ہے۔ کبھی سکون سے تمھاری میں سوچو، کیا میری آواز اور لہجے سے تمھارا دل جھٹکتا ہے؟ کیا میرے پیار کا کوئی انداز کبھی اچانک تمھارے دل کو چھو جاتا ہے؟“

”وہ خطر لگے۔ اُسے فریاد یاد نہیں تھا فریاد کی محنت یاد نہیں تھی لیکن دھرت کی شام پر بیٹھ کر پیار کے جو مختصر سے لمحات گزرے، وہ یاد آ رہے تھے۔ کھوڑی دیر کے چلے وہ جیوں لگی نہیں اُس کے چہرہ خیالات بڑھ رہا ہوں۔ اُس کی سوچ کہ رہی تھی: کیا پیار ایسا ہی ہوتا ہے، بدن میں انگڑائی بھر دیتا ہے۔ اودھ خدایا! میں نے علی تمہاری سعادت مند یاد خدمت گزار کی دیکھ کر اُسے اپنا بیٹا مان لیا ہے۔ کھرا پیار ہو کہ اس اجنبی کی محنت کے انداز میں میرا گم شدہ شوہر مل جائے اگر فریاد یہ میرے سیم دھال کا مالک تھا تو یہی اجنبی فریاد ہوا۔ اُس فریاد کو موت خدائی ہونے سے میری عمر گرنے سے میرے مالک! میں نے کہا! اور میری دعا ہے کہ میری عمر تمھیں مل جائے تاکہ میرے دونوں بیٹوں کو ماں کی بھرپور متاطبی رہے۔ میرا جینا کیا اور مرنا کیلئے میں جو جیتتی جی بیٹوں کے لیے مرج چکا ہوں۔ کوئی میرے وجود پر یقین نہیں کر رہا۔“

”پتا نہیں کیا کیا بات ہے۔ میرا دل کہتا ہے تم فریاد ہو اگر میں نے کبھی کسی کے ساتھ ٹکرائی ہو تو اُس کے صلے میں خدا میرے دل کا اعتبار دوست رکھے۔“

”تم بہت اچھی ہو۔ اتنی بڑی اجنبی دنیا میں ایک تمھارا اعتماد حاصل کر کے مجھے جو خوشی ہو رہی ہے، اُسے لفظوں میں بیان نہیں کر سوں گا۔ آج مجھے ساری دنیا کی دولت مل گئی ہے۔ وہ چونک کر بولی: ”اودھ! میں کتنی خود غرض ہوں۔ تم سے یہ بھی نہیں پوچھا کرتا جسکل میں کہاں جھٹک رہے ہو؟ کیا کالہ بنا رہے ہو؟ کچھ رات سے کہیں سونے کی جگہ ملی ہے یا نہیں؟“

”میں شہرت سے ہوں میری فکر نہ کرو۔“

”یہ سوچ کر دل دکھتا ہے کہ تم اکیلے ہو، بالکل اکیلے۔“

”اب اکیلا کہاں رہا۔ تم جو میرے ساتھ ہو۔ میں جلدی پیرس آؤں گا۔“

”میرا بیٹا مجھے بابا صاحب کے ادارے میں لے جلا رہا ہے۔ یہ ادارہ پیرس کے قریب ہے نا؟“

”ہاں میرا جی بہت چاہتا ہے تم سے ملاقات کروں لیکن یہ ذرا غرضی ہوگی۔“

”خود غرضی کیوں ہوگی؟“

”اس لیے کہ وہاں تمھارا علاج ہوگا۔ خدا نے چاہا تو صلہ ہی تمھاری یادداشت واپس آجائے گی۔“

”یادداشت جب واپس آئے گی، تب آئے گی میں پیرس میں تم سے ضرور ملاقات کروں گی۔“

”پھر تو میں پیرس نہیں آؤں گا۔ تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو نہیں پلے تمھاری دعا غرضی صحت مند ہی چاہتا ہوں۔ اس طرح تمہاری کتنی یادوں اور محبتوں کے ساتھ مجھے بچپان کو لگاؤ؟ وہ ناراض ہو کر بولی: ”اگر ذرا بچپان سکون تو تمہارے سے انکار کرتے رہو گے۔ حقائق تم سے نہیں بولوں گی۔“

”تم میری محنت اور جذبے کو سمجھو بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر تمھیں علاج کے دوران ماہی کی بہت سی باتیں یاد آ رہیں گی۔“

”وہ کچھ نہ بولی، روتھ رہی۔ اُس کے روٹھنے کا انداز اچھا لگتا رہا اور میں اُسے منسا آ رہا۔ یہ میری نئی زندگی کا نوراغ تھا۔ کچھ ایسا لگ رہا تھا جیسے جوانی کی ابتداء ہے اور بیٹی بار کسی سے محنت کر رہا ہوں۔ وہ بیوی کم اور محبوبہ زیادہ لگ رہی تھی۔ شاید اس لیے کہ اُس نے اپنے اندھوالی فریاد کی بیوی کو کھلا دیا تھا۔ میرے پاؤں تک اور دل سے دماغ تک محبوبہ کی جو بھر پور محبت تھی۔“

”میں نے کہا! میں ہار گیا تم جیت گئیں، غصہ تھوک دو۔“

”بابا صاحب کے ادارے میں علاج بھی کرتا رہو اور کبھی کبھی پیرس آکر مجھ سے ملتی بھی رہا کرو۔“

”وہ مسکراتے لگی۔ علی کی نظر اُس پر گئی۔ اُس نے کہا: ”ماما! سب بہت خوش ہیں۔ کس بات پر مسکرا رہی ہیں؟“

”... وہ... وہ... میرا سوتیلے کو لکھ لگا جیسے محنت کی بھٹی پکڑی گئی ہے۔ وہ گڑ بڑانے والی تھی کہیں نے سنبھال لیا۔“

”مکانی زبان سے کہا: ”بیٹے! میں سوچ رہی تھی، آج تمھیں بان سے بیٹا کر خوش ہو رہی ہوں۔ کل برسوں جب پچھلی زندگی یاد آئی اور سچ سچ تم میرے بیٹے ثابت ہو گے تو وہ کتنے سرت سرت غم سے لمحات ہوں گے۔“

”انشاء اللہ جلد ہی پیرس دانشگاه کا توڑ بوجھا ہے۔ آپ اب کبھی تان یا تان یا یاد آجائیں گی پھر کب مجھے بھی بیٹا کہہ کر گئے گا میں گی۔“

”وہ بڑی حسرت اور محنت سے بولی: ”بیٹے! کیا میں تمھارے

باپ کو کبھی پہچانوں گی؟“

”بے شک! آپ اُن کی تصویریں دیکھیں گی لیکن بہت رو میں گی۔ پاپا کی یادیں آپ کو بہت تڑپائیں گی۔“

”اگر وہ زندہ ہوں تو؟“

”ماما! پیرس، سونیا، پلومی، آنٹی، استاد وائسرو کی اودھ بابا صاحب کے ادارے کے تمام معزز اور محرم افراد کے ساتھ میں بھی پاپا کی تجزیہ و تکفین کے وقت موجود تھا۔ ہم سب کی آنکھوں کے سامنے انھیں سچو خاک کیا گیا۔ اب آپ ہی بتائیں کوئی قبر میں جا کر دوبارہ واپس آئے؟“

”روستی نے میری مرضی کے مطابق کہا: ”بیٹے! آنکھیں دھوکا کھا سکتی ہیں۔“

”کیا ہزاروں افراد کی آنکھیں بیک وقت دھوکا کھا سکتی ہیں؟“

”جو لوگ شہیدے باز ہوتے ہیں، وہ سیکڑوں ہزاروں تماشا جوں کی آنکھوں کے سامنے خالی بیٹھ میں رومال ڈالتے ہیں پھر رومال کی جگہ زندہ، بچھڑا ہوا بو کو تر نکالتے ہیں۔ یہ نظروں کو فریب دینے کا مال ہے۔ ہزاروں تماشا جوں کو دھوکا کھاتے ہیں۔“

”علی نے غلطی ہوئی نظروں سے روستی کو دیکھا۔ وہ بولی: ”تم اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟“

”اس نے پوچھا: ”ماما! کیا وہ آپ کے دماغ میں ہے؟“

”اُن نے ہاں۔ وہ آیا تھا، پھر چلا گیا۔“

”آپ سمجھ رہی ہیں بیٹا کیا یہ بو کو تر پائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہیں۔ وہ چھپا ہوا ہے خود کو فریاد ثابت کرنے کے لیے آپ کی زبان سے شہیدے بادل کی مثال دے رہا ہے۔“

”تم سمجھتے ہو تمھاری ماں نادان ہے، وہ ایسی معقول دلیل پیش نہیں کر سکتی؟“

”یہ بات نہیں ہے۔ پہلے پتہ اسٹریٹ آپ کے دماغ کو نقصان پہنچایا۔ اب کسی دوسری تنظیم کا وہ انکار آپ کو کھڑے کر کے مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ کیا آپ دشمن کی کینجے سے چبڑی باتوں میں آکر مجھ سے پھر کھڑا ناچا رہتی ہیں؟“

”ایسی باتیں نہ کرو۔ میرا علاج کراؤ۔ میری یادداشت واپس لاؤ، پھر مجھے کوئی بھانپنا نہیں لگے گا۔ میں تمھیں چھوڑ کر کسی دشمن کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔“

”ماما! آپ بہت اچھی ہیں۔“

”میں نے کہا: ”روستی! تم اپنے ذہن کو دوستوں اور دشمنوں کے معاملے میں نہ لگھاؤ، آرام کرو۔ میں پھر آؤں گا۔“

اُس نے بڑے پیار سے پوچھا جلدی آؤ گے؟

میں نے جلدی آنے کا وعدہ کیا پھر صبح لوہے پر اپنے کالج میں حاضر ہو گیا۔ پچھلے رات سوئے کا موقع نہیں ملا تھا۔ میں چند گھنٹے کی نیند پوری کرنے کے بعد یہاں سے ہیرس جانے کی کوئی تدبیر کرنا چاہتا تھا۔ اسی وقت دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنانے دی۔ فریج کا ایک انفر وڈ ٹا ہوا میرے پاس آیا۔ وہی انفر تھا جس سے میں نے کہا تھا کہ ہیرس کے گھے کے لاکٹ میں سرخ رنگوں والی صلیب ہوگی۔ وہ جنگل میں ہونے والی اندھا دھند فائرنگ میں سلامت رہے گا۔ اُسے گولی نہیں لگے گی۔ وہی انفر میرے سامنے آکر ہاتھ پوتے ہوا تھا۔ تم نے درست کہا تھا۔

وہ لڑی تھیں کہ گریبان میں ہاتھ ڈال کر صلیب نکال کر دکھاتے ہوئے بولا۔ یہ میرے پاس سرخ رنگوں والی صلیب ہے۔ کل رات سے اب تک سیکڑوں فوجی جوان اور افسران مارے گئے ہیں۔ مگر میں زندہ سلامت ہوں۔ کتنی ہی گولیاں میرے آس پاس سے گزرتی رہیں۔ ایک گولی تو میرے سینے پر آگئی۔ وہ دیکھو صلیب پر گولی گئے کا نشان ہے۔ تمہارے بیان کے مطابق مجھے گولی نہیں لگی؟ میں نے اُس کے مارے میں پہنچ کر اُس کی سوچ میں کہا۔ اس راہب نے سچا بیان دیا تھا۔ مجھے اس کے کسی کا آنا چاہیے۔

اس خیال کے ساتھ ہی اُس نے مجھ سے کہا۔ میں بہت غرض ہوں۔ مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ میں کسی شہرت تک جانا چاہتا ہوں اور آج ہی جانا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہمارا ایک ایسی کا پڑھن زندگی کا سامان لے کر جا رہا ہے۔ تم ابھی اس میں جا سکتے ہو۔

مجھے اس لمحے میں روتی پرادر زیادہ پیلا آیا۔ خدہ پر مشق سلامت پو تو عاشق کچے دھلا گئے سے بندھا جلا آئے۔ یہ اُس کی جھولی ہوئی زندگی کی اور جھولی ہوئی محبت کی صدا تھیں تھیں جو اتنی جلدی میرے سر کا سامان کر رہی تھیں۔

*

نیا ماسک میں آیا تھا۔ شرطیج کی تھی بسا پھیلا کر تھی چالیں چلنے کے لیے بالکل تیار تھا۔ لیکن وقت اُس کے نائب نے اطلاع دی کہ آرمز آ رہے۔ ماسک میں کچھ بیورو کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آرمز جو بائیں نائب سے کر رہا تھا، نائب وہ بائیں کچھوٹر اسکرین تک پہنچا رہا تھا۔ اور ماسک میں اپنا جواب نائب کے سامنے رکھے ہوئے کچھوٹر اسکرین تک ارسال کر رہا تھا۔

آرمز نے کہا۔ مسز معلوم! میں تمہیں ماسک میں کاغذ حاصل کرنے پر مہار کیا دیتا ہوں۔ میں اُس سیکڑوں کو سزا دے گا۔ ماسک میں کی طرح تم غلطیاں نہیں کرو گے۔ میں باا صاحب کے

اداسے کی جانب سے محبت اور انسان دوستی کا بیخا اُسے کرنا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان جو مستند معاملات ہیں انہیں خوش سولہ سے منٹاؤ گے؟

ماسک میں نے کہا۔ مبارکباد کا شکر یہ نہیں تھا۔ ہاں تو فحاشت پر بولا۔ آرمز ناچا ہتھوں۔ ہمارا جھکا چشم زدن میں ختم ہو جائے گا۔ تم ہماری تائیانہ اور پاسکل بڑا کو واپس کرو۔ میں جو فریج اور مارے کو تمہارے خالے کر دوں گا۔ یہ بہت ہی آسان شرط ہے۔

”تائیانہ زندہ نہیں ہے۔ جب فریقین میں صلح کا دروازہ کھلتا ہے تو جنگی تیدیوں کے تبادلے کی بات ہوتی ہے۔ جنگ میں مرنے والے سپاہیوں کی واپس کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ ہمارے پاس پاسکل بڑا ایک قیدی ہے۔ اسے ہم نہایت آسان شرط پر تمہارے حوالے کر دیں گے۔“

”میں جانتا ہوں تم پاسکل کے عوض جو جو کا مطالبہ کر دو گے۔ مسز معلوم! تم ماسک میں کاغذ سے بیٹھا ہے ہی ذہنی دوا بائیں کا ثبوت دے رہے ہو۔ پہلے تم نے مراد تائیانہ کی زندہ واپسی چاہی اور اب میری شرط سننے سے پہلے ہی اپنی کھول عقل سے جو جو کی بات کہہ رہے ہو۔“

”مجھ پر جھوٹ نہ کرو، کیا تم لوگ جو جو کی واپسی نہیں چاہتے ہو؟“

”ہرگز نہیں۔“
”مجھے حیران اور پریشان کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ کر بولو۔“

”مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جو جو میری بہن ہے جسے میں باپ کا بیارو دیتا رہا ہوں۔ آپ فریقین کے بعد اُس کا بچکانہ میں ختم ہو چکا ہے۔ آئندہ وہ ایک ذہین خیالی خوانی کرنے والی کی حیثیت سے منظرِ اہم آئے گی۔ ٹیلی ویژن سب سے خطرناک اور نایاب ہتھیار ہے۔ اگر ہم پاسکل کو تمہارے حوالے کر کے جو جو کا مطالبہ نہیں کریں گے تو تمہارے پاس دو خیالی خوانی کرنے والے ہو جائیں گے۔ ہمارا نقصان ہے تمہارا فائدہ ہے اس کے باوجود جو جو کو اپنے پاس رکھو۔“

”تم ایسی بات کہہ رہے ہو جسے ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ ہر حال پاسکل کو واپس کرنے کی شرط کیا ہے؟“

”مارے کو ہمارے حوالے کر دو۔“
”توجیب ہے! میں تمہیں جاننے والی جو جو کے مقابلے میں مدد دیتی ہوں۔ یہ سبھی زہریلی لڑکی کا اہمیت کیوں جسے ہم نے جو؟“
”یہ سونیا کی حکمت عملی ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”وہ جو کتنی بے تم سوچے مجھے بغیر اس پر عمل کرتے ہو؟“
”ہاں یہی کرنا آ رہا ہوں؟“
”میں نے سنا ہے تم نہایت ہی سیدھے اور سچے آدمی ہو۔“

”لڑا سچ بتاؤ، جو جو ہمارے ہی پاس ہے کھلی؟“
”ہاں تمہارے پاس ہے کھلی۔“
”تم یہیں یہاں آ جاؤ۔ لڑی بہن کے ساتھ رہو۔ اُسے تمہارے لیے سچائی اور دوستی کی ضرورت ہے۔“

”میں آ جاؤں گا تو تمہارے پاس میں تمہیں جاننے والے ہیں ہوجائیں گے۔“
”ہاں یہ سب سے سہانا خواب ہے۔ تم سچی تمہیں سکتے ہو۔ مجھ بتایا گیا ہے کہ تمہیں دولت، شہرت اور عیش و آرام کی تمنا نہیں ہے۔ تم ایک راہب جیسی زندگی گزار رہے ہو لیکن تمہاری بہن کو سب سے زیادہ شہرت، سب سے زیادہ شہرت اور سب سے زیادہ دولت کی ضرورت ہوگی تو وہ ہم سے دوں گے۔ افسوس کہ کھائی کا پیار نہیں دے سکیں گے۔ اسی لیے کہتا ہوں آ جاؤ۔ اپنی بہن کی خاطر آ جاؤ۔“

”تم اتنی محبت سے کہہ رہے ہو تو یقین کرو، میں لگیا ہوں تمہارے پاس ہوں، بہن کو پاس بھی جانا ہوں۔ ایک سچائی کے نام فریقین اور کرتا رہتا ہوں۔“

”یہ تو کوئی آ ناند ہوا۔ خیالی خوانی کے ذریعے آؤ گے پھر بڑے جا بجا رو گے۔ اپنی بہن کے پاس نہیں بیٹھو گے۔ اُس کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرو گے۔ تم سچائی بہن خیالی خوانی کے ذریعے طاقت کرتے ہو گے مگر ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے جے ہیں ہو گے۔“
”مسز معلوم! اتنی دوسرے جو جو کا ذکر ہو رہا ہے اور میں اظہار کر رہا ہوں کہ اُسے میری بہن اور مجھے اس کا بھائی کہتے ہوئے تمہیں تنگ دہن ہو کر اُسے کی باخدا! یہ کیسی ہے جس اور ہے شرم دینا ہے بہن سے اُس کی یادداشت چھین لی۔ اسے جو جو سے تو لینا آندروفت بنا دیا۔ اب کس بہن کی سرپرستی کیے کے مجھے پتہ پاس نہ رہے ہو؟“

”اُس کا نام اور اس کا ذہن تبدیل ہوا ہے۔ دو دو تو وہی تمہاری بہن کا ہے۔ وہ تمہیں نہ پہچانے، تم تو اُسے پہچانتے ہو۔ اُس کے تریب رہو گے تو وہ بھی ذہن فرزندہ نہ کرنا سیکھ دینے لگے گی۔“
”اُس طرف سے جو جو کہ تمہیں جو جو نہیں کہہ سکتا۔“

”میں کہوں گا، ہمیشہ جو جو تمہارا بہن ہو گا، کیونکہ مجھے بہن کے نام سے بھی پکارا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں آ جاؤں تو پہلے اُسے لڑکی جو جو بنا دو۔“
”تا کہ وہ باا صاحب کے اداسے کو، فریج کی فیملی کو اور

پارس کو لپکا لپکا ہے، ہم نے یہ اپنا نیت ختم کرنے کے لیے اُسے آندروفت فیملی سے منسوب کیا ہے تاکہ اس کی محبت اور مہربانی صرف ہمارے تک اور ہماری قوم کے لیے ہوں۔“

”یہی پہلے ایک لڑکی کا اعتراف کیا۔ اُسے اُس کے شوہر سے چھین لیا۔ جیسے بھائی کو اس سے عمو کر دیا۔ نیک نیتی سے تمہارا درد کا بھی تعلق نہیں ہے، پھر کیسے توقع کرتے ہو کہ میں جناب شیخ الغداس جیسے نیک اور فرخستہ صفت انسان کو چھوڑ کر تمہارے پاس آ جاؤں گا؟“

”ماسک میں نے کہا۔ یہ میرا خیال ہے، ہم فضول بحث میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔“
”اتنی دیر بعد عقل آئی ہے۔ اب بتاؤ مارے سے پاسکل کا تبادلہ کر رہے ہو؟“

”اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم لوگوں نے پاسکل بڑا کا برین واشر نہیں کیا ہوگا؟“
”ہم پاسکل کو جس حالت میں لے گئے تھے اسی حالت میں واپس کریں گے۔ جو جو کی طرح اس کا ذہن اور نام تبدیل نہیں کیا ہے۔ میری سچائی پر دوست اور دشمن سب ہی یقین کرتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ چند ہفتوں میں خیالی خوانی کے بھی قابل ہو جائے گا۔ ہم ٹائم میں ہی فرق ہے کہ ہم کھڑے نہیں ہیں۔“

”تم بولتے بولتے کچھ زیادہ ہی بول جاتے ہو صرف کام کی بات کر دو۔“
”بات تم کرو گے تبادلہ منطوق ہے یا نہیں؟“

”جو جو جیسی اہم لڑکی کو چھوڑ کر مارے کا مطالبہ کر رہے ہو، اس میں کوئی راز ہے۔ میں آدھے گھنٹے بعد جواب دوں گا۔“
”رابطہ ختم ہو گیا۔ آرمز نے طرہیہ کے پاس آ کر اُسے مخاطب کیا۔ وہ زہریلی لڑکی ایتنا میں پراتی سوچ کی لہروں کو نہیں سمجھتی تھی لیکن دماغ پر لو جو محسوس کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ اُسے خیالی خوانی کے متعلق بہت کچھ سمجھایا گیا۔ جس پر عمل کرتے ہوئے وہ سانس روکنے لگی تھی۔ آرمز کی سوچ مخصوص کو ڈور ڈور ڈا کر کرتی تھی جس کے بعد وہ بائیں کرتی تھی۔ ذہن کوئی بھی آتا تو بار بار اس روتک کر اُسے بھگا دیتی تھی۔“

”وہ پارس کی دہلی تھی۔ اُس کی خاطر چھین سے بچھڑے ہوئے بل باپ کو چھوڑ دیا تھا۔ اتنی بڑی دنیا میں تان کو نہ صرف اپنے ناگ سے لگاؤ تھا۔ وہ اور کسی رشتے اور دوستی کو نہیں سمجھتی تھی۔ ماسکوں اُسے بلانے کے لیے ایک ڈی پارس کو اُس کے ساتھ لکھا گیا تھا اور اُسے اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا کہ مارے سے خوب محبت کرنا سیکھو ایک باشت دو قدر بناؤ۔ وہ نہ ہولی جینز جنم

طرف رفا کر رہے گی۔

وہ بے چارہ ڈی اے اُس سے محبت کرتا تھا، ہنستا مسکراتا رہتا مسکرا مندے سے ہمارا ہنسا تھا، جب وہ گھر میں جاتا تو ہمیں ڈالتی تو وہی فرداً الگ ہو کر بھاتا تھا، ویجھو تم نے وعدہ کیا تھا جب تک تمہارے اندر سے سارا زہر نہیں نکلے گا اور ہماری باقاعدہ فکری نہیں ہوگی، تب تک ہم اپنے درمیان کم از کم ایک وابستگی کا قائل رکھیں گے۔

وہ جھنگلا کر پوچھتی تھی، ”ہماری شادی کب ہوگی؟“

”جب زہر نکلے گا“

”زہر کب نکلے گا؟“

”اس مقدمہ کے لیے تمہارا علاج ہو رہا ہے، تمہیں جراثیم کھلائی جارہی ہیں، انجیکشن لگائے جا رہے ہیں۔ زہر رفتہ رفتہ ختم ہوگا۔“

یہ درست تھا۔ وہاں کا ایک ڈاکٹر جو مختلف زہروں پر علاج کرنا سیکھتا تھا اور زہر کو مختلف ذرائع سے استعال کرنے کا بھی تجربہ رکھتا تھا، وہ روزانہ مارے کے پاس آتا تھا اور اس کا علاج کرتا تھا، ڈی پارس ہی ہوتا تھا، علاج ہوتا ہے، لیکن اس کے برعکس کچھ اور ہوتا تھا۔

ڈاکٹر اُس کے اندر زہر میں اضافہ کر رہا تھا، جیروس کے ڈاکٹروں نے مسلسل علاج کے ذریعے زہر کو بڑی حد تک کم کیا تھا۔ اُسے نارل زندگی گزارنے کے قابل بنا رہے تھے۔ ادھر ماسکین کی پلاننگ یہ تھی کہ اس زہر میں کو بے حد خطرناک بنا کر اس سے بڑے بڑے کام لیے جاسکتے ہیں کیونکہ زہر ایسا انتہی ہے جو فزیشن آتا اسے استعال کر دینا کوئی دھماکا نہیں ہوتا۔ دشمن بڑی خاموشی سے مر جاتا ہے۔

جب زہر بڑے سا بھاری کو بین کے لئے داروں پہ لپکا جا سکتا ہے تو ایک لڑکی کو ٹریننگ دے کر اپنے شکار کاٹ کا پابند بناتا ہے زیادہ مشکل نہیں تھا۔ ماسکین کی جانب سے متحرک ہونی ایک ٹیم آئے، ایک عجیبے بنائے میں مصروف تھی اس ٹیم کا ڈاکٹر اُسے مزید زہر دہی بنا رہا تھا۔ ایک تو یہی عمل کرنے والا آئے اپنے ہی حملہ بنانے میں ناکام رہا تھا کیونکہ مارے کی آنکھیں اتنی زہریلی کشش کی حامل تھیں کہ حامل خود ان سے سہم جاتا تھا۔ لہذا اُس کے ذہن کو مزاج کو اور وفا داری کو تبدیل کرنے کے لیے دو ماہر نفسیات اُسے دماغی طور پر پہلے اُلٹا کرتے تھے پھر محبت سے اپنے متاثرہ کے مطابق سلکھاتے تھے۔ ایک ماہ اُسے میک اپ کرنے اور طرح طرح کے روپ بدلنے کا تجربہ سکھاتا تھا۔ ماسکو پہنچنے کے بعد وہ بڑے مصروف دن رات گزار رہی تھی، اگر کبھی مصروف

رہنے سے انکار کرتی تو اسے دھکی دی جاتی کہ پارس سے ملے نہیں دیا جائے گا۔

پارس سے ملنے کی دلوانی اسی سے مجبور کرتی تھی پارس کے قریب رہنے کی خاطر اُسے جو کہا جاتا تھا، وہ کرتی تھی، اٹھنے نہ سوچتا تھا، اگر بے لڑکی کبھی ان کے قابو سے نکلے گی یا سونیا کی چالاک سے فرار ہو کر پارس کے پاس پہنچے گی تو وہ پارس کا دشمن دن ہوگا کیونکہ وہ پہلے طرح زہر دہی ہوتی جا رہی تھی اس کے برعکس پارس میں صرف زہر میں کشش رہ گئی تھی، اندر کا زہر ختم ہو گیا تھا، سائپوں کے ڈسٹے کو اس پر اثر نہیں ہوتا تھا، ایسا کہ ناگن کا دلہن پر رداخت نہیں کر سکتا تھا، ایسی حالت میں وہ کسی دن اپنی ہی دلوانی کے پیار سے مرنے والا تھا۔

اب پتا نہیں وہ کس حد تک زہریلی ہو گئی تھی اور وہ اپنی سے کیسے کیسے ہزیمیک رہی تھی، دلے ایک بات اُس کے دماغ میں اچھی طرح نقش ہو گئی تھی کہ جب تک ماسکین کی دفاع لے نہ گی، پارس سے متاثر ہے گا، اس کی دفاع داری کو اُڑانے کے لیے اُس سے کہا گیا کہ اگر دشمن ہے، اُسے دماغ میں نہ آنے دو، وہ لڑنے کا ذہن نہیں ہے، مجھے یہی کہتا ہے، بہت اچھا آدی ہے۔“

”دشمن اچھا دوست بن کر مٹا ہے۔ مٹی کی کھوکھلی چوڑھائی کر تا ہے پھر اچانک نقصان پہنچاتا ہے۔“

”بھلا وہ مجھے کیا نقصان پہنچانے لگا؟“

”وہ کبھی تم سے کے گا کہ یہ شہر، یہ ملک چھوڑ کر یہاں چلو۔“

”میں پارس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی“

”اُس نے جیروس میں ایک نوجوان کو نقل پارس بنا کر رکھا ہے۔ اُس نقلی کی جھلک دکھا کر تم سے کہے گا وہ اصل ہے اور یہاں جس پارس سے روز مٹی ہو وہ نقلی ہے تب تم کی کرو گی؟“

وہ ہنستے ہوئے بولی، ”میں روز سے دکھتی ہوں اُس کی باتیں سنتی ہوں، اُسے خوب اچھی طرح پہچانتی ہوں۔ وہ نقلی نہیں ہو سکتا۔“

”اگر جس کی بات کرنے کا وہ بھی دیکھنے سننے میں اصل پارس لگے گا پھر فیصلہ کیسے کرو گی؟“

”اُس نے پھر ہنستے ہوئے کہا، ”ایک بار پارس نے کہا تھا، محبت کرنے والے اپنی ہڈوں سے، اپنی اداؤں سے اور اپنی وفاؤں سے بچا لے جاتے ہیں۔“

لمحات میں دُور ہوئے کی جوا دایں دکھاتا ہے تو مجھے کھٹنے لگتا ہے۔ اس میں دقائیں ہیں لیکن آدائیں اور صدائیں ویسی نہیں ہیں جیسی جیروس میں ہو کر تھیں۔“

”تمہیں کھٹنا نہیں چاہیے۔ اکثر حالات کے تحت آدمی کا موڈ بدلتا ہے۔ موڈ بدلنے سے آدمی میں سختی پھرتی اور کبھی گری پیدا ہوتی ہے۔ اس کی حرکتیں بھی ذرا مختلف ہو جاتی ہیں۔ تم اس انداز میں سوچو گی تو اگر تمہیں یہ کہتے ہیں اس آسانی سے کامیاب ہو جائے گا۔“

”مجھے پارس کے سلسلے میں کوئی بہکانہ نہیں سکے گا میں ہزاروں ہارسوں کو بھیر چیں اپنے ناگ کو بچان لوں گی۔“

”مجھے ایسے بچاؤ کی؟“

”میں اُسے پیار کروں گی اگر میاں زہر برداشت کرے گا تو وہی میاں پارس ہوگا۔ اُسے آسنے دو، آج میں مزور اُسے پیار کروں گی۔“

”اُسے منوئے دینے والا پریشان ہو کر لولا۔ ایسا مضبوط نہ کرنا۔ یہ کوئی آزمائے کا طریقہ نہیں ہے۔“

”مارے نہ پوچھا۔ یہ جو روز سنے آتا ہے کیا یہ اصل پارس نہیں ہے؟“

”بھئی اصل ہے لیکن علاج کے ذریعے اس کا زہر ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ اب تمہارا زہر برداشت نہیں کر سکے گا۔“

”میں ایسی نادان بھی نہیں ہوں اتنا سمجھتی ہوں جو زہر ملا ہو جائے اُس کا زہر کم تو ہو سکتا ہے ختم نہیں ہو سکتا، میں نے لندن کے ماہر ڈاکٹروں سے یہ بات سنی ہے۔“

”لسنت کے ڈاکٹر جو اس کہتے ہیں۔ تم پارس کو پیار نہیں کرو گی۔“

”میں کروں گی۔ تم مجھے روکنے والے کون ہوتے ہو؟“

وہ خاموشی سے اٹھ گیا۔ مارے کی آنکھیں ملنے میں غضب تک ہو جاتی تھیں، وہ اُس سے دُور دروازے پر آکر پھر لولا۔ ”جب تک تم پیار کا لڑا وہ نہیں بد لوگی ہم پارس کو تمہارے پاس آنے نہیں دوں گے۔“

وہ اچانک کمزور پڑ گئی، غصہ بھول گئی، ماجوسی سے بولی، ”میں اُس سے دُور ہوں گی، وعدہ کرتی ہوں، روز کی طرح اُس سے ہوں گی۔“

”ہماری دوسری شرط یہ ہے کہ اگر کوئی دماغ میں آئے نہیں دو گی۔“

”وہ میرا کون سا گناہ ہے، اُس نے نہیں دوں گی۔“

”شاہاں! تمہارا پارس اپنے وقت پر آجائے گا۔“

وہ منوئے دینے والا چلا گیا۔ اس کے جانے کے کچھ لمحوں کے بعد اُس نے اُسے مخاطب کیا۔ مخصوص کو ڈور ڈور ڈاڑا کیے۔ وہ بولی، ”آزمی جاننا، تمہارے جانے، اگر تمہیں جاؤ گے نہیں اپنی سانس روک لوں گی۔“

”آزمی نہ پوچھا۔ بیٹی! مجھ سے کوئی غلطی ہو سکتی ہے؟“

”کیا تم بیٹی کو کمرے بھرا کر چاہتے ہو، یہ کتنا چاہتے ہو کہ اصل پارس یہاں نہیں جیروس میں ہے۔“

”یہ تم سے کس شکریہ دار آج تک میں نے تم سے اصلی نقلی کی بات نہیں کی۔ میرا ایمان ہے جھوٹ کی کمزوری جلد ہی ظاہر ہو جاتی ہے اور تم تو دل کی گرا بیٹوں سے پارس کو چاہتی ہو۔ جب بھی دماغ ہر ذرا سا زور دو گی کسی بھی فریبی کو بچان لو گی۔“

”یعنی تم یہ نہیں کہو گے کہ مجھے اس پارس کو چھوڑ کر جیروس چاہنا چاہیے؟“

”بیٹی! تم خود گواہ ہو، میں نے پہلے کبھی پارس کے سلسلے میں تم سے گفتگو نہیں کی پھر اگر نہ کہوں کروں گا؟“

”اس کا مطلب ہے یہاں جس سے روز مٹی ہوں یہی میرا پارس ہے؟“

”محبت تم کرتی ہو۔ تم اُسے پہچان سکتی ہو۔ میں دور رہ کر اُسے کیسے پہچان سکتا ہوں۔“

”اُس کے دماغ میں جا کر صلوا کر سکتے ہو؟“

آسان اور مدبرانہ معیار

پہلے خیالات، برسوں تک پہنچانے اور سلی مستحق

میں کی ترقی، دوسروں کے ان کا حال جاننے کا سہارا ہے

اس کتاب سے آپ کو:

- روزانہ کی زندگی میں سے بہترین کتاب
- زندگی کی محض سوسائٹ
- زندگی کی ذہنی تربیت، اس کے فوائد
- زندگی کی اصلاحی باتیں، ان کے فوائد و نقصانات

پہلے سے لے کر

اس کتاب سے آپ کو:

- زندگی کی اصلاحی باتیں، ان کے فوائد و نقصانات
- زندگی کی ذہنی تربیت، اس کے فوائد
- زندگی کی محض سوسائٹ
- روزانہ کی زندگی میں سے بہترین کتاب

اس کتاب سے آپ کو:

- زندگی کی اصلاحی باتیں، ان کے فوائد و نقصانات
- زندگی کی ذہنی تربیت، اس کے فوائد
- زندگی کی محض سوسائٹ
- روزانہ کی زندگی میں سے بہترین کتاب

اس کتاب سے آپ کو:

- زندگی کی اصلاحی باتیں، ان کے فوائد و نقصانات
- زندگی کی ذہنی تربیت، اس کے فوائد
- زندگی کی محض سوسائٹ
- روزانہ کی زندگی میں سے بہترین کتاب

اس کتاب سے آپ کو:

- زندگی کی اصلاحی باتیں، ان کے فوائد و نقصانات
- زندگی کی ذہنی تربیت، اس کے فوائد
- زندگی کی محض سوسائٹ
- روزانہ کی زندگی میں سے بہترین کتاب

اس کتاب سے آپ کو:

”تم جتنی ذہولٹی ہو اتنی ہی مصوم ہو یہ نہیں جانتی ہو کہ تو کسی عمل کے ذریعے دماغ کو محدود کر دیا جاتا ہے خیال خزانے والے ایک حد تک دماغ کو بڑھ سکتے ہیں مگر اس کی گہرائی کو نہیں سمجھ سکتے۔ بیبا ایک مشورہ یاد رکھو کسی کی ذہن کو اپنی عقل سے اچھے بڑے سمجھو اور سچے کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہو ایسی کوششیں سے ذہانت بڑھتی ہے“

”آزمی جاننا تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہیں دماغ میں تانے دوں گی اور ان لوگوں سے کہوں گی کہ سانس روک کر تمہیں جھگا دیتی ہوں۔ ایسا نہیں کرو گی تو پاس کو مجھ سے ملنے نہیں دیں گے“

”تم جیسا بہتر سمجھتی ہو ویسا کرو“

”مجھے ایک مشورہ دو، کیا پاس کو آزمانا چاہیے؟“

”محبت آزمانا توں سے گزارتے رہنے کا نام ہے صرف پاس ہی نہیں دوں لوں کو بھی ذہر سے کہیں ذہانت سے آزمانی رہا کرو“

”ٹھیک ہے، میں ایسا ہی کروں گی“

”میں جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گا“

آزمی نے ٹھیک آدمے گھنٹے بعد ماسک تین سے لڑ لیا کہ پھر پوچھا میں ابھی مارے کے پاس جانا چاہتا تھا، وہ سانس روک لیتی سبکے لوگوں نے اسے میرے خلاف بھڑکایا ہے“

”ہم نے احتیاطا ایسا کیا ہے تاکہ تم اسے ہمارے خلاف نہ ہرک سکو، ہر حال میں تمہاری شرط منظور ہے تم پاس کو ہمارے پاس بھیج دو، ہم مارے کو یہاں سے روانہ کریں گے“

”اشنوس! وہ شرط ختم ہو چکی ہے۔ مارے کو مجھیں اب اپنے پاس رکھو“

وہ نیرلی سے بولا یہ کیا کہہ رہے ہو؟ آدھا گھنٹہ پہلے تم ملہ کا مطالعہ کر رہے تھے“

”اُس وقت معلوم انہیں تھا کہ تم لوگوں نے مارے کو ہمارا دشمن بنا دیا ہے“

”یہ جھوٹ ہے مارے کے مطالعے سے انکار نہ کرو۔ ہمارا پاس کو بیا ہمارے حوالے کرو۔ تم میرے سادے آدمی ہو، میرا پھیری اور سیاسی جالوں کو نہیں سمجھتے ہو، بہتر ہے، سوچنا کہ پاس جاؤ اور اس سے مشورہ کرو“

”تمہارا یہ مشورہ معقول ہے میں سوچتا ہوں کہ پاس جا رہا ہوں ایک گھنٹہ بعد تم سے گفتگو ہو گی لڑائی“

آزمی نے پہلی بار جناب شیخ صاحب کا سوچنا سے مشورہ کے بغیر مارے کے مطالعے سے انحراف کیا تھا۔ اپنی مرضی سے ایک اہم فیصلہ کیا تھا۔ دراصل وہ مارے کے پھر خیالات کو پھر چکھا تھا

وہ روز ملاقات کہنے والے پاس کو آج آزمانے والی تھی۔ اس آزمائش کے نتیجے میں ماسک تین کی مشکلات بڑھنے والی تھیں۔ اس کے پاس مارے کو مطمئن کرنے والی پاس کی دوسری ڈمی نہیں ہو گی اگر ہو گی تو مارے اسے بھی آزمانے کی این حالات میں وہ کئی میں ڈمی کی طرح ایک جائے گی۔ ماسک تین اسے نگل سکتا ڈراگن کے گالہ کر کے مارے کو دیکھنا چاہتا تھا۔

سوچنا ہے تمام ایما تین میں کرنا۔ شاہین آرمز باہر تانے مارے کے مطالعے سے انکار کر کے دانشوری کا ثبوت دیا ہے۔ اب تم فوراً ماسک تین کے پاس جا کر اس بات پر زور دو گے کہ مارے کو تھمائی یادمانی نقصان نہ پہنچے اور نہ ہی اسے جس بے جا میں لٹکا جائے ذہن مارے کا ایک ناخن ٹوٹے گا اور دھرا سکل بو کا پورا ہاتھ ٹوٹ جائے گا۔ مارے کو صدمہ پہنچے گا تو پاس کو دماغی مفلوج بنا دیا جائے گا“

وہ تھوڑی دیر تک سوچا اور پھر سیکھتا ہوا پھر مارے کے پاس آیا۔ ڈمی پاس اس سے ملنے آیا تھا۔ اس سے پرہ بھری باتیں کر رہا تھا۔ مارے نے کہا ”تم خواہ کتنی ہی محبت جتاؤ اب وہ بیزس والی بات نہیں رہی ہے“

اس نے پوچھا ”بیزس میں کیا بات تھی؟“

”وہاں رکاوٹ نہیں تھی۔ تم مجھ سے سڑرتے نہیں تھے۔ گئے تھے ہی بھاگتے نہیں تھے۔ اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟“

وہ بولا۔ ”میرے اندر کا زہر نکال کر مجھے نارمل زندگی گزارنے کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں تمہارا زہر ناقابل برداشت ہو گا“

”یہ کیا علاج ہے کہ تمہارا زہر ختم ہو گیا ہے اور میرا زہر ختم نہیں ہو رہا ہے؟“

”تم بچپن سے ذہر ملی ہو۔ تمہیں نارمل ہونے میں وقت ملے گا“

”میں ایک بات اچھی طرح سمجھتی ہوں وہ یہ کہ میں ہمیشہ ذہر ملی ہوں گی اور پہلے کی طرح پھر تمہیں زہر ملاؤں گی۔ ہمارا پہلی ملاقات یاد ہے میں نے ہلکا سا زہر تمہارے جسم میں پھنپایا تھا اور تم زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ میں نے تمہیں سرنے نہیں دیا تھا۔ آج بھی ہلکا سا زہر دوں گی اتنا ہلکا سا کہ تم برداشت کر لو گے“

”نہیں ایسا نہ کرنا، میں برداشت نہیں کر پاؤں گا“

”میں تمہاری برداشت کی حد کو پہلی ملاقات سے سمجھتی آ رہی ہوں رفتہ رفتہ علاج سے میرا بھلا نہ ہوا۔ میں رفتہ رفتہ تمہیں اپنے برابر زہر ملا بنا دوں گی پھر تم میرے ساتھ اذواجی زندگی

گزارنے کے قابل ہو جاؤ گے“

وہ ہانپیں پھلا کر اس کے قریب آئی۔ وہ کچھ ہنٹ کر بولا۔ ”بلیز! مجھ سے دور رہو۔ سچ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟“

نہیں میں پوچھتی ہوں تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ جب میں روز تمہیں بیکار کرتی تھی تو میرے دل نے تنہا جانتے تھے۔ اسپتال کے ڈاکٹروں نے ہمیں ایک دوسرے سے دور الگ الگ کمروں میں رکھا تھا پھر کئی مہینے تک میرے بیکار کا زہر حاصل کرنے پہنچ جاتے تھے آج وہی تم ہو کہ مجھ سے دور بھاگ رہے ہو“

”میں بھاگتا نہیں ہوں۔ اس وقت کا انتظار کرنا چاہتا ہوں جب میری طرح تم بھی زہر سے خالی ہو جاؤ گی“

”پاس! میرے صبر کا امتحان دو۔ جو جب سے میں ماسکو سے آئی ہوں تم مجھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔ دن رات حسرت سے سوچتی ہوں کہ مجھے سینے سے لگا ڈکے؟ آج ایک لمحے کے لیے صرف ایک لمحے کے لیے گئے لگاؤ“

وہ آگے بڑھی۔ ڈمی سم کر دوڑا زہرے کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ ”آج تم خطر ناک ہو سکتی ہو۔ میرا آنے سے پہلے ایک اشرف نے مجھے بتایا تھا کہ تم اصلی اور نقلی کو پہچانا جاتی ہو۔ اس لیے مجھے متناظر بنا چاہیے۔ اگر تم فاصلہ نہیں رکھو گی تو میں چلا جاؤں گا پھر کئی روز کی محبت بھی نہیں آؤں گا“

اس کی آنکھیں غضب ناک ہو گئیں۔ آزمی نے کہا ”تمہاری آنکھوں سے سم کر بھاگ جائے گا، بغیر تمہاری کوئی تو عقل سے کام نہیں لے سکو گی۔ اس سے آگے اگلنے کی کوشش کرو“

مارے نے نظریں جھکا لیں پھر آہستہ سے کہا ”ٹھیک ہے ہائے درمیان فاصلہ رہے گا۔ میں گئے لگانے کی خدمت میں کروں گی لیکن ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تو تھام سکتے ہیں“

وہ بچپانے لگا۔ وہ بولی ”کیا ہاتھ پکڑنا بھی گناہ ہے؟“

وہ حوصلہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا ”تمہارے اندر واقعی ذہر ملی شش ہے۔ میں تمہاری طرف کھنچا ہوا ہوں۔ تمہاری آنکھیں مجھے ٹوٹ لیتی ہیں۔ مگر یاد رکھو، ہاتھ پکڑ کر زہر دوستی کرو گی تو میں تمہارا ہاتھ توڑ دوں گا۔ تم تاک ہی لڑکی ہو مجھے سے زہر آزمانی کی حماقت نہ کرنا“

وہ اس کا ہاتھ تھام کر لولی۔ ”مجھے آج بتا چلا کہ تم میری محبت کے صلے میں ہاتھ بھی توڑ سکتے ہو۔ اتنی زحمت اٹھانے کے بجائے سچ نہیں بول سکتے؟“

”کیسا سچ؟“

”میری کہ پہلے والے پاس کیوں نہیں ہو؟ مجھ سے سمہنے کیوں نہیں ہے تو؟“

”ایسی باتیں کرو گی تو ہاتھ چھڑاؤں گا“

”بہت دلوں بعد ہاتھ آئے ہو۔ اب تمہاری واپسی ناممکن ہے“

اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا۔ مارے اس حرکت کے لیے پہلے سے تیار تھی۔ اس نے خود ہی ہاتھ چھوڑتے ہوئے اس کی کلائی میں اپنے ناخنوں سے راشین ڈال دیں۔ ڈمی کو ہلکی سی تلخ کا احساس ہوا۔ اس نے کلائی کو دیکھا۔ جن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ سرد بچے میں بولی ”میرے پاس ہو تو ان خراشوں کو برداشت کرو گے کوئی بہت بہلی سی خوداک ہے اور اگر ہر دے ہو تو تیزی سے بھاگو جتنی جلدی ڈاکٹروں کی امداد حاصل کر سکتے ہو، کرو۔ تمہارا تھراپی حافظ ہے“

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بیچ مانتے ہوئے بولا ”اگر مجھے کچھ ہوا تو میں تمہے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہے... تمہے...“

اس کی آواز حلق میں اٹکنے لگی۔ ذہر کی تاثیر بڑھتی جا رہی تھی اس آنکھوں کے سلسلے اندر ہاتھ ہاتھ تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ لڑکھاتا ہوا اور دوا زہرے تک آیا پھر اسے کھول کر سیکورٹی گارڈ کو آوازیں دینے لگا۔ الفاظ صاف طور سے نکل

ہینٹازیم

اس کی دھڑکنے والی دلوں کے شہر کا اپنے قابضوں کی اور ان سے جو بچ رہے ہیں

ہینٹازیم پر جان اور مستند کتابیں

ہینٹازیم

ہینٹازیم کے بارے میں سب سے پہلے جاننے کے لیے اس کتاب کو پڑھیں۔

ہینٹازیم

ہینٹازیم کے بارے میں سب سے پہلے جاننے کے لیے اس کتاب کو پڑھیں۔

ہینٹازیم

ہینٹازیم کے بارے میں سب سے پہلے جاننے کے لیے اس کتاب کو پڑھیں۔

ہینٹازیم

ہینٹازیم کے بارے میں سب سے پہلے جاننے کے لیے اس کتاب کو پڑھیں۔

نہیں رہے تھے۔ اس کی پکار جرج بن گئی تھی، ماریہ کی رہائش گاہ کے اطراف میں سخت ہرا ہرا ہتھکا پھرا دینے والے دوڑتے ہوئے کئے، اس وقت تک ڈمی کے موند سے جھاگ نکلنے لگے تھے۔ اٹھیں بیٹھے میں دیر نہ لگی، دو سہا ہی اسے اٹھا کر دوڑتے ہوئے گاڑی کی طرف گئے۔ سیکورٹی انٹرنیٹ کے ذریعے متعلقہ افسر سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔

آزمائے کہا: بیٹی! یہ تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا تھا سچ اگھولنے کی کوشش کرو۔

”آرم جھانی! میں جھوٹ اور فریب برداشت نہیں کر سکتی پھر میں نے ناخوں کی ہلکی سی خراشیں لگائی تھیں، اگر مرے دانت لگ جاتے تو میں پھر پھڑا کر مر جاتا، یہ سچ ہے کچھوٹ کمزور ہوتا ہے، سچ کی ایک جگہ میں مر جاتا ہے۔“

میری بچی! اب یہاں کے لوگ تم پر سختیاں کریں گے۔ تم حوصلہ نہ ہارنا، میں تمہاری حفاظت کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔ وہ نائب کے پاس آیا، نائب نے ماسک بین کو اطلاع دی، تینوں کے درمیان رابطے سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے ماسک بین نے کہا: ”مسز! آرم جھانی تم سونیا سے مشورہ کرنے لگے تھے تب ہی میرے مشروں کو خطرہ کا احساس ہوا تھا، ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ماریہ نے ڈمی یار کو ڈس لیا ہے، سہا ہی اُسے فوری طبی مدد کے لیے اسپتال لے جا رہے تھے، اُس نے راستے میں دم توڑ دیا۔“

آزمائے پوچھا: ”وہ تو نارمل تھی، اینٹارل کیسے ہو گئی؟“

”معلوم نہ ہو، تم نے اُسے برہکا ہے۔“

”بہت خوب! ایک تو اُسے منع کر دیا کہ مجھ ذہان میں نہ آنے دے، وہ سانس روک لیتی ہے، پھر میں اُسے کیسے بھوکا سکتا ہوں۔“

”تم لوگ بہت مکار ہو، پتا نہیں کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہو۔“

”مسز! معلوم!...“

”میں نامعلوم نہیں، ماسک بین ہوں۔“

”الیسی ہی غلطیاں کرتے رہے تو آج ہی ماسک بین کے عمدے سے چھٹی ہو جاتے گی، ذرا سوچو اور سمجھو، روز دو صبح و شام ڈمی سے ملتی تھی، اُس سے محبت سے پیش آتی تھی، آج اُس کے مزاج کے خلاف تم لوگوں نے کسی باتیں کی ہیں، اُسے کس نے عقیدہ دلایا ہے، یہ ناگن کی فطرت ہے، وہ اپنے راستے جاننے کوئی اُسے چھپے تو غصے میں ڈس لیتی ہے۔“

”ہیں نہ سہا! ہم اُس زہریلی کو روانہ کر رہے ہیں دستاؤ

کس ملک اور کس شہر میں پاسکل سے اُس کا تبادلہ ہو گا؟“

”تم عجیب الحق ہو، میں بتانے سے انکار کر رہا ہوں اور تم اسی بات کو دہرا رہے ہو۔“

”تم انکار کیوں کر رہے ہو؟“

”سونیا کہتی ہے، پتا نہیں اُس سرحد میں اُسے کس قدر زہریل بنا دیا گیا ہے۔ وہ ہمارے پاس آکر ہمارے پاس کو نقصان پہنچائے گی۔“

”ہم بھی اس ناگن کو میاں نہیں رکھیں گے، اُسے گو ملد دیں گے۔“

”ٹھیک ہے، یہ بتا دو ہم پاسکل یو پاک لائن کہاں پہنچائیں گے؟“

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”یہی کہ تمہکے بدلے آنکھ، جان کے بدلے جان تم ملو کہ گو ملی ملو گے، ہم پاسکل کو کھٹا میں سے آزاد دیں گے۔“

”تم بلیک میل کر رہے ہو، دھمکی دے رہے ہو۔“

”پہلے تم نے ماریہ کو گو ملی مارنے کی دھمکی دی ہے۔“

”جب تم اُسے واپس لینا نہیں چاہتے تو ہم اُس کے ساتھ کوئی بھی سلوک کر سکتے ہیں۔“

”سلوک انسانی بھی ہوتا ہے اور غیر انسانی بھی، اگر مفروضہ ہو گے تو تمہارے اگلو تے خیال خرافی کرنے والے کو بھی جانور بنا دیا جائے گا، یاد رکھو، ماریہ کو سرکاری یا غیر سرکاری طور پر جو بھی سی بھی سزا دی جا جائے، اس لڑکی کو جس سے جا میں نہ رکھا جائے، بڑی احتیاط سے اُس کی حفاظت کی جائے، اگر اُسے کوئی اتفاقی حادثہ بھی پیش آئے گا تو ناقابل تلافی نقصان اٹھاؤ گے۔“

”بیرکسی زبردستی ہے، اُسے واپس کیوں نہیں لے جاتے؟“

”ہم کیوں لے جائیں، انفرادی تم نے کیا تھا، تمہیں اس کی سزا ملتی رہے گی، ہم ایسیا کیوں کر رہے ہیں؟ ذرا دماغ پر زور دو تو ہمارا طریقہ دکھار سچ میں آجائے گا۔“

”ذرا ٹھہرو، میں ابھی بات کرتا ہوں۔“

ماسک بین کے دلچسپ کئی مشیر بیٹھے ہوئے تھے، اُن میں ایک اعلیٰ ماکم، فوج کی تین اعلیٰ افسران اور انٹیلی جنس کے دو بڑے نمبردار بھی تھے، ماسک بین نے اُن سے پوچھا: کیا اُن کا طریقہ کار سمجھ میں آ رہا ہے؟

”ایک فوجی افسر نے کہا: یہ لوگ ابھی ہوئی باتیں بھی کرتے ہیں اور ابھی ہوئی باتیں بھی سمجھتے ہیں۔“

”دوسرے نے کہا: یہ لوگ نہ تو سمجھتے سونیا کی بات کر دے، فریڈ کی جگہ وہ مر جاتی تو بہتر ہوتا۔“

”تیسرے نے کہا: اُسے کو سننے سے اُس کی چالیں سمجھ میں نہیں

آئیں گی، سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔“

”تو تم ہی اپنی عقل کا کھمبہ دکھاؤ۔“

”یہ شاٹ میری عقل کا کر رہی ہے، سونیا ابھی ماریہ کے ذریعے ہمیں سبق سکھا رہی ہے کہ آئندہ جو جو کے سلسلے میں بھی یہی کیا جائے گا، آرم نے اسی لیے اپنی چیٹی بین کی واپسی سے انکار کیا ہے، جب جو جو پوری طرح صحت مند...“

ایک افسر نے ٹوٹے ہوئے کہا: ”قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں، تم ہمارے مضمونوں کے خلاف اُسے جو جو کہہ رہے ہو جبکہ وہ مولینا آندروف ہے۔“

”وہ بولا: ”سواری! مجھ سے غلطی ہوئی، آئندہ یاد رکھوں گا، ہاں تو میں کہہ رہا تھا، جب مولینا آندروف پوری طرح صحت یاب ہو کر ہمارے لیے خیال خرافی کرے گی تو وہ بات بات پر اعتراض کریں گے کہ مولینا کی پیش پیشی فلاں معاملے میں نقصان پہنچا رہی ہے اُسے یوں نہیں کرنا چاہیے، یوں کرنا چاہیے، اگر ہم اُن کی بات نہیں مانتے گے تو وہ پھر پاسکل یو پاک کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دیں گے۔“

ایک نے کہا: ”تمہاری بات درست لگتی ہے، وہ ماریہ کے معاملے میں ایسی دھمکیاں دے رہے ہیں، مولینا کے سلسلے میں اس سے زیادہ شدت اختیار کریں گے۔“

دوسرے نے پوچھا: ”جب مولینا ہر پہلو سے ہماری دفاع کر ہوگی، ہر طرح سے ہمارے کا اُسے کی تو کیا ہم پاسکل یو پاک کو نقصان برداشت نہیں کر سکیں گے؟“

”ہرگز نہیں، پاسکل یو پاک ہمارا آزمودہ دفاع دار ہے۔ ہمیں ہر حال میں اُسے واپس حاصل کرنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہیے۔ اس طرح ہمارے پاس دو خیال خرافی کرنے والے دفاع دار جو جائیں گے سب نفاذ شدہ کی تائید کی۔ یہ متفقہ فیصلہ ہو کر پاسکل یو پاک میں واپس لانے کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ یہ اندیشہ نہ کیا جائے کہ سونیا اور آرم پاسکل کو تنہی عمل کے ذریعے اپنا معمول بنا چکے ہوں گے جس طرح انھوں نے جو جو آپکرا پریشانی کرنے کے بعد بھی اُس کی ٹیلی بیٹی کے علم کو برقرار رکھا ہے، اسی طرح پاسکل کا مرکز واش کر کے اس کے علم کو برقرار رکھا جائے گا۔“

ماسک بین نے جلیو ٹر کے ذریعے آرم سے کہا: ”سونیا کی لہجہ ہوئی چالیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم زیادہ پیچیدگیوں تک نہ جانا بھی نہیں چاہتے، تم کسی شرط کے بغیر ماریہ کو جو کچھ کھنڈوں کا اندر جیس پر پہنچا دیں گے، ہمارے لوگ اُسے لاسٹے تھے لہذا اُسے واپس پہنچانے کی ذمہ داری ہماری ہے۔“

آزمائے کہا: ”تم اتنی شرافت کا ثبوت دینے جا رہے ہو

مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔“

”تمہیں چند گھنٹوں میں یقین آ جائے گا، تم پاسکل یو پاک کی واپسی کی بات کرو۔“

”میں ابھی سونیا سے پوچھ کر جواب دیتا ہوں۔“

اُس نے سونیا سے بات کی، وہ بولی: ”کسی شرط کے بغیر ماریہ کی واپسی کا مطلب سب سے زیادہ زہریلی مصیبت اپنے سر سے ٹال رہے ہیں اور اُن کی سمجھ میں آ گیا ہے کہ ہم جو جو کے معاملے میں بھی انھیں اسی طرح پریشان کریں گے، اسی لیے اب وہ پاسکل کے واپسی پر زور دیتے رہیں گے۔“

”انھیں کیا جواب دوں؟“

”اڑتا تالیس گھنٹے بعد پاسکل اُن کے پاس پہنچ جائے گا۔“

”کیا کہہ رہی ہو؟ تو اڑن بجڑا جانے گا، ہم اپنی بوجھ کے لیے انھیں لینے داؤ میں نہیں رکھ سکیں گے۔“

”آرم! اڑتا تالیس گھنٹے بعد ماسک بین کو دن میں تاسے نظر آئیں گے جو کہ رہی ہوں، وہ جا کر کمزور، اُس کے بعد میرے پاس آؤ۔“

آزمائے وہی بات ماسک بین کے پاس جا کر کہہ دی، اُس نے پوچھا: ”اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اڑتا تالیس گھنٹے بعد پاسکل ہمیں مل جائے گا؟“

”ہم نے ماریہ کے سلسلے میں تم سے ضمانت طلب کی؟“

”تم کسی شرط کے بغیر اُسے واپس کر رہے ہو، ہم بھی کسی شرط کے بغیر پاسکل کو تمہارے حوالے کر رہے ہیں، یقین کر سکتے ہو تو کرو۔“

یقین نہ کرنے کی صورت میں بھی پاسکل تمہارے پاس پہنچے گا، خیال ہے اُس کے بعد کسی جوش کی گمنائش نہیں رہی، خلاصہ الفاظ! آرم نے ماریہ کے پاس آکر دیکھا، فوجی جوان اُسے اپنی رائفلوں کی زد پر رکھے ہوئے تھے، اس کے منہ پر ٹیپ چبکا دیا گیا تھا اور دونوں ہاتھ بچھے باندھے تھے، ایک افسر فن پر باتیں کر رہا تھا، میں نے ماریہ کے ذریعے اس کی آواز اور لہجے کو سنا سچ کہا: ”بیٹی! صبر کرو، میں ابھی تمہیں رہائی دلانا ہوں۔“

وہ افسر کے دماغ میں آ گیا، فون پر دوسری طرف سے کہا جا رہا تھا: ”ماریہ کو فوراً آزاد کر دو، اُسے معمولی سی تکلیف بھی جنیں پہنچنی چاہیے، اُسے کسی قسم کی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔“

”آل رٹ سرائیم، تم کو کبھی تعبیر کر رہے ہیں۔“

اُس نے لیسور رکھ کر سیاہیوں کو حکم دیا: ”اُسے آزاد کر دو، دیکھو ماریہ! ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، تمہیں کوئی شکایت ہوئی تو ہم اُسے دُور کریں گے، وعدہ کر دیتے ہیں نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔“

237

اُس کا منہ کھل چکا تھا۔ اُس نے کہا، مجھے دھوکا دینے والوں پر عفو ہے۔ اُس نے پارس بن کر دھوکا دیا۔ میں نے اُسے ڈس لیا۔ تم مجھے رہا کر رہے ہو۔ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔

آرمے نے کہا، ماسک میں تمہیں میرے خلاف ہرکار ہا تھا۔ اُسے میں اگر میں کہتا کہ تمہارا اپنا پارس یہاں نہیں بیس رہا ہے تو تم کبھی یقین نہ کریں، اب کرو گی۔

مضروب یقین کروں گی۔ کیا وہ بیس میں ہے؟

ابھی تو نہیں ہے۔ جب تڑواں پہنچی تو وہ ہزاروں میل کا فاصلہ لے کر کے تمہارے پاس پہنچے گا لیکن ایک بات کہنا چاہتا ہوں، تم یقین کرو گی؟

آرمر کھائی، تم بہت اچھے ہو، بہت سچے ہو، مضروب یقین کروں گی۔

ماسک نین کا ڈاکٹر تمہیں نارمل نہیں بنا رہا تھا تمہیں پہلے کی طرح زہر پلانا رہا تھا۔ پانچ تین تم کس حد تک زہریلی بن چکی ہو، پیرس پہنچی تو تمہارا اسکا نہ کیا جائے گا۔ باقاعدہ علاج ہوگا۔ جب تک ڈاکٹر طبی رپورٹ تمہیں نارمل نہ بتائے تم اپنے پارس کو نہیں آزماؤ گی۔

میں وعدہ کرتی ہوں پہلے علاج کراؤں گی۔ لیکن یہاں بیس کیسے جاؤں گی؟

ماسک نین تمہیں چوبیس گھنٹوں کے اندر وہاں پہنچائے گا۔

مگر وہ تو دشمن ہے۔

تمہاری سونیا تمہانے اُسے مجبور کیا ہے۔ ماسک نین کا جو خیال خوانی کرنے والا ہاسکل یو یا تمہارے اغلا کا ذمے دار ہے۔ اُسے سونیا نے اغلا کر کے قیدی بنا لیا ہے۔ ماسک نین اپنے قیدی کو رہائی دلانے کے لیے تمہیں ہمارے پاس پہنچانے والا ہے۔ تم آرام سے رہو، میں پھر آؤں گا۔

آرمے نے سونیا کے پاس آکر تمام باتیں بتائیں پھر پوچھا، تم نے مجھے ابھی آنے کے لیے کیوں کہا تھا؟

وہ بولی، تم نے بتایا ہے کہ وہ اجنبی خیال خوانی کرنے والا علی تمہارا در و در سوئی کے پاس بھی جاتا ہے؟

ہاں نا، مادام کا مدعا میرا ہی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے اُسے لہام کے پاس ہی جگہ ملتی ہے۔

دروستی سے جا کر ہو، جب بھی وہ اُسے تو میرے پاس بھیج دے۔

آپ اس سے کوئی کا لینا چاہتی ہیں؟

اُس نے میرا بڑا کام کیا ہے۔ علی اور سوئی کو بھی سرور پار کر لیا ہے۔ ہم سے دوستی کی تم کھانا ہے۔ میں اس کی دوستی کی حد تک چھتا چاہتی ہوں۔

کیا جو جس کے معاملے میں اس پر کسی طرح کا اعتماد کرؤ گی؟

اُسے آزمانے کی حد تک اعتماد کروں گی۔ تم جانتے ہو، میں آخری ڈاکٹر سفال کر رہتی ہوں۔

وہ علی کے پاس آیا۔ ما بیٹے بابا صاحب کے اولرے میں پہنچی گئے تھے۔ خیال خوانی کی ضرورت نہیں تھی، ماں بیٹے چوہ قدم کے فاصلے پر اپنی رہائش گاہ میں تھے۔ اُس نے کہا، ابھی سونیا سے میری بات ہوئی ہے اس نے کہا ہے، وہ اجنبی خیال خوانی کرنے والا تمہارے مادام کے پاس آئے تو اُسے سونیا کے پاس بھیج دیں۔

میں روستی کے دماغ میں تھا، اُس سے بڑا کی کتنی بیٹی باتیں کر رہا تھا۔ اس ادارے میں وہ دونوں سے اس کا علاج پلانا تھا جس کے نتیجے میں دماغی توانائی حاصل ہوتی تھی وہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے کی تھی ہم نے کو ڈورڈر مقرر کر لیا تھا۔ میں نے اُس کو دیکھنے ہی کہا، میں تھوڑی دیر کے لیے جا رہا ہوں ورنہ تمہارے دماغ میں آنے کا تو میری موجودگی کے باعث تم اُسے محسوس نہیں کر سکو گی اور وہ ہمداری باتیں سن لے گا۔

وہ بہت نیک آدمی ہے۔ پہلے میرے بیٹے کے ذریعہ وہاں میں آنے کی اجازت حاصل کرنا ہے پھر آنا ہے اور اس وقت تو یہ سامنے موجود ہونا دماغ میں نہیں آئے گا تم نہ جاؤ۔

اچھا یہ تو کہہ دو کہ تم بھائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگی ہو؟

اُس نے آرمے سے کہا، شاید وہ تھوڑی دیر پہلے آ گیا تھا۔ میں نے محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ اب اُسے گاتو تھا پیغام اسنادوں کی۔

میں نے پندرہ میں منٹ کے بعد مل تھوڑے تھوڑے مخاطب کیا۔ اُس نے پوچھا، کون ہے؟

میں ہوں جس کے لیے تم لوگوں کے لوگوں میں ڈراسی بھی جگہ نہیں ہے۔ اب تمہاری ماما بھی سانس روکنے لگی ہیں۔

اُس نے جواب میں کہا، یہ اندازہ مشکل ہے کہ تم کتنے بے شرم ہو۔ ہم بھگتے ہیں اور تم بار بار چلے آتے ہو۔

نالائق اپنے آپ کو بے شرم کہتے ہوئے شرم نہنتا تو؟

وہ ناگوار سے بولا، ڈراسا نے آکر خود کو باپ کو، میں نیک ہی ہا تھا میں تمہارے باپ وادانک تمہیں پہنچا

دوں گا۔ جب دیکھ رہے ہو کہ ہم تمہارے فراموشی کے فریب میں نہیں آ رہے ہیں تو کوئی دوسری چال چلیا ہمارا پچھا چھوڑو۔

اچھی بات ہے، میں جا رہا ہوں۔ اب کبھی نہیں آؤں گا۔

وہ جلدی سے بولا، ارے ٹھہرو، ابھی نہ جانا تم سے ایک کام ہے۔

بہت خوب ذلیل کرنے کے بھگتے تھی ہوا دھیر سے کام بھی لینا چاہتے ہو؟

زیادہ اکر نہ دکھاؤ گا، ہمیں نہیں ہے سونیا تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔

کیا بات کرنا چاہتی ہیں؟

میں نہیں جانتا۔ اگر تمہارے پاس ہوتا تو ابھی مشورہ دیتا کہ تمہارے پیسے پائل سے کوئی کام نہ لیں۔

اچھی بات ہے، میں جا رہا تھا، مشورہ نہ دیتا ہوں۔

میں نے سونیا کے پاس آکر کہا، میں وہی ہوں جسے تم لوگ ضرورت کے وقت جوتے کی طرح پہننے ہو۔ پھر اُن کا کر کے کے بار پھر بڑھتے ہو، اُن کا قائلن گنہ نہ ہو۔

وہ شکر اکر بولی، اس سے بہتر تمہاری تعریف نہیں ہو سکتی۔

اگر تم لوگوں سے دل اور خون کا رشتہ نہ ہوتا تو میں تھوک کر جاتا۔

اِسے تم تو نالام بن ہو گے پہلے تو اپنی سونیا کے مذاق کا جواب مذاق سے دیا کہتے تھے، آج غصہ کیوں آ رہا ہے۔ کیا تم فریاد نہیں ہو؟

میں نے جرات سے پوچھا، تم مجھے فریاد سمجھ رہی ہو۔ کیا کھانچ فریاد سمجھ رہی ہو یا مذاق آ رہی ہو؟

میں فریاد کا تمہارے جانے کے بعد مجھے غلط کاماں ہوا لیکن غلطی کا ڈھک بھا، خوشی بے حد ہوتی کہ تم میرے لیے زندہ ہو۔ میں دشمنوں کی بھیڑ میں تنگ نہیں ہوں۔ میری خوش قسمتی پھر تمہیں میرے پاس لے آئی ہے۔

میرے لیے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوگی کہ تم نے میرے وجود کو تسلیم کر لیا ہے۔ سب تمہیں مانتے ہیں اس طرح سب مجھے مان لیں گے لیکن تمہیں میری حیات تو کالہ نہیں کیسے آیا؟

تم نے مقدمہ میں بیسوی تنظیم کے مسلح افراد کو تنہا کھلانے لگایا میں نے سوچا، تم میرا طرکے اکر لگا رہو، مجھے شاکر کرنے کے لیے تم نے بیسوی کو بلا رکھا ہے۔ پھر آرمے بتا گیا کہ تم نے ہر ماہ کے خلاف علی اور سوئی کی مدد کی۔ انہیں سرحد پار کر لیا

یہ بہت بڑا کام ہے۔ جب یہ خیال پہلا ہوا سکتا تھا کہ ہمارے عین کے اکر لگا رہا ہوا ہمارے دلوں میں جگہ بنانے کے لیے بیسوی تنظیم کے افراد کو قتل کر رہے ہوا۔ دھرنا سہ ماہی کے خلاف ہمارے کام آ رہے ہو لیکن میں خود اس کو سے آئی ہوں۔ اچھی طرح حاشی ہوتی فی الحال ماسک نین کے پاس ایک بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ تمہارے دشمنوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

میں نے غصہ سے پوچھا، وہاں سونیا؟

ہوئے تو ہو گیا کہ میں دشمن نہیں ہوں لیکن تم نے مجھے فریاد کیسے مان لیا؟

وہ شرط لگے، اُس کی سوچ کہ رہی تھی۔ جب تم پہلے بل میرے سامنے میں آئے تب سے تمہاری آواز اور پھر چیکے چیکے میرے دل میں دھوکا آ رہا ہے۔ میرا دل سرگوشی کر رہا تھا کہ تم فریاد ہو، فریاد ہوا اور میں خواہ مخواہ جھپٹلائی رہی لیکن دل نے ہل نہیں مانی میں ہی مانگی۔

وہ ایسے رومانی انداز میں کہہ رہی تھی کہ میرا دل ٹوٹ چکا ہے اور ہاتھ میں پھول گیا کہ وہ ذمہ لے چکی مکارا ہے۔ مجھے فریاد تسلیم نہیں کیا جا رہا تھا وہ میری اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر فریاد تسلیم کر کے مجھے اتو بنا رہی تھی۔ اس وقت خود کو نمونے

کلیاں کا مکمل گائیڈ

کلیاں کی اہمیت اور اس کی بیماریوں کے علاج کے بارے میں سب سے پہلے جاننا ضروری ہے۔ اس کتاب میں سب سے پہلے کلیاں کی اہمیت اور اس کی بیماریوں کے علاج کے بارے میں سب سے پہلے جاننا ضروری ہے۔ اس کتاب میں سب سے پہلے کلیاں کی اہمیت اور اس کی بیماریوں کے علاج کے بارے میں سب سے پہلے جاننا ضروری ہے۔

کلیاں کا مکمل گائیڈ

کلیاں کی اہمیت اور اس کی بیماریوں کے علاج کے بارے میں سب سے پہلے جاننا ضروری ہے۔ اس کتاب میں سب سے پہلے کلیاں کی اہمیت اور اس کی بیماریوں کے علاج کے بارے میں سب سے پہلے جاننا ضروری ہے۔

کلیاں کا مکمل گائیڈ

کی خوشی میں یاد نہیں بلکہ سونیا سے پالا پڑا ہے۔

نہیں نے کہا: سونیا! تم نے مجھے جیت لیا ہے۔ مجھے اپنے پاس رکھا کرتے میری حیات، تو کو تسلیم کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم ملی سے بھی کہہ دیتیں کہ میں اس کا باپ ہوں؟“

وہ بولی: اتنی جلدی کیا ہے ابھی میں نے تسلیم کیا ہے۔ میرے بعد تم ہمارے کام آؤ۔ اپنی جو بوجھ جو کما سکتی ہیں کی قید سے نکال لاؤ۔ ہماری فیملی میں ایک پاس رہ گیا ہے جس کے تم ابھی تک کام نہیں آتے ہو۔ جو بوجھ وہاں لے آؤ گے تو یوں اور خاندان تمہیں اپنا ماننے پر مجبور ہو جائے گا۔“

میرے نقطہ نظر سے وہ معقول بات کہہ رہی تھی اور اپنے نقطہ نظر سے مجھے قربانی کا بکرا بنا رہی تھی۔ پہلے اس نے مجھے جو اور مار مار کے حالات بتائے، پاسکل بٹیا کے بارے میں تفصیلات بیان لیں۔ پھر کہا: ”ماسک بین سے وعدہ کیا گیا ہے کہ پاسکل بٹیا کو اڑائیں گے تو اس کا نذرہ اس کو پہنچا دیا جائے گا۔ تین گھنٹے کو پڑھنے میں، پینتالیس گھنٹے لہ گئے ہیں۔ یہ تمہارے لیے بہت ہیں۔ تم پاسکل کے دماغ میں جا کر اس کی تمام ذہنی چھٹی باتوں کو معلوم کر سکتے ہو۔ اس کی چال ڈھال اور بھلنے کے انداز کی نقل کر سکتے ہو۔“

سونیا! تم ہمیشہ سے زبردست چالیں چلی آتی ہو۔ میں پاسکل کا رول ادا کر سکتا ہوں۔ اصل پاسکل کو ہماری قید میں دہنا چاہیے۔ جو بوجھ سلامتی کے لیے اسے برے اعمال بنا کر رکھنا چاہیے۔ ویسے ہمیں اس منصوبے پر نظر ثانی کرنا چاہیے، اس کے برعکس پورے اچھی طرح غور کرنے کے بعد عمل کرنا چاہیے۔“

”مطلب ہے تم اچھی طرح غور کرو۔ اس سے بہتر تدبیر سوچ سکو تو مجھے خوشی ہوگی۔ بناؤ پھر تک ایک آہے بوجھ“

”میں دو گھنٹے بعد آؤں گا۔“

میں پھر آنے کا وعدہ کر کے اس کے دماغ سے نکل گیا۔ مجھے بعد میں بتا چکا کہ اگر میری اس کے دماغ میں تھا۔ میرے ہاتھ کے بعد سونیا نے اولادی بڑا فائدہ کیا تم پہلے گئے؟“

”اگر اس کے دماغ سے نکل گیا پھر چند منٹ کے بعد دوبارہ دماغ میں جا کر بولا۔“ میں اسے بولوں۔ یہ خیال ہے وہ بہرہ فراہم کرنا چاہتا ہے؟“

”ہاں وہ چلا گیا ہے۔“

”سونیا! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم اس پر پورے کھڑا ہو تسلیم کر لو گی اور اسے پاسکل بٹیا کا رول ادا کرنے کو کہو گی؟“

وہ ہنستے ہوئے بولی: ”کیا میرا دماغ خراب ہے کہ میں فریاد کو زندہ تسلیم کروں گی۔ اگر وہ نیم جاگ خیال خوانی کرنے

والا ہے اور فریاد میں کو خوش ہوتا ہے تو میں اسے خوش کر کے اپنے اشاروں پر سنبھالوں گی اور اگر وہ چلا لاک سے اور تانے کسی دشمن کا آڈیا کر رہے تو میں اسے ماسک بین کے پاس پہنچا کر وہاں سے واپس نہیں آئے دوں گی۔ اسے پھانسلوں کی تو اس کے پیچھے پیچھے ہونے دشمن ظاہر ہوں گے یہ قربانی کا بکرا ہمارے بہت کام آئے گا۔“

یہ میری تشریح تھی۔ میرے اپنے مجھے قربان گاہ تک دھوکے سے پہنچا رہے تھے جبکہ میں محبت سے دشمنی خوشی جانے کو تیار تھا۔ بات ایک ہی تھی مجھے اپنی بوجھ کی خاطر وہاں ضرور جانا تھا۔ ہاں اسٹوس اس وقت ہوتا جب میں وہاں جا کر نظرات میں گھر جانا اور سوچا اور علی تصور دیکھ کر میری مدد کرتا۔ سب میں کو چھٹے کہ میں دشمن کا آڈیا کر رہا ہوں، پھنستا ہوں تو چھٹس جاؤں! مرنا ہوں تو مر جاؤں۔

دنیا اس کا نام ہے۔ یہ مرنے کے بعد کہیں اپنی نہیں ہوتی۔

*

پارس نے سوسانا اور جبریل گرانٹ کو اور جبریل کے دماغ میں آنے والے کو لیے پچھڑ میں ڈالا تھا کہ اس کا میڈون کا کوٹھال کا مضمونہ خاک میں پٹا نظر آ رہا تھا۔

میڈون ایک عام سی عورت ہوتی تو سب ہی اس میں ڈال دیتے لیکن وہ دوسرا مہتر کے سب سے خطرناک ہتھیار کی طرح اہم اور دہشت انگیزی تھی۔ وہ جس سپر ہاؤس کو چھلکا میں جاتی اس کی طاقت کو کوئی گناہ بڑھا دیتی۔ اس لیے پچھڑا سٹر اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میڈون سپر ہاؤس پر جانے کے لیے وہ طرح طرح کے ہتھکنڈے آزما رہا تھا۔

ییسے ہی ہتھکنڈوں میں سے ایک انسانی رو بوٹ تھا جو چاہتک پیرس میں ظاہر ہوا تھا۔ اس کا نام جبریل گرانٹ تھا۔ اس کے چہرے اور جسم سے ایسی زبردست مرواگی نکلتی تھی کہ عورتیں اسے دیکھتے ہی دیوانہ وار اس کی آرزو کرنے لگتی تھیں ماس سنا پنے مرواگی سے میڈون کو اپنے پیچھے لگا یا تھا۔ لیکن پارس نے اس خیال خوانی کرنے والی کو انکوائری ہونے نہیں دیا تھا۔

یوں پے کے تمام اخبارات میں انسانی رو بوٹ جبریل گرانٹ کی تصاویر اور اس کے گم شدہ ماضی کی روداد شائع ہو چکی تھی۔ ابھی لوگ اس ایک رو بوٹ کے وجود پر حیران تھے کہ وہاں میں اس کی رو بوٹ مجبور سوسانا نمودار ہو گئی۔ وہ بھی اپنے محبوب جبریل کی طرح حیرت انگیز جسمانی قوت رکھتی تھی۔ رانقل دنیو کی گویاں ان کے لیے کیپسول کے مانند تھیں، وہ فولادی گویاں

کو دوا انگلیوں کے ذریعے اپنے جسم کے اندر سے نکال پیتے تھے ان کے دلوں میں محبت اور دوستی کے جذبات تھے لیکن دشمنی کے وقت دندنے میں جاتے تھے۔ جبریل گرانٹ اگر غصے کی حالت میں کسی طرح پارس کو نہ بٹھو لیتا تو جھگی دندنے کی طرح اُسے جبریل ہاؤس رکھ دیتا۔

جبریل پہلے پارس کا دوست تھا۔ پھر معلوم خیال خوانی کرنے والے نے جبریل کو اس کا دشمن بنا دیا۔ ایسے وقت پارس کی بچنے والا تھا ماس نے ڈی پالالا کی سے سوسانا کو دوست بنا لیا۔ اسے بتایا کہ جبریل بے وقافتے میڈون کے ساتھ ٹرین کے بند کابین میں سفر کرتا ہوا پیرس سے آیا ہے کسی عورت کو اس کے شوہر کی گڑبگڑ کی پرورد دی جانے تو وہ عورت پرورد دینے والے کی احسان مند ہوتی ہے۔ سوسانا بھی پارس کا احسان مانتی تھی۔

پارس نے یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ جبریل نے جس خیال خوانی کرنے والے سے دوستی کی ہے، وہ شیلی پیتی جاننے والا سوسانا کے بھی چور خیالات پڑھتا ہے۔ جبریل نے پہلے ہی سپر اسٹر سے کہہ دیا تھا کہ اس کی عمو کے دماغ میں کسی شیلی پیتی جاننے والے کو نہیں جانا چاہیے۔ یہ ایک طرح کی وارننگ تھی۔ پارس نے ثابت کر دیا کہ سوسانا کے لیے خیالات جنہیں وہ اپنے جبریل کے سوا کسی پر ظاہر نہ کرتی، انہیں وہ شیلی پیتی جاننے والا پڑھتا ہے۔

اس نامعلوم شیلی پیتی جاننے والے کی حرکتوں نے جبریل کی حیرت کو لگا رہا تھا ماس نے غصے میں کہا: ”اب وہ کسی خیال خوانی کرنے والے کی کسی بات پر عمل نہیں کرے گا۔ میڈون کو اغوا کرنے اس وقت تک پیرس نہیں جائے گا، جب تک کہ سپر اسٹر سے برہو راست گفتگو نہیں ہوگی۔“

لیکن پارس نے اس معاملے کو کہہ کر اور اُلجھایا تھا کہ جبریل اپنی دوسری مجبور میڈون کے لیے پیرس جانا چاہتا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی سوسانا نے طے کر لیا کہ خود پیرس جائے گی۔ اور نہ جبریل کو جانے دے گی۔ مجموعی طور پر سپر اسٹر کا بہت بڑا منصوبہ کھٹائی میں بڑھ چکا تھا۔ وہ اپنے خیال خوانی کرنے والے سے تمام رپورٹ سننے کے بعد بولا: ”وہ تو جان مارک اسٹون نہیں پارس ہے بالکل سونیا کے انداز میں چالیں چلتا ہے۔ اس نے سوسانا اور جبریل جیسے فولادی دماغوں کو شیلی پیتی کے بیڑے لپٹنے کی نڈھالی کر رکھی ہے اور تم خیال خوانی جانتے ہوئے بھی ان کے دماغوں کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکتے۔“

نئے خیال خوانی کرنے والے نے کہا: ”جناب! میرا نام

مارٹن رسل ہے، میں ہاڑی ہوتی ہاڑی جیت سکتا ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں سوسانا اور جبریل کے صرف جسم نہیں دماغ بھی فولادی ہیں۔ میں دماغی جھگڑوں کو گراؤن پڑھتا ہوں۔ ان کے دماغوں پر پوری طرح قبضہ نہیں ہو سکتا۔ ان سے اپنی مرضی کے مطابق عمل نہیں کرایا جاسکتا۔ زیادہ سے زیادہ ان کے لیے اور ان کی ہی مرضی میں بولتا ہوں تو وہ اسے اپنا ہی خیال سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔“

”مارٹن رسل، صرف خیال خوانی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ فریاد ہونا اور پارس جیسے چالیں لازمی ہے؟“

”میں نے کہا نا کہ میں ہاڑی ہوتی ہاڑی جیت لیتا ہوں آپ مجھے سے تعاون کریں تو ہاڑی پلٹ سکتی ہے۔“

”وہ کیسے؟“

”جناب! پارس کا سارا زور سوسانا پر ہے، وہ اس کے ذریعے جبریل کو ہمارے خلاف جھگڑا کر رہا ہے۔ اگر ہم سوسانا کو غائب کر دیں اور جبریل تنہا رہ جائے تو اس کا تہا رو بوٹ سے نکال لینے میں آسانی ہے۔ سوسانا کے فواد کا انعام پاس پر لگایا جائے گا۔ پاس طرح جبریل اس کا ہاڑی دشمن بنائے گا۔“

”سپر اسٹر نے کہا: سوسانا بڑی زبردست عورت ہے، اُسے اغوا کرنے میں دشواریاں پیش آئیں گی۔“

”میں دشواریوں سے منت توں گا۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ جبریل پر پھر ترقی عمل کیا جائے۔ اس کے دماغ سے سوسانا کی محبت کو ہٹا دیا جائے۔ محبت کی جگہ نفرت پیدا کی جائے۔ سوسانا، میڈون سے حسد اور جلاپے کے باعث نکال دیا جائے گی تو جبریل اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرے گا۔“

”یہ بہت عمدہ تدبیر ہے لیکن وہ فولادی دماغ والے اس کی مرضی کے بغیر ترقی عمل کا سیاب نہیں ہوتا۔ شاید وہ اپنے عمل کے لیے راضی نہ ہو پھر بھی میں اسے منانے کی کوشش کروں گا۔ تم اس سے کوئی سپر اسٹر رابطہ لائن پر گفتگو کرنے والا ہے۔“

مارٹن رسل دو گھنٹے پہلے بھی سپر اسٹر کا یہ پیغام لے کر گیا تھا پھر فوراً واپس آ گیا تھا کیونکہ سوسانا اور جبریل ساری دنیا سے بے خبر محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ دوسری بار جب وہ پہنچا تو جبریل نے دماغ پر ہلو جھرمسوں کی راسخ روک لی۔ مارٹن کچھ کہنے سے پہلے ہی دماغ سے باہر ہو گیا پھر سپر اسٹر کے پاس آکر بولا: ”میں نے جبریل پر عمل کیا تھا کہ وہ تمام پرانی سوچ کو محسوس کرے گا اور راسخ روک لیا کرے گا۔ صرف مجھے محسوس نہیں کرے گا لیکن ابھی میرے پہنچنے ہی اس نے سانس روک لی۔“

سپر اسٹر نے کہا: ”اس کا مطلب ہے کچھ پہلے ترقی عمل کا اثر

ختم ہو گیا ہے۔ وہ تھیں بھی محسوس کرنے لگا ہے۔
 "جی ہاں، اب میں اس کی لاعلمی میں اس کے اندر چھپ کر نہیں رہ سکتی۔ اس کی صوف میں بول کر اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتی۔"

"کیا مصیبت ہے؟ یہ ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے؟"
 "بہر حال یہ اس پر تو فیصلہ عمل کرنا ہو گا۔ وہ ڈرنا ہے اس سے پھانس کر ہم سے بدظن کر دے گا۔"

"پھر اس کے پاس جاؤ۔ سانس روکنے سے پہلے ہی کہو کہ اپنے کمرے سے باہر نہ جائے۔ میں ہاٹ لائن پر بات کرنے والا ہوں۔ میں اسے تو فیصلہ عمل کرانے پر آمادہ کروں گا۔"

مارٹن خیال خرابی کی بے وا کرتا ہوا آیا۔ جبریل سانس روکنا چاہتا تھا، اس نے کہا "میں پھر ماسٹر پیچھا لایا ہوں، سانس روکنا۔"

"میں دماغ پر پلو جھرمسوس کرتا ہوں، جلدی ہو لو، کیا بات ہے؟"
 "ماسٹر نے کہا ہے! ابھی وہ فون پر بات کرنے سے والا ہے۔"

تم کمرے سے باہر نہ جانا۔
 "نہیں جاؤں گا، تم جاؤ۔"
 اس نے سانس روک لی، مارٹن باہر چلا گیا۔ سوسانہ نے پوچھا "تم مجھ سے باتیں کرتے کرتے لگ گئے تھے کیا بات ہے؟"

کیا وہ دماغ میں آیا تھا؟
 "ہاں، کہہ رہا تھا کہ ابھی پھر ماسٹر فون پر بات کرنے والا ہے۔"

"کیا تم پھر ماسٹر کی غلامی چھوڑ نہیں سکتے؟"
 "ایسا دکھو۔ اس نے ہم دونوں کو ناقابل شکست بنانے کے لیے کئی طین ڈالر خرچ کیے ہیں۔ وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ اگر ہم فکری کریں گے تو وہ ہمیں سکون سے رہنے نہیں دے گا۔"

"تم خواہ مخواہ ڈرتے ہو۔ وہ ہمارا کیا بگاڑے گا؟ میری بات مانو اسٹون مارک ڈپارٹمنٹ جھلاک ہے اس سے کوئی کمزور گے تو وہ ہیں۔۔۔"

وہ بات کاٹ کر بولا "یکو اس مت کرو۔ وہ دشمن ہے، اس نے ہمارے منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے۔"

"ہمارا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ اس نے پھر ماسٹر کی پلاننگ پر عمل نہیں ہونے دیا۔ اگر وہ مجھے مارتھا اسمتھ دیکھ ڈونا کے بارے میں نہ بتاتا تو تم بھی مجھے اندھیرے میں رکھتے میرے ساتھ پیرس جاتے اور وہاں مارتھا کے لیے خطرات سے کھیلنے۔"

اپنا دوسری عورت کے لیے خطرات کو دعوت دے تو اسے کوئی عورت برداشت نہیں کرتی۔
 "مارک اسٹون نے تمہیں ہنگامہ ہے میڈونا سے میرا کوئی جائزہ دنا تھا مگر رشہ نہیں ہے۔"

"تم بہت جھوٹ بولنے لگے ہو۔ میں سنا بیٹی آنکھوں سے اس عورت کی تصویر دیکھی ہے اور تمہاری تصویر پر اس کی سب اشک کے نشان دیکھے ہیں۔ اہہ گاڈ! ابھی تم نے اس عورت کا کیا نام لیا تھا؟"

"مارتھا اسمتھ۔"
 "نہیں ابھی کوئی دوسرا نام لیا تھا سچ بتاؤ۔"
 "بھئی نہیں نے میڈونا کا نام لیا تھا۔ یہ مارتھا اسمتھ کا اصل نام ہے۔"

"پہلے ایک نام تھا اب دو نام ہو گئے۔ میں اتنی احمق نہیں ہوں جتنی تم بتانا چاہتے ہو۔ میں نے تمہاری کار میں پس کی تصویریں دیکھیں اس کا نام میڈونا ہے اور مارتھا اسمتھ پیرس میں ہے۔"

"کیا مصیبت ہے تم خواہ مخواہ بات بڑھا رہی ہو؟"
 ٹیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جبریل نے بیڑہ کرکٹ ہل کر ریسپورڈر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "مشاپہ سچ ماسٹر کا فون ہے تم بائیں خاموش رہو گی۔"

اس نے ریسپورڈر اٹھا کر کہا "سیلو میں جبریل گراؤٹ ہل رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ایک سوانی آواز سنائی دی "ہیلو، میں سوسا سے بات کروں گی۔"

وہ سوسانہ کو ریسپورڈر دیتے ہوئے بولا "کوئی ٹوٹ تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

سوسانہ نے ریسپورڈر سے لگا دیا۔ پھر پوچھا "تم کون ہو؟"

پارس کی آواز آئی "میں مارک اسٹون ہوں اگر جبریل کو یہ بتا جا تو وہ فون پر ہارٹے لگتا۔ اس لیے عورت کی آواز بنائی تھی۔"
 "ذرا مجھے بھی وہ آواز سناؤ۔"

پارس نے عورتوں جیسی آواز بنا کر کہا "سیلو میں سوسانہ سے بات کروں گی۔"
 وہ جھلکا کر سننے لگی جبریل نے پوچھا کیا بات ہے؟
 وہ ہنسنے ہوئے بولی "ملکہ اسٹون نے عورت کی آواز میں تمہیں آکر بتایا تھا۔"
 "اور تم اس بات پر نہیں رہی ہو، ریسپورڈر رکھ دو۔ اس سے"

بات نہ کرو۔"
 پارس نے کہا "میں تمہارے پیار سے آواز سن رہا ہوں۔ ریسپورڈر رکھنا تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"
 "ہاں ہوں، جبریل کو تو بات بات پر غصہ آتا ہے، اس کی پروا نہ کرو۔"

پارس نے پوچھا "تم تین گھنٹوں سے اپنے محبوب کے ساتھ تنہا ہو، کیا اس دوران تم نے اپنے دماغ پر پلو جھرمسوس کیا ہے؟ جیسا کہ پرانی سوچ کی لہروں کے باعث ہوتا ہے؟"

وہ بولی "میں نے آج تک ایسا ہوجھرمسوس نہیں کیا۔"
 "اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مخصوص خیال خرابی کرنے والے نے تمہارے دماغ کو تو فیصلہ عمل کے لیے تسخیر کر رکھا ہے۔"

"نہیں اسٹون مارک، میرا دماغ بالکل آڈالو ہے۔"
 "ذرا عقل سے سوچو۔ پھر ماسٹر نے تم پر اور جبریل پر کئی طین ڈالر خرچ کیے ہیں، وہ جبریل سے بڑے بڑے کام لیتا ہے اور لیتا رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ اس نے تمہیں بھی جبریل کی طرح ناقابل شکست روٹ کیوں بنایا ہے؟ کیوں تم پر کبھی ہی طین ڈالر خرچ کیے ہیں؟"

"اس لیے کہ جبریل میرا دلوانہ ہے۔ اس نے پھر ماسٹر سے کہا کہ میری سوسانہ کو بھی روٹ بنایا جائے تاکہ ہم خوش گلاز دلوانی زندگی گزار سکیں۔"

"وہ کسی کی ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے اتنی کثیر رقم خرچ نہیں کرے گا، جتنی رقم سے ایک ایٹم بم تیار ہو جاتا ہے۔ میری بات کو سمجھو، اس نے تمہیں بھی اپنا آکلڈار اس طرح بنا کر رکھا ہے کہ تمہیں بھی اس کی خبر نہیں ہوتی۔"

"مجھے کیسے خبر نہ ہوگی؟"
 "جب تم روٹ بننے کے دشوار مراحل سے گزر رہی تھیں اس وقت تم پر ہے، خوشی یا غفلت طاری رہتی ہوگی؟"

"ہاں ان مراحل میں ایسا ہوتا تھا۔ مجھ پر غفلت طاری رہتی تھی۔"

"بس لمبے ہی وقت تمہاری لاعلمی میں تم پر تو فیصلہ عمل کیا گیا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں تمہارا دماغ ایک خاص ٹیلی میٹری بننے والے کو اپنے اندر محسوس نہیں کرتا۔ چند ہفتے پہلے تم لاوارث تھیں پھر پیرس میں تمہارا باپ پیدا ہو گیا اور تم نے اسے باپ تسلیم کر لیا۔ پھر تمہیں امریکا سے پیرس اپنے باپ کے پاس جانا تھا لیکن وہاں جاتے سے پہلے روم آئی ہو۔ وہ تمہارے دماغ میں رہ کر تمہاری سوچ میں بے ہوشا ہے، تمہاری سوچ میں مشورے دیتا ہے۔ تمہاری سوچ میں منصوبے بناتا ہے اور تم سے اختیار

ان پر عمل کرتی جاتی ہو۔"
 "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں جبریل کی محبت سے مجبور ہو کر کبھی کبھی پھر ماسٹر کا کام کرتی ہوں۔ ایک لاوارث کو جب معلوم ہو کہ اس کے مل باپ زندہ ہیں تو اس کے لیے اس سے بڑی خوشی اور کوئی نہیں ہوتی۔ پھر ماسٹر نے مجھے یہ خوشی ہی سے جبریل کی طرح میں بھی اس کی احسان مند ہوں۔ کل سے پھر ماسٹر پر اس لیے غصہ آ رہا ہے کہ وہ میرے جبریل کو دوسری عورتوں کے پیچھے لگا رہا ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کروں گی، اس کے احسانات کی لہی کی عیبی کر دوں گی۔ اپنے باپ سے ملنے پیرس نہیں جاؤں گی اور نہ ہی جبریل کو وہاں مارتھا اسمتھ کے پاس جانے دوں گی۔"

جبریل نے کہا "وہ پھر تمہیں بہکا رہا ہے۔ ریسپورڈر رکھ دو۔ اس سے بات نہ کرو۔"

سوسانہ نے کہا "پلیر جبریل! تم خاموش رہو جو جب بھی مارتھا اسمتھ کے پاس جاتے سے تمہیں روکنا چاہتی ہوں اب یہ بین ہو جاتے ہو۔ کیا اس گنتا سے بہت محبت ہو گی ہے وہ مجھ سے زیادہ تمہیں خوش کرتی ہے؟"

وہ سر ہل کر بیٹھا "سوسانہ نے پارس سے کہا تم مجھے اپنی باتیں سمجھاتے ہو لیکن تمہاری یہ بات غلط ہے کہ میرے دماغ میں کوئی چھپا ہوا ہے۔"

پارس نے کہا "ذرا دماغ بڑو دو۔ آج شام تک جبریل کو معلوم نہیں تھا کہ تمہارا پیسے سے پھلوا ہوا باپ تمہیں مل گیا ہے۔ ذہنی تم نے جبریل کو بتایا تھا اس کے باوجود اسے معلوم ہو گیا اس کے خیال خرابی کرنے والے نے تسلیم کیا تھا کہ وہ تمہاری سیر کے لیے تمہارے دماغ میں گیا تھا۔"

"ہاں وہ تمہاری سیر کے لیے میری لاعلمی میں آیا تھا۔"
 "یعنی اس کے آنے سے تم نے پرانی سیر کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا جبکہ تمہارا دماغ فلاڈی ہے غیر معمولی طور پر حساس ہے۔"

"ہاں تمہاری یہ بات درست ہے میں نے اسے اپنے اندر گھسائی نہیں کیا تھا اور مجھے اسی بات پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ میری اجازت کے بغیر دماغ میں کیوں گیا تھا۔"

"وہ تمہاری اجازت کے بغیر بھی تمہارے اندر رہ کر ہلاکی باتیں سن رہا ہوگا۔ یہ اس کی مجبوری ہے کہ جی بول نہیں سکے گا۔ بولنے کا تو چھپ کر رہنے کا بھی کھیل چلے گا۔"

"اوہ اسٹون مارک، تمہاری باتوں سے میرے اندر بے چینی پھیل ہو رہی ہے۔ وہ اگر واقعی میرے اندر موجود ہے تو کیا اسے کیسے نکالوں؟"

"میں مجھوں کو جگا جگانا ہوں تم پھر پھر ماسٹر کی اور میرے

شوروں پر عمل کرو گی تو میں تمہارے اندر کے شیطان کو بھگا دوں گا۔
 "میں تمہارے شوروں پر عمل کروں گا تم کیا چاہتے ہو؟
 "تم میرے ایک خیال خروانی کرنے والے کا اپنے دماغ میں لگائے
 دو۔ وہ تم پر خوشی ملے گا کہ پھر تمہارے دماغ کی گزلیوں میں جا کر
 معلوم کرے گا کہ دشمن خیال خروانی کرنے والے نے تمہیں کس طرف اپنے
 عمل سے تخریب کیا ہے۔ پھر وہ اس کا توڑ دے گا۔ اس کے بعد وہ شیطان
 کبھی تمہاری اجازت کے بغیر دماغ میں نہیں آسکے گا۔"
 "ایسا ہو سکتا ہے تو ضرور اپنے ٹیڈی بیٹی جاننے والے کو میرے
 پاس بھیج دو۔"

جبریل نے ہفتے سے پوچھا کہ کس ٹیڈی بیٹی جاننے والے کو اپنے
 پاس بلا رہی ہو یا کبھی پھر ماسٹر کے خلاف کسی دشمن ٹیڈی بیٹی والے سے
 دوستی کرنا چاہتی ہو یوں تو تمہارا سر توڑ دوں گا۔ میں جتنی محبت سے تمہیں
 آتا ہوں تم اتنی ہی سہرا چڑھتی جاتی ہو؟
 اس نے سوسانہ کے ہاتھ سے ریسیور چھین لیا۔ وہ جبریل کے
 ہاتھ سے چھیننے لگی۔ کہنے لگی "تم بے غیرت ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ
 تمہاری عورت کے اندر کوئی چھپا رہتا ہے۔ مگر میں تو شرم والی ہوں۔
 میں اسے بھگانے کی تدبیر ضرور کروں گی۔"

اس نے جبریل کا دستہ توڑ پھینکا جبریل نے اسے ایک کراٹے کا
 ہاتھ رسید کیا۔ وہ مارا کہ ستر پر گر کر پھر کھڑے ہل کر جبریل کے سر
 پر لگ ساری۔ دونوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی جس کے نتیجے میں پہلے
 ٹیلیفون کا سیٹ ٹوٹا۔ پھر ہنگ ٹوٹ کر فرش پر آ گیا کیونکہ وہ ان اسٹاڈ
 کی ٹیسٹیر اور شیرینی کی جنگ ہو رہی تھی۔ وہ دونوں لڑنے کے دوران
 جس چیز سے لڑتے تھے اس کی شدت جاتی تھی۔ ایسے ہی گلاؤں میں
 ہوں گا کہ دروازہ بھی ٹوٹ گیا۔

اس ہنگ سے نے ابھی خامی پھیل گادی۔ منجھرنے قریبی پولیس
 اسٹیشن سے رابطہ کر کے ٹیلیفون فوراً وہاں پہنچنے کے لیے کہا۔ وہ محبت کرنے
 اور جنگ کرنے کے دوران دنیا سے غافل ہو جاتے تھے کسی بات کی
 پروا نہیں کرتے تھے کہ ہزاروں لاکھوں کا نقصان کر رہے ہیں یا دوسروں
 کی جان کے لیے بھی خطرہ ہی رہے ہیں۔ سچ ماسٹر کے نائب نے کئی
 بار اس سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن ٹیلیفون ٹوٹ گیا تھا۔ ڈاکٹر کو گایا
 تھا یوں بھی جب تک جنگ کسی نتیجے پر نہ پہنچتی تب تک وہ کسی کی
 نھنے والے نہیں تھے۔

ان سے برت دور میں نے سوچا کہ میں نے اپنے تمام چاہنے
 والوں سے رابطہ کیا ہے۔ ایک اپنے پارک سے بات نہیں کی۔ نتیجہ معلوم
 تھا کہ وہ بھی مجھے تسلیم نہیں کرے گا لیکن خون کی کشش اور محبت کے جوا
 نے مجھ کو کیا کہیلے کے لئے نہیں لگ سکتا اس کے دماغ سے تو لگ
 سکتا ہوں۔ یہ سوچ کر میں اس کے دماغ میں کھینچ گیا۔

وہاں بڑی آسانی سے جگر میں لگی کیوریکر آ کر موجود تھا۔ پارک
 میری آہ کی مجرمن ہوئی۔ وہ کمر ہاتھ اٹھائے انکل سوسانہ کے دماغ سے
 اس ٹیڈی بیٹی جاننے والے کو آپ بھگانے میں۔ میں سوسانہ کو رکھ کر لگا
 گا وہ تو یہی عمل کے ذریعے آپسکی معمولی مدد جانے گی۔ میں دماغ سے
 باہر ہنگ لڑ رہا ہوں آپ دماغ کے اندر وہ کڑی کے تو دشمنی
 کی ایک ٹیڈی بیٹی ہے۔"
 آ کر میرے کہا "ٹیک ہے۔ میں تمہارے پاس ہوں تم سوسانہ
 سے بات کرو۔"

پارک نے اس سے رابطہ کیا۔ جبریل کی آواز سن کر اس نے فوراً
 لی آواز نکالی اور کہا کہ سوسانہ سے بات کرے گا پھر سوسانہ نے اس
 سے گفتگو کی۔ پارک نے تمہاری درہنگ اسے بھانپنے دہنے کے بعد
 اپنے خیال خروانی کرنے والے کو معلوم کرنے پر راضی کر لیا۔ ایسے ہی
 وقت سوسانہ اور جبریل کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ ٹیلیفون کے
 ساتھ اس کا ٹاگ بھی ٹوٹ گیا۔ پارک سے رابطہ قائم ہو گیا۔ آ کر میرے
 بیٹھے وہ دونوں درہنگے ہیں ابھی کافی درہنگ جنگ ہو گی۔ جنگ
 کے بعد اگر وہ خوشی عمل کے لیے دشمنی رہے گا تو میں اس کے دماغ
 میں جاؤں گا۔ میں تمہاری درہنگے کے لیے جا رہا ہوں۔"

آ کر میرے نکلنے ہی میں جبریل کے دماغ سے نکل گیا۔ مالو
 وہاں رہ کر اس سے بائیں کر سکتا تھا لیکن مجھے جرات تھی بھگانا تھا
 کہ پہلے میں لڑوں کے کام آؤں۔ سوسانہ نے بھی یہی کہا تھا۔ جب میری
 پارک نے یہی اس بات پر متفق ہو گی کہ میں فردا فردا سب کے کام آؤں
 تو جلد یا بعد میں میرے تسلیم کر لیں گے۔ لہذا میں پارک کا کام کرنے
 لیے سوسانہ کے دماغ میں آ گیا۔

اس نے لڑنے کے دوران دماغ پر بلوچہ محسوس کیا۔ یہی
 نے کہا "مجھے پارک نے بھیجا ہے۔ ماگر بلوچہ سمجھتی ہو تو ابھی چلا جاؤں
 گا لیکن ایک اہم بات تو یہ۔ جبریل تم سے کئی محبت کرتا ہے۔ یہ تم
 پر ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتا تھا لیکن سچ ماسٹر کے خیال خروانی کرنے والے
 نے اسے بھگا دیا۔ وہ چاہتا ہے کہ پارک سے خون پر تمہاری بات نہ
 ہو۔ اسی لیے جھگڑا کرنے کے بجائے جبریل کے ہاتھوں سے خون
 چڑوا دیا ہے۔"

سوسانہ میری بائیں ہانگ سے دوران جبریل سے دو چار گھونٹے
 لگا ہی تھی اس کے بعد جوا بھگے رہے تھے لیکن وہ دونوں ہاتھ اٹھا
 کر لولی ہنگ جاؤ۔ تم میں سے لڑنا نہیں چاہتی۔ یہ کہنے انہوں کی با
 ہے کہ میرے دل و جان سے چاہتے ہو اور دشمن کے لڑانے سے لڑنے
 لگتے ہو کیا محبت ایسی ہوتی ہے وہ دماغ میں آ کر کھڑے سوسانہ کو
 مارا اور دم مارنا شروع کر دیتے ہو؟
 "میں نے دشمن کے کہنے سے ہاتھ نہیں اٹھایا ہے تم بہت

بے لگام ہو گئی ہو۔ تمہیں مارک اسٹون سے آئندہ بات نہیں کرنے دو
 میں نے کہا "سوسانہ! اپنے محبوب کی بات مان لو یا زندگی
 تمام اہم باتیں میرے ذریعے تمہیں بتا کر دے گا۔ اپنے محبوب کو خوش
 رکھنے کے لیے کہہ دو تم پارک سے بائیں نہیں کرو گی؟"

سوسانہ نے یہی کہا۔ جبریل حیران ہو کر بولا "تعب ہے!
 پہلے تم آسانی سے جھگڑا تم نہیں کرتی تھیں؟
 "میں تم سے ساری زندگی لڑتی رہوں گی کیونکہ تم سے محبت کرتی
 ہوں۔ لیکن اس بزدل دشمن سے لڑنا اپنی تو زمین بھتی ہوں تو تمہارا
 اندر چھپ کر جنگ چھڑتا ہے؟"

وہ گرج کر بولا "میرے اندر کوئی نہیں ہے۔"
 وہ بولا "تمہارے گرجنے سے حقیقت میں بدلے لگ رہی
 با شتاب ہو چکا ہے کہ وہ تمہارے اندر آتا جاتا رہتا ہے۔"
 وہ جھنجھار بولا "ہاں آتا ہے تم کیا لڑاؤ لینی؟"
 "اپنے سر کو کومر وہاں کا مالک بنانے کے بعد معرفت اس کا
 کچھ لگا نہیں سکتی۔ کیونکہ اہنسا پسند ہے ہار چکی ہوتی ہے۔ اب میں وہ
 سوسانہ نہیں رہی جس کی ہر بات تم محبت سے مان لیا کرتے تھے۔
 جاؤ جاؤ پھر ماسٹر کے اشارے پر نہ چپے۔ ہڈی میں اپنے کمرے میں
 جا رہی ہوں۔"

وہ اس کمرے کے ٹوٹے ہوئے دروازے سے باہر آئی ایک
 پریسیس انٹرنی سپاہیوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ ہوں گا سچ میری تھا۔ جبریل
 بدستور نظر آ رہی تھی۔ اس نے سوسانہ اور جبریل سے کہا "آپ لوگ مندر
 دنیا میں رہتے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں مجھے پوری عمارت کو جگہ کر دین
 گے۔ آپ لوگوں نے یہاں کے معزز مسافروں کو پریشان کیا ہے۔ ابھی
 ابھی ابھی امریکی سفیر نے تمہاری ضمانت دی ہے۔ ورنہ ہم تمہیں آہنی
 سلاخوں کے کپڑے پہنا دیتے۔"

وہ اور مندر تھی ہوتی اپنے کمرے میں آئی۔ دروازے کو بند کیا۔
 پھر ایک مورنے پر آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا "تمہیں سکون کی ضرورت
 ہے۔ آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں ٹیڈی بیٹی کے ذریعے سلا دوں گا۔"
 "میں سوسانہ نہیں چاہتی۔ اسے تنہا چھوڑ دینی ہوں۔ نہ جانے وہ
 خیال خروانی کرنے والے اشیطان اسے اور کس طرح بھگانے گا۔ میرا جبریل
 بہت بھولا ہے۔"

تم لگ کر نہ کرو۔ اس شیطان کو تمہارے دماغ سے بھگانے کے
 بعد جبریل کے اندر سے بھی اسے بھگا دوں گا۔"
 وہ میرے اندر میں ہے تم جبریل کو اس سے نجات دلاؤ۔
 "تم جبریل رہی ہو وہ تمہارے اندر ہے۔ پارک سے خون پر پائی
 کرتے وقت بھی وہ چپ چاپ موجود تھا۔ اسی کے بھگنے کے
 جبریل نے ٹیلیفون کا ٹاگ توڑ دیا تھا۔"

"ہاں یاد آیا۔ وہ کجنت چھپ کر رہتا ہے۔ پھر تمہارے سر سے
 اندر سے نکالو؟"
 "تم آرام سے لیٹ جاؤ۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دو اور
 یہ سوچو کہ تم کئی آواز اور جیسے متاثر ہو کر میری معمولی رہی ہو
 اور میرے ہر عمل کی تکلیف کی جارہی ہو؟"

وہ میری ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ میں بڑی محنت سے ہسلا
 پھسلا کر اسے ٹراش میں لٹا رہا۔ واقعی فورا دی دماغ رکھی تھی۔ بڑی
 در سے متاثر ہوئی تھی چونکہ راضی خوشی معمولہ بنایا جاتی تھی اس لیے
 میں رفتہ رفتہ کامیاب ہو گیا۔ اس کے دماغ کی گزلیوں میں آن کر اس
 کی پوری ہمشری معلوم کرنے لگا۔

وہ لاوارث تھی اس کے مال باپ کا پتہ تھا۔ ایک بوڑھے
 فون نے اس کی پوریوں کی تھی اسے اعلیٰ تعلیم دلا کر لڑی انٹیلیجنس
 میں خاص ذہانت دلائی تھی۔ وہ بہت زیادہ ذہین نہیں تھی۔ اپنے غیر معمولی
 تقاریر سماعت کے باعث پھر ماسٹر کے نظروں میں بھی ایک نمٹا
 میں روم آئی تو جبریل گرانٹ سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی پھر ماسٹر کے
 کسی کام سے آیا ہوا تھا۔ دونوں میں محبت ہو گئی۔

نیمہ رات کو وہ اپنے بیٹے پر تھکا گیا کہ انسانی روبروٹ کی تیاریوں
 کے سلسلے میں ان دونوں کا انقلاب ہو چکا ہے۔ پہلے جبریل کو روبروٹ
 بنانے کے مختلف مراحل سے گزارا جائے گا۔ اس کے بعد سوسانہ کی
 باری آئے گی۔ اسے یاد نہیں ہے کہ وہ دونوں جان یوا مراحل سے
 کس طرح گزرتے رہے۔ اکثر ان پر بے ہوش لاری ہو جاتی تھی۔ جب
 وہ آخری مرحلے سے بھی لڑنے کو تیز تر تھوڑوں کے مالک بن گئے
 ان پر شہری تلواری لگائی اور گولے بارود کا آفرینش ہوتا تھا ہم کے دھاگوں
 سے لگے ٹوٹ چھوٹ جاتے تو پینے جہ سے الگ ہونے والے ہاتھ پاؤ
 کو خود چھوڑ سکتے تھے۔ جسم میں پوست ہونے والی گولیوں کو خود ہی باز
 نکال سکتے تھے۔ ان کے زخم چند منٹوں میں آپ ہی آپ بھر جاتے تھے
 جو انی نظام میں ایسے تیز اور امانت کے گئے تھے جن کے باعث
 باہر کی گرد اور نقصان دہ آلودگیاں اندر نہیں پہنچتی تھیں۔ نقصان دہ
 جراثیم خون میں نہیں پہنچتے تھے۔ ان میں قوتِ ملاحظت اتنی تھی کہ
 چاند یا کسی سیارے میں پہنچ کر کسی کی کی باوجود جو نہیں گھنٹوں
 تک زندہ رہ سکتے تھے۔

اصول نے روبروٹ بننے کے بعد موت کو شکست دی تھی۔
 پتا نہیں کتنی طویل زندگی گزارنے والے تھے لیکن ایک نقصان ہوا
 تھا کہ ان کے دماغ اپنے نہیں تھے۔ ان کی لائی میں برین وائٹنگ
 کی گئی تھی۔ جبریل کے دماغ کو مارنے رسل اور سوسانہ کے دماغ کو
 کئی پان تالی ٹیڈی بیٹی جاننے والوں کا تالی بنایا گیا تھا۔ اگرچہ جبریل
 نے کہا تھا کہ اس کی سمجھ سوسانہ کے دماغ میں کوئی شخص نہ جانے وہ

خود اپنی مجبور کو اپنے کنزروں میں رکھے گا۔ چھوڑنے دو گیا تھا کہ سوسانہ کے دماغ کو چھوڑا نہیں جانے لگا لیکن دیر دیر یہی پالنے سے توحی عمل کے ذریعے اپنی کینز بنا کر رکھا تھا۔

کینز پال کے عمل کے مطابق وہ اس کی معمولی عمل کے مطابق کینز پال نے اسے اپنا نام پایا تھا۔ اپنی آواز اور بے کس اس کے دماغ میں نقش کیا تھا اور کم دیا تھا کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔

کینز پال سوسانہ کی سوچ میں مشورے دیا کہ وہ حالات کے مطابق منصوبے بنائے گا۔ سوسانہ ان مشوروں اور منصوبوں کو اپنے ہی دماغ کی سوچ سمجھ کر تسلیم کرتی ہے کہ اس کے اداوار پر عمل بھی کرتی رہے گی۔

اور یہ بھی حکم تھا کہ وہ کسی خیال کو ماننے والے کو دماغ میں آنے نہیں دے گی اور کسی کو اپنے چرخشلات دینے نہیں دے گی۔ اس طرح کی برین ڈانٹ کو چاہے وہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ توحی عمل کا اثر زائل ہو رہا تھا۔ یہ بات کینز پال سمجھ نہیں پایا تھا کیونکہ سوسانہ ابھی اس کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ اس کے مشوروں پر عمل کرتی تھی لیکن بہت جلد

کی محبت اور سیدونا کے چلنے میں غیر مارتت بعبادت کر رہی تھی۔ کینز پال کے لیے یہ بات تخریبکام نہیں تھی۔ اس نے سوسانہ کی سوچ میں آج رات میں بے دوا رہ توحی عمل کا وقت مقرر کیا تھا۔ یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ اس سے پہلے میں سوسانہ پر توحی عمل کر چکا تھا۔

میں نے اسے حکم دیا کہ اس شعور میں کینز پال کی آواز اور سہو ہے اسے یاد کرے۔ جب اس نے یاد کیا تو میں نے حکم دیا۔ اسے پیش یاد رکھے جیسے وہ سوچنے کی لہروں میں آنے سانس روک کر اسے جھکائے۔ مجھے اپنے حامل کے طور پر یاد رکھے یہی سوچنے کی لہروں کو محسوس کرے۔ باقی تمام برائی سوچوں کو دماغ سے نکال دیا کرے۔

پارک کو پیش اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھ کر اس سے دوستی قائم رکھے جبریل کو غیر ماسٹر کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے اسے پارک کی طرف مائل کرتی رہے اور اسے بھی آمادہ کرتی رہے کہ میں اس کے دماغ میں جا کر توحی عمل کر سکوں اور کسی خیال کو ماننے والے سے اسے سچی نجات دو سکوں۔

مارٹن رسل اور کینز پال بیٹی تھیں جانتے والوں کی حیثیت سے انہی منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ پیر مارٹن نے انہیں محدود فرائض کا یا بند بنا رکھا تھا۔ ایک جبریل کو اور دوسرا سوسانہ کو کنٹرول کرنا تھا۔ انہی مجھے مارٹن رسل کا نام معلوم نہیں ہوا تھا۔ کسی وقت بھی جبریل کے اندر پہنچنے سے یا حالات کے مطابق دوسرے ذرائع سے وہ میری معلوم کی نصرت میں آسکتا تھا۔

میں نے تقریباً آدھی رات کو سوسانہ پر عمل کیا تھا پھر توحی

نیز سوادا تھا۔ اس عمل دیا تھا کہ مجھ تک کوئی دماغ میں آئے باکرے میں آئے تو وہ فوراً بیدار ہو جائے اور حالات کے مطابق اس سے نہ لے ورنہ صدمہ تک آدام سے سوتی رہے۔ ایک اور بات جو میں نے اسے بھائی نوہ یہ تھی کہ میرا نام آدھ ہے۔ میں اس کے دماغ میں آکر کورڈور ڈزاد کر دوں گا۔ آدھ رو دھو لوائیڈ فریڈ شپ فرام پارک۔

میری ہونٹ کے مطابق آدھ میں ان کو ڈور ڈز کے ساتھ اس کے دماغ میں جا کر بائیں کر سکتا تھا اسے پارک کا یہ پیام پہنچا سکتا تھا میں بھی آدھ کے لیے میں اس سے گفتگو کر سکتا تھا۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوتے کہ وہ پارک سے کسی بات پر ناواضی ہو کر باجبریل کے جوہر کرنے سے آدھ کو دماغ میں جگہ دینی تو میں اپنی ذاتی سوچ کے لیے سے چپ چاپ اس کے دماغ میں رہ سکتا تھا۔ چہ بچہ میں کبھی کسی صورت کی اجازت کے بغیر اس کے دماغ میں نہیں جاتا۔ اس لیے خرابی کا نتیجہ سے اس کے اندر چھپ کر رہنے کا ارادہ نہیں تھا۔ ہاں اگر دشمن اسے نقصان پہنچانا چاہتے یا اس کے ذریعے ہمارے لیے عیبیت پہنچاتے تو میں خاموشی سے اس کے اندر دھک دھکوں سے لڑنے پر مجبور ہو جاتا۔

بہر حال ایک اہم مسئلے سے نمٹنے کے بعد میں پارک کے دماغ میں آیا تو وہاں آدھ کو سہرا تھا۔ بیٹے اچھے بیٹھے میں دیر ہو گئی سوسانہ کو توحی نیند میں ڈوبی ہوئی ہے۔ میں اسے مخاطب کرتا تو وہ بولے ہوجاتی پھر سانس روک کر مجھے باہر نکال دیتی۔ اس کی نیند تباہی ہے کہ تو نہیں اس سے دور کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

پارک نے کہا یہ بہت بڑا ہوسا سوسانہ میرے ہاتھ میں ایک اہم صورت تھی۔

میں نے دونوں کو مخاطب کیا۔ بڑو آدھرا اہیلو بیٹے میں وہی ہوں جو خود کو فریاد کرتا ہے۔ آدھ نے میرے متعلق تمہیں بتایا ہوگا۔ پارک نے ایک دم سے چپ کر لیا اسے پاپا با آپ ہیں۔

جب سے معلوم ہوا ہے کہ سوسانہ نے آپ کو پہچان لیا ہے اور فریڈ علی تو تسلیم کر لیا ہے تب سے میں آپ کا بے پنی سے انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے خوش ہو کر کہا مجھے اپنے بچے کی ذہانت سے ہی اہم تھی۔ میں تمہارے پاس پہلے آیا جاتا لیکن سوچا تھا کہ کوئی اہم کام تھا اور اعتماد حاصل کر لوں پھر تم سے بات کروں گا۔ سوسانہ واقعی ایک اہم صورت ہے وہ تمہارے ہی ہاتھ میں رہے گی۔ میں نے اس پر بڑی مائل کیا ہے۔

واہ پاپا! آپ نے تو کمال کر دیا ہے کیا اس کے دماغ میں کوئی چھپا ہوا تھا؟

ہاں۔ وہ پیر مارٹر کا ایک ٹیڈی ہلنے والا ہے اس کا نام

کینز پال ہے اس کا توحی عمل داخل ہوا تھا میں نے اسے بالکل ختم کر دیا ہے۔ آدھ سوسانہ سے اپنے دماغ میں محسوس کیا کرے گی تو چھکا دیا کرے گی صرف آدھ تھوڑی کو ڈور ڈز کے ذریعے اس کے دماغ میں جا سکتا ہے اور وہ ڈور ڈز میں آدھ رو دھو لوائیڈ فریڈ شپ فرام پارک۔

آپ واقعی ہماری حمایت میں کام کر رہے ہیں لیکن آپ نے کو ڈور ڈز کا تکلف کیوں کیا؟ اور اسکل کا بھرا اس کے دماغ میں نقش کر دیتے وہ ایک معمولی حیثیت سے اٹکل کو دماغ میں محسوس کر دیتی یوں اس کے دماغ میں چھپ کر آدھ کو دشمن کا سہرا بن گیا جا سکتا تھا۔

آڈل تو میری یاد آدھ کی عادت نہیں ہے کسی خاتون کے دماغ میں چھپ کر جائیں۔ یہ عادت تہذیب ہے۔ پھر یہ کہ سوسانہ کا سانس دماغ میں کسی کو دماغ میں آنے نہیں دے گا وہاں دشمن ایک ساعت کے لیے بھی نہیں جا سکیں گے۔

آدھ نے کہا مشرقی میری عادت سمجھتے ہو کہ میں کسی خاتون کی اجازت کے بغیر دماغ میں نہیں جاتا۔ تمہارا شکر یہ تم واقعی مذہب انسان ہو۔ تمہاری دانشمندی سے علی اور ادا م سوتی نے سچے باسٹری نجات حاصل کر لی۔ تم نے سوسانہ کے دشمنوں کو کھٹکانے لگا یا۔ تم نے سوسانہ کو رقت ہماری تھی سے پھیلنے نہیں دیا۔ اتنے مذہب اور دانشمندی ہونے کے باوجود خود کو فریاد کیوں کرتے ہو؟

پارک نے کہا مشرقی توحی کو در پیلے تمہیں پاپا کہہ کر دھوکا لے رہا تھا۔ تمہیں توحی کو تم سے کام لینا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی تم نے ہمارا ہمت بڑا کام کیا ہے۔ میں تمہاری قدر کرتا ہوں تم سے پیدا رو تھی کر سکتا ہوں سبیز اپنے اوپر سے فریاد کا تھول آتا رو۔

میں نے ایک سرواہ بھر کر کہا میں تمہیں نہیں کروں گا۔ ہاں نیک شعورہ دوں گا۔ اگر کبھی میری آواز سے بچے سے اور میرے اعمال سے تمہارا دل بے کے کہ میں تمہارا باپ ہوں تو کسی صورت اور فریب سے کام نہ لیتا مجھے پاپا کہہ کر گلے لگانے کا موقع نہ دینا میں اس دن کا صبر سے انتظار کروں گا۔

”وہ دن کبھی نہیں آئے گا۔ کیونکہ انسان مرنے کے بعد پھر ایک عرصے تک قبر میں رہنے کے بعد دنیا میں واپس نہیں آتا۔ ویسے تم حقیقتاً ہونے کی کیا ہو؟ یہ جانتے کے لیے تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ بولو کہاں ملاقات کرو گے؟“

میں بے چین بیٹھ گیا ہوں۔ ساٹھ تو ایک کے سات نمبر کے کاؤچ میں کسی وقت بھی مل سکتا ہوں۔

”یہ بہتر ہو کہ تم میری آگے۔ پہلے میں جناب شیخ الفاروق صاحب سے ملاقات کروں گا۔ پھر تم سے ملنے آؤں گا۔“

میں کینز پال جانتا تھا کہ وہ جناب شیخ صاحب سے میرے متعلق کوئی سوال دکرے گا۔ مجھے دیکھنے کے لیے مردہ اور دین کے لیے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ میری حیوانی زندگی کی تصدیق نہیں کریں گے۔

لیکن میں پارک کو منع کرتا تو وہ مجھے فراڈ سمجھا۔ یوں میں فراڈ سمجھا جا رہا تھا۔ ان کے دلوں میں مزید شرمات پیدا کرنا سب سے بہتر تھا۔ بزرگان دین کی باتیں سمجھ کر تو آتی ہیں لیکن ہماری ایسانی ناہنگی یہ نہیں سمجھتی کہ ان کی باتیں آخر کھتی ہیں۔ جناب شیخ صاحب نے مجھ سے کہا تھا تم دنیا والوں کی طوفان کا جھکاؤ ہے اور میری عقل کتنی تھی، دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں آڈل فریاد ہوں اترو فریاد ہوں۔ ساری دنیا مجھے تسلیم کرے گی میں کسی پھوسے نہیں بچھتاؤں گا۔

اور اب ان کا پیشین گوئی کے مطابق بچھتا رہتا تھا۔ میرے خون کا نمٹ کا اور دوستی کا کوئی رشتہ مجھے ماننے کو تیار نہیں تھا۔ ایک امید تھی کہ جب سوسانہ اور پارک با صاحب کے ادارے میں جائیں گے اور جناب شیخ صاحب سے میرا ذکر کریں گے تو ہمارے وہ بزرگ کبھی جھوٹ میں بولیں گے اور ان کے سامنے میری حیات کوئی تصدیق کر دیں گے۔

مگر انہوں نے پچھتاوا میرا مقدر بن گیا تھا۔ دوسری صبح اطلاع ملی کہ جناب شیخ صاحب اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ انہوں نے فریڈ کا نازا داکر کے اپنے ایک مزید کو تجربے میں لیا تھا پھر فریڈ سے کلام پاک کی تلاوت کی فرمائش کی تھی۔ میری مدد سے تلاوت شروع کی تو انہوں نے سنتے سنتے انہیں بند کر دیں پھر وہ انہیں ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں۔ اللہ باقی ہی گل فانی۔

دور در پیلے با صاحب کے ادارے میں اعلیٰ لی لی کی آخری رسومات ادا کی گئیں اور آج پیر ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کو صدر پینچر ہا تھا شام ایک بجے شام تک سے تعلق رکھنے والے تمام آتے رہے۔ پیر مارٹر مالک میں اور میری تنظیم کی طرف سے شیخ الفاروق کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا تھا۔ ساتھ ہی یہ چراگاریا گیا تھا کہ با صاحب کے ادارے کے اہم متون گرتے جا رہے ہیں۔ پیٹلے فراڈ پیر مارٹر لی بی بی اس کے بعد شیخ الفاروق صاحب اور جلدی سونیائی باری آنے والی ہے۔

پیر مارٹر نے پیغام کے علاوہ کہا تھا ادارے کے لگتی ہوئی مالک کے باوجود ہم اپنے ملک میں سوسانہ کو غیر مارتے متوازی حدود دیں گے۔ وہ جب چاہے پارک کے ساتھ آسکتی ہے۔

مالک میں نے کہا تھا یہ توحی کو اپنے بھائی کے مستقبل کا اندازہ لگانا چاہیے۔ فریاد لی بی کو زوال آچکا ہے۔ اسے اپنے بیٹے علی میرور کے

ساتھ ہمارے پاس آجاتا ہے۔ اسکان کے لیے باا صاحب کا وہ محفوظ نہیں رہا۔

اسرائیلی حکام کی طرف سے پناہ آیا۔ دوسرے دن شیکال برسی ہے اس موقع پر فرما دو مرحوم کی بیٹی کے تمام افراد پر سب سے پہلے اور وزرائے بنیادیں اٹھائی جا رہی ہیں۔ سوئیٹس سوئیٹس علی تھوڈا پارس آرمز اور شوروی اور پولی وغیرہ کو توڑ کر لیا گیا ہے اور ان کے قیام کے دوران انھیں وی آئی کی سرٹیفیٹ دیا جائے گا۔ گیس میں سہا ہے شیکال برسی میں اس کی قبر پر ویرانی نہیں ہے۔ اس پر پھولوں کی چادریں چڑھائی جائیں گی۔

سونیلے پراسٹر کو جواب ارسال کیا کہ فرما دہمت بڑی چیز تھا۔ اس کا جوان بیٹا اپنی ماں کو تھاری قید سے نکال لایا۔ تم اس کی گرد کو بھی نہ بیچ سکتے تم اپنے متنازی کیا عمدہ ہے کوکے کی طرفوں فوجیوں اور ورجنوں کیل چڑوں کی تباہی کی صورتیں نظر نہیں آتے دے دینا چاہیے۔

علی تھوڈا نے ماسک میں کو جواب دیا کہ فرما دی کہ فوجیوں کو زوال آتا تو تھاری ناقابل شکست تانیا نہ ماری نہ جاتی۔ پاسکل بو با کا افسانہ ہوتا۔ تم نے کسی فرما کے بغیر مارا اور کہا کہ وہاں ہے یہ سب تھانے لڑال کی کمانی ہے۔ باا صاحب کا دارا کہ کیا زبردست آہنی قلعب ہے کبھی اس میں جھانکھے کی حاکم کر کے دیکھو۔

پارس نے اسرائیلی حکام کو جواب دیا کہ میری ماں کے لیے بیٹھ آگ اور لوگوں کی بارگاہ ہوتی رہی۔ میری ماں پھولوں کی سجاوٹ پر دم توڑتی تو میں اس کی قبر پر فرما پھول چڑھانے آتا لیکن وہاں تو آگ اور خون کی بارگاہ ہوتی چاہیے۔ برسی کے دن پورے سنی ایسپ میں بارود کے دھماکے ہونے چاہئیں۔ اسی طرح میری عظیم ماں شیکال کو خراج نہیں پیش کیا جا سکتا ہے مگر بڑے خوش نصیب بزرگ انفرادی مرحوم کا سوگ تین دن تک منایا جائے گا۔ اگر چاہتے ہو کہ تین دن بعد تھانے شہر تل ایسپ میں قیامت نہ آئے تو دعائی نامہ ملکہ بیجو۔

رسوٹی اور علی تھوڈا باا صاحب کے ادارے میں تھے سوئیٹ اور ہارک بھی اپنی مصروفیات چھوڑ کر تین دنوں کے لیے آگئے تھے صرف مارہر پیر کے ایک ملٹری اسپتال میں تھی۔ میں بھی شیخ انظارال مرحوم کی آخری رسومات میں شریک ہونے کے لیے ادارے کے باہر میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن میری کلائی کو برون کیٹ کے باہر روک دیا گیا۔ سیکورٹی افسر نے مجھے شناختی کاغذات طلب کیے میرے پاس کاغذات تھے لیکن وہ دوسرے نام سے تھے کیوں کہ میں نے بھی ایک کمانی ہے۔ میرے ساتھ جتنی بھی کمانیاں ہیں وہی نہیں ان کے پیچھے شیخ انظارال مرحوم کی بیٹیوں کو کافر ماضی کر میں اپنی صحیح شناخت پیش نہیں کر سکتا۔

قصد میں ہے کہ علی اور رسوٹی کو سرحد پار کرانے کے بعد میں فوجی ایلی کا پٹرول ایک شریک بن چکا تھا۔ یعنی جھگڑے سے نکل کر انسانی آبادی میں آیا تھا وہاں سے آگے سفر کرنے کے لیے اپنا نام دلورٹ شہریت اور پناہ کا تبتا لازمی تھا۔ شہریت کا ڈاؤنڈا پناہ وارٹ ضروری تھا۔ میرے لیے نہایت معمولی بات تھی۔ میں نے متعلق شعبوں کے افسران کے ساتھ ملاوٹ میں بیچ کر تمام ضروری کاغذات کے علاوہ ہزاروں ڈالر بھی حاصل کر لیے تھے۔ لیکن خود کو فرما علی تھوڈا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ میں پراسٹر کے ملک میں تھا۔ میرا پناہ وارٹ کی آگ کی طرح نہیں جاتا۔ پھر پراسٹر اور دوسرے دشمن مجھے پناہ وارٹ کے ازیوت تک بھی نہ پہنچنے دیتے۔ تمام پریس رپورٹرز میرے پیچھے بڑھتے۔ انہمازی میں بڑی بڑی سرٹیوں کے ساتھ شائع ہرگز کہ میری میں سر نہ اور دینی ہونے والا فرما پناہ وارٹ میں زندہ ہو گیا۔ اگر یہ یقین نہ آتا تو مجھے دوبارہ زندہ کر لی ہے تو ایشلی جینس وانے سلاطنت میں لکھ کر رسالات کرتے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں، اور میں نے فرما کے نام سے پناہ وارٹ اور دیگر ضروری کاغذات کس طرح حاصل کیے ہیں اور اگر میں شیلی جینی کا نظارہ کرتا تو پھر پراسٹر مجھے آہنی سلاخوں کے پیچھے سے نکلنے نہ دیتا۔ ایسا تیرا بننے سے پہلے ہی ایک مول جگ خروج کر دیتا۔ جنگ کے دوران خود کو فرما کتاہر تیار کرے نکلنے کے لیے۔ والے شیلی جینی سے سم مجھے تسلیم کرتے اور جبراً تسلیم کروانے کا مطلب یہی ہوتا کہ میں فرما نہیں ہوں۔ پھر میں نے سوچا جیل سے میرے اپنے مجھے قبول کر لیں گے تو پھر دنیا والوں کی بددعا نہیں ہوگی۔ اس لیے جلد از جلد اپنوں تک پہنچنے کے لیے ملنے برائین دوافع کے فرضی نام سے کاغذات حاصل کیے تھے۔ اب اس فرضی نام سے اور کاغذات سے میں باا صاحب کے ادارے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے سیکورٹی افسر سے کہا۔

"میں تھوڈی دیر بعد اپنی شناخت پیش کروں گا۔"

یہ کہہ کر میں اپنی کارڈ ٹیوٹو کرنا ہوا ایک سٹیٹ میں لے گیا۔ پھر اسے روک کر رسوٹی کے دماغ پر دستک دی۔ کو ڈور ڈاؤن لایے وہ خوش ہو کر بولی "تم کہاں ہو؟ پیر کو کب آ رہے ہو؟"

"میں پیر کو پہنچ گیا ہوں اور اب تھانے سے روانہ ہو چکا ہوں۔"

"میرے دروازے پر؟"

"ہاں۔ میں نے سوچا شیخ انظارال مرحوم کی آخری رسومات میں شریک ہو جاؤں گا اور تم سے ملاقات بھی ہو سکتی۔ اس لیے اس ادارے کے ہیرونی گیٹ کے قریب تھانہ انظارال کر رہا ہوں۔"

وہ فرما ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ خوشی سے کھل گیا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی پناہ گاہ سے باہر آ کر تھی۔ میں نے کہا۔

"مرک جاؤ۔ ادارے میں شیخ انظارال مرحوم کے لیے لوگ سگورڈ ہیں۔"

اپنے میں تم خوشی سے کرائی کہو گی تو یہ غلط بات ہوگی۔ بہتر ہے تم میرے پاس نہ آؤ بلکہ مجھے اپنے پاس بلاؤ۔"

"کیا میرے بولنے سے یہ لوگ تھیں اعدا آنے دیں گے؟"

"تھیں یاد نہیں ہے کہ یہاں تھا انکشان کیا گیا ہے یہاں بیٹھ سے تھاری ہر خواہش پوری ہوتی رہی ہے۔ بہتر ہے میں سوئیٹا پارٹی کو اپنی آگے اطلاع دیتا ہوں تم علی اور کارڈ کو بتاؤ۔"

اس نے یہ کیا۔ میں نے نیلا خوانی کے ذریعے سوئیٹا پارٹی سے کہا "میں اس ادارے کے ہیرونی گیٹ کے قریب ہوں کیا اندر آسکتا ہوں؟"

دس منٹ کے بعد ہی سوئیٹا رسوٹی پارس علی تھوڈا رسوٹی اور پولی وغیرہ آگئے۔ کسی سب سے گزرتے تھے۔ انھیں ہیرونی گیٹ کے اندر دیکھتے ہیں کیا کہہ رہے ہیں پھر ان کے قریب جلتے ہوئے بولنا "خیر مجھے یہ کتنی ضرورت نہیں ہے کہ میں فرما ہوں۔ اب تک تم لوگ اپنے دماغوں میں میری آواز اور دہم نہیں دے رہے۔ آج انھوں سے دیکھو۔ یہ وہی برسوں کا جانا پناہ چاہتا ہے۔"

رسوٹی نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا "یہاں میں لے اپنے بیڈروم میں تھاری تصویر کو سیکورڈ بنا کر رکھا ہے۔ تم فرما ہو۔ زندہ ہو۔"

علی نے ماں کا بازو دھک کر کہا "اما آپ کو بہت سے متعلق کا علم نہیں ہے۔ آپ کو ماں کی ایک ایک بات یاد آئے گی تو اسے ذرا ہی فرما تسلیم نہیں کریں گی۔ ہم نے بہت سے کلمے لیا تھا کہ پالی ذات کے بعد ایسے ہر وہیے درجنوں کے حساب سے ہمارے سامنے آئی گے۔ کبھی دوست ان کو بھی دشمن بن کر۔"

پارس نے کہا "اما آپ کسی بھی رشتے کو قبول کرنے کے سلسلے میں آپ کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اگر آپ غلط کریں گی اور ہی کو بارا آپ بنانا چاہیں گی تو ہم شرم سے مر جائیں گے یا اس بپ ہنڈلے لارڈ وائس گے۔"

سوئیٹا نے کہا "میں تمہیں عادی فرما فرما تسلیم کر کے تم سے ایک کام لینا چاہتی تھی مگر تم یہاں تک آ پہنچے ہو۔ بڑی دشمنی سے ہمارا سامنا کر رہے ہو۔ جب آپ آگئے ہو تو آزاد و لیکن یہاں تمہیں ایک کیڑے کی چار دیواری تک محدود رہنا ہوگا۔ باہر سخت پہاڑ ہے۔ گلیش ٹریم کی تجزیہ و تفسیر کے بعد تم سے باتیں کریں گے۔"

پھر اس نے شیخ کارڈ کو علم دیا "اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اسے سامنے کی نگاہ میں نہ بیٹھا دو۔ یہ کیڑے سے نکلنا چاہئے تو اسے لارڈ وائس تک دو۔ سہری بارگولی مار دو۔"

علی نے کہا "یہ شیلی جینی کے ذریعے کسی کو اس کی گھٹ میں بول سکتا ہے لہذا سوئیٹا تمام اجازت کے لیے کسی کو اس کے قہر دہانے اور جانتے۔"

ایک شخص میری آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا۔ میں نے کہا "یہ کلفت نہ کرو۔ میں اس ادارے کے ایک ایک حصے سے واقف ہوں۔ لارڈ وائس علی اور سانس لیسٹریٹ میڈیکل کالج اور اسپتال کا روادار۔ ایسی کارڈ کی موت کا کاغذ وغیرہ کہاں کہاں ہیں مجھے سب معلوم ہے۔ جس میلان میں گورڈا جنگ کی ٹریننگ دی جاتی ہے اس میلان کے نیچے خفیہ اسٹوڈنٹ ہے۔ سوئیٹا کے کالج کے مجھے..."

میری بات اور سوئیٹا نے کئی کئی لمحے دھکا دے کر کہا۔

بلکواں بند کر اور گاڑی میں بیٹھو۔"

میری آنکھیں بند کر دی گئی تھیں۔ دو افراد مجھے پناہ وارڈار سے کے اندر چلنے والی ایک ٹرالی پر بٹھانا چاہتے تھے۔ میں نے خود کو چھڑا کر کہا "آنکھیں بند ہونے کے باوجود میں تمہارے دماغوں میں رہ کر دیکھ رہا ہوں وہ ٹرالی کتنے فاصلے پہنچے؟"

میں انھیں حیرت زدہ کر رہا ہوا ایک ٹرالی میں جا کر بیٹھ گیا۔ سوئیٹا اور رسوٹی وغیرہ دوسری ٹرالیوں میں بیٹھی رہے متناظر دیکھ رہی تھیں۔ رسوٹی نے سوئیٹا سے کہا "اگر فرما پناہ وارٹ ہے پہلی بار یہاں آیا ہے تو تمام شعبوں کے ہاسے میں کیسے جانا ہے۔ جتنی کہ خفیہ اسطر خوانی کے متعلق بھی جانتا ہے؟"

سوئیٹا نے جواب دیا "یہ بہت چالاک ہے۔ یہاں آتے ہی جب سیکورٹی افسر نے اسے روکا تو اس نے افسر کے دماغ میں رکھ دیا۔ اس کی تمام معلومات حاصل کر لیں۔"

"ابھی علی نے کہا ہے کہ تھاری اجازت کے بغیر کوئی اس سے ملاقات نہیں کرے گا؟"

"کیا تم مننا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ میں رو رہا ہوں کہ اسے بھٹا جاتی ہوں۔"

"ابھی تم خود کو نہیں سمجھ پا رہی ہو۔ دوسرے کو کیسے سمجھو گی؟"

"وہ دوسرا نہیں ہے۔ میرا دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ یہ کتنا ہے اس کے قریب جلتے سے مجھے کچھ کئی بات یاد آ جائے۔"

"تھاری یہ بات متھوٹی ہے تم جب چاہو اس سے ملنے جا سکتی ہو۔"

"اوہ تھینک تو سوئیٹا اہمیت تمہیں ابھی ہو۔"

سوئیٹا نے کہا "مگر ایک بات ہے۔ ملاقات کے دوران مجھے ایک کمرے میں بند رکھا جائے گا۔ ہم میں سے کوئی بھی وہاں جا کر کھڑکی کے پاس کھڑے رہ کر کھنگل کرے گا۔"

رسوٹی کچھ ہلوس ہوئی لیکن یہ خیال خوش آ رہا تھا کہ وہ کھڑکی سے فرما کو اپنے سامنے دیکھتی رہے گی۔ علی نے کہا "اما آپ کوئی کئی اس شخص سے دور رہنا چاہیے۔ میں آپ کو کبھی نہیں سکتا کہ وہ کسی عجیب و غریب چالیں چلتے ہیں۔"

وہ بولی نہ میری یادداشت کم ہوتی ہے، ذہانت کم نہیں ہوتی ہے
 کیا تم مجھے بڑا تھاری ماں آٹھیں بندکے کے بے خبری سے ایسے کھیلنے
 کو اپنا نام لے گی۔ بیٹے! مجھے ماں کہتے ہو تو مجھ پر ہر دم ہوسا کرو
 وہ جو بھٹی بڑی رکاوٹوں سے گزر کر میرے پاس آئی۔ اسخروہ
 کون سا جذبہ تھا جو اسے میری طرف کھینچ لانا تھا؟ کوئی مجھ سے اتنا نہیں
 تھا وہ ماننے کی گنجی جگر سونیا یا اس کی علی تیز سب ہی کے دل و جاں
 سے چاہتے تھے۔ فی الوقت مجھے چاہئے اور ان سے میں، مگر ان کو تمہارے
 والی صرف ایک ہی تھی۔ اس طرح یہ بات مجھ میں آتی تھی کہ میرے تمام
 اپنے لوگ ہوش و حواس میں رہ کر میری موجودگی سے انکار کرتے تھے
 اور سوئی کی کمزور یادداشت نے اس کی ہوش مندی اور فیصلے کی
 قوت کو کمزور کر دیا تھا۔ وہ محض جذبات میں ہستی ہوتی تھی۔ کسی
 بھی ہمانے سے منسوب رہنا چاہتی تھی۔

ہماری پہلی ملاقات مجھے درخت کی ایک شاخ پر ہوئی تھی۔
 تقدیر نے اسے اور والی شاخ سے گرا کر میری آغوش میں پہنچا دیا تھا
 جس کے بعد میں نے کچھ روزانی شرارتیں بھی کی تھیں۔ ایک نوجوان
 لڑکی کی زندگی میں پہلی بار ایسی شرارتیں ہوں تو اس کے دل میں، پھیل
 اور راتوں میں کھلبلی سیریدار ہوجاتی ہے۔ سوئی کی کچھ بھی زندگی نہ ہو کر
 اسے کوناری نوجوان لڑکی بنا دیا تھا۔ وہ علیحدہ سے متاثر ہو کر اسے بیٹا
 کہتی تھی مگر یہ نہیں تھا کہ اس نے کسی بچے کو بھی ہم چاہتا یا کسی ال
 کی شادی ہوئی تھی۔ اگر پہلی تھی اور اس کی زندگی میں کوئی مرد یا تھا تو
 وہ گئے درخت کی شاخ پر بیٹھ جھاڑکے والے اور تھا۔ صرف اسی
 مرد کے حوالے سے وہ فریاد کو تسلیم کر سکتی تھی اس کا دل چل چل کر مٹا
 تھا کہ میں چھڑاں کی زندگی کی کوئی شاخ پر چلاؤں۔

کا بیچ کے اندر مجھے ایک کوسے میں بند کر دیا گیا تھا۔ کوسے
 کے دو دانے پر سب کا ڈر ڈھکے ہوئے تھے۔ دو دانے سے چار
 فٹ کے فاصلے پر ایک کھڑکی تھی جس میں آہنی جالیوں کی ہوتی تھیں
 میں جالی کے اس پار ادھر وہ آس پاس کی اور کس رہی تھی یہ عجیب بدت
 ہے کہ میں پھیل زندگی قبول گئی ہوں مگر تم مجھے یاد ہو اور تمہارے دادلو
 کو پھیل زندگی یاد ہے مگر وہ تمہیں بھول گئے ہیں۔

میں نے کہا تمہاری دنیا میں عجیب و غریب متاثر ہوتے ہیں۔
 ایک شیخ الفناؤس مرحوم تھے جو میری حیات کوئی گواہی لے سکتے تھے،
 وہ بھی جلد سے شایدا اب میں کسی خود کو فریاد علی تیز رہتا نہیں
 کرسکوں گا۔

ایسوں کیوں ہوتے ہو۔ میں تمہارے لیے ساری دنیا سے لڑوں گی
 "فخرول ہے۔ سب کی ہمیں لگے کہ میں ان کے غلام نہیں ہوں
 کہ اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتا ہوں؟
 تم مجھے کہاں لے جاسکتے ہو؟

کس نہیں۔ ہمارا گھر ہمارا ہی ہے۔ میری دنیا دونوں بیٹوں کے
 قدم سے ہے۔ تمہیں یاد میں ہے تم دونوں میں سے علی تیز گورگشت سے
 چاہتی تھیں۔ مجھ سے علی زیادہ اس پر مان کرتی تھیں۔ ابھی میں نے
 کون کون ان تمام رشتوں کو چھوڑ کر میرے ساتھ جھاگ چلے تو تم رانی
 گی۔ اگر ابھی تمہاری یادداشت دلچسپ آجائے تو تم علی تیز گورگشت کا
 کچھ سے دور ہوجاؤ گی؟

"ایسا نہ کہو! تم سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی
 "پیش آنے والے حقائق سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ابھی میری
 باتیں مجھ میں نہیں آتی۔ میری ہر حال میں تمہیں جھگالے جانے والا دشمن
 نہیں ہوں۔ تمہارے ساتھ اس گھر کو آباد رکھنا چاہتا ہوں اور اپنے خاندان کو
 بڑھتے اور پیوستے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں ایک مات سمجھتی نہیں
 آتی کہ باقی رشتے داروں اور چاہنے والوں کو کیسے بھلاؤں انہوں کو
 مجھے تسلیم کریں گے؟

وہ بولی رشتے داروں کا انکار ہمارے درمیان دیوار بن گیا ہے
 ہم یہ کھڑکی یا نہیں کر سکتے کیا ہم ایسی ہی باندیوں میں رہیں گے؟
 "نہیں۔ میں سونیا علی تیز اور پارک وغیرہ سے باہر نکلنے کے
 جاؤں گی۔ تمہیں میری یہ کرنے اور شاپنگ کے بہانے ڈونگی تو وہاں
 ہم آزاد سے ملیں گے۔ میں خیال فرمائی کے ذریعے اپنے کا بیچ تک
 تمہاری رہنمائی کروں گا؟

ہماری باتوں میں کافی وقت گزر گیا۔ شیخ مرحوم کو سپرد خاک
 کر دیا گیا سونیا یا اس کی تیور و انوسوں کو آزما اور پوری بھڑے
 آئے۔ مجھے ڈر لگا رہا تھا کہ میں انکار سے باہر نکلنے کی اجازت
 دے گی۔ ہم مختلف موافق پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔ سونیا
 نے کہا: "آج کا دن ہمارے لیے بڑا المناک ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا
 تھا کہ ہم دن تک کسی معانے میں معروفت نہیں رہیں گے۔ یہاں تک
 نے یہاں آکر ہمیں گفتگو پر مجبور کر دیا ہے۔"

"میں مجبور نہیں کرنا چاہتا۔ مجھ سے بعد میں گفتگو ہو سکتی ہے
 میں تو شیخ الفناؤس مرحوم کی عقیدت میں آیا تھا۔ تم مجھے یہاں بند کرنا
 "زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو تو سوئی پر رضیاتی ہے
 کر رہے ہو۔ اسے متاثر ہے ہے ہو کہ اس کی خاطر امریکے فرانس
 آئے اور اب ہم میں سے انہوں کے درمیان اس سے ہٹنے آئے ہو۔
 تم نے اس کی پھر بائیں کی قید سے نکلنے میں بہت مدد کی ہے۔ تمہاری
 احسان مند ہو گئی۔ بلکہ تمہیں دل و جاں سے فریاد کہنے ملی ہے۔"

سوئی نے کہا: "سونیا! میں کوئی نادان بیٹی نہیں ہوں یا بیٹا
 جرات و بہمت نہیں ہوں۔ مجھ پر تھوہرے فرمائے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری
 بات کرو۔
 "جب تک تمہاری یادداشت واپس نہ آئے تم ایک نادان

بیٹی ہو اگر نہیں ہو تو ذرا عقل سے مجھو علی دنیا جہاں کے غمخوارات سے
 نہیں کر تھیں ہاں لایا ہے وہ اس لیے غمخوارات سے کھینچا کہ تم سلامت
 ہو اور تم پر رشتوں کا سایہ نہ پڑے۔ آج تم پر سایہ پڑ رہا ہے تو یہ برکت
 ہو گیا ہے۔
 علی نے کہا: "تا آج ماں کو مجھ پر پھیر دیں۔ میں ان کی گنجائی اور
 مخالفت کرتا رہوں گا۔ اس شخص کے ہتھکنڈوں کو کامیاب نہیں ہونے
 دوں گا اگر یہ شخص نہیں ہے ہم سے دوستی کا دعویٰ کرتا ہے تو پھلے سے
 چلونا چاہیے۔"

سونیا نے مجھ سے پوچھا: "کیا اپنے بارے میں پتہ چلا ہے؟
 میں نے بے بسی سے کہا: "میری کچھ میں نہیں آتا۔ پتہ آنکھوں
 کے سامنے بیٹھا ہو پھر بھی پتہ نظر نہ آتا ہو تو آدمی اور پتہ کیا ہو؟
 پارک سے پوچھا: "تم میری کب آئے؟"
 "مجھے یہاں پہنچے جو میں گھٹنے ہو چکے ہیں۔"

"اگر تم پتہ پتہ ہو تے تو میری پتہ پتہ ہی ادارے میں لے کر شیخ الفناؤس
 مرحوم سے ملاقات کرنے ہماری طرح یا پھر یہ جانتے تھے کہ وہ کسی
 بات کی تصدیق کر دیتے ہیں تو پھر ہم سب کسی جنت اور دہلیز کے بغیر
 اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ بتاؤ تم نے شیخ الفناؤس مرحوم سے ملاقات کیوں
 نہیں کی، اور ان کے وفات پانے کے بعد کیوں آئے ہو؟

پارک نے بہت ہی ٹیڑھا سوال کیا تھا۔ میں نے کہا: "شیخ مرحوم
 مجھے دینی احکامات کا پابند بنا کر رکھنا چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ
 ٹول گئے کے بعد جب میرے ادارے میں لایا گیا تو اسی رات شیخ مرحوم
 نے کہا تھا کہ فراداد تمہاری زندگی پوری ہو چکی ہے۔ میں نے دعا کرنا ہوں نہیں
 کسی دوسری جگہ پہنچا کر علاج بھی کروں گا۔ میرے اندر کا علم کتابت کہ
 نہیں ہی زندگی میں ہی تو تھے صرف عبادت کے لیے اور صرف خلق
 کے لیے وقت کرو گے۔"

میں نے ذرا توقف سے کہا: "میں پوری طرح ہوش و حواس میں
 نہیں تھا۔ بڑے درد و کرب سے گزر رہا تھا۔ میں نے بڑی شکل سے
 جواب دیا کہ مجھے پتہ نہیں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا؟
 میں نے ایک نظر سب پر ڈالی پھر کہا: "اس کے بعد ہوش نہ
 رہا۔ کبھی کبھی آنکھ کھلتی تھی۔ چتا نہیں تکتے گھٹنے یا کتے دن گزر جاتے
 تھے۔ آنکھوں پر اور داغ پر رھند جھاتی رہتی تھی۔ داغ کا علاج شیخ الفناؤس
 مرحوم کی سرگوشیاں سنائی دیتی تھیں۔ وہ کہتے تھے:..

میں نے ایک ذرا سوچی کہ دیکھتے ہوئے کہا: "وہ کہتے تھے
 "فریاد علی تیز فانی تھا۔ تمہارا ہو چکا ہے۔ اسے سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔
 تمہاری حیات و عبادت اور امانت اور وصیت خلق کے لیے ہے۔
 دنیا داروں سے تمہارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ تم ذات برادری اپنوں اور
 ننگاؤں کی تیز کے بغیر سب کے کام آگے ہو گئے کسی سے کوئی رشتہ یا

فانی شناسائی نہ ہوگی۔ تمہارے خون کے اور رحمت کے رشتوں نے تم
 پر سنی ڈال دی ہے اب وہ تمہیں میں بچا نہیں گے
 "میں اعتراض کرتا ہوں کہ شیخ مرحوم سے جو وعدہ کیا آئے ہوا
 نہیں کیا مجھے رشتوں کی محبت اور خون کی کشش کہیں نہ لگی ہیں۔ شیخ مرحوم
 سے کہا تھا کہ میں انسان ہوں انسان رہوں گا فرشتہ نہیں میں سکون کا میں
 اپنی ذہنی میں ادا ہے جانے دالوں میں جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے
 کہا تم ایسا کرو گے تو پتہ ڈنگے کوئی فریاد کے وجود کو تسلیم نہیں کرے گا تم
 خون کے اور پیار کے ایک ایک رشتے کے پاس جاؤ گے کوئی تمہیں تول
 نہیں کرے گا اور یہ اچھی طرح مجھ لو مجھ سے ہیندہ کے لیے رابطہ قائم رہانے
 گا۔ اس سے پہلے کہ تمہارے چاہنے والے میرے پاس تصدیق کے لیے
 آئیں ان سے بھی ہمیشہ کے لیے رابطہ ٹوٹ جائے گا۔

"آہ! اداقی انہوں نے تم چاہنے والوں سے بھی ہمیشہ کے لیے
 رابطہ قائم کر دیا ہے۔ یہ میری ان کی ہی بیٹی ذات تھی جو میری حیات کوئی
 تصدیق کر سکتی تھی۔ دور دور میری صورت میری آواز میرا لہجہ میری محبت
 میرا عمل اور میری کوششیں سب بے رمی ہو کر رہ گئی ہیں۔ میں نے اپنے
 حقیقہ حالات سنائے۔ میں جانتا ہوں کوئی تعین نہیں کرے گا مگر تعین
 نہ کرنے سے بھی حقیقت یہی رہے گی جو ہے۔ میں ہوں اور جب تک
 میں ہوں ہزار انکار کے باوجود میں ہی رہوں گا۔"

میں خاموش ہو گیا۔ علی تیز نے کہا: "میرا مشورہ ہے اس شخص
 کا قبضہ معائنہ کر لیا جائے۔ یہ شخص دعویٰ میں نہیں ہے۔"

پارک نے کہا: "میرے میں نہیں سکا ہے۔ یہ جاننا ہے اس اداقی
 کے مسلمان یا مجرم وقت کے نمازی اور زکات دین کے عقیدت مند ہیں
 یا فریاد واسطی مرحوم اور شیخ الفناؤس مرحوم کی زندگی میں عبادت اور دنیا
 کے باعث یہاں روحانی فضا قائم ہوئی رہی ہے۔ اسی ہی روحانیت
 کے فوٹس نظر پر حیات کوئی روح پروردار شاندار ہے۔ اسے جھٹلا
 کیوں ہا ملا وقت ضائع کر رہے ہو؟ اپنا اصلی چہرہ کیوں نہیں دکھاتے؟
 سونیا نے کہا: "اسے جو نکات تھے کہہ چکے۔ یہ بہت مذہبی
 ہے اپنا بیان نہیں بدلے گا۔ اچھا مشورہ یہ بتاؤ کہ میں کب تعین دلانے
 کے لیے پھر بھی کر سکتے ہو؟"

میں نے پوچھا: "تم کیا چاہتی ہو؟
 "آمر تم پر تشریح کرنے کے لیے کہ جب تمہارا داغ پوری طرح اس
 کے قابو میں آجائے گا تو یہ تمہارے تمام ڈھکے چھپے خیالات ٹپسے گا۔
 تمہاری بچی زندگی کے حالات معلوم کرے گا۔ اس طرح تمہارا کردار اپنے
 کی طرح حاف ہوجائے گا۔ پھر تمہیں کسی طرح کی معافی پیش کرنے کی ضرورت
 نہیں پڑے گی۔
 سب نے سونیا کی تائید کی۔ میری امدیت معلوم کرنے کا یہی ایک
 طریقہ رہ گیا تھا۔ میں نے کہا: "کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر میرا مشورہ

انسان ہے۔ میرے دماغ کو نقصان نہیں پہنچانے گا۔ نہ ہی مجھے اپنا غلام بنانے گا۔ تم سب میرے اپنے ہواؤں سے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ۔

آمر نے کہا: تم اپنا دماغ میرے حوالے کرنا چاہتے ہو، اس سے تمہاری دوستی کے جذبات کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔

سو نیانے کہا: ہم نے تم دن تک کسی مسئلے میں نہ آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر تم دن کے بعد تم پر تو کسی عمل کر کے کہ تو بات چلا جائے گی۔

میں نے فریاد بجا: بات کیسے بڑھے گی؟

وہ بولی: مجھے شہر ہے کہ کسی نے پہلے ہی تمہارے دماغ پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ بائیں نقش کر دی ہیں کہ تم فریاد ہی کی صورت ہوا اور ایک نئی زندگی گزارنے کے لیے اپنے رشتے داروں میں رہنا چاہتے ہو۔ اگر تم نہیں قبول کر لیں گے اور تم ہمارے ساتھ رہنے لگے تو وہ توہنی عمل کرنے والا تھا کہ فریاد ہمارے منسوبوں کی خبر رکھتا ہے کہ تم اپنی جگہ معلوم ہو گے لیکن تمہارے ذریعے میں نقصان پہنچتا ہے گا۔

میں نے کہا: یہ بات ہے تو تمہیں اپنا شہر دود کرنا چاہیے مگر اگر مجھ پر عمل کرنے میں دیر کہے گا تو اس سے پہلے وہ ٹیلا توہنی والا میرے دماغ کو لاک کر دے گا جس پر سو نیانے کو شہر ہے۔

وہ بولی وہ تم آج رات ہی کا بیچ میں رہو گے۔ آج ہی تم پر عمل کیا جائے گا۔

سوئی خوش ہو گئی کہ آج رات میں اس کے کانچ کے قریب پہنچا گا۔ وہ بے اختیار مسکراتی گئی۔ میں نے چور نظروں سے سو نیانے کو دیکھا سو نیانے چور نظروں سے سوئی کی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔ میں نے فوراً اس کے دماغ میں پہنچ کر گوڈو ڈرے کے حوالے سے کہا: اپنی خوشیوں کو چھپانے کی کوشش کر۔ سو نیانے تمہاری مسکراہٹ کو چھپا رہی ہے۔

وہ سو نیانے کی طرف دیکھتا تھا تو میں نے روک دیا۔ پھر کہا: آسے دو دیکھو تو وہ مجھ سے لگا کر میں نیال خواتین کے ذریعے تمہیں اس کی نظروں کے بارے میں بتا رہا ہوں تم ہم کوئی ہو کر دو ہفتے ہالاک ہے۔ سوئی نے کہا: مجھے یقین ہے کہ تمہارے چور خیالات پڑھ کر تمہیں فریاد تسلیم کرنے کا ہنگامہ ایک بات ہے آسے یہی معلوم ہوا جائے گا کہ تم چھپنے کے ایک دوسرے سے محبت کر رہے ہو۔

معلوم ہونے دو۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پر محبت کر لیں گے۔ جب میں فریاد ثابت ہوا جو اس کا وہ ہیں کسی کارڈ میں رہے گا۔

تمہارے چور خیالات میں مجھے پڑھا جانے کا تو شرم آنے لگا۔

مجھوی ہنے وہ تو ضرور پڑے گا کیا میں توہنی عمل سے انکار کر دوں؟

میں۔ ایسا نہ کرنا۔ ان کا قبضہ تمہیں میں بدل جائے گا۔

آمر نے بائیں جگہ سے اٹھتے ہوئے فریاد پر مسر اہٹیں ہی تم رات

کوکس وقت بستر پر جا رہے ہو؟

”جب سے نئی زندگی کا آغاز ہوا ہے اس کے بعد ضرور سوچا ہوا ہے۔“

”ٹھیک ہے میں اس کے ساتھ میرے دماغ میں آؤں گا۔“

وہ سو نیانے نے کہا: اور تمہاری صورت کے ساتھ چلا گیا۔ سو نیانے نے کہا: اور سو روکی رہ گئے۔ دماغ روکنے کے لیے کما۔ مسٹر اس کے سر سے ہاتھ ہٹا کر فریاد نظر آئے۔ سو نیانے نے کہا: تم پہلے ہی جانتے ہو۔ ذرا میرے ہاتھ میں آکر مجھے پڑھو تو معلوم ہوگا۔ خرابی کے جسم سے گولی نکالی گئی تھی اس کے بستر کے قریب تھا۔ اس کی آخری سانس کے بعد بھی اس کے قریب رہا۔ میری آنکھوں کے سامنے اسے جانتے میں پھر چربی لگا گیا۔ قبر بند ہونے کے بعد بھی نہیں نکلی۔ تم کون ہوا یہ خدا بستر چاہتا ہے مجھے توہنی عمل کے نتیجے کا بے یقینی سے انتظار ہے گا۔

یہ کہہ کر وہ چلا گیا پھر بھی مجھے ٹھوکر دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا: ہم نے بہت سا اچھا وقت ساتھ گزارا ہے۔ کیا تم بھی میرے کنا پائی ہو؟ وہ بولی وہ تم سے غلط کہا۔ میں نے خرابی کے ساتھ بہت سادہ نہیں گزارا۔ مجھے اس پر چاہی ہے کسی شکایت ہے۔ میں اس کی زندگی بھر آئی تو بہت کم عمر تھا پھر پھر پیدا ہو چکا تھا۔ میں خرابی کی جڑوں کو چھپانے کی بھی سب سے کم عمر ہوں لیکن اس کی موت کے بعد کیا ہوں؟ ہر زمانہ تمہی ضد یہ ہوں۔ نہ یہی توہنی نہ جو بہت ہی ایک کھونا تھی۔

”تمہیں پوری باتیں نہیں بہت چاہتا لیکن دشمنوں کے پیدا کردہ حالات نے مجھے زیادہ سے زیادہ تمہارے قریب رہنے کا موقع نہیں دیا۔“

”اگر موقع ملتا ہی تو تمہیں بائیں اتنی زیادہ تمہیں کر میں یا وہی نہاتی میری دعا ہے کہ تمہارا بیان درست ہو۔ تم سچ فریاد ہوا اور اس دعا کے ساتھ یہ بردہا ہے کہ تمہیں کوئی نہ پہنچانے کوئی تمہیں قبول کرے۔ جب تمہیں ششوں کی محبت سے فریاد کا احساس ہوگا تو شاید تمہیں یہی فریاد کا بھی خیال آسے گا۔ انڈیا کو سے تمہیں اپنی زندگی ملے اور اس ہی زندگی میں قدم قدم پر ناکامی اور نامرادی تمہی رہے۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی دروازے تک گئی۔ پھر وہاں رک گئی۔ بیٹ کر بولی: تمہارے بیان کے مطابق تمہی نے کہا تھا کہ تمہیں کوئی قبول نہیں کرے گا تو تمہارے ہر چاہنے کے جواب میں سب سے پہلے میں تمہیں ٹھکرانے ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ میں نے سر جھکا کر دل ہی دل میں اعتراض کیا کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس نے میرے بعد کسی کو نہیں اپنا اختیار ہر شکل میں یا چرتیسی برسی کی ہوگی۔ اس عرضی صورت اپنے نہیں کے ساتھ چھوڑ کر اپنی کے دن کو رانی ہے پھر پوری توہنا شک کی ہو گئی۔ ہر زمانہ جن شک شک نہیں کرتی تھی۔ جس کے باعث جس پر بدل کی تازگی تھی اور بدن میں تازیدہ جیسے کا حسن نمایاں تھا۔ اس کے خور

جان سے شادی کر کے خود کو راز دہی زندگی گزارنا چاہیے لیکن یہ خورہ میں نہیں سے سکتا تھا کہ کوئی میں ہر جانی تھا۔

رات کے دس بجے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ آدھرنے دماغ میں اکر گیا۔ میں نے کہا: میں حاضر ہوں۔ تمہارے عمل کے لیے مج کو ذرا جیلا چھوڑ دیا ہے۔ دماغ کو بھی کسی دواؤں کے بغیر تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔ یہ یوں۔

میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ٹیلا توہنی کے ذریعے مجھے بلانے لگا۔ جلدی میں میں بند ڈوب گیا۔ وہ میرے خوابیدہ دماغ کو لانی طرف نکل کر مجھے کہتا رہتا۔ میں نے کہا: میں اس عمل کے لیے راضی تھا اس لیے جلدی میں اس کا معمول بن گیا۔ اس نے کہا: میرے معمول پر تم میرے پابند ہو تم مجھے اپنی زندگی کا ہر اگلا پھیلاؤ راز بتاؤ گے۔

میں نہیں جانتا تھا کہ میں کہاں ہوں جس حالت میں ہوں اور آکر کے سوالوں کا اس طرح جواب دے رہا ہوں۔ معمول اپنے ہوش و دوا میں نہیں رہتا۔ اپنے دماغ کی کتاب کو حال کے سامنے کھلا چھوڑ کر خود کم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: میں اپنی زندگی کا ہر اگلا پھیلاؤ راز بتاؤں گا۔ آدھرنے کہا: تم معمول سے معمولی اور جڑی سے جڑی بات نہیں چھیداؤ گے۔ میں نے اس کی بات دہرائی۔ اس نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

”فریاد ہی تمہی۔“

”تمہارا یہ نام کس نے رکھا؟“

”میں نہیں جانتا۔“

میں واقعی نہیں جانتا تھا۔ میری طرف سے شمار پتے نہیں جانتے کہ ان کے نام کا انتخاب باپ نے کیا ہے ماں نے کیا ہے داد نے کیا ہے یا کسی بخوشی نے مشورہ دیا ہے جو تمہیں معمول صرف بتا رہا ہے اور ہر ایک تفصیل بیان نہیں کرتا۔ اس لیے میں نے اتنا ہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔

اس نے پوچھا: آپریشن کے ذریعے تمہارے جسم سے گولی نکالی گئی اس کے بعد بھی تمہاری حالت نازک تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ تم موت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ تم بتاؤ کس عالم میں تھے؟

”میں نہیں جانتا اس عالم میں تھا۔“

”ہوش میں آنے کے بعد کیا ہوا؟“

”میں نے ایک اجنبی جگہ خود کو رہنا پایا۔ کوئی میرے پاس نہیں تھا۔ وہاں کوئی میرے اندر بول رہا تھا۔“

”کون بول رہا تھا؟“

”جب وہاں شیخ الفاروق صاحب کی آواز تھی۔“

”صرف آواز تھی وہ آواز کی نقل بھی کی جاتی ہے۔“

”میں نہیں جانتا وہ آواز نقل تھی یا اصل۔“

”وہ آواز کیا کسر تھی؟“

”میں سو سنانے کے دماغ میں جا کر ایک نامعلوم خیال خواتین کرتے

”اس کا مطلب ہے وہ آواز کسی ٹیلا توہنی جیسی جانتے دالے کی تھی؟“

”میں یقین سے ہاں نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی نہیں کہہ سکتا۔“

”تمہیں بڑا صرف آواز شیخ مرحوم کی تھی۔ آواز والے نے خود کو شیخ الفاروق میں کہا تھا۔“

”آواز والے نے خود کو شیخ الفاروق میں کہا تھا۔“

”اور اس کی آواز نے تمہیں بتایا کہ تم فریاد ہی تمہی ہو؟“

میں جواب دینا چاہتا تھا کہ اس کی آواز نے تمہیں بتایا۔ میں تو سچین سے خود کو فریاد کی حیثیت سے جانتا آیا ہوں لیکن جواب دینے سے پہلے ہی مجھے کھانسی آگئی۔ پتا چلا وہ کھانسی میری نہیں سوئی تھی۔ وہ میرے دماغ میں چھپی ہوئی تھی۔ اسے یہ معلوم کرنے کی کوشش تھی کہ میں اس کا معمول بن کر اپنی کئی حقیقت بیان کرنے والا ہوں لیکن حقیقت سننے سے پہلے اسے کھانسی آگئی۔ اور عمر آدھرنے جو تک کہ کہا۔

”اسے تمہیں کھانسی آئی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ معمول خاصی طویل بالکل نادر ہر تہا ہے۔ اسے کھانسی یا چھینک نہیں آتی۔ اس کا مطلب ہے تمہارے دماغ میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ کون ہو گا کون ہو تم؟“

کھانسی کے سبب توہنی عمل ٹوٹ گیا تھا۔ میں کبھی غفلت سے اپنا جامک ہوش مندی کی طرف آیا تو دماغ کو جھٹکا۔ پنہا میں نے زوں اتھوہا سے سر کو تھام لیا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کھانسی کے پہلے ہی جھٹکے کے ساتھ سوئی میرے دماغ سے جھاگ گئی تھی۔ اور کو جواب نہیں ملا کہ میرے دماغ میں کون چھپا ہوا تھا۔ اس طرح یہ شبہ ہیئت ہو گیا کہ پہلے ہی کسی کے توہنی عمل کا غلام ہوں۔ ایک کھانسی کے سبب جھٹکتے ہیں وہ عمل کھلا گیا ہے۔ یا ابھی جامک خاموشی سے میرے اندر چھپا ہوا ہے۔

آدھرنے میرے مجھ سے دور اپنے کا بیچ میں تھا تاہم میری داغی تکلیف کو سمجھ رہا تھا سو نیانے کے کا بیچ میں ایک کسر ہی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ میرے دماغ سے نکل کر لیٹھی جگہ ہوا پھر سو نیانے سے بولا۔

”کوئی اس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا۔ چھپنے والے کو اپنا جامک کھانسی آگئی تھی۔ جس کے نتیجے میں توہنی عمل ٹوٹ گیا۔ اس لیے چارے اپنی کوشش یہ داغی جھٹکا پہنچا ہے۔ ایسی حالت میں معمول بننے والا داغی مریض بن جاتا ہے۔“

وہ بولی: میرا شہر درست نکلا۔ اس اجنبی کے دماغ پر کسی نے قبضہ کیا ہے۔ کیا اس کا اصل نام معلوم ہوا؟

”کیسے معلوم ہوتا ہے نام معلوم خیال خواتین کرنے والا پہلے سلس کے دماغ میں موجود تھا اس لیے وہ خود کو پڑھو پڑا کسر رہا تھا۔“

”جب تک اس نام معلوم خیال خواتین کرنے والے کو اس کے دماغ سے جھٹکا یا نہیں جائے گا اس اجنبی کی حقیقت معلوم نہیں ہوگی۔“

”میں سو سنانے کے دماغ میں جا کر ایک نامعلوم خیال خواتین کرتے

والے کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا کیونکہ سردار پنجاب نے پہلے سے اس وقت توجہ نہیں دی تھی۔
 "آمر آتھیں ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں رہنا ہوگا۔ وہ بکثرت خیال خزانے والے اور چوس گئے اجنبی کے دماغ میں نہیں رہے گا۔"
 "یہ تو ٹھیک ہے مگر چنانچہ انہی کی دائمی تو رانی تک بحال ہوگی۔ ابھی اسے شدید جھٹکا پہنچا ہے۔ میں پھر جا کر معلوم کر لوں گا۔"
 بے شک میری دائمی تکلیف ناقابل برداشت تھی لیکن میں تو بہترین سے تکلیف بردہاؤ لینے کے تجربات حاصل کرتا آیا ہوں۔
 ایسے وقت ڈرا اپنے مرینوں کو تکلیف سے نجات دلانے کے لیے نیند کا انہیگنہ یاد دلائیں دیتے ہیں۔ میں نے برسوں کی عادت کے مطابق اپنے دماغ کو گہری نیند میں ڈوبنے کی ہدایت کی پھر صبح تک کے لیے سو گیا۔

آہرنے دوسری بار اگر مجھے نیند کی حالت میں پایا پھر وہاں جا کر سونیا سے کہا "وہ آتی ہو گی گہری نیند میں ڈوب گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے اس کا معلوم خیال خزانے والے نے اسے دائمی تکلیف سے نجات دلانے کے لیے سلا دیا ہے۔"
 بڑی مشکل تھی میرے ساتھ جو حالات پیش آ رہے تھے وہ میرے خلاف گواہی دے رہے تھے۔ آہرنے کوئی عمل کے بعد فریاد ثابت ہو جاتا لیکن روتھی کی مدد نے کام گاڑ دیا۔ ان کے شبے کو تقویت مل گئی کہ میرے دماغ پر کسی خیال خزانے والے نے قبضہ جا رکھا ہے۔
 مجھے اس وقت معلوم نہیں تھا کہ روتھی بچھی ہوئی تھی۔ روز میں آہرنے فوراً گہرا ہوا اور روتھی سے تصدیق کر لیتا۔ ویسے اُسے چاہیے تھا کہ وہ اپنی موجودگی کا ظہور کرتی لیکن مجھے دائمی تکلیف پہنچا کر شہزادہ تھی۔ پھر وہ اس شہزادے سے ظاہر کرتی کہ مجھ جیسے اجنبی میں انتہائی دلچسپی لینے لگا ہے۔

اس کے بعد میری گہری نیند نے بھی میرے خلاف اٹل ثبوت پیش کیا کہ ایک ٹیلی فونی جاننے والا مجھے آرام سے سلا گیا ہے۔ اگر ہم اپنے اس پاک کے لوگوں کے حالات کے ساتھ اپنے انکے پچھلے حالات کا بھی جائزہ لیتے رہیں تو پتا چلتا ہے کہ ہم سب تقدیر کے ہاتھوں کس طرح تماشائے بہتہ ہیں۔ دوسری جگہ سونیا مجھ سے ملنے آئی پھر پوچھا "تم مجھ گئے ہو گے کہ پچھلی رات تو تھی عمل کا نتیجہ کیا ہوا؟"
 "ہاں میں سوچ سوچ کر پریشان ہوں کہ میں نے تو تھی عمل کے دوران مداخلت کی تھی؟"
 "اسی ہے جو تمہارے دماغ پر قبضہ جمانے کے لیے ہے۔ تمہارے اندر بھاری سوچ میں ہوتا ہے اور تم اسے اپنی سوچ سمجھ کر اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے رہتے ہو۔"
 "تم غلط فہم رہی ہو۔ میرے دماغ میں کوئی نہیں رہتا۔"

"یعنی ثبوت متاثر کرنے کے بعد بھی وہ دماغ میں پچھا ہوا تھا؟
 زمان سے بول رہا ہے اور اپنی موجودگی سے انکار کر رہا ہے۔"
 "سونیا! غلطی کے واسطے مجھے پہچانو! حالات میرے خلاف ہیں۔
 ہوں مگر میرے کونچر ایک بار پھر عمل کرے اور میری اعلیت۔"
 "تمہاری اعلیت معلوم ہو چکی ہے تم ایک معلوم اور مجبور انسان ہو گے۔ تمہاری پچھلی زندگی کی یادیں شاکر تمہارے دماغ میں لڑائی لڑنے کی شخصیت کو نقش کر دیا ہے۔ تمہارے ہمدردی سے لیکن ہمدردی کے باوجود ہم دماغ سے کوئی شخص اپنے قریب برداشت نہیں کرے گا۔ تم اس وقت یہاں سے چلے جاؤ۔"

"ایسا نہ کہو میں تو ہم پر تم لوگوں کے کام آتا چاہتا ہوں۔"
 وہ بولی "ہاں میں تم سے تمہارے کام کا پاسکل جو باقی جگہ تک جاؤ گے اور اس کا رول ادا کرو گے۔ اس وقت معلوم نہیں تھا کہ میں یہاں تھا۔ دماغ میں پچھے ہوئے شخص سے کہہ رہی ہوں۔ بہر حال اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اب واقعی پاسکل جو باقی مانگو جانے گا اور میں اس سے کون گئی کہ وہ پاسکل کی انگلیوں کے نشانات چیک کرے تاکہ اسے دھوکا نہ ہو۔"

"سونیا! تم اصلی پاسکل کو وہاں بھیج کر غلطی کرو گے۔"
 "نہیں۔ میں غلطی درست کروں گی۔ تمہارا سارا منصوبہ خاک میں مل چکا ہے۔ جاؤ اس ادارے سے تھی دور جاکتے ہوئے جاؤ اور ہمارے خلاف کوئی دوسری چال سوچو۔"
 اس نے مسخ کا ڈیڑھ گلا یاد انہوں نے مجھے آکر لیا۔ انہی سے ایک میری آنکھوں پر تھی باندھنے لگا۔ میں نے روتھی کے دماغ میں پہنچ کر کہا "مجھے ادارے سے باہر نکالا جا رہا ہے۔"
 وہ تڑپ کر بولی "مگر میں آ رہی ہوں میں چلنے نہیں دوں گی۔"
 "رک جاؤ روتھی! میرے لیے اپنوں سے جھگڑا نہ کرنا۔ میں تمہیں کھانے آیا ہوں! ابھی صبر کرو مجھے چلنے دو۔ ہماری ملاقات پھر کی ہی ہوگی۔"

"تم پر بڑا ہوا ہے فریاد احمد سے برداشت نہیں ہوتی۔"
 "برداشت کرو کیونکہ یہ ہمارے اپنے جان بوجھ کر لیا نہیں کر رہے ہیں۔ تقدیر میری دشمن بن گئی ہے اور میں ہزار کوشش کے باوجود بد نصیبی کے اندھیرے سے نکلنے میں ناکام ہوا ہوں۔"
 مسخ کا ڈیڑھ لڑائی میں شکار ادارے کے باہر ہونے پھر انہوں نے سچا ہنسا کر کہا "وہ رہی تمہاری گاڑی۔ پیچھے مڑ کر دیکھو بغیر یہاں سے چلے جاؤ۔"
 میں خاموشی سے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اسے اسٹارٹ کر کے پیرس کے راستے پر چل پڑا۔ مجھے یہ منظور نہیں تھا کہ سونیا قطعاً فہمی کا شکار ہو کر پاسکل جو باقی کو اس کے حوالے کر دے۔ میرے

سمانے سے وہ مجھے والی تھی۔ لہذا اسے وہ ادارے سے بلا رکھنے کے لیے میں نے سوچا مجھے کسی طرح پاسکل تک پہنچانا ہے۔
 مجھے فرانسیسی پولیس اسٹیشن میں اور فوجی افسران کے ہاتھوں میں اتارنے کے اہول کو ڈھرا کر باری دادی ان کے دماغ میں جانے لگا۔ پتا چلا ایک فوجی چھاؤنی میں دشمن کے سیکرٹ ایجنٹوں کو قید کرنے کے لیے زبردستی کال کو ٹھہرایاں بنائی گئی تھیں۔ وہاں کی ایک کوٹھی میں میڈیٹا اور دوسری میں پاسکل جو باقی قید کیا گیا تھا۔ ان دونوں کے سلسلے میں سخت باہدیاں تھیں۔ انہیں کھانا پہنچانے اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے وہی فوجی جوان ان کے سامنے جاتے تھے جو لوگ ان کے ماہر ہوتے تھے تاکہ کوئی دشمن خیال خزانے کو لے والا ان کے ذریعے ان دونوں تک نہ پہنچے۔

میں نے میڈیٹا اور پاسکل جو باقی کو آواز میں نہیں سنی تھیں۔ ایک وقت تھا جب تمام افسران میرے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔ اب میں خود فریاد کرنا ان سے کوئی بات نہیں منوانا تھا۔ انہی احوال ان دونوں تک پہنچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ جب میرے سامنے رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں کوئی راستہ نکھانی نہیں دیتا تو مجھے مند ہوجاتی ہے۔ زمین کے اندر رنگ بھی کیوں نہ بنانا پڑے میں ضرور بناتا ہوں۔

ایک جاگ ایک تہہ پر سوچی۔ میں نے پرس ڈرگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں آ رہی ہوں ہاں تمہیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ باہر صاحب کے ادارے میں میں دن تک سوگ منایا جا رہا ہے۔ سونیا میں دن بہنم سے باتیں کرے گی۔"
 اس نے کہا "ہاں میں تعزیرت کے لیے سونیا کے پاس گیا تھا کیا تمہارے آنے کی کوئی خاص وجہ ہے؟"

"ہاں۔ سونیا نے کہا ہے میں بھی میں دن تک خیال خزانے والوں میں ہے تم سے کہنے آیا ہوں ہمارے سوگ منانے تک تم ہمارے میڈیٹا کو کھانا رکھو اور ابھی جا کر معلوم کرو کہ میں وہ کسی دشمن خیال خزانے کرنے والے کے قریب میں دھرتے ہوں۔"
 پرس ڈرگ نے کہا "میں ابھی جا کر معلوم کرنا ہوں۔"
 اس نے خیال خزانے کی برداشت کرنے سے پہلے پاسکل جو باقی آواز

کھینک کر یاد کیا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ یاد کیا پھر آرام سے پاسکل عداوت میں بیٹھ گیا۔ وہ ایک تنگ اور نیم تاریک کمرے میں ایک ٹیبلٹا ہوا تھا سونیا اور ادارے سے کسی بھی سے محروم رکھنے کی عیب وری پتلا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اسے دواؤں کے ذریعے ملانی کمزوریوں میں مبتلا رکھا تھا۔ وہ انہیں بند کیے سوچ رہا تھا "اب کیا ہی اچھا ہوگا اگر میں یہ علم نہ جانتا۔ اپنے گھر میں آرام سے دل کا رازنا۔ ٹیلی فونی نے مجھے غلاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب آہر

آئے ہو تو اس سے کون کا میرا برین داش کر کے میرے دماغ کو پینہ کے لیے تیار کرتی ہے محروم کر دے مجھے ایک عام سائنس دان سا آدمی بنا کر آزاد کرے۔ میں تو بکر تاپوں کہیں دوسری چھوٹی سی سٹی میں جا کر باقی زندگی گزار دوں گا۔"

پرس ڈرگ اس کی نصیحت بتانے سونیا کے پاس گیا۔ سونیا نے سانس روک لی۔ وہ کسی خیال خزانے کرنے والے سے گفتگو نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آہرنے کے قریب موجود تھا اس سے روز روز زبان گنگو ہو سکتی تھی۔ میں پانچ منٹ کے بعد پھر پرس ڈرگ کے پاس گیا وہ پورا "سٹرڈ آہرنے نے سونیا کے پاس دو بار جانے کی کوشش کی لیکن اس نے آنے نہیں دیا۔"

میں نے کہا "ابھی سونیا مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اس کے دماغ میں کوئی آقا چاہتا تھا۔ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا وہ میں دن تک کسی معاملے پر بات نہیں کرے گی۔"
 "کیا تم سوگ نہیں منا رہے ہو؟"

"میں نہیں باہر سے یہ کہنے آیا تھا کہ ہماری غیر موجودگی میں سونیا تم پر بھروسہ کر رہی ہے۔ اس لیے تمہیں میڈیٹا اور پاسکل کو کھانا چاہیے وہ خوش ہو گیا۔ میں نے کہا "دوسری بار یہ کہنے آیا ہوں کہ آہرنے دو دن تک ہم سے رابطہ قائم نہ کرنا۔ بیزار اب میڈیٹا کے پاس جاؤ۔"

اس نے میڈیٹا کی آواز اور لہجے کو دہرایا۔ میں اس کے ساتھ اپنی قاتلہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو اس کے دماغ میں رکھ کر مجھ پر گولی چلائی تھی اور مجھے اس حال کو پہنچایا تھا کہ آج میں ہر تھکانہ زخمہ۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ پہلے وہ میرے قتل پر بے چینی تھی۔ پاسکل کے ساتھ وہ کہہ رہا ہے کام آتے ہیں کا عزم کیا تھا۔ بعد میں ایک انسانی رولٹ (جبریل گرانٹ) کی دیوانی ہو گئی تھی اس کے ساتھ سرحد پار کرتے وقت گذرنا ہوئی تھی۔ تب سے اس تنگ اور نیم تاریک کمرے میں زندگی گزار رہی تھی۔ اسے نہیں تھا کہ جبریل گرانٹ قید خانے کی دیواریں توڑ کر آئے اپنے ساتھ سے چلے گا۔"

یہ خیال اس کے دماغ میں پیدا کیا گیا تھا۔ سونیا نے فوجی جوانوں کو کبھی طرح بھاریا تھا کہ دشمن اسے انہماک سے میں ناکام ہونے کے بعد اپنے ٹیلی فونی جاننے والے کو اس کے دماغ میں اپنے کا حکم لے گا۔ لہذا سائنسی طریقہ کار کے ذریعے اس کا برین داش کیا جائے۔ اس کے دماغ کی حدیث سے پچھلی ساری باتیں شاکر اس کا بدمعاش ہونا چاہئے تاکہ کوئی اس کے دماغ میں نہ آسکے۔ اس کا برین داش ہونے والا تھا۔ یہ بات سے معلوم تھی اور وہ بھی پہنی تھی اس نے سنا تھا یہی کے جھٹکوں سے جو برین داش

ہوتی ہے وہ بڑی اذیت ناک ہوتی ہے۔ وہ زندہ رہے گی لیکن مرنے جانے کی اور مرتے مرتے بھی نہیں مرے گی۔ اس نے ڈوٹا کر کہا تھا کہ ایسی سزا زندگی جہانے سونیلے کا تھا کہ تم نے فریاد کو قتل کیا تھا موت کی سزا ملنی چاہیے لیکن اس سے بھی زیادہ تمہاری زندگی اذیت ناک ہوگی۔ ٹیلا بچھی کی مسالہ تینیں تم ہونے کے بعد تم ایک عام ہی عورت رہو گی۔ تمہیں پھر ماں کے پاس بیچ دیا جائے گا۔ تم نے اس کی نرانا فرانسز مرثیوں سے ملنے ہی سیکر کر سے دھوکا دیا تھا۔ اس نرانی کی سزا سے بچنے کے لیے تم جھانک رہی اور اس کے شکاری گتے تھلا پیچھا کرتے رہیں گے۔

سے نکالنے کی پلاننگ ہو رہی ہے۔ سونیلے کہا میں نے آدمی کو تمہارے پاس جانے کو نہیں کہا تھا۔ لیکن آدھر، کیا تم پر بس ڈیگر کے پاس گئے تھے؟ اور تم نے جواب دیا، بالکل نہیں۔ میں نے نئی گھنٹوں سے خیال خواتین کی؟ پر بس ڈیگر نے تمہاری سے پوچھا، چھوہ آمرین کو میرے پاس کون آیا تھا؟

”دیکھو دیکھو میں پروا دار کہہ رہی ہوں۔ ہائے کتنا مزہ آ رہا ہے؟“ وہ لڑکھاتی ہوئی اپنی کار سے فراد رو گئی۔ اس کے کسی ساتھی نے آواز دی، کہاں جا رہی ہو؟ وہاں آؤ۔“ وہ پٹ کر میری کار کی طرف آئی۔ پھر کھڑکی پر جھک کر مجھے دیکھتے ہوئے بولی، ارے جان! تمہاری صورت کیسے بدل گئی؟ میں نے کہا، میں جان نہیں ہوں تمہاری گاڑھی آگے ہے؟ وہ دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولی، تم بڑے پراسرار رہنا ایسے ایسے بیس بدلتے ہو کہ تمہاری صورت پہچانی نہیں جاتی۔“

اسے روکو یہ اطلاع دے کر میں پھر میٹرو تاک کے پاس آیا۔ یہی ایک کاپیٹر چلا کر تا ہوا تھا۔ میں کماں چار تھا۔ دس منٹ کے بعد ہی وہ ایک کتا وہ نرک پر اتر آئی اس نرک پر ایک فیاد کھڑا ہوا تھا۔ میڈیکل کاپیٹر سے انکار کیا ہے میں پہچان گیا۔ اس کے ساتھ کتے والے افروگھی نے گولی مار دی۔ افسر کوئی لگا کر گیا۔ اس افسر کے دماغ پر قبضہ جانے والا شاید دماغ میں سے نکل گیا تھا۔ اسی لیے افسر کوئی آیا۔ زخمی ہو کر گتے ہی بات سمجھ میں آئی کہ وہ ٹیلا تھی کہ ذریعے ٹیلا کی کیا گیا تھا۔ اس نے فوراً ہی اپنا رویہ اور رنگ لاپھر ترا تو گریاں چلانے لگا۔ جواب میں فائرنگ ہوئی افسر کو لیا لیکن دوسرا بھی زخمی ہو کر خار سے کے اندر پہنچا۔ دروازہ بند ہوتے ہی وہ فیاد پختہ نرک پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہونے لگا۔ میں میڈیکل کاپیٹر کے ذریعے زخمی کی گزریوں رہا تھا۔ اسے ایک سیٹ پر بٹھا کر صفائی عمل سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس نے تکلیف سے کہا ہے، ہوتے کہا، میرے بازو سے کئی ٹکڑا نہیں توڑ جاؤں گا۔

جب میں اس کے دماغ میں پہنچا تو کوئی اس کے اندر ہل ہا تھا۔ اسے تسلیاں دے رہا تھا کہ اس کی قسمت اچھی ہے۔ شیخ عروم کے لیے عین دن تک سوگ منایا جا رہا ہے۔ آدھرنی الحال اس کے دماغ میں نہیں آئے گا۔ لٹاؤہ چند گھنٹوں میں اسے قید خانے سے نکال کر لے جائے گا۔ میری طرح پر بس ڈیگر بھی یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے آدھرنی کے لیے میں کہا، بے شک سب لوگ سوگ منا رہے ہیں لیکن میں ڈوٹوٹی پر ہوں تم لوگوں کی کوئی چال کا سبب نہیں ہوتے دول گا۔ وہ دونوں ہاتھ پڑا کر انجانا کر گئی۔ آدھرنی تمہاری رحمت سے مثال ہے۔ تم کسی چیز کو بھی نہیں مارتے۔ کیا مجھے برین وانٹنگ کے اذیت ناک مراحل سے گزرتے ہوئے دیکھو گے؟ میں ایک ما عورت بن جاؤں گی تو دشمن مجھے چلیوں میں مل ڈالیں گے۔ مجھے ایک موقع دو۔ میں یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے تمہاری جو جو کو سامنے لاؤں گی۔

سونیلے آدمی سے کہا۔ آدھرنے ان افسران کو خطبے سے آگاہ کیا۔ ایک نے کہا، مسٹر آدھرنی آپ مطمئن رہیں۔ یہاں جتنے افسران اور سپاہی ہیں سب لوگ کے ماہ ہیں۔ دشمن خیال خواتین کرنے والے ہو کر اور پاسکل کے داخل تک پہنچنے میں سیکن ہائے ذریعے زیر زمین قید خانے میں بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ آدھرنی نے کہا، ہاں آپ سونیلے نے رپورٹ سننے کے بعد کہہ ہم دشمنوں کے خلاف جو چاہیں جیتے ہیں وہی دشمن ہمارے خلاف چل سکتے ہیں۔ یوگا کے ماہر کسی فوجی افسر کو کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ پھر اسے آڈو کار بنا کر کوئی کو وہاں سے نکال سکتے ہیں۔ تم طرزی ایشیائیس کے اعلیٰ افسر سے کہہ کر تم فوجی جوانوں اور افسران کی تحفیہ نگرانی کے لیے ایسی خاصی تعداد میں سراج سائلوں کی ڈیوٹی لگانا چاہئے۔ جو تعلقہ افسر میڈیٹا اور پاسکل کو وہاں سے لے جانا چاہے اسے فوراً حراست میں لیا جائے۔

اس کے ساتھی نے آکر دروازہ کھولا پھر اسے کھینچتے ہوئے کہہ دیکھی تم نے کتنی بار کھلے آتی پانے کو کر کے ان؟ اس عورت سے بیجا پھرانے اور اپنی گاڑھی کی ٹنگی نکل کرنے میں پندرہ منٹ لگ گئے۔ جب میں ڈوٹا کر گیا تو ہوا میڈیکل کاپیٹر میں پہنچا تو دشمن اپنی جالی چل چکے تھے۔ میڈیکل نائزیر میں قید خانے سے نکل کر ایک افسر کے ساتھ ہیٹل کاپیٹر میں سوار ہو چکی تھی۔ میں نے میڈیکل کی زبان سے افسر کوئی طرب کرنا چاہتا تو پتہ چلا، پھر ماہر کے خیال خواتین کرنے والے اس کے دماغ پر یوٹی طرح قبضہ جایا ہوا ہے۔ میں اس کے دماغ میں جا سکتا ہوں مگر اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال نہیں کر سکتا۔ میں نے دوسرے افسران کے پاس جا کر آدھرنی کے لیے میں اطلاع دی۔ ہمارا ایک افسر میڈیکل کاپیٹر میں لے جا رہا ہے۔

بڑی دیر بعد ایک دشمن کی آواز سنائی دی تھی۔ میں بھلا اسے کیسے مرنے دیتا۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی توانائی میں اضافہ کرنے لگا۔ اسے طبی امداد پہنچانی جا رہی تھی۔ امداد پہنچانے والے کچھ دیر بچھ لوٹنے پر مجبور تھے۔ میں بھی اٹھیں لوٹنے پر مجبور کر تا ہوا پائلٹ تک پہنچ گیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق قبضہ لگاتے ہوئے کہا، میڈیکل کاپیٹر کو لے جانے والو! یہ پائلٹ میرے قبضہ میں ہے۔

”تم نے درست کہا میں کسی چیز کو بھی نہیں مارتا۔ تمہیں بھی نہیں ماروں گا۔ یہ سب کچھ سونیا کر رہی ہے۔“ لیکن تم میری جان بچا سکتے ہو۔“ میں نے کسی مجرم اور قاتل کی بھی مدد نہیں کی۔“ پر بس ڈیگر، پھر اس کا آدمی تھا۔ اور جو میڈیکل کاپیٹر قید خانے سے نکال لے جانا چاہتا تھا وہ بھی پھر ماہر کا خیال خواتین کرنے والا تھا۔ اگر اسے پتا چلتا کہ پر بس ڈیگر آدھرنی کو ہل رہا ہے تو پھر پر بس کی شامت آگانی۔ پھر ماہر سے زندہ نہ چھوڑتا۔ بہرحال وہ دھمکی نہ کہ چٹا گیا کہ فوجیوں کو پوسر رہنے کے لیے کے گا لیکن وہ کسی فوجی جوان کے دماغ میں نہ جا سکا۔ اس نے جس کی بھی آواز سنی وہ لہ لہا کا ہاہر ثابت ہوا۔ آدھرنی کو سونیا کے پاس آیا۔ وہ گاؤادی سے بولی۔ تم کو تم پر کیوں بار بار آ رہے ہو؟ میں تمہارا دروازہ پر بس ڈیگر ہوں۔ ابھی تم نے آدھرنی کو میرے پاس بھیجا تھا اور تم نے اچھا کیا تھا۔ میڈیکل کاپیٹر گھنٹوں میں قید خانے

میں اپنی گاڑی کو ڈوٹا کر گیا پھر اپنی مرضی کی طرف جا رہا تھا۔ اس طول سفر میں میڈیکل اور پاسکل کو بلیک کے دماغوں تک پہنچ چکا تھا لیکن سونیا اور آدھرنی کے درمیان جو باتیں ہو رہی تھیں ان میں سن نہیں سکتا تھا۔ اب پر بس ڈیگر کے پاس بھی جاتا تو وہ سامنی روک لیتا۔ ہمارے طرح طرح کے سوالات کرتا۔ ویسے اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ میں اس سے اپنا کام نکال چکا تھا۔ مجھے مسلسل میڈیکل کے دماغ میں آتے جاتے رہنا تھا۔ ڈیگر کی طرف بھی تو توجہ دینی تھی۔ راستے میں ایک پٹرول پمپ سے ٹنگ کرنے کے لیے رکتا پڑا۔ مجھ سے پہلے دو کاریں پٹرول لینے کے لیے تھیں۔ ایک پٹرول پمپ پر تھی۔ ایک کار سے ایک عورت ماہر لہ۔ وہ خاصی نیشے میں تھی۔ کئی نفسانیں دونوں بائیں پھیلا کر کہہ رہی تھی۔

مشہور ماہرین نفسیات کی آرا پر مشتمل کتاب

مشہور ماہرین نفسیات کی آرا پر مشتمل کتاب

تجربے کا گارڈ۔

- اساس کتری سے کس طرح نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔
- کامیاب زندگی گزارنے کے اصول کیا ہیں۔
- کس آپ واقعی اساس کتری کا شکار بن سکتے ہیں۔
- یہ آپ کا خیال ہے۔ جو سکتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعے سے ہی آپ کا یہ احساس ختم ہو جائے۔

اسباب تدارک علاج

قیمت ڈالر ۱۰

ڈاکٹر شیخ ایچ

ظاہر ہوسکتا ہے

کتابت نفسیات پبلسٹری

یقین نہ ہو تو اس کے دماغ میں آکر دیکھ لو!

میں جانتا تھا یہ بات سنی ہے، اب میڈون کے دماغ پر قبضہ جانے والا تصدیق کے لیے ہائٹس کے پاس ضرور آئے گا۔ میں فوراً میڈون کے پاس آ گیا۔ اس کی زبان سے کہا، میں اب یہاں ہوں۔

میڈون نے میری مرضی کے مطابق یہ الفاظ ادا کیے تو میرے اندازے کی تصدیق ہو گئی، دشمن قیاسے کو بچانے کے لیے ہائٹس کے پاس گیا ہوا تھا۔ میں نے میڈون پر لوری طرح قبضہ جاکر کہا۔ اس عورت کو واپس تید خالے میں پھینچاؤ گے یا خود اسے مار ڈالو گے یا ایک ایک کر کے اپنے ساتھ لوں گی موت کا تاشا دیکھو گے؟

ایک ٹیلی فنی جاننے والے نے میڈون کو پھر اپنے قبضے میں لینا چاہا مگر ناکام ہو کر دوسرے ساتھی کے ذہنی بولڈنر ابا با صاحب کے ادارے میں ایک تم ہی نیاں خونی کرنے والے رہ گئے ہو اور ہم یہ اپنی طرح جلتے ہیں تم دھکی دو گے مگر ہم میں سے کسی کی جان نہیں لو گے اس قیاسے کو تباہ نہیں کرو گے!

میں چند ساتھیوں کے لیے میڈون کو چھوڑ کر ایک سنگین شخص کے دماغ میں گیا اس کے ہاتھ سے رائل کو اچھالا۔ پھر میڈون کے دماغ میں آ کر اس کے ذہنیے رائل کو پھینک لیا۔ اس کے بعد ایک ٹویھی نتائج کے بغیر اس سنگین شخص کو گولی مار دی۔ اس کے بعد کہا۔

”اب یقین ہو جائے گا کہ میں آکر نہیں ہوں۔“

ایک نے حیرانی سے پوچھا تو کون ہو تم؟

”تم لوگ حساب میں بہت کمزور ہو۔ ابا صاحب کے ادارے میں صرف ایک ہی ہتھی جانتے والے کو لگتے ہو کہ کیا روٹی کو بھول گئے سبھی کو چپ لگ گئی۔ انھیں روٹی سے رحمتی کی توقع نہیں تھی۔ پھر بھی ایک نے کہا ہم ہاتھ ہیں کہ تیرے ماٹرنے تمھارے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ کیا تم اس کا بدلہ ہم سے لو گی؟

میں نے کہا، ہمیں لوگ۔ میڈون کو واپس لے جاؤ!

اب چاک ایک طرف سے گولی چلی۔ میڈون کے ہاتھ میں گولی پھوٹ گئی۔ وہ افراندے اس کے دونوں بازوؤں کو گرفت میں لے لیا تاکہ میں اس کے ذہنیے کوئی ہتھیار استعمال نہ کر سکوں۔ میں نے کہا، میڈون اتم یہ تلشہ دیکھ رہی ہو۔ کیا تم یقین پتا ہے کہ تمھارا آخری وقت آچکا ہے؟

وہ گڑبگڑ کر بولی، روٹی اچھے چھانو مجھے اپنے پاس بلا لو میں باقی زندگی تمھارے قدموں میں گزار دوں گی!

میں روٹی نہیں ہوں!

پھر کون ہو؟

”خزاد علی تجورہ“

آں؟ وہ دہشت زدہ ہو کر بولی، نہیں۔ وہ مر چکا ہے۔ روٹی تو

میں نے تمھارا ساہل گھاڑا ہے۔ میں تمھاری مجرم ہوں۔ مگر یقین رکھو۔ مجھے آکر مارو۔

میں نے بات کاٹ کر کہا، میں مسوتی نہیں ہوں۔ یقین کر لیا مگر وہ فریاد اپنے خون کا حساب لینے آیا ہے۔

”نہیں یہ جھوٹ ہے، مردے زندہ نہیں ہوتے۔“

”زندہ مردے جو جاتے ہیں تم اسے ایک ناکس میری انتقام کا نذر بننے کے لیے زندہ تمہیں۔“

”تم کون ہو، مجھے بتاؤ تم کون ہو؟“

”کیا بتاؤں، بکنی یقین نہیں کرتا۔ میں اپنی طرح سمجھ گیا ہوں، آئندہ بھی کوئی میرے وجود کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لیے تمھارے لوگوں کو فریاد کی روح ہوں۔ جب تم میرا جی تو تمھاری روح تمھارے کی کوئی بھی جاننے والے کی روح بھی داخل نہیں کرنا سکتا۔“

میں نے ایک سنگین شخص کے دماغ میں آ کر کہا، تم تعداد میں ڈک ہو۔ میڈون کی طرح ایک کو تو باپوں کو گئے تو میں دوسرے تیر سے کے پاس پہنچتا رہوں گا۔“

یہ کہتے ہی میں نے قیاسے کے آن بریک میں اسکرین پر گولی چلائی تو اسکرین ترش گئی تو وہاں ایک سوراخ ہوا پھر سلسل نازنگ سے قیاسے کو لگانے لگا، کیونکہ وہ اسکرین سے تیز بوا میں اندازہ کرتی تھیں۔ ان میں سے کوئی خود کو سمجھتا تھا۔ میں پارتھا۔ سب ادھر سے ادھر لڑکتے جا رہے تھے۔

میں نے میڈون کے پاس آ کر کہا، دیکھو مرنے مرتے دیکھو، موت کیسے آتی ہے تم نے مجھے زندگی اور موت کے درمیان الٹا کیا دیا تھا۔ آج تمہیں زندگی اور موت کے درمیان پورے تھوڑی دیر بعد مر جاؤ گی میں چاہتا ہوں تم نہ مرنو۔ میری طرح زندہ رہ کر مردہ کسانو۔ دنیا میری طرح تمہیں بھی بھول نہ کرے۔ لیکن ایسا سب کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ مرنے صرف مجھے تاشا بنا رکھا ہے۔“

اب چاک ایک زور کا دھکا ہوا۔ پھر ستا گیا قیاسے قابل سے باہر ہو کر کسی نگر گیا تھا۔ وہاں کسی کے دماغ میں میرے لیے جگہ نہیں رہی تھی۔ میڈون ناکام رہا۔ میں تمھارا وجود مٹ چکا تھا۔

میں تھوڑی دیر تک اپنی کا میں خاموش بیٹھا۔ پھر اسے اشارت کر کے آگے بڑھا تے ہوئے پاس کی خبر لی۔ جتا پٹیلا پائٹل کے ایک اور ٹیلی ہتھی جانتے والے نے ایک اور اسٹرکٹریٹ پر کے پاس کو بھی اغوا کرنا چاہا تھا لیکن ٹیڑھی ایسی جنس والوں نے حراہ کرنے سے پہلے ہی پاسکل اور اسٹرکٹریٹ کر لیا تھا۔ جو یوں کا پتر اٹھیں تھے آپا تھا تے تباہ کر دیا گیا تھا۔

یہ معلومات ابا صاحب کے ادارے تک پہنچ گئی تھیں۔ شام تک یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ میڈون جس قیاسے میں جا رہی تھی وہ

ملی کی سرحد پار کرنے کے بعد تباہ ہو گیا تھا۔ سو فیصد سب کچھ کس رہی تھی۔ میڈون کی موت کا کسی کوافسوس نہیں تھا۔ یہ بات اطمینان بخش تھی کہ پاسکل یہ تصور قیدی تھا اور سو فیصد اپنے وعدے کے مطابق ناسے ہاک میں کے حوالے کر سکتی تھی۔

اور یہ میں نہیں چاہتا تھا۔ تین دن کے بعد میں نے اس سے رابطہ قائم کیا۔ پھر کہا، مجھے دماغ سے جھگڑنے سے پہلے جواب دو میڈون کا اغوا کرنے والوں کا قیاسے کیسے تباہ ہوا؟

”یہ تمھارا کام ہے تم دوں دوں کرنے میرے پاس آئے ہو؟“ میں صفا ہی پیش کرنے آیا ہوں۔ پہلے میں نے انھیں مجبور کیا تھا کہ وہ میڈون کو پکڑیں وہاں لے جائیں لیکن قیاسے میں بھی بھی جاننے والا تھا اسے یقین تھا کہ میڈون ناگو پھر ماٹرنے پہنچلے گا۔ میں دشمن کے محاذ پر ایک ٹیلی ہتھی جانتے والی کا اضافہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لہذا قیاسے کو تباہ کر دیا۔

”شباباش خوش ہوا اور جاؤ۔“

اس نے سانس روک لی۔ میں دماغ سے نکل آیا۔ اس وقت مجھے بہت عقہہ آ رہا تھا۔ اگر وہ سامنے ہوتی تو پٹائی شروع کر دیتا۔

میری جنت بھری کوششوں کی مدد ہو گئی تھی۔ میرے سر کی انتہا ہو چکی تھی۔ میں نے پھر ماٹرنے کی بات کو بڑھتے بڑھتے روک دیا تھا۔ مجھے پھر پھر کہہ رہا وہ اسان مان سکتی تھی۔ مجھے دماغ سے جھگڑنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی حال میں مجھ پر بھروسہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اور میں اپنی کوششوں سے مجبور تھا۔ غصے میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ سو فیصد تیرا اور وارڈ وغیرہ کو سزا دوں گا۔ انھیں آئندہ خطرات سے آگاہ نہیں کروں گا اور کسی بھی کی مدد نہیں کروں گا۔ میں ان کے خلاف کسی سوچ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ بس یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ ان سے دور رہوں اور شیخ محمد کو کوششیں کوئی درست ہوتی ہے۔

میں شام کو کراچی سے نکل کر میں اپہ وقت گزارنا چاہتا تھا۔ اسی وقت روٹی نے دماغ پر دستک دی۔ کوڈر ڈراڈا کے پھر کھول

”میں آئی ہوں دو رازہ کوہلو“

”میرے دماغ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔“

”دماغ کا نہیں کراچی کا دروازہ۔“

میں خوشی سے پھیل کر کھڑا ہو گیا۔ تیزی سے چلتا ہوا میری دونوں دروازے کھلا۔ پھر سے کمول رہا۔ وہ ہمارے پہلی بھتی ہوتی ہوئی طرح سرکار رہی تھی۔ ان لمحات میں اس کی عمر کا حساب میں کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اس کی بیٹھی زندگی کی طرح اس کی کھلی عمر بھی کم ہو گئی تھی۔ وہ کسی کی مان نہیں تھی۔ کسی کی جیڑی نہیں تھی۔ ابھی اسے ایک مرد کا پتلا پہنا بیارہنے والا تھا۔ میں نے دو رازے پر ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بازوؤں میں کھینچ لیا۔ وہ جہڑوں کی کیٹھن تان میں گھبر کر بولی۔ کوئی بیچہ

سے کسی کی یاد انہیں کرتے پیارا گل جا رہی رہتے ہیں سینہ وہ شرفی توڑ تھی۔ فطانتا شرمیل تھی۔ میں نے اس کے ساتھ اندر آ کر وہاں کو بند کر دیا۔ اسے چھینٹی کو لگانا چاہتا تھا لیکن اس کی فرسوت نہیں ملی وہ کہہ رہی تھی میں عین دن سے تمھاری صورت دیکھنے کو ترس رہی ہوں۔ سب شرمیں افسوس کے بدلے آئی تو علی گئی ساتھ تھا۔ اسے اندیشہ ہے کہ دشمن پھر مجھے اغوا کر سکتے ہیں۔

میں نے پوچھا، علی کہاں ہے؟

”ایک دیرپا شکل اسٹور میں اسے چھوڑ آئی ہوں۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ مجھے تنہا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ میں ایک ریڈیو کے پاس پہنچنے کے بدلے میڈون پر لورش گئی تھی پھر پھیلے دروازے سے نکل کر ایک ٹیکسی میں یہاں چلی آئی۔“

”میری جان اتم مجھے کتنا چاہتی ہو کہ تیرے سونے کے دمرے شینے“

میری بات پر کڑی نہ ہوئی۔ دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ کھلا۔ روٹی بیچہ مار کر میری آغوش سے نکل گئی۔ دو رازے پر علی تجورہ

کی طرف نظر آیا پھر اس سونے کے ساتھ دوسری طرف اٹھ گیا۔ روٹی دوڑتی ہوئی بیٹے کے راتے میں دیوار کی گئی۔ ابھی وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ کبھی کسی کوشش سے زوردار چھانکے سے ٹوٹا۔ پارٹ فضا میں آٹا ہوش سے کو تو تباہ ہوا۔ انداز میں فرسٹ پر سے اٹھ رہا تھا۔ اس کی لات میرے منہ پر پڑی۔ میں اٹھ کر پڑ گیا۔ اس نے گرج کر کہا، ابھی ماں کو تمھاری آغوش میں دیکھ کر ہم جڑان بیٹے شرم سے مر چاؤں گے یا تمہیں مار دوں گے۔“

میں نے پریشان ہو کر کہا، میرے پتھر تمھاری شرم اور غیرت پر مجھے ناز ہے۔ مگر میں گناہگار نہیں ہوں۔ تمھارا باپ ہوں۔ پیچھے سے علی تجورہ کا ایک زبردست ہاتھ میری گردن پر رازہ میں تھلا گیا۔ میں نے اسٹور روٹی سے کہا، تم میرے بیٹوں کو نوٹا دنا دو آج وہ دونوں فولاد میری ہڈیوں کا مرہ بنائے آگئے تھے۔ روٹی نے کہا، رک جاؤ۔ مجھے حال کتنے ہو تو ماں کو بے شرم نہ سمجھو۔ یہ تمھارا باپ ہے وہ بے چاری تو کو بھولی ہوئی تھی۔ اس کی زبان پر کوئی بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔ دونوں بیٹے دو اطراف سے مجھ پر حملے کر رہے تھے اور میں ان کے حملوں کو روکنا چاہتا تھا۔ اب بار میں ان کی گرفت میں آ گیا۔ دونوں نے مجھے اٹھا کر کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے شیشے سے باہر پھینک دیا۔ میں باہر لڑا، اگر گراؤں گا تو وہاں سو فیصد پھوٹتی ہوئی تھی وہ فریاد بولی، ذلیل انسان ہیں مجھے ہاتھ نہیں لگائی۔ تو نے نرا دل عزت پر ہاتھ ڈالنے کی حقاقت کی ہے۔ یہ دونوں بیٹے آج تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر مسلمان ہے تو ٹھہرے۔“

انتہا ہو گئی تھی۔ میں نے اپنی شناخت کرانے کے لیے اپنے عزیزوں اور خون کے رشتوں کی انتہا کر دی۔ برے وقتوں میں ان کے کام آتا رہا۔ انھیں دشمنوں کی ناقابل عبور سرحد یاد کرانی غیظ ناک تنظیموں کی سازشوں سے انھیں آگاہ کرنا رہا۔ ان کے ماستوں سے کانٹے مٹا کر تار بنا۔ اس کے باوجود انھوں نے مجھ سے نفرت کی۔ مجھے دھتکار دیا۔ اور انتہا یہ ہو گئی کہ دونوں نے مجھ پر ہاتھ اٹھا دیے تھے اور سونیا میری موت کو یقینی بنا کر مجھے کلمہ پڑھنے کا مشورہ دے رہی تھی۔

رسوئی دور تھی ہوتی کالج سے باہر آ کر میرے پاس پہنچ گئی تھی میں فریض پر گرا ہوا تھا۔ سامنے سونیا کھڑی ہوئی تھی اور دونوں بیٹے ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے نکل کر مجھے سار ڈالنے کے لیے آ رہے تھے۔ رسوئی مجھ سے لڑ کر روٹنے لگی۔ روٹنے روٹنے کہنے لگی "تم سب عقل کے اندھے ہو، اپنے خون کو نہیں پہچانتے ہو۔ اب اگر کسی نے ہاتھ لگایا تو میں اسے مار ڈالوں گی۔ جب تم دونوں باپ کو مار سکتے ہو تو میں بھی بیٹوں کو ہلاک کر سکتی ہوں؟"

پارس نے کہا "ماما! یہ بے حیائی ہے۔ ہمارے سامنے ایک اجنبی کو گلے نہ لگائیں۔ ورنہ ہم اپنی جان سے دیں گے؟"

علی تیمور نے کہا "جان دیں گے نہیں، اس کی جان لیں گے؟"

میں نے فریض پر سے اُٹھ کر رسوئی کو ایک طرف ہٹایا پھر اس سے کہا "آؤ سو لو کچھ لو۔ تمہارا مردان چھوڑوں گے اور مادام سونیا کے مقابلے میں کمزور نہیں ہے؟"

میں نے ایک طرف سے دوسری طرف جانے ہوئے کہا "جتنی دیر مٹا کتا رہا اتنی دیر محبت سے سمجھانے کے پھر میں مار کھاتا رہا۔ اب تم سے کسی کا ایک داؤ بھی نہیں چلے گا۔ تم لوگوں نے دانشوروں کی سب توجہ سیکھ لیا ہے۔ میرے بدترین دشمنوں کو بدترین شکست دیتے رہے ہو۔ لیکن میرے بچوں! ابھی تمہارے سینکے کے لیے بہت کچھ باقی ہے اور وہ تم ابھی سیکھو گے؟"

پارس نے کیا رنگی جھلائی۔ گفٹا میں اُٹھ رہا تھا۔ اس کی فلائنگ لگ ٹھیک میرے سینے پر گرنے والی تھی۔ میں پھرتی سے بیٹھ گیا تھا۔ میرے پیچھے سے اس کے لاک خالی گئی۔ اٹھنے سے وہ میرے دونوں بازوؤں میں آگیا۔

میں نے اسے سونیا کی طرف اچھا لہجہ خود اچھل پڑا کیونکہ علی تیمور نے فریض پر چھپتی ہوئی کھڑکی ہونی لالت چلائی تھی۔ میرے آچھلنے پر وہ خالی گھوم کر رہ گیا تھا۔ علی تیمور ہوتے نہیں تو حملہ کرنے والوں کو دفعہ آجاتا ہے۔ وہ جویش میں اور غیظ و غضب میں بڑھ بڑھ کر اندھاؤندہ حملے کرتے ہیں۔ لیکن دونوں بیٹے فوراً پُرسکون ہو گئے تھے۔ مجھ کو جارج رہے تھے۔ انھوں نے دو چار حملے بڑے اطمینان سے کیے۔ اس دوران مجھے کئی بار جوابی حملوں کا موقع ملا لیکن میں پھوٹوٹا دیتا رہا۔ اور ان سے کتار رہا "دیکھو، میں صرف دفاعی جنگ لڑ رہا ہوں کیوں کہ میں جگ نہیں چاہتا۔ محبت اور رشتے دار کی چاہتا ہوں؟"

سونیا ایک طرف کھڑی گری مٹھتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ رسوئی نے آؤ سو لو کچھ لے تھے۔ اس کے پیرے سے اطمینان جھجک رہا تھا کیوں کہ اب میں زخم نہیں کھا رہا تھا۔ جوائوں کے داؤ بیچ میں نہیں آ رہا تھا۔ میرے دونوں بیٹوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ میں کسی داؤ میں نہیں آؤں گا۔ انھوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ پھر ہنسنے انداز سے حملے شروع کیے۔ یعنی دونوں بیک وقت مختلف سمتوں سے آئے۔ اگر میں ایک سے بچتا تو دوسرے سے لازمی طور پر مار کھاتا۔ ان کی بے تدبیرا چھی تھی۔ گریب کے یہ تدبیر باپ بنا آ رہے تھے۔ میں ایک جگہ رہتا تو یقیناً ایک سے بچتا اور دوسرے سے مار کھاتا۔ لیکن میں بیٹیم زون میں ادھر سے ادھر چلا جاتا تھا۔ وہ مجھے ایک ہی خانہ پر نہ پا کر پھر بیک وقت حملہ کرتے تھے اس کے ساتھ ہی میں پھر جگہ بدل دیتا تھا۔

پھر میں نے دوسری چال چلی۔ جگہ بدلنے ہی کبھی پارس کے قریب آؤ۔۔۔ علی تیمور سے دور جانے لگا اور کبھی پارس سے دور اور علی تیمور کے قریب آئے۔ اس طرح میں جس کے قریب ہوتا وہی حملہ کر پاتا تھا۔ دوسرے کو میرے قریب آنے میں وقت لگتا تھا۔ یوں وہ دونوں اپنی پلاننگ کے مطابق توجہ پر بیک وقت حملہ نہ کر سکے۔ آخر پارس نے کہا "ہم مان گئے تم کچھ شیطاں ہو۔ بیڑی مٹھائی ہے بچتے جا رہے ہو؟"

میں نے کہا "یا کر دو! اٹھو روکنے ایسے وقت کی سیکھا ہے؟"

علی تیمور نے ریلو اور سے میرا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "ہاسٹرنے کھسا ہے کہ مقابل ہماری طرح فولادی ہاتھ شاطر بھال پر حملے کا کام ہوتے ہیں تو وقت ضائع نہ کرو۔ اگر وہ دھتکا کے قابل ہے تو دوست بنا لو۔ اگر وہ بدترین دشمن ہے تو اسے گولی مار دو؟"

میں جانتا تھا میرے غیرت مند بیٹے اپنی ماں کے ذریعے آنے والے اجنبی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ سمجھتے ہوئے میں نے کیا رنگی جھلائی۔ گفٹا میں فلا بازی کھاتا ہوا رسوئی کے پاس آیا پھر اسے پکڑ کر اپنے آگے ڈھال جاتے ہوئے گفٹا کے اندر جانے لگا۔ نیاں خوانی کے ذریعے رسوئی کو سمجھا دیا کہ وہ دکھاوے کے لیے اس کا دشمن بن جاؤں تو وہ بڑا دشمن ہے۔

وہ بولی "میں کبھی بارہا نہیں سناؤں گی تم کسی طرح جیسا ٹھیک کر رہا ہے۔ چلے جاؤ۔ ہم بعد میں کہیں ملیں گے؟"

علی تیمور نے کہا "ماما! اس کی زدوں دیکھیں یہ آپ کو ڈھال بنا رہا ہے تاکہ گولی آپ کو لگ جائے؟"

وہ بولی "اچھا ہے مجھے گولی لگ جائے۔ ایسی زندگی سے نجات حاصل ہو جائے۔ نہ بچنے میرے میں نہ شوہر میرے میں۔ میں خود بھول گئی ہوں کہ میرا کون ہے؟"

میں ان باتوں کے دوران کالج کے اندر جانا چاہتا تھا۔ سونیا نے کہا "ٹھہرو، اندر کہیں تم نے ریلو اور دفتر دکھا، جو کار رسوئی کی اڑنے کے وہاں تک جاؤ گے پھر ریلو اور کے جواب میں ریلو اور پکڑ لو گے۔ مگر فائدہ کیا ہوگا؟ تم اس ریلو اور سے کسے گولی مارو گے؟"

میں رسوئی کے ساتھ ایک جگہ ٹک گیا۔ دونوں بیٹے کچھ فاصلے پر تھے۔ پارس کھڑکی کے پاس تھا۔ اس کا راز وہ سمجھ میں آ گیا تھا جیسے ہی میں کالج کے اندر جانا وہ مجھ سے پہلے کھڑکی کے راستے وہاں پہنچ جاتا۔ میں نے کہا "سونیا! تم نے بہت اہم سوال کیا ہے۔ ریلو اور سے ہاتھ میں ہو تو میں کسے گولی ماروں گا؟ تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو۔ رسوئی میری شریک حیات ہے۔ پارس اور علی تیمور میرا خون ہیں۔ میرے دل کی دھڑکنیں ہیں۔ میں کسے گولی ماروں گا؟ کسی کو نہیں، کسی کو نہیں جن کے لیے جان کی بازی لگانا ہوں ان کی جان کیسے لے سکتا ہوں۔ مگر ان کے جسم میری جان لو گے۔ شاید قدرت کو یہ منظور ہے۔ اٹھ رہے نہ مار سکی میرے اپنے مجھے مار ڈالیں گے؟"

علی تیمور نے کہا "تم اپنی غلطی کرنے سے ہمیں پیش

دلا رہے ہو۔ کیا اپنی غلطی سمجھ میں نہیں آتی؟"

وہاں ہی بیٹھنے اور نہ بچنے کا پیرے میں تم سب کو اپنا سمجھ رہا ہوں، تم نہیں سمجھ رہے ہو۔ تمہاری یہ بات درست ہے کہ مردہ اپنی قبر سے کبھی واپس نہیں آتا۔ لیکن کروڑوں کبھی قبر میں نہیں گیا۔ البتہ عارضی موت سے دو چار ہوا تھا۔ پھر موت سے لڑتا ہوا زندگی کی طرف لوٹ آیا؟"

علی تیمور نے سونیا سے کہا "اوہ ماما! یہ پھر وہی جو اس فریض کر رہا ہے؟"

سونیا نے مجھ سے کہا "تمہارے کاغذات کے مطابق، تارا نام برائے وولف ہے۔ لیکن تم فراد کے کلمے پر یقین ہو ویسے اچھی تمہارے لڑنے کے انداز نے مجھے چونکا دیا ہے۔ دو چار دشمنوں کے درمیان لڑنے کا یہ تجربہ اور اسٹائل صرف فراد کا ہے۔ وہ کسی سے ایک چوٹ کھائے بغیر دشمنوں کو تھکا مارتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ تو یہی عمل کرنے والا کون ہے جس نے تمہارے داغ میں فراد کے لڑنے کا ہنر اور اسٹائل بھی نقش کر لیا ہے؟"

میں نے کہا "اسی پہلو سے سوچو۔ یہ تو یہی عمل کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ فراد کی زندگی کا باریک سے باریک پہلو مجھ میں نقش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بالکل ہی ناممکن ہے۔ تم فراد کی زندگی کی کوئی دھبی چھپی بات مجھ سے پوچھو۔ چھٹی اپنی یادداشت میرا زہن ہے میں کبھی کوئی بات نہیں جھوٹا۔ مجھے آؤ، ہاؤ، بار بار آؤ، آؤ؟"

وہ مجھے چند لمحوں تک سوچتی ہوئی نظروں سے دھکتی رہی پھر بولی "اچھی بات ہے میرے ساتھ آؤ؟"

وہ کالج کے کارڈن کی طرف جانے کے لیے لڑ گئی۔ میں نے کہا "سونیا! میں تمہاری جاؤں کو توجہ سمجھتا ہوں۔ میں رسوئی کو چھوڑ کر یہاں سے ہوں گا اور دھرے علی تیمور مجھے گولی مارنے کا؟"

وہ طنز یہ انداز میں بولی "تم کیا سمجھتے ہو، میں اتنی دیر تک اپنے بیٹوں سے لڑنے کا موقع کیوں دے رہی تھی؟"

وہاں تم میرے ہنر اور اسٹائل کو سمجھ رہی تھیں؟"

میں کہا "تم سمجھتے ہو، میں اس کا ایک حملہ کروں تو تمہارا بچ نکلن صحن ہوگا؟"

نہاں تو قیامت ہو، تمہارے کہنے کے بعد پھر کوئی قیامت نہیں آتی کیونکہ تم نے ہی سمجھ لیا تھا کہ تمہارا بھی کوئی

داؤ نہیں چلے گا بھیرو! وہ مقدمہ لگانے لگی۔ اپنے قہقروں سے میل ملاپ اڑانے لگی۔ میں نے کہا: اس کا مطلب ہے تم اس دوران میرے خلاف کوئی جال میں گئی ہو؟

”میں نے کوئی جال نہیں چلی کوئی حملہ نہیں کیا ہے اور میرا اصول ہے کہ میں مقابلہ کرنے میں دقت ضائع نہیں کرتی۔ اتنا دقت اس لیے ضائع ہوا کہ فریاد کا ایشال اپنا کر مجھے حیران کر رہے تھے۔ اب کو تو میں پک چھپتے ہی تمہیں فریاد کر لوں“

میں نے اسے سوچتی ہوئی نظر دوس سے دیکھا پھر کہا۔ ”میں تین دن سے اس کا بیج نہیں ہوں تمہیں میرے خلاف جال بچانے کے کافی موانع حاصل ہوئے ہیں“

اب عقل آئی ہے۔ اول تو میرے دونوں بیٹے تھیں یہاں سے جاتے نہیں دیں گے۔ اگر کسی طرح بچ چکے گے تو میرے ہاتھوں زخمی ہو جائے گا یا پھر اس شہر کی پولیس تمہیں اس علاقے سے باہر جانے نہیں دے گی“

”تم دقت ضائع نہیں کرتی ہو۔ پھر اپنے تھکنے ٹکڑے سے مجھے لڑھی کیوں نہیں کیا؟“

”ہم تمہیں زندہ رکھنا چاہتے ہیں تم یہاں نہیں، پاگل خانے میں“

میں نے ہنستے ہوئے علی تیمور کے رول اور کی طرف اشارہ کیا پھر پوچھا: کیا مجھے کوئی مارکر پاگل خانے بھیجا جائے گا؟ علی تیمور نے کہا: ”ماں کا حکم تھا کہ رول اور خالی رکھا جائے“

یہ کہہ کر اس نے ٹرچ روایا۔ کھٹ کی آواز آئی ٹولی نہیں چلی اس نے رول اور کو جریب آپ رکھ لیا۔ سونیا نے کہا: ”جب تم نے یہ کالچ کر کے بری حاصل کیا تو اسے اندر رہا ہے اچھی طرح دیکھنا مطمئن ہو گئے۔ یہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے تمہیں نقصان پہنچا پھر تم ہم سے ملنے یا با صاحب کے ادارے میں آئے۔ میں نے جان لوچھ کر تمہیں ایک رات کے لیے وہاں روک لیا۔ اور فرانسسی جاسوس یہاں خفیہ ٹیم اور کیمبرے نصب کرتے رہے۔ تمہاری دونوں کی آڈیو اور ویڈیو رول اور پرٹ حاصل ہو چکی ہے جسے میں انٹیلی جنس کے دفتر میں جا کر دیکھوں گی، ابھی یہاں جو کچھ پور ہا ہے یہ سب کچھ دوسری طرف دیکھا جاتا رہا ہے“

”میں سمجھ گیا کہ یہاں سے بچ کر نہیں جاسکوں گا۔ چوں کہ تم لوگوں سے بہت سی ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں

جس کا تعلق صرف مجھ سے اور تم سے ہے اور یہ آج کوئی تیسرا شخص نہیں جانتا ہے“

میری بات ختم ہوتے ہی پولیس کی گاڑیاں آئیں کھنکھنے ہی سہی ہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ان کے ساتھ آنے والے دو افسروں نے سونیا کے سامنے آکر ادب سے پوچھا: کیا اسے تھکنے لگائی جائے؟

دوسرے افسر نے کہا: ”یہ آسانی سے ہمارے ساتھ نہیں جائے گا“

میں نے کہا: ”سونیا! انہیں سمجھا دو کوئی مجھے ڈنڈا تسلیم کرے یا نہ کرے فریاد کے ہاتھوں میں آج تک کوئی تھکنے کی نہیں ڈال سکا۔ یہ جیسا کہ نام لیں گے۔ یہ اپنی مرضی سے ان کے ساتھ اس شرط پر جاؤں گا کہ پینٹے تمہارے تنہائی میں لٹکنو کر دو گی“

وہ افسران سے بولی: ”آپ لوگ کون سے ڈیپارٹمنٹ میں آرام سے بیٹھیں۔ میں اس کی شرط پوری کر رہی ہوں۔ اسے تھکنے کی کوشش میں بات بڑھا کر اسے باہر نہیں دے سکتے۔“

وہ میرے قریب آئی پھر بولی: ”اندر چلو“

میں نے خیال خواتی کے ذریعے رسوئی سے کہا: ”پٹرول کو سمجھانے کی کوشش کرو۔ میں ابھی آؤں گا“

میں سونیا کے ساتھ چلتا ہوا کالچ کے ڈرائیور سے گزر کر اپنے ریڈ روم میں آیا پھر بولا: ”تمہیں اعتراض نہ ہو تو دروازہ بند کر دوں“

اس نے خود دروازے کو اندر سے بند کر کے ہونے کہا: ”اگر کوئی مدد سے گزے تو میں اس کی خواب گاہ میں ہمیشہ کے لیے اسے ملا دوں گی“

وہ ایک صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا: ”یہ ہمارے ہتھیارے ریکارڈوں میں ہے کہ ہماری پہلی ملاقات باہر میں ہوئی تھی مگر یہ سونیا کے کسی ملک کے کسی خطرناک تنظیم کے ریکارڈوں میں نہیں ہے کہ ہم نے تنہائی میں کس طرح رکھیں اور سنگین لحاظ گزارے ہیں“

”بے شک تمہارے فریاد کے ساتھ اتھانہ رازداری سے جو لمحات گزارے ہیں، وہ کوئی نہیں جانتا۔ تم بھی نہیں جان سکتے“

”اور میں تو کیا دنیا کا کوئی بھی خیال خواتی کرنے والا تمہارے دماغ میں چھپے ہوئے چور خیالات نہیں چھپ سکتا“

”ہاں کوئی نہیں پڑھ سکتا بلکہ اجازت کے بغیر میرے دماغ میں بھی نہیں آسکتا۔ اب میری اور فریاد کی وہ باتیں بناؤ جو آف دی ریکارڈوں میں“

میں نے تیارا شروع کیا۔ جب میں نے پہلی بار اس کا دل بیت لیا تھا اور ہم نے محبت میں صبح سے شام اور شام سے صبح کر دی تھی۔ پیار کی رنگینوں اور جذبات کی سنگینوں میں اس کا ایک خاص انداز ہوتا تھا بڑی ہوشیار اور آدائیں ہوتی تھیں جو دوسری عورتوں سے بالکل مختلف ہوا کرتی تھیں۔

اس نے جو پک کر مجھے دیکھا، پھر صوفے پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی کچھ حیران تھی اور کچھ حیا کا اظہار تھا کہ پیر کا رنگ بدل گیا تھا۔ رخسار سرخ ہو چکے تھے اور وہ ایک بار جو پک کر مجھے دیکھنے کے بعد نظریں نیچا رہی تھی، مگر اب مجھے فریاد تسلیم کر سکتی تھی نظریں دھجراتی بھلا اپنے مرد سے کلہ کی شرم، لیکن اب بھی نیکہ نہیں ہوا تھا کہ میں اپنا ہی مرد ہوں۔

میں نے مزید ملاقاتوں کا ذکر کیا۔ ایسی ملاقاتوں کا ذکر جنہیں شاعری میں ملاقات نہیں، وصال یا رکھتے ہیں۔ پیار کے نشے میں وہ چند مخصوص جذباتی فقرے ادا کرتی تھیں جنہیں صرف میں سنتا تھا۔ دنیا کا کوئی خیال خواتی کرنے والا اس کے دماغ میں کھس کر ایسی باتیں معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ جب میں نے ایک ایک کر کے وہ فقرے سنائے تو وہ ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی، شرم اور غصے سے وہ سرخ ہو رہی تھی۔ وہ شیرینی کی طرح غمزاتے ہوئے بولی: ”میرے رازوں تک پہنچنے والا اس کر کے سے زندہ نہیں جاتے۔ کلام کون ہو؟ کیا کالا جاو جگتے ہو؟“

”سونیا! یہ سوال کرنے سے پہلے مت بھولو کہ باا فریاد واسطی مرحوم اور دیگر بزرگان دین کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ کوئی خطرناک سے خطرناک کالا عمل کرنے والا بھی تم پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پھر مجھے جلد کر لوں سمجھتی ہو میں فریاد ہوں“

”میں کیسے مان لوں۔ میری آنکھوں کے سامنے فریاد کو سپرد و خاک کیا گیا۔ وہاں شیخ الفارس مرحوم ہی موجود تھے۔ اگر میں دماغی کر لوں کہ فریاد کی ڈمی کو دفن کیا گیا تھا اور تمہیں چور راستے سے کسی دوسری جگہ بنیاد یا لگایا تھا تو ایسا، شیخ الفارس مرحوم کی اجازت کے بغیر ناممکن ہوتا۔ اگر یہ کوئی کے کہ شیخ الفارس مرحوم تمہارے رازدار تھے تو میں تسلیم

نہیں کروں گی کیوں کہ مرحوم نے آج تک کوئی راز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ اور تمہاری کوئی بات وہ مجھ سے چھپا نہیں سکتے تھے۔ ان حقائق کے پیش نظر تم فریاد کیسے ہو سکتے ہو؟“

میں نے کہا: ”میرے ہونے نہ ہونے کے درمیان شیخ الفارس مرحوم کی خاموشی ہے۔ ان کی خاموشی نے مجھے گھبرا کر رکھا ہے نہ گھٹا کا۔ تم تسلیم کر لو کہ انہوں نے کسی مصیبت سے خاموشی اختیار کی تھی“

”میں کیوں تسلیم کروں جب تم انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا؟“

”تو پھر تمہیں ماننا پڑے گا کہ میں تمہاری تمہاٹیوں کا لالہ زلف فریاد علی تیمور ہوں“

وہ بڑی طرح الجھتی تھی غصتہ بھول گئی تھی میری جو باتیں آف دی ریکارڈ تھیں انہوں نے آٹھ بیچ میں ڈال دیا تھا اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی تھی کہ یہ باتیں صرف اس کا فریاد ہی بنا سکتا ہے۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اور سوچتی ہوئی دروازے تک گئی پھر اس کا لاک ہٹا دیا۔ میں نے اٹھ کر پوچھا: ”کیا ہوا؟ کیوں جاری ہو؟“

وہ ایک گہری سانس نے کر بولی: ”میں زندگی میں پہلی بار میلان چھوڑ رہی ہوں۔ تمہارے بارے میں جو انہیں ہے، اسے دور کرنے کے بعد ہی تمہارا سامنا کروں گی“

اس نے دروازہ کھولا۔ میں اس کے پیچھے کرے سے باہر آیا۔

رسوئی، یارس اور علی تیمور یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں نے سونیا کو اپنی باتوں سے مطمئن کیا ہے یا نہیں؟ وہاں پولیس افسران بھی تھے۔ وہ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک افسر نے بولی: ”اس کا بیج میں اس کی جو خفیہ فلم رپورٹ تیار کی گئی ہے وہ میں ابھی دیکھوں گی“

یارس اور علی تیمور نے سونیا کو دو طرف سے پکڑا پھر اسے ایک طرف لے جا کر بولے: ”مما! آپ کا مزاج کچھ بدلا ہوا ہے۔ آپ اس کے ساتھ کسے میں نہیں تو اس کی دشمن تھیں۔ اب دشمن نہیں لگ رہی ہیں“

وہاں میرے دل میں پہلی سی سی دشمنی نہیں ہے مگر دوستی بھی نہیں ہے۔ اس شخص نے حیران کر دیا ہے۔ گزشتے دنوں کی ایسی باتیں بتا رہے ہیں کہ علم کسی قبلی پیتی

جانے ولے کو بھی نہیں ہو سکتا۔

علی تیمور نے کہا: ”یہ کوئی بھی ہو۔ اسے پولیس کے حراست میں رہنا چاہیے۔ اگر آزاد رہے گا اور میری ماں کے قریب آئے گا تو اس بار مقابلہ کرنے میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اسے فوراً کوئی مار دوں گا۔“

یارس نے کہا: ”علی! اسے سلاخوں کے پیچھے قید کر دو گے تو سزا مل نہیں ہوگا۔ ماما ماما بیٹی کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کریں گی۔ یہ دونوں بیٹی بیٹی کے ذریعے قید کو رہائی میں بدل دیں گے۔“

سونیا نے کہا: ”تم دونوں کو سمجھا رہی ہوں، اپنے دلوں سے جو خوش اور جذبات نکال کر حالات کو سمجھو یہ شخص نانا سے فیصد خود کو فریاد ثابت کر چکا ہے۔ یہ صرف ایک فیصد کٹشک رہا ہے۔“

علی تیمور نے کہا: ”کھٹکنے کی بات ہے۔ میں نے پایا کہ اپنے ہاتھوں سے قبر میں لٹایا تھا۔“

”میں بھی وہاں موجود تھی۔ اس کے باوجود یہ سوچنے اور سمجھنے کی گنجائش ہے کہ کس لاش کو ہم نے سپرد خاک کیا وہ تمہارے یا باپ کی ڈبی ہو سکتی ہے۔ شیخ القاسم مرحوم نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ میرا سٹر اور ماسک میں بڑے زبردست حملے کرنے والے ہیں۔ وہ تمہارے بیمار

بابا کو باا صاحب کے ادارے سے بھی نکال کر لے جا تے ہیں۔ جیسا کہ بعد میں وہ رسوئی اور جو جو کولے گئے تھے۔ اگر شیخ مرحوم ساری دنیا کے اور تمہارے جیسے خون کے رشتوں کے سامنے بھی فریاد کی موت کا ڈراما پلے نہ کرتے تو دشمن ان پر کاردی ضرب لگاتے۔“

یارس نے پوچھا: ”ممتا! آپ اس پبلوسے اس گفتگو کر رہی ہیں۔ پہلے آپ نے ایسا کیوں نہیں سوچا تھا؟“

”اس لیے کہ شیخ مرحوم مجھ سے کوئی ناز نہیں چھپاتے تھے۔ وہ تمہارے بابا کو چور راستے سے کسی دوسری جگہ پہنچاتے تو مجھے اپنے مفروضوں میں ضرور شریک کہتے۔“

”میں بھی یہ پختہ یقین ہے کہ آپ سے کوئی بات چھپائی نہیں جاتی ہے۔ شیخ مرحوم نے ایسا کوئی ڈراما پلے نہیں کیا ہے۔“

”یہ بھی تو سوچو، انھوں نے کسی مصلحت کی بنا پر ایسا کیا ہو، اس شخص کا بیان ہے کہ شیخ مرحوم نے اسے دنیا سے ہٹا کر بلکہ دنیا سے ہٹا کر صرف دین کے راستے پر لگانے کی کوشش کی تھی۔ یہ بات کچھ اہمیت رکھتی ہے۔“

”اوہ ماما! آپ اس کی باتوں سے قائل ہو رہی ہیں وہ نہیں بیٹے! میں آسانی سے قائل نہیں ہوں گی کبھی اس کی مزید اسٹڈی کروں گی۔ اس سلسلے میں اس کی سٹلم رپورٹ اہم ہے۔“

وہ یارس اور علی تیمور سے ڈرائنگ روم کے ایک گوشے میں باتیں کر رہی تھی۔ دوسری طرف رسوئی نے میرے یارس کو پوچھا: ”ایا تم نے سونیا کو قائل کر لیا ہے؟“

”میرا خیال ہے، اُسے اپنی حمایت میں سوچنے اور غور کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ شیخ مرحوم نے میری موت کا یقین اس قدر پختہ کر دیا تھا کہ میرے اپنے بھی ٹھنڈے تسلیم نہیں کریں گے پھر بھی میں حوصلہ نہیں ہاروں گا۔۔۔ انھیں جلد ہی میری اصلیت تسلیم کرنا ہوگا۔“

”کوئی کرے یا نہ کرے! میں انھیں دل و جان سے مانتی ہوں۔“

پھر اس نے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”علی! اگر مجھے ماں کہتے ہو اور میری انسٹلٹ نہیں کرنا چاہتے تو فریاد کو گرفتار نہ ہونے دو۔ ورنہ میں باا صاحب کے ادارے میں رہنے سے انکار کر دوں گی۔“

علی نے پریشان ہو کر کہنے کے لیے مڑ کھولا: ”ماما!۔۔۔ اس سے پہلے ہی میں نے سخت لیجھ میں کہا۔“

”رسوئی! ایسی چھٹی نہ دو۔ تم ہر حال میں وہاں رہو گی۔ وہاں تمہارا علاج جتنی توجیہ سے ہو رہا ہے، اُس کے نتیجے میں جلد ہی تمہاری بااداشت واپس آجائے گی۔“

”مجھے بااداشت کی ضرورت نہیں ہے میں تمہاری گرفتاری برداشت نہیں کروں گی۔“

سونیا نے کہا: ”رسوئی! اسے گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ تم یارس اور علی کے ساتھ ادارے میں واپس جاؤ۔“

رسوئی نے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا: ”جب سونیا کہہ رہی ہے تو مجھے گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ تم ڈر جا کر بھی اسے اطمینان کے لیے بیٹی بیٹی کے ذریعے میری خیریت معلوم کر سکتی ہو۔“

”اچھی بات ہے، تم کہتے ہو تو میں اپنے بیٹوں کے ساتھ علی جاؤں گی۔ مگر جانے سے پہلے تنہائی میں کچھ باتیں کروں گی۔“

”تو عیارات بگڑ جائے گی۔ میں بگاڑنا نہیں بنا نا چاہیے۔“

یارس نے علی تیمور سے کہا: ”تم ماما کو ساتھ لے جاؤ۔ میں مار سے لٹنے اسپتال جا رہا ہوں۔“

وہ جیلا آیا۔ رسوئی سر جھکا کر علی تیمور کے ساتھ باہر جاتے ہوئے سوچ کے ذریعے بولی: ”میں ہمیشہ تمہارے دماغ میں آتی جاتی رہوں گی۔ تم بھی آتے رہو گے نا؟“

یوں ہے کہ ہم خیال خوانی کے ذریعے ہمیشہ ملتے ہیں لیکن اس کا ایک نقصان وہ پہلو ہے کہ تم میرے دماغ میں دیر تک رہو گی تو کوئی خیال خوانی جاننے والا دشمن چھبک کر ہماری باتیں سنے گا۔ مجھے اپنے دماغ میں اس کی موجودگی کا علم نہیں ہوگا۔ اسی طرح میں تمہارے دماغ میں دیر تک رہوں گا تو تمہیں بھی پلانی سوچ کے لہروں کا احساس نہیں ہوگا۔“

”ہاں، یہ درست ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے آیا کروں گی۔“

”اب تم آدھے گھنٹے بعد میری خیریت معلوم کرنا پھر چار یا چھ گھنٹے بعد آنا۔“

”اتنی دیر میں آنے کے لیے کہہ رہے ہو کیا مجھ سے محبت نہیں ہے؟“

”میرے دماغ کی گراہوں میں اگر کوئی میری محبت کا یقین کر سکتی ہو۔ میں دیر سے آنے کے لیے اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ میری دوسری مصروفیات بھی ہیں۔ میں تمہارے امد اپنے بیٹوں کے دشمنوں پر نظر رکھنا چاہتا ہوں۔“

وہ قائل ہو گئی۔ اس سے رابطہ ختم ہو گیا۔ سونیا نے توجیہ سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے اُسے دیکھا تو وہ بولی: ”رسوئی سے باتیں ہو رہی تھیں؟“

”ہاں میں اُسے سمجھا رہا تھا کہ دلوانی نقصان سے بچنا ہی ہے۔ محبت میں نامل رہنا چاہیے۔ اگر وہ خیال خوانی کے ذریعے مسلسل میرے دماغ میں رہے گی تو دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو چھپ کر ہماری باتیں سننے کا موقع ملتا رہے گا۔“

ہوں گا۔ لیکن کوئی ناگمانی مصیبت آئے گی اور وہ مصیبت مجھے باہر رکھنے پر مجبور کرے گی تو میں اپنے وعدے پر قائم نہیں رہ سکوں گا۔“

”مجھوڑی میں تم باہر جا سکتے ہو۔“

”تمہیں کیسے یقین دلاؤں گا کہ میں واقعی مجبور ہو گیا تھا؟ بہتر ہے مجھ پر پابندی عائد نہ کر لو اور آنا بتا دو کہ ہماری ملاقات اب کمال ہوئی اور کب ہوگی میں ٹھیک اُس کے وقت وہاں پہنچ جاؤں گا۔“

”میں ایک گھنٹے بعد فون کروں گی۔“

وہ پولیس انسران کے ساتھ علی گئی۔ میں کالینج میں تنہا رہ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مجھے دل سے فریاد تسلیم کر چکی ہے۔ صرف دماغ کو کسی بیٹوں شہوت کے ذریعے قائل کرنا چاہتی ہے۔ اب وہ کیسے قائل کرے گی یہ ایک گھنٹے بعد ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

تنہائی میں وقت گزارنے کے لیے اور بہت سی مصروفیات تھیں۔ رشلی پاسکل بوباکے دماغ میں جا کر اس کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ سونیا نے ایک بار کہا تھا مجھے پاسکل بوباکار اول آدا کرنے کے لیے ماسکوجانا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے پاسکل کے بہت سے رازوں کا علم مجھے ہونا چاہیے تھا۔

میں سوسائٹیز پر توجیہ عمل کرنے کے بعد صرف ایک بار اس کے دماغ میں گیا تھا۔ آدرا اس کے پاس گئی بار جا چکا تھا۔ میں سوسائٹ اور جرنل گراٹھ کے مزید واقعات بعد ہی بیان کروں گا۔ اس سے پہلے پاسکل بوباکا خیرینا علیجیے آئیے وہاں چلتے ہیں۔

وہ زبردستی قید خانے میں تھا۔ اوپر فوجیوں کا سخت پیرا تھا لیکن بیٹی بیٹی پر سے اور باندیوں کی فولادی دیواریں توڑ کر نکل جاتی ہے جیسا کہ بیٹی بیٹی جاننے والے دشمن اسی زبردستی قید خانے سے فوجیوں کا پیرا توڑ کر نکلنا کو لے گئے تھے۔ وہ میڈیٹا جس نے مجھے جان سے مار ڈالنے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ وہ میرے ہاتھوں ماری گئی تھی۔ اسے اغوا کرنے والے ناکام ہو گئے تھے اور وہ ناکامی سپر مارٹر کے حصے میں آئی تھی۔

بہر حال میں پاسکل کے دماغ میں پہچا۔ اتفاق سے صبح وقت پر پہچا۔ اس کے دماغ میں کوئی ٹکڑا تھا یا اسکا یقین کرو تمہارے ماسک میں اور ہمارے سپر مارٹر کے درمیان ایک جھوٹا ہو گیا ہے۔ ہم تمہیں اس قید سے نکال کر لے

”ہم تمہیں اس قید سے نکال کر لے

جائیں گے۔ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو۔
 پاسکل بڑھانے پوچھا۔ "میں کیسے تعاون کر سکتا ہوں؟"
 "تم راضی خوشی تو میری عمل کے لیے تیار ہو جاؤ۔"
 "اس سے کیا ہو گا؟"

"یہ ہو گا کہ میں تمہارے دماغ میں چھپ کر رہوں گا
 اگر سوننا تمہارے ماسک میں سے فراڈ کرے گی۔ تمہاری جگہ
 کسی ڈبی پاسکل کو ماسکوروانہ کرے گی تو میں اس کا سناؤ
 ظاہر کر دوں گا۔"

"تم تو میری عمل کے لیے مجھ سے اجازت کیوں حاصل
 کر رہے ہو؟ میں ابھی بیمار ہوں۔ جس طرح میرے دماغ میں
 آگے ہر اس طرح تو میری عمل بھی کر سکتے ہو۔"

"میں نے کوشش کی تھی۔ پچھلی رات تم سو رہے تھے۔
 میں نے تمہارے خوابہ دماغ کی گہرائی میں انٹرکولم کیا
 ہے تمہارا دماغ پہلے ہی کسی عمل سے کھلا ہوا ہے۔ ظاہر
 ہے ہمارے دشمنوں کے پاس ایک ہی خیال خواتی کرنے
 والا آرمر رہ گیا ہے۔ آئیے تمہارے دماغ میں گرہ لگائی ہے
 اسی لیے میں تمہیں خوابہ حالت میں اپنا ماسکل نہیں بنا سکا
 اگر تم ہوش و حواس میں رہ کر خود کو میرے حوالے کرنے پر راضی
 ہو جاؤ تو میں تو میری عمل کر کے آرمر کے عمل کے اثرات کو ختم کر
 دوں گا۔"

"میں اس عمل کے لیے خود کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں
 لیکن اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ میرے ماسک میں نے تم
 لوگوں سے سمجھو کیا کیا ہے؟"
 "اس بات کا ثبوت تمہیں ماسکو ہینچ کر ملے گا۔"

"تم مجھے ٹریپ کر کے نیویارک پہنچا دو گے تو میں
 تمہارا کیا کچاڑوں گا؟"

"میں پہلے ہی سمجھتا تھا تم مجھ پر بھروسہ نہیں کرو گے
 تم اپنی جگہ درست ہو۔ لیکن میں تمہاری جگہ ہوتا تو دوسرے
 پہلو سے سوچتا کہ اس کا لکھنؤ میں بی بی کی زندگی سے
 تمہارے گزارتے مرنے سے بہتر ہے کہ باہر نکلنے کا کوئی
 بھی سہلا قبول کیا جائے۔"

"بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔ اگر دشمن میرے
 ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھنے سے رہائی دلائے تو میں ہا ہوتے
 کے بعد اپنے ہاتھ پاؤں کھولنے اور اس مدد کرنے والے دشمن سے
 بھی نہات حاصل کرنے کا راستہ نکال لوں گا۔ لیکن ہاتھ پاؤں
 کے باندھے دماغ کو دشمن کی ہتھی میں دسے دوں گا تو تمہیں
 سے گر کر کھجور میں لٹک جاؤں گا۔"

یہی تم اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ میں دشمن ہوتا تو تمہارے
 دماغ میں زلزلے بیدار کرنا شروع کر دیتا۔
 "جب میرا شمارا ہو گا اور تمہاری ناکامی یقینی ہو
 جائے گی تو تم ضرور دماغی جھٹکے پہنچاؤ گے۔"

"میں نے پاسکل کے دماغ میں بولنے والے کی آواز اور
 لہجے کو گرفت میں لے لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ خیال خواتی کرنے
 والا سانس روک لیتا ہو گا۔ لیکن اتفاقاً کامیابی ہو سکتی تھی یہ
 سوچ کر میں نے خیال خواتی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں
 پہنچنے ہی ایک ذرہ درست جھٹکا دیا۔ وہ چیخ مار کر اپنی جگہ
 سے اٹھ گیا۔"

"میں نے اتفاقاً کامیابی کے لیے کوشش کی تھی۔ پھر
 کامیابی اس لیے ہوئی کہ وہ خیال خواتی کرنے والا اپنے بڑھتی
 میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ ظاہر ہے اسی حالت میں سانس
 نہیں روک سکتا تھا اور نہ ہی یہ یقین کر سکتا تھا کہ آرمر جیسا
 شریف آدمی آئیے سے کسی دائمی لذتوں میں مبتلا کرے گا۔
 اس کا یہ اندازہ غلط نکلا۔ دماغ میں زلزلہ بیدار ہوتے
 ہی وہ تکلیف کی شدت سے جھپٹے ہوئے بولا۔ "نتیجہ نہیں
 میرے دماغ میں کوئی نہیں آسکتا۔ میں ابھی سانس روک کر
 بھگادوں گا۔"

"وہ اپنی تکلیف پر قابو پانے کے بعد ہی سانس روک
 سکتا تھا۔ میں نے دوسرا جھٹکا پہنچایا تو وہ فرسٹ پر عمل کی
 طرح پھڑپھڑانے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھا اچھا
 گیا تھا۔ اس کا سر اپنے ہی شانوں پر بھاری لگ رہا تھا۔ یہ
 زلزلے اس کے لیے ناقابل برداشت ہو گئے تھے۔ میں نے
 تیسری بار ہلکا سا جھٹکا پہنچایا تو وہ بے ہوش ہو گیا۔"

"میں نے پاسکل کے پاس آکر آرمس کے لیے میں کہا۔
 "میں تم دونوں کی باتیں کر رہا تھا مجھے خوشی ہے کہ تم اس کے
 فریب میں نہیں آئے۔"

"پاسکل نے کہا۔ "میں نے آخری بار اس کی چیخ سنی تھی۔
 وہ تم سے آئیے دماغی جھٹکے پہنچا کر بے ہوش کر دیا ہے۔
 ابھی اس کے پاس جا کر اس کی اصلیت معلوم کروں گا۔"

"ظاہر ہے وہ سپر ماسٹر کا آدمی تھا۔
 "تم ابھی کسی کے نہیں ہو۔ میں ایک بات کا یقین
 دلاتا ہوں کہ تمہیں ایسے ہی دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے
 لیے قید کیا ہے۔"

"کیا میں ہمیشہ قیدی رہوں گا؟"
 "نہیں جلد ہی تمہیں ماسکو پہنچا دیا جائے گا۔"

مجھے رستوں نے مخاطب کیا۔ میں فوراً ہی پاسکل
 کے دماغ سے نکل کر بولا۔ "تمیں مخصوص کو ڈور ڈور ادا کرنے
 سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے تھا کہ میں کمال ہوں اور کیا کر رہا
 ہوں؟"

"ہاں۔ میں نے ابھی دیکھا ہے تم کسی کے دماغ
 میں تھے۔"

"وہ پاسکل بولا تھا۔ اس نے ہمارے کو ڈور ڈور
 لیے ہیں۔ جب وہ خیال خواتی کے قابل ہو گا تو ان کو ڈور ڈور
 کے ذریعے ہمیں دھوکا دے گا۔ لہذا کو ڈور ڈور کیا جائے گا۔"
 "مجھے افسوس ہے فریڈ میری نادانی سے ایسا ہوا۔"

"یہ اچھا ہوا کہ تم نے آئیے ہی فریڈ کو کہہ کر مخاطب
 نہیں کیا۔ میں اس سے آرمز میں کر پائیں کر رہا تھا۔ بہر حال
 فریڈ شہرت معلوم کرنے آئی ہو۔ دیکھ لو میں شہرت سے
 ہوں۔ سو نیلے مجھے کایج میں آرزو ہوا ہے۔ ابھی میر
 متعلق مزید معلومات حاصل کر رہی ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اب صاحب کے ادارے
 میں اور ہمارے دونوں بیٹوں کی نظروں میں سونیا کی بہت
 زیادہ کیوں ہے؟ آخر وہ کیا چیز ہے؟"

"میں اس کی بہتری بناؤں گا تو صبح سے شام اور شام
 سے تین بجائے گی۔ تم کچھ روز صبر کرو۔ تمہاری یادداشت
 واپس آئے ہی اس کی بہتیت کے اسباب معلوم ہو جائیں گے۔
 "پچھلی زندگی یاد کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں
 نے تمہیں اپنا نام لیا ہے ہی کافی ہے۔"

"کیا بیٹوں کو بچان کر نہیں اپناؤ گی؟"
 "بیٹوں کو نہ سنا تمہیں اپنا لیا ہے؟ انہیں شرم
 آئی چاہیے۔ آج انھوں نے تم پر ہاتھ اٹھایا ہے۔"

"صرف ہاتھ نہیں۔ لات بھی اٹھائی اور مجھے اٹھا کر کھڑکی
 سے باہر نیک دیا۔ میں خوش نصیب ہوں کہ میرے بیٹے
 غیر متاثر ہیں۔ اولہ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ اپنے ایک دشمن
 کے حالت معلوم کرنے جا رہا ہوں تم سے کچھ گھنٹے بعد ہوں گا۔
 وہ خوش ہو کر بولی۔ "کمال ہو گے؟"

"تمہارے دماغ میں؟"
 "وہ مایوس ہوئی۔ میں سپر ماسٹر کے خیال خواتی کرنے
 والے کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ہوش میں آ گیا تھا۔ کجی طرح
 دیش پر پڑا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر بہتر ہو جانے کی سکت
 نہیں تھی۔ میں نے کہا۔ "میں سپر ماسٹر پھر آ گیا ہوں۔"
 وہ چونک گیا۔ خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے بولا۔

"میں نہیں تم نہ آؤ چلے جاؤ تم نے مجھے آدھا مار ڈالا ہے۔
 آرزو تم کو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے، پھر مجھ سے کیا
 دشمنی ہے؟"

"میں آرمز نہیں ہوں۔"
 "آں؟ نہیں جھوٹ نہ بولو۔ تم کبھی جھوٹ نہیں
 بولتے ہو۔"

"میں آرمز ہوتا تو بیچ بولتا۔ میں آرمز نہیں ہوں
 اس لیے سچ بول رہا ہوں۔ تمہارے یقین کرنے یا نہ کرنے
 سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"وہ بولا۔ "آج ہماری دنیا میں صرف سپر ماسٹر کے پاس
 خیال خواتی کرنے والے موجود ہیں۔ اب صاحب کے ادارے
 میں صرف تم اور رستو ہی۔ رستو کی کے پاس ٹیلی ویژن کا
 علم ہے کج عمل نہیں ہے۔ جو جو بیٹا نہیں کب دو باہ
 خیال خواتی کے قابل ہو سکے گی۔ اس حساب سے صرف ایک
 آرمز رہ گیا ہے اور وہ تم ہو۔"

"اور ایک باقی تمہارے دماغ میں زلزلہ بیدار کروں
 گا تو تمہیں ہو جائے گا کہ آرمز اس کا ظالم نہیں ہے؟"
 "نہیں۔ پھر وہ اب میں دماغی جھٹکا برداشت
 نہیں کر سکوں گا۔ میں مر جاؤں گا۔ میں مانتا ہوں آرمز نہیں
 ہو کر یہ تو بتاؤ کون ہو تم؟"

"میں ہوں تمہارا غلام۔ اپنا دماغ میرے حوالے کر
 دو، میں تمہیں اپنا ماسکل بناؤں گا۔"
 "نہیں، ناکارڈ ٹیک، مجھ پر عمل نہ کرو۔ مجھے آنا
 رہتے دو۔"

"ابھی تم پاسکل پر عمل کرنا چاہتے تھے تمہیں اس کی
 آزادی کا خیال کیوں نہیں آیا تھا۔ تم ٹیلی ویژن جمانے کے
 غرور میں یہ کیوں بھول گئے تھے کہ تمہیں بھی کوئی اپنا غلام بنا
 سکتا ہے؟"

"میں نے اس کے اندر توانائی بیدار کر کے بہتر ٹیک
 آئیے پہنچا یا وہ گڑ گڑا رہا تھا کہ اس پر عمل نہ کیا جائے
 میں نے آئیے مزید دماغی کمزوری میں مبتلا کیا۔ پھر اس پر
 تو میری عمل کرنے لگا۔ وہ جلد ہی ٹراس میں آ گیا۔ میرا معمول بن
 کر جواب دینے لگا۔ میں نے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
 "جان ڈیگر۔"

"سپر ماسٹر کے پاس کتنے خیال خواتی کرنے والے ہیں؟"
 "میں صرف اپنے ساتھی پرنس ڈیگر کو جانتا ہوں۔ وہ
 پرنس بھی پچھلے میں گھنٹوں سے قائب ہے۔ سپر ماسٹر کوئی

اُسے تلاش کر رہے ہیں؟

وہ تم سیر ماہر کے ٹکی پتیجی جاننے والوں کی تعداد بتا نہیں سکتے، مگر یہ تو معلوم ہو گا کہ تم دونوں کے علاوہ بھی کچھ خیال خالی کر سنے والے ہیں؟

”ہاں مجھے اور پرنس ڈیگر کو شبہ ہے کہ سیر ماہر ہمدون کو سونیا پارس اور ملی میور وغیرہ کا مقابلہ کرنے بھیجتا ہے اور باقی ملی پتیجی جانتے والوں کو چھپا کر رکھتا ہے یا ان سے بھی اسی طرح کام لیتا ہے کہ کام کے دوران انھیں دوسرے پر نظر نہیں ہونے دیتا“

میں آئندہ اس سے بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا۔ اتنی اہمیت اس سے حکم دیا کہ وہ میری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گا اور میرے معمول کی حیثیت سے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے گا۔ یہ باتیں تحقیق کرانے کے بعد میں نے اسے تنویری نیند پوری کرنے کے لیے چھوڑ دیا اور دائمی طور پر کالج میں حاضر ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے لیسور اٹھا کر پوچھا ”کون ہے؟“

سونیا کی آواز آئی ”میں ہوں۔ کالج سے نہ جا نا میں آ رہی ہوں“

اس نے لیسور رکھ دیا۔ میں بھی لیسور رکھتے ہوئے اس پولیس انسپکٹر کے دماغ میں پہنچ گیا جو سونیا کے ساتھ یہاں سے گیا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ سونیا کوئی وہ گھنٹے تک میری فلم ریورٹ تو جرح سے دوچیت رہی۔ اب پتا نہیں اس نے دیکھنے کے بعد میرے متعلق مزید کیا رائے قائم کی تھی۔ اور مجھے یاد نہیں تھا کہ میں نے پچھلے دو دنوں میں کالج کے انڈرگریجویس کی حرکتیں کی تھیں، ویسے یقین تھا جیسی بھی حرکتیں کی ہوں گی وہ میری نظرت کے عین مطابق ہوں گی۔

آڈی جب گھر میں تھا ہوا اور اسے کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو وہ دنیاوی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ تنہائی میں اپنی دائمی فطرت اور مخصوص عادات کے مطابق کچھ نہ کوئی کرتا رہتا ہے۔ سونیا نے مجھے تنہائی میں مکمل فریاد پایا ہو گا۔ اسی لیے وہ پھر مجھ سے ملنے آ رہی تھی۔

میں کالج کی کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ فاصلے پر ایک خوب صورت سی جھیل تھی۔ اس کے کنارے ڈورنگ نٹ سے ڈیزائن کے کالج بنے ہوئے تھے۔ دولت مند افراد اپنے بیوی بچوں یا محبوبانوں کے ساتھ وہاں سفر کر کے ہونے نظر آ رہے تھے۔ میں نے اپنے کالج کے آگے پیچھے دوسری

کھڑکیوں سے جہاں تک کر دیکھا۔ میری نکلانی کے لیے کوئی پولیس والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ سادہ لباس میں جاسوس ہوتے تھے۔ کالج کے سامنے سونیا کی کار آ کر رکی۔ اگلا دروازہ کھلا۔ وہ کار سے باہر آئی۔ میں کھڑکی کے پاس سے بٹ گیا۔ غیب کر دیکھنے لگا۔ وہ سوچتی ہوئی نظروں سے کالج کو دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ آ رہی تھی جیسے ایک ایسے مڑے کارسان کرنے آ رہی ہو جو مڑے ہونے کے بعد اپنی زندگی کا ثبوت دے رہا ہو۔

وہ اندر آئی مجھے دیکھ کر دروازے پر رگ گئی۔ اس کی نگاہوں میں ایسا نیت ہی تھی اور اجنبیت تھی۔ وہ نہ سونیا کی گیسے ہوئی ”آج تک کسی نے مجھے ایسے نہیں اُجھایا تھا جیسے آج تم اُجھا رہے ہو“

”سونیا! تم صرف تم ہی ایک ایسی ہو جو اس سیدھی سی اٹھین کو شکمہ ماسکتی ہو۔ اگر سیدھین سیدھی نہیں ہوتی۔ مگر میرا یقین کتاب ہے کہ تم مجھے فریاد تسلیم کر چکی ہو“

”ہنیں... اس کی انہیں ڈورنگ کو سختی ملی گئی وہ ایک انہیں، میرے دماغ میں تھکر کی طرح آ کر گئی۔ میں نے گرج کر کہا ”یونان میں ہم کی ایک اُتھا ہوئی ہے۔ تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور ساری دنیا میں تمہاری فزائت اور کٹاریوں کا ڈھکا جتا ہے۔ مگر تم کچھ نہیں ہو۔“

”میں تمہاری اجازت سے نہیں آئی ہوں اور نہ تمہارے حکم سے جاؤں گی۔ تمہارے کتے کے مطابق دنیا میں میرے نام کا ڈھکا جتا ہے تو پھر اپنا کام دلو کہ جاؤں گی“

”یعنی اب بھی آزمائش باقی رہ گئی ہے؟“

”ہاں ایک آخری آزمائش“

”میں تیار ہوں۔ استمان لو“

”دیہاں نہیں۔ بدیر دم میں چلو“

”جو اس مت کرو۔ تمہارے بدن پر صرف نیکو رہے گی“

میں نے تیلون اُتارتے ہوئے کہا ”سمجھ گیا تم زخموں کے وہ نشانات دیکھنا چاہتی ہو جو وقتاً فوقتاً میرے بدن پر نمودار کی طرح بچتے رہے ہیں۔ مگر تم بھول رہی ہو، ہم اکثر بلاشبک سر جوڑی کے ذریعے ایسے نشانات چھپا دیا کرتے تھے تاکہ دشمن اپنے دیرے ہوئے زخموں سے نہیں پہچان نہ سکیں“

”زیادہ نہ بولو۔ مجھے پتا ہے، چلو اسکیپنگ کرو“

”کیا؟“ میں نے حیرانی سے پوچھا۔

”کیا اسکیپنگ نہیں سمجھتے۔ بچوں کے بل اُچھلنا شروع کرو“

”کیا مجھے اُچھال اُچھال کر فریاد ثابت کر دو گی؟“

”وہ خاموش رہی۔ میں بچوں کے بل اُچھلنے لگا۔ دوڑنے کے بعد پوچھا ”یہ درزش کب تک جاری رہے گی؟“

”جب تک پسینہ نہیں نکلے گا“

میں نے مسکراتے ہوئے کہا ”اچھا پھر ایک دم سے چونک گیا۔ وہ ایسی حرکت کیوں کر رہی ہے یہ بات سمجھ میں آگئی۔ بہت عرصہ پہلے اس میں کتوں کی طرح سوچنے کی عادت تھی۔ وہ ایک باہر کی بُو پالنے کے بعد دنیا کے آخری سر سے تک اس کا بچا کر لی تھی۔ بچنے والا لگا دیکھنے کی ترش کرنے وہ اس کی بُو سوختی ہوئی اس کی شدہ رگ تک پہنچ جاتی تھی۔“

ان دنوں ملی پتیجی جاننے والا ماسٹر ٹوشے مجھے قتل کرنے امریکہ سے پاکستان آیا تھا۔ مجھے تلاش کرنے کے لیے سونیا کو ساتھ لایا تھا۔ سونیا پہلے مادام کنیا کھلائی تھی۔ ماسٹر ٹوشے کو میرے بدن سے اتارے ہوئے چھڑے مل گئے تھے اس نے وہ کٹے سونیا کو گنھائے تھے اس کے بعد وہ میری جان کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ میں بچنے کے لیے شہر کے جس گوشے میں جا رہا تھا، وہ وہاں پہنچ جاتی تھی اور مجھ پر قاتلانہ حملے کرتی تھی۔

میں نے رفتہ رفتہ اُسے گتیا سے انسان اور پانڈورت بنا یا تھا۔ وہ انسان تو بن گئی تھی مگر سوچنے والی عادت بڑھ کر تھی۔ باہر پر واسطی مرحوم نے اپنے روحانی عمل سے اس کی یہ جوانی خاصیت ختم کر دی تھی۔ اگر اب بھی اس میں یہ خاصیت ہوتی تو مجھے اپنی شناخت کرانے کے لیے اتنی محنتوں میں نہ لگانی پڑتی۔ اگر میری ڈی قبر میں جاتی ادھر سونیا سمجھ لیتی کہ وہ جی

ہے اصل فریاد زندہ ہے کیوں کہ زندہ انسان کی ہی بُو پائی جاتی ہے۔

اس کی یہ سوچنے والی خاصیت بالکل ختم نہیں ہوئی تھی۔ ہر انسان قریب سے کسی کے بھی پسینے کی بُو سوچ سکتا ہے اور یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ شخص کے جسم کی بُو دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ میرے بدن کا پسینہ بھی دوسروں سے مختلف تھا جسے میری تنہائی کی سادھی لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔

میں پسینے پسینے ہو گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ملتی ہوئی میرے قریب آئی۔ ناک اٹھا کر سوچنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بند کر کے میں دھاروں بہتا ہوا پسینہ پرانی یادوں کی کمک لا رہا تھا۔ اُس نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھے۔ اچانک ہی اُس کی آنکھیں بھینکے لگیں۔ وہ رو رہی تھی۔ سونیا رو رہی تھی۔ وہ سونیا جسے زندگی کے بدترین حالات اور موت کے ظالم نے ڈرلا سکے، وہ روئے روئے مجھ سے لپٹ گئی۔

میرے دماغ سے لاکھوں سن کا بوجھ اُتر گیا۔ میں پہچان لیا کیا تھا۔ سونیا نے مجھے تسلیم کر لیا تھا اب ساری دنیا تسلیم کرنے والی تھی۔ میں اُسے دونوں بازوؤں میں چھپا کر ڈھیر ساری محبتیں دینے لگا۔ وہ کہہ رہی تھی ”آہ تمہاری موت کے یقین نے میرے اندر آنسو بھر دیے تھے میں اور میرے نہیں روئی۔ پتھر بن کر تمہاری مددگار کا صدر سستی رہی مگر آج رسوئی اور دونوں بچوں کو یہاں سے ڈال دیا میں جانتی تھی مجھے تمہاری بُو نے گی تو میں آنسو ضبط نہیں کر سکیں گی اللہ تنہائی میں چھوٹ چھوٹ کر رو رہی رہوں گی“

وہ رو رہی تھی میں آنسو پونچھ رہا تھا۔ وہ پچھلے صدیوں کے آنسو تھے جنہیں وہ کسی کو دکھا نہیں سکتی تھی اور آج مجھے دکھائی تھی۔ موت ایک بازو لگنے تو پھر زندگی کو واپس نہیں آگئی۔ میں موت کے ظالم جبروں سے نکل کر اُسے آغوش میں سمیٹ لینے کے لیے آیا تھا۔ اس لیے آنکھوں سے پسینے والے وہ آنسو اس کی دستروں کا بھی اظہار تھے۔

وہ تھوڑی دیر تک میرے پیار میں گم رہی پھر تڑپ کر بازوؤں کے حصار سے نکل گئی۔ میں نے سمجھا، وہ دم بھر کے لیے گئی ہے پھر آج جانے گی لیکن وہ چند لمحوں تک سانسوں پر قابو پائی رہی۔ اپنے حواس درست کرتی رہی۔ میں نے ہاتھ ڈھایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے پوچھا ”میرے پاس نہیں آؤ گی؟“

وہ منہ پھر کر کھڑکی کے پاس گئی پھر دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی ”تم جانتے ہو جس دن باہر ڈھکی

269

مروم نے مجھے بیٹی بنایا تھا اسی وی میں نے اپنی تمام نشانی
خداشات کو مار ڈالا تھا۔ تقریباً بیس برس گزر گئے میرے اور
تھامسے درمیان کبھی کوئی جگہ نہ تھی۔ میں ایک
اللہ والے بزرگ کی پائینہ بیٹی بن کر زندگی گزار رہی ہوں۔
مجھے کتنے ہی بزرگوں کا دین سے دعا میں دی ہیں۔ پلینے لباس
پین لو۔“

میں نے سوچا اُسے اپنی طرف مائل کروں، اس میں
کوئی شبہ نہیں تھا کہ پائینہ زندگی گزارنے کے باعث اس
کے چہرے پر عجیب سا نور کا لہجہ تھا اور شخصیت ایسی
پرکشش ہو جی تھی کہ اسے دیکھ کر تو دیکھتے ہی رہتے کوی چاہتا
تھا۔ اور آج اُسے پکڑ لینے کے بعد چھوڑنے کو مجھے نہیں چاہتا
تھا۔ میں نے پوچھا: اس کا مطلب ہے اب تم میری نہیں رہیں؟
”تمہاری ہونے صرف تمہاری ہوں میری محبت تمہارے
لیے ہے میری ماما تمہارے بچوں کے لیے ہے میرا بھائی ماما
صرف تمہارے نام سے ہے۔“

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دروازے تک آئی پھر اسے
کھول کر ڈرائنگ روم میں گئی۔ میں لباس پہننے لگا ڈرائنگ
روم سے اس کی آواز آرہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی: ہیلو سہو پاپا
میں تمہاری تمناوں۔ ہاں۔ ہاں بیٹے! بولو۔“

وہ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی: ”ہاں میں وہ فلم
رپورٹ دیکھ کر اسی کا بیچ میں آئی ہوں۔ تمہارے پایا کے
پاں ہوں۔ مجھے ٹھوس ثبوت مل گیا ہے یہ تمہارے پایا ہیں۔“
وہ انسانی جسم کی ہڈی کے متعلق اُسے بتانے لگا۔
چوں کہ ایک شخص کی جسمانی بود و بسر سے مختلف ہوتی
ہے اور میری مخصوص بود و وہ خوب پہچانتی ہے اس لیے

یہی سب سے ٹھوس ثبوت ہے۔ اس نے پاؤں کے بعد
علی تیمور کو بھی فون پر یہی بتایا۔ میں اس کے سامنے صوفے پر
اگر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے ٹھیک ہے علی! تم ضرور پایا سے
ملنے آؤ لیکن تمہارے اور پارک کے علاوہ کسی کو فریڈ کی حیثیت
کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ اُسکے گڑبانی۔“

اس نے ریسپورڈ رکھ دیا۔ میں نے پوچھا: تم جانتی ہو میں
منظر کا پرہیز آؤں؟ ہر وہی سمجھا جائے؟“

”یہ تمہیں اعتراض ہے؟“
”میرے اپنے مجھے تسلیم کر رہے ہیں۔ اس کے بعد
دنیا مجھے جتنی یا جتنی سمجھے، مجھے پروا نہیں ہے۔“
”ماسک میں نے ماری کو واپس بھیج دیا ہے اور پاسکل
بُوباکا مطلقاً لبر کر رہے۔ کیا تم پاسکل کی جگہ جانو گے؟“

”میں تھوڑی دیر پہلے پاسکل کے دماغ میں موجود
جان ڈیوڈ کے سہجے سہجے فرانسز بنوئی عمل کرنا چاہتا تھا
تا کہ اس کے دماغ میں چھپ کر معلوم کر سارے کہ واقعی پاسکل
کو ماسک میں کے پاس بھیجا جا رہا ہے یا نہیں۔“
”ہاں سہرا سٹریٹ کہہ کر ماسک میں کو بھڑکانے لگا کہ
اس کے پاس اصل خیال خواتی کرنے والا پاسکل بُو پاسکین
پہنچا گیا ہے۔“

”میں نے جان ڈیوڈ کو بڑی آسانی سے ٹریپ کیا ہے
اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے۔“
میں نے اُسے بتایا کہ جان ڈیوڈ شراب نوشی کے باطن
میری ٹمچی میں آ گیا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی: ”مہم نے رسوئی اور
علی تیمور کو سہرا سٹریٹ کے وجود سے نجات دلا کر سہرا سٹریٹ
مجھے بہودنی عظیم کے حملہ آوروں سے بچایا، سوسائٹ کو کئی سال
خیال خواتی سے نجات دلائی اور جان ڈیوڈ جیسے خیال خواتی
کرنے والے کو اپنا مطیع بنا لیا ہے۔ اتنے کارنامے انجام
دینے کے بعد بھی کوئی تمہیں فرماؤ تسلیم نہ کرتا ہے۔“

یہ کہہ کر وہ ہنسنے لگی۔ میں نے پوچھا: ”تمہیں میری
مخصوص بُو پالینے کا پھیلے خیال کیوں نہیں آیا؟“
”خیال سے آیا یا نہیں یا تو پھر نہیں آیا میں برس سے
کبھی کسی کی ٹوسوٹھ کر اس کا تعاقب کرنے کا خیال نہیں آیا۔
پھر تمہارے لیے کیسے سوچ لیتی، تمہاری فلم رپورٹ دیکھتے
ہوئے میں نے سوچا تمہاری ایک ایک حرکت فریڈ جیسی ہے۔
تمہارے اندر جو فریڈ چھپا ہوا ہے اُسے کاش میں سوٹھ کر معلوم
کر لیتی تب یاد آتا کہ میں فریب سے تمہارے پسینے کی ہڈی کو
لاکھوں میں پہچان سکتی ہوں۔“

”سوسائٹا کیا تم تمام زندگی ندی کے دو کنارے بن کر
رہیں گے؟“
”ہم موضوع سے بیک رہ رہے ہیں پاسکل کی کیا کہیں؟
اُسے ماسکو بھیج دو۔ اس کا دماغ آرمی کی ہتھی میں
رہتا ہے۔“

”آرمی سے براہ کینٹرول میں نہیں رکھ سکے گا۔ بہتر ہے
آج کسی وقت تم آرمی کے ساتھ اس کے دماغ میں جاؤ اور
جان ڈیوڈ کی طرح اسے بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لو۔“

ہم پلاننگ کرنے لگے کہ کس طرح ماسکو میں پاسکل بُو بُو
کمزور بنا کر رکھیں گے اور میں اس کے دماغ میں نہ کہ جو
کی نگرانی کرتا رہوں گا۔ سوسائٹ نے ٹیلیفون کے ذریعے ایسا
کے ادا کرنے میں ایک بزرگ سے رابطہ قائم فرمایا جو شیخ الفارسی

ذات کے بعد ان کے تاثر مرقام تھے اور ان کے فالٹس
رہتے تھے ان کا اسم گرامی علی اسد اللہ تبریزی تھا۔ سوسائٹ
نے کہا: جناب میں سوسائٹوں رہی ہوں۔ پاسکل بُو بُو بارہ
گھنٹے کے اندر ماسک میں کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔“
جناب علی تبریزی نے فرمایا: ”اچھی بات ہے۔ میں
ماسک میں اور فرانس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کر
راہوں۔“

سوسائٹ نے ریسپورڈ رکھ دیا۔ ایک گھنٹے بعد پارک اور
علی تیمور لگے۔ مجھے نظر پڑے ہی وہ دروازے پر رُک گئے
تھے علی تیمور نے نہایت سے سر جھکا لیا تھا۔ ہانڈ ڈھٹائی
سے مسکرا کر میری طرف بڑھتے ہوئے بولا: ”یہ علی آپ کا
سانا کہتے ہوئے نہایت محسوس کر رہا ہے۔ میں نے اسے
سمجھا پایا ہے۔ کئی نہایت کیسی؟ آخر ہمارے پایا ہیں ہم نے
نادانستی میں کتنی ہی کتنی پایا ہیں معاف کر دیں گے۔
کیوں پایا؟“

میں نے اس کے کان کو پکڑ کر زور سے مروڑا جواب
فلا دیا ہو چکے تھے۔ جھلا کان مروڑنے کا اثر اس پر کیا ہوتا۔ میں
اُسے کان سے کھینچتا ہوا علی کے پاس آیا۔ پھر اس کا ایک
کان مروڑتے ہوئے بولا: ”محبت سے یہی سزا دی جاتی ہے
ہے اور وہ میں نے دے دی۔ آؤ اب گئے تک جاؤ۔“
وہ دونوں مجھ سے لپٹ گئے۔ نیچے ادھر ادھر سے
جی بھر کے چومنے لگے۔ میں نڈال ہو رہا تھا خوشی سے بے حال
ہو رہا تھا۔ صبح معنون میں آج مجھے نئی زندگی مل رہی تھی۔

کھینچی پال نے بریشان ہو کر سہرا سٹریٹ سے رابطہ قائم
کیا پھر کہا: ”جناب! فریڈ ہو جی ہے۔ میں نے سوسائٹ پر جو
تنویجی عمل کیا تھا وہ نازل ہو گیا ہے۔“

وہ ذرا چُپ ہوا سہرا سٹریٹ نے پوچھا: ”خاموش کیوں ہو
گئے بات کو مکمل ہی کرو۔“
”میں ابھی اُس کے دماغ میں گیا تھا۔ اس نے محسوس
کر لیا۔ غصے میں بولی کون ہے؟ جواب دو؟ میں صلا لیا کہتا۔
اس نے سانس روک لی۔ میں اس کے دماغ سے نکل گیا۔“
”تمہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ تنویجی عمل کا اثر کب
تک رہتا ہے۔“

”میرے پاس حساب تھا۔ میرے عمل کا اثر ختم نہیں
ہوا تھا البتہ کم ہو رہا تھا۔ بس اسی دوران آرمی سے اپنی مدد
لے کر میں کامیاب ہو گیا۔“

میں نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ تمہیں کیوں نہیں اٹھایا؟
”میں اپنے حساب کے مطابق بارہ گھنٹے بعد سوسائٹ
پر دوبارہ عمل کرنے والا تھا۔ مجھے کیا پتا تھا کہ وہ مجھ سے
پہلے ایسا کر جائے گا۔“

”آرمی ایسا جاپا نہیں ہے۔ اس کے پیچھے سوسائٹ اور
پارک ہیں۔ سوسائٹ نے آرمی کی ٹیم پیٹی سے فائدہ اٹھا کر
پاسکل بُو بُو ماسکو سے اغوا کیا اور پارک کو واپس حاصل کر لیا
اب سوسائٹ کے دماغ سے تمہیں نکال دیا ہے۔ آرمی نے وہیں
دی تو وہ میرے دوسرے ٹیم پیٹی جانے والے کو جبریل لگاوت
کے دماغ سے نکال دے گی۔“

”جناب! آرمی نہ ہو تو سوسائٹ ہمیں نقصان نہیں پہنچا
سکتے گی۔“
”میں ہی تم سے کہنے والا تھا۔ آرمی کو ہمیشہ کے لیے
راستے سے ہٹانا ہو گا۔“

”اور جناب! ہم رسوئی کو نظر انداز کر رہے ہیں وہ
خیال خواتی کرنے کے لیے پھر انہوں میں پہنچ گئی ہے۔“
”اب رسوئی کو اغوا نہیں کیا جائے گا۔ ہم نے بہت
نقصان اٹھایا ہے۔ میں ایک ایسی جال بچوں کا کردہ زندہ
رہے گی۔ میں پیٹی کے ذریعے انہوں کے کام نہیں آ
سکتے گی۔“

”میرے لیے کیا حکم ہے؟“
”آرمی کرو۔ ضرورت ہوئی تو نکالوں گا۔“
اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سہرا سٹریٹ نے نائب سے
کہا: ”مارٹن رسل سے کہو فوراً رابطہ کر رہے۔“

نائب نے حکم کی تعمیل کی۔ مارٹن رسل نے رابطہ قائم
کیا سہرا سٹریٹ نے پوچھا: ”کیا تم جبریل گرانٹ کے دماغ میں
چھپ کر رہتے ہو؟“
”جی ہاں اور وہ مجھے محسوس نہیں کرتا ہے۔“

”تمہارے تنویجی عمل کا اثر کب تک رہے گا؟“
”میرے حساب سے دو دن کے بعد اس پر دوبارہ
عمل کرنا ہو گا۔“

”ہمارا ایک ٹیم پیٹی مانتے والا سوسائٹ کے دماغ
میں رہتا تھا۔ اس کا حساب غلط ہو گیا جس کے نتیجے میں
آرمی نے اس روپوٹ لڑکی کے دماغ پر قبضہ جمالیایا ہے۔“

”مجھے سے ایسی غلطی نہیں ہوگی۔“
”تم لوگ اثر نازل ہونے سے پہلے تنویجی عمل کیوں
نہیں کرتے ہو، ایسا کرنے میں کیا قباحت ہے؟“

”ہر کام اپنے مخصوص اصولوں کے مطابق ہوتا ہے“
 پہلے عمل کی مبادی پوری ہونے سے قبل دوبارہ عمل کر کے
 اپنے معمول کے داغ پر پوچھ نہیں ڈالنا چاہیے“
 ”دشمنوں نے پوچھ ڈالا اور اپنا کام کر گئے۔ مارٹن
 رسل! آئندہ یہ بھی نہ سوچو کہ اصول کیا ہیں۔ محبت اور جنگ
 میں سے اصولی اور بے قاعدگی ہی کام آتی ہے، جاؤ اور
 جبریل گرانٹ کے داغ میں محتاط رہو۔ اسے سوسائٹ کے
 مشوروں پر عمل نہ کرنے دو۔ کیوں کہ وہ رولوٹ لڑکی اب
 آدمی کی مدد سے سونیا اور پارسی کی پلاننگ پر عمل کرتی
 رہے گی“
 ”جناب! جبریل گرانٹ کو یوں دانا کے لیے پیرس بھیجا
 گیا تھا۔ اب وہ نہیں رہی۔ کیا پاسکل بواگو اعوا کرنے کا
 ارادہ ہے؟“
 ”اگر پاسکل ہاتھ آجائے تو ہم ہاری ہوئی مازی جیت
 لیں گے۔ رسونتی ہاتھ سے نکل گئی۔ یہ دو سرائیلی پتی جاتے
 والا ہاتھ آجائے گا“
 ”لیکن اب جبریل گرانٹ کا پیرس جانا سب نہیں
 ہے۔ یہ سب ہی جان گئے ہیں کہ وہ ہمارا آلہ کار ہے۔“
 ”یہ اچھا ہے کہ سب جان گئے ہیں۔ وہ پیرس پہنچے
 گا تو سونیا اور پارسی وغیرہ اس پر توجہ نہیں دیں گے۔ کون کون
 میڈونا تو مریچی سے اور مجھے بتا چکے ہیں کہ وہ آج کسی
 وقت پاسکل کو ہانکو بھیجے گا۔ وہ ہمیں ہمارے دشمن یہ
 سمجھیں گے کہ جبریل گرانٹ پیرس آ رہا ہے اور ان کا کام ہو کر چلا
 جائے گا۔ یہ شک وہ سوسائٹ کے ساتھ وہاں ناکام پھرتا
 رہے گا اور ہمارا دوسرا آلہ کار ماریہ کو وہاں سے لے
 آئے گا“
 ”ہاں۔ یہ ہوگی شطرنج کی چال۔ دشمنوں کو ایک طرف
 الٹھا کر دوسری طرف ایک مہر سے کواٹھا لیا جائے گا۔“
 ”تم جبریل کے پاس جاؤ اور اسے پیرس چلنے پر
 آمادہ کرو“
 مارٹن رسل نے سپر ماسٹر سے رابطہ ختم کیا پھر جبریل
 کے پاس پہنچ گیا۔ تو یہی عمل کے مطابق جبریل اس کی سوچ
 کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا تھا۔ اور مارٹن رسل اسے یہ
 یقین دلاتا تھا کہ وہ اس کے داغ میں چھپ کر نہیں رہتا
 ہے۔ اس کے لیے وہ دوسرے لمحے میں اس کے اندر لاکر
 مخاطب کرتا تھا اور جبریل کو غمش نہیں میں مبتلا رہ کر سوا
 سے کما کرتا تھا۔ ہمارے داغوں میں کوئی چھپ کر نہیں

رہتا ہے۔ ہم سپر ماسٹر کے دفاع میں، وہ ہمیں کبھی دھوکا
 نہیں دے گا“
 جب مارٹن رسل ٹھیکے سے اس کے داغ میں پہنچا
 تو سوسائٹ اس سے بھلا کر ڈی جی سی تم تو کہتے تھے ہمارے
 داغ میں کوئی نہیں آتا پھر اچھی کون آیا تھا؟ میں نے اسے
 محسوس کر لیا تھا۔ جب میں نے پوچھا کہ کون ہے تو وہ،
 بھاگ گیا“
 جبریل گرانٹ نے کہا: ”میری جان! تم خواہ مخواہ پیرس
 کو ہمارا دشمن سمجھنے لگی ہو۔ یہ سب پارسی کی بددعا ہی ہے
 وہ ادھر تمہیں ہر گناہ ہے اور ادھر اپنے ٹیلی پتی جاتے
 والے آدمی کو تمہارے داغ میں بھیجتا ہے“
 ”آدمی ایک شریف آدمی ہے، یہ ساری دنیا جانتی
 ہے۔ وہ کسی عورت کے داغ میں اس کی اجازت کے
 بغیر نہیں جاتا“
 ”تو پھر وہ رسونتی ہوگی“
 ”یہ کون ہے؟“
 ”پارسی کی ماں ہے“
 ”جبریل! تم پیرس کو الزام سے چھلانے کے لیے پارسی
 کی ماں کو ٹیپی پتی جاتے والی کہہ رہے ہو“
 ”یہ سچ ہے، تم پارسی سے پوچھو۔ وہ جھوٹ بولے گا
 تو آدھ ضرور تمہیں بتائے گا“
 ”پارسی میرا سچا اور مخلص دوست ہے۔ اگر اس کی
 ماں ٹیپی پتی جاتی ہے تو وہ میری دشمن نہیں ہوگی وہ پیرس
 داغ میں آکر کبھی نہ جھگڑے۔ بڑے فخر سے کہتی کہ وہ پارسی
 کی ماں ہے“
 ”پارسی تمہیں اتوں بنا رہا ہے“
 ”سپر ماسٹر تمہیں گدھا بنا رہا ہے“
 مارٹن رسل نے جبریل کی سوچ میں کہا: ”مجھے بات
 نہیں بڑھانی چاہیے۔ اسے پیرس چلنے کے لیے کنا چاہیے“
 جبریل نے اس سوچ کے مطابق کہا: ”مجھے غم کرو
 اور اپنا سامان بیک کر دو۔ ہم پیرس جائیں گے“
 ”تمہیں پھر وہ میڈونا یاد آ رہی ہے“
 ”بالکل نہیں۔ میں تمہاری قسم کھا کر لیتا ہوں کہ وہ
 مر چکی ہے“
 ”تمہیں ہٹل میں بیٹھے بیٹھے اس کی موت کی خبر
 کیسے مل گئی؟“
 ”یہ یوں ہولت ہو کہ سپر ماسٹر کے ذرا دل بہت وسیع

ہیں۔ مجھے ایک ایک پل کی خبر ملتی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں
 کہ تمہارے پارسی کا کوئی سگا پیرس میں مر گیا ہے۔ وہ
 اس ہٹل میں نہیں ہے یہاں سے جا چکا ہے“
 وہ جلدی سے اٹھ کر لڑکی، کیا پارسی جا چکا ہے؟
 نہیں وہ مجھ سے ملاقات کے بغیر جانتیں گے۔
 ”کاڈو ٹر پرفیون کر کے پوچھ لو، تمہاری خوش فہمی کو ٹھیک
 پہنچے گی“
 اس نے ریسورٹنگ کا ڈسٹریکٹ سے رابطہ قائم
 کیا۔ اس سے پوچھا: ”کیا سٹریٹ پارسی ہٹل چھوڑ گئے ہیں؟“
 دوسری طرف سے پوچھا گیا: ”کیا آپ اس سوسائٹ ہیں؟“
 ”ہاں میری بات کا جواب دو“
 ”جی ہاں وہ اچانک گئے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے
 تھے لیکن آپ سو رہے تھیں۔ آپ کے نام ایک خط ہے
 مجھے یہ خط اس نمبر سے میں بھیجنا چاہتا ہے؟“
 سوسائٹ نے نمبر امریتا یا پھر ریسورٹنگ رکھ کر کہا۔
 ”وہ بڑی عجلت میں گیا ہے۔ لیکن میرے نام خط چھوڑ
 گیا ہے“
 ”لیکن جانے سے پہلے تم سے منا ضروری نہیں
 سمجھا“
 ”مجھے طیش نہ دلاؤ۔ تم نے ہی کہا ہے کہ اس کا کوئی
 سکاگر مر گیا ہے۔ ایسی پریشانی میں بھی مجھ سے ملنے آیا
 تھا۔ مگر میں سو رہی تھی“
 کال بیل کی آواز سنائی دی۔ جبریل نے اٹھ کر دروازہ
 کھولا۔ ہٹل کا ملازم ایک خوب صورت سی ٹرے پر
 ایک لفافہ رکھ کر لایا تھا۔ جبریل نے لفافہ لے کر اسے
 ٹیپ دی پھر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا: ”معلوم ہوتا ہے،
 یہ نوجوان تم پر بڑی طرح عاشق ہو گیا ہے۔ لو پھو“
 اس نے لفافہ لے کر اسے کھولا۔ اس میں سے شہ
 کیا ہوا کاغذ نکالا پھر اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ سوسائٹ
 میں بہت مجبور ہو کر تم سے ملاقات کے بغیر جا رہا ہوں۔
 تم اس وقت سو رہی ہو۔ میں تمہاری نینڈ خراب کرتا نہیں
 چاہتا۔ میں نے تمہیں بتایا کہ میری کوئی بہن نہیں ہے۔
 تم مجھے اپنی پیاری گنتی ہو جیسے تم نے میری ہی ماں کی کوکھ
 سے جنم لیا ہو۔ ہو کہ تو پیرس آ جاؤ۔ وہاں تم سے ملاقات
 ہوگی۔ غلامانظ تمہارا بھائی پارسی“
 وہ خط پڑھ کر جبریل کو کھوتے ہوئے بولی: ”شرم
 کرو۔ اپنی گندی ذہنیت سے اسے میرا عاشق کہہ رہے

تھے اور وہ مجھے دل سے بہن مانتا ہے“
 ”خدا کی قسم سوسائٹ! میں نے اپنی زندگی میں اتنا
 خطرناک پیکر باز نہیں دیکھا۔ کم بہت تمہیں بہن بنا کر پیرس
 کے منصوبے کو خاک میں ملاتا رہا ہے“
 ”تم پھر اٹھی باتیں کر رہے ہو۔ اس نے تمہاری حمایت
 میں مجھے پیرس آنے کا مشورہ دیا ہے۔ تم ہی چاہتے ہو
 باتیں؟“
 ”ہاں چاہتا تو می ہوں۔ اس نوجوان نے میری کھوپڑی
 گھما دی ہے۔ وہ سمجھ میں نہیں آتا۔ میرے حق میں بول رہے
 مگر بات میری مخالفت میں جاتی ہے“
 ”تعجب ہے تمہوڑی دیر پہلے تم پیرس چلنے کو کہہ رہے
 تھے۔ میرے بھائی نے یہ مشورہ دیا تو یہ مخالفت والا مشورہ
 کیسے ہو گیا؟“
 ”اس نے وہاں میرے خلاف کوئی جال بھیا رکھا ہوگا
 اسی لیے تمہیں ملتا رہا ہے۔ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں تمہارا
 ساتھ وہاں جاؤں گا“
 مارٹن رسل پھر سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کر کے بولا۔
 ”جناب! پارسی نے پہلے جو پیکر لایا تھا، اس سے ہمارا منصوبہ
 خاک میں مل گیا تھا۔ اب وہ پھر کوئی جال چل رہا ہے۔ وہ پیرس
 جانے سے پہلے سوسائٹ کو خط لکھ کر گیا ہے اس خط میں اس
 نے پیرس آنے کا مشورہ دیا ہے۔ جب کہ وہ جبریل کے
 پیرس جانے میں رکاوٹیں پیدا کر رہا تھا۔ کہاں وہ رکاوٹیں
 اور کہاں یہ پیرس کا بلڈا۔ اسی نے چال بالکل الٹ
 دی ہے“
 ”میرا خیال ہے اس نے سوسائٹ کے ہاں جبریل سے
 دوستی کاٹنے کے لیے وہاں بلایا ہے۔ وہ جا لیا جا رہا ہے
 دونوں زبردست مہرے ہم سے چھین لینا چاہتا ہے۔ تم
 جبریل کو اس کی چال سمجھاؤ“
 مارٹن رسل اسے سمجھانے گیا۔ سپر ماسٹر نے ناٹ
 سے کہا: ”ہمارے روم کے ایجنٹ کو حکم دو کہ بڑی ہوشیاری
 سے سوسائٹ کو مار ڈالے، وہ دونوں رولوٹ صرف ایک
 ہی چیز سے مرکتے ہیں۔ ایجنٹ کو اس چیز کے استعمال
 کا طریقہ سمجھا دو۔ سوسائٹ کی لاش کے پاس پارسی کی ایسی
 کوئی چیز ملے جسے دیکھ کر جبریل اسے اپنی محبوبہ کا قاتل سمجھ
 لے پھر وہ پارسی کا کبھی دوست نہیں بنے گا۔ ہمیشہ جانی دشمن
 بن کر اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کرتا ہے گا۔“
 ناٹ روم کے ایجنٹ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش

کرنے لگا۔ اُدھر مارٹن رسل نے جبریل کے دماغ میں
 حصّے کر اس کی سوچ میں کما میں سوسائے کو پیرس جانے
 کی بات کہہ کر کھینچ لیا ہوں۔ پارس وہاں میری سوسائے
 کو اپنی انگلیوں پر پکڑے گا۔ اور میں پریشان ہوتا رہوں
 گا۔ سیر ماسٹر کے کسی کام پر خاطر خواہ توجہ نہیں دے
 سکوں گا۔“

جبریل کی اپنی سوچ نے نما۔ میری سمجھ میں نہیں
 آتا، ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟
 ”کرنا چاہیے؟ مجھے مرد دنیا چاہیے۔ سوسائے پر حاوی
 رہنا چاہیے۔ مگر کسی وقت بھی فیصلہ بدل سکتا ہے۔ عورت
 اعتراض کرے تو اس کی اچھی طرح پٹائی کرنا چاہیے۔“
 ”میرے دماغ میں فضول سناخیاں آ رہے ہیں سوسائے
 بھی میری طرح فولاد ہے۔ جس پر تلوار اور نندوق کی گولیاں
 اثر نہیں کرتیں، اس کی پٹائی سے کیا حاصل ہوگا؟
 ”تو پھر میں نے پچھلی رات اس کی پٹائی کیوں کی تھی؟“
 اس نے ایک گہری سانس لے کر سوجا، وہ تو محبت
 سے جھکڑا لیا تھا مجھے اس کی پٹائی کرنے میں مزہ آتا ہے اور
 وہ مارکا کو مجھ سے اور زیادہ محبت کرنے لگی ہے۔ یہ محبت
 بھی عجیب چیز ہے۔“

مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں کما ”کچھ بھی ہو مجھے
 سوسائے کو پیرس جانے سے روکنا چاہیے۔“
 ”میں کیسے روک سکتا ہوں؟“
 ”جیسے بھی ہو، اسے پارس کی جہاں بازی سے بچانا ہوگا۔
 اپنی محبوبہ کو محفوظ رکھ کر کے کا نام ہی محبت ہے۔“
 وہ اٹھ کر کھلنے اور سوچنے لگا۔ سوسائے نے ہاتھ دوڑ
 سے باہر آ کر اُسے دیکھا۔ پھر پوچھا ”کیا بات ہے؟ کچھ
 پریشان ہو؟“

”ہاں پریشان ہوں تمہیں کیا؟“
 ”کیا تم سمجھتے ہو، مجھے تمہاری بریشانیوں سے اسط
 نہیں ہے؟ کیا تمہیں تکلیف ہوگی تو مجھے نہیں ہوگی؟“
 ”یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔“
 ”کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیوں اگھڑی اگھڑی باتیں کر
 رہے ہو؟“

اس لیے کہ جو میں سمجھ رہا ہوں، وہ تم سمجھنا نہیں چاہتی
 پارس نے اپنی جہاں بازی سے تمہارے کپڑے سمجھنے کی صلاحیتیں
 چھین لی ہیں۔“
 ”تم تو اُس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔“

”تم اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ میں مانتا ہوں نہ تمہیں
 بہن کہتا ہے اور تم اپنے محبوب سے زیادہ بھائی کو بہتر
 دیتی ہو۔“

”اس لیے کہ بھائی بھتیجی دھوکا نہیں دیتے، اُن
 کی ذات سے ہوں تو کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔“
 ”کیا میں تمہیں نقصان پہنچا رہا ہوں؟“
 ”تم سپر ماسٹر کے غلام رہو گے تو امانتے میں دھوکا
 پہنچا دو گے۔ وہ بہت بُرا آدمی ہے۔ تمہارے کانڈھے
 پر بندوق رکھ کر مجھے شکار کرے گا۔ بعد میں تم کو مرے
 معاف کرنا میری جان اچھے پتا نہیں تھا کہ بندوق میرے
 کانڈھے پر رکھی گئی تھی۔“

”اور سہی بات ایک دن تم کو گی کہ پارس نے تمہیں
 اُلٹنا کر مجھے شکار کیا ہے۔ لیکن میں تمہیں یہ کہنے کا موقع
 نہیں دوں گا۔ اس سے پہلے ہی میں نیویارک جا رہا ہوں۔“
 ”کیا مجھے چھوڑ کر جاؤ گے؟“
 ”اور کیا کر سکتا ہوں، تم اپنے بھائی کے حکم پر پیرس
 جاؤ گی۔ میں ساتھ چلنے کو کہوں گا تو توجہ نہ کرو گی۔“
 ”تم میری بات کا جواب دو۔ کیا اپنی سوسائے کو چھوڑ
 کر جا سکتے ہو؟“

”تم میرے سوال کا جواب دو۔ کیا میری سوسائے میرے
 ساتھ نیویارک نہیں جائے گی؟ مجھے تنہا جانے سے لگی۔“
 ”میں آخری سانس تک تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔
 ادھ کا ڈو۔“

وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر صوفے پر بیٹھ گئی پھر لولی
 ”اب سمجھ میں آیا میرا پیرس کا سفر طوقی کرانے کے لیے
 سیر ماسٹر نے تمہیں یہ چال سکھائی ہے۔“
 ”میں صبح سے تمہارے ساتھ ہوں۔ سیر ماسٹر کا بھ
 بکھلنے کے لیے دماغ میں آتا ہے۔“

”اس کا ٹیٹل پتیلی جاننے والا تمہارے اندر موجود ہے
 اور تم انکار نہ کرنا۔ پہلے میں بھی اس کی موجودگی کو سمجھ نہیں
 پاتی تھی۔ آدھرنے مجھ پر عمل کر کے اُس شیطاں کو میرے
 اندر سے بھگا گیا ہے۔ اُسے پتا نہیں تھا کہ میں اس جوڑی
 سوچ کو محسوس کر لوں گی جیسے جی میں نے پوچھا کون ہے؟
 تو وہ بھاگ گیا۔“

”یہ بات کتنی بارستاؤ گی؟“
 ”جب تک تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔“
 ”اگر سپر ماسٹر کا کوئی آدمی تمہارے دماغ میں آتا

تو وہ یوں نہ بھاگا۔ چالاکا سے آدمی کی آواز اور لیجے میں
 بات کرتا۔“

”بھیر بھی میں اپنی سانس روک کر اسے بھگا دیتی۔“
 ”کیا آدھرنے تجھارے پاس نہیں آتا ہے؟“
 ”مضر آتا ہے۔ مگر مخصوص کو ڈور ڈور ڈاڈا کرنا ہے اس
 طرح میں آدھرنے کو بچانا لیتی ہوں۔“
 ”وہ کو ڈور ڈور کیا ہیں؟“

”کیا مجھے احمق سمجھتے ہو؟ یا تم بالکل ہی عقل سے
 بددل ہو۔ میں کو ڈور ڈور تالوں کی تو تمہارے اندر چھپا ہوا
 شیطان اُن کے گا۔ اور لیجے بے بحث نہ کرنا کہ تمہارے اندر
 کوئی نہیں ہے۔“

”تمہیں کیسے یقین آئے گا کہ میرا دماغ کسی کی مٹھی
 میں نہیں ہے؟“

”آدھرنے دماغ میں آئے دو اور اُسے تنوی عمل
 کی اجازت دو۔ راضی خوشی اس کے معمول بن جاؤ۔ وہ چھپتے
 ہونے چور کو دماغ سے نکال دے گا۔“

”واہ کیا عورت کی عقل ہوتی ہے۔ فرض کیا کہ میرے
 اندر کوئی ہے تو کیا ایک شیطان کو نکالنے کے لیے دوسرے
 شیطان کو دماغ میں لٹھالوں۔“

”کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟“
 ”بھروسہ نہیں ہے۔ سیدھا سا جواب
 دو میرے ساتھ نیویارک چلو گی؟“

”میں جواب دے چکی ہوں کہ آخری سانس تک ساتھ
 نہیں چھوڑوں گی۔ اس کا مطلب ہے تمہارے ساتھ چلوں
 گی۔ مگر پہلے میں نے اپنے ساتھ چلنے کو کہا تھا تم نے انکار
 کی یہ صورت نکالی ہے۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو
 تم خود غرضی کا ثبوت دے رہے ہو اور میں محبت کا۔“

”میں محبت نہیں کروں گا۔“
 ”وہ اٹھ کر جانے لگی۔ اُس نے پوچھا ”کمال جا
 رہی ہو؟“

”شانچنگ کروں گی۔ اور تھوڑی دیر تیار ہوں گی۔ تم
 مجھے بٹھا کر آؤ۔“

وہ اُسے روکنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ جانا چاہتا
 تھا۔ مارٹن رسل نے خیال بدایا، اُسے تنہا چھوڑ دینا چاہیے
 ادھ نیویارک جانے کے لیے راضی ہو گئی ہے۔ یہ اطمینان ہو
 گیا ہے کہ اب پیرس نہیں جانے کی اور پارس سے اس
 کی ملاقات نہیں ہوگی اس خیال کے تحت جبریل نے اُسے

نہیں روکا۔ وہ کمرے سے چلی گئی۔
 وہ بے شک تنہا ہی جا رہی تھی۔ جبریل سے دُور رہ کر
 سوچنا سمجھنا چاہتی تھی کہ نیویارک تو ضرور جائے گی جبریل
 کو نہیں چھوڑے گی لیکن پارس سے کیسے رابطہ قائم کرے
 گی تنہا ہی جانے کے باوجود کمرے سے نکل کر دکھ ہوا کہ
 جبریل نے چھوڑے مرنے سے بھی نہیں کما: ”رک جاؤ میری
 جان! میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اپنی جان کو تمہارا
 نہیں چھوڑوں گا۔“

عورت کا مزاج سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر وہ آنا چاہتا
 تو وہ ساتھ نہ نہ جلا اور وہ نہیں آیا تھا تو دل کو صدمہ پہنچ
 رہا تھا۔ وہ ہوٹل سے باہر آئی گاڑی کا دروازہ کھول کر اسٹینڈ
 سیٹ پر بیٹھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، کہاں جائے؟ ٹانگ
 کا تو کھنکھانہ تھا۔ کوئی شوق کی چیز خریدنے کو جی نہیں چاہتا
 تھا لیکن جب گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا تو اوجا اُٹھ
 تدریج سوچی، وہ فرانسیسی سفارت خانے جا کر پارس کو سفیام
 بھیج سکتی تھی۔

وہ سیدھی سفارت خانے پہنچی۔ پارس نے روم سے
 جانے سے پہلے سوسائے کی نگرانی کے لیے چند جاسوس مقرر
 کیے تھے، اس کا علم فرانسیسی سفیر کو تھا۔ جب اسے پتا چلا
 کہ سوسائے آئی ہے تو وہ خود اس کے استقبال کے لیے
 دروازے پر آیا۔ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا: ”آؤ
 سوسائے! پارس صاحب تمہاری حفاظت کے لیے
 انتظامات کرتے ہیں۔ میرے لائن کوئی خدمت ہو تو بلاؤ۔“
 وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آئے۔ سوسائے نے
 کہا: ”میں نے یہاں آتے ہوئے محسوس کیا ہے کہ ایک
 کار میرے تعاقب میں تھی، سپر ماسٹر کے آدمی میری نگرانی
 کر رہے ہیں۔“

”فکر نہ کرو۔ میں اچھی فن کرتا ہوں۔ تعاقب کرنے
 والوں سے نجات مل جائے گی۔“

”شکر ہے، آپ فون کہیں نہ کریں۔ میں بدو ماشوں سے
 تنہا نٹ لوں گی۔ ذرا صل میں جا رہی تھی یہاں میرے آنے
 کی خبر کسی کو نہ ہو مگر دشمنوں کو معلوم ہو چکا ہے۔ اب وہ
 جبریل کو بتائیں گے کہ میں پارس سے رابطہ کرنے تمہارے
 پاس آئی تھی۔“

”میں ابھی ہاٹ لائن پر پارس سے تمہاری بات
 کلاتا ہوں۔“

اس نے فون کے ذریعے کسی سے فرانسیسی زبان میں

کچھ کہا جسے سوسانہ سمجھ نہ سکی۔ دس منٹ کے اندر ہی پارک کی آواز سنائی دی۔ سوسانہ نے ریسپورلے کر کان سے لگا یا پھر جلدی جلدی اُسے اپنے حالات بتانے لگی۔ پارک سے کمانا کوئی بات نہیں۔ میں نیویارک پہنچ جاؤں گا۔ اگر ایسا فلن بر بات نہ ہوتی تو مجھے تھوڑی دیر بعد معلوم ہو جاتا کیوں کہ آہر انکل تمہاری خیریت معلوم کرنے دن میں دو بار ضرور آیا کرتی ہے۔

”پارک! میں بہت مجبور ہو کر جا رہی ہوں جبریل کو ناراض کرنا نہیں چاہتی۔“
 ”تم ٹرانزٹ ناٹا نہیں پارک وفاداری میں وہ اتنا بھی احساس نہیں کرتا کہ تم پہلی بار اپنے باپ کے گھر جانا چاہتی تھیں۔ پیرس جاتے سے روک کر اس نے بیٹی کو باپ سے ملنے سے روک دیا ہے اور یہ جیتے جی رشتوں کو نش کر کے والی بات ہے۔“

سوسانہ کے سینے سے ایک آہ نکلی پھر وہ بولی: ”جبریل کی محبت میں پاگل ہو گئی ہوں۔ باپ کو اور ساری دنیا کو چھوڑ دیتی ہوں۔“

”پیرس آنے اور باپ سے ملنے کی ایک ہی صورت ہے۔“
 ”وہ کیا؟“

”تم جبریل سے جا کر کوکو مجھے سے فون پر باتیں ہوٹی تھیں۔ پارک نے کہا ہے۔ بہن مجبوری کے باعث پیرس نہیں آسکتی تو جہاں نیویارک آکر مل سکتا ہے لہذا پارکس وہاں پہنچنے والا ہے۔“

”اس سے کیا ہوگا؟“

”وہ ہم دونوں کو ڈھکا کرنا چاہتے ہیں۔ جب یہ معلوم ہوگا کہ ڈھکا کرنے کا منصوبہ ناکام ہو رہا ہے تو شاید وہ نیویارک کا پر وگرام شروع کر دیں۔“

”نہیں پارک! میں جبریل کو ہٹا دے باپ سے میں نہیں بتاؤں گی۔ نیویارک اُن کا شہر ہے۔ امریکان کا ملک ہے۔ وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔“

”میں فرخا علی تیمور کا بیٹا ہوں، جس شہر میں جانا ہوں اسے اپنا شہر اور جس ملک میں جاتا ہوں اسے اپنا ملک بنا لیتا ہوں۔ میں وہاں اعلانہ آکر تم سے ملاقات کروں گا اور تمہارے جبریل کو دشمنوں کے ظلم سے نکالوں گا۔“

”تم کتنے اچھے ہو پارک۔“
 ”تم بھی تو بہت پیاری بہن ہو۔ میں آکر انکل سے کتنا

ہوں وہ تمہارے پاس آتے رہیں گے اور تمہاری خیریت معلوم کرتے رہیں گے۔“

”انکل چاہیں تو بار بار میرے دماغ میں رہ سکتے ہیں۔“
 ”نہیں سوسانہ! انکل مسلسل دماغ میں رہیں گے تو ان کی موجودگی میں تم دشمن خیالی خوانی کرنے والے کو محسوس نہیں کر سکتی۔ وہ آتے جاتے رہیں گے اور ہر بار آتے ہی مخصوص کو ڈر ڈر ڈرا کرتے رہیں گے۔“

تھوڑی دیر تک بہن بھائی میں پیار بھری باتیں ہوتی رہیں پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ سفارت خانے سے باہر آئی۔ اس نے کار میں بیٹھنے سے پہلے دو رنگ نظر کی دوڑائیاں جو گاڑی اس کا تعاقب کر رہی تھی، وہ اب نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ مطمئن ہو کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کار کا ٹاٹا کر کے آگے بڑھا دیا۔

جب وہ ڈاکوڑا کوئی جوتی کچھ دوڑ چلی آئی تو اُسے اپنے پیچھے بہت ہی بچی سی آواز سنائی دی۔ اس نے عقب نماٹنے میں دیکھتے ہی بڑی بھڑکی سے ایک طرف ہٹ کر اچانک بریک لگا یا۔ پیچھے جھپٹا ہوا شخص حملہ کرنے کے لیے آٹھ چڑچکا تھا لیکن بریک ٹپتے ہی پیچھے سے آگٹ کر آگلی سیٹ پر سے ہوتا ہوا اٹھ اور سیٹ کے دریاں پھینس گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بڑی سی سرخ تھی اُس سرخ میں قرین مادہ تھا جسے وہ انجیکٹ کر کے سوسانہ کے جسم کے اندر پہنچانا چاہتا تھا۔

وہ سرخ والے ہاتھ کو ایک پاؤں سے دبا تے ہوئے بولی: ”یکسا انجیکشن ہے؟“

وہ تکلیف سے کرا رہا تھا۔ اسے اپنے ہاتھ پر رکھا ہوا سوسانہ کا پاؤں یوں لگ رہا تھا جیسے ہاڑ رکھا ہوا ہو۔ وہ دوسرے ہاتھ سے اُسے ہٹانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ وہ بولی: ”اب تم نے جواب نہ دیا تو میں لگا سا باؤ ڈالوں گی اور ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اس سرخ میں کیسا ہے؟“

”مہم میں نہیں جانتا۔“

کوٹک کی آواز کے ساتھ ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ جھپکی کی طرح چھڑھڑانے لگا۔ ہاتھ سے سرخ چھوٹ گئی تھی۔ سوسانہ نے سرخ کو اٹھا کر کہا: ”نہ بتاؤ۔ میں یہ دو ہاتھ کے جسم میں انجیکٹ کر کے نتیجہ معلوم کروں گی۔“
 وہ پوری قوت سے چیختے ہوئے بولا: ”نہیں، نہیں، نہیں، جاؤں گا۔ اس میں تیزاب ہے۔“

”اچھا تو میرے جسم میں تیزاب انجیکٹ کرنے آئے تھے آپ؟“

”ہاں اُس نے کہا تھا تم نوار اور نبدوق کی گولیوں سے نہیں صرف تیزاب سے مراد گی۔ یہ تیزاب اندر پہنچ کر تمہارے گوشت کو کھاتا جائے گا۔“
 ”یہ تم سے کس نے کہا تھا؟“

”میں اُسے نہیں جانتا۔ میں نے اُسے پہلی بار دیکھا تھا۔ اُس نے اس کام کا معاوضہ پانچ ہزار ڈالر کی صورت میں دیا تھا۔ میں سمجھا تھا ایک عورت کو چھپ کر انجیکشن لگانا کون سی بڑی بات ہے۔ مگر یہاں تو جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔“

اس نے ایک لٹ مار کر اُسے گھیر کے پاس سے ہٹایا پھر کہا: ”میں بیٹھے رہوں میں تمہیں جبریل کے پاس لے جا رہی ہوں تم اُس کے سامنے ہی بیان دو گے۔“

اس نے کار اشارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا: ”پانچ ہزار ڈالر دینے والے شخص سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟“

”اُسی ہوٹل میں، جہاں سے تم آئی ہو معاوضہ دینے والا مجھے اپنی کار میں بٹھا کر تمہارے پیچھے فرانسیسی سفارت خانے تک لے آیا تھا۔ پھر میں اس کی کار سے نکل کر تمہاری کال کی آگلی سیٹ کے پیچھے بٹھ گیا تھا۔“

ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ اچانک ہی ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اُس کار میں کہیں ٹانگہ تم چھپا کر رکھا گیا تھا جس کے بلاسٹ ہوتے ہی کار کے کچھ ٹوٹنے اور ڈھیر بھر گئے اور آگ بجھ گئی۔ چٹانیں اس حملہ کرنے والے کے کتے جیٹھے اُڑے ہوں گے۔ اُس گاڑی کے ٹوٹے سوسانہ کے منہ پر اور جسم کے کسی حصوں میں آکر گئے۔ جب وہ باہر لڑکی تو اُس کا ایک ہاتھ ٹوٹ کر اگ ہو گیا تھا بیٹھ میں بڑا سا شگاف پڑ گیا تھا۔ منہ پر اور جسم پر اتنے زخم آئے تھے کہ وہ لوموں ڈوب گئی تھی۔ کہیں سے نظر نہیں آ رہی تھی۔ لوگ دھماکے سے خوفزدہ ہو کر دوڑ بھاگ رہے تھے۔ اُس کے متعلق یقین ہو گیا تھا کہ وہ مر چکی ہے۔

بہت دُور سے فائزر بیگڈ کی گاڑی اپنے مخصوص سائز کی آواز سنائی ہوئی آ رہی تھی۔ ایک ایبولنس بھی کہیں سے آگئی تھی۔ لوگ اب سوسانہ کی لاش کے قریب آ رہے تھے۔ ایبولنس سے دو دار ڈوبولنے ایک اسٹریچر لے کر دوڑے ہوئے آئے۔ ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ اس کے ایک

ہاتھ میں سرخ تھی اور اُس سرخ میں بھی تیزاب تھا۔

سپر باسٹر کے دو آدمی جاتے تھے کہ وہ دھماکے سے ٹکڑے ہو کر بھی نہیں مرے گی۔ جب تک اس کا دل اور پھیپھے تیزاب سے نہیں گلانے جائیں گے اس کا کام تمام نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر اور دارو ڈوبولنے کے عین میں آئے تھے ڈاکٹر نے پاس آکر زمین پر گھٹنے ٹیک کر اُس کے دل کی جگہ ہاتھ رکھا اُس سے پہلے کہ دل کی دھڑکن معلوم ہوتی وہ زخمی ہاتھ ڈاکٹر کے منہ پر ڈرا۔ وہ ایک طرف الٹ گیا، سرخ دوسری طرف گئی۔ قریب آئے والے سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔ جیسے مُردے کو زندہ ہوتے دیکھ رہے ہوں۔

اور وہ مُردہ عورت کراہتے ہوئے کروٹ بدل کر ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے آدھے بازو سے جوڑ رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اُسے والے کے جبریلے ایک ہی ہاتھ میں ہل گئے تھے۔ وارڈ بوائے نے اُسے والے نے زمین پر سے سرخ اٹھا کر اس پر حملہ کیا لیکن سرخ کی ٹوک جسم میں چھیننے سے پہلے ہی سوسانہ نے لٹیٹی لٹیٹی ایک لٹ چلائی۔ اس سرخ زمین پر آئے ہی ٹوٹ گئی۔

انڈر کا تیزاب چھینٹوں کی صورت میں ڈاکٹر کے منہ پر آیا تو وہ مہین کی شدت سے چیختا لگا۔
 اچھی خاصی بھیر لگ گئی تھی۔ سب لوگ زخمی سوسانہ کو دیکھ رہے تھے۔ اس کے بیٹھ میں جوش گان پڑ گیا تھا، وہاں کی خالی جگہ بھر بھر گئی تھی۔ وہ سب زخمی بھر رہے تھے۔ ٹوٹا ہوا ہاتھ پڑ گیا تھا۔ جب وہ اٹھ کر بیٹھی تو لوگ اور پیچھے چلے گئے۔ لیکن اب کمی دشمن اپنے اپنے ہاتھ میں سرخ لے کر اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ پھر چہرہ بھی راستہ ملا ڈھر بھاگتی چلی گئی۔ اگر وہ دنیا کے تمام ہتھیار لے کر تے نوہ نہ بھاگتی، جرم کو مقابلہ کرتی، ایک ایک ہتھیار دلے کو موت کے گھاٹ اتار دیتی۔ لیکن تیزاب اس کے لیے موت تھا اور اس کا پیچھا کرنے والوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں بھری ہوئی سرخ تھی۔

وہ دوڑتی ہوئی ایک گلی میں گھس گئی۔ وہاں سے دوسری سیرس نکلیاں پار کرنے لگی۔ اُسے ددڑتے ہوئے قدوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ یہ اچھی طرح بتائیں جلتا تھا کہ تعاقب کرنے والے کس گلی سے آ رہے ہیں۔ کیوں کہ وہاں دو چار نکلیاں ایک دوسری گلی کو لاس کرتی ہوئی جاتے جاتے تک جاتی تھیں۔

وہ بھاگتے بھاگتے ایک جگہ ٹک گئی۔ مدھر جہاڑی تھی اُدھر سے تین آدمی ہاتھوں میں سرخچے لیے آ رہے تھے۔ وہ دیکھیں جانب گھوم کر دوسری گلی میں جانا چاہتی تھی مگر وہاں سے بھی دو آدمی سرخچے میں اس کی موت لیے آ رہے تھے۔ اس نے پلٹ کر تیسری گلی میں دوڑ لگانا چاہی، موت اُدھر سے بھی آ رہی تھی۔ ایک آدمی سرخچے کو پہنچا کر دوسری طرف دوڑنے لگا۔ ہاتھوں سے پکڑ کر وہ ڈھٹا ہوا آ کر ہاتھ اُس نے چند قدم کے فاصلے سے ہی سرخچے سے تیزاب کی دھار چھوڑی تاکہ وہ سوسائٹک پینتے اور اوپر سے اس کی کھال اور گوشت کو کھلائے۔ اس سے پہلے ہی وہ غصا میں اُٹھیں کہ اسے فلائنگ بک مارتی ہوئی دوسری طرف گئی تیزاب کی دھار پھینکنے والا لالت کھا کر گر پڑا تھا اس گلی میں آگے کوئی دشمن نہیں تھا۔ وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی چلی گئی۔

شیر مارٹر کے آدمیوں نے جیسے اس کے نام موت لکھ دی تھی۔ گلیوں کے بچے ہونے والے سے کھلتے ہی سامنے تاریخی کھنڈرات نظر آئے۔ وہ اُدھر جانے لگی۔ ان کھنڈرات میں دشمنوں سے ٹپا جا سکتا تھا۔ وہ اُدھر اُدھر چھپ کر ایک ایک شخص کے ہاتھ سے سرخچے کرانا چاہتی تھی۔ وہ شکستہ دیواروں اور ستونوں کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے لیے پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ لوگ اندر سے ہی سرخچے کے ذریعے اس پر تیزاب پھینکتے تھے اور وہ تیزاب جہاں بھی پڑتا، وہاں کا گوشت کھنے کے بعد دوبارہ نہ بھرتا جیسا کہ اس کے بڑے سے بڑے جان لیوا زخم بھرنے جا یا کرتے تھے۔

اس نے دوسرے دھڑوں سے بچتے ہوئے مقابلہ کیا۔ ایک کی گردن توڑ دی۔ دوسرے سے سرخچے چھین کر اسی کے جسم میں تیزاب کو بجھانے کے ان کے ساتھیوں پر ہنست طاری کر دی۔ یہ ثابت کرتی رہی کہ وہ ناقابل گرفت اور ناقابل شکست ہے۔ اس کے بلوغت وہ ان سے بھیجا پھرنے میں ناکام ہو رہی تھی۔ دشمن منتشر ہونے لگے بعد بھیڑی پوزیشن میں آ کر اُسے چاروں طرف سے گھیرنے لگتے تھے۔

وہ لڑتے لڑتے ایک اندھے کنوئیں کی آہنی جالوں پر بیٹھ گئی۔ ان جالوں کے نیچے تاریک کنوئیں کی گہرائی، پتائیں تھیں جو ریٹے کی طرح نظر نہیں آتا تھا۔ البتہ ان کے لڑنے اور زخم کھا کر چھیننے کی آوازیں اس کنوئیں کے اندر

جاتی تھیں اور گونجتی ہوئی واپس آ جاتی تھیں۔

آہنی جالوں کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اُن سے بچتے بھاگتے وہاں پہنچ گئی تھی اور اب بجاد کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ لوگ اپنا حصار نہیں توڑ رہے تھے۔ کنوئیں کی زبردستی طرح چاروں طرف سے دیوار بن گئے تھے وہ مدھر جہاڑی اُدھر سے تیزاب کی دھار اس پر پھینکی جاتی۔ اب تک ہی اس کے حلق سے چیخ نکلی۔ ایک طرف سے آئے والے تیزاب سے بچتے بچتے وہ گر پڑی کھلے ہوئے حصے کے اندر گرنے سے پہلے جالی کے ایک ٹکڑے کو پکڑ کر ٹک گئی۔

چاروں طرف سے قہقہے گونجنے لگے۔ اب بجاد کی کوئی صورت نہیں رہی تھی۔ وہ کنوئیں کی اندھی تاریکی میں ٹکی ہوئی تھی اور پراگندہ گرائے کی مہلت نہیں مل سکتی تھی۔ گھیرنے والے قریب آ گئے تھے اور سرخچے کی ٹونوں سے تیزاب کی بلدیک دھار چھوڑتے جا رہے تھے۔

ٹھیک ہے کہ موت نے بجاد کا راستہ نہیں تھا مگر تیزاب سے بجاد کی ایک ہی صورت تھی اُس نے آہنی جالی کے ٹکڑے کو چھوڑ دیا۔ کنوئیں کی اندھی تاریکی میں دوڑ سکا اس کی چیخیں گونجتی ہوئی نہیں بھرنے کا سنا تھا۔ کائنات ہی دشمنوں نے کھلے ہوئے حصے سے اندر بھاگ کر دیکھنے کی کوششیں کیں مگر تاریکی میں نہ وہ نظر آتی نہ ہی اس کی آواز سنائی دی۔

موت نہ دکھائی دیتی ہے، نہ سنائی دیتی ہے پھر بھی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ سوسائٹک کینی پائل کو صبح دماغ میں آئے نہیں دیا تھا اب وہ اُسے آنے سے روک نہیں سکتی تھی۔ لیکن وہ دماغ کی تاریکیوں میں بیٹھ کر واپس آ گیا تھا اُسے سوسائٹک زندگی کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ وہ اُلجھ گیا۔ اچھی طرح سمجھ نہ سکا۔ وہ مرجی چکی تھی، پر موت کی تصدیق کیسے کرے، یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

پاسکل بوبا کو پہنچ گیا اُسے ایک بند گاڑی میں اتر لوہٹ سے طبری اسپتال پہنچا گیا۔ اُس نے ایک فوجی افسر سے پوچھا: "یہ گاڑی چاروں طرف سے بند کیوں ہے؟" افسر نے کہا: "نہ ہر دن دو گیارہ فرق پڑتا ہے؟" "نہیں، لیکن ہو رہی ہے میں ناچ، دن تک ریزس کو کٹھری میں قید رہا۔" سمجھانے تک میں کھلی فضا اور آواز ہوا ملنی چاہیے۔"

ضرور ملے گی۔ پہلے یہ ثابت ہو جائے کہ تم اصلی پاسکل بوبا ہو؟" "میں اصلی ہوں کھڑکی کھولو۔ تازہ ہوا آئے دو؟" "تم تازہ ہوا کے لیے نہیں بھاڑے ملک اور شہروں کو باسوں کی نظروں سے دیکھتے آئے ہو؟" "یہ جھوٹ ہے۔"

"اسپتال پہنچو گے تو تمہاری انگلیوں کے نشانات لے جائیں گے۔"

"ضرور لینے چاہیں۔ میں فوج کے اعلیٰ افسروں اور اصلی حکام کی ہر طرح کی کڑیوں کا۔ لیکن اس سے پہلے پاسکل ہی قیدیوں جیسا سلوک مجھ سے نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں اتر کر انگلیوں کے نشانات سے پاسکل بوبا ثابت ہو جاؤ گے تب بھی تمہیں سخت نگرانی میں اسی طرح قید رکھا جائے گا۔"

"مجھ جیسے زندہ وار کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جائے گا؟"

"اس لیے کہ تمہارے دماغ میں روسوتی یا ڈر مچھپ کر جانے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہوں گے ہم تمہیں ان کی معلومات کا ذریعہ بننے نہیں دیں گے۔"

"میں غیروں میں بھی ناقابل اعتماد تھا انہوں میں بھی بھروسے کے قابل نہیں ہوں۔ دھولہ کا کتابن کیا ہوں، گھر کلابا ہوں نہ کھانا کا۔"

"تمہیں مشعل نہیں ہونا چاہیے۔ صبر توکل سے دیکھتے ہو؟ آئندہ کیا ہوتا ہے۔ اگر تم پاسکل ثابت ہو جاؤ گے تو تم تھلکی خیال خوانی کی توانائی واپس لانے کے لیے تجربے سے علاج کرائیں گے اور تمہارے توبی محل کرنے والوں کو گھٹائیں۔"

اُسے اسپتال پہنچا گیا۔ وہاں فوج کا ایک اصلی افسر موجود تھا مگر اُس نے پاسکل کے سامنے آ کر ملاقات نہیں کی۔ نہ ہی اپنی آواز سنائی۔ اندیشہ ہی تھا کہ پاسکل کے دماغ میں چھپے ہوئے روسوتی اور ڈر اس کے دماغ میں پہنچ جائیں گے۔

اس کی انگلیوں کے نشانات لے لیے گئے مختلف نادلوں سے تصویریں بنائی گئیں۔ شہینوں کے ذریعے معلوم کیا گیا کہ وہ بہرہ ریا ہے۔ مابین اس کی کھنکھو کو ریکارڈ کیا گیا تاکہ آواز اور لہجے کا فرق معلوم کیا جاسکے۔ اس سے کہتے ہی کاغذات پر بہت کچھ لکھوایا گیا اس کے دستخط لے گئے۔ وہ لے جا رہا نام دن مختلف آزمائشوں سے گزرتا رہا اس دوران ڈاکٹر

اُس کا سامنا اور علاج کرتے رہے۔ رات کو وہ دونوں کے اثر سے گہری نیند سو گیا۔

دوسرے دن صبح ہونے والے نتائج سونپھداس کے حق میں تھے۔ وہ پاسکل بوبا تسلیم کر گیا لیکن وہ برس سے خطرے کی گھنٹی بن کر آیا تھا۔ آئندہ اُسے ملکی راز نہیں بتائے جائیں گے اور نہ ہی اُس سے کوئی اہم کام لیا جاسکتا تھا۔ وہ صبح سمجھ کر گھٹو کرے باروائی میں لوٹا رہے اس کی بہت پر غور کیا جاتا تھا اور شبہ ہی جاتا تھا کہ وہ روسوتی یا ڈر کی مرضی کے مطابق بول رہا ہے اور جو بول رہا ہے اُس بات کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

وہ اپنے ملک میں آ کر بھی مصیبت میں پڑ گیا تھا۔ وہاں گھومتے جا رہے تھے علاج ہوتا جا رہا تھا۔ دماغی توانائی مکمل ہو رہی تھی ایک ماہ کے بعد وہ خیال خوانی کے قابل ہو گیا۔ اسی عادت کے مطابق بلخ جو مہنت تک سانس روکنے لگا۔ کوئی برائی سوچ کی لہر دماغ میں آئی تو وہ سانس روکنے لگی جی جانتے والے تو بھگا سکتا تھا۔ اس کے باوجود قہقہے نہیں تھا کہ توبی محل کرنے والا ڈر اس کے دماغ سے جاتا چکا ہے۔ اس سے ملاقات کرنے وہی ایک فوجی افسر آتا تھا جو اسے اتر لوہٹ سے اسپتال لایا تھا۔ اس نے افسر سے بھانہ تم لوگ میری مدد کیلئے رپورٹ بڑھ رہے ہو۔ میں پاسکل نکل ہوں۔ خیال خوانی کرنے لگا ہوں میری دماغی توانائی اس قدر ہے کہ روسوتی یا ڈر میرے اندر اب چھپ کر نہیں رہ سکتے۔"

"تو یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"توبی محل کا اثر دس بندہ دن سے زیادہ نہیں رہتا۔ صرف کمزور دماغ کے لوگ مہینوں تک زیر اثر رہتے ہیں۔"

"تم بھی کمزور تھے؟"

"اب نہیں ہوں۔ اس کا ثبوت مڈکل رپورٹ ہے جو توبی محل چھپ کر کیا گیا تھا اُس کا اثر ختم ہو چکا ہے اس کے بعد کوئی دوسری بار عمل کرنے نہیں آیا۔ اگر آتا تو میں لے محسوس کر لیتا۔"

"ٹھیک ہے، ہم تمہارا ایک فائل بیک اپ کرائیں گے۔"

دوسرے دن اسے طبری اسپتال کے آئرشن تھریٹر میں پہنچا گیا۔ اس نے بلوغت چھپے میاں کیوں بنا لیا تھا؟ جواب میں ایک پتلی شخصن لگایا جس کے پیچھے میں

وہ کوئی سوال کرنے کے قابل نہیں رہا۔ آرمی جوائنٹ کے مانع میں چھپا ہوا تھا، دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ وہ پرس کے ایک سرکاری بیگلے میں تختہ ڈال سونیا سے ملاقات کرنے آیا تھا۔ اس نے کہا: "انہوں نے پاسکل کو آپریشن تقریر میں لے جایا ہے۔ میں سوچ رہی ہوں کہ آپریشن نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا کریں گے؟"

وہ بولی: "اب سوچنا انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟" "مجھے اس کے دماغ سے نکلنے کے لیے؟" "تو میں اس سے دور رکھنے کے لیے آخر تک بائیں ہوش رکھیں گے؟" "یہ ان کی نافرمانی ہے؟"

نافرمانی نہیں چلائی کیسے جب وہ ہوش میں آئے گا تو تم اس کے دماغ میں کبھی نہیں بیچ سکو گے؟" "تم یہ کتنا چاہتی ہو کہ آپریشن تقریر میں اس کا..... برین واشر کیا جا رہا ہے؟"

"سیریا میں نے روسیوں کا برین واشر کرایا تھا اور یہ تجربہ کیا تھا تو برین واشر کے بعد بھی خیال خرابی کی صورت میں صلاحتیوں کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ ماسک میں ایسا تجربہ کرنے میں اس سے کئی قدم آگے نکل گیا ہے۔ اس نے جو جو کے دماغ کو آپریشن کے ذریعے بالکل تبدیل کر دیا اس تبدیلی کے باوجود اس کی ٹیلی میٹری کا علم برقرار ہے۔ صرف ایک ناکامی ہوئی کہ وہ جو جو کا لہجہ بدل گیا۔ جس کی وجہ سے تم اس کے دماغ میں بیچ سکتے تھے۔ مجھے یقین ہے، پاسکل کے بھی دماغ کا آپریشن کیا جائے گا اور ساتھ ہی اس کے لیے کوہلنے کا تجربہ بھی کیا جائے گا تاکہ تم پھر اس کے اندر نہ بیچ سکو؟"

"تھواری بات سمجھ میں آئی ہے، وہ یہی کر رہے ہوں گے؟"

"جو جو کا کیا حال ہے؟" "ابھی صحت مند ہے۔ اسپتال کے باہر لان میں کھڑے بیٹھے ہے۔ مجھے سڑا کر کٹی ہے؟"

"دل چھوٹا نہ کرو۔ جب پیمانے لے گی تو بھائی کھا کسے گی؟"

"میں نے سمجھا تھا، مجھے بھائی کھا کر اس نے جواب دیا۔ رشتہ خواہ کتابی معزز اور مقدس ہو اسے سوچ سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ جو لوگ ابھی طرح نہیں پوچھتے وہ شخص جذباتی رشتہ قائم کرتے ہیں اور جذباتی رشتہ جلد ہی جھگ کی طرح

بیٹھ جاتے ہیں؟" سونیا نے مسکرا کر کہا: "ہماری جو جوائنٹ نادان بچی تھی اب دانشوروں کے انداز میں بولتی ہے اور بولنے سے پہلے خوب سمجھتی ہے؟"

"میں نے شام کو اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا اجازت دو جا رہا ہوں؟" وہ چلا گیا۔ لیکن چند سیکنڈ کے بعد ہی واپس آکر پریشان سے بولا: "وہ بے ہوش ہے؟" سونیا نے مشورہ دیا: "اس کے خاص ڈاکٹروں کے پاس جاؤ؟"

وہ پھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد آکر بولا: "جو جو کے دونوں ڈاکٹر ایک کمرے میں قیدی کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی سوچ نے بتایا ہے کہ جو جو کو آئینڈ کرنے والی نرسوں کو بھی کسی کمرے میں بند کیا جاسکتا ہے۔ دو گھنٹے بعد انہیں رہائی مل جائے گی۔ آخر یہ ماسک میں ہی کرتا پھر رہا ہے؟"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی: "انہوں نے جو جو اور پاسکل کو باہر ایک ہی وقت میں بے ہوش کیا ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں دونوں کو تم سے نجات دلا کر ان پر کوئی نیا تجربہ کر رہے ہیں؟"

"کیا یہی تجربہ تبدیل کرنے والا تجربہ ہے؟" "شاید وہی تجربہ۔ ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہی معلوم ہوگا؟"

وہ بے چین ہو گیا۔ اٹھ کر بیٹھنے لگا۔ سونیا نے مسکرا کر کہا: "تم ہنسنے کے لیے ایک ذمہ سے پریشان ہو جاتے ہو جینے دشمن اس کی ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے؟"

"میں جانتا ہوں دشمن اسے سوتی بھی نہیں چھو سکیں گے کیونکہ اسے بار بار آپریشن کے مراحل سے گزارا جا رہا ہے۔ وہ کتنی تکالیف برداشت کرتی ہوگی، تم محض اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ برداشت تو وہ کر رہی ہے؟"

"برداشت کرنے دو، وہ گنڈن بن رہی ہے۔ جاؤ۔ آرام کرو۔ چار گھنٹے بعد جو جو سے رابطہ قائم کرنے کے کوشش کرنا؟"

وہ جلنے لگا۔ پھر دوازے کے پاس جگ کر بولا: "اس اجنبی کا کیا بننا، جو خود کو فریاد کتا آ رہا ہے؟" "تم نے فی الحال اسے درست بنا لیا ہے تم اس کی... ٹیلی میٹری سے بھی کچھ کام لیتے رہیں گے، اور اسے آزمانے نہیں گے؟"

یہ بات آرمی کو بھی نہیں بتائی گئی کہ سونیا، یارس اور علی تمور نے مجھے فریاد سن کر لیا ہے۔ روسیوں کو بھی یہ سہا یا گیا کہ وہ مجھے پسند کرتی ہے اس لیے بیٹوں نے اور سونیا نے اسے درست بنا لیا ہے اس طرح ہماری ٹیم میں ایک ٹیلی میٹری جاننے والے کا اضافہ بھی ہوگا اور اسے آزمانے ہی میں گئے۔

آرمی اس کے جواب سے مطمئن ہو کر باہر آیا۔ اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے آگے چھ دو ڈاکٹر ان تھیں جن میں سٹیخ اڈراؤ بیٹھ ہوئے تھے۔ وہ باہر صاف حساب کے ادا سے باہر سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ آتا تھا۔ اس نے سٹیخ اڈراؤ کو کہا: "مجھے اسپتال کے چیلڈ میں ماریہ اور یارس سے ملاقات کروں گا؟"

وہ تینوں کا ٹیبل آدھ چیلڈ میں آرمی اپنی بہن جو جو کے لیے پریشان تھا۔ اس سطلے میں یارس سے کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ ایک شوہر کی حیثیت سے اپنے فالٹس ادا کیوں نہیں کر رہا ہے۔ سٹیخ اڈراؤ نے فریب میں رہا۔ ماریہ کے ساتھ وقت گزار رہا ہے جو جو کو دشمنوں کے درمیان بے یار و مددگار چھوڑ رکھا ہے۔ آخر یہ بے چینی کیوں ہے؟

وہ گاڑیاں اسپتال کے احاطے میں رگ گئیں۔ اس اسپتال میں صرف فریڈ کے خان اور افران اپنے رشتہ نشین کا فزات دکھا کر داخل ہو سکتے تھے۔ آرمی نے ماریہ اور یارس سے ملاقات کے لیے خصروہی اجازت نامہ حاصل کیا تھا۔ وہ گاڑی سے اتر کر اسپتال کی عمارت میں داخل ہوا۔ پھر ایک کوریڈور سے گزر کر ماریہ کے کمرے کی طرف جانے لگا۔ ادھر سے یارس آ رہا تھا۔ اس نے بڑی گرم جوشی سے صحافت کیا: "پھر لوچھا؟" "انکل! آپ یہاں کیسے آئے؟" "کیوں بیٹے؟ میں یہاں آ نہیں سکتا؟"

"آپ تو کہیں آتے جاتے نہیں ہیں۔ باہر صاحب کے ادا سے میں کو شوشین ہو چکے ہیں۔ اسی لیے آپ کو یہاں دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے؟" "میں اطمینان سے کہیں بیٹھ کر بائیں کرنا چاہتا ہوں۔ دلیسے ماریہ کیسی ہے؟"

"تھیک ہے۔ علاج میں کمی لائی جا رہی ہے۔ اس کا زہر بالکل ختم نہیں ہو سکتا لیکن تم ہو سکتا ہے۔ اسے کسی حد تک نازل بنا جا رہا ہے؟" وہ بائیں کرتے ہوئے اسپتال کے باہر آئے اس نے

کہا: "میں اسے کٹیج میں جا رہا ہوں۔ آپ بھی وہیں چل کر بائیں کر سکتے ہیں؟"

وہ یارس کی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ یارس نے اس کے کیچھوٹی انڈر سے کہا: "تم لوگ آرام کرو۔ انکل ادارے میں نہیں جانا چاہیں گے تو تمہیں خیالی خوانی کے ذریعے بلانے گئے؟" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر اسپتال کے احاطے سے نکل کر کٹیج کی طرف جانے لگا۔ آرمی نے مین روڈ پر آکر پوچھا: "آپ کوئی خاص بات کتنا چاہتے ہیں؟"

"میری خاص بات کا تعلق صرف میری بہن سے ہوتا ہے۔ وہ ہم سب سے اجنبی بن کر دوڑ رہی جا رہی ہے۔ ملک میں اسے جو چھوٹے ویلے آندہ دفاتر میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا ہے ان حالات میں تم اسے بالکل بھول چکے ہو؟"

"ایسی بات نہیں انکل! آپ ماضی میں دیکھ چکے ہیں، میں جو جو کو سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔ یہ چاہت کم نہیں ہو رہی ہے، بڑھتی جا رہی ہے؟" "یہ کیسی محبت ہے کہ تم نے اسے دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ رکھا ہے؟"

"میں چند گھنٹوں میں ثابت کر دوں گا کہ میری جو جو وہاں تنہا نہیں ہے۔ میں بھی اس کے ساتھ ہوں؟" "یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"ایک ایسی بات ہے جسے میں آپ کو بھی بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن آپ میری محبت پر شبہ کر رہے ہیں۔ ادھر میں جو جو کے پاس بیٹھتا... وہ بات ادھوری چھوڑ کر بولا: "رہنے والی بات زبان سے نکلنے ہی پڑتی ہو جاتی ہے؟"

"یہی باتیں کر رہے ہو کیا میری بہن کی بات میری زبان سے پڑتی ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تم جوبات چھپنا رہے ہو اسے میں بھی جیسا کر رکھوں گا؟"

"آپ جانتے ہیں، ہم سب تمہاری اجازت کے بغیر کسی کام معاملے میں اپنی مرضی سے کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ میں نے تمہاری یاد رکھی جو جو کے لیے پریشانیاں ظاہر کیوں۔ وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ کیا تمہارے لیے یہ کہہ کر روک دیا کہ صبر کرو۔ وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔ جو جو خود یہاں آئے گی؟"

آرمی نے کہا: "مجھے سونیا سے اختلاف ہے۔ مگر میں کیا کر سکتا ہوں صرف خیالی خوانی کے ذریعے بہن کو وہاں سے لائیں سکتا؟"

”اگر آپ میرا ساتھ دیں تو وہ آسکتی ہے“

”کیسے؟“ وہ کاٹیج میں پہنچ گئے۔ پارس نے کہا: ”آپ جانتے ہیں، ایک بار میں ناکو تھسا کے بغیر تل اسب پینج نجما تھا۔ ان دنوں میں شیبائی کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لیے اندھا ہو گیا تھا۔ آج جو کوئی محبت میں اندھا ہو کر مٹا کو تھسا کے بغیر ماسکو جا رہا ہوں“

آدمی نے خوش ہو کر پوچھا: ”یک جا رہے ہو؟ کیا تم نے ابھی طرح سمجھ لیا ہے، کوئی عہدیت تو نہیں آئے گی؟“

”مسیحین آتی جاتی رہتی ہیں، اگر آپ ساتھ دیں گے تو...“

”میں دل سے دماغ سے اور جی جان سے تھکے ساتھ ہوں۔ بولو مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟“

”میں آپ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہوں“

”مجھے؟ تم کوئی جاؤں گا تو جلد ہی تھکے دہاں جانے کا پھید کھل جائے گا“

”تمہارے جاننے کے بعد تم کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا، کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جب ہم یہاں سے نکل جائیں گے تو تمہا والیں نہیں بلائیں گی“

”مجھے کیوں ساتھ رکھنا چاہتے ہو؟“

”میں چاہتا ہوں آپ دوسرے تمام فریض جھوڑ کر صرف جو جو کے پاس رہیں یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ میری طرح ادارے سے دور رہیں“

”ہم ماسکو کیسے جائیں گے؟“

”وہاں صرف میں جاؤں گا۔ آپ میرے ساتھ مغربی جزیر تک چلیں گے۔ وہاں سب سے چھپ کر رہیں گے۔ جتا اور علی تیمور وغیرہ سے رابطہ قائم نہیں کریں گے جب ضرورت ہوگی تو انھیں بتایا جائے گا کہ ہم یہاں کیسے ہیں“

پارس نے ایک جعلی پاسپورٹ اور ضروری کاغذات نکلا کر دکھاتے ہوئے کہا: ”پاسپورٹ کی تصویر دیکھیں میں اس کے عہد میں ان کے کاغذات کے مطابق آسانی سے ماسکو پہنچ جاؤں گا۔ آپ راضی ہیں تو تین مہینوں میں اس کا ایک سرکاری افسر رازدار ہے۔ وہ ایک گھنٹے کے اندر آپ کے لیے بھی جعلی پاسپورٹ اور دیگر کاغذات فراہم کرنے کا پابند ہے۔“

”میں تم میری وجوہ کے لیے بہت بزدلم آٹھارہ ہوں میں ہر قسم پر تھکا سے ساتھ رہوں گا۔“

پارس نے ریسپورٹ دکھا کر کسی سے رابطہ قائم کیا پھر پڑے

ایک جعلی پاسپورٹ، دیگر ضروری کاغذات اور تین گھنٹے کے لیے جانے والی فلائٹ کے ٹکٹ کے لیے کہا۔ پھر ریسپورٹ رکھ دیا۔ پولا: ”یہاں آپ کے تین فریض کی ادائیگی خیال خوانی کے ذریعے رہ گئی ہے۔ ان سب کو نٹائیں۔ تم کو تیار کر کے آپ میرے پاس آرام کر رہے ہیں یہاں سے چلنا پڑے گا۔“

وہ بولا: ”تھک ہے اس طرح کسی کو یہاں سے ہلکی روائی کا شہ نہیں ہوگا“

وہ خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ پارس نے کہا: ”ٹھہرے، وہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں؟“

”تعماری تمہارے“

”آپ کسی ضرورت کے وقت ہی ان سے رابطہ قائم کرتے ہیں، کیا ابھی کوئی اہم بات ہے؟“

”ابھی تو نہیں ہے، چار یا پچھلے بعد جو جو کے پاس جاؤں گا پھر سونیا کو اس کے موجودہ حالات بتاؤں گا۔“

”بہتر ہے ابھی تم کے پاس نہ جائیں، انھیں اس بات پر شبہ ہو جائے گا کہ آپ ان سے میرے پاس وقت لگانے کی بات کیوں کر رہے ہیں۔ آپ مجھے جو جو کے موجودہ حالات بتائیں“

وہ تباہ لگا۔ ایک گھنٹے بعد اس کے لیے پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات آگے۔ پاسپورٹ کی تصویر کے مطابق پارس نے آرم کر کے ایک جعلی پاس کے بعد اپنی حالت علیہ تبدیل کیا۔ پھر تھک وقت بروہ اثر پورٹ کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں سے چارٹرڈ طیارے پرواز کرتے تھے۔ وہ ایک طیارے میں سوار ہوئے۔ اس طیارے کے مزید دو سفر تھے۔ ایک پانٹ اور دوسرا پارس کا خاص طیارہ تھا۔ جب وہ طیارہ پرواز کرنے لگا تو طیارے میں دو گلاسوں میں ٹھنڈا مشروب پیش کیا گیا۔ پارس نے اس کا کھانا تیار ہے۔ جب آپ حکم دے گے، حاضر کروں گا“

آدمی نے کہا: ”فرادیر سے کھاؤں گا۔ پارس بیٹھا تم میرا انتظار نہ کرو“

”میں جانتا ہوں اٹھل، آپ جو جو کے لیے برطان میں جب تک اس کی موجودہ ہے ہوشی کا سبب معلوم نہیں ہوگا آپ کی جھوک اور نیند آئی ہے گی“

وہ دونوں بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ گلاس خالی ہو گئے پارس نے کھانا پیلے اٹھل، آپ کی جھوک چکی ہے۔ تم نیند نہیں آئے گی یہ مشروب ابھی آپ کو کھری

نیز سلائے گا“

وہ غماز آواز میں بولا: ”میں ابھی سونا نہیں چاہتا“

”بے وقوف، تمہارے نہ چاہنے کے باوجود نیند آئے گی“

آدمی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اس نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا: ”تم مجھے بے وقوف کہہ رہے ہو۔ اپنے اٹھل کو بے وقوف کہہ...“

وہ آگے بڑھ نہ سکا۔ آنکھیں بند ہو گئیں بڑے آرام سے نیند لے ڈالی۔

جبریل گرانٹ بڑا بے عین تھا۔ کبھی کبھی کمرے میں ٹھٹھا تھا کبھی ہونٹ کے باہر آکر ڈور تک دیکھتا تھا کہ سوسانہ والیں آ رہی ہے یا نہیں؟ اسے کوئی جانی نقصان پہنچانے کا، اندیشہ نہیں تھا۔ وہ ناراض ہو کر گئی تھی اور وہ بڑی شدت سے اس کی کمی محسوس کر رہا تھا۔

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسپورٹ دکھا کر سولہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی: ”کیا ماسٹر جبریل گرانٹ ہو؟“

”ہاں میں بول رہا ہوں“

”میں تاریخی کھنڈرات کا انچارج افسر بول رہا ہوں۔ مجھے انیسوس کے ساتھ کھنڈرات کے تعمیراتی گری فریڈ سوسانہ یہاں اندھے کنوئین میں گرفتاری ہے۔ بلکہ نہ بد معاشوں نے اسے گرایا ہے۔ اس کنوئین کی تعمیراتی نامعلوم ہے۔ اندر نہ ہرئی گیس کا امکان ہے۔ آج تک کسی نے اس کے اندر جانے کی جرأت نہیں کی“

وہ دہراتے ہوئے بولا: ”میں اندر جاؤں گا۔ میں اچھا آ رہا ہوں“

وہ ریسپو کو جھینکا سوا، وہاں سے دوڑ لگا گیا سوا۔ راستے میں آنے والوں کو گرا اور روندتا ہوا ہونٹ کے باہر آیا پھر کار کی اسٹیننگ سٹیٹ پر بیٹھ کر اسے اشارت کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا تاریخی کھنڈرات کی طرف جانے لگا۔

اس کے دماغ میں جھپٹے ہوئے مارٹن رسل نے اس کی سوچیں کھنڈرات کے اندر نہیں جانا چاہیے اندر موت ہے اسی لیے وہاں کوئی نہیں جاتا“

میری جنت وہاں بھی ہے۔ میں بھی جاؤں گا۔ وہ زندہ ہونے کو اسے واپس لاؤں گا۔ ورنہ اس کے ساتھ مر جاؤں گا۔

”زندگی کو جان بوجھ کر موت کے حوالے کرنا دانشمندی نہیں ہے“

وہ جھنجھلا کر بولا: ”میں اب انہوں سوچ رہا ہوں۔ کیا میں اپنی سوسانہ کے بغیر زندہ رہنے کا تصور سخی کر سکتا ہوں؟ مارٹن رسل چند لمحوں تک خاموش رہا پھر اس کی سوچ میں بولا: ”ہاں اس کے بغیر مجھے زندہ رہنا چاہیے۔ انتقام لینے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔ بد معاشوں نے میری سوسانہ کو اس کنوئین میں گرایا ہے۔ میں ایک ایک کو گتے کی موت ماروں گا“

اس بار وہ غصے کو ذرا بھول کر غور کرنے لگا: ”وہ بد معاش کون ہو سکتے ہیں؟ انھیں میری سوسانہ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟“

دماغ میں چھپا ہوا شاطرا جان بوجھ کر خاموش رہا۔ وہ جبریل کو اب اپنے طور پر سوچنے کا مومن نہ رہا تھا۔ وہ کھنڈرات کے احاطے میں پہنچ گیا۔ اندھے کنوئین کے پاس پولیس اسٹیشن اور سبھی موجود تھے۔ وہ کار سے اتر کر دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا پھر بولا: ”میں جبریل گرانٹ ہوں۔ کیا سوسانہ کو کسی کنوئین میں گرایا گیا ہے؟“

”ہاں اسی کنوئین میں“

سپین ڈائجسٹ کا دلچسپ ترین ماسٹ

یہ قارئین آج تک نہیں جانتے

طالوت

اسٹیشن میں منسلک

آپ کی دلچسپی اور ذہنی تازگی کے لیے

پہلے سراہا، بعد کے شائقین کے لیے

ظفر، مہراج، ہسٹنڈ کوئے والوں کے لیے

جاسوسی کہانیوں کے پستندوں کے لیے

یہ دلچسپ ان پوائنٹ تک آپ نے نہ پڑھی ہوگی

مکتبہ شکر میں شیاہ

اپنی دلچسپی، محنت و عیب خیزیاں یا وزارت سے متعلق

اس مکتبہ کے نام کے حصول کے لیے

انہا بیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۲۶ کراچی

وہ تیزی سے چلتے ہوئے کنوئیں کے قریب جانے لگا چند سیالوں نے اسے روکنا چاہا۔ گھراس کے ایک ہاتھ کے جھکے سے وہ سب دور جا کر گر پڑے۔ ایک اصر نے ریلواریں نکال کر کہا: "رگ جاؤ ورنہ کوئی مار دوں گا۔" ایک جوئیر افسر نے کہا: "سرا! اس پر گولیاں اتر نہیں کرتی ہیں یہ دھمکیوں سے نہیں ٹسکے گا۔"

وہ کنوئیں کی آہنی جالیوں پر چڑھ گیا تھا۔ وہاں کے انجان نے کہا: "ہم تمہیں اندر جانے سے نہیں روکیں گے۔ مگر ایسے انتظامات کے ساتھ جاؤ تا کہ سوسائٹ کو بحال کرادیں۔"

دوسرے افسر نے کہا: "جلد بازی سے تم اسے بچا نہیں سکو گے۔ گیس ماسک پہن لو۔ ایک گیس ماسک اور سلڈر رفاضل رکھ لو۔ بائارج وغیرہ بھی ضروری ہے۔ اس کے بعد کمرے سے رستہ باندھ کر اتر جاؤ۔"

جبریل نے اپنے لیے کبھی امتناعی تلبا پر عمل نہ کرتا۔ فوراً کنوئیں میں جھلانگ لگا دتا لیکن سوسائٹ کو حفاظت سے لاسنے کے لیے وہ ذرا رگ گیا۔ قریبی دفتر کے اسٹور روم سے گیس ماسک، سلڈر، بائارج اور رستے وغیرہ لائے جا رہے تھے۔ ایک پولیس افسر نے ایک پاسپورٹ دکھاتے ہوئے کہا: "یہ مسٹر پارس علی تیمور کا پاسپورٹ ہے۔ یہاں کنوئیں کے پاس یا گیا ہے۔ کیا مسٹر پارس کو تم لوگوں سے کوئی دشمنی ہے؟"

دوسرے افسر نے کہا: "اب اس کنوئیں کے اندر جانا قانوناً منع ہے۔ لیکن تم ہمارے قانون میں نہیں آؤ گے۔ ہم تمہیں دھمکیوں سے جوڑ کر کے بھی اندر جانے سے روک نہیں سکیں گے۔ پھر کیوں نہ یہ تجربہ کیا جائے کہ جس پر تلواریں اور نبردو کی گولیاں اتریں گی۔ کئی ہیں ایسا غیر معمولی شخص گمراہی میں جا کر واپس آ سکتا ہے یا نہیں؟"

جبریل نے پاسپورٹ کھول کر پارس کی تصویر دکھاتے ہوئے کہا: "مجھ سے وعدہ کرو تم میرے مرنے کے بعد سے نہ لائے موت تک پہنچاؤ گے۔"

ایک افسر نے کہا: "پارس فرانس کا باشندہ ہے۔ اگر وہ جاسے ملک سے جا چکا ہے تو ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

جبریل نے غصت سے کہا: "میں کسی ملک کی سرحد کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دنیا کے جس حصے میں ہوگا، میں اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔"

دماغ میں بھیج دئے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اندھے کنوئیں میں سوسائٹ تک پہنچ کے گا۔ جلدی کرو مجھے دس منٹ کے اندر ایک ٹیلی پیجی جاننے والا چاہیے۔"

مارٹن رسل موجود تھا۔ کھانڈا کھانڈا تھا۔ جبریل نے سیریا مسٹر کے جس ایکسٹنڈ سے فون پر بات کی تھی اس کے دماغ میں جا کر بولا: "سیریا مسٹر کو تمام باتوں کا علم ہے۔ یہی جبریل کے پاس جا رہا ہوں۔"

وہ دس منٹ کے بعد آواز اور لہجہ بدل کر آیا پھر نجان بن کر بولا: "کیا سوسائٹ اندھے کنوئیں میں ہے؟"

"ہاں۔ فوراً اس کے دماغ میں جاؤ۔"

"کیسے جاؤں میں نے کبھی سوسائٹ کی آواز نہیں سنی۔"

"ادوہ۔ فوراً! پھر مسٹر کے پاس ہم سب کی آواز اور لیے کے کیسٹ موجود ہیں۔ جاؤ سوسائٹ کی آواز سن کر آؤ۔"

وہ دماغ سے نکل گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آ کر بولا: "میں نے سوسائٹ کی آواز کیسٹ سننا تھا پھر اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی تھی لیکن انھوں نے اس کا دماغ ٹرہا ہوا چوکا ہے۔ وہ مر گیا ہے۔"

"نہیں! وہ پوری قوت سے گرجتا ہے۔ وہ نہیں مر سکتی۔ میں ساری دنیا کو مار ڈالوں گا۔"

جبریل نے اپنے لیے کبھی امتناعی تلبا پر عمل نہ کرتا۔ فوراً کنوئیں میں جھلانگ لگا دتا لیکن سوسائٹ کو حفاظت سے لاسنے کے لیے وہ ذرا رگ گیا۔ قریبی دفتر کے اسٹور روم سے گیس ماسک، سلڈر، بائارج اور رستے وغیرہ لائے جا رہے تھے۔ ایک پولیس افسر نے ایک پاسپورٹ دکھاتے ہوئے کہا: "یہ مسٹر پارس علی تیمور کا پاسپورٹ ہے۔ یہاں کنوئیں کے پاس یا گیا ہے۔ کیا مسٹر پارس کو تم لوگوں سے کوئی دشمنی ہے؟"

جبریل نے افسر سے پاسپورٹ چھین لیا۔ اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں پارس کی تصویر تھی۔ وہ گرت کر بولا: "رگتے! لیکن! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیری بوٹی بوٹی جانوروں کو کھلاؤں گا۔"

مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں کہا: "پہلے مجھے پارس کو کتنی موت ماننا چاہیے۔ میں کنوئیں میں جاؤں گا اور زندہ واپس نہیں آؤں گا تو میری سوسائٹ کا قانون ہستی کھیلنے کی زندگی گزارتا رہے گا۔ اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

میں بھی جان سے جاؤں گا۔ شاید اس کا بھی منصوبہ ہے کہ میں سوسائٹ کی لاشیں کنوئیں سے لاسنے کی حماقت میں خود مر جاؤں۔ نہیں۔ مجھے مزہ نہیں چاہیے۔"

کنوئیں میں اترنے کا تمام سامان مٹا کر دیا گیا۔ اس نے انجان سے پوچھا: "کیا اس کنوئیں میں پہلے کبھی کوئی نہیں گیا؟"

"برسوں پہلے دو شخص پوری تیاری کے ساتھ گئے۔"

ایک افسر نے کہا: "جلد بازی سے تم اسے بچا نہیں سکو گے۔ گیس ماسک پہن لو۔ ایک گیس ماسک اور سلڈر رفاضل رکھ لو۔ بائارج وغیرہ بھی ضروری ہے۔ اس کے بعد کمرے سے رستہ باندھ کر اتر جاؤ۔"

جبریل نے اپنے لیے کبھی امتناعی تلبا پر عمل نہ کرتا۔ فوراً کنوئیں میں جھلانگ لگا دتا لیکن سوسائٹ کو حفاظت سے لاسنے کے لیے وہ ذرا رگ گیا۔ قریبی دفتر کے اسٹور روم سے گیس ماسک، سلڈر، بائارج اور رستے وغیرہ لائے جا رہے تھے۔ ایک پولیس افسر نے ایک پاسپورٹ دکھاتے ہوئے کہا: "یہ مسٹر پارس علی تیمور کا پاسپورٹ ہے۔ یہاں کنوئیں کے پاس یا گیا ہے۔ کیا مسٹر پارس کو تم لوگوں سے کوئی دشمنی ہے؟"

جبریل نے افسر سے پاسپورٹ چھین لیا۔ اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں پارس کی تصویر تھی۔ وہ گرت کر بولا: "رگتے! لیکن! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیری بوٹی بوٹی جانوروں کو کھلاؤں گا۔"

مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں کہا: "پہلے مجھے پارس کو کتنی موت ماننا چاہیے۔ میں کنوئیں میں جاؤں گا اور زندہ واپس نہیں آؤں گا تو میری سوسائٹ کا قانون ہستی کھیلنے کی زندگی گزارتا رہے گا۔ اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

میں بھی جان سے جاؤں گا۔ شاید اس کا بھی منصوبہ ہے کہ میں سوسائٹ کی لاشیں کنوئیں سے لاسنے کی حماقت میں خود مر جاؤں۔ نہیں۔ مجھے مزہ نہیں چاہیے۔"

کنوئیں میں اترنے کا تمام سامان مٹا کر دیا گیا۔ اس نے انجان سے پوچھا: "کیا اس کنوئیں میں پہلے کبھی کوئی نہیں گیا؟"

"برسوں پہلے دو شخص پوری تیاری کے ساتھ گئے۔"

اس نے بڑی سی مین کو لٹ دیا۔ بھاری بھاری کواٹھا کر چیک کرنا نہیں کیونکہ وہ نہیں چھوڑوں گا۔ پارس کے ایک ایک رشتے دار کو موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ وہ گرجتا ہوا پولیس افسران کی طرف آیا۔ وہ لوگ دور بھاگنے لگے۔ ایک نے کہا: "مسٹر جبریل! رگ جاؤ۔ یہاں سے نقصان پہنچانے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ تمہاری دشمنی پارس سے ہے، ہم سے نہیں ہے۔"

اس نے عمارت کے باہر کھڑی ہوئی کار کو ایک طرف سے اٹھا لیا پھر ایک دوسری طرف اٹک کر کہا: "تم پولیس والے یہاں کیا کر رہے ہو؟ جاؤ اسے تلاش کرو۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اس شہر میں ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو بتاؤ وہ کہاں گیا ہے جو پولیس میں اس کا سراغ لگانے میں ناکام رہے گا میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔"

ایک افسر دفتر میں جا کر امریکی سفیر سے فون پر کہہ رہا تھا: "آگ آگ نے جلد سے جلد جبریل کو ہارنا تک چھوڑنے پر مجبور نہ کیا تو ہم اسے تم کے دھاگوں سے اڑاؤ گا اور پھر تیرا پھینک دیں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سوسائٹ تیزاب کے ڈر سے ہی اندھے کنوئیں میں کئی تھی۔"

دوسری طرف سے یقین دلا گیا کہ وہ مجھے بھرنے کے اندر تک چھوڑے گا۔ اس سے کہو، اٹروٹ سے خبر ملی ہے، پارس فلاں فلاں سے پیرس جلا گیا ہے۔ اس افسر نے پولیس ایشین میں اپنے ایک ماتحت افسر کو فون کر کے یہی بات سمجھائی پھر ہدایت کی کہ وہ پانچ منٹ کے بعد یہاں فون کرے۔ اس کے بعد اس نے جبریل کو بل کر کہا: "مسٹر! ہم نے مارے شہر کی ناکا بندی کر دی ہے۔ وہ جس رستے سے بھی جھانکا گیا ہے وہاں خبر ہو جائے گی۔"

"کب خبر ہوگی؟" اس نے مزہ پر گھونسا مارا۔ میرا کیا وہ جھٹک ٹوٹ گیا۔ ٹیلی فون اچھل کر ادھر سے ادھر ہو گیا۔ افسرانہی جان بچانے کے لیے کرسی سمیت پھینک دی۔ اٹک گیا۔ مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں سمجھایا: "میں کیا کر رہا ہوں۔ کیا غصت کرنے سے دشمن کی گردن ہاتھ میں آ جائے گی۔ مگر نہیں، قانون کے مطابق کو نقصان پہنچانے کا تو یہی ہے۔ جا رہے سم جائیں گے۔ جیسے میری مدد کرنی چاہیے دیکھتے نہیں کر سکتے گے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ افسر نے رسیور اٹھا کر دوسری

نئی نسل کی انقلابی ادیب اور مشور کا نمبر
زادہ جن
کے افسانوں کا مجموعہ

قدی سانس لیتا ہے

قیمت ۹۰۰ روپے

کاتبین الیڈیشن شائع ہو گیا ہے
آج ہی طلب فرمائیے انشائی فورہ تعداد میں دستیاب ہے

کتابیات علی کی مشورہ سے

طرف کی بات سنی پھر کہا: "پلیز بی بات مسٹر جبریل گرانٹ کو بتاؤ۔"

جبریل نے اس سے ریسورسے کرکان سے لگایا۔ پھر غر کر پوچھا: "کون ہے، کیا بات ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی: "جی ایک پولیس افسر ہوں، اربورٹ سے بول رہا ہوں۔ پارلیمانی میموراندیم دیکھنا چاہتا ہوں؟"

"ہمال کیا ہے؟" "پیرس۔ وہ اپنے جارٹرڈ ہاؤس سے میں گیا ہے" اس نے ریسورسے کو شی فون پر بیخ دیا پھر اسے اٹھا کر اس کے چھتے کے باعث ٹوٹ گیا تھا تا رہی ایک ہو گیا تھا وہ اسے اٹھا کر چھینا گیا تھا تا مارٹن رسل نے کہا وہ میں تھا اسے دماغ میں بڑی دیر سے ہوں اور تم غصے میں میری موجودگی کو محسوس نہیں کر رہے ہو۔ بائی دی وہ میں نے تمہارے خیالات پڑھ لیے ہیں، تم بھی ایک طیارہ چارٹر کر کے پیرس پہنچنا چاہتے ہو؟"

"ہاں، اربورٹ چاہا رہا ہوں۔ ابھی طیارہ چارٹر کرنا میں یہاں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کروں گا جب تک پارلیمانی کونسل نہیں کر لیا جائے اور تم میں نہیں ڈالوں گا ایک ٹھونٹ پانی بھی نہیں پیوں گا۔" "مسٹر جبریل! تمہارے رورڈ آنے والے تم سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لیے سمجھانا ہوں غصہ ٹھوک دو۔ پارلیمانی بہت جالاک ہے، وہ تمہارے غصے کو ہتھیار بنا کر تمہیں شکست دے گا۔" "جو اس مدت کرو۔ میری روائی کا انتظام کرو۔" "جب تک غصہ کرو گے میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔"

"م مجھے اور غصہ دلار سے ہو؟" "میں تمہاری بھلائی کے لیے سمجھا رہا ہوں دنیا کا کوئی بھی شدہ زور غصے کی حالت میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا ہے وہ غصے سے چلتا ہوا اچھی گاڑی میں آکر بیٹھتے ہوئے بولا: "اب میں سپر اسٹرک ایجنٹ کے ذریعے طیارہ چارٹر کرانوں گا۔" اگر تم ریسکون نہیں رہو گے اور جوش و خروش میں جاؤ گے تو میں پارلیمانی تمہاری آمد کی اطلاع دوں گا۔ وہ پیرس چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جائے گا تم اسے کبھی تلاش نہیں

کر سکو گے۔"

میں تمہاری گردن توڑ دوں گا میرے سامنے آؤ۔" "بگ بگ بائیں نہ کرو، غصہ ٹھوک دو۔"

وہ تیزی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ دماغ میں گری ہوئی ہوئی تھی، سر چل رہا تھا۔ مارٹن رسل نے اس کے دماغ کو ذرا ہلکا دیا گاڑی کا اسٹیئرنگ ہلکا گیا۔ وہ ایک دکان کے نشیروں کو تڑپتی ہوئی اندر گھس گئی۔ ایسے حادثے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے لیکن دکان کو لاکھوں کا نقصان پہنچا سکتا تھا اور دکان دار زخمی ہونے، مارٹن نے کہا اب تم پر کسی ہوگا مقدمہ چلے گا۔ یہاں سے فرار ہونا جاہلوں کے اپنی طاقت سے چند لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیکن اس ملک کی سرحد کو پار نہیں کر سکو گے۔"

"مجھے سپر اسٹرکریاں سے بچنا لگے گا۔" "سپر اسٹرکریاں تمہاری مدد کے لیے مجھے یہاں بھیجا ہے اور تاکہ کر کے جب تک تم غصہ تمہیں کر دے تو وہ کوئی نال نہیں رکھو گے میں تمہیں پارلیمانی سے ملانے کی اجازت نہیں دوں گا۔ تمہارے راستے میں ایسی رکاوٹیں پیدا کرنا

زور کا ہے۔" "کتنے ہی سیاہی، انگریزوں نے ان کے گردلے طرف سے گھبر رہے تھے۔ جبریل ٹھنڈا پڑ گیا۔ اب فضل آئی کہ کتنے سپاہیوں کو مارے گا۔ اگرچہ کنوینشن سے تین برسے کا لیکن زخمی ہونا رہے گا۔ پیرس پہنچنے میں دیر ہوئی رہے گی۔" مارٹن نے کہا: "اب تم نارمل ہو کر درست بات سوچ رہے ہو۔ میں نے اس کے حادثے کا ایک نوٹہ پیش کیا ہے جس طیارے میں تم جاؤ گے اس کے پائلٹ کو اپنے قابو میں رکھوں گا اور جب چاہوں گا تمہیں آسمان کی بلندی سے بیچ کر دوں گا۔ میں تمہارے راستے کا پتھر بھی ہوں اور چھول بھی، نارمل رہ کر مجھے چھول بناؤ رکھو۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں، غصہ نہیں کروں گا۔ اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔" مارٹن نے ایجنٹ کو ہلکا کر دکھانا اور پولیس والوں کو یقین دلایا کہ تمام نقصانات کا بھر پور معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ مسٹر جبریل کو حراست میں لیا گیا۔ بہر حال اسے قانون کی گرفت سے بچا کر روم سے پیرس کی طرف روانہ کر دیا۔ اسے سوسائٹ سے الگ کرنے کے لیے سپر اسٹرک آڈیوں کو بڑی دشواریوں سے گزرتا پڑا تھا اور اتنی دشواریوں اور قاتلانہ منصوبوں کے باوجود وہ زندہ تھی۔

جب اس پر تیز زانی سرخ کے ذریعے مجھ کے پاس سے تھے۔ سپر اسٹرک میں بیٹھی جا سکتے والی تھیں، ہاں انھیں ڈول میں سے ایک کے دماغ میں تھا اور اس موٹی کے نظاروں تھا کہ سوسائٹری طرح زخمی ہو پھر اس کے دماغ میں جگہ بنے تیاراب کا ایک چھینتا بھی اس کے بدن پر پڑا تو وہ اذیت میں مبتلا ہو جاتی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ وہ آخر وقت تک تیاراب سے بچتی رہی اور یوں بچنے کے لیے ہی اس نے موت کے کنوین میں جھلانگ لگا دی تھی۔

کہنی پال نے اس کی جھینٹے ہی خیال خواتی کی جھلانگ لگائی اس کے دماغ میں بیچ گیا۔ اس کے پاس اس گری گارڈی تھی اور تائیں کئی گری بستی تھی کہ وہ چھین مارتی ہوئی نیچے چلی جا رہی تھی اور بستی کی طرف موت کا علاوہ ختم نہیں ہو رہا تھا۔ آخر وہ ایک دلدار میں جا کر گری کہنی پال کیلین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ دلدار ہے کیوں کہ دلدار میں دھنسنے والے اپنے زور پڑا پڑھ نہیں سکتے بلکہ جتنا زور لگاتے ہیں، دھنسنے چلے جاتے ہیں جی جانی کی بات تھی کہ وہ آٹھ کر بیٹھ گئی تھی پھر گردن ٹال دھنسنے لگی تو آٹھ کر گھڑی ہو گئی اس کے بعد اس نے کہنی پال کو محسوس کیا تو سانس روک لی۔ وہ دماغ سے باہر نکل آیا۔

اس نے دوسری بار خیال خواتی کی پرواز کی لیکن وہ پرواز نہ کر سکا اسے یہ معلوم کرنے کی ہے جی تھی کہ سوسائٹ آخری بندی سے نامعلوم بستی میں گر کر کیسے زخمی اور اب وہاں کیا کر رہا ہے اس نے پھر ایک بار پھر خیال خواتی کی پرواز کی پرواز کرتے ہی جھانک کی طرح بیٹھ گیا۔

تب میں نے کہا: "کہنی پال! آرام سے بیٹھے رہو۔ سوسائٹ کے پاس جانا چاہا ہو گے تو کھوپڑی کے اندر زلزلے پیدا کر دوں گا۔"

وہ سم کر خلا میں نکلنے لگا اسے تو یہی عمل یاد آ گیا تھا اور وہ اپنے حال کو دماغ سے نکال دینے کی جرات نہیں کر سکتا تھا اس نے عاجزی سے کہا: "مجھے سوسائٹ کے پاس جانے دو۔ اگر میں اس کے متعلق سپر اسٹرک کو سب روٹ نہیں دوں گا تو اسے مشہور ہو گا کہ میں کسی کے زیر اثر آ گیا ہوں اور اپنے سپر اسٹرک کے منصوبوں کو اپنے حال پر ظاہر کر رہا ہوں۔"

مگھ نے کہا: "تم اپنے اسٹرک کو روٹ دے سکتے ہو کہ سوسائٹ کو دماغ تاریکیوں میں ڈوب گیا ہے، اس کے باوجود دماغ میں جگہ مل رہا ہے وہ زندگی اور موت کے درمیان

ہے میں ابھی اگر تم سے باقی باتیں کر دوں گا۔" میں اسے چھوڑ کر سوسائٹ کے پاس پہنچ گیا۔ جب سوسائٹ نے فرانسیسی سفیر کے پاس پہنچ کر پارلیمانی سے فون پر گفتگو کی تھی، تب پارلیمانی سے ہی پاس لگتی تھیں۔ تھا۔ اس نے مجھے سوسائٹ کے حالات بتائے میں نے کہا: "مگر نہ کرو، میں اس کے دماغ میں رہوں گا لیکن اس سے پہلے تمہیں بھی احتیاطی فارویشن کرنا چاہیے۔"

پارلیمانی نے کہا: "میں سمجھ رہا ہوں، سپر اسٹرک کو یقین ہو گئے کہ میں سوسائٹ کی طرح جبریل کو بھی دوست بنا لوں گا لہذا وہ مجھ پر قاتلانہ حملے کر سکتا ہے۔" "تم عدیہ بدل کر روم جا سکتے ہو سوسائٹ کو تمہاری ضرورت ہے۔"

"میں روائی کی تیاری کرتا ہوں آپ مجھے اس کے حالات بتاتے رہیں۔"

میں نے اس وقت سوسائٹ کے پاس آ کر دیکھا تو کتنے ہی دشمن ہاتھوں میں سرخ چلے آئے گھرنے کے لیے مختلف گلیوں سے آ رہے تھے۔ وہ ان سے بچتی ہوئی کھنڈرات میں پہنچ گئی تھی۔ اندھے کنوین کے پاس لڑائی کے دوران میں نے کتنے ہی سرخ ڈالوں سے اسے بچا دیا لیکن اس وقت چھوڑ کر ہو گیا جب وہ آہنی حالی کو کھڑکوں کے اندر لٹک گئی تھی۔ دشمن تیاراب کی بھکاری چھوڑ رہے تھے۔ وہ تیز رفتاری سے اور مرنے والی تھی، ایسے وقت میرے دماغ میں ایک ہی بات آئی کہ جو تمام بدم کے دھماکے سے نہیں مری مگر اسے ہو کر پھیر پڑ گئی ہو سکتا ہے اندھے کنوین میں جا کر اپنی جان بچا لے۔ اس خیال کے ساتھ ہی میں نے آہنی حالی سے اس کی گرفت چھین کر دی اسے کنوین کی گری بستی میں پہنچا دیا۔

مجھے یقین تھا کہ کہنی پال ایسے وقت چراس کے دماغ میں جگہ بنائے آئے گا جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ سوسائٹ نے گرائی میں پہنچ کر بھی سلامت ہے تو میں کہنی پال کو وارننگ دینے لگا۔ برائتو ہی عمل اس کے گلے میں ہڈی کی طرح ٹک گیا تھا نہ مجھے آگ لگتا تھا، نہ گل لگتا تھا اور نہ ہی سپر اسٹرک کو بتا سکتا تھا کہ وہ میرا انعام بن چکا ہے۔

میں کہنی پال کا راستہ روک کر پھر سوسائٹ کے پاس آیا۔ وہ دلدار میں مل رہی تھی اور کنوین کی پرواز کو سنبھال رہی تھی۔ گری تاریکی میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ دلدار میں چلنا ممکن نہیں ہوتا چونکہ قدموں تلے سخت زمین تھی اس لیے وہ غیر معمولی قوت کے بل پر دلدار کو چبھتی ہوئی گھوم گھوم کر دیوار کو ٹھونکتی

برابر ہو گئی تھی۔ وہ کنوئیں کے دائرے سے نکل کر کسی زیر زمین
جھنے میں آگئی تھی۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ آنکھوں کو اندھا
کر دینے والے اندھیرے میں کسی نے گہری سرگوشی میں پوچھا۔
”کون ہوتو؟“

وہ خاموش رہی۔ آواز کی سمت کا اندازہ کرنے لگی۔
چوں کہ سرگوشی دُور تک گونجنی لگی تھی اس لیے اندازہ نہ ہو سکا
کہ بولنے والا کہاں ہے؟

پھر وہی دھیمی سی آواز آئی۔ ”جواب دو کون ہو؟“
سوسانہ نے پوچھا ”تم کون ہو؟ میں کہاں پہنچ گئی ہوں؟“
”جہاں بھی ہو، تمہیں باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں
ملے گا۔“

”جب میں آنے کا راستہ۔۔۔ لیتی ہوں تو جہانے کا راستہ
بھی نکال لیتی ہوں۔“

”ہم حیران ہیں کہ تم کنوئیں کی بند ہی سے کر کے بھی سلامت
ہو اور بڑی دلیری سے جب رہی ہو۔“

”میرا خیال ہے تم لوگ مجھے دکھنا پسند کر لو گے؟“
”بے شک تمہیں دکھیں گے۔ آج تک ہم نے یہاں
آنے والوں کی لاشیں دیکھی ہیں۔ تمہاری بھی لاش دکھیں گے
کیوں کہ ہم کسی کو اپنی صورت نہیں دکھاتے ہیں۔“

”میری لاش دیکھنے کے لیے مجھے مارنا ہو گا۔ مارنے
کے لیے روشنی کی ضرورت ہوگی۔ کیا میری آواز کی سمت گلی
چلاؤ گے؟“

اسی لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ایک گولی آگ لاس
کے جسم میں چبوت ہو گئی۔ سائیکسٹر لگا ہوا ریلو اور استعمال
کیا گیا تھا۔ کسی نے ہنسنے ہونے کہا۔ ”میں اندھیرے میں
آواز کی سمت صحیح نشانہ لگا تا ہوں۔ آج تک میرا نشانہ خطا
نہیں ہوا۔ اسوں تم اندھے کنوئیں سے تو بچ گئیں۔ اندھی موت
سے تہ تیغ کیں۔“

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر اسی آواز نے کسی کو
حکم دیا۔ ”لاٹھ آن کرو۔“

وہ اچانک روشنی میں نہانگی۔

جا رہی تھی۔ ایک جگہ دیوار کی ایک اینٹ ڈھیلی تھی۔ وہ اُس
پر سے ہاتھ پھیرتی ہوئی آگے بڑھنا چاہتی تھی، میں نے اُسے
رُودک دیا۔ اس کی سوچ میں کہا۔ یہ ایک اینٹ ڈھیلی کیوں
ہے؟ اسے باہر نکل کر آزمانا چاہیے کوئی خاطر خواہ نتیجہ
حاصل ہو سکتا ہے۔“

اس خیال کے تحت اس نے اینٹ کو ذرا ہلایا پھر
زور لگا کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ اینٹ دیوار سے نکل کر ہاتھ
میں آگئی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”اس اینٹ کی جگہ
ہاتھ ڈال کر دیکھنا چاہیے۔“

اس نے غلام میں ہاتھ ڈالا۔ ایک آہنی کل پر ہاتھ
پڑا۔ وہ اُسے دہا میں بائیں گھمانے لگی۔ کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ لیکن
اُس آہنی کل کا کوئی مقصد تو ہو گا۔ اُس تاریخی اندھے کنوئیں کی
گہرائی میں کون وہاں پہنچا تھا؟ کس نے وہ آہنی کل وہاں رکھ لی
تھی۔ آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور میں تاریخی عمارتیں، اُن سے
عمار توں کتہ خانے اور اندھے کنوئیں پر اسرار نہیں رہے۔

آثار قدیمہ کے ماہرین کو حکومت کے وسیع ذرائع وہاں تک
پہنچا دیتے ہیں۔ جن ممالک میں ذرائع محدود ہوتے ہیں وہاں
کے اسمگلر اور دوسرے جرائم پیشہ افراد اُن زیر زمین جھٹوں
میں پہنچ جاتے ہیں۔ سوسانہ نے اُس آہنی کل کو پوری قوت
سے اپنی طرف کھینچ کر دیکھی سی سرسراہٹ کی آواز آئی۔ کوئی
چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ سرک رہی تھی۔

وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر دیوار کو ٹٹولنے لگی۔ ایک جگہ
خللا محسوس ہوا۔ گہری تاریکی میں آنکھیں کام نہیں کر رہی تھیں۔
ہاتھ راہنمائی کر رہے تھے۔ وہ غلام اتنا بڑا تھا جس میں سے
وہ گزر سکتی تھی۔ اس نے سنبھل کر وہاں قدم رکھا۔ ایک
اندھی کی طرح دونوں ہاتھ بڑھا کر آگے جانے لگی۔ آگے کوئی
رکاوٹ نہیں تھی مگر کوئی مصیبت پیش آ سکتی تھی۔ وہ چلتے
چلتے ٹپک گئی۔ پھر وہی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔

اُس نے پیچھے گھوم کر اندازہ لگایا کہ اندھے کنوئیں
کی جو دیوار سرک گئی تھی، وہ پھر سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ

اس دلچسپ داستان کے باقی واقعات
تیسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیے۔